Vol I No 1
Registered No A 133
1331

رجسٹرڈ نمبر

کوکبہ ہند

آگرہ یکم جون سنہ ۱۹۲۴ء

مدیر نشان
مہر محمد خان شہاب
مالیر کوٹلوی

مدیر مسئول
سید محفوظ الحق علمی
مولوی فاضل

مقاصد
نشر نفحات حقیقت تبلیغ وحدت
وحدت فلاح اقتصاد اصلاح معاشرت
تعلیم عمومی تنظیم حقوق نسوان
تعمیم معارف تطہیر مذاہب و دیانت

قیمت اخبار سالانہ للعموم
نشانہای ما سہ ماہی ۱۲

قواعد
ہر جماعت کا مضمون درج کیا جائیگا وہ مضمون درج ہوگا جسمیں کسی دین و قوم یا فرد پر ناروا حملہ ہوگا

3
ب نمبر کے نصل الخطاب صاحب
ے نمبر آگرہ

درجہ اشتہارات
فی کالم ایک بار صہ
نصف یا چوتھائی کالم کا اشتہار اسی حساب سے
آٹھواں حصہ ۱۵ بار اس سے کم

جلد ۱ — ہر انگریزی مہینہ کی یکم ۹-۱۰-۲۵ کو شایع ہوگا — نمبر ۱

قلبا طاهرا فاخلق فی یا الٰهی ۔ سرا ساکنا جدد فی یا منائی ۔ وروح القوة شبتنی علی امرک یا محبوبی ونور العظمة فاشهدنی علی صراط رجائی ۔ وسلطان الرفعة الی سماء قدسه رحنی یا اولی وبارياح الصمد یا فابحثنی یا آخری ۔ ونفحات الازلیة فاسترحنی یا مونسی ۔ ونغبات طلعتک الفدیعة نجنی عن دونک یا سیدی ۔ و نظهور کلمتک الدائمة بشرنی یا ظاهر فوق ظاهری والباطن دون باطنی ۔ [ادعیہ]

اے میرے معبود ۔ مجھمیں ایک پاک دل پیدا کر ۔ اے میری امید ۔ مجھمیں ایک پرسکون راز کی تجدید فرما ۔ اے میرے محبوب ۔ مجھے اپنے امر قوۃ کی روح کیساتھ قایم کر ۔ اے میرے رجا ۔ مجھے اپنی عظمت کے نور کے ساتھ راستہ دکھا ۔ اے میرے ابتدا ۔ مجھے اپنی تقدیس کے آسمان کیطرف قدرت کے ساتھ بلندی عطا فرما ۔ اے میری انتہا ۔ مجھے اپنی صمدیت کے جھونکوں کے ساتھ مسرور فرما ۔ اے میرے مونس ۔ مجھے اپنی ازلیت کے نفحات سے استراحت بخش ۔ اے میرے سردار ۔ مجھے اپنی طلعت قدیمہ کی دولت کے ساتھ اپنے ماسوا سے نجات بخش ۔ اے میرے ظاہر سے زیادہ ظاہر اور اے میرے باطن سے زیادہ باطن ۔ مجھے اپنی دائمی کینونت کے ظہور سے بشارت دے (ادعیہ محبوب)

قادیان اور ہمارا اعلان

ایک جدید مذہبی تحقیق اور اختلاف رائے کا باپ قادیانی جماعت سے ہمیں خارج کیا گیا ۔ افراد جماعت کو ہم سے ہر طرح بائیکاٹ کرنے کا حکم دیا گیا ۔ ہمارے متعلق مختلف القاب و خطابات تمسخر آمیز لہجہ میں سنے اور اس سے بڑھکر سزاؤں کی دھمکیوں کے ساتھ قادیانی اخبارات میں شایع کئے گئے اور آیندہ بھی نہ معلوم کب تک شایع کئے جائینگے ۔ لیکن ابھی تک جسقدر کہ اخبار ہی دنیا کو معلوم ہے ہم نے قادیانی پریس کے بیجا الزامات کے متعلق کچھ بھی نہیں لکھا ۔ حالانکہ یہ بات بالکل آسان اور بہت معمولی ہے کہ ان کے ایک ایک لفظ کا مدلل و مشرح جواب انہیں کے اخبارات اور مسلمہ بیانات سے آئینہ وار دیا جائے اور دنیا کو دکھایا جائے کہ وہ باتیں جنکو قادیانی پریس اپنی پوری قوت بیان اور زور خطابت سے بھیانک بناکر دکھانا چاہتا ہے اوسکی حقیقی شکل کیا ہے ۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ دنیا میں قادیانی پریس کی عینک سے ہی واقعات کو دیکھنے والے لوگ نہیں ہیں جو محض قادیانی پریس کی آواز پر کیطرفہ فیصلہ کرلیں ۔ بلکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ بعض معزز اہل قلم اور جرائد حق و انصاف کے تقاضا سے الزامات قادیان کو بچوں کی سی باتیں قرار دے رہے ہیں ۔

علاوہ ازیں قادیانی اخبارات کے مطالعہ سے ہر ایک شخص بھی معلوم کرسکتا ہے کہ وہاں قلموں اور زبانوں پر آجکل غصہ کی حکومت ہے جسکے ماتحت جناب امام جماعۃ قادیان اور امارات قادیان بہت کچھ فرما چکے ہیں اور جو کچھ اور قابل ارشاد ہے وہ بھی فرمائینگے ہاں جب اوسکا غصہ اتر جائیگا تو قابل جوابہ باتوں کے جوابات شائستگی کے ساتھ عرض کردیئے جائینگے تاکہ ارباب قادیان ٹھنڈے دل سے غور کرکے حق اور حقیقت کیطرف متوجہ ہوں ۔ ہم اصولی بحث چاہتے ہیں تو تو میں میں ہرگز پسند نہیں کرتے ۔ کیونکہ لایعنی باتیں کرنا رضائے الٰہی سے دور ہونا ہے ۔ چنانچہ جب ہم میں سے ایک (مہر محمد خان مالیر کوٹلوی) کو محفل خاص میں بلایا گیا جسمیں حضرت میاں بشیر احمد صاحب اور دیگر ارباب قادیان تشریف رکھتے تھے ۔ اور کہا گیا کہ تمکو صحبت بد نے خراب کیا ہے تم ہم سے سمجھ لو تو اونہوں نے جواب دیا کہ مجھے تو حضرت بہاء اللہ کی اس وحی نے لاجواب کردیا اگر آپکے پاس اسکا کچھ جواب ہے تو فرمائیے ۔ اور وہ وحی جو مجلس خاص میں سنائی گئی اسکا ترجمہ یہ ہے

(اے بہاء اللہ کہدو ۔ کیا تم لوگ اس شخص پر اعتراض کرتے ہو ۔ جو تمہارے پاس خدا کی بینات اور برہان حجت اور آیات لیکر آیا ہے ۔ جس جانوہ اوسکی نفس کیطرف سے نہیں ہے ۔ بلکہ اوسکی طرف سے ہے جس نے اوسے مبعوث کیا اور سچائی دیکر بھیجا ۔ اور اوسکو تمام عوالم کیواسطے ایک سراج بنایا (اے بہاء اللہ کہدو) ہمارے اوپر عرصہ سے تنگ ہوتا گیا روز بروز بلکہ ساعت بہ ساعت حتی کہ ہمکو ایک نیم خانہ سے نکالکر اس سجن اعظم میں ڈالدیا ۔ اور بڑی سختیوں کا برتاؤ کیا گیا جب پوچھا جاتا ہے کہ یہ لوگ کس جرم میں قید ہوئے تو کہتے ہیں کہ یہ لوگ دین کی تجدید کا ارادہ کرتے ہیں ۔ (اے لوگو) اگر تمہارے نزدیک یہ ارادہ جسمیں ایمانے کے دلیل ہوتی ہیں تو تمنے شریعت توراۃ اور انجیل کو کیوں چھوڑا اے لوگو اپنی بریت پیش کرو قسم ہے مجھے اپنی عمر کی ۔ آج کے دن میں نہیں کہیں چھپ رہنے کو جگہ نہیں (اے بہاء اللہ کہدو) اگر یہی میرا جرم ہے تو ہمیں حضرت رسول اللہ نے مجھے سبقت کی اور اونسے پہلے حضرت روح اللہ اور اونسے بھی پہلے حضرت کلیم اللہ نے اور اگر میرا گناہ یہ ہے کہ میں نے خدا کے کلام کو بلند کیا ۔ اور اوس کے حکم کو بیان کیا ۔ تو واقعی میں بہت گنہگار ہوں ۔ میں اس گناہ کو تمام آسمانوں اور زمینوں کی ملکوت کی بادشاہت سے بھی نہیں بدلوں گا)

جناب امام جماعۃ قادیان نے اگرچہ سخت وعیدی احکام جاری کئے ہیں کہ کوئی احمدی ہمسے ملاقات اور گفتگو نکرے لیکن احمدی افراد اور عام پبلک ملاقات اور مراسلات کے ذریعہ ہمارے خیالات معلوم کررہے ہیں لیکن جو خطوط اور کیفیت کے تقاضے ہمیں موصول ہورہے ہیں ۔ اور باوجود اکثر اخبار نہیں ہمارے متعلق مفصل واقعات شایع ہونیکے خریدار تفصیل کے مطالبے آرہے ہیں ۔ اوسکا لحاظ کرتے ہوئے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہر ہفتہ ایک نہ ایک مضمون اس موضوع پر لکھتے رہینگے ۔ شائقین اور طالبین کوکبہ ہند کا انتظار کریں نجی خطوط کا جواب دینے سے بوجہ عدیم الفرصتی کے معذور ہیں ۔

ہمارا نشان ۔ مہر محمد خان شہاب مالیر کوٹلوی ۔ محفوظ الحق علمی عبد الصمد عمر

©Afnan Library Trust, 2026

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کوکب ہند کا مطلع صحافت پر ظہور

یہ اخبار کن مقاصد کو لیکر آیا ہے

جب کوئی آتا ہے۔ تو اس سے ہر ایک شخص پوچھتا ہے یا پوچھنے کا حق رکھتا ہے۔ کہ آپ کے آنے کا کیا باعث ہے۔ اسی طرح جب کوئی اخبار یا رسالہ یا کتاب شایع ہوتی ہے۔ تو لوگ پوچھنے کا حق رکھتے ہین۔ اور پوچھتے ہین اور کتاب یا رسالے یا اخبار کا فرض ہے۔ وہ بتائے کہ مین کیون آیا ہون چنانچہ اسی طبعی قاعدہ کے مطابق "کوکب ہند" کو بھی بتانا چاہیئے کہ وہ کونسے داعیات ہین۔ جنکے زیر اثر وہ آسمان صحافت پر نمودار ہوا ہے۔

اخبارون کی اور خصوصاً اردو اخبارون کی کچھ کمی تو ہے نہین۔ مگر ظاہر ہے کہ ہر ایک اخبار کا خاص دائرہ اور ایک محور ہے۔ جس کے درمیان وہ کام کرتا اور جسپر وہ چلتا ہے "کوکب ہند" جو آپ کی خدمت مین حاضر ہو رہا ہے۔ اسنے بھی ایک دائرہ اور ایک محور اپنے لئے تجویز کیا ہے۔ گو اسکو جاری کرنے والون کے عزائم اور ارادے بہت بلند ہین۔ جنکا پورا ہونا خدائے قوی و قدیر کے یہ قوت و قدرت ہی مین ہے۔ لیکن اُسی کی توفیق و عنایت کے بھروسہ پر چند باتین مجملاً "کوکب ہند" کے اغراض و مقاصد کو مدنظر رکھکر عرض کی جاتی ہین۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ "کوکب ہند" معروف "مذہبی تعصب" سے بالکل الگ اور قطعی بیگانہ ہوکر کام کرنا چاہتا ہے اس کی خواہش ہے کہ مذہب جیسی محبوب اور مرغوب چیز تعصبات نفسانی کی ظلمتون سے تاریک نہو۔ اس اصل کو مدنظر رکھکر ہر ایک مذہب کے متعلق مضامین اس مین درج ہونگے کسی مذہب اور اُس کے بانی پر نارواحملہ نہوگا۔ ہان اصول مذہب سے متعلق نہایت روح و ریحان سے بنا دلائل خیالات ہوگا۔ تمام مذاہب مسلّمہ کے اصول اور ان کے پیشواؤن اور مقتداؤن کے متعلق کمال وسعت و حوصلہ کے ساتھ نہایت موزون و مناسب لب و لہجہ اظہار خیال کے لئے اختیار کیا جائیگا۔ اور غیر مذہب کے جو مضامین "کوکب ہند" مین شایع ہون تو حسب ضرورت اُن کے مختصر جواب نہایت فراخدلی سے "کوکب ہند" مین بھی شایع کئے جا سکتے ہین۔

"کوکب ہند" شرک کا دشمن و بربریت کا بیکن اور توحید کا علمبردار ہوگا۔ علاوہ قدیم علوم کے تازہ علوم فلسفہ و سائنس کی روشنی مین دین و توحید کے مسائل کو نمایان کریگا۔ یہ بتائیگا کہ مذہب کی کیا ضرورت اور رسالت کی کیا حاجت ہے تمام انبیاء اور مرسلین اور سیدنا و مولنا حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوۃ کو پرزور دلائل سے مدلل اور مستحکم براہین سے مبرہن کریگا۔ اور دکھائیگا کہ قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کا کیا ثبوت ہے۔

"کوکب ہند" کا یہ بھی مدعا ہے کہ اس حقیقت کو بتائے کہ تمام مذاہب کا ایک ہی سرچشمہ اور ایک ہی منبع ہے۔ حقیقت ایک ہے جسکی شکلین کسی قدر مختلف ہین جب یہ بات ثابت ہوگئی۔ تو پھر مذاہب کے نام سے دنیا مین جو عداوت پھیلی ہوئی ہے اس کا قطعی سدباب ہو سکیگا۔

اس حقیقت کے انکشاف کے بعد یہ مسئلہ بھی طے ہو جائیگا۔ کہ اس صورت مین اہل مذاہب کے آپسمین کیا تعلقات ہونا چاہئین۔ کیا ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہون یا کیا دوسرے کے لئے موجب مسرت و دلبستگی اور باعث راحت و رحمت۔

باوجود اس کے کہ "کوکب ہند" اسلام کا حامی ہے مگر ہر ایک مذہب کے متعلق اسمین تعریفی مضمون درج ہو سکتا ہے مخالفانہ مضمون کو بھی۔ دل کو مجروح اور روح کو کچلنے والے الفاظ نکالکر "کوکب ہند" اپنے صفحات مین نہ لیگا۔ یہی نہین کہ اس مین صرف مضامین استدلالیہ ہی درج ہونگے بلکہ ایسی چیزین بھی درج ہون گی جنکے مطالعہ سے خدائے محبوب کی محبت کے شعلے قلوب مین مشتعل ہو جائین اور ارواح عشق الٰہی مین پروانہ وار شمس حقیقت کی طرف آنے لگین۔ وہ باتین بھی "کوکب ہند" کے دائرہ عمل مین داخل ہین جنکا تمام ہندوستان مین بسنے والے آدم زادون کی اخلاقی۔ تمدنی۔ معاشرتی ترقی سے تعلق ہے۔ "کوکب ہند" بتدریج بتائیگا کہ کس طرح ہندوستان دنیا مین وہ درجہ حاصل کر سکتا ہے۔ جو اسکی شان کے شایان ہے۔

علاوہ ازین عام اخباری مذاق کے لحاظ سے اس بات کا انتظام کیا گیا ہے۔ کہ تمام اخبار و جرائد کا بہترین خلاصہ اور دنیا کی اہم خبرین اس مین درج ہوا کرین۔ جنکے مطالعہ سے دنیا کا ایک خوب صورت مرقع ناظرین کے سامنے آجایا کریگا۔

"کوکب ہند" جن ہاتھون مین ہے وہ اس بات کے دعویدار نہین کہ وہ دنیا مین بہترین قابلیت کے مالک ہین۔ ہان انکے ارادے اور نیت مین خلوص اور للہیت ہے اسلئے ایزد متعال سے قوی امید ہے کہ وہ ان کی اس بارے مین محض اپنے فضل سے ضرور مدد فرمائیگا۔ اور "کوکب ہند" خدا کی عنایت سے ہندوستان مین اپنی نوعیت کا ایک ہی اخبار ہوگا۔

دور حاضر مین قرآن مجید کی ایک پیشگوئی کا عظیم الشان ظہور

خدائے علم و خبر نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید مین بہت سے واقعات کے ظہور سے پیشتر اُن کی خبرین دی ہین جو بلا تاویل صاف رنگ مین حرف بحرف واقع ہوگئین تیرہ سو سال کے عرصہ مین وہ صدہا غیبی خبرین جو قرآن مین مندرج ہین پوری ہوتی ہوئی دنیا نے دیکھین یہ اس امر کا زبردست ثبوت ہے کہ قرآن مجید سرچشمہ علم الٰہی سے نکلا ہے اور اپنے ساتھ اپنی صداقت کے تازہ تازہ نشان رکھتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی سورہ بنی اسرائیل مین یہودیون کے متعلق صریح الفاظ مین پیش گوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ مین وہ اپنے مرکز فلسطین مین پھر اکٹھے کئے جائینگے چنانچہ سورۂ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ مین فرمایا (وقلنا من بعدہ لبنی اسرائیل اسکنوا الارض فاذا جاء وعد الاخرۃ جئنا بکم لفیفا) اور ہم نے موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کو کہا تم زمین مین آباد ہو جاؤ پھر جب آخری زمانہ کا وعدہ آئیگا تو ہم تمہین تمہارے مرکز کی طرف سمیٹ لینگے یہ پیشگوئی تھی جس کے ظہور کا انتظار تھا خصوصاً بنی اسرائیل تو بڑی تمناؤن کے ساتھ اس وعدے کے دن کی راہ تک رہے تھے کیونکہ توراۃ بھی اس وقت کی امید دلاتی ہے اور زبور سے بھی یہ خبر ظاہر ہوتی ہے لیکن قرآن کریم نے اپنی پوری شان کیساتھ آج سے تیرہ سو سال پیشتر اعلان کیا اور آج وہ بات عیانا ہمارے سامنے پوری ہو رہی ہے اخباری دنیا مین یہ خبر عام ہے کہ "امریکہ کا سالنامہ یہود" (بابت سنہ ۱۹۲۳-۲۴ء) ظاہر کرتا ہے کہ دسمبر ۱۹۱۷ء سے لیکر سنہ ۱۹۲۱ء تک ساڑھے سات ہزار یہود بیرونی ممالک سے نقل مکان کرکے فلسطین مین پہنچ گئے ہین اور یہودی انجمنین اور نوآبادکار افراد یہود جائداد مین اور زمینین خرید رہے ہین پس یہ تازہ واقعہ صداقت قرآنی کا زندہ گواہ اور طاقت فرقانی کا زبردست ثبوت ہے گو یہ بات بظاہر مختصر ہے لیکن درحقیقت علم غیب کا ظہور اور خدائی پیش خبری کا غیبی شہود ہے مبارک وہ کان جو سنین مبارک وہ آنکھین جو دیکھین مبارک وہ دل جو سمجھین۔

مین قادیان جاتا ہون۔

اختلاف رائے پر قادیان سے اخراج

اخباری دنیا کو معلوم ہے چونکہ میری اہلیہ زینب بیگم طاہرہ عقائد و خیالات مین میرے ساتھ متفق ہے لیکن دو ماہ کیلئے اسکو قادیان مین رکھدیا گیا تھا۔ اب وہ وقت ختم ہو گیا مین ٹھیک وقت پر اسکو لینے قادیان جا رہا ہون۔ دیکھئے کیا حالات پیش آئین اگر طاہرہ کو میرے ساتھ بھیجدیا گیا اور اس معاملہ مین جبر و اکراہ نہ کیا گیا تو مین مشکور ہونگا اگر اس بات مین مجھے ستایا گیا تو تبدگان خدا گواہ ہو جائین کہ مین حق کی خاطر یہ مصائب برداشت کرنیکی توفیق خدا سے چاہتا ہون۔ عموماً عشاق حق خصوصاً اہل بہا نے بہت بہت تکالیف محبت الٰہی کی راہ مین اٹھائی ہین۔ جبکہ میری اہلیہ عقائد حق مین میرے ساتھ ہے تو ایک مومنہ کو بیکس اور تنہائی مین چھوڑنا میرے لئے بعید از وفا ہے مین کسی کو ناراض کرنا نہین چاہتا۔ لوگ خود بخود ناراض ہون تو مین کیا کر سکتا ہون۔

طاہرہ کے خطوط جو میرے نام اس عرصہ مین پہنچے انمین اُس نے میری رفاقت مین استقامت کا اظہار کیا ہے یقیناً وہ میرے ساتھ ہے۔ بہرحال مین قادیان جا رہا ہون وہان جو حالات پیش آئین وہ اہل جرائد کو شایع کرنے چاہئین کیونکہ یہ معاملہ صرف ذاتی نہین رہا بلکہ ایک مذہبی عام معاملہ ہو گیا ہے اور تاریخ قادیان مین ایک نئے باب کا اضافہ ہے۔

محفوظ حق علمی از امرتسر ۱۹ مئی سنہ ۱۹۲۴ء

©Afnan Library Trust, 2026

چھوت چھات کے متعلق ایک نئے اسلوب سے اظہار خیال

ہمارے ایک محترم دوست نے بیان فرمایا کہ گرمی کا موسم تھا اور ایک معزز ہندو صاحب کے زیر تعمیر مکان مین نئی صراحی اور کٹورہ رکھا تھا۔ دھوپ مین سے ایک پنڈت صاحب تشریف لائے بے تابانہ صراحی کی طرف بڑھے اور یہ خیال کرکے کہ یہ صراحی کسی ہندو کی ہے بے تکلف اپنی تشنگی کا علاج کیا۔ مگر بعد مین معلوم ہوا کہ یہ صراحی تو کسی مسلمان کی تھی اس سے جناب پنڈت صاحب کو اس قدر تکلیف ہوئی کہ آپنے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ اور آپ کو یہ خیال ہوگیا کہ اس کے فعل مین تکلیف ہوگئی ہے جسکی وجہ سے آپ بے چین تھے اور یہ حالت آپ کی کئی دن تک رہی۔

یہان سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی وجہ تھی جسکے باعث وہی پانی جو ایک شخص کی تشنگی کا علاج اور بے تابی مین تاب و توان ثابت ہوا تھا محض ایک لفظ کے کان مین پڑنے سے مرض لاعلاج اور باعث اضطراب اور سوہان روح ہوگیا؟ کیا پانی مین کچھ نقص تھا یہ تو نہین کیونکہ جب تک لفظ "مسلمان کا پانی" اس محترم بزرگ کے کان مین نہ پڑا تھا۔ حقیقتاً ان کے لئے آب زندگی۔ اور سرمایۂ حیات ثابت ہوا تھا۔ تو کیا اس فقرہ مین کوئی ذاتی مخالفت کا اثر تھا۔ یہ بھی نہین کہا جا سکتا کیونکہ اگر اس فقرہ مین ذاتی اثر سمیت یا مرض آفرینی کا مادہ ہوتا تو ہر اس شخص کی یہی کیفیت ہونا چاہیئے جو "مسلمان کا پانی" پیے۔ مگر یہ بات نہین۔

اب اسکی کوئی اور وجہ تلاش کرنا چاہیئے۔ ہمارے خیال ناقص مین اسکی ایک ہی وجہ ہے کہ چونکہ ان بزرگ محترم کے دل و دماغ مین یہ خیال اباً عن جد منتقل ہوتا آیا تھا اور انہون نے اپنی زندگی کا ایک لمبا عرصہ اسی تخیل کے زیر سایہ گذارا تھا کہ قطع نظر مسلمان کے کسی غیر ہندو شخص کے ہاتھ سے یا آگ لگے ہوئے برتن سے پانی پینا ممنوع ہے اسلئے خواہ پانی ہمکو یا مرض آفرین نہ تھا مگر اس موروثی مزمن خیال کے زیر اثر دماغ اس خیال کا مقابلہ کرنے سے محض عاجز تھا۔ اور ناچار پانی پی لینے کے بعد علم ہونے پر کراہت اپنی مکمل بھیانک شکل کے ساتھ ان کی روح پر مسلط ہوگئی اور وہ اس کے زیر اثر اپنے آپ کو مریض سمجھنے لگے۔ تکلف بالتصنع سے نہین بلکہ بلا تکلف اور بغیر تصنع۔ لیکن یہان آپنے اس نکتہ پر غور فرمایا ہوگا کہ چھوت چھات کا مسئلہ اصلی مسئلہ نہین ایک عادی چیز ہے جسکی خالق عادت اور رسم ہے۔ نہ کہ فطرت۔ چھوت چھات کا یہ ایک پہلو تھا۔ اسکی روشنی مین آپ مہاتما گاندھی جی کے اس قول کو ملاحظہ فرمائے کہ

"اگر چھوت چھات ہندو عقیدے کا جزو ہوتا تو مین اپنے کو ہندو نہ کہتا اور یقیناً کسی ایسے مذہب کو قبول کرلیتا جو میری اعلیٰ امنگون کے مطابق ہوتا۔ خوش قسمتی سے مین چھوت چھات کو ہندو مذہب کا جزو نہین سمجھتا۔ بلکہ ایک ایسا بدنما دھبہ سمجھتا ہون۔ جسے ہر ہندو مذہب کا شیدائی دور کرنے مین اپنے کو مٹا دیگا۔"

مہاتما جی چھوت چھات کو ہندو عقیدے کا جزو نہین سمجھتے بلکہ ایک دھبہ سمجھتے ہین جو ہندو مذہب پر لگا ہوا ہے۔ اور ہر ایک ہندو مذہب کے شیدائی سے توقع رکھتے ہین کہ وہ اس دھبہ کو ہندو جسم سے دور کرنے کے لئے آپنے آپ کو مٹا دیگا۔ ہمارے خیال مین یہ اچھا احساس اور قابل قدر امید ہے۔ مگر ہمین یہان یہ دیکھنا ہے کہ چھوت چھات کی اس صورت مین جو اوپر عرض کی گئی ہے۔ ان لوگون کا کیا فرض ہونا چاہیئے جو اس مسئلہ کے قائل نہین۔

کیا وہ بھی اس کے مقابلہ مین چھوت چھات شروع کردین کیونکہ ان کی غیرت کو پامال کیا جاتا ہے۔ ان کو دو اپنے سے کمتر" سمجھا جاتا ہے۔ یا چھوت چھات کرنے والون کو مجبور اور اپنی عادت سے لاچار جانکر مقابلہ مین سختی سے کام نہین لینا چاہیئے۔

اس سے تو انکار نہین ہوسکتا کہ گو اصلی جذبہ جسکے ماتحت ہندو عقیدے کے احباب اپنے غیر ہندو بھائیون سے چھوت چھات کرتے ہین۔ عادت و رسم ہی کا نتیجہ ہے (اس وقت ہمارا یہ کام نہین کہ اس بات پر بھی بحث کرین کہ ابتداءً چھوت چھات کب پیدا ہوئی اور اس کے کیا اسباب تھے) بلکہ بعض کے دل مین واقعی نفرت کا احساس بھی کام کر رہا ہوگا۔

اس مین تو شک نہین کہ چھوت چھات کچھ اچھی چیز نہین مگر چونکہ ایک بہت بڑی قوم کا اسپر عملدرآمد ہے اسلئے کوئی ایسی تجویز ہونی چاہیئے جس سے اتنی بڑی قوم کی انپر آپکو الگ الگ نہ لئے رہے یا ہم اس یہ تو ظاہر ہے کہ کھینچا کھانچی کا نتیجہ افتراق ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ دو من تو کے سوال کو تو درمیان ہی سے اٹھا دیا جائے۔ جو لوگ محض جذبۂ مذہبی کے ماتحت چھوت چھات کرتے ہین۔ اور انانیت کا مادہ ان کو دوسرے لوگون سے نفور اور مجبور نہین بنا رہا۔ ہمین ان کے اس جذبہ کا احترام کرنا چاہیئے۔

وہ خواہ ہم سے ہزار چھوت چھات کرین۔ لیکن ہم ان سے کسی قسم کا فرق نہ کرین۔ ہان ہماری کوشش یہی ہونی چاہیئے کہ ان کے دل مین یہ احساس پیدا کردے کہ انکا ہم سے چھوت کرنا ان کی غلطی ہے۔ لیکن محبت خلوص پیار اور ہمدردی سے۔ نفرت۔ نفاق۔ عداوت اور بد خواہی سے نہین۔ پھر امید ہے کہ آج نہین تو کل ضرور وہ چھوت چھات کرنا چھوڑ دینگے۔ رہے وہ لوگ جو اپنے سے غیر کو حقیر و ذلیل سمجھنے کے باعث چھوت چھات کرتے ہین انسے اگر آپ بھی کھنچنے اور رکنے کی کوشش کرینگے تو ظاہر ہے کہ ان کے جذبہ نفرت مین اور ہیجان پیدا ہوگا۔ اور وہ پہلے سے زیادہ دور سے دور تر ہوتے جائینگے۔ ہمارے خیال مین ان کے لئے بھی محبت کے جذبہ ہی کی ضرورت ہے۔

اگر کسی سے نفرت کرنا کسی کو ذلیل و حقیر جاننا بری چیز ہے تو کوئی وجہ نہین کہ جو شخص اس کا مرتکب ہوتا ہو تو ہم بھی اس کا ارتکاب کرین۔ بلکہ اسکا علاج تو ایک ہی ہے کہ جو نقص ہے اسکو خوبی سے دور فرمائے۔ یہ وہ اصول ہے جسپر عمل کرنے سے ایک نقص دور ہوکر اسکی بجائے خوبی پیدا ہوسکتی ہے۔ قران کریم نے اس اصول کو کس خوبصورتی سے بیان فرماتا ہے۔ (ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم ۱ لمجتبیٰ) بھلائی اور برائی برابر نہین ہین۔ برائی کو بھلائی سے دور کرو اس سے تم دیکھوگے کہ وہ جو تمہارا جان کا دشمن تھا تمہارا گہرا اور دلی دوست ہوجائیگا (احم)

خلاصہ بحث یہ ہے کہ چھوت چھات کے دور کرنے کا ایک ہی طریق ہے کہ ہم اس کے مقابلہ مین چھوت یا نفرت سے کام نہ لین بلکہ اپنے سے چھوت کرنے والون کے اس جذبہ کا احترام کرے۔ کہ محبت سے محبت پیدا ہوتی ہے نفرت سے محبت نہین پیدا ہوسکتی۔

حقیقت اسلام

اسلام اس بات کو کہتے ہین کہ بکلی خدا کیلئے ہو جانا اور اپنا کچھ باقی نہ رکھنا جیسا کہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

انسان باعتبار اپنے اندرونی قویٰ کے ایک جماعت اور ایک امت ہے اور اسطرح تمام قویٰ کا خدا کو سجدہ کرنا ہی وہ حقیقت ہے جسکو اسلام کہتے ہین

وہی خدا کو پاتے ہین جو اسلام کے مفہوم کی آگ مین داخل ہوتے اور دعا فاتحہ مین لگے رہین۔

بجلی کی طرح ایک آگ ہمارے اندر سے نکلتی ہے اور ایک آگ اوپر سے ہم پر اترتی ہے۔ ان دونون کے ملنے سے ہماری تمام ہوا و ہوس اور غیر اللہ کی محبت بھسم ہوجاتی ہے ہم پہلی زندگی سے مرجاتے ہین اس حالت کا نام قرآن شریف کی رو سے اسلام ہے۔

خدا تعالیٰ نے انسان کو اسلام پر پیدا کیا یعنی یہ چاہا کہ انسان اپنے تمام قوی کے ساتھ اسکی پرستش کرے اور محبت مین لگ جائے۔

انسان کو جو کچھ اندرونی اور بیرونی اعضا دے گئے ہین یا جو کچھ قوتین عنایت ہوئی ہین اصل مقصود اُن سے خدا کی معرفت اور خدا کی پرستش اور خدا کی محبت ہے اسی وجہ سے انسان دنیا مین ہزارون شغلون کو اختیار کرکے پھر بھی بجز خدا کے اپنی سچی خوشحالی کسی مین نہین پاتا۔

ہر ایک جگہ جو انسان تعلق محبت پیدا کرتا ہے درحقیقت وہی کشش کام کر رہی ہے اور ہر ایک جگہ جو یہ عاشقانہ جوش دکھائی دیتا ہے درحقیقت اسی محبت کا ایک عکس ہے گویا دوسری چیزون کو اٹھا اٹھا کر ایک گمشدہ چیز کو تلاش کر رہا ہے۔

(۔م۔ع۔ا۔)

©Afnan Library Trust, 2026

معجزات

ایک خط ہماری نظر سے گذرا جس مین یہ عبارت تھی کہ "اخبارون مین ایسی خبرین شائع کرین اور پھر پوری ہون اور اس طرح پوری ہون تو لوگون کی توجہ خود کھنچ جائیگی"

اس سے مراد طاعون اور دوسری عام مصیبتون کی پیشگوئی ہے چونکہ یہ شہادت بہت عام ہین۔ اور ایک جماعت ان امور کو بڑے اہتمام سے ملک مین شایع کر رہی ہے اسلئے حضرت عبدالبہاء کے ایک فارسی مکتوب کا جو ایک عیسائی محقق کے جواب مین ہے اور اپنے موضوع کے لحاظ سے خاص طور پر دلچسپ ہے۔ ترجمہ شایع کیا جاتا ہے۔ اول الذکر صاحب خط کا نام بتانے کی ضرورت نہین۔ وہ خود سمجھ لینگے۔ (کوکب ہند)

ہوالله

اے جویائے حقیقت۔ آپکا خط پہنچا مقصد معلوم ہوا۔ آپنے سوال کیا تھا کہ یہ طلوہ ربانی وہی "آسمانی بادشاہت" ہے جس کے متعلق حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ "قریب ہے" تو کس برہان سے ثابت اور کس دلیل سے مبرہن ہوتا ہے۔ اور کونسی بشارات اس کے حق مین ہین۔ آپ کے اس سوال کے مفصل جواب کی تو فرصت نہین ہان برعایت اختصار ذکر کیا جاتا ہے۔

آپ کو یہ معلوم ہو کہ یہ دونئی آسمانی بادشاہت" انہین دلائل سے ثابت ہوتی ہے کہ جن سے حضرت مسیح کی آسمانی بادشاہت ہے۔ موجودہ آسمانی بادشاہت کی تائید مین سابق آسمانی بادشاہت کے مانند بلکہ اس سے بڑھکر برہان اعظم موجود ہے۔ چنانچہ دلائل کہ کئی قسم کے ہوتے ہین اول برہان عوام۔ دوم برہان خواص۔ اور خواص دلیل عوام پر قانع نہین ہوتے۔ اور عوام بھی خواص کی دلیل سے یقین حاصل نہین کرتے۔ عوام تو معجزات اور کرامات ڈھونڈتے ہین۔ مگر خواص ان کو دلیل ہی نہین سمجھتے۔ اور نہ وہ معجزات و کرامات پر قناعت کرتے ہین۔ اور نہ انسے سیراب ہوتے ہین۔ بلکہ وہ دلائل قطعی عقلی تلاش کرتے ہین لہذا چونکہ آپ نظر دقیق اور عقل سلیم رکھتے ہین۔ اسلئے آپکے واسطے براہین قاطعہ عقلیہ ہی بیان کئے جاتے ہین کہ انسے کسی ہی شخص کو مجال انکار نہین ہوسکتی۔

"آسمانی بادشاہت" کے ظہور کا مقصد نفوس کی تربیت اور عالم انسانی کی ترقی اور محبت الٰہی اور جمیع بنی نوع مین محبت دیگانگی اور کمالات الٰہی کا ظہور اور عالم انسانی کی بزرگی اور سرفرازی کا تحقق ہے۔ یہ ہو آسمانی بادشاہت کا مقصد اور یہ ہو اس کا نتیجہ۔

اب آپ حضرت بہاءاللہ کی قوت ترتیب پر نظر کیجئے۔ کہ انہے تاریک شرق کو روشن کیا اور وحشیون کو آسمانی فرشتہ اور نادانون کو دانا اور درندون کو مل جل کر رہنے والے آہو بنا دیا۔ ایسے نفوس جو اپنے عقیدے اور عادت کے باعث جہان کے دشمن تھے۔ اب نہایت یگانگی سے آپسمین ایک دوسرے کے مہربان اور دوست ہین۔ جو لوگ شدت جہل سے کتاب مقدس کو جلا ڈالتے تھے۔ اب تورات و انجیل کے حقائق و اسرار بیان کرتے ہین۔ اور حضرت بہاءاللہ نے ایسے لوگون کی ایک مدت قلیل مین ایسی تربیت فرمائی۔ کہ کاٹھ اور زنجیر مین جکڑے اور تیغ و شمشیر کے نیچے بیٹھے ہوئے۔ یا بہاءالابہی (اے خدائے بزرگ و زندہ و پائندہ) کے نعرے لگاتے تھے۔ اور اپنے قاتلون کو مٹھائی کھلاتے اور کہتے تھے۔ کہ منہ میٹھا کرکے تیغ کا وار ہماری گردن پر کیجئے مگر یہ تو فرمائیے پطرس حواری اور مرغ کی بانگ کی حکایت بھی آپکو یاد ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ ایران کے تمام اعاظم اور علماء کے نزدیک یہان مین (جو حضرت بہاءاللہ کا پیدائشی وطن ہے) یہ بات مسلم ہے۔ کہ حضرت بہاءاللہ کسی مکتب مین نہین گئے۔ اور نہ آپنے کسی مدرسہ مین تعلیم پائی۔ ابتدا طفولیت ہی سے آپکا طور و طریق جداگانہ تھا۔ مگر باوجود اس کے مشرقی مذاہب کے علماء و فضلاء حضرت بہاءاللہ کے علم و فضل اور دانائی اور کمالات خارق العادۃ کی گواہی دیتے ہین۔ اور باوجود حضرت بہاءاللہ کے دعاوی سے منکر ہونے اور آپ سے اشد عداوت رکھنے کے اعتراف کرتے ہین۔ کہ آپ ایک فرید عصر اور وحید دہر تھے۔ اور اگرچہ سب علماء آپ کے مقامات عالیہ کے معترف نہین ہین۔ سوائے اُن کے جنکو خدا نے آپکو شناخت اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

ایک اور دلیل خود حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات ہین جو عالم انسانی سے اختلاف اور بیگانگی کو بجلی جڑون سے اکھیڑ کر پھینک دینے والی اور ابدی وحدت اور ائتلاف کی غیر متزلزل بنیاد رکھنے والی ہین۔ اس کے لئے آپ حضرت بہاءاللہ کی الواح مبارک تجلیات۔ واشراقات[1] و کلمات۔ و بشارات۔ و طرازات کا مطالعہ کیجئے۔ اس کے مطالعہ سے آپکو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اس ملکوت جدید کی تعلیمات عالم کے جسم بیمار کے لئے علاج سریع اور شفاء ابدی۔ اور قابل عمل ہین اور یہ ایسی تعلیمات ہین کہ ہر جو اس سے قبل ظاہر نہین ہوئین۔

پھر ایک اور دلیل یہ ہے کہ حضرت بہاءاللہ نے اس قید سخت کی حالت مین ایسے امر عظیم کو ظاہر بلند اور منتشر فرمایا جسکی شہرت تمام دنیا مین پھیل گئی ہے جسنے شرق مین جڑ پکڑلی۔ اور اسکی صبح منیر کی روشنی شعاع آفتاب کی مانند دہ مدہم پھیل رہی ہے۔ باوجودیکہ شرق کی دول و ملل اپنی پوری قوت کے ساتھ اس کو روکنا چاہتی تھین۔ اس حقیقت پر غور کیجئے۔ کہ ایسی قوت و قدرت کا کوئی ظہور اس کے قبل ہوا ہے۔ اس سے بڑھکر اور کونسی دلیل ہوسکتی ہے کہ جسمین مسجون ہونیکی حالت مین تمام بادشاہون کو پر سطوۃ و جلال خطاب سے مخاطب کیا اور ان کے مستقبل کے متعلق پیش گوئیان فرمائین۔ اور امر اعظم کو ایسے وقت مین جبکہ اسکا اقتدار بحد نہایت تھا۔ انقلاب سریع اور سقوط تاج اور انعدام و اضمحلال کی تہدید فرمائی۔ اور بالکل اسی طرح واقع ہی ہوا۔ اور علاوہ برین تمام ملوک ارض کے نام الواح و خطاب قیدہی کی حالت مین صادر فرمائے۔ غور کیجئے کہ حضرت بہاءاللہ نے کس قدرت و عظمت کے ساتھ ظہور فرمایا جبکہ آپ قاتلون اور چورون کے قید خانے مین تھے۔ اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہوگی اگرچہ دلایل بے شمار ہین۔ مگر مجھے اس وقت لکھنے کی فرصت نہین۔

لیکن عوام نادان کے نزدیک سب سے بڑی دلیل معجزات و کرامات ہوتی ہین۔ اس کے متعلق مختصر یہ ہے کہ معجزات و کرامات کی قسم کے امور جو حضرت بہاءاللہ سے ظہور مین آئے۔ بہت سی باتین مشہور ہین اور (دیکھنے والون کی طرف سے) روایت کی جاتی ہین۔ اگر چاہین تو کئی رسائل جو محض معجزات و کرامات ہی پر مشتمل ہون تالیف کرسکتے ہین۔ مگر چونکہ منکر کے لئے یہ دلیل ساطع اور قاطع نہین۔ لہذا ہم ان معجزات و کرامات کو (عام طور پر استدلالاً) روایت نہین کرتے۔ کیونکہ خصم بھی ایسی روایات اپنے معبودان موہومہ سے بیان کرسکتا ہے اور اپنی کتابسے ان کی سند بھی دے سکتا ہے۔ اس لئے ہم لوگ صرف عقلی دلائل پیش کرتے ہین۔ تاکہ کسی شخص کو بھی مجال انکار نہ رہے۔

---

[1] یہان ہمین حضرت بہاءاللہ کی وہ وحی یاد آگئی جہان فرمایا ہے۔

(ترجمہ)

(کہدو) اس (بہاءاللہ) کو کوئی چیز اپنے رب کے ذکر سے نہین روک سکتی۔ تائید الٰہی اگر تم اسکو خشکی پر جلاؤ گے تو وہ قطب بحر سے اپنا سر اٹھا کر ندا کریگا کہ مین الہ السموات والارض ہون۔ اور اگر تم اسکو تاریک کوئین مین پھینک دوگے تو تم اسکو سب سے اونچے پہاڑ کی چوٹی پر منادی کرتا ہوا پاؤگے۔ کہ مقصود عظمت و استقلال کی سلطنت کے ساتھ آگیا اور اگر تم اسکو زمین مین دفن کردوگے تو یہ افق آسمان پر طالع ہوگا۔ اور نہایت بلند آواز سے کہتا ہوا سنائی دیگا۔ کہ بہاءاللہ خدائے مقدس و عزیز و مختار کی ملکوت کے ساتھ آگیا۔ اور اگر تم اسکا خون بہادوگے تو اس کے خون کا ہر ایک خطرہ خدا کے اس نام کو پکاریگا جس سے قمیص یوسفی کی خوشبو تمام عالم مین پھیل گئی۔ (اے بہاءاللہ کہدو) ہم دشمنون کو تلوارون کے سایہ مین بیٹھکر بندون کو اس خدا کی طرف بلاتے ہین جو فاطر الارض و السماء ہے۔

(ماخوذ از لوح مبارک بنام پوپ اعظم)

کوکب ہند کی اشاعت مین سعی فرمائیے اور اسکے لئے خوش معاملہ ایجنٹون کی ہر جگہ ضرورت ہے۔

مینیجر

©Afnan Library Trust, 2026

مسئلہ سود کے متعلق ایک قابل غور سوال

شک نہیں کہ مسئلہ سود دور حاضر میں ایک اہم اور نازک مسئلہ ہے جس کے مالہٗ وماعلیہ پر نظر تنقید ڈالنا آج امت مسلمہ کے لئے انتہائی ضروریات میں سے ہے۔ اسی سلسلہ میں خادم بھی ایک مفید سوال پیش کر کے امیدوار ہے کہ اہل علم اس پر روشنی ڈالنے کی کوشش فرمائیں گے سوال یہ ہے کہ قرآن کریم میں سود کی کوئی صریح تعریف موجود ہے یا نہیں۔ اگر کوئی صریح تعریف سود قرآن کریم میں موجود نہیں ہے تو کسی کو کیا حق ہے کہ وہ کسی خاص شکل کو سود میں داخل یا سود سے خارج کرے کیوں کہ جب سود کی تعریف قرآن مجید میں موجود ہی نہیں تو ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ فلاں چیز سود ہے یا فلاں چیز نہیں۔ نیز اگر سود کی تعریف قرآن مجید میں موجود نہیں تو ایک بڑی فروگذاشت ہے کہ سود کو حرام تو فرمایا جائے مگر سود کی تعریف نہ کی جائے اس صورت میں آج ایک مسلمان کیا سمجھ سکتا ہے کہ سود کے نام سے کیا چیز مراد ہے اور جب کہ وہ حرام شدہ معلوم و متعین ہی نہیں تو حکم حرمت کا نازل فرمانا عبث ٹھہرتا ہے جو شان خداوندی سے بعید ہے۔ نیز قرآن شریف کی شان کے خلاف ہے کیوں قرآن کی شان خود رب العزت نے یہ بیان فرمائی ہے (۱) ما فرطنا فی الکتاب من شی (۲) تفصیلاً لکل شی (۳) تبیاناً لکل شی۔ پس جب ہر قرآن کریم میں کوئی ضروری امر دینی چھوڑا نہیں گیا بلکہ سب کچھ مفصل ومبین طور پر بیان کیا گیا ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ سود جیسے اہم امر کی تعریف اس کامل کتاب الٰہی میں درج نہ ہو۔ بہرحال یہ شبہ کہ سود کی تعریف قرآن شریف میں نہیں بوجوہ مذکورہ بالا باطل ہی ٹھہرے گی ممکن ہے کہ اس کے جواب میں یہ کہا جائے کہ سود کی مکمل تعریف حدیث میں ہے اس جواب پر اول تو مذکورہ بالا ایرادات لازم آتے ہیں اور یہ بھی مزید سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن میں اس تعریف کو جو حدیث میں ہے کیوں ذکر نہیں کیا گیا اس میں کیا حکمت ہے۔ نیز یہ کہ حدیث مسئلہ اصول محدثین پر صحیح اترنے کے بعد بھی درجہ ظن رکھتی ہے اور یہ اپنی جگہ تسلیم ہے تو پھر حدیث میں جو تعریف سود کی بیان کی گئی ہے بصورت صحت حدیث وہ تعریف ظنی ہے اور ظن یقین کے درجہ کو کہاں پہنچ سکتا ہے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ”ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً“ پس ظن اپنے بڑے امر حرمت و حلت میں کیا کام آسکتا ہے حلال وحرام کے معاملہ میں قطعیت چاہیئے جو ظن سے کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ پھر چوں کہ معاملہ ظن رہتا ہے اس لیئے اگر کوئی اس کے خلاف کرے تو وہ مجرم نہیں ہو سکتا جیسا کہ ایک قطعی امر مبرم کا مجرم۔

اگر کہا جائے کہ فقہ میں سود کی تعریف واضح اور صاف بیان کی گئی ہے تو جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ کیا جب تک فقہ مدون نہ ہوا تھا قرآن کریم کا مسئلہ سود مبہم اور غیر منفصل تھا اگر ایسا تھا تو معاذ اللہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ والہ اور آپ کے صحابہ کرام علیہم السلام پر یہ داغ آتا ہے کہ وہ اتنے بڑے امر اہم سے غافل رہے اور اس قدر زبردست مسئلہ انھوں نے تاریکی میں چھوڑ دیا۔ اگر خدانخواستہ فقہ عالم وجود میں نہ آتا تو دین برحق کا ایک عضو لطیف بیکار ہی رہتا حالانکہ یہ نص کتاب اللہ کے خلاف ہے خدا نے صاف فرمایا کہ الیوم اکملت لکم دینکم پس دین تو حضور نبوی کی حیات مقدسہ میں ہی مکمل ہو چکا تھا پھر اس میں سود جیسے عام اور موٹے مسئلہ کا مفہوم نہ بیان ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ نیز خداوند عزوجل نے صاف حکم فرمایا کہ لا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ہذا حلال وہذا حرام (تم خود جھوٹ باندھ کر ہرگز نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام پس ایسے صریح حکم کے ہوتے ہوئے اپنے اجتہاد سے سود کی تعریف کرنا اور اس کو حرام ٹھہرانا بڑی جرات ہے حالانکہ خدا نے خود کوئی صریح تعریف سود کی نہیں فرمائی۔ پھر اس کی ذمہ داری کون لے سکتا ہے کہ جو تعریف کسی فقیہ نے کی ہے وہ بالکل صحیح اور حقیقی ہے الاجتہاد قد یخطی ویصیب کے ماتحت خطا بھی ممکن ہے ایسی صورت میں معاملہ مشتبہ ہی رہا اور کوئی قطعی فیصلہ نہ ہوا۔ چنانچہ یہ امر صرف خیالی نہیں بلکہ واقعات اس کے تائید کر رہے ہیں کہ سود کی تعریف کے بارے میں فقہاء کرام رضی اللہ عنہم بہت مختلف ہیں موٹی بات جو تمام طلبا اور علماء پر روشن ہے یہ ہے کہ سود کی تعریف کے اختلاف کی بنا پر حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نزدیک بعض چیزیں سود میں داخل ہو کر حرام ہیں اور وہی چیزیں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سود کے ماتحت نہیں اور حلال ہیں تفصیل کے لئے کتب اصول فقہ پر نظر ڈالنی چاہیئے۔ اور یہ تو ایسی عام بات ہے کہ جس کو نور الانوار اور اصول ثالثی پڑھنے والے طلبا بھی خوب جانتے ہیں۔ کوئی صاحب یہ خیال نہ فرمائیں کہ میں نے فقہاء کرام رضی اللہ عنہم کی شان گھٹانی چاہی ہے نہیں ہرگز نہیں وہ مقدس اور مقبول خدا اولیاء تھے میں تہ دل سے ان کا ادب کرتا ہوں اور ان کی خدمات جلیلہ کا معترف ہوں۔ مذکورہ بالا بیان سے میرا مقصد صرف یہ دکھانا ہے کہ یہ کہنے سے کہ سود کی تعریف قرآن شریف میں نہیں بڑی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ سب سے اول مرحلہ مسئلہ سود کی بحث کے سلسلہ میں بھی ہے کہ قرآن شریف میں سود کی تعریف کیا ہے اس امر کو واضح طور پر بطور تقطیر کر لی کے قایم کر لیا جائے اس کے بعد پھر تمام دوائر بحث کھینچے جا سکتے ہیں اور ایک مستقل نتیجہ نکل سکتا ہے۔

اہل علم حضرات اس سوال پر غور کر کے جواب کی کوشش فرمائیں۔ میرے نزدیک چونکہ سود کی تعریف قرآن شریف میں صاف ہے اس کی تائید احادیث سے ہوتی ہے اس لئے انشاء اللہ جوابات دیکھنے کے بعد میں اپنا بیان عرض کر سکوں گا۔

ایک نوجوان امریکن کاریگر کی کامیابی

امریکہ کے ایک قصبہ ایل ووڈ میں ایک نوجوان کاریگر مسمی ولفریڈ ملیرس رہتا ہے عنفوان شباب میں اس سے باورچی خانہ کی الماریاں بنانے کا کام شروع کیا وہ سال بھر میں ۲۵۰ الماریاں تیار کر لیتا تھا جن کی قیمت ۳ ہزار ڈالر ہوتی تھی اب اس کی عمر ۴۰ سال سے کم ہے اور اس کام کو اس نے اس درجہ ترقی دی ہے کہ وہ ہر سال ۵، ہزار الماریاں تیار کرتا ہے اور اس کا یہ کاروبار ۲۰ لاکھ ڈالر کا ہے اور اس صنعت کا وہ لیڈر مانا جاتا ہے۔

مسٹر ملیرس کہتا ہے کہ کاروباری لوگ اکثر کہا کرتے ہیں کہ سرد بازاری کے باعث آج کل اتنے کاریگر بیکار پڑے ہیں کاروبار میں ضرور ایک وقت سختی کا آجاتا ہے اس وقت لوگ معطل ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور خوش آیند زمانہ کا انتظار کرتے ہیں ہمارا ایک ایجنٹ ایک شہر میں مال فروخت کرنے گیا وہاں کے تاجر نے کہا کہ بہت سے کاریگر تو نکالے گئے ہیں کیوں کہ ان کے لئے کوئی کام نہیں ہے ہمارا ایجنٹ واپس آیا لیکن ہمارے منیجر نے اس کو ہدایت کی کہ اس شہر میں پھر جاؤ اور اس دوکان دار سے کہدو کہ وہ کاریگر بیکار ہو گئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مال کی فروخت شروع ہو گئی۔

ہم تو صرف اس اصول پر کاربند ہیں کہ تجارت کی سرد بازاری کے زمانہ میں بہت زیادہ جفاکشی سے کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے ہم خود وہ فروشوں کی امداد کرتے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ وہ مال کی نکاسی کریں۔

ایک مرتبہ ہمارا ایجنٹ مال فروخت کرنے ایک شہر میں گیا تو دوکاندار نے کہا کہ ایک گاڑی مال میرے یہاں ہی پڑا ہوا ہے آج کل آپ کی فیکٹری بند ہے جدید مال تیار ہوتا ہی نہیں کیوں کہ مال کی نکاسی نہیں ہو رہی ہے آپ ہمارا مال بھی لے لیجیئے اس نے بازار کی چوراہی پر کھڑے ہو کر ہمارے کارخانے کی الماریوں کی خوبیاں بیان کرنی شروع کیں اور الماری دکھا کر بتایا کہ یہ الماریاں بہترین قسم کی ہیں فوراً فروخت شروع ہو گئی اور اسی دوکاندار نے جو مال واپس دینا چاہتا تھا ہم کو ایک گاڑی الماریوں کا آرڈر دیا۔ ان واقعات کے بیان کرنے سے میری غرض یہ ہے کہ اپنے ایجنٹ کو ایسی ہدایتیں کرنے چاہئیں کہ وہ مشکلات کو رفع کر سکے پھر مال کی نکاسی ضرور ہو گی۔

۳۰ سال ہوئے کہ میرے والد صاحب نے بمقام کوکو موا ایک مختصر سا کارخانہ فرنیچر کھولا تھا۔ ۱۹۱۸ء میں یہ کارخانہ آگ لگ جانے سے تباہ ہو گیا ۱۹۱۹ء میں دیوان تجارت نے ہم کو ۱۲۰۰ ڈالر بطور بونس کے دینے کا وعدہ کیا بشرطیکہ ہم ایل ووڈ کی ایک فرنیچر فیکٹری خرید لیں جو مدت سے بند پڑی تھی ہم نے اس فیکٹری کو اپنے ہاتھ میں

©Afnan Library Trust, 2026

لیکر کام شروع کر دیا ۱۹۰۶ء مین بے حد نقصان ہوا اور اسکے بعد دو سال تک ہم اس فیکٹری کو بمشکل چلا سکے۔

۱۹۰۹ء مین والد صاحب کا انتقال ہو گیا اور وہ کارخانہ اب میرے ہاتھ مین آگیا۔ والد صاحب نے شاہ کاروبار قرضہ سے چلا تھا ایک شخص نے ہم کو ۳ ہزار ڈالر قرض دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن جناب والد صاحب کے انتقال کی خبر سنکر انہے یہ معاملہ اپنے وکیل کے سپرد کر دیا جس نے قرض دینے سے منع کر دیا۔

۱۹۰۹ء مین اس کارخانہ کا کل اثاثہ ۱۳ ہزار ڈالر کا تھا اور میری عمر اس وقت ۳۰ سال سے کم تھی لیکن اب اس کو مین نے اس قدر ترقی دی ہے کہ ۱۰ لاکھ ڈالر مین بھی آپ میرا کارخانہ نہین خرید سکتے ہین۔ امریکہ کے کل بڑے بڑے رسائل مین ۲-۳ صفحہ پر اس کارخانے کے مال کے اشتہارات مستقل طور پر شائع ہوتے ہین کناڈا مین بھی مین نے اپنا ایک بڑا کارخانہ کھول دیا ہے مین ابھی بیان کر چکا ہون کہ مجھ کو اپنے والد سے ایک مختصر فیکٹری وراثتاً ملی تھی اور مین ایک چھوٹے قصبہ مین رہتا تھا اور مجھ کو کاروبار کا کسی قسم کا تجربہ حاصل نہ تھا۔

وہ فیکٹری بھی نہایت خراب و خستہ حالت مین تھی اور کارخانہ مقروض تھا مین نے بہت کر کے ۳ ہزار ڈالر مین ۲ نئی مشینین خریدلیں اور اپنے ایک دوست کے مشورے سے اپنے بنکر کو اس کی اطلاع دے دی۔

تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ ہم کو بہترین قسم کے ملازم تلاش کر کے رکھنے چاہئین اور کام ان کی سپرد کر کے ان کو یہ اختیار دیدینا چاہیئے کہ وہ اپنی عقل سے کام لین اور ہر معاملہ مین ہمارے ہی حکم کا انتظار نہ کرین اس تدبیر سے کام کا نظام درست ہو جاتا ہے میری کامیابی کی ہمیشہ وجہ یہ ہے کہ مین نے سربرآوردہ رسائل مین اشتہار دینا شروع کر دیا تاکہ ان دوکانداروں کی ہم امداد کر سکین جو ہمارا مال فروخت کرتے ہین اور ان مین سے ہر ایک دوکاندار کی حالت کے متعلق ہم صحیح معلومات فراہم کرتے ہین اور جب کسی دوکان دار کو کوئی دقت پیش آتی ہے تو ہم اپنا ایجنٹ بھیجکر اس کی اس دقت کو رفع کر دیتے ہین ہم اپنے مال کے ہر ایک دوکان دار کو ہدایت کرتے ہین کہ وہ صرف ہماری الماریون بلکہ اپنے دیگر سامان کی فروختگی کے لئے خاص خاص دن مقرر کرین تاکہ مال کی فروخت خوب ہو علاوہ بریں ہم مختلف اخبارات مین یہ اعلان کرتے ہین کہ فلان فلان دوکان دار نے اس قدر الماریان ایک ایک دن مین فروخت کی ہین اور اسکی اطلاع اپنے ہر ایک دوکان دار کو دیتے رہتے ہین کہ وہ بھی ہمارے مال کی فروخت اسی طور پر کرین علاوہ بریں وقتاً فوقتاً ہم اپنا ایجنٹ بھیجکر اپنے مال کا مشاہدہ کراتے ہین جس سے ہمارے مال کی کافی شہرت ہو جاتی ہے اور لوگ اس کے خریدنے پر آمادہ ہو جاتے ہین۔ ہر سال کئی مرتبہ ہم اپنے ایجنٹون کو مدعو کر کے ایک جلسہ کرتے ہین ان مین ہر ایک اپنا اپنا تجربہ اور مختلف حالات بیان کرتا ہے۔ اپنے مال کے خریدارون کی ہم مکمل فہرست رکھتے ہین اور سال مین ایک تاریخ مقرر کر کے اپنے ہر ایک گاہک کے نام ایک خط روانہ کرتے ہین کہ ہماری الماری خریدے ہوئے آپ کو سال بھر ہو گیا اب نئی الماری کی آپ کو ضرورت ہو گی ہم امید کرتے ہین کہ آپ امسال بھی ہماری الماری خرید کرین گے۔

اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ یا تو ہمارا گاہک خود ہمارا مال خرید لیتا ہے اور اگر کسی وجہ سے وہ نہین خرید سکتا ہے تو اپنے کسی دوست سے اس کے خریدنے کی سفارش کر دیتا ہے۔ اس تدبیر سے ہر سال بتعداد کثیر ہمارے مال کی نکاسی ہو جاتی ہے۔

اوسط درجہ کے اسٹور کیپر کنولینگ کے میدان کو خالی چھوڑ دیتے ہین لیکن میرا عقیدہ یہ ہے کہ خوردہ فروش تاجرون کو اپنا سامان فروخت کرنے کے لئے مدد کی بیحد ضرورت ہے وہ زمانہ لد گیا جب کہ ہزارون گاہک ہوتے تھے اور مال ضرورت سے بھی کم میسر آسکتا تھا اب خریدار تو لاپرواہ ہے اور سوداگر کو اپنا مال فروخت کرنے کے لئے بڑی دانائی اور ہوشیاری سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ اگر اشتہار بازی کے ساتھ ساتھ ہوشیاری سے بھی کام لیا جائے تو تھوڑے عرصہ مین بہت سامان فروخت کیا جا سکتا ہے۔

خوردہ فروش تاجر کو چاہیئے کہ وہ اپنے مال کی نکاسی کے لئے کوئی خاص مقام تجویز کر لے اور چند کنوسیر وہان روانہ کر دے اور ان کی نگرانی کے لئے ایک شخص ضرور مقرر کر دے اور اس کے ساتھ اشتہار بازی سے کام لیا جائے

(علی گڈھ گزٹ)

سرگذشت شاہان یونان۔

شاہ جارج دوم کے قتل کے بعد یونان مین خاندان ڈنمارک کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور یونانی آئینی حکومت کی خواہش کرنے لگے اور کارفلوٹ کیوڈسٹریاز اول یونانی پریذیڈنٹ منتخب ہوا لیکن اسکے یونانی دوستون نے ۱۸۳۱ء مین اسکو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد خاندان بوریا کے ۳ بادشاہ تخت نشین ہوئے لیکن رعایا ان سے سخت نفرت کرتی تھی اور اپنے اوپر ان کی حکومت کو کسی طرح گوارا نہ کرتی تھی۔

شاہ آتھو کی گائے۔

شاہ آتھو نے بھی حکومت مین کچھ اصلاح نہین کی چنانچہ ۱۸۴۳ء مین رعایا نے بغاوت کی اور شاہ آتھو ایک قسم کا آئینی بادشاہ بنا دیا گیا یعنی اس کے اختیارات محدود کر دئے گئے اس نے اپنے محل کے گرد درخت نصب کرائے اور اس کی اس حرکت سے لوگون کو بڑی حیرت ہوئی کہ انھنے کسی ملک غیر سے اپنے ملک کے لئے ایک گائے منگوائی وہ اپنی رعایا مین ہر دلعزیزی پیدا نہ کر سکا اس کی فوج نے ۲ مرتبہ بغاوت کی بالآخر اکتوبر ۱۸۶۲ء مین وہ معزول کر دیا گیا اور اپنی ملکہ کی گائے چھوڑ کر اس نے یونان کو خیرباد کہدیا۔

اس کے بعد شہزادہ ولیم جارج اول کے نام سے ۱۸ اکتوبر ۱۸۶۳ء کو تخت نشین ہوا۔

برطانیہ نے تخت نشینی کے تحفہ کے طور پر اس ہونہار بادشاہ کو جزائر ادنین دیدئے اس نے سلطنت کے استحکام کے لئے بہت سے مفید کام انجام دئے۔

شاہ جارج ۱۹۱۳ء مین اپنی فتوحات کے دوران مین مارا گیا اور اس کی بجائے اس کا فرزند قسطنطین تخت نشین کیا گیا شاہی پارٹی اس کی معاون تھی لیکن باقی رعایا دینی زدلاس وزیر کی مداح تھی چنانچہ رعایا کے اس طبقہ سے برسر کردگی دینی زدلاس علم بغاوت بلند کر دیا ۱۹۱۵ء کے الیکشن مین دینی زدلاس وزیر اعظم منتخب ہوا اور اس کی پارٹی برسر حکومت ہو گئی اس پارٹی نے شاہ قسطنطین کو جلاوطن کر دیا اور اس کے بیٹے الیکزنڈر کو برائے نام بادشاہ بنا دیا ۱۹۲۰ء مین اس کا انتقال ہو گیا اس کے بعد شاہ قسطنطین سے یونان آنے کی درخواست کی گئی اور بڑے جوش کے ساتھ رعایا نے اس کو تخت شاہی پر بٹھا دیا۔

اس تخت نشینی پر ترکون سے جنگ ہو رہی تھی جو دینی زدلاس نے چھیڑی تھی اسکے افسران کی نالائقی سے یونانیون کو شکست فاش نصیب ہوئی اور بیچارہ شاہ قسطنطین کو ۲۸ ستمبر ۱۹۲۲ء کو پھر معزول کر دیا گیا اور باغیون نے نومبر ۱۹۲۲ء مین وزرا کو قتل کر ڈالا۔

اس وقت سے یونان کی سیاسی حالت بہت گڑبڑ ہے شاہی پارٹی نے دسمبر مین الیکشن کا بائیکاٹ کر دیا فوجی اور باغی پارٹیون کی باہمی کشمکش دیکھکر شاہ جارج نے ملک کو خیرباد کہدیا کیونکہ خود اس مین ایسی قابلیت موجود نہ تھی کہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتا اور رعایا کے باغی جنگ و جدال کو فرو کر کے زمام حکومت اپنے ہاتھ مین لے لیتا۔ (؟)

اعجوبہ اسرار

اس رسالہ مین جناب مولوی محمد تقی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اردو مین مواعظ حسنہ و نصائح مفیدہ درج کی ہین۔ اور روحانیت۔ نفسانیت فنا و بقا کے مسائل پر سلجھی ہوئی بحث کی ہے۔ دنیا کی کشمکش سے فرصت کے چند لمحے چھین کر اس کتاب کا مطالعہ فرحت روحانی کا باعث ہوگا۔ خیالات نہایت سنجیدہ اور جامہ خیالات یعنی زبان بہت شستہ ہے۔ جابجا اشعار و قطعات نے نثر کی خشکی کو بہت حد تک دور کر دیا ہے۔ نوجوانون کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔ ریویو اخبار تعلیم لاہور

حجم ۲۰۰ صفحات قیمت عہ رفی جلد۔

ملنے کا پتہ۔ مہتمم شمسی شین پریس آگرہ۔

©Afnan Library Trust, 2026

قادیان پر اتمام حجت

پہلی مرتبہ جناب کامیرزا محمود خیرازی نے جواب لکچر جناب قادیانی کے ذریعہ ۱۹۰۸ء مین حضرت باب اور حضرت بہاءاللہ کا دعویٰ پیش کرکے اتمام حجت کی۔ دوسری مرتبہ ریویو آف ریلیجنز قادیان کے جواب احقاق الحق مطبوعہ ۱۹۰۹ء سے اتمام حجت کی۔ تیسری مرتبہ غلام کبریا نے رسالہ جات برہان صحیح وعمدۃ التنقیح لکھکر پیش کیے جسکو اگر کوئی غیر احمدی کسی احمدی مبلغ کے سامنے پیش کردیتا ہے تو احمدی مبلغ صاحب پہر اوسطرف رخ نہین کرتے۔ اور ان تینون کا جواب ہمارے علم مین ابہی تک نہین لکہا گیا ہے۔ چوتھی مرتبہ قادیان سے نکالی جانیوالی جماعت نے حضرت بہاءاللہ کے عمادی حضرت بہاءاللہ کی اون کتابون کو پیش کرکے اتمام حجت کیا جو قادیان کی ملکیت ہین۔ (اسکا ذکر صفحہ اول پر دیکھو ایڈیٹر)

پانچوین مرتبہ جناب میان بشیرالدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ کے چیلنج کے جواب مین جماعت بہائی نے لبیک کہکر جو دعوت بذریعہ رجسٹری شدہ خط کے بہیجی اوسکو قادیان نے قبول نہ کرکے اتمام حجت کی ایک اور نظیر قائم کردی۔

چھٹی مرتبہ مولوی سید محفوظ الحق علمی کی اہلیہ محترمہ کو دو مہینے کیلئے سمجہانیکو روکا گیا اور قادیانی لٹریچر کے تمام استدلال اور براہین کا زور آزمایا گیا مگر اوس مومنہ نے صدے نہین بلکہ دلیل کا جواب دلیل سے دیا اور آخرکار بعد دو مہینہ کے مولوی سید محفوظ الحق کے ہمراہ قادیان سے خروج کرکے اتمام حجت کیا تفصیلات مزید بشرط ضرورت وقتاً فوقتاً پیش کیجائینگی فی الحال جماعت احمدیہ لکھنو کو خصوصاً اور ہر جگہہ کے احمدی افراد کو عموماً توجہ دلائی جاتی ہے۔ سعزز معاصرین نقل کرکے ممنون فرمائین۔

دستۂ گل

(اس عنوان کے ماتحت نوادر اخبار درج کرنیکی کوشش کیجائیگی)

کوئی انسان نظر نہین آتا جو چھکڑے کو بوجہ قدامت کے موٹر کار پر ترجیح دے۔ یا یکے کو موٹر سائیکل پر۔ چنانچہ اسی جذبہ کے ماتحت آئے دن نئی سے نئی اشیاء عالم ظہور مین آتی رہتی ہین۔ اس وقت آپ کے سامنے چند ایسی چیزون کو پیش کیا جاتا ہے جنکی ایجاد کا باعث قدیم اشیاء سے دل برداشتگی ہے۔ (کوکب ہند)

عالم خواب مین تعلیم

ریڈیو گرافی کے ایک مرکزی مقام مین اشارات تلغراف بھیجنے کی ملازمون کو بحالت خواب تعلیم دیجاتی ہے۔ تجربہ نے بتایا ہے کہ وہ باتین جو حالت خواب مین سیکہی جاتی ہین۔ انکا بیداری مین سیکہنا مشکل ہوتا ہے۔

اوسوفون۔

مسٹر جیمز نرباک نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جس کے ذریعہ سے بہرے لوگ ٹیلیفون پر گفتگو سن سکتے ہین۔ یہ آلہ بجائے کان کے دانت پر رکہا جاتا ہے جس کے کنارے سخت ربڑ کے ڈھکڑے لگے رہتے ہین۔ اسکا نام اسوفون ہے۔

اس کے متعلق مزید تجارب ہو رہے ہین۔

جدید آلہ فوٹوگرافی

امریکہ مین مسٹر جنکنز نے ایک آلہ فوٹوگرافی ایجاد کیا ہے جو ڈائمو کے ذریعہ سے گردش کرتا ہے اور ایک منٹ مین ۳۲۰۰ تصویرین لے سکتا ہے اس اختراع سے سینما کو بہت مدد ملیگی کیونکہ اس طرح تصویرون مین لرزش کم ہو جائیگی اور سنما کے پردہ پر بالکل طبعی حالت مین نظر آئینگی۔

بغیر پہیے کا موٹر

امریکہ کے ایک انجنیر نے ایسی موٹر ایجاد کی ہے۔ جس مین ایک بھی پہیہ نہین ہے۔ اور نہایت سرعت کے ساتہہ چلتی ہے۔ اس گاڑی مین بجائے پہیون کے چوپایون کی طرح چار پاؤن ہین جو علی التواتر نہایت جلدی جلدی زمین کو طے کرتے ہین۔ اس موٹر سے ایک فائدہ یہہ بھی ہے۔ کہ کسی نالے یا گڈھے کے عبور کرنے مین اسے دقت نہین ہوتی۔ کیونکہ ایسی صورت مین اس کے اگلے دونون پاؤن ذرا بڑھکر اور آگے پڑتے ہین۔

اڑنے والی بائیسکل

اہل امریکہ نے ایک اڑنے والی سائیکل دنیا کے سامنے پیش کی ہے اسپر سوار ہونیوالا پاؤن پر پاؤن رکھکر ایک آلہ کو گردش دیتا ہے۔ اور سائیکل کے آگے کا پنکہا جو بالکل ہوائی جہاز کے پنکہے کی طرح ہوتا ہے گھومنے لگتا ہے اور سائیکل بلند ہوکر اڑنے لگتی ہے اس کا وزن ۹۰ پونڈ سے زائد نہین ہوتا اور بیس فٹ بلند اڑتی ہے۔

آواز کی قوت۔

انسانی آواز کی قوت اور اس کا اثر مسلم ہے تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مشق و کوشش سے آواز کی قوت کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ آسٹریلیا کے ایک فوجی کپتان نے اپنی آواز کی اسقدر تربیت کی ہے۔ کہ صرف سیٹی بجانے سے گاڑبان اور موٹرین چلنے لگتی ہین۔ اور جب وہ چاہتا ہے۔ انہین روک دیتا ہے۔ اور پیچہے ہٹا دیتا ہے اس کا تجربہ ہے کہ آواز کی یہ قوۃ ایک میل تک کام کرسکتی ہے۔ لیکن اگر مشق بڑھ جائے تو یہ دائرہ اس سے بہی زیادہ وسیع ہوسکتا ہے۔ اس اکتشاف نے باخبر حلقون مین ایک دلچسپی پیدا کردی ہے۔ (نگار)

کتابون کا عشق

امریکہ کا ایک دولتمند ڈاکٹر جسکا نام لروذن بیچ ہے اس وقت انگلستان مین نادر کتابین جمع کر رہا ہے۔ وہ کتابون پر نہایت بے تکلفی کے ساتہہ روپیہ خرچ کرتا ہے۔ حتی کہ اگر دن مین اس کے دس ہزار پونڈ بہی صرف ہو جائین تو قطعاً کوئی پروا نہین کرتا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس سال یورپ کے سفر مین کتابین خریدنے پر اسکے تین یا چار لاکہہ پونڈ صرف ہو جائینگے ایک چہوٹے سے انگریزی کتب خانہ مین ڈاکٹر لروذن بیچ کو اس صفحہ کا ایک رسالہ ملا جو ۱۶۲۰ء کا لکہا ہوا تہا اسنے ۲۴۰۰ پونڈ دے کر خرید لیا۔ وہ کہتا ہے کہ دنیا مین کل صرف دو نسخے اور ہین ایک پوڈلیس لائبریری مین دوسرا برٹش میوزیم مین۔ (وکیل)

لنکا مین یاقوت کی کان

سیلون کے ضلع پیلمدلہ مین جو کولمبو سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ایک یاقوتی کا خزانہ برآمد ہوا ہے جسمین بے نظیر زرد و سنہری قرمزی اور آسمانی یاقوت بکثرت دستیاب ہو رہے ہین جو ۲۰ رتی سے ۱۰۰ رتی تک وزن کے ہین ایک پاؤ وزن کا دانہ یاقوتی ناتراشیدہ کی قیمت ½ لاکہہ جو بعد تراشنے کے خدا کو معلوم کیا ہوگی۔ سیلون کے جوہری متعجب ہین اور بہ تکلف اس حقیقت کو باور کرتے ہین گویا کہ خواب مین گفتگو کر رہے ہین۔ جو جواہرات اس وقت تک ملے ہین صرف انہی قیمت اسوقت تک مالکان کہیت کو فریب چہہ لاکہہ روپیہ کے موصول ہو چکی ہین اور ہر جوہری کے پاس بہت کافی جواہرات پہونچ چکے ہین اور وہ حیران ہین کہ اونکی فروختگی کی کیا سبیل ہوگی بعض یاقوت اسقدر بڑے ہین کہ صرف بادشاہون کے تاجکے واسطے ہی موزون ہین۔ اور اتنے قیمتی جواہرات کے خریدار بہت کم ہوتے ہین۔ اب تک سیلون مین نادر جواہرات بہت کم ملے ہین۔ لیکن اس موقع پر تو تمام گذشتہ واقعات ہیچ ہوگئے۔ ایک جوہری کا بیان ہے کہ اکثر اوسنے ۱۲۰ فٹ تک گہرا کہود نیکے بعد ۶۰ فٹ سیدہائی مین کہودا مگر عموماً اوسکو ۳ سے ۶ سرخ تک کے یاقوت ملا کئے لیکن یہ تو چار سے پندرہ فٹ کے اندر ہی کہودنے سے ۷۰۰ سرخ تک کے وزنی یاقوت مل رہے ہین سیلون مین ایک تولہ مین ۵۲ سرخ ہوتے ہین اور موجودہ یاقوت رنگ۔ خوبی۔ وزن۔ لمبائی چوڑائی۔ غرض ہر لحاظ سے بے مثل ہین اسوقت تک سیلون سے جو یاقوت سب سے بڑا باہر گیا ہے وہ تراشنے اور جلا دینے کے بعد چار سو ساٹہہ سرخ وزن مین تہا ناتراشیدہ جواہرات کی خرید بالکل جدا ہی جو جواہر ناتراشیدہ ۲۰۰۰ ہزار مین بکتا ہے وہ تراشنے کے بعد بعض اوقات صرف ۱۰ ہزار کا رہجاتا ہے اور کبھی ۴۰ ہزار مین بکتا ہے پیلمدلہ کے یاقوت بعض ناتراشیدہ حالت مین ۴۵ ہزار قیمت کے ہین جو یاقوت ہر طرح سے اعلیٰ ہو اس کی قیمت سیلون مین فی سرخ ۵۰۰ روپیہ ہوتی ہے (یہ خبر ڈیلی ٹیلیگراف لنڈن کی ہیرلڈ سے لی ہے اوس مین لفظ سیفائر تہا جسکے معنی لغات مین یاقوت اور ارزق لکہے ہین ایڈیٹر)

دار الکتب آگرہ کی مقبول عام کتابین۔

الفاروق	عمر	کتاب ایقان اردو	عہ
المامون	عہ	حضرت بہاءاللہ کی تعلیمات	عہ
سیرت النعمان	عہ	مہدی و مسیح دو شخص ہین	عہ
خوان نعمت انگلستان	عہ	سچا مہدی و مسیح کون ہین	عہ

©Afnan Library Trust, 2026

الاستقامتہ فوق الکرامتہ

اخبار میں جو نوٹ میں قادیاں جاتا ہوں" شائع ہونے کیلئے مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۲۴ء کو امرت سر پہنچکر میں نے بھیجا تھا اسکے سلسلہ میں ناظرین کو یہ پڑھکر مسرت ہوگی کہ بفضل خداوند جل مجدہ میں قادیان سے کامیاب واپس آیا۔ زینب بیگم طاہرہ کو عرصہ دو ماہ میں ہر طریق سے سمجھایا گیا اور ہر پہلو سے حضرت بہاء اللہ کی تکذیب اور جناب میرزا صاحب قادیانی کی تصدیق کیلئے تبلیغ کیگئی لیکن حق جل ذکرہ نے طاہرہ کو حق پر وہ استقامت عطا فرمائی جو یقیناً اثرات قادیان اور حالات کو دیکھتے ہوئے فوق الکرامتہ کہی جاسکتی ہے۔ زینب بیگم طاہرہ نے عرصہ دو ماہ بارگاہ خداوندی میں گریہ وزاری کے ساتھ دعا و مناجات کرنے میں گذارا اور خدائے رحمن کی جانب سے بہت بشارات پائیں۔ درد دل سے جسم گھل گیا مگر روح زندگی میں سرشار ہوگئی۔ تمام بہائی اور بہنوں کو مسرت اور تسلی کا مژدہ ہو کہ زینب بیگم طاہرہ ہموم و غموم سے نجات پاکر شکر الٰہی میں مشغول ہیں اور خدمت امر الٰہی کیلئے توفیق نہائیہ کی التجا کرتی ہیں۔ امید کہ سب احباب انکے خدمت حق کے پیشے مبارک کام لیگا (محفوظ حق علمی ۲۴ مئی ۲۴ء)

تجدید مصر اسماعیل مرحوم نے ۱۸۷۵ء مصر میں ایک شاہی مجلس جنرافیہ قائم کی تھی۔ جس کی ۵۰ ویں سالگرہ ۱۹۲۵ء میں ہوگی۔ اس موقع پر ایک عالمگیر مجلس جنرافیہ منعقد کرنے کا انتظام کیا گیا ہے

—

شہر بمبئی میں سڑک کے حادثات کی کثرت دیکھکر گورنمنٹ بمبئی نے ان کے انسداد کی تجویز کی ہے۔ جسمیں ایک انعامی سلسلہ کی تشریح کی ہے۔ کہ انعامات اول دو سو روپیہ کا دوسرا ڈیڑھ سو روپیہ کا اور سوم سو روپیہ کا ان لوگوں کو دیا جائیگا۔ جو سڑکوں اور چوراہوں پر آویزاں کرنے کے لئے سب میں بہتر پوسٹر کا خاکہ بنا کر بھیجیں اور انتخاب کا کام ایڈیٹر صاحب اخبار ٹائمز آف انڈیا نے اپنے ذمہ لیا ہے (ہمدم ۱۵ مئی)

دولت ایران نے روس کے جو دو طیارے دیدیئے ہیں ۱۲۔ مئی کو طہران میں پہنچ گئے ہیں۔

امریکہ کی سینٹ نے بغیر کسی مباحثہ کے جنگ بوکسر کا تمام تاوان جو چین کے ذمہ واجب الادا تھا معاف کردیا ہے۔ (ہمدم ۱۵ مئی)

لیڈی کاوس جی جہانگیر جی نے پرنس کو میں میرک جمخانہ بمبئی میں ایک خیراتی غرض بارسیوں کی امداد کے لئے مکان بنانے کے لئے منعقد کیا۔ جس میں تین لاکھ ستر ہزار روپیہ فراہم ہوا۔ اس روپیہ سے ۲۷ مکانات تعمیر کرائے جائیں گے۔ (شانتی ۱۱ مئی)

ماسکو میں لاڈی واسٹک سے ایک لڑکا آیا ہے جسکی عمر ہنوز پانچ سال کی بھی نہیں ہے۔ عمر ریش و بروت نمودار ہو چکے ہیں۔ جوانی کی خاصی درازی ہیں۔ اس کے دانت اور ہاتھ پیر اسقدر مضبوط ہیں کہ وہ معمولی آدمیکو پیٹ دیتا تھا۔ عادات طفلانہ ہیں۔ پیدائش کے وقت حالت طبعی سی مگر عمر کے سال کے بعد غیر معمولی ارتقاء ہونا شروع ہوگیا۔ اسی کے والدین طبعی حالت میں ہیں

(الخلیل ۱۶ مئی)

صدر امریکہ کوج کی درخواست پر قانون انتقال وطن کے نفاذ کو جولائی سے یکم مارچ ۱۹۲۶ء تک ملتوی کردیا گیا۔ تاکہ جاپان کے ساتھ گفت و شنید ہوسکے

(الخلیل ۱۶۔ مئی)

سب سے چھوٹی لڑکی:۔ فورتھ ورتھ میں ایک عورت کے دو بچے (توام) پیدا ہوئے ہیں۔ انمیں سے ایک تو لڑکا تھا۔ جس کا وزن نو چھٹانک کے قریب تھا۔ یہ بچہ تو پیدا ہوتے ہی مرگیا۔ دوسرا بچہ لڑکی ہے۔ اسکا وزن ڈھائی چھٹانک کے قریب ہے۔ ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ یہ بچی زندہ رہیگی۔ دنیا میں سب سے چھوٹی لڑکی یہی ہے

(علیگڈھ گزٹ ۲ مئی)

دوسرہ شہر میونک کے مشہور رئیس و نواب کونٹ آف جوچ کی بڑی لڑکی نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا ہے

دنیائی مزدور کانفرنس

لندن ۱۲۔ مئی۔ دارالعلوم میں مسز بیٹ نے تجویز پیش کی۔ کہ چونکہ ایک جینوا میں جو بین الاقوامی مزدور کانفرنسیں ہوئی ہیں۔ انمیں گورنمنٹ ہند نے ہمیشہ برہمنوں کو نمایندگی ہند کے لئے بھیجا ہے۔ لہذا وزیر گورنمنٹ ہند سے مشورہ کرکے یہ طے کرے۔ کہ کیا یہ مناسب نہوگا۔ کہ امسال ہندوستان کا نمایندہ ادنے ذاتوں میں سے منتخب کیا جائے۔ اس تجویز کے جواب میں پروفیسر رچرڈز نے کہا کہ گورنمنٹ ہند کو کامل اختیار ہے۔ کہ جس کو چاہے منتخب کرے۔ اور اسکو ہدایت ہے۔ کہ وہ ہندی مزدوروں کی بہتر نیا نمایندہ جماعت سے مشورہ کرکے یہ انتخاب کیا کرے۔ اور ایسا ہی کیا جاتا ہے ۱۹۲۲ء اور ۱۹۲۳ء میں جو نمایندے ہند کیطرف سے آئے تھے وہ برہمن تھے۔ اور امسال مسٹر پٹیٹا آنیوالے ہیں اور وہ برہمن نہیں"

جب سوال کیا گیا۔ کہ ان کی ذات کیا ہے۔ تو اسکا کوئی جواب نہ دیا گیا۔ کمانڈر کینیورڈی نے کہا۔ کہ کیا یہ صحیح نہیں۔ کہ مزدوروں کی جماعتوں کو سرکار ہند باغی سمجھتی ہے۔ جواب ملا کہ ہرگز نہیں۔ (خاص تار)

فرانس کی وزارت عظمے لندن ۱۴ مئی پیرس کی تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ موجودہ وزیر اعظم فرانس یکم۔ جون کو مستعفی ہوجائیں گے اگرچہ پینلیو اور ہیریٹ بھی امیدوار ہیں۔ تاہم برائنڈ ہی آئندہ صدر اعظم ہوں گے۔

نوٹوں کا ایک خاص نقصان۔ جرمنوں نے تحقیقات کی ہے۔ کہ نوٹوں کے اوپر مختلف امراض کے جراثیم ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ طاعون۔ تپ محرقہ وغیرہ کے ایک ہزار جراثیم زمانہ قبل از جنگ میں ہر نوٹ پر موجود ہوا کرتے تھے۔ اب ان کی تعداد ایک لاکھ پچاس ہزار ہوگئی ہے۔ اس سے اندازہ لگ سکتا ہے۔ کہ نوٹوں کے چلانیوالی حکومتیں کسقدر ہرا کرتی ہیں"

سوصل کی گفت و شنید

قسطنطنیہ ۲۷ مئی۔ برطانی وفد کی آمد پر اخبارات نے اعتدال کے لہجہ میں رائے زنی کی ہے۔ اور اخبارات کہہ رہے ہیں۔ کہ موصل کی واپسی پر مساویانہ مصالحت کا دارومدار ہے۔ اور عراق کا حقیقی امن منحصر ہے۔ گفت و شنید ایک ایسی فضا میں شروع ہوتی ہے جو دوستانہ اور مخلصانہ ہے۔ برطانی سفیر کی طرف سے آج شام کو انگریزی اور ترکی نمایندگان وفود کی دعوت طعام دیجائیگی۔ آج دوپہر کو نمایندگان نے اسناد کا تبادلہ کیا ہے۔ دوشنبہ کے روز پہلا اجلاس ہوگا

شملہ ۱۴ مئی

(سیاست لاہور ۲۱ مئی)

جہانتک معلوم ہوسکا ہے اس افواہ کی اصلیت نہیں ہے کہ لارڈ ریڈنگ فوراً انگلستان جانیوالے ہیں۔

ماسکو ۱۴ مئی

آج غیر ملکی افسر نے جرمن سفیر سے ایک لمبی گفتگو کی۔ گفتگو اس حادثہ کے متعلق ہوتی رہی جو برلن میں وقوع پذیر ہوا ہے۔ اوسی افسر نے مطالبہ کیا کہ جرمن حکومت کو معافی مانگنی چاہیئے ذمہ دار ملزموں کو سزا دینی چاہیئے اور یہ کہ تاوان دلایا جائے

(سیاست)

بہائی کتب

حضرت باب۔ حضرت بہاء اللہ۔ حضرت عبدالبہاء اون کے متعلق معروف مصنفین کی تواریخ۔ تعلیمات۔ اور استدلال کی کتابیں ایک کثیر تعداد میں جمع کیجارہی ہیں اور انشاء اللہ تین ماہ کے اندر اسوقت تک جو کتابیں عربی۔ فارسی۔ انگریزی اور اردو میں مطبوعہ دستیاب ہوسکتی ہیں۔ اون کی مکمل فہرست اور ملنے کا پتہ پیش کیا جائیگا

مفسدین کی گرفتاری

انجمن احمدیہ لکھنؤ کی طرف سے اس نام کی ایک کتاب بغرض ریویو بھیجی گئی ہے لب و لہجہ قابل تعریف نہیں۔ جو لوگ مخالفوں کا جواب گالی دینا صحیح سمجھتے ہیں۔ وہ شاید اس کتاب کو پسند کریں۔ استدلال کے لحاظ سے کوئی قابل وقعت کتاب نہیں ہے۔ ہم سے بعض امور کا جواب بھی طلب کیا ہے جو اس اشاعت میں کافی طور پر دیا گیا ہے۔ [ایڈیٹر]

مطبع آگرہ اخبار میں چھپوا کر سید محفوظ الحق علمی ذی فتر کوکب ہند نے شائع کیا

©Afnan Library Trust, 2026

Vol I No 2

رجسٹرڈ نمبر اے ۱۳۳۱

کوشندہ

آگرہ ۹ جون سنہ ۲۴ء ۶

مدیر مسئول
سید محفوظ الحق علی
مولوی فاضل

مدیر معاون
مہر محمد خاں شہاب
مالیر کوٹلوی

جلد ۱ | ہر انگریزی مہینہ کی یکم ۹ - ۱۷ - ۲۵ کو شایع ہوگا | نمبر ۲

علم

[نطق حضرت عبدالبہاء در کلارک یونیورسٹی امریکہ]

اے انجمن مبارک۔ میں بہت خوش ہوں کہ یونیورسٹی کی اس جماعت میں حاضر ہوا۔ میرا دل اس یونیورسٹی کے دیکھنے کو بہت چاہتا تھا۔ خدا کا شکر کہ میری مراد بر آئی۔ یہ یونیورسٹی بہت سے عظیم فوائد کا منشا ہوگی۔

علم سب سے بڑی صفت علم انسانی کی ہے۔ انسان عقل اور علم کے سبب سے حیوانوں سے جدا ہے انسان علم کے ذریعہ کائنات کے بھید معلوم کرتا ہے انسان علم کیوجہ سے گذشتہ زمانوں کے اسرار جان لیتا ہے۔ انسان علم کے باعث آئندہ زمانوں کے راز پالیتا ہے۔ انسان علم کی مدد سے زمین کی چھپی ہوئی باتیں دیکھ لیتا ہے انسان علم کے وسیلہ سے آسمان کے بڑے بڑے اجرام کی حرکت کو سمجھ لیتا ہے۔

علم انسان کی ابدی عزت کا سبب ہے۔ علم عالم انسانی کی سب سے بڑی صفت ہے۔ علم انسان کو قید طبیعت سے رہائی دیتا ہے علم طبیعت کی شوکت و عظمت کو پارہ پارہ کرتا ہے۔

تمام کائنات قید طبیعت میں مقید ہے۔ یہ بڑے بڑے اجسام اسکے مقید ہیں۔ کرۂ زمین باایں ہمہ وسعت قید طبیعت میں ہے نباتات اور درخت اور حیوان سب اسکی قید میں ہیں۔ ذرہ بھر قانون طبیعت سے نہیں ہٹ سکتے۔ یہ سورج باوجود اس عظمت کے بال برابر بھی حکم طبیعت سے باہر نہیں ہوسکتا لیکن انسان علم کے ذریعہ سے قانون طبیعت کو توڑ ڈالتا ہے۔ انسان علم کی طاقت سے اسکے نظام کو بدل ڈالتا ہے۔ حالانکہ زمین کا رہنے والا ہے لیکن ہوا میں اڑتا ہے۔ سمندر کے اندر بھاگتا پھرتا ہے۔ تلوار کو تہہ چین کر طبیعت ہی کے سینہ پر مارتا ہے اور یہ سب کچھ علم ہی کی قوت سے کرتا ہے مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ انسان اس سرکش اور بدمزاج بجلی کو پکڑ کر شیشہ میں بند کرتا ہے اور آزاد آواز کو قید کرتا ہے۔ اس ہوا کے سمندر کو جنبش دیکر خبریں بھیجتا اور لیتا ہے صحرا میں کشتی چلاتا ہے اور خشکی کو دریا بناتا ہے۔ پہاڑوں کو چیرتا ہے مشرق کو مغرب کا نگہبان بناتا ہے۔ جنوب کو شمال کے پہلو میں لا بٹھاتا ہے۔ طبیعت کے چھپے ہوئے بھیدوں کو کھولتا ہے اور یہ قانون طبیعت سے باہر ہے۔ ان تمام صنعتوں اور ایجادوں کو علم ہی کے زور سے نکالتا ہے اور یہ سب واقعات طبیعت کے قانون سے باہر ہیں لیکن علم کی طاقت سے موجود ہوتے ہیں غرضکہ تمام کائنات قید طبیعت میں مقید ہے لیکن انسان آزاد ہے اور یہ آزادی علم ہی کے ذریعہ حاصل ہے کیونکہ علم قواعد و احکام طبیعت کو توڑ دیتا ہے اور انسان یہ سب کام علم ہی کی قوت سے کرتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ علم انسان کی تمام خوبیوں میں سے بڑی خوبی ہے۔ علم عزت ابدی ہے۔ علم حیات سرمدی ہے۔ علماء کی زندگی پر ذرہ غور کرو کہ اگرچہ انکا جسم فنا ہوگیا لیکن انکا علم آجتک باقی ہے دنیا کے بادشاہوں کی سلطنت چند روزہ ہے لیکن جو شخص عالم ہوا سکی حکومت ابدی ہے اور اسکی شہرت اور اسکا ذکر خیر دنیا میں ہمیشہ رہیگا۔ دانا آدمی علم کی قوت سے تمام دنیا میں مشہور ہوتا ہے اور علم ہی کے ذریعہ سے اسرار کائنات معلوم کرتا ہے جو ذلیل ہوا سکو علم عزیز کر دیتا ہے۔ جو گمنام ہوا سکو نام دیتا ہے اور تیز روشنی کیطرح ملکوں میں چمکتا ہے۔ علم نور کی مانند ہے اور عالم اس قندیل کی مانند ہے جو روشن اور پرنور ہو۔ تمام دنیا مردہ کی مانند ہے اور صرف عالم آدمی انمیں زندہ ہے تمام انسان گمنام ہیں اور صرف عالم آدمی نامدار ہیں۔ ان علماء کو دیکھو جو پچھلے زمانہ میں گذرے ہیں۔ انکی عزت کا ستارہ ابدی افق میں نکلا ہوا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ باقی و برقرار رہیگا مجھے بہت خوشی ہے کہ میں آج اس یونیورسٹی میں حاضر ہوا۔ میری آرزو ہے کہ یہ بہت بڑا مرکز ہو جائے اور مختلف علوم کی روشنی سے دنیا کو منور کرے اندھوں کو بینائی دے۔ بہروں کو کان دے۔ مردوں کو زندہ کرے اور دنیا کے اندھیرے کو اجالا کر دے کیونکہ علم نور ہے اور جہل ظلمت جیسا کہ انجیل میں مذکور ہے اور حضرت اشعیا نے کہا ہے کہ ان آدمیوں کے آنکھ ہے مگر دیکھتے نہیں۔ عقل ہے پر سمجھتے نہیں اور حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ میں انکو شفا دیتا ہوں۔

پس ثابت ہوا کہ نادان مردہ ہیں اور دانا زندہ نادان اندھے ہیں اور دانا بینا۔ نادان بہرے ہیں اور دانا شنوا۔

اور تمام صفات حمیدہ میں سے بہترین صفت انسانی علم ہے خدا کا شکر ہے کہ اس ملک میں روز بروز علم ترقی کر رہا ہے مدرسے اور یونیورسٹیاں بہت بن گئی ہیں جن میں طلبہ بڑی محنت سے کوشش کر رہے ہیں اور انسانی دنیا کے بھید معلوم کر رہے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ اور سب ملکوں والے بھی اس کی پیروی کرینگے اور بہت سے مدرسے اپنی اولاد کی تربیت کیلئے بنا کر علم کا جھنڈا بلند کرینگے تاکہ انسانی دنیا پر نور ہو کائنات کے بھید ظاہر ہوں ماضی کی حقیقت کھلے جاہلیت کے تعصب ہٹ جائیں۔ موہوم تقلیدیں جو قوموں میں تفرقہ ڈالتی ہیں اٹھ جائیں جدائی ملاپ سے بدل جائے انسانی دنیا کی یگانگت کا علم بلند ہو اور صلح کا

©Afnan Library Trust, 2026

خیر دنیا کی سب جگہوں پر سایہ افگن ہو کیونکہ علم تمام آدمیوں کو ملا دیتا ہے تمام ملکوں کو ایک ملک کر دیتا ہے۔ تمام وطنوں کو ایک وطن بنا دیتا ہے سب دینوں کو ایک دین ثابت کرتا ہے کیونکہ وہ حقیقت کو ڈھونڈھتا اور کھولتا ہے اور خدا کے تمام دین برحق ہیں لیکن آج کل تمام آدمی تقلید کے سمندر میں غرق ہیں اور یہ تقلیدیں سب وہم ہیں علم ان تقلیدوں کی جڑ اکھاڑ دیگا اور اس کالی گھٹا کو جس نے حقیقت کے سورج کو چھپا دیا ہے دور کر دیگا۔ اسوقت خدا کے تمام دینوں کی حقیقت ظاہر ہو جائیگی کیونکہ حقیقت ایک ہی ہے ہمارے دین متحد و متفق ہو جائینگے کوئی اختلاف نہ رہیگا لڑائی اور جھگڑے معدوم ہو جائینگے اور انسانی دنیا کی وحدت آشکار ہو جائیگی۔ پس علم ہی سے وہم دور ہوتے ہیں اور علم ہی سے خدا کی ملکوت کا نور ظاہر ہوتا ہے۔ لہذا میں خدا سے چاہتا ہوں کہ علم کا جھنڈا بلند ہو اور اسکا ستارہ زیادہ روشن ہو تاکہ سب انسان اوسکی روشنی سے چمک اٹھیں تمام عقلیں ترقی کریں۔ احساس زیادہ ہو معلومات بڑھیں انسان تمام مراتب کمالات میں ترقی یافتہ ہوں اور خدائے بزرگ کے سایہ میں سب سے بڑی سعادت حاصل کریں یہ سب باتیں بغیر اس علم کے نہیں ہو سکتیں جو واحد اور حقیقی علم ہے یہ وہ دروازہ ہے جو ملکوں سے آیا ہوں تاکہ ان بڑے علمی جلسوں میں جنمیں دنیا کے انتظامیوں اور تہذیبوں کو دیکھ بھال کر بہت زیادہ مسرت حاصل کروں شاید علمی اور صنعتی انتظام مشرقی ملکوں میں بھی جاری ہو سکیں اور وہاں علم رواج پا لے جب میں مشرق کو واپس جاؤنگا تو سب کو نفع بخش علم اور صنعتوں کی تحصیل کرنیکی رغبت دلاؤنگا اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ بھی ہمت کریں اور مشرقی ملکوں میں بڑے بڑے مدرسے کھولیں۔ اسی طرح مشرق کے نوجوان جو ہندوستان چین اور جاپان اور عرب اور آرمینیا سے علم حاصل کرنے آئے ہیں جب اپنے وطن کو واپس جائیں تو علم و فن اور جدید ایجادوں کو پھیلائیں تاکہ مشرق کے ملک بھی مغربی ممالک کے مانند ہو جائیں کیونکہ مشرق کے آدمیوں میں استعداد بیحد ہے مگر آجتک علم تعلیم کے اسباب و ذرائع مہیا نہیں ہوئے ہیں۔ مدرسے کوئی ان ممالک یورپ و امریکہ کے ایجاد ہوئے نہیں۔

پس میں امید کرتا ہوں ممالک شرق بہت جلد علم کے نور اور خدا کی حکمت اور اس زمانہ کی صنعت سے پورا حصہ لیں گے تاکہ علم کی روشنی سب آفاق میں پھیلے اور تمام ملک پر نور ہوں تمام آدمیوں میں پورا ربط و ضبط ہو جائے اور انسانی دنیا کی سعادت چہرہ سے نقاب اٹھائے۔ خدا کے علم کی چمک شرق و غرب کے ملکوں پر پوری طرح سے بڑے اور چھوٹے بڑے اپنی اپنی سب کے حق محفوظ ہو جائیں۔ ہر ایک انسان شب و روز خوبیوں کی ترقی کا سبب ہو اور مختلف امتوں میں بے حد میل ملاپ ہو جائے۔ یہی میری سب سے بڑی آرزو ہے اور یہی میرے اس ملک امریکہ کے سفر کا مقصد ہے۔

آفتاب قرآنی کے روز افزوں جلوے

کلام مجید کا زندہ اور ابدی اعجاز

آج سے تیرہ سو سال پیشتر وادی فاران میں وہ آفتاب حقیقت جلوہ گر ہوا جس نے عالم میں ایک ربانی روشنی پھیلا دی۔ نور آیا۔ ظلمت بھاگی حق چمکا باطل ماند ہوا۔ قران مجید آسمان قدرت الٰہی سے نازل ہوا۔ زمینی کتابوں نے سجدہ کیا۔ قلموں نے سر نیاز جھکا دیا۔ فصاحت دست بستہ حاضر ہوئی بلاغت ادب کیساتھ آئی۔ معانی کو ناز اور الفاظ کو فخر ہوا کہ ہم تاج قرانی کے پھول ہوئے اقتدار الٰہی نے فصحاء و بلغا کو ششدر بنا دیا۔ کوئی مقابلہ میں کھڑا نہ ہو سکا۔ کسی کو مجال دم زدن نہ تھی۔

ترے آگے ہیں یوں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زبان ہیں نہیں بلکہ جسم میں جان نہیں

قادر خدا نے فرمایا ہے اَمْ یَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ۝ فَلْیَاْتُوْا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِهٖۤ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِیْنَ ۝ (کٓ طٰہٰ ع ۲) کیا یہ مخالفین قرآن کہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قرآن خود بنا لیا ہے اور بطور افترا کے خدا سے منسوب کر دیا ہے۔ نہیں بلکہ یہ لوگ صفت ایمان سے محروم ہیں اور اگر یہ مخالف سچے ہیں تو قران کی سی کوئی بات تو لا کر پیش کریں ؎

یا تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا
یا لا کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

اور فرمایا اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (الٓرٰ یونس ع ۴) کیا یہ قرآن کے منکر کہتے ہیں کہ اس قران کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے افترا کرکے بنا لیا ہے ای محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہدو کہ اے منکرو! قرآن کی ایک سورت کی مانند کلام لے آؤ غیر اللہ کو جسکو چاہو اپنی مدد پر بلاؤ اگر تم سچے ہو تو ضرور ایسا کرو) یہ وہی چیلنج ہے جو ہزار سالہ عرصہ میں لاکھوں کروڑوں بار لاکھوں کروڑوں مخالفوں کے سامنے پیش کیا گیا اور آج کیا جا رہا ہے اور اسی خدائی چیلنج کو

آج ہم

پھر تمام مخالفین قرآن کے سامنے پیش کرتے ہیں اے وہ لوگو جو قرآن کو خدا کا کلام یقین نہیں کرتے اگر تم صداقت پر ہو تو کیوں تم قرآن کی مانند ایک سورت بنا کر پیش نہیں کرتے ہو مصر اور جرمن کے عربی داں علماء اور فضلاء سے مدد لو اور قرآن کے مقابلہ میں ایک مختصر سی سورت ہی پیش کر دو جسمیں فصاحت بلاغت علوم و حکمت و شریعت اخبار غیب اور نفوذ و طاقت روحانی موجود ہو جس کے ذریعہ تم دنیا میں ایسا انقلاب پیدا کر سکو اور باوجود تحدی اور اعلان عام کے اسکا کوئی فرد بشر مقابلہ نہ کر سکے۔ اگر ایسا کرنا ہو تو ضرور کر دیکھو میں کہتا ہوں کہ مخالفین کے اسلاف اور بڑے بڑے علماء تیرہ سو سال سے ایسا مقابلۂ قرآن نہ کر سکے اور اس طرح تیرہ سو سال کے تجرید و مشاہدہ نے اس حقیقت پر مہر کر دی کہ کوئی فرد بشر یا کوئی قوم مقابلۂ قرآن کے لئے کھڑا ہونے کی طاقت نہیں رکھتی اس واقعہ نے قرآن کی ایک اور صداقت ہمیں آنکھوں دکھا دی کیونکہ خدا نے یہ بھی فرمایا تھا کہ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ۝ یعنی اگرچہ تمام لوگ ملکر کوشش کریں اور قرآن کی مثل بنا کر لانا چاہیں تو بھی نہیں لا سکیں گے چنانچہ واقعہ دنیا کے سامنے یہی ہے کہ کوئی فرد یا قوم آجتک قرآن کی مثل بنا کر نہ لا سکا اور جسقدر عرصہ زیادہ گذرتا جاتا ہے قرآنی اعجاز مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جاتا ہے

مسلمانوں کی تنظیم

جسم کی پوری صحت و تندرستی ایسے وقت ہوتی ہے جبکہ تمام قوی میں تنظیم قایم ہو اور نظام عنصری مرتب ہو۔ حکیم شیرازی نے خوب فرمایا ہے ؎

چار طبع مخالف و سرکش
چند روزے بوند باہم خوش
چوں یکے زیں چار شد غالب
جان شیریں برآید از قالب

حیات فردی ہی کی مانند حیات قومی کا حال ہے۔ قوم بحیثیت مجموعی ایک جسم مختلف افراد و ارکان اسکے اعضاء و قوی ہیں جنکی تنظیم ہی کا نام حیات ملیہ یا قومی زندگی ہے۔ ملک کے مشہور لیڈر ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے "مسلمانوں کی تنظیم" ایک پروگرام اخبار کے ذریعہ قوم کے سامنے پیش کیا ہے جسمیں تقریباً وہی عام باتیں ہیں جو بارہا کہی گئی ہیں تنظیم میں سب سے بڑی ضرورت ایک روح جدید

©Afnan Library Trust, 2026

کی ہے جو نظام قومی کے قالب میں زندگی قایم رکھے۔ شرکت کانگریس۔ سوراجیہ کی جدوجہد۔ ہندو مسلم اتحاد ہر گاؤں میں اسلامی جتھے۔ مسلمانوں کے لئے ابتدائی تعلیم۔ مساجد میں مکاتب۔ خیراتی فنڈ۔ اوقاف کا انتظام۔ اسلامی بنک۔ کوآپریٹو سوسائٹیاں۔ اسلامی تجارت۔ صنعت و حرفت زراعت کا نظام۔ قومی پنچایتیں مقدمات کی کثرت کو روکنے کے لئے عملی کوشش دینی تبلیغ وغیرہ ڈاکٹر گچلو کے پروگرام میں نمایاں امور ہیں جن سے کوئی بھی خواہ قوم انکار نہیں کر سکتا۔ مگر سب سے زیادہ عجوبات ہے وہ عملی ہے جس سے ایک تازہ روح قوم میں پیدا ہو جاے اور ملت حیات جدیدہ کا لباس فاخرہ زیب تن کرے۔

یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو روح کو تڑپا دے جو قلب کو گرما دے

گوتم بدھ کے مذہب پر مہاتما گاندھی کا لیکچر

"بدھ مذہب میرے نزدیک ہندو مذہب کا ایک جزو ہے۔ بدھ نے دنیا کے سامنے کوئی نیا مذہب پیش نہیں کیا البتہ نیا ترجمہ کر کے دکھلایا۔ اسنے ہندو مذہب کو جان لینا نہیں بلکہ جان دینا سکھلا دیا۔ دوسرو کو قربان کرنا سچی قربانی نہیں ہے بلکہ آپ کو فنا کر دینا سچی قربانی ہے۔ ویدوں پر کوئی حملہ کیا جاے تو ہندوؤں کو غصہ آتا ہے۔ ہندوؤں نے اس ترجمہ کو بھی ایک حملہ سمجھا۔ غرضیکہ ہندوؤں نے اس بدھ کی تعلیم کی سچائی کو تو تسلیم کر لیا۔ مگر انہوں نے بدھ مذہب کو ویدوں کے خلاف نیا مذہب سمجھکر اسکی مخالفت شروع کر دی۔

کیا محبت اور رحم سے دنیا پر زوال آجاتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ گوتم بدھ کی تعلیم کو قبول کرنے کے ساتھ ہی ہندوستان پر زوال آگیا۔ اس کہنے کا مطلب تو یہ ہے کہ اگر محبت اور رحم سے کافی طور سے کام لیا جاے تو دنیا ذلیل ہو جائیگی یا بالفاظ دیگر بدی کا غلبہ ہو جائیگا میرا یہ روشن تبدیل عقیدہ ہے کہ ہندوستان گوتم بدھ کی تلقین سے زوال پذیر نہیں ہوا۔ بلکہ ان کی تلقین پر عمل نہ کرنے سے ہندوستان پر زوال آگیا۔ پوجاری تو ہمیشہ سے پیغمبروں کو قتل کرتے چلے آئے ہیں۔ ویدوں کی تقدیس یہی ہے کہ وہ زندہ لفظ کا کام دیں۔ ہمیشہ ان کا کام ٹرہتا رہے اور پھیلتا رہے۔ پوجاری لوگ الفاظ پر مرمٹے اور الفاظ کے مطلب کی طرف سے انہوں نے روگردانی کر لی۔"

مگر ہمکو مایوس نہیں ہونا چاہئے گوتم بدھ جو اصلاح کرنا چاہتا تھا اس اصلاح کا اچھی طرح سے تجربہ نہیں ہوا یہ بات کامل طور سے ممکن ہے کہ عوام الناس کے خیال اور قلوب یکلخت بدل جائیں اور وہ ترقی حاصل کر لیں بہت سی چھپی ہوئی طاقتیں ابھی تک نامعلوم ہیں مگر وہ اپنا عمل کر رہی ہیں۔

سچائی اور محبت کو آخرکار فتح ہوگی۔

گوتم بدھ نے ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ سچائی اور محبت کی آخری فتح پر بھروسہ رکھو۔ اس نے بیش قیمت تحفہ ہندو مذہب اور دنیا کو پیش کیا۔ بہترین پروپاغنڈا یہ نہیں ہے کہ پمفلٹ یا رسالے شائع کر دیے جائیں بلکہ وہ یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اسبات کی کوشش کرے کہ میں ویسی ہی زندگی بسر کروں کہ جیسے میں دنیا کو زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔

بہائیوں کے لئے ایک قابل غور بات

اس عنوان سے جناب مفتی محمد صادق صاحب قادیانی نے اپنے رسالے "دی مسلم سن رائز بابت جنوری ۱۹۲۴ء کے صفحہ ۳۱ پر ایک نوٹ لکھا ہے جو احمدی احباب کی خاطر شایع کیا جاتا ہے مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ

جب ہم حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ یا نیان بابی اور بہائی تحریکات کی کتب پڑھتے ہیں تو ہم مسلمانوں میں ان کتب کے مصنفوں کو آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اس اعلےٰ شان سے کرتے ہوئے پاتے ہیں کہ بجز کسی مسلمان کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ لیکن جب ہم مغرب میں بہائیوں سے ملتے ہیں تو وہ یہ سمجھتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں کہ بہائی مذہب بالکل ایک نیا مذہب ہے جسے بہاء اللہ نے جاری کیا ہے۔ اور اس کا محمڈن ازم سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ میرے ایک دوست سید عبدالمجی عرب جب مصر میں عبدالبہاء سے ملے اور ان سے اسلام کے متعلق سوال کیا تو عبدالبہا آفندی نے جواب کہا "ہم مسلمان ہیں" اب میں بہاء اللہ کی کتاب "ہفت وادی" کے چند الفاظ اس بات کے دکھانے کے لئے نقل کرتا ہوں۔ کہ حضرت بہاء اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کسقدر محبت رکھتے اور انکی تعریف کرتے ہیں لکھا ہے کہ

واصلی وسلمہ علی اول بحر تشعب من بحر الھویۃ واول صبح لاح عن افق الاحدیت واول شمس اشرقت فی السماء الازلیتہ واول نار اوقدت من مصباح القدمیتہ فی مشکاۃ الواحدیتہ الذی کان اظھر فی ملکوت العالمین (لہ)

(لہ) مفتی صاحب نے یہاں تک عبارت نقل کی تھی مگر ہم باقی بھی نقل کرتے ہیں جو یہ ہے)

ومحمداً فی ملاء المقربین ومحموداً فی جبروت المخلصین وایاما تدعو فلہ الاسماء الحسنی فی قلوب العارفین وعلی آلہ وصحبہ تسلیما کثیرا دائما ابدا

(ہفت وادی ص۳)

(ترجمہ) اور میں درود و سلام بھیجتا ہوں اس پہلے سمندر پر جو بحر ہویت سے نکلا اور اس پہلے صبح پر جو افق احدیت سے نمودار ہوئی اور اس پہلے سورج پر جو سماء ازلیت پر روشن ہوا اور اس پہلی آگ پر جو مصباح قدمیہ اور مشکاۃ وحدت میں مشتعل ہوئی۔ وہ جو ملکوت العالمین میں احمد اور ملاء مقربین میں محمد اور جبروت المخلصین میں محمود ہے اور جس نام سے بھی اسکو پکارو سب اسماء حسنیٰ کا قلوب عارفین میں وہ مستحق ہے۔ اسکے آل اور اصحاب پر بہت بہت سلام۔ دائمی طور پر ہمیشہ ہمیشہ ہوں"۔

مغربی بھائیوں کے متعلق جناب مفتی صاحب کا ریمارک تجاہل عارفانہ سے کم نہیں جناب میرزا صاحب قادیانی کتاب البلاغ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کوئی نیا دین نہیں لائے اور خود ہی بار بار اپنی دیگر کتابوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صاحب شریعت جدیدہ تسلیم کرتے ہیں ان دونوں باتوں کو جمع کر کے جو نتیجہ نکلتا ہے وہی معنی مفتی صاحب کے ریمارک کا جواب ہے اور یہی مُصَدِّقاً لِمَا مَعَکُم کے معنی ہیں۔ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے۔

ہلاک و ناجی

وہ جو اپنی نفسانی خواہشات کے پورا کرنے میں لگا رہتا ہے وہ سراسر اپنی تباہکنی کرتا ہے اور نہ صرف جسم کو ہلاکت میں ڈالتا ہے بلکہ روح کو بھی ہلاک کرتا ہے مگر وہ جو راہ راست پر چلتا ہے اور نفسانی جذبات کا پیرو نہیں ہوتا وہ نہ صرف اپنے بدن کو ہلاکت سے بچاتا ہے بلکہ اپنی روح کو بھی نجات تک پہنچا دیتا ہے قد افلح من زکھا وقد خاب من دسّھا۔

زراعت روحانی

ایمان بیج ہے۔ نیک کام مینہ۔ مجاہدات ہل ہیں جو جسمانی اور ظاہری طور پر کئے جاتے ہیں نفس مزاحم بیل ہے جو نفس لوّامہ ہے۔ شریعت اس کے چلانیکے لئے ڈنڈا ہے۔ اور وہ اناج جو اس سے پیدا ہوتا ہے دائمی زندگی ہے۔

ذات سے خارج

ذات سے خارج وہ ہوتا ہے جو نیک صفات سے خالی ہو کیونکہ انسان کی نیک صفات ہی اس کی ذات ہے اپنے دل کے جذبات کو سمجھنے والے بہت کم ہوتے ہیں وہ جن چیزوں میں اپنی خوشحالی دیکھتے ہیں درحقیقت وہ خوشحالی کا موجب نہیں۔ (م۔ غ۔ ا)

کوکب ہند کا پہلا پرچہ سب کا سب ختم ہو گیا اب دفتر میں کوئی نسخہ باقی نہیں ہے خریدار احباب کیخدمت میں پھر عرض ہے ہم

©Afnan Library Trust, 2026

ہندوستان کی خواتین میدان ترقی میں

نہیں معلوم خواتین نے کیا جرم کیا تھا کہ ان کے لئے یہ فیصلہ کرلیا گیا کہ وہ صرف چولہے چکی کیلئے ہی، پیدا کی گئی ہیں۔ لیکن یہ فیصلہ ناقابل قبول اور فطرت کے خلاف ہے۔ ضرورت اور انصاف اس امر کا مقتضی ہے کہ خواتین ہند کو ان کے واجبی حقوق دیے جائیں۔ اور اب بھی انسے بخل کا سلوک نہ کیا جائے جسکی وہ خلاف بندیاں ایک نامعلوم زمانہ سے شکار ہوتی چلی آئی ہیں۔ ورنہ اگر ان خواتین کو انکا حق واجبی نہیں دیا جائیگا تو وہ پھر خود اپنے حقوق طلب کریں گی۔ اور اس وقت وہ اس حد پر ہونگی۔ جو تمدن و معاشرت کے لئے زلزلہ اور قیامت ہوگی۔ اس لئے کیوں نہ پہلے ہی وہ روش اختیار کیجائے جو بعد میں آنیوالے تمام خطرات کا احتمال ہی دور کردے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہندوستان کے طبقہ نسواں کی ترقی کا یہ قدم بہت ہی مبارک ثابت ہوگا جواب اٹھایا گیا ہے لیڈی کاؤس جی جہانگیر۔ لیڈی جگموہن داس درجین داس۔ دلشاد بیگم اور مسز ہانگسن۔ چار خواتین بمبئی میں آنریری مجسٹریٹ مقرر کیگئی ہیں۔ اور ترچناپلی اور تنجور میں مسز گوناڈوری ایم۔ اے اور مسز زاتی میونسپل کونسل میں منتخب ہوئی ہیں اور سب سے پہلی مرتبہ مدراس میں ایک خاتون سری متی رادھا بی۔ اے یونیورسٹی سینٹ کے انتخاب میں آئیں۔ مدراس کی خواتین مرظاہرہ کررہی ہیں کہ پراونشل یا اسپیریل لیجسلیٹو کونسل انکا انتخاب مردوں کی طرح عمل میں آنا چاہیے

مسلمانوں کی خطرناک مالی حالت

بیان کیا جاتا ہے کہ مجموعی طور پر پنجاب کے زمیندار ۶۸ کروڑ روپیہ کے مقروض ہیں۔ جس میں سے ۵۰ کروڑ قرضخواہ روپیہ صرف مسلمانوں کے ذمہ ہے۔ کیا کوئی شخص خیال کرسکتا ہے کہ اس فرضہ سے مسلمان عہدہ برا ہوسکتے ہیں۔ اور وہ اپنی جائدادوں کو سلامت رکھ سکتے ہیں۔ مسلمانوں کے روحانی پیشوا، اور لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کی نکبت کے اسباب کو دور کریں تاکہ وہ عرصۂ حیات میں عزت کے ساتھ گذر سکیں اور جو گھن انکی جنس دولت میں لگ رہا ہے اس کے دفعیہ کے لئے جلد سے جلد بہترین تدابیر کے ساتھ متوجہ ہوجائیں۔

مسلمانوں کی تعلیمی حالت

مسلمانوں پر ہر قسم کی مفید تعلیم حاصل کرنا ضروری قرار دیا گیا تھا جیسا کہ حدیث مشہور میں وارد ہے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ یعنی ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔ مگر اسوقت مسلمانان عالم کی تعلیمی حالت کیا ہے وہ انگریزی رسالہ "اسپیس" کے اس بیان سے معلوم ہوسکتی ہے۔ جس میں بتایا ہے کہ اس وقت دنیا میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد ۲۳ کروڑ ۲۵ لاکھ ہے جن میں صرف ۱۲۶۰۰۰۰ یا ۵ فیصدی سے کچھ زائد تعلیم یافتہ ہیں یورپ و امریکہ میں جس قدر مسلمان آباد ہیں۔ انمیں تعلیم یافتہ ۲۰ فیصدی ہیں اور باقی عرب۔ ایران۔ افغانستان۔ ترکی اور ہندوستان میں ۶ فیصدی سے زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہیں۔ مصر و شمالی افریقہ میں صرف ۵ فیصدی تعلیم یافتہ نکلیں گے" وہ اس تعلیمی پستی کی موجودگی میں دنیا میں ترقی حاصل کرسکتے ہیں۔ دنیا کی زندہ رہنے والی قومیں تعلیم کے میدان میں مسابقت دکھا رہی ہیں۔ لیکن ہمارے مسلمان بھائیوں نے ابھی یہ بھی طے نہیں کیا کہ تعلیم عام ہونی چاہیئے یا خاص اور مستورات کے لئے تعلیم کے سوال کو ثانوی حیثیت بھی نہیں دی جاتی۔ حالانکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ تعلیم عام ہو اور ہر مرد و عورت کے سرچشمہ علم سے سیراب ہونیکا موقع دیا جائے۔

ستر کوں پر سب کا حق ہے

رگوید۔ منڈل ۱۔ سوکت ۱۶۔

منتر ۲ (ارتھ) تمام دوڑنے والوں کا راستہ پر ایک جیسا حق ہے۔

ویدبھگوان میں مساوات کا زبردست اُپدیش ہے۔ لیکن وید کو ماننے والے ہندو دُنیا کی موجودہ حالت کو دیکھکر یقین نہیں آتا کہ وید مساوات کی کوئی بات بھی کہتا ہے کیا کوئی ہندو کوئی کھشتری یا براہمن یا کوئی چاریہ بتلا سکتا ہے کہ مدراس کے براہمن کیوں نیچ۔ پلیا اور نائیاڈی جاتی کو سڑکوں پر چلنے۔ مندروں میں جانے اور ہندو تالابوں میں نہانے سے روکتے ہیں۔ میں نے کہلی اجازت دیدی ہے کہ وہ تمام سڑکوں پر آزادانہ دوڑیں۔ ہر ایک سڑک پر چلنے کا ہر ایک کو ادھیکار ہے۔ کوئی کسی کو روک نہیں سکتا۔ یہ شرمناک صداقت ہے کہ ریاست ٹراونکور کا ہندو راجہ وہانکے براہمنوں کے منشاء کے مطابق دیکم کی سڑکوں پر اچھوت جاتی کے ہندوؤں کو چلنے کی اجازت نہیں دیتا۔ رگ وید کہتا ہے۔ کہ سڑکوں پر سب کا ایک جیسا ادھیکار ہے۔ اسلئے جو ہندو ہوکر وید کا پیرو ہوکر کسی کو سڑکوں پر چلنے سے روکتا ہے۔ وہ ایک گناہ عظیم کا ویدکے احکام سے بغاوت کرنے کا مرتکب ہورہا ہے۔ کیا کوئی مہاراجہ ٹراونکور تک وید کی یہ شرتی پہنچادے گا۔

بن باسی (ملاپ)

دنیا کے تین سب سے بڑے مظلوم

ایک کروڑپتی امریکن خاتون مسز فلورنس۔ شوون اوشر (مونٹریل کینیڈا) جو مذاہب مشرق کی تحقیقات کے خیال سے تمام دنیا کا سفر کررہی ہیں۔ بمبئی میں وارد ہوئیں اور ۲۲ مئی ۱۹۲۴ء کو آپنے عنوان بالا سے ایک زبردست تقریر بصدارت جناب ڈاکٹر کوشل کشور۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ایف۔ سی۔ ایس۔ ایم۔ ڈی۔ سی۔ جی۔ لے پوری فارن سکرٹری نیشنل سپر چوئل ایسوسی آل انڈیا اینڈ بمبئی کاؤس جی جہانگیر ہال میں فرمائی۔ ہال حاضرین سے پُر تھا۔

اس تقریر کا خلاصہ انڈین ڈپلومیل بمبئی۔ ٹائمز آف بمبئی ایڈوکیٹ آف بمبئی ۲۴۔ مئی کی اشاعت میں شایع ہوا ہے۔ بعض اخبارات میں خاتون محترم کی تصویر بھی شایع کیگئی ہے۔ خاتون محترم نے بتایا کہ جب مذہبی عالم تعصبات سے تاریک اور روحانیات سے خالی ہوگیا۔ اس وقت خدا کے منشاء سے تحریک بہائی کا ظہور ہوا جو تمام عالم کے لئے محبت والفت اور رافت و رحمت۔ اور صلح و آشتی کا پیغام ہے۔ اس تحریک کے ساتھ ایران کی تین اعظم ترین ہستیوں کا ذکر وابستہ ہے۔ جنہوں نے محض مذہب اور خالص خدا ہی کے لئے ناقابل بیان آفات اور ناقابل برداشت اذیتوں کو حق اور حقیقت کے اظہار کی پاداش میں خوشی سے برداشت کیا اور خود مصائب بے پایاں اٹھاکر سچی روحانی آزادی اور حقیقی بہترین تعلیم اور خدا کی صحیح محبت کا پیغام دیا۔

حضرت باب جو حضرت یحییٰ کیطرح ظہور حضرت بہاء اللہ کے مبشر کی حیثیت میں ظاہر ہوئے تھے ۱۸۴۴ء سے ۱۸۵۰ء تک فارس میں قید رکھا گیا۔ حضرت بہاءاللہ کو ۲۷ سال یعنی ۱۸۵۲ء سے ۱۸۹۲ء تک اور آپ کے فرزند حضرت عبدالبہاء کو ۵۶ سال یعنی ۱۸۴۴ء سے ۱۹۰۸ء تک قید خانے کی سخت سے سخت تکالیف میں ڈالا گیا۔ اولاً طہران میں ان دونوں کو قید کیا اور پھر قید ہی میں قسطنطنیہ اور ایڈریانوپل سے منتقل کرکے عکہ کے بڑے محبس میں ڈالدیا۔ اور انکو وہ وہ اذیتیں پہنچائیں۔ جنکا برداشت کرنا تو کہاں انسانی طاقت میں داخل ہوسکتا ہے بیان بھی نہیں کیا جاسکتا۔ مگر یہ قید و بند۔ یہ تکلیف و محنت کسلئے تھی کیا وہ سلطنت چاہتے تھے۔ کیا دولت و حکومت کے خواہاں تھے۔ کچھ بھی نہیں۔ وہ صرف مذہب کا پیغام لائے تھے۔ اور وہی دنیا کے سامنے پیش کرتے تھے۔ راہ خدا میں ان کو تکلیف دینے والوں نے اپنے مقدور بھر ہر قسم کی تکالیف پہنچانے میں کمی نہیں کی۔ مگر وہ خدا کے پیارے۔ دنیا کے سب سے بڑے مظلوم اس نہ ختم

©Afnan Library Trust, 2026

ہونیوالی مصیبت میں پوری پامردی کے ساتھ اپنا پیغام دیتے رہے جسکا ان کو حکم تھا۔ اور اسطرح وہ بات اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا کے سامنے آ گئی۔ جو ہمیشہ سے سچے مذاہب کے لئے دنیا کی تاریخ پیش کیا کرتی ہے۔ یعنی ایکطرف اہل حق پر ابتلا و مصائب تنگی و محنت۔ کی بہار اور دوسری طرف ان مردان خدا کا غیر متزلزل استقلال پھر اپنے مقصد میں کامیابی۔ اس لئے یہ کہنا حق ہے کہ یہ تین وجود دنیا کے سب سے بڑے مظلوم ہیں۔ جن کو صرف خدا اور مذہب کے لئے تکلیف دیگئی۔ وہ تکلیف کیا ہی مبارک ہے جو اس راہ میں اٹھانی پڑے اور وہ وجود کیا ہی متبرک ہیں۔ جو خدا کے لئے ستائے جائیں کیونکہ انکی تکلیف دنیا کی آزادی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

سنا ہے کہ بمبئی میں کسی اخبار نے ان کی تصویر عام طور پر شائع کی ہے جو بڑی بعد دلتی ہے۔ لیکچر ختم ہونے کے بعد ایک کثیر تعداد میں مختصر رسالہ آپ نے مفت تقسیم کئے آپ ایک عرصہ تک شرق وسطی میں مشغول تبلیغ رہتی ہیں۔

مسلم لیگ اور تکفیر مسلمان

۲۴-۲۵ مئی ۱۹۲۴ء کی دو تاریخوں میں بمقام لاہور مسلم لیگ کا پندرہواں اجلاس زیر صدارت مسٹر محمد علی گنباح منعقد ہوا۔ اسمیں ایک نہایت اہم اور مفید تجویز منظور ہوئی ہے جو یہ ہے کہ

"آل انڈیا مسلم لیگ اس امر کو نہایت تشویش سے دیکھتی ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقے اپنے ہم مذہبوں کو کافروں کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اور چونکہ مسلمانان ہند کے درمیان یکجہتی اور اتفاق کی حالات حاضرہ کی رو سے بیش از بیش اور سخت ضرورت ہے۔ یہ جلسہ تمام احباب متعلقہ میں اپیل کرتا ہے کہ اس عادت کو دور کیا جائے۔ اور اسمیں رواداری اور فیاضی سے کام لیا جائے۔"

(سبیل ۲۸/۲۹ مئی)

ہمارے نزدیک یہ بہت ہی مبارک تجویز ہے اگر اسپر عمل کیا جائے کیونکہ اس سے بڑھکر کیا ظلم ہو سکتا ہے ایک شخص رسالت محمدیہ پر ایمان لاتا اور قرآن کریم کو کتاب اللہ تسلیم کرتا ہو پھر بھی اس پر کفر کا فتویٰ لگا یا جائے اور اس کے ایمان کو باطل ٹھیرایا جائے۔ یہ رزولیوشن سب سے زیادہ ان ہستیوں یا جماعتوں کے لئے قابل غور ہے جو اپنے مسلمان ہونیکا دم بھرتی ہیں۔ اور دعوی خدمت اسلام کے ساتھ دنیا میں کھڑی ہوئی ہیں۔ اگر وہ اپنے اس قسم کے تمام دعاوی کے باوجود کروڑوں مسلمانوں کے اسلام سے انکار کرینگی۔ تو انکے دعوی کو غلط ماننے پر ہر ایک شخص مجبور ہوگا۔ کم از کم ان کا تو ضرور فرض ہے کہ وہ اپنے دعوی اسلام کے ساتھ اپنے سے جزئی اختلاف رکھنے والوں سے کفار کا سا معاملہ نہ کریں۔

مذہب باب و بہا

اس عنوان سے ایک پانچ صفحوں کا مضمون "انسپہ ساذج" کے ایک تاریخی مضمون کا ترجمہ معزز ہمعصر رسالہ لنگا ربابت ماہ مئی ۱۹۲۴ء میں شائع ہوا ہے۔ اس مضمون کی آخری سطر کہ "اب جبکہ عباس آفندی کا انتقال ہو چکا ہے بہاء اللہ کی خلافت محمد علی آفندی (دوسرے بیٹے) کو منتقل ہو گئی ہے اور بہائی جماعت انہیں کو اپنا مرشد و رہنما تصور کرتی ہے"

واقعات کے صریح خلاف ہیں محترمہ مضمون نگار میرزا محمد علی آفندی کی خلافت کو ضرور تسلیم کرتی ہونگی۔ لیکن تمام جہان کی بہائی جماعتیں حضرت عبد البہاء کے انتقال کے بعد ہی سے مطابق آپکی وصیت کے شوقی ربانی آفندی کو اپنا روحانی مقتدا تسلیم کرتی ہیں۔

قادیان کی خموشیاں

معزز ہمعصر آگرہ اخبار ۲۱ مئی میں عنوان بالا سے ایک زبردست مضمون چھپا ہے جسمیں بتایا گیا ہے کہ (۱) ۱۹۰۴ء میں جناب میرزا محمود رزقانی نے جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو بہائی دعاوی کا مقابلہ کرنیکے لئے لاہور میں چیلنج دیا مگر جناب میرزا صاحب قادیانی نے ایک منٹ کی بھی فرصت نہونیکا عذر فرما کر بہائی دعاوی کا مقابلہ نہ کیا حتی اس واقعہ کے بعد چار سال زندہ رہے لیکن کبھی بھی بہائی دعاوی کا نام لیکر مقابلہ یا تکذیب کی جرات نہ فرمائی۔ (۲) جناب مولنا حکیم نور الدین خلیفہ اول قادیان کو ایک بہائی علامہ ابو الفضل نے کتاب درر البہیہ میں بہائی دعاوی سے خاص طور پر آگاہ کیا مگر حکیم صاحب موصوف نے خموشی ہی اختیار کی اور کوئی کتاب بہائی دعاوی کی تردید میں نہ لکھی (۳) ۲۹-۳۰ اپریل و یکم مئی ۱۹۲۴ء میں بمقام پونا بہائیوں کا جلسہ تھا قادیان سے باقاعدہ نمایندہ تو نکلا یا کوئی نہ آیا اور اس دعوت کے جواب تک قادیان خموش ہے۔

میاں صاحب کا خطبہ بہائی مذہب پر

اس عنوان سے ۲۱ مئی ۱۹۲۴ء کے پیغام صلح لاہور میں ایک طویل مضمون جو اپنے ذیل میں دو مضمون لئے ہوئے شائع ہوا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ۱۵، اپریل ۱۹۲۴ء کے الفضل قادیان میں جناب امام جماعت قادیان کا ایک بہت لمبا خطبہ اہل بہاء کے متعلق درج ہوا تھا۔ اسمیں موصوف نے جماعت احمدیہ کے ایک معزز و محترم رکن مولنا سید محمد احسن صاحب امروہی کے کسی فرزند کے متعلق بیان فرمایا تھا کہ اس نے اپنے بہائی ہونیکا زور سے اعلان کیا تھا اس پر مولنا موصوف کے دو بڑے صاحبزادوں یعنی مولوی حکیم سید محمد اسماعیل صاحب عیش برہا اور محمد اسحاق صاحب کے قلم سے یہ دو مضمون نکلے ہیں۔ ان مضامین میں انہوں نے ایک تو یہ لکھا ہے کہ قریبا ہر ہما کے سب احمدی بہائیوں کے زیر اثر ہیں۔ اور پھر مطالبہ کیا ہے کہ جناب امام جماعت احمدیہ اپنے بیان کا ثبوت دیں۔

اہل قادیان سے ایک علمی مطالبہ

جناب میرزا صاحب اپنی کتاب چشمہ معرفت حاشیہ صـ پر مہدی کے متعلق چار قول لکھتے ہیں جنمیں سے چوتھا یہ کہ "وہی مہدی ہے جو عیسیٰ کے نام پر آئیگا" پھر فرماتے ہیں "اسی تیسری قول کی مصداق وہ اقوال محدثین ہیں جسمیں بیان ہے کہ مہدی کے بارے میں جسقدر احادیث ہیں بجز حدیث "عیسیٰ مہدی کے کوئی ان حدیثوں میں سے جرح سے خالی نہیں" ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ وہ کونسے اقوال محدثین ہیں جنمیں یہ بیان ہے کہ بجز حدیث لا مہدی الا عیسیٰ کے سب احادیث مجروح ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ حدیث لا مہدی الا عیسیٰ پر تو تقریبا تمام احادیث سے زیادہ جرح ہے چنانچہ قادیان کے ارباب علم اس سے غافل نہیں ہیں لیکن ہم دیکھینگے کہ وہ جناب میرزا صاحب کے اس قول مذکور کی کیا تاویل کرتے ہیں اور کونسے محدثین کے اقوال پیش فرماتے ہیں جنمیں بیان ہو کہ احادیث مہدی بجز حدیث لا مہدی الا عیسیٰ کے سب مجروح ہیں یہ ایک علمی مطالبہ ہے جس کے جواب میں عالمانہ انداز سے گفتگو منظور ہو تو الفضل الحکم فاروق کے ذریعہ جواب دیا جائے اگر جواب نہو یا علمی انداز سے باہر جاتا ہو تو خود غور کریں اور خموش ہیں

قادیان کے متعلق خاص مضمون

ناظرین کرام کوکب ہند کی اشاعت آیندہ کا انتظار فرمائیں اسمیں قادیان کے متعلق خاص مضمون شائع ہوگا جو دیکھنے اور پڑھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے۔

©Afnan Library Trust, 2026

سمندری یونیورسٹی

امریکن ماہرین تعلیم نے ایک ایسے بمنظیر دار العلوم کے قیام کی تجویز کی ہے جو بین الاقوامی تعلقات پر غور کرنے کیلئے ہمیشہ سمندر میں سفر کرتا رہے۔ ایک بڑا جہاز جو یونیورسٹی کی عمارت کے نمونے پر تیار کیا گیا ہے آیندہ ستمبر میں نیویارک سے روانہ ہو جائیگا۔ اسکی حیثیت باقاعدہ کالج کی ہوگی تمام سامان تعلیم انہیں ہوگا اور ۴۵۰ طلباء اس سمندری یونیورسٹی میں ہوں گے یہ جہاز جاپان۔ چین ہندوستان۔ یونان۔ ٹرکی اٹلی۔ الجزائر۔ ٹیونس۔ ہسپانیہ۔ جرمنی۔ ہالینڈ۔ سکینڈنیویا۔ فرانس انگلستان جائیگا۔ اس تحریک کے ترقی دینے والے تمام ممالک سے تعلقات پیدا کریں گے اور اس سمندری یونیورسٹی کے طلباء تمام ممالک کا مطالعہ بچشم خود کرکے معلومات بہم پہنچائینگے۔

دنیا میں موٹروں کی تعداد

اسوقت دنیا میں ۱۴۷۴۳۴۶۸ موٹریں موجود ہیں جنمیں سے صرف امریکہ میں ۱۲۳۶۴۳۷۷ ہیں (یعنی ۸۳ فیصدی) یورپ میں انکی تعداد ۱۳۰۲۱۵۴۳ ہے ایشیا میں ۱۴۴۷۹، افریقہ میں ۱۴۶۸۰ - اور اوقیانوسیہ میں ۱۴۷۱۸۹ -

ایک جدید برقی لیمپ

جیسی برقی لیمپوں میں ایک یہ نقص بہت بڑا ہے کہ ان کی بیٹری کی قوت جلد ختم ہو جاتی ہے اور پھر دوبارہ بیٹری خریدنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے لیکن ایک فرانسیسی عالم نے اس نقص کی تلافی کردی ہے، یعنی اس نے ایک لیمپ اختراع کیا ہے جس کا چھوٹا سا ڈائمو نفس کی قوت سے حرکت میں آتا ہے اور صرف انسان کی معمولی آواز سے وہ حرکت میں آکر کہربائیت پیدا کردیتا ہے۔

جرمن پولیس اور ریڈیو

لاسلکی ریڈیو گرانی جس کے ذریعہ سے تصاویر وغیرہ بھی منتقل کیجاتی ہیں اب امریکہ و یورپ میں اسقدر عام ہوتا جاتا ہے کہ تقریباً تمام عجلت کے کام اسی سے لیئے جاتے ہیں جرمنی میں وقت مقررہ پر تمام ملک کی گھڑیاں بھی اسی کے ذریعہ سے ملائی جاتی ہیں اور ہر پولیس کا سپاہی اس کے ضروری سامان سے آراستہ رہتا ہے ایک آلہ جو تاروں کا بنا ہوا پتنگ کیطرح ہوتا ہے اسکی پشت پر لگا ہوتا ہے اور سننے کا آلہ اس کے کان کے قریب رہتا ہے سینہ پر لاسلکی کا صندوق بندھا ہوتا ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ ہیڈ کوارٹر سے تمام خبریں اور اطلاعیں ہر سپاہی کو ایک ہی وقت میں حد درجہ اور سرعت کیساتھ پہنچ جائیں اور وہ ہدایات کے مطابق فوراً عملدرآمد شروع کردیں۔

ایک عجیب وغریب مکان

کلیفورنیا (امریکہ) کی ایک دولتمند عورت کا اعتقاد تھا کہ جب وہ اپنے مکان کی تعمیر کا سلسلہ ختم کرینگی تو مر جائیگی۔ چنانچہ اس ڈر سے اس نے کامل ۳۹ سال تک اس مکان کی تعمیر کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہ مکان اپنے تمام محققات کے ساتھ ایک گاؤں معلوم ہوتا ہے اسمیں ۲۰۰۰ دروازے ہیں۔ اور دس ہزار کھڑکیاں اس کے بعض حصے اسقدر پیچیدہ ہیں کہ ایک انسان وہاں جانیکے بعد پھر باہر نہیں آسکتا چنانچہ اس غرض کے لئے مخصوص نشانات دیواروں میں بنا دیئے گئے ہیں۔ تاکہ انکی مدد سے انسان باہر آسکے اس خاتون کا حال ہی میں انتقال ہو چکا ہے اور لوگ اس مکان کو دیکھنے جا رہے ہیں اور اسکی وسعت پر حیرت کرتے ہیں۔

پانی اور بجلی

ایک امریکن ماہر سائنس کا دعوے ہے کہ وہ پانی میں برقی موجیں پیدا کرکے منٹوں میں لوہے کو پگھلا سکتا ہے۔ اس طریق عمل سے سب سے پہلے پانی کے نمک میں تیزابیت پیدا کیجاتی ہے۔ اور پھر اسمیں برقی رو گزار کر اس سے آکسیجن اور ہائیڈروجن کے اجزاء علیحدہ کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد اسکا ایک مرکب طیار کرکے اسکو دیا سلائی دکھادیجاتی ہے، جس سے نہایت تیز شعلے پیدا ہوتے ہیں اور دبیز سے دبیز لوہے کی چادر منٹوں میں پانی ہو جاتی ہے،

ہرچند طریق عمل ذرا طویل ہے، لیکن اس سے کیمیاوی تجربات میں سہولت ہوگئی ہے، یہ چیز بازار میں بھی آسکتی ہے اور ہر شخص اس کے ذریعہ سے جامد چیزوں کو سیال بنا سکتا ہے

لکڑی کی شکر

ہمارے ہاں لکڑی کا برادہ کسی اہم کام کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔ لیکن امریکہ میں اسکے سے بہت کام لئے جاتے ہیں۔ پہلے اس سے اسپرٹ تیار کیا جاتا تھا لیکن اب شکر کی مانگ زیادہ ہو جانیکے سبب سے اس سے شکر بھی طیار کیجاتی ہے۔ تجربہ سے یہ شکر شیریں اور غیر مضر ثابت ہوئی ہے۔ چونکہ برادہ سے شکر بنا لینے میں وقت کم صرف ہوتا ہے اور سہولت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے وہ زمانہ جلد آنیوالا ہے جب بازار میں یہ شکر عام طور پر سے فروخت ہوگی اور ارزانی کے سبب سے لوگ اسکو خریدیں گے۔ ارگلام

قادیان کا چیلنج

ہمنے بہائی کتب نہیں دیکھیں

حضرت شیخ عبدالرحمن آجکل وارد ہندوستان ہیں آپ ایک فاضل جلیل اور باخبر سیاح ہیں ممالک اسلامیہ کی سیاحت کرچکے ہیں علاوہ عربی کے آپ فارسی بھی خوب جانتے ہیں بہت شگفتہ اور با اخلاق بزرگ ہیں "جناب خلیفۃ المسیح" قادیان کے ایک چیلنج پر آپنے لبیک کہکر مذاکرہ اور مکاشفہ کیلئے "جناب خلیفۃ المسیح" قادیان کو ایک خط لکھا تھا اسی سلسلہ میں ذیل کا مراسلہ برائے اشاعت ہمیں موصول ہوا ہے۔

ھوالله

حمداً لمن خلق الانسان وعلمه البیان وفوض علیه عرفان مشرق امره ومطلع وحیه الذی کان مقام نفسه فی العالم الامر والخلق من فازبه فاز بکل الخیر

اما بعد جناب کا خط بغیر تاریخ کا۔ جو بجواب خط مرسلہ ۱۹ اپریل موصول ہوا پڑھکر عجیب حیرت ہوئی۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ کتب بہائیہ ہمارے پاس نہیں اور نہ ہمنے دیکھیں لہذا کچھ کہنا بیں قیمتاً ارسال کرو

بہت خوب ہم دینے کو تیار ہیں آپ رقمیہ تحریر فرمائیں کن کتابوں کی ضرورت ہے انمیں سے جو یہاں موجود ہونگی روانہ کردیجائینگی۔ تعجب ہی اسکے آپ یہ بتائینگا کہ میرزا صاحب متوفی نے جوابی بعض کتابوں یہ لکھا ہے کہ کتب بالی میرے پاس موجود ہیں کیا غلط لکھا ہے۔ اور کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو حضرات افاضل حال میں سلسلۂ احمدیہ سے سلسلہ بہائیہ میں شامل ہوئے ہیں انہوں نے اولاً کتب بہائیہ کی سیر نہیں کی یقیناً کی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ کتب بہائیہ آپکے سلسلۂ احمدیہ کے افراد اور آپکے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ ورنہ آپ ہی فرمائیں کہ کسی مذہب ملت سے واقفیت کئے اور انکے کتب پڑھے بغیر اوپر حملہ کرنا جائز ہے حالانکہ آپ مورخہ یکم اپریل کے پرچہ الفضل میں جماعت بہائیہ سے مقابلہ کا چیلنج دیتے ہیں۔ جسکے جواب میں جماعت بہائیہ کیجانب سے لبیک کہا جاتا ہے اور ایکدعوت نامہ بھی بتوسط حضرت فاضل ماجد جناب حکیم رحمۃ اللہ صاحب کے آپکی خدمت میں ارسال کیا گیا ملخص یہ تھا۔ اخیر ہفتہ ۱۷ اپریل میں پونہ میں سالانہ جلسہ کانونشن بہائیان ہندوستان ہوگا بغرض تحقیقات یا مناظرہ اپنے نمایندہ بھیجئے۔ اب تعجب تو یہ ہے نہ دعوت کا آپنے جواب دیا نہ کوئی نمایندہ بھیجا۔ یا تو بایں شورہ شوری کا الفضل میں مناظرہ کا چیلنج دیا جائے یا بایں بے نمکی کہ لبیک کہنے پر سکوت محض اختیار کرلیا جائے غرض اب آپکو پھر تحریر کیا جاتا ہے اگر تحقیق حق منظور ہے تو ابتدا مناظرہ میں آئیں یہاں ہر فرد بہائی حاضر ہے اظہار حق وحقیقت کیواسطے کمر بستہ والسلام

۲۵ مئی سنہ ۱۹۲۴ء الف

عبدالرحمن

©Afnan Library Trust, 2026

نقد و تبصرہ

کتاب الیقان یہ معرکتہ الآرا کتاب نئی دنیا کی ایک نئی چیز ہے یہ اول کتاب ہے جسے بغور مطالعہ کر نیوالا امر بہائی کو خوب سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ یہ کتاب اپنے پڑھنے والے کو کتب مقدسۂ الہیہ بالخصوص قران حمید کے حقائق و معارف کا مفسّر اور کلام الٰہی کے سربستہ راز کھولنے والا بنا دیتی ہے۔ اصل متن کے ساتھ اُردو ترجمہ بھی ہے قیمت عمدہ انگریزی اڈیشن قیمت ہے ہر ایک روحانی اور مذہبی دلچسپی رکھنے والے انسان کو یہ پاک کتاب ضرور منگانی چاہئے۔

ملنے کا پتہ ۔ منیجر دار الکتب ۔ آگرہ

برہان صریح

(مسیح و مہدی دو شخص ہیں)

جمہور اسلام کا عقیدہ ہے کہ مہدی الگ اور مسیح موعود الگ شخصیت ہے جماعتہ قادیان اس کے خلاف ہے۔ برہان صریح میں نہایت زبردست علمی دلائل سے مسیح و مہدی کا الگ الگ ہونا ثابت کیا گیا۔ یہ نہایت مفید رسالہ ہے اہل قادیان ابھی تک اس کے جواب میں کچھ نہیں لکھ سکے ٹائپ اور پر مغز رسالہ ہے قیمت فی جلد ۴ر

منیجر دار الکتب آگرہ ۔

عمدۃ التنقیح

سچا مہدی اور مسیح کون ہے

یہ برہان صریح کا دوسرا حصّہ ہے جسمیں دلائل قویہ بلکہ قادیان کے مسلّمات سے ثابت کیا گیا کہ جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مہدی اور مسیح موعود نہیں بلکہ قادیانی دلائل کی بناء پر بھی حضرت باب مہدی اور حضرت بہاء اللہ مسیح موعود ثابت ہوتے ہیں۔ عجیب طرح سے احمدیوں پر اتمام حجت کیگئی ہے احمدی مباحث سے دلچسپی رکھنے والے دوستوں کو ضرور مطالعہ فرمانا چاہئے۔ قیمت ۶ر۔ منیجر دار الکتب آگرہ

حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات

اُردو میں یہ مختصر اور دلچسپ کتاب ہمارے فاضل دوست جناب شیخ حشمت اللہ صاحب بی۔ اے۔ کی تصنیف ہے اسمیں حضرت باب حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبد البہاء کے مختصر حالات زندگی اور بعض سنین تاریخ بہائی پھر حضرت بہاء اللہ کی کتابوں سے تعلیمات درج ہیں حضرت عبد البہاء کا فوٹو بھی شامل کتاب ہے۔ امر بہائی سے واقفیت چاہنے والوں کے لئے نہایت عمدہ تحفہ ہے قیمت ۴ر منیجر دار الکتب آگرہ

رستاخیز

اس نام کا ایک علمی ادبی۔ اقتصادی و فلسفی ماہوار رسالہ زیر ادارت مولنا الشیخ عبد اللہ رازی فروری سنہ ۲۴ء سے ماہوار قاہرہ مصر سے شائع ہونا شروع ہوا ہے۔

اسوقت تک تین نمبر شائع ہو چکے ہیں۔ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ ہر ایک نمبر اپنی خوبی میں پہلے سے سبقت لیگیا ہے۔ مقالہ نگار حضرات فاضل اور قواعد فن سے پورے ماہر ہونیکے علاوہ ضروریات وقت سے کما حقہ واقف ہیں ایران اور اہل ایران کی ہر قسم کی خدمت اس رسالہ کا مطمح نظر ہے۔ تینوں نمبروں اپنی جامعیت کے لحاظ سے قابل داد اور علمی معلومات سے پر مزیدے براں دلچسپ اور خیال انگیز ہیں۔ یعنی ادبیات، "شخصیت ادیب کیست"، اور مقدمہ علم و تعلیم و تربیت"، اور مقالات تاریخی جن میں قدیم ایران کے مشاہیر کے تراجم شائع ہوتے ہیں۔ پہلے نمبر میں مقام ایران در شرق، بھی کچھ کم اہم نہیں۔ علاوہ ان تمام خوبیوں کے زبان وہ ہے جو ایران کی آجکی زبان ہے نکہ وہ جسے ہندوستان کے طلباء صدیوں سے پڑھتے آئے ہیں سائز ۲۰×۲۶ صفحات ۵۲ کاغذ سفید اور چکنا ٹائپ کی دلکشاں طباعت قیمت ۵ر یا ایک لیرا انگریزی اور اسانذہ اور طلباء سے اسکا نصف۔ خریداری کے لیے کوکب ہند آگرہ کے ذریعہ بھی خط و کتابت ہو سکتی ہے ورنہ پتہ یہ ہے۔ SP NO 1 غوریہ قاہرہ مصر۔

خلق جدید

قادیان میں حضرت بہاء اللہ کے دلائل

عجیب بات ہے کہ جسوقت میرے سامنے حضرت بہاء اللہ کا دعوے ایک پیچیدہ شکل میں آیا اور میرے دلمیں خیال پیدا ہوا کہ اسپر غور کرنا چاہئے اسوقت میرے دلمیں یہ بات بھی سما گئی کہ مجھے اسکے متعلق روزانہ اپنی ڈائری لکھنا چاہئے۔ چنانچہ تحقیق کے اول یوم سے قادیان سے خروج اور قیام وطن اور نیویارک میں احباب کمونٹی بہائیان ہند و بیرون سے اجلاس خصوصہ یونا سنہ ۱۹۲۴ء تک کی روزانہ ڈائری جو میں ساتھ کے ساتھ لکھتا رہا تھا۔ میں نے اپنے بعض احباب کی خواہش کے مطابق اب کتابی صورت میں چھاپکر شائع کرنیکا تہیہ کیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ میری تحقیقات کن کن مراحل سے گذرتی ہوئی کس حد تک پہنچی۔ یہ کتاب سادگی سے لکھی گئی ہے تصنع کو اسمیں دخل نہیں جب لکھنی شروع کی تھی چھاپنے کا وہم نہ تھا اس لئے واقعات بالکل پوسٹ کندہ اور بغیر استعارہ و کنایہ پھیل چھلاؤ اور بناؤ چناؤ اور انشا پردازی کی دلکشی بھی کر قدرتی اور واقعی صورت میں درج کئے گئے ہیں اسکا مطالعہ ان لوگوں کے لئے مفید ہوگا جو شہاب کی سرگذشت اور قادیان میں ظہور امر بہائی کی تاریخ سننے کے شائق ہیں ابھی قیمت وغیرہ کے متعلق کچھ نہیں لکھا جا سکتا ہاں جو اصحاب پہلے سے نام درج رجسٹر کرائینگے ان سے خاص رعایت کیجائیگی۔

خاکسار مہر محمد خاں شہاب ۔ مالیر کوٹلوی
مدیر معاون کوکب ہند آگرہ

حضرت رسول اللہ کی انوکھی سیرۃ

دائرہ المعارف قرآنی ۔ آگرہ

ہم ناظرین کوکب ہند کو بشارت دیتے ہیں کہ آگرہ میں ایک انجمن دائرۃ المعارف قرآنی کی بنیاد ڈالی گئی ہے۔ اسکے بانی کا نام بتا دینا ہی ہمارے خیال میں ایک بڑی حد تک اسکی کامیابی کی ضمانت میں کافی ہے۔ ہمکو خوشی ہے کہ جناب انعام اللہ خانصاحب نے مسلم کانفرنس اور تحریک عدم تعاون اور خلافت میں باوجود نمایاں حصہ لینے اور ان تحریکات کی کامیابی کی روح رواں ہونیکے۔ اپنے ذاتی اور تلخ تجربہ کی بنا پر سیاسیات سے بالکل دست کشی فرمالی ہے۔ اور اب آپنا اندرونی اور دینی اصلاح کو ہی سیاسی ترقی سے بالاتر اور زیادہ اہم خیال فرماتے ہیں۔ ہم شہر آگرہ کو بھی مبارکباد دیتے ہیں ایک بڑی جماعت معاونین بنانے اونکے ارادہ کو پسند کیا ہے۔ اور بعض مقتدر جماعتیں اور سربرآوردہ بزرگوں کی حوصلہ افزائی فرمائے ہیں۔ خانصاحب موصوف کی تقریباً پچیس سال سے خواہش تھی کہ کوئی ایسی کتاب مرتب ہو جسمیں صرف قرآن شریف میں حسب تصریح سے سیرہ النبوی مذکور ہے اوسی پر قناعت کیجائے البتہ اوسکی تشریح کی طور پر احادیث سے جو اپنی کا اضافہ کر دیا جائے۔ لیکن وہ بھی اصل کتاب میں نہ لیجائیں۔ خیال بہت عمدہ ہے مگر اور کے ساتھ مشکل بھی ہے۔ اور شاید ابتداء اسلام سے آجتک ایسی کوئی سیرۃ کبھی بھی مرتب نہ کی گئی ابواب جو فی الحال تجویز ہوئے ہیں اونمیں سے انتخاب کر کے بعض پیش کئے جاتے ہیں اس سے کتاب کی اہمیت کا اندازہ لگ سکیگا۔ معاصرین رسالوں

©Afnan Library Trust, 2026

اور اخباروں سے درخواست ہے کہ اس کتاب کے خیر مقدم کے سلسلہ میں اس اطلاع کا اقتباس یا اسکی نقل درج کردیں۔

ابواب کتاب سیرۃ قرآنی۔

۱ ابتداء رؤیا ۲ الہام اور وحی ۳ بعثت ۴ اظہار نبوت خصوصی ۵ ہجرت ۶ دعوت عام قبل و بعد ہجرت ۷ طرق تبلیغ ۸ فضائح و تشویقات ۹ تنبیہ ۱۰ توحیدات ۱۱ رسالت ۱۲ مرتبہ شریعت ۱۳ ایمان ۱۴ احسان ۱۵ قصص ۱۶ امثال ۱۷ نسباء ۱۸ سیاست ۱۹ حشر ۲۰ آخرت ۲۱ اعتراضات منکرین ۲۲ لوازم نبوت ۲۳ صفات نبی کریم ۲۴ آثار و علائم ۲۵ پیشگوئیاں ۲۶ معجزات ۲۷ فضلنا بعضکم علی بعض ۲۸ لا نفرق بین احد ۲۹ لا اکراہ فی الدین ۳۰ دعاوی قرآنی در قرآن ۳۱ الیوم اکملت لکم دینکم ۳۲ من یبتغ غیر الاسلام دینا ۳۳ خاتم النبیین ۳۴ یوم بعثت نبی کریم ۳۵ میثاق النبیین ۳۶ میثاق بنی آدم ۳۷ لکل امۃ رسول ۳۸ لکل امۃ اجل ۳۹ جواب معترضین اسلام ۴۰ بادشاہوں کی دعوت اسلام۔

ان چالیس ابواب سے امید ہے کہ شائقین قرآن مجید کو ایک گونہ اس کتاب کی نوعیت کا اندازہ بھی لگ سکیگا۔ غیر مسلم معترضین نے جو اس موقع پر انگریزی اردو میں اعتراض کئے ہیں اوسکا لحاظ رکھا جائیگا۔

(نامہ نگار خاص کی تسلیم سے)

جماعت اہل بہا برما میں سے ایک خاتون مسمی لہلہا نے بی اے کی ڈگری کامیابی کے ساتھ حاصل کی۔ بمعصر معزز مجلہ الاشراق رنگون نے محترمہ موصوفہ کا فوٹو بھی شایع کیا ہے کوکب ہند محترمہ مسمی لہلہا اور انکے خاندان کو مبارکباد کہتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ خداوند جل مجدہٗ محترمہ کو امر عالم انسانی کی بیش از بیش خدمات کا موقع دیکر ہر طرح کامیابی سے مفتخر فرمائے

جرمن وزارت نے استعفیٰ دیدیا ہے جسے مسٹر ایبرٹ صدر نے منظور کرلیا ہے۔

مانچسٹر پوسٹ کے نامہ نگار قاہرہ کو معتبر ذرایع سے معلوم ہوا ہے کہ امسال بھی مصر سے محمل مدینہ منورہ نہ جائیگا۔

بہار تبہ شدہ ہی بہا آگرہ کی پہلی سالانہ رپورٹ مظہر ہے کہ اضلاع بہرت پور۔ متھرا۔ آگرہ میں پچیس ہزار ملکانی شدھی کے دائرہ میں آئے ہیں۔

وکیل ۳۱ مئی لکھتا ہے کہ بمبئی میونسپل کمیٹی کا ایک بیل جانوروں کے ہسپتال میں لایا گیا جسکو دیکھا کر طالب علموں کو تعلیم دیجائیگی یہ بیل چار بہن رکھتا ہے جن سے تمام سال دودھ دیتا ہے۔

روس نے ایک شعاع موت ایجاد کی ہے جسکی ایک کرن ہوائی جہازوں کو آن کی آن میں تباہ کردیگی۔ دوسرے ممالک کے لوگ اسکی مدافعت کی تدبیریں سوچ رہے ہیں۔

بحرین ۱۷ مئی۔ علما و اعیان و جملہ قبائل نجد اپنے ہندوستانی بھائیوں سے متفق ہیں کہ موتمر الاسلامی مسئلہ خلافت کے متعلق قاہرہ میں منعقد ہوا اور اسپر متحیر ہیں کہ ملک الحجاز نے عجلت کرکے ایک ایسے مسئلہ کے متعلق خطرناک صورت حال پیدا کی ہے جو تمام مسلمانان عالم کا متفقہ مسئلہ ہے۔

قسطنطنیہ کے اخبارات کے ذریعہ سے یہ خبر عام طور پر شہرت پذیر ہے کہ سلطنت روم کے اکثر مقامات میں ایک بہت بڑا زلزلہ آیا جسکی وجہ سے کئی آدمی ہلاک ہوے کئی گاؤں ویران ہوئے۔ ریل کی پٹریوں کو نقصان پہنچا۔

جو ڈاک پارسل مکتوب الیہ کی تبدیل پتہ کی وجہ سے ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچائے جاتے ہیں وہ محکمہ ڈاک کی بہت زیادہ مشقت کا باعث ہوتے ہیں۔ اس لئے پارسلوں پر ایک مقام سے دوسرے مقام پر لیجانے میں نئی مرتبہ اصل محصول سے آدھا محصول ڈاک زیادہ وصول کیا جائیگا۔

اسلامی وفد فلاسطین جو مسجد اقصیٰ کی مرمت کی غرض سے چندہ جمع کرنیکے لئے آٹھ ماہ سے ہندوستان میں گشت کر رہا تھا یکم جون ۱۹۲۴ء واپس چلا گیا۔ اور اس عرصہ میں زر مطلوبہ ایک لاکھ پچاس ہزار پونڈ میں سے ۲۵ ہزار پونڈ نقد جمع ہوگیا۔ اور ۱۱ ہزار کے وعدہ کئے گئے۔

جان بل نے یورپ کی گذشتہ لڑائی میں نقصان جان کا تخمینہ لگایا ہے اس کے نزدیک ایک کروڑ سپاہی مارے گئے۔ اور جو جنگ کی وجہ سے اپاہج اور محتاج ہوے۔ ان کا کوئی حد و حساب نہیں۔

سیارہ مریخ عنقریب کرہ ارض سے بہت قریب آجائیگا۔ یہ دورہ اس کا تقریباً سو برس میں ایک دفعہ ہوتا ہے۔ ماہرین ہیئت آس لگائے بیٹھے ہیں۔ دیکھئے کیا نئی تحقیقات دنیا میں کرتے ہیں۔

مانچسٹر گارڈین پر تین سو پونڈ۔ سٹینڈرڈ پر ایک ہزار پونڈ۔ ایکسپریس پر تین سو پونڈ جرمانہ عدالت کی ہتک کرنیکے الزام میں ہوا ہے۔

محکمہ پوسٹ آفس لندن کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ گذشتہ سالوں کی بہ نسبت اس سال امریکہ اور لندن کے درمیان بذریعہ تلیفون گفتگو کا سلسلہ زیادہ رائج ہوگیا ہے۔ اس سلسلہ میں بعض ضروری سامان کا اضافہ کیا گیا ہے جس سے کیجاتی ہے کہ آیندہ بہت بہتر اور آسان طریقہ سے بات چیت کا سلسلہ رواج پذیر ہوجائیگا۔

کراچی ۲۰ مئی) کپتان وانڈرویل فورڈ موٹر میں تسمانیا ڈیڑھ لاکھ میل کا سفر کرکے یہاں وارد ہوئے ہیں۔ ان کے ساتھ۔ ان کی بہن۔ ایک میکانک اور ایک تصویر لینے والا شخص ہے۔

رنگون ۱۶ مئی۔ بندرگاہ رنگون کے تمام قلیوں نے ہڑتال کردی ہے۔ ان میں ہر قسم کے قلی شامل ہیں۔ رکھشا کھینچنے والا۔ دستی گاڑیاں کھینچنے والے اور اب گودام کے قلی بھی شامل ہوگئے ہیں اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ ۱۵ ہزار قلی اسوقت بیکار بیٹھ رہے ہیں افواہیں پھیل رہی ہیں۔ کہ اب کارخانوں کے کاریگر بھی ہڑتالیوں میں شامل ہوجائیں گے

رنگون ۱۷ مئی۔ جہازرانی کے قلیوں نے آج کام شروع کردیا اور اب کام باقاعدہ ہو رہا ہے۔ ملاکان جہاز کو اس ہڑتال کی وجہ سے ۲۰ ہزار پاونڈ کا نقصان پہنچا ہے۔

جبلپور حکومت صوبہ متوسط نے تین سو پونڈ سالانہ اور ۱۵ فیصدی کا پوسٹ کسی ایسی ہندوستانی گریجویٹ خاتون کے لئے منظور کیا ہے۔ جو انگلستان یا کسی اور ملک میں جاکر طبی یا تعلیمی ٹریننگ کی تکمیل کرے گی۔ اور خانگی سائنس کنڈرگارٹن کے طریقوں اور طریقہ تعلیم میں خاص کمال حاصل کریگی۔

کلکتہ ہائیکورٹ کے نزدیک سڑک پر عجیب و غریب وقوعہ کے ظہور سے بڑا ہیجان پیدا ہوگیا۔ ایک مضبوط اور تنومند دیہاتی یکایک دیوانہ ہوگیا۔ اور اس نے کئی ایک انگریزوں پر حملہ کردیا۔ اس دیہاتی نے دریا میں چھلانگ ماردی۔ کچھ عرصہ کے بعد دریا سے باہر نکل آیا۔ اور اس نے پھر لوگوں پر حملہ کرنا شروع کردیا۔ ایک سپاہی نے ایک جمعدار کی مدد سے بصد مشکل اسکو گرفتار کیا۔ پھر اسے تھانہ میں پہنچایا۔ اس دیوانہ نے مافوق العادت طاقت سے کام لیکر اسٹیشن ریل پیل کی۔ کہ بڑی دقت کے ساتھ ۱۶ سپاہی اس کے ہاتھ باندھکر اس کو ہتھکڑی لگا سکے بعد ازاں ہسپتال میں پہنچایا گیا۔

امرت سر ۲۱ مئی۔ معلوم ہوا ہے کہ سکھوں کی منتظمہ کمیٹی کا ۲۵ مئی کو ایک اجلاس منعقد ہوگا۔ اس اجلاس میں ان ممبران کی جگہ جو مستعفی ہوگئے ہیں۔ نئے پروفیسر ملازم رکھے جائیں گے۔

مطبع آگرہ اخبار میں چھپوا کر سید محفوظ الحق علمی نے دفتر کوکب آگرہ سے شایع کیا

©Afnan Library Trust, 2026

Vol 1 No 3

رجسٹرڈ نمبر ۱۳۳۱ ا

نونہال

آگرہ ۱۷ جون سنہ ۱۹۲۴ء

مدیر مسئول
سید محمد خواجہ الحق علی
مولوی فاضل

مدیر معاون
مہر محمد خاں شہاب
مالیر کوٹلوی

مقاصد

نشر نفحات حقیقت۔ تبلیغ دوحدت محبت فلاح اقتصاد اصلاح معاشرت۔ تعلیم عمومی حقوق نسواں۔ تعمیم معارف۔ تطبیق مذہب وسائنس

قواعد

ہر جماعت کا مضمون درج کیا جائے گا۔ وہ مضمون درج نہ ہوگا جسمیں کسی دین یا کسی قوم یا فرد پر ناروا حملہ ہو ؛

؛ ؛ ؛

اجرت اشتہارات

فی کالم ایکبار لم ۔ اسی نسبت سے
نصف یا چوتھائی کالم کے اشتہار کی اجرت ہوگی
اشتہار علاوہ اور اسی نسبت سے
اور سالانہ اجرت ہوگی

جلد ۱	ہر انگریزی مہینہ کی یکم ۹-۱۷-۲۵ کو شایع ہوگا	نمبر ۳

بہائی کتابیں

مثنوی مبشر	دیوان بدیع	۵	تاریخ نبیل زرندی	۱۲	مناظرات دینیہ	۵	دروس الدیانۃ	۱۲	خریدۃ العجائب		فرائد ابوالفضل	۱۲	مفاوضات عبدالبہاء	۱۲
مکاتیب عبدالبہاء	۱۲	مکاتیب عبدالبہاء	۱۲	مکاتیب عبدالبہاء	۱۲	لوح قرن	۱۲	مکاتیب عبدالبہاء	۱۲	الواح حضرت بہاءاللہ		ہفت وادی یا چہار وادی	۸	ایقان مع اردو ترجمہ	۱۲
کلمات مکنونہ حضرت مسیح	۱۲													

یہ تمام کتابیں فارسی میں ہیں بعض حصص عربی بھی ہیں۔ امر بہائی کے متعلق کافی معلومات ان سے حاصل ہونگی۔ سفارشیں بذریعہ وی پی منگا سکتے ہیں۔ پتہ کا پتہ مینجر دارالکتب آگرہ

فارسی کلام کے شائقین دور جدید کی فارسی کو بہت دلچسپی سے دیکھتے ہیں۔

ایران کی شاعری کا دور جدید

رجسمیں ایران کی مشہور عالم خاتون حضرت قرۃ العین طاہرہ کا نام خاص طور پر نمایاں ہے۔ اور انکے نام سے اکثر غلط روایات بھی شایع ہوتی رہتی ہیں۔ انکے مستند کلام کے تین ٹکڑے ہمکو دستیاب ہوئے ہیں۔ وہ بھی پیشکش ناظرین کرینگے اور ایران کے بعض قادرالکلام شعراء کا کلام بھی وقتاً فوقتاً اس صفحہ پر پیش کرتے رہینگے اُمید کہ ناظرین کو کب ہند سے محظوظ و مسرور ہونگے۔

کلام قرۃ العین طاہرہ

گر بتو افتدم نظر چہرہ بچہرہ روبرو
شرح دہم غم تورا نکتہ بنکتہ مو بمو

از پئے دیدنِ رخت ہمچو صبا فتادہ ام
خانہ بخانہ در بدر کوچہ بکوچہ کو بکو

دور دہانِ تنگ تو عارضِ عنبریں خطت
غنچہ بغنچہ گل بگل لالہ بہ لالہ بو بو

میرود از فراق تو خونِ دل از دو دیدہ ام
دجلہ بدجلہ یم بیم چشمہ بچشمہ جو بجو

مہر تورا دلِ حزیں بافتہ بر قماش جان
رشتہ بر شتہ نخ بنخ تار بتار پو بپو

در دلِ خویش طاہرہ گشت و نیافت جز تورا
صفحہ بصفحہ لا بلا پردہ بپردہ تو بتو ؛ ؛

©Afnan Library Trust, 2026

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کوکب ہند آگرہ۔ ۱۷ر جون سنہ ۱۹۲۴ء

ہندوستانکی جدید درسی تاریخ

تاریخ کا نقطۂ نگاہ

لاہور کے ایک تاجر مسر عطر چند کپور اینڈ سنز نے ہندوستانکی ایک جدید درسی کتاب تاریخ شایع کی ہے جسکا نام ہے "ہائی روڈس آف انڈین ہسٹری"۔ ہمنے اس کتاب کو نہیں دیکھا مگر معزز معاصر روزنامہ زمیندار نے اسکے خیالات کا مفاد ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔ کہ

"سلطان محمود غزنوی ہندوؤنکو اسلیے نفرت و حقارت کی نگاہوں سے دیکھتا تھا۔ کہ اس کے مذہب کا حکم یہی تھا۔ اُسنے ہندوؤں پر ظلم و ستم برپا کئے۔ ان کے مندروں کو توڑا۔ وہ ہندوستان پر صرف قتل و غارت کیلئے حملہ آور ہوتا رہا۔ وہ محض اختلاف مذہب کی بنا پر ہندوستان کے باشندوں کو دشمن سمجھتا تھا۔"

اس عبارت پر معزز زمیندار نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ یہ تمام باتیں تاریخی حیثیت سے از سرتا پا غلط ہیں۔ لیکن اگر یہ صحیح بھی ثابت ہو جائیں تو ہم نہیں سمجھتے کہ اس قسم کے افتراق انگیز اور اختلاف زا بیانات کو درسی کتابوں میں درج کرنا کس حد تک قرین دانشمندی ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ہم ہندوستان کی گذشتہ تاریخ کے ان خونچکاں اوراق کو گذشتہ طاق نسیان بنا دیتے۔ جو بعض ہندوؤں و بعض مسلمانوں کے اختلاف و اشقاق کے مناظر پیش کرتے ہیں۔" (۸ر جون)

اسمیں بھی کچھ شک نہیں کہ تاریخ عبرت و تذکیر کا بڑا سامان ہے۔ علماء تاریخ نے تاریخ نگاری کو محض قصہ گوئی نہیں سمجھا۔ بلکہ انکا متفقہ فیصلہ ہے کہ تاریخ ماضی کا مرقع اور آئندہ پشتوں کیلئے سبق ہے کہ اپنے اسلاف کے کارنامے دیکھیں ان کی غلطیوں سے متنبہ اور ان کے محاسن کے متبع ہوں۔ اسلئے آجتک سچا مؤرخ اور دیانت دار مؤرخ کسی قوم کی تاریخ لکھتے ہوئے واقعات سے چشم پوشی نہیں کر سکتا۔ اسکا فرض ہے کہ وہ دیانت اور امانت۔ روایت و درایت کے تمام اصول کی رعایت کیساتھ واقعات کو احسن پیرایہ میں مرتب کرے۔ اسکو قطعاً اس سے بے نیاز ہونا چاہئے کہ واقعات کی مجموعی صورت سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ ہاں اسکا فرض ہے کہ واقعات کے بیان کرنے میں ناانصافی یا محبت یا عداوت کے جذبات کو بھول کر محض محقق اور طالب علم کی حیثیت سے کام کرے۔ اس لحاظ سے وہ ان نتائج کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا جو واقعات کے ضروری نتیجے ہونگے۔ اور جب وہ ان اسباب و علل پر ایک اور بسط سے بحث کریگا اسوقت بھی اسکا فرض ہے کہ رشتہ انصاف اس کے ہاتھ سے نہ جائے۔ اور جذبات نفرت و محبت کو قابو میں رکھکر حقایق کی تحقیق اور رموز پر بحث و تحقیص کرے۔ باوجود اسکے تاریخ مذہبی مناظرے کا اکھاڑہ نہیں ہوتا۔ گو اس سے بھی چارہ نہیں کہ قومیں روایات سے بنتی ملتی اور جدا ہوتی ہیں لڑتی اور کٹتی مرتی ہیں۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جسقدر پہلے بادشاہ ہوئے ہیں یا اب ہیں وہ خواہ کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں۔ ان کو انسان سے زیادہ کچھ نہ سمجھا جائے۔ اور یہ مان لیا جائے کہ ان کا دامن غلطیوں سے پاک اور ذمہ داریوں سے بالکل بے داغ نہ تھا۔ اسمیں محمود و اورنگ زیب۔ پرتھی راج یا سیواجی کی تخصیص نہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ کیا اسلام کی تیرہ صدیوں میں صرف محمود اور اورنگ زیب ہی کے وجود ہوئے ہیں۔ یا ہندوؤں کی طویل تاریخ میں دو یا تین نام نظر آتے ہیں۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ محمود نے غلطی کی اور اسمیں اسکا مذہب گنہگار ٹھہرتا ہے تو دیگر اقوام کی تاریخ اپنے بادشاہوں کے متعلق کیا کہیگی۔ جنہوں نے اپنے ہم مذہبوں پر تلوار چلائی۔ اور اپنے رشتہ داروں کو تخت و تاج سے محروم کر دیا۔ یہ بات فضول اور بے نتیجہ ہے۔ اگر موجودہ نسلیں گذشتہ واقعات کو آئندہ جنگ کا پیش خیمہ بنائینگی تو بادر کر لینا چاہئے کہ وہ خود اپنے ہاتھوں دسی یا اوس سے بڑے اہم واقعات پیدا کرینگی جنکا نتیجہ ہوگا کہ انکی قوم کو ان کی طرف سے ورثہ میں جنگ و جدال۔ نفرت و عداوت ملیگی۔ اور یہ ایک سلسلہ ہوگا جو منقطع نہ ہوگا مگر اس صورت میں کہ آدم کے فرزند درندے بنکر ایک دوسرے کو کاٹ کاٹ کر فنا کر دیں۔ ہماری رائے یہ ہے کہ مورخوں کو حق ہے کہ گذشتہ تاریخ کے واقعات لکھیں۔ لیکن ان کا فرض ہے کہ سب واقعات لکھیں اور سب کے لکھیں۔ اور معائب کے بیان میں محاسن کو بھول نہ جائیں۔ اگر ضرورت ہو ان واقعات کے اسباب پر بحث کرنے کی تو کریں مگر حق و انصاف کیساتھ۔ اور ان کتابوں کے پڑھنے اور پڑھانے والوں کا فرض ہے کہ وہ ان واقعات سے سبق لیں۔ اور سبق سکھائیں۔

اور بتائیں کہ آج ہمارے لئے کن چیزوں کی ضرورت ہے، جب یہ نقطۂ نگاہ ہوگا تو امید ہے کہ گذشتہ تاریخ ہمارے لئے نفرت و عداوت آموز ہونے کی بجائے رحمت و رافت کا ذریعہ ہوگی۔ اور ہماری موجودہ دنیا بہترین طریق پر بسر ہوگی اور ہم اپنی آئندہ نسلوں کیلئے غضب اور خلاف آشام جذبات ورثہ میں دینے کے بجائے محبت اور پیار کے جذبات دیکر جائینگے۔ اور خدا کی مخلوق اس مقصد کو حاصل کریگی جو انسان کو متمدن بنانے میں خدائے بزرگ کا منشا رہے۔

قرآن مجید میں سود

پہلے لکھا جا چکا ہے کہ مسئلہ سود میں اولین بحث یہ ہونی چاہئے کہ قرآن مجید میں سود کی تعریف کیا ہے۔ اُس مضمون کو پڑھکر بعض محققین نے توجہ اور غور کی ضرورت محسوس کی ہے۔ واقعہ یہی ہے کہ اگر قرآن مجید میں سود کی تعریف نہیں تو مسلمانوں کے لئے یہ مسئلہ زیادہ پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ بغیر تعین مفہوم اسکے حدود متعین نہیں ہو سکتے۔ اسلئے سب سے اول سود کا مفہوم قرآنی منفصل ہو جانا چاہئے۔

مسئلہ سود کے سلسلہ میں ایک مسلمان تاجر نے یہ سوال کیا ہے کہ ولایت سے جو مال چلتا ہے وہ قریباً عرصہ دو ماہ میں ہمیں پہونچتا ہے۔ اور مال بھیجنے والے اس عرصہ کا سود بھی ہم سے وصول کرتے ہیں۔ اگر ہم سود نہ دیں تو ہم تجارت نہیں کر سکتے۔ اگر واقعی یہ صورت حرام ہے تو ہمیں سخت مشکل کا سامنا ہے۔ محققین حضرات غور و توجہ سے اس مسئلے پر روشنی ڈالیں ؛

مسئلہ زبان ہند

خبروں کے ذیل میں آپکی نظر سے صوبہ مدراس کی تعلیمی کانفرنس کے صدر مجلس کا بیان بھی گذریگا۔ اسمیں جناب موصوف نے ہندوستان کی زبان کے متعلق جو خیال ظاہر فرمایا ہے۔ اسکے متعلق ہم بھی ایک خاص خیال رکھتے ہیں۔ صاحب علم اور باخبر لوگوں کی اسبات میں رائے یہ ہے کہ ہندوستان کی زبان اُردو ہے۔ مگر اردو کا رسم الخط نامکمل اور ناکافی ہے۔ اسلئے ہندوستان کی جمہوری زبان آئندہ زمانہ میں اُردو ہوگی جسمیں غیر زبانوں سے الفاظ لینے کی استعداد ہے اور آئے دن اپنے سرمایۂ الفاظ کو بڑھا رہی ہے مگر اسکی ترقی کے رستہ میں جو روک رسم الخط کی ہے اسکا علاج ہندی رسم الخط کے ذریعہ ہوگا۔ اور فی الحال جو بعض کمیاں خود ہندی خط ہی میں نظر آ رہی ہیں وہ چند ترمیمات سے پوری ہو سکتی ہیں۔ یہ ایک مستقل بحث ہے۔ اسپر ابھی بحث کرنا ہمارے مقصد سے باہر ہے۔ آج مختصراً ہم یہ بات پیش کرنا چاہتے ہیں کہ ہندوستانکی کسی بھی زبان کو یونیورسل یا جمہور ہندوستان کی زبان بنانے کا خیال کامیاب ہونیوالا خیال نظر نہیں آتا۔ مسئلہ زبان کا ایک ہی ممکن حل ہے کہ تمام ملکوں اور قوموں کیلئے دو زبانیں قرار دی جائیں۔ ایک وہ زبان جو اس قوم یا اس ملک اور خطۂ ملک کی زبان ہو وہ قوم یا اس ملک کے لوگ اس زبان میں تعلیم حاصل کریں۔ اسے پڑھیں لکھیں۔ اور دوسری زبان ایک اور ہو جسکا سیکھنا نہایت سہل ہو۔ اسکو عام رواج دیا جائے اور وہ تمام دنیا میں مروج ہو کر عالمگیر زبان کی حیثیت اختیار کرے اور تمام دنیا کے مختلف زبانیں بولنے والے اس زبان کو ذریعہ تبادلہ خیالات قرار دیں۔ باخبر لوگ کہتے ہیں کہ یہ زبان وہی ہوگی جسکو لنگوا اسپرنٹو کہتے ہیں اور جو جنگل کی آگ کی طرح اکناف عالم میں پھیل رہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ مسئلہ زبان سے دلچسپی رکھنے والے احباب اس موضوع پر خوبصورتی سے اپنے خیالات کا اظہار فرمادیں۔

کوکب ہند کے صفحات ان کے افکار کے نشر و اشاعت کے لئے کھلے ہیں۔ کیونکہ کوکب ہند کا مقصد اعظم یہی ہے کہ ہر قسم کے خیالات پر اطمینان اور محبت کیساتھ مدلل بحث ہو اور مفید نتایج ظاہر ہو کر عالم بشری کی کامیابی و فلاح کا ذریعہ ہوں سختی و تعصب بیشک بلا ہے۔ لیکن الفت و روح و ریحان سے مسائل پر روشنی ڈالنا صحیفۂ انسانی ہے۔

©Afnan Library Trust, 2026

آریہ سماج آگرہ میں ایک روحانی لیکچر

عرب فاضل کی دلپسند تقریر

۸ جون کی صبح کو آریہ سماج مندر آگرہ میں ایک عجیب نظارہ تھا۔ آریہ سماج کے تعلیمیافتہ ممبر اور خواتین جمع تھیں۔ فاضل عرب شیخ عبدالرحمن صاحب مع چند احباب جلسہ میں پہونچے۔ محترم ممبران جلسہ نے تعظیم و تکریم سے اس فاضل مہمان کو لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد فاضل موصوف کی دلپسند تقریر ہوئی۔ جسکا خلاصہ اور مفہوم ہم اپنے الفاظ میں درج کرتے ہیں"۔

عالم کون } فاضل مقرر نے فرمایا کہ عالم کون یعنی اس جہان پر جب ہم نظر کرتے ہیں تو ہمیں صراحۃً دکھائی دیتا ہے کہ اس جہان کی ہر شئی تربیت کی محتاج ہے اور ہر رنگ میں اس عالم کو ایک مربی کیضرورت ہے ؛

عالم جماد } مثلاً عالم جماد کو لیجیے کہ زمین اگر بے تربیت اور بنجر پڑی رہے تو اسمیں صدہا قسم کی گھاس اور خس و خاشاک پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر جب کسان زمین کو جوتتا اور آبپاشی کرتا ہے اور مختلف رنگوں سے اسکی تربیت کرتا ہے تو اس زمین میں عمدہ اناج اور سبزی پیدا ہوتی ہے۔ جسکو انسان اپنے استعمال میں لاکر فائدہ اوٹھاتا ہے۔ پس تربیت ہی کے ذریعہ سے زمین عمدہ عمدہ چیزیں پیدا کرتی ہے۔

عالم نباتات } نباتات کو لیجیے کہ اگر بے تربیت درخت ہوں تو پھل خراب و تلخ بلکہ اکثر ضایع ہو جاتے ہیں۔ باغبان اگر تربیت کرکے درختوں کا رکھ رکھاؤ کرتا ہے تو پھل عمدہ اور شیریں اور اچھی حالت میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ بھی تربیت کا فائدہ ہے۔

عالم حیوان } تربیت حیوانِ درندہ کو اہلی اور مانوس کر دیتی ہے۔ کسی جانور کو آپ پالکر ہلائیں تو وہ آپ سے بہت محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ یہ بھی تربیت کا نتیجہ ہے۔

عالم انسان } انسان جو اشرف المخلوقات ہے اگر بے تربیت ایک صحرا میں پھرتا پھرے تو وہ حیوان سے بھی بدتر ہو جائے۔ کیونکہ حیوان درندہ اپنے ابنائے جنس کو نہیں کھاتا۔ مگر انسان بے تربیت ہونیکے باعث آجتک وسط افریقہ کے جنگلوں میں دیکھا گیا ہے کہ اپنے ابنائے جنس کو کھا جاتا ہے۔ پس تربیت ہونے کے نقائص اور تربیت کے فوائد ظاہر ہیں"۔

اور تربیت عالم انسانی تین قسم پر ہے۔

تربیت جسمانی } یعنی اپنے جسم کے نشو و نما اور خوراک حاصل کرنے کے ذرائع معلوم کرنا اور اس تربیت میں انسان اور حیوان دونو شریک ہیں۔ کیونکہ دونو قوت حاصل کرنے کے محتاج ہیں۔

تربیت انسانی } یعنی ایسی تربیت جس سے انسان ارتقا حاصل کرتا ہے۔ علوم و فنون اسی تربیت کے سلسلہ میں حاصل اور پیدا ہوتے ہیں۔ صنائع و بدائع اور عجیب و غریب ایجادات اور جدید انکشافات اسی تربیت کے نتائج ہیں۔ جن سے عالم بشری روز افزوں ترقی پذیر ہے۔ اور ایک عظیم الشان کامیابی اور بامرادی سے بغلگیر ہوتا جاتا ہے۔

تربیت روحانی } یعنی وہ تربیت جس سے انسان اخلاق ذمیمہ سے دور ہوکر اخلاق طیبہ حاصل کرتا ہے زمینی سے آسمانی اور ناسوتی سے ملکوتی ہو جاتا ہے۔ شرم حیا۔ عفت۔ عصمت۔ شجاعت۔ مروت۔ صداقت وغیرہ صفات عالیہ کا مالک بنتا ہے۔ معرفت الٰہی میں بڑھتا ہے۔ اور اگر تربیت نہ ہو تو یہی انسان درندہ جانوروں سے بدتر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا۔

احتیاج مربّی } لہذا عالم انسانی کو ایسے مربی کی ضرورت ہے جو تربیت جسمانی۔ تربیت انسانی۔ تربیت روحانی تینوں قسم کی تربیت کر سکے اور ضروری ہے کہ وہ مربی مدارس اور کالجوں کا تعلیم پانے والا ہم جیسا آدمی نہو کیونکہ ایسا آدمی تو خود ہی محتاج تعلیم و تربیت ہے وہ ہمیں کیا تعلیم و تربیت دے سکیگا۔ کیونکہ جو خود محتاج ہے وہ کسی کو غنا حقیقی تک نہیں پہونچا سکتا لہذا ایسا مربی خدا ہی کیطرف سے آنیوالا ہو سکتا ہے

مظاہر الٰہی } اور حقیقی طور پر یہ بات ہم مظاہر الٰہی میں پاتے ہیں۔ ہر عصر میں ایک مظہر الٰہی ظہور فرماتا ہے جو عالم انسانی کی حیات تازہ کا سبب اور عالم بشری کے ارتقار کا موجب ہوتا ہے۔ اور یہ مظاہر الٰہی ہمیشہ بوقت ضرورت آتے رہتے ہیں۔

عصر حاضر } جبکہ شرق تحو تعصب ہو گیا بالخصوص ایران اور صفحات آسیہ جہل و خود پسندی کے شکار ہو گئے۔ تنگ دلی و بد اخلاقی نے اپنا خیمہ گاڑ دیا۔ علمار کے وہمی خیالات نے اپنے موہوم دائرے میں عوام کو گھیر لیا۔ کینہ وری۔ سخت دلی ملک میں چھا گئی ہر فرقہ اپنے کو نیک اور دوسروں کو بد اور اپنے کو متقی یقین کرتا تھا۔ جب تمام اہل مذہب خواص و عوام ایسے تعصب کے تاریک کنوئیں میں جا پڑے۔

حضرت باب } ۱۲۶۰ھ میں شہر شیراز میں ظاہر ہوئے اور قیودات موہومہ اور تعصبات رسمیہ کو توڑنے کی پوری کوشش فرمائی۔ آپکے بعد

حضرت بہاء اللہ } نے ۱۲۸۰ھ میں اظہار امر فرمایا۔ دنیا کو تعصبات کی قیدوں سے نجات دلانے کیلئے ہر مصیبت قید و بند کو گوارہ فرمایا اور عالم انسانی کی وہ خدمت کی جس سے محبت و وحدت۔ اتحاد و وداد عالم میں پھیل جائے۔ آپنے ایسی زبردست اور عظیم الشان تعلیمات دیں جو عالم بشری کے ارتقار اور پوری یگانگت و اخوت پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔

معاشرت باقوام } حضرت بہاء اللہ نے تعلیم دی کہ تمام اقوام کیساتھ میل جول اور محبت اور خوشی کیساتھ معاشرت کیجائے۔ "عاشروا یا قوم مع الادیان کلها بالروح و الریحان"۔ "تمام عالم ایک وطن ہے سارا جہان انسان کا گھر ہے سب آدمی بھائی بھائی ہیں"۔ حضرت بہاء اللہ نے فرمایا" اے اہل عالم ہمہ بار یکدارید و برگ یک شاخسار" اے تمام عالم کے بسنے والو تم سب ایک ہی درخت کے پھل اور ایک ہی شاخ کے پتے ہو۔

وطن عالم } حضرت بہاء اللہ نے فرمایا لیس الفخر لمن یحب الوطن بل لمن یحب العالم اس کا کچھ فخر نہیں جو صرف وطن سے محبت کرتا ہے بلکہ فخر اسکے لئے زیبا ہے جو تمام عالم سے محبت کرتا ہے۔ حقیقۃً سارا عالم ہی ہمارا وطن ہے۔ اور ہم سب انسان ایک گھر میں بسنے والے بھائی ہیں۔ عالم انسانی مانند ایک جسم کے ہے۔ اگر کوئی جز جسم کا دکھ اور تکلیف میں ہو تو تمام جسم تکلیف محسوس کرتا ہے ایسے دکھنے والے مریض عضو کو بدن سے کاٹ کر پھینک دینا ٹھیک نہیں۔ بلکہ اسکا علاج کرنا چاہیے تاکہ وہ صحت کامل حاصل کرلے اور صحیح سالم ہو کر جسم کے لئے باعث راحت ہو۔ اور جسطرح ایک عضو کٹ جانیسے انسان کام آسانی سے نہیں کر سکتا۔ اسی طرح جبتک ہم سب ملکر کام نہ کریں اور ایکدوسرے سے کٹ جائیں تو ہم حقیقی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔

صلح عمومی } حضرت بہاء اللہ نے ایک ضروری چیز صلح عمومی کا حکم دیا ہے۔ جسکو صلح اکبر بھی کہتے ہیں۔ تمام اہل مذاہب کو چاہیے کہ آپسمیں صلح کرلیں۔ عیب جوئی نکتہ چینی باہمی اعتراض وغیرہ چھوڑ کر صلح و آشتی سے ملکر رہیں۔ سب بزرگوں کا احترام کریں۔ جنگ و جدل کو بالکل ترک کر دیں۔ ایسی صلح اختیار کریں جو سب کیلئے ہمیشہ باعث راحت و موجب عزت و شرف ہو اور عالم انسانی اتفاق و اتحاد پر قائم رہکر منازل ارتقار طے کرتا ہوا کمالات کی بلند چوٹی پر جا پہنچے

لسان عمومی } حضرت بہاء اللہ ۔ ۔ ۔ نے فرمایا کہ ایک لسان عمومی اختیار کرنی چاہیے جو تمام دنیا کی مشترک زبان ہو جسکے استعمال سے باہمی تبادلۂ افکار میں آسانی ہو۔ اور اختلافات زیادہ نہ ہو سکیں۔ ایکدوسرے کے مقاصد تمام اہل عالم خوبی کیساتھ سمجھ سکیں۔ اور محبت و اتحاد میں کامل ترقی حاصل کر سکیں۔ اور یہ لسان عمومی لسان وطنی کے علاوہ ہونی چاہیے جو کسی وطن سے مخصوص نہو بلکہ تمام اہل عالم کے لئے یکساں ہو۔

©Afnan Library Trust, 2026

مساوات مرد و عورت } حضرت بہاء اللہ نے حکم فرمایا کہ مرد و عورت کے حقوق مساوی ہوں۔ عورتوں کو بھی مردوں کے برابر تعلیم دلائی جائے۔

ممالک مشرق میں ان غریب عورتوں کیساتھ بہت ظلم کیا گیا۔ صرف پکانا کھانا اور سو جانا انکا کام سمجھا گیا۔ حالانکہ خدا نے انکو بہت عزت دی ہے۔ عورتیں اگر تعلیمیافتہ نہوں تو مرد ترقی نہیں کر سکتے کیونکہ مردوں کا پہلا مدرسہ اپنی ماؤں کی گود ہے۔ اگر عورتیں تعلیمیافتہ ہوں تو مرد بھی جلد ترقی کر سکتے ہیں۔ اگر ہماری عورتیں تعلیمیافتہ نہوں تو ہماری حالت اس کبوتر کی سی ہوگی۔ جو اڑنا چاہتا ہے مگر اسکا ایک بازو ٹوٹا ہوا ہے پس ارتقاء عالم انسانی کیلئے خواتین کی تعلیم نہایت ضروری ہے تاکہ انسان دونوں بازوؤں سے ہوائے ترقی اور فضائے معرفت الہی میں اڑ سکے اور عالم بشری سچی کامیابی حاصل کر سکے۔

انجمن بین الاقوام } حضرت بہاء اللہ نے فرمایا کہ اصلاح عالم انسانی کیلئے پہلے دیہات سے چند اشخاص کو منتخب کریں۔ پھر یہ لوگ شہر میں جمع ہو کر اپنے میں سے چند اشخاص کو منتخب کریں پھر یہ لوگ بڑے مرکزی شہر میں جمع ہو کر اپنے میں سے چند اشخاص کو منتخب کریں۔ پھر یہ منتخبین پارلیمنٹ میں جائیں۔ اور وہاں اپنے میں سے چند افراد کو منتخب کریں اسی طرح ہر ملک میں ہونا چاہئے اور ایسے منتخبین کی جمعیۃ بطور "انجمن بین الاقوام" ملکر تمام عالم کی خدمت کرے۔ اگر کوئی سلطنت کسی دوسری سلطنت پر تعدی یا ظلم کرنا چاہے تو یہ منتخبین ہر ملک سے اٹھکر اسکو روکیں اور ظالم حکومت کو تنبیہ کریں۔

دین و عقل } حضرت بہاء اللہ نے فرمایا کہ دین علم و عقل کے مطابق ہونا چاہئے کیونکہ اگر دین علم و عقل کے برخلاف بات کہتا ہے تو اسکو انسان سمجھ نہیں سکتا پھر اسکو ایسے دین کے قبول کرنیکی تکلیف دینا ظلم ہوگا۔

دین سبب الفت } حضرت بہاء اللہ نے فرمایا کہ دین سبب الفت و باعث محبت ہونا چاہئے۔ وہ دین جو سبب عداوت و موجب بغض ہو اس سے بیدینی بہتر ہے۔

تحری حقیقت } حضرت بہاء اللہ نے فرمایا کہ تحری حقیقت ہر انسان کا فرض ہے۔ سبکو چاہئے کہ حق کی جستجو میں لگ جائیں۔ اور پوری پوری کوشش کریں تاکہ حقیقی اور اعلیٰ مقام پر پہونچکر فائز المرام ہوں۔

اپنا حال } آج ہم تعلیمات حضرت بہاء اللہ کے اثر سے سارے جہان کو وطن واحد سمجھتے ہیں سب مردوں کو اپنا بھائی اور سب عورتوں کو اپنی بہن جانتے ہیں۔ ہم جو پہلے تعصب سے چور تھے اب حضرت بہاء اللہ کی تعلیم نے ہمیں آزاد کر دیا۔ ہم سب مظاہر الٰہی انبیاء اولوالعزم کو مانتے اور انکا احترام کرتے ہیں۔ ہم سب الہامی کتابوں کو قبول کرتے ہیں۔ تمام ادیان کے جوہر روحانی کو تسلیم کرتے ہیں۔

آپ یہ نہ خیال فرمائیں کہ آپ ہندوستانی ہیں میں عربی ہوں آپ ہندو ہیں میں مسلمان ہوں اسوجہ سے کوئی تفرقہ آپ میں اور مجھ میں ہوگا۔ بیشک پہلے میں غیر مذاہب کو از حد برا جانتا تھا کسی کی کتاب کو نہ مانتا تھا۔ مگر اب میں وید مقدس کو بھی کتاب الٰہی صحیفہ ملکوتی سمجھتا ہوں۔ وید نے بہت بڑی رحمت و عنایت عالم انسانی پر کی ہے (چیرز) اب میں آپ حضرات سے معافی چاہتا ہوں۔ میری اردو بھی ٹھیک نہیں ہے۔ میں نے آپکے ارشاد کے مطابق اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ ہم سب ملکر عالم انسانی کی خدمت کرینگے۔ اور اپنے بلند مقاصد میں کامیاب ہونگے

والسلام

فاضل سکرٹری کی تقریر

بہاشہ متقرر پرشاد کلکرنی بی اے ایل۔ ایل۔ بی سکرٹری آریہ سماج بڑی مسرت اور جوش سے اٹھے اور پر لطف تقریر فرمائی۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ

"آپلوگوں نے فاضل مقرر کی تقریر سنی میں امید کرتا ہوں کہ آپ بہت محظوظ ہوئے ہونگے۔ ہمارے دل بہت خوش ہیں۔ میں تو اپنی خوشی کو ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جناب شیخ عبدالرحمن صاحب نے اپنے گرو حضرت بہاء اللہ صاحب کی تعلیمات سے ہمیں آگاہ کیا۔ حضرت بہاء اللہ نے دنیا کے اودھار کیلئے بڑی بڑی مصیبتیں اٹھائی ہیں۔ جناب شیخ عبدالرحمن صاحب نے جو حضرت بہاء اللہ کی باتیں بیان کی ہیں یہ تو ہماری عین مراد ہیں۔ چنانچہ آریہ سماج نیم میں سے تیسرا نیم یہ ہے کہ تمام عالم کی خدمت محبت سے کیجائے۔ اور حضرت بہاء اللہ نے بھی یہی کہا ہے۔ ہمیں اس سے اتفاق ہے۔ اور یہی جو باتیں آپ نے بیان کی ہیں۔ وہی ہم چاہتے ہیں۔ اور ہمنے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک نہایت وسیع دائرے میں ہیں۔ آپ تو فرماتے ہیں کہ میری اردو ٹھیک نہیں۔ مگر بڑی فصاحت بلاغت کیساتھ آپ نے بیان فرمایا ہے۔ ہمیں آج بہت ہی خوشی ہوئی جسکا بیان پورے طور پر میں نہیں کر سکتا۔ میں فاضل مقرر کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے ہمیں ایسی مفید اور عمدہ باتیں سنائیں۔

جلسہ میں ایک محبت اور فرحت کی روح پھیلی ہوئی تھی۔ چہرے بشاش تھے۔ دلوں میں الفت موجزن تھی۔ اسی مسرت و شادمانی کیساتھ جلسہ ختم ہوا۔

فاضل محترم شیخ عبدالرحمن صاحب آگرہ میں دو فرق افروز ہیں۔ شہر کے مسلم و غیر مسلم معززین آپ سے ملاقات کر کے مسائل دینی و علمی دریافت کر رہے ہیں۔ علمی حلقہ میں آپ سے ایک خاص دلچسپی ہو رہی ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ آپ یوپی اور پنجاب کا بھی سفر فرمائینگے۔ تمام اہل علم و فضل عموماً مسائل دینیہ و علمیہ کے سلسلہ میں بالخصوص امر بہائی سے دلچسپی رکھنے والے تو خاص طور آپ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ٭ (۱۷ر جون)

ہمیں الزام دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

"بادشاہ وقت پر جو تیر چلاوے۔ اسی تیر سے وہ آپ مارا جاوے" (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۹۶ اسلام)

ہمیں تعلیم دیگئی ہے کہ "یا اہل بہاء شما مشارق محبت مطالع عنایت الٰہی بودہ و ہستید۔ لسان را بسب و لعن احدی میالائید" (بشارت صفحہ ۸ مطبوعہ عزیزی پریس آگرہ) لہذا ہم کسی کو گالی دیکر یا کسی پر لعنت کر کے اپنی زبان کو گندہ نہیں کر سکتے۔

"جناب خلیفۃ المسیح قادیان" کی تلخ بیانی کے جواب میں ہم بزبان بلبل شیراز یہی کہنا چاہتے ہیں۔ ؎

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی ؛ جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خا

جناب خلیفۃ المسیح قادیان نے ہمیں غدار ثابت کرنیکیلئے یہ ایک دلیل پیش کی ہے کہ ہمارے فاضل دوست مولنا سید محفوظ الحق صاحب علیمی نے احمدی کہلا کر اخبار فاروق قادیان میں احمدیت کے خلاف "یہ آیت پیش کی ہے وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اسلام کو تباہ کر کے ایسی قوم خدا لائیگا جو مسلمانوں سے اچھی ہوگی حالانکہ یہاں تو یہ بتایا ہے کہ مسلمانو! اگر تم میں سے کوئی پھر جائے تو اللہ انکی بجائے اور جماعت لائیگا جو مسلمانوں سے اچھی نہیں ہوگی بلکہ تم ہونیوالوں سے اچھی ہوگی" (الفضل ۱۱ر اپریل صفحہ)

اول تو اسلام کے تباہ کرنے کا ذکر فاروق کے مضمون میں بالکل نہیں یہ جناب "خلیفۃ المسیح" کی زیادتی ہے۔ دوم افسوس کہ "جناب خلیفۃ المسیح" دوسروں کو الزام دیتے ہیں لیکن امام ہونیکے باوجود احمدیت کی فاتحہ سے بھی غافل ہے کیونکہ یہی آیت احمدی لٹریچر میں بارہا پیش کیگئی ہے۔

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلا ھذا الایۃ وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم قالوا یا رسول اللہ من ھم الذین ذکر اللہ ان تولینا استبدلوا بنا ثم لا یکونوا امثالنا فضرب صلی اخذ سلمان الفارسی ثم قال ھذا وقومہ لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجل من الفرس رواہ الترمذی

مشکوۃ شریف جلد دوم صفحہ ۴۸۶)

قدر جمال حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ نے اسی آیت کو پڑھا وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم تو اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون ہیں جنکا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس عظمت کیساتھ کیا ہے۔ تو اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کی ران پر ہاتھ رکھا اور کہا یہ اور اسکی قوم ہوگی۔ اگر دین ثریا میں ہوگا۔ تو اہل فارس اسکو اتار لے آئینگے۔ (ملاحظہ ہو کتاب عسل مصفی جلد ثانی صفحہ ۳۱۲ مطبوعہ مطبع اللہ بخش سٹیم پریس قادیان)

یہ ایک فاضل احمدی مصنف کی اس کتاب کا حوالہ ہے جسپر جناب خلیفۃ المسیح قادیان نے بھی بڑے زور و شور سے ریویو

©Afnan Library Trust, 2026

کیا ہے۔ پھر اگر صرف اتنا ہی ہوتا تو ممکن تھا کہ آپ عمل مصفی کی نسبت فرمادیتے کہ وہ کتاب اب معتبر نہیں رہی مگر اور سنئے منشی خادم حسین صاحب بھیروی نے جناب حضرت میرزا صاحب کو فارسی الاصل سمجھتے ہوئے اپنے مضمون "بطلان مطاعن البرہان" مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۱۴ نمبر ۱۲ بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۹ء کے صفحہ ۱۷ پر جناب حضرت مرزا صاحب ہی کے حق میں پیش کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:-

آنحضرت صلعم نے ایک چھوڑ دو موقعوں پر سلمان فارسی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کو بھی اٹھ گیا تو ان ابنائے فارس میں سے ایک یا کئی اشخاص اسکو دوبارہ زمین پر لے آئینگے۔ اول دیکھو بخاری کتاب التفسیر آیت واخرین منھم لما یلحقوا بھم دوم تفسیر صافی بحوالہ مجمع البیان زیر آیت "یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم"

سطر ۱۰ تا ۱۵

اب خدا لگتی کہئے اگر ان ہر دو صاحبان کا اس آیت و حدیث کو مرزا صاحب کے حق میں پیش کرنا غداری نہیں بلکہ عین اشاعت احمدیت ہے تو یہی مضمون ہمارے فاضل دوست کی قلم سے نکلنے پر غداری کیوں کہلایا۔ افسوس ؎

ہم جو چپ ہوں تو بنیں سودائی
شیخ چپ ہوں تو تو کل بڑے

(عمر جہلمی نزیل بٹالہ)

جماعت قادیان کا قدم بہائی مذہب کی طرف

{اخبار پیغام صلح لاہور۔ مؤرخہ یکم جون جناب مولانا محمد علی۔ ایم اے ایڈیٹر جماعت احمدیہ لاہور جماعت قادیان کے متعلق بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔}

آج چند لوگوں کا ان میں سے نکلکر بابی مذہب کو اختیار کرنا اس بات کی شہادت ہے کہ جماعت قادیان کا قدم صحیح رستہ پر نہیں۔ اور بات بھی صحیح ہے۔ کہ جب یہ کہا جائے کہ نبوت جاری ہے اور شریعت بند ہے۔ تو اس پر طبیعت قناعت نہیں کر سکتی۔ بلکہ آہستہ آہستہ شریعت کو بھی جاری کرنا پڑتا ہے مجھے تو ان استدلالوں پر بھی افسوس آتا ہے۔ جب اجرائے نبوت کے لئے یوں کہا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ کیا نبوت لعنت تھی جو اُسے بند کر دیا گیا۔ ایسا ہی ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ شریعت اگر بند ہے تو کیا وہ لعنت ہے۔ فی الواقعہ نبوت اگر نعمت ہے تو شریعت بھی نعمت ہے۔ فی الحقیقت یہی ایک بات ہے جو ان کے قدم کو کھینچ کر بہائیت کیطرف لے گئی۔ یہ لوگ جب کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔ دراصل بہائیوں میں سے نہیں آئے۔ بلکہ قادیان میں رہکر اور میاں صاحب کے عقیدہ کو اسکے صحیح نشانہ تک پہونچاتے ہوئے بہائی ہوئے۔ وہی "اخبار الفضل کا ایڈیٹر جسکا کام رات دن اجرائے نبوت پر بحث کرنا تھا۔ اسکو یہ خیال پیدا ہونا بالکل قرین قیاس ہے کہ دروازہ اگر بند کیا جائے تو نبوت پر ہی بند ہونا چاہئے۔ اور اگر کھولا جائے تو شریعت پر بھی کھولنا پڑیگا۔ میں آج قیاس کے طور پر اور واقعات بھی انشاء اللہ میری تصدیق کرینگے

کہ یہ عقیدہ اگر زندہ رہا تو یقیناً یہ جماعت الگ ہو جائیگی عقیدوں کا اثر بہت برا ہوتا ہے۔ آج تو کہدیا جاتا ہے کہ ہم نیا کلمہ نہیں بناتے لیکن جس حالت میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کا اقرار اسلام میں داخل ہونے کے لئے ضروری ہے تو کلمہ وہ نہیں رہتا جو پہلے تھا۔ اگر مرزا صاحب کے آنیکا نتیجہ یہ ہے کہ توحید کیساتھ مرزا صاحب کی نبوت کا اقرار ہو۔ جسطرح توحید کیساتھ محمد رسول اللہ کی نبوت کا اقرار لیا جاتا تھا۔ تو کل کو یقیناً یہ نیا مذہب بن جائیگا۔ یہ بنیاد جن چکی ہے اگر یہ لوگ عقلمندی سے کام نہ لیں تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ عظیم الشان نقصان اسلام کو پہونچے گا۔

قادیانیوں کو ڈبل چیلنج

اس عنوان کے ماتحت امرت سر کے معزز جریدہ القاسم کی اشاعت بابت ۱۰ جون ۱۹۲۴ء میں جناب پنڈت پرشوتم دویست دھاری صاحب اٹاوی کا ایک مضمون درج ہوا ہے جسمیں سطور ذیل بھی ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب کی حیات میں محمود زرقانی مشہور بہائی ۱۹۰۴ء میں لاہور آیا۔ اور میرزا صاحب نے اسکے اصرار پر بھی یہ کہکر ٹال دیا کہ مجھے فرصت نہیں۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ مرزا صاحب میں بہائی مذہب کی تردید کا دم خم نہ تھا۔ . . . . .

زیادہ تعجب یہ ہے کہ بہاء اللہ کی تردید نہ مرزا صاحب نے کی اور نہ پہلے خلیفہ جی نے۔ مگر آج دوم خلیفہ جی پانی پی پی کر بہائیوں کو کوس رہے ہیں۔ آخر یہ کیوں عتاب ہے"

قادیان کی تاریخ میں نیا باب

اس سال قادیان کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا ہے۔ جناب مرزا سلطان محمد صاحب ساکن پٹی کا وہ خط جو نکاح والی پیشگوئی سے متعلق ہے جو آپکے معزز اخبار میں شائع ہو چکا ہے۔ قادیانی لٹریچر کو تزلزل کرنیوالا ہے۔ دوسرا اہم واقعہ قادیان میں ایک جماعت کا پیدا ہونا ہے جو تمام احمدی علم کلام میں ایک عجیب انقلابی تحریک کا موجب ہو کر رہیگی۔ واقعی اہلحدیث میں آپنے خوب لکھا کہ اگر دروازہ نبوت کھلا ہے تو بہاء اللہ زیادہ حقدار ہیں کہ انکو قبول کیا جائے۔ اب تو قادیانی مبلغین کو پہلے اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہئے۔ آخر کیا وجہ کہ احمدی حضرات جناب بہاء اللہ کے دعاوی پر ایمان نہ لائیں جس حالت میں یہ ثابت ہو جائے کہ جناب مرزا صاحب کے دلائل واقعی ایسے ہیں جن سے جناب بہاء اللہ صاحب کے دعاوی ثابت ہوتے ہیں۔ مولوی محی الدین صاحب بی اے قصوری ناظم جمعیت دعوت و تبلیغ پونا نے بھی اپنی کتاب "روداد عمل" میں یہی رائے ظاہر کی ہے کہ احمدی تحریک اصل میں بابی تحریک کے اثر کا نتیجہ ہے۔ اب اگر خود احمدی جماعت کے افراد اسپر مہر تصدیق کر دیں تو اسمیں شک نہیں کہ دنیا کے لئے ایک بڑا کام ہو جائیگا۔ ان احمدی اصحاب کو کہنا چاہئے کہ وہ اپنے خیالات تفصیل کیساتھ شائع کریں۔

(اہلحدیث ۲ مئی)

قادیان کا ظلم عظیم

تفریق بین المسلمین میں جو مساعی موجودہ تحریک قادیان کی طرف سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ انکی نظیر ملنا مشکل ہے۔ چالیس کروڑ مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنا مسلمانوں کے پیچھے نماز حرام ٹھہرانا۔ مسلمانوں سے رشتہ حرام ٹھہرانا۔ مسلمانوں کا جنازہ نہ پڑھنا ایک قادیانی مخلص کے فرائض ہیں۔ اور یہ تمام امور اس غار دار درخت تکفیر کے پھل ہیں۔ جو جناب خلیفۃ المسیح قادیان نے انوار خلافت ص۹۰ پر یوں بویا ہے۔

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں" ان حالات میں ہمیں اسبات سے رنج نہیں کہ قادیان ہمارے متعلق کیا کیا ناجائز اور ناکارہ باتیں لکھ رہا ہے کیونکہ ان باتوں سے ہمیں کیا نقصان ہو سکتا ہے۔ ہم حضرت قدس کا باغ ہیں جو ہمیں کاٹنا چاہیگا وہ آپ ہی کاٹا جائیگا۔ مخالف نادم ہونگے۔ اور دشمن نامراد۔

اخبار الفضل قادیان مؤرخہ ۱۰ جون ۱۹۲۴ء میں ایک مضمون بعنوان "خارج شدہ بابی اور جماعت احمدیہ" جسمیں جبر و استبداد کی حکومت قادیان نے ہمسے بائیکاٹ کا تازہ تاکیدی حکم جاری کر کے عمر۔ علمی۔ شہاب سے ملنا حرام اور قطعی حرام ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:-

"پس کسی احمدی کے لئے قطعاً یہ جائز نہیں کہ وہ ان تینوں سے ملاقات کرے یا مراسلت بھیجے"

اگر کوئی احمدی آزاد اپنی جائز آزادی کو استعمال کرنا چاہے اور ان تینوں سے ملاقات یا مراسلت کرے تو وہ بھی مجرم ہوگا۔ چنانچہ فرمان ہے:-

"اگر اب بھی کسی نے اس حکم کی خلاف ورزی کی تو اس سے باقاعدہ جواب طلب کیا جائیگا" افسوس قادیان نے کسقدر چشم انصاف بند کر لی۔ اپنے پر خود نہ پسندی بر دیگران مسند کا زریں مقولہ فراموش کر دیا۔ کیونکہ اگر یہی معاملہ اہل قادیان کیساتھ کیا جائے تو واویلا مچاتے ہیں۔ اور اخباروں کے صفحات سیاہ کر دیتے ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ ہم قادیان کے نزدیک کافر ہو گئے جیسے تمام مسلمانان عالم کافر ہیں۔ ہم نے کوئی غداری نہیں کی ہے کوئی فریب کاری نہیں کی۔ ایسے الزامات بھی ہم پر مظالم ہیں۔ جنکو ہم صبر سے برداشت کر رہے ہیں۔ اور ہم خوش ہیں کہ قادیان سے اعلان پر اعلان ہونے کے باوجود احمدی احباب کی مراسلت و ملاقات جاری ہے۔ بعض آنیوالوں نے تو صاف کہدیا کہ "اگر آپ لوگوں سے ملنے پر میاں صاحب ہمیں جماعت سے خارج کرنا چاہیں تو کر دیں ہم انسے نہیں ڈرتے" آخر دنیا خدا کی ہے نہ قادیان کی۔ خدا کے بندے نور کو دیکھینگے اور فائز ہونگے۔ ولو کرہ المجرمون

برہان صریح = مہدی اور مسیح دو شخص ہیں۔ قیمت ۴ر
عمدۃ التنقیح = سچا مہدی و مسیح کون ہے۔ ۲ر

یہ دونوں کتابیں احمدی اور بہائی کا زبردست مکالمہ ہیں:
منیجر وار الکتب آگرہ

©Afnan Library Trust, 2026

جاپان اور امریکہ کے سوال میں ایک سبق

قومی منافرت کے نقصانات

امریکہ نے جو قانون پاس کیا کہ ایشیائی یا غیر ملکی لوگ مملکت امریکہ میں جائداد نہیں خرید سکتے اور انکی آمد و رفت میں بھی رکاوٹ ڈالی گئی ہے۔ اس فیصلہ کا اثر زیادہ تر جاپانیوں پر پڑا ہے۔ جب امریکہ نے یہ فیصلہ کیا تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ جاپانیوں نے بھی انتقام کے لیے اسی حربہ کو ہاتھ میں لیا۔ چنانچہ ٹوکیو دارالسلطنت جاپان (۷ رجون) کی خبر ہے کہ "لوگوں کا ایک گروہ امریکنوں کے احساسات سے متاثر ہو کر ایک ہوٹل کے ناچ گھر میں گھس گیا۔ جہاں امریکن ناچ رہے تھے اس گروہ نے امریکنوں کی تحقیر و تذلیل کی۔ ناچ کو بند کر دیا۔ اور اشتہار تقسیم کیے جنمیں جاپان سے تمام امریکنوں کے اخراج کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ بعد ازاں اسی گروہ نے ان متحرک تصاویر کے تماشے بند کرا دیے۔ جہاں امریکہ کی فلمیں دکھائی جا رہی تھیں۔

(زمیندار ۱۱ رجون)

اگر امریکنوں نے اپنے اہل ملک کے مفاد کو مدنظر رکھکر قانون کی گرفت کو مضبوط کرنا ضروری خیال کیا تو اس کے مقابلہ کے لئے جاپان نے بھی پھریری لی نتیجہ کیا ہوگا تعلقات کی کشیدگی اور قومی منافرت۔ مگر کیا اس سے بنی نوع کو فائدہ پہونچ سکتا ہے؟ کیوں نہیں۔ یہ کوشش کی جاتی کہ امریکانی اور جاپانی کی تمیز کو اٹھا دیا جائے اور انکو ایک ہی درخت کی شاخیں اور ایک ہی شاخ کی پتیاں خیال کیا جائے۔ کیوں (جاپان جاپانیوں کیلئے اور امریکہ امریکنوں کیلئے) کا نعرہ بلند کیا جاتا ہے۔ کیوں اسکی جائے تمام روئے زمین کو ایک ملک اور تمام قوموں کو ایک خاندان نہیں سمجھا جاتا۔ کیوں کہا جاتا ہے کہ "حب وطن" جزو ایمان ہے اسکی بجائے کیوں اس حقیقت کو سرمایۂ افتخار نہیں بنایا جاتا کہ "ہم محب عالم ہیں"۔ پہلے خیال کی تلخی ظاہر ہے۔ مؤخر الذکر خیال کا موازنہ شرط ہے۔ نتیجہ حسب مراد یہی نکلیگا کہ تمام قومی جھگڑے مٹ جائینگے۔ اور آدم کے فرزندوں کو کھوئی ہوئی بہشت اسی زمین پر مل جائے گی ؛

اسلام اور تلوار

بعض مخالفین اسلام جو کوشش مخالفت میں تعصب آمیز رنگ میں اعتراض کر دیتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ حالانکہ مکہ کے نبی مظلوم کا ظہور ایک آزاد اور بے سر قوم میں ہوا جسکے ہاتھوں میں تیر۔ نیزے۔ تلواریں۔ بندوقیں تھیں۔ اور وہ داعی اللہ تنہا اور نہتھا وادی مکہ میں مبعوث ہوا۔ ایسی صورت میں زور شمشیر کو اسکے مقدس ہاتھوں سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ اسی "سنت النبی" پر چلکر مقدسین اسلام نے روحانی تلوار سے قلوب اہل عالم کو فتح کیا تھا۔ آج ہندوستان کے مشہور لیڈر مہاتما گاندھی بھی شہادت دیتے ہیں "غیر مذہب کا ہوتے ہوئے بھی میں یہ بات بیس نگر کے مسلمانوں سے ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام کی عظمت کو اسکے فقیروں صوفیوں اور علماء نے بڑھایا ہے۔ انہوں نے اپنی یا اپنے مذہب کی حفاظت تلوار کے زور سے نہیں بلکہ روحانی طاقت سے کی ہے۔

(پرتاب ۱۰ رمئی ۱۹۲۳ء)

وحدت عالم انسانی

قدرت روز بروز ایسے اسباب پیدا کر رہی ہے جو کہ وحدت عالم انسانی کے ممد و معاون ہیں۔ ایک زمانہ میں دنیا کے حصے ایسی حالت میں تھے کہ مہینوں بلکہ برسوں میں خبروں کی آمد و رفت نہ ہو سکتی تھی۔ اب زمانہ آیا ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں بڑی بڑی مسافت پر گھر بیٹھے کافی تقریر سنی اور سنائی جا سکتی ہے چنانچہ لندن کی عالمگیر نمائش میں ملک معظم کی جو افتتاحی تقریر ہوئی اسکو آلہ براڈ کاسٹنگ کے ذریعہ تخمیناً ۶۰ لاکھ انسانوں نے گھر بیٹھے ملک معظم کی زبان اور اپنے کانوں سے سن لیا۔

غلط افواہوں کی تخلیق اور اُن کے نقصانات

کلکتہ کے اخبارات میں یہ خبر گشت کر رہی ہے کہ کدارپور کے مقام پر کنگ جارج ڈاکس کی تعمیر کے متعلق بچوں کی قربانی کی ضرورت ہے اور اس کام کیلئے بعض اشخاص جنمیں زیادہ تر سکھ ہیں مقرر کیے گئے ہیں اس افواہ کی وجہ سے بلوہ اور قتل بھی ہو گیا ہے۔

شایع شدہ تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس افواہ نے کلکتہ میں ایک شور اور ہنگامہ برپا کر رکھا ہے۔ خیال یہ ہے کہ مسلمان بچے قربان کئے جا رہے ہیں۔ اور اسکے لیے پنجابیوں پر حملے کیے جا رہے ہیں۔ اور سکھوں کو گھیر لیا جاتا اور انکی موٹروں کو توڑا اور خود انکو زدوکوب کیا جاتا ہے۔ موٹر ڈرائیور پولیس کے دفتروں میں جمع ہو کر فریاد اور واویلا کرتے ہیں۔ حکومت افواہ کی تردید پر تردید کر رہی ہے مگر ۱۰ رجون تک شور و شر میں زیادتی ہی ہوتی رہی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ جھگڑا عرصہ کے اندرونی خلجان کا نتیجہ ہے۔ افواہ ہے کہ سکھ مسلمان بچوں کو پکڑتے اور موٹریں بجھاتے اور انکو مٹھائی کھلاتے ہیں۔ بعض واقعات بھی بیان کئے گئے ہیں جو عام طور پر تحقیقات سے غلط ثابت ہوئے ہیں۔ پنجابی مرد اور عورتیں خطرہ کو محسوس کر کے محافظت کے جویا ہیں۔ جانوں کا بھی نقصان ہوا ہے۔ اور بعض مضروب ہسپتالوں میں پڑے ہیں غلط افواہ پھیلی۔ جانیں خطرے میں پڑ گئیں۔ امن گم عافیت غائب ہو گئی۔ مگر اس افواہ کے اسباب کیا ہیں جب اسکا تفحص کیا جاتا ہے تو اپنی خبروں میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ "یہ امر صاف ظاہر ہے کہ کچھ عرصہ ہوا بندرگاہ کے کمشنروں نے گودی بنانے کا ٹھیکہ مسلمان ٹھیکیداروں سے لیکر سکھ ٹھیکیداروں کو دیدیا تھا۔

(زمیندار ۱۱ رجون)

مقام غور ہے کہ بات کیا ہے اور حقیقت کیا لیکن بدیہہ انتقام کس صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ مگر کیا یہ افواہیں پھیلانے والوں کیلئے مفید ہو سکتا ہے؟ یہ ایک ہی بات نہیں ہر معاملہ میں نفس کے بندے اپنے مخالفوں کو نقصان پہونچانے کے لئے ایسے مکروہ اور مضر طریق اختیار کر کے دنیا کے لئے سامان ہلاکت اور ابنائے آدم کے لئے موجب تباہی ہو جاتے ہیں کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ انسان قومی منافرت کو دور کرنے کے لیے صلح و آشتی کے ہاتھ بڑھائیں اور سب بنی نوع کے لیے اپنے بازو پھیلائیں۔ اور اپنے سینہ سے لگائیں نہ یہ کہ قوم کے نام کے جھوٹے پردے سے فریب کھا کر بے اطمینانی اور فساد کی آگ بھڑکائیں۔

حکومت و خلافت

(از مولانا ابوالکلام آزاد)

مدانیہ کانفرنس کے بعد جب قسطنطنیہ پر نئی قومی حکومت کا قبضہ ہوا تو اسنے "فصل حکومت و خلافت" کا اعلان کیا جسے دنیوی اقتدار اور خلافت کے فصل سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی سلطنت اور خلافت دو الگ چیزیں ہیں ایک محل میں اکٹھی نہیں ہونی چاہئیں۔ پس آئندہ سے خلافت کا منصب الگ رہیگا۔ اسے حکومت میں کوئی دخل نہ ہوگا۔ اسی طرح ترکی حکومت بھی الگ رہیگی وہ خلافت میں دخیل نہ ہوگی۔ اسکے بعد قومی مجلس نے فیصلہ کیا کہ اب کامل نظام جمہوریت کا اعلان کر دیا جائے۔ چنانچہ اسکا اعلان ہوا اور پھر یہ ایک وقت دو منصب الگ الگ قرار دیے گئے۔ ایک صدر جمہوریت کا ایک خلیفہ کا۔ صدر غازی مصطفےٰ کمال پاشا منتخب ہوئے۔ خلیفہ عبدالمجید خاں تھے۔

دراصل یہی وہ پہلی غلطی ہے جو معاملہ خلافت میں اس جماعت نے کی۔ اور آگے چلکر جسقدر الجھاؤ پڑے سب اسی کے برگ و بار ہیں۔ اسلامی خلافت حکومت کا ہی نام ہے۔ اور ایک خاص طرح کے نظام اور مقصد کی بنا پر اسے "خلافت" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اصلی نظام خلافت ایسا تھا جیسا آجکل جمہوری حکومتوں کا نظام ہوتا ہے۔ الا یہ کہ پوپ اور امریکہ کی جمہوری حکومتوں سے کہیں زیادہ جمہوریت کی کامل روح اسمیں موجود تھی۔ پس جس منصب کے لیے آجکل "پریذیڈنٹ" کا لفظ بولا جاتا ہے اسی کیلئے پہلی صدی ہجری کے مسلمانوں نے خلیفہ۔ امیر اور امام کا لقب اختیار کیا تھا۔ بعد کو ایشیائی استبداد اور افریقی استعباد کے اثرات سے اس منصب نے بھی شاہنشاہی کی صورت اختیار کر لی پس اصلاح کی صحیح صورت یہ تھی کہ شاہی خلیفہ کی جگہ اسلامی خلیفہ کے منصب کی تجدید کی جاتی۔ اور اسکی جگہ وہی ہوتی جو جمہوریت کے پریذیڈنٹ کی ہوتی ہے نہ یہ کہ پریذیڈنٹ کا مقصد قایم کر کے ایک الگ منصب خلافت کا بنا دینا۔ جسکی نہ تو اسلام میں کوئی اصلیت ہے اور نہ فعلاً کوئی عملی مقام رکھتا ہے۔

کتاب ایقان ۔ امر بہائی کی حقیقت اور قرآن مجید و صحف انبیاء کے اسرار معلوم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے قیمت اصل معہ اردو ۱۲ عا ۔ انگریزی ترجمہ ۱۲ عا
(دارالکتب آگرہ)

©Afnan Library Trust, 2026

مختصر خبریں

——— انڈین ڈیلی میل نے اپنے ایک نامہ نگار کا مضمون شائع کیا ہے کہ مجلس تحقیقات اصلاحات کی روداد مرتب ہونے پر لارڈ ریڈنگ انگلستان جائینگے۔ تاکہ کابینہ وزارت کے آئینی تغیرات کی تفصیلات پر بحث و تمحیص کریں۔ کابینہ قانون حکومت ہند کو توسیع دینے کا فی الحقیقت خواہشمند ہے نامہ نگار یہ بھی کہتا ہے کہ ہندوستان کسی قسم کی غیر معمولی تبدیلیوں کی توقع نہ کرے۔

——— ایران ٹیلیگراف کمپنی نے ڈربی کے نتائج آسٹریلیا اور بمبئی میں بالترتیب ایک اور ۴۰ سکنڈ میں پہونچادئے۔

——— کلکتہ میں ۱۶ جون کو یورپینوں کا جلسہ منعقد ہوا اور بنگال پراونشل کانفرنس کی اس قرارداد کی سخت مخالفت کیگئی۔ جس میں گوپی ناتھ سہائے (جسے مسٹر ڈے کے قتل کے جرم میں پھانسی دیگئی تھی) کی حب وطن کی تعریف کیگئی ہے۔

——— ضلع ارسٹر کی پہلی کمیٹی نے مجلس عامہ کے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ اشتہارات اور دیواروں کے ذریعہ سے اکالیوں کی تبلیغ کا جواب دیا جائے۔

——— مدراس ۱۷ جون مسٹر ایس ایس۔ بیتا مورتی ایم۔ ایل۔ سی نے صوبہ مدراس کی سولہویں تعلیمی کانفرنس منعقدہ تناولی کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستان کی مشترک زبان ہندی ہونی چاہیے۔ لیکن ذریعہ تعلیم مادری زبان ہونا چاہیے۔ تعلیم بلحاظ طریقہ و نصب العین ہندوستانی ہونی چاہیے۔ میرے نزدیک ہندوستانی تعلیم سے بلحاظ نصب العین یہ مراد ہے کہ ہندوستان کی تاریخ ہندوستانی فلسفہ۔ ہندوستانی ادب اور ہندوستانی علوم سیکھے جائیں۔ اور بلحاظ طریقہ اسکے یہ معنی ہیں کہ دماغی قابلیت کو نشو و نما دیجائے۔ جدید وضع کے قیمتی سامان اور کتب نصاب اور کام کے اوقات میں سرتاپا تغیر ضروری ہے۔ نصاب میں ہندوستانی موسیقی اور ہندوستانی تفریحات بھی شامل کرنی چاہئیں۔

——— ایک مدت سے سر مائیکل اوڈوائر سابق گورنر پنجاب کیطرف سے سر سیتلواڈ سابق ممبر تعلیم گورنمنٹ انڈیا کے خلاف جو مقدمہ چل رہا تھا اور جسکی سماعت ہندوستان اور ولایت میں ہوئی تھی۔ اسکا ولایت کے لیکنج جج مسٹر جسٹس میکارڈی نے بحق سر مائیکل اوڈوائر فیصلہ کردیا اور سر سیتلواڈ سے مصارف اور ہرجانہ بھی جسکی مقدار پچیس ہزار پونڈ ہے دلایا جائیگا۔

——— البانیہ میں خانہ جنگی پھوٹ پڑنے کا خطرہ لاحق ہورہا ہے۔ باغیوں نے مقوطری پر قبضہ جمالیا ہے اور حکومت کو الٹی میٹم بھیجا ہے۔ جسمیں اوس سے مستعفی ہوجانے کا مطالبہ کیا ہے۔

——— ایوان فرانس کے صدر میوسپو نیلیوے منتخب ہوئے

——— سیلون کی افواج کی کمان کرنل کاٹن کی جگہ کرنیل ایچ ڈبلیو ایگینس کے سپرد کیگئی ہے۔

——— طہران کی اطلاعات مظہر ہیں کہ ایران میں جمہوریت کی تحریک از سر نو پھوٹ پڑی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اب کے اس تحریک میں وہ زور نہیں جو آغاز سال رواں میں پایا جاتا تھا۔

——— مسوپیٹم گو دیوادریں پولیس نے سو سو روپے کے جعلی نوٹ بنانے کے الزام میں ۲ آدمیوں کو گرفتار کیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے پاس سے جعلی نوٹ اور ان کے اوزار برآمد ہوئے۔

——— ہندوستان میں ملک معظم کی سالگرہ کی تقریب بڑی مسرت سے منائی گئی۔ حکومت ہند کے پیغام تہنیت کے جواب میں حضور ملک معظم نے ذیل کا جواب وائسرائے بہادر کو ارسال فرمایا ہے کہ میں آپکی مبارکباد اور ہندوستان کی محبت و عقیدت سے بدرجہ غایت مسرور ہوا۔"

(زمیندار ۸ جون)

——— بیروت کی خبر ہے کہ بغداد کا ایک پیام مظہر ہے کہ عراق کی مجلس نے وہ فیصلہ منظور کردیا ہے جو انگریزوں سے امیر فیصل نے موصل کے متعلق کیا تھا۔

——— جنرل ڈائر بستر مرگ پر ہے اور اسقدر بیمار ہے کہ اسکو اوڈوائر اور نارٹکس کا نتیجہ بھی نہیں سنایا جاسکتا۔

——— لندن ۷ جون ریلوے ہڑتال کی حالت از بس خراب ہوگئی ہے۔ متعدد جماعتیں ہڑتالیوں کیساتھ مل رہی ہیں۔ اسکا مطالبہ ہے کہ فی ہفتہ انہیں ایک پونڈ اجرت زیادہ ملی۔ ۶۶ زمین دوز شیشن بند ہوچکے ہیں۔ ۷ ہزار آدمیوں نے کام چھوڑ رکھا ہے۔

——— وزارت جاپان نے استعفا داخل کردیا ہے۔

——— اس سال کی پہلی سہ ماہی میں انگلستان اور ویلز میں ۱۸۵۴۴۶ پیدائشیں رجسٹر میں درج ہیں۔ یہ تعداد گذشتہ سہ ماہی سے ۷۰۴۹ زیادہ ہے لیکن ۱۹۲۳ء کی پہلی سہ ماہی ۷۴۸۴ کی ہے۔

——— لندن ۹ جون۔ آج بالمانی نمائش میں تماشائیوں کا ہجوم بہت زیادہ تھا کیونکہ صبح سے لوگ آئے ہوئے تھے دو لاکھ پچاس ہزار کا اندازہ کیا گیا ہے۔ سرکاری بیان ہے کہ اس روز تین لاکھ گیارہ ہزار دو سو بتیس تماشائی تھے۔

——— اوٹاوہ ۱۰ جون دیوان عام میں وزیر اعظم مسٹر میکنزی کنگ نے معاہدہ لوزان کی نسبت حکومت کے رویہ پر ایک بیان پیش کیا آپنے کہا کہ حکومت برطانیہ کا کینیڈا میں معاہدہ کی تصدیق کرنے کے لئے کہنا اس پر پابندی عائد کرنے کے مترادف ہے۔

——— ممباسہ کی اطلاع ہے کہ ہز اکسیلنسی کی المائی جاپانی قونصل مقیم جنوبی افریقہ کو مشرقی افریقہ کی سیاحت کے دوران میں باوجود حکومت کے اس اطلاع دینے کے قونصل کا شاندار استقبال ہوا۔ یورپی ممبر ہول ایشیائی کو ہڑ ایسے انکار کردیا

——— لندن ۱۱ جون۔ فروری سے جون تک ایک حامی اتراک سردار شیخ محمود گورنر سلیمانیہ کی تجویز کے مطابق عراق میں ایک عام بغاوت پھیل گئی تھی۔ اسکے بعد امن قایم ہوگیا اور سلیمانیہ گورنر سرحد ایران کیطرف بھگا دیا گیا۔ ان ایام میں محکمہ ہوائی نے جو خدمات کیں انکی تعریف کرتے ہوئے سر جان سالمنڈ نے کہا کہ اگر محکمہ ہوا کی مستعدی مجھے بھروسا نہ ہوتا تو میں اس دشوار مہم کا ذمہ نہ لیتا۔

——— نیویارک ۱۱ جون۔ فرانس کے سیاسی اضطراب کے باعث یہاں کے مالی حلقوں میں بھی اضطراب پھیل گیا ہے۔ آج فرنک کی قیمت تین عشر تک گر گئی ہے۔ اسوقت ۵۷۳۲ ڈالروں کے سو فرنک ملتے ہیں۔

——— لندن ۱۲ جون کل زمین دوز ریلوے کی ٹرینوں میں کوئی نمایاں تغیر نہیں ہوا۔ عوام کو بڑی تکلیف اور مسافروں کا بہت ہجوم ہوتا ہے۔ ۲۵ سٹیشن ہنوز بند۔ اس اصلاح حالات کی توقع نہیں ہوسکتی کیونکہ کل ان کو بجلی والوں نے فیصلہ کیا ہے کہ تنخواہ میں اضافہ نہونے کی وجہ سے ہڑتال کو وسعت دیجائے۔

——— بمبئی میں یورپ کے جدید ترین طرز کے مطابق ایک زمین دوز ریلوے بنائی جاویگی۔ حکومت نے بی بی اینڈ سی آئی ریلوی پر زمین دوز لائن بنانے کے لئے کام شروع کردیا۔ مسافروں کے سامان لیجانے کا ایسا انتظام کیا جائیگا کہ قلیوں کی ضرورت نہ رہیگی۔

——— "کلکتہ گزٹ" نے ہاوڑہ کے جدید پل کا مسودہ شائع کیا ہے۔ وہ بنگال کونسل کی آئندہ نشست میں پیش کیا جائیگا۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اسکی تعمیر میں زیادہ سے زیادہ ۷۳۴۰۰۰۰۰ روپیہ صرف ہوگا۔

——— مونگیر میں مسلمانوں اور آریوں میں ایک مذہبی جھگڑے کی بنا پر فساد ہوگیا پتھروں اور لاٹھیوں کا استعمال کیا گیا۔ اور چند آدمی زخمی ہوئے۔

——— شملہ ۱۲ جون۔ والیان ریاست اور سرداروں کا آئندہ اجلاس اوائل نومبر میں بمقام دہلی منعقد ہوگا۔ تاریخ ہنوز معین نہیں ہوئی۔

——— رنگون ۱۳ جون امریکن جہاز پریسیڈنٹ اور سیکارڈ اکل ساڑھے چار بجے رنگون پہونچ گئے۔ میسرا میگنیڈی ماہر پرواز منگل کے دن یہاں پہنچا۔ اور ایکدن ٹھہر کر راستہ سنگاپور اور پنانگ کی طرف روانہ ہوگیا ہے۔

——— شملہ ۱۲ جون۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ آگرہ اور کلکتہ کے درمیان تار برقی میں آندھیاں خلل انداز ہورہی ہیں۔

©Afnan Library Trust, 2026

——— صوبجات متحدہ کے گورنر بہادر نے اپنے صوبہ مسلم تعلیمی کانفرنس کے ایک وفد کو اواخر میں باریابی کا موقع دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ وفد آگرہ میں باریاب ہوگا۔ وفد میں نواب سر محمد مزمل اللہ خاں اور کئی اور معززین شامل ہوں گے۔

——— فرانس آہستہ آہستہ اپنی تمام نوآبادیات کو سلسلہ بے تار پیام رسانی کے ذریعہ منسلک کرتا جارہا ہے۔ دریائے نائجر پر بمقام ٹمبکٹو جو یک اسٹیشن کھولا گیا ہے اس اسٹیشن نے مغربی افریقہ کو افریقہ کیساتھ بلاواسطہ پیوستہ کردیا ہے۔

——— بلبل ہند سمز نیڈ وجنوبی افریقہ اور کینیا سے واپس تشریف لانیوالی ہیں۔

——— روس کے مزدوروں کی ایک جماعت مسمی "مداوا" دو سال سے بولشویکوں کے خلاف تحریرات شایع کررہی ہے۔ لیکن سخت اجتناب کے باوجود یہ جماعت بولشویکوں کے خلاف اشتہارات اور رسالجات تقسیم کرتی رہی۔ اس جماعت کی شاخیں تمام روس میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس نے ایک جلسہ کیا جسمیں ہر شاخ کی طرف سے نمائندے شامل ہوئے۔

——— کلکتہ میں بچوں کے قتل کے متعلق جو غلط افواہ اڑی ہوئی ہے اسکی وجہ سے پنجابی قتل ہورہے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ شہر میں کرایہ کی موٹریں نظر نہیں آتیں پولیس کے مسلح دستے شہر کے مختلف حصوں میں گشت لگا رہے ہیں۔ کارخانوں پر یہ اثر پڑا ہے کہ مزدور کافی نہیں آتے۔ اب تک گیارہ مفسد گرفتار ہوچکے ہیں۔ بلبہ سکہ قتل ہوچکے ہیں۔ اور کئی موٹریں جلادی گئی ہیں۔ سکھوں نے اپنی حفاظت کے لئے جتھے بنالئے ہیں۔ اور وہ لاٹھیاں لیکر نکلتے ہیں۔

——— بمبئی ۱۲ر جون۔ بمبئی میں یورپی نمونہ پر ایک زمین دوز ریلوے تیار کی جانیوالی ہے۔ زمین میں کھدائی کا کام شروع ہوگیا ہے۔ اگر جی۔ آئی۔ جی کمپنی کی یہ تجویز پھل لائی تو آئندہ بمبئی کے نواح میں سٹیم کی بجائے برقی قوت سے ریلیں چلائی جائینگی۔ اور اسباب لانے اور لیجانے کے لئے برقی لفٹ بنائے جائینگے۔ اسکا یہ فائدہ ہوگا کہ قلیوں کی ضرورت نہ رہیگی۔

——— رنگون شہر سے ۲۳ میل کے فاصلہ پر دو مشہور ڈاکو گرفتار ہوئے ہیں۔ انکے پاس دو پستول اور ایک دیسی بندوق اور بہت سا گولہ بارود تھا۔ انہوں نے پولیس پر گولیاں چلائیں۔

——— رنگون ۹ر جون پولیس نے افیون اور کوکین بیچنے والے انیس بدمعاشوں کو گرفتار کیا اور ان سے ۸۷ ہزار نمبر ۱۱۰ کے مقدمات چلائے جائینگے

——— سکرٹری کلکتہ آریہ سماج لکھتے ہیں کہ کلکتہ کے آریہ سماجیوں نے اپنے ایک جلسہ میں ریزولیوشن پاس کیا کہ آریہ سماجیوں کا ایک وفد مہاتما گاندھی کے پاس جاکر انہیں اصل واقعات سے آگاہ کرے۔

محترم ناظرین کوکب کی خدمت میں

گذارش ہے کہ کوکب ہند کا تیسرا پرچہ حاضر خدمت ہوتا ہے۔ جسطرح بعض اولوالعزم احباب نے نہ صرف خود خریداری منظور فرمائی بلکہ اور دوستوں کو بھی خریدار بنایا ہے۔ اسی طرح تمام احباب خود خریدار بنیں اور دیگر احباب کو بنائیں۔ قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجنا بہتر ہے۔ امید ہے کہ کوکب ہند اپنی شان کا پہلا پرچہ ہندوستان میں ہوگا۔

توجہ فرما اصحاب کا شکریہ

مشتہرین کو مژدہ

کوکب ہند میں اشتہار دینا نہایت مفید ثابت ہوگا۔ کیونکہ احاطۂ ہند سے باہر بھی کوکب ہند بڑے بڑے مقامات پر جارہا ہے اشتہار دینے والے صاحبان کیلئے بہت عمدہ موقع ہے جو کہ جگہ پُر ہوجانے پر جاتا رہیگا۔ اُجرت کیلئے ٹائٹل کا صفحہ ملاحظہ ہو۔ (منیجر)

اہل قلم حضرات

کوکب ہند ایک سیفرۂ عام ہے۔ ہر خیال اور ہر مذہب کے اہل قلم مضامین بھیج سکتے ہیں۔ مگر ڈیڑھ کالم سے زیادہ کا مضمون نہو۔ کسی پر دل آزار حملہ نہو۔ مدلل اور نتیجہ خیز تحریر ہو۔

معزز ہمعصر جرائد

وسعت حوصلہ کیساتھ کوکب ہند پر ریویو فرمائیں۔ جن معاصرین کی خدمت میں کوکب بعوض تبادلہ بھیجا گیا ہے وہ تبادلہ جاری کرکے ممنون فرمائیں۔ جو معاصرین تبادلہ میں اپنے پرچے بھیج رہے ہیں ان کا شکریہ

جماعت احمدیہ کو بشارت

جو احمدی احباب مراسلات بھیج رہے ہیں ان کا نجی جواب لکھنے کی فرصت نہیں۔ باستثنا بعض خاص خطوط کے اکثر سوالوں کے جواب مضامین کوکب ہند میں ملجایا کرینگے۔ بلکہ بعض استفسار بغرض فائدہ عام اخبار میں شائع کئے جائینگے اور جواب دیے جائینگے

تاج جنتری

یعنی

۱۹۲۵ء کی عجیب و غریب جنتری و تجارتی ڈائرکٹری

اس جنتری میں تاجروں اور اشتہار دینے والوں کیلئے نادر موقع ہے اسلئے کہ بڑے اہتمام کیساتھ ایک لاکھ کی تعداد میں شایع ہونیوالی ہے۔ ۲۲×۲۹/۸ تقطیع پر طبع ہوگی۔ ضخامت معقول۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ یہ اپنی نوعیت میں نرالی چیز ہے۔ ہر قسم کی دلچسپی کو اسمیں خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔ علاوہ تمام ضروریات جنتری کے تفاول۔ ریلوے اور ڈاکخانہ کے قواعد۔ تشحیذ الاذہان لطیفے۔ تجارتی گر۔ صابن سازی کے نسخے۔ ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں کی صنعت و حرفت اور پیداوار۔ صدری مجربات۔ تاریخی اور اخلاقی مضامین ہر قسم کے مفید پتے۔ فہرست اعراس بزرگان عظام سرکاری تعطیلات و تعطیلات ریاست ہائے ہند۔ ایام سعد و نحس اسمیں درج ہیں۔ قیمت صرف ۵ر فی نسخہ۔ نرخ اجرت اشتہارات جسمیں کسی قسم کی رعایت کی گنجائش نہیں ہے۔ حسب ذیل ہے۔

ایک صفحہ ۵۰ نصف صفحہ ۳۰ چہارم صفحہ ۱۸

۱/۸ صفحہ ۱۰

سال رواں کے آغاز نومبر تک انشاء اللہ تعالیٰ شایع ہوجائیگی۔ اشتہارات معہ اجرت کے جلد وصول ہونے چاہئیں۔ اور جوابی امور کیلئے جوابی کارڈ آنا لازمی ہے۔ ورنہ عدم تعمیل معاف۔

ہم بحیثیت ایک ۵۷ سالہ اہل اخبار اور اہل مطبع ہونے کے ہر طرح ذمہ دار ہیں کوئی صاحب اسکو معمولی اشتہار بازی نہ تصور فرمائیں بلکہ اسمیں اشتہار جلد دیکر فائدہ اٹھاویں۔ جملہ خط و کتابت و ترسیل زر خواجہ شوکت حسین دفتر آگرہ اخبار کے نام ہونا چاہیے۔

تاجر صاحبان ۲۵ فیصدی پیشگی کیساتھ آرڈر جلد ارسال فرمائیں۔ انکو تاجرانہ نرخ یعنی نصف قیمت پر ملیگی۔

المشتہر

خواجہ شوکت حسین اسسٹنٹ منیجر دفتر

درس الغمائم اس رسالہ میں ہمارے فاضل دوست مولانا انتظام اللہ خانصاحب اڈیٹر اخبار دربار آگرہ نے تمام نماز کے معنی سہل زبان میں مفید طریق سے بیان کئے ہیں۔ اس پتہ سے مفت ملتا ہے۔

منشی احمد حسین دفتر اخبار دربار کٹرہ دندان آگرہ

رسید محفوظ ہوئی ایڈیٹر اخبار نے مطبع اگرہ اخبار میں چھپوا کر شایع کیا۔ ا

©Afnan Library Trust, 2026

Vol 1 No 4

مقاصد

مشترلفخات۔ حقیقت تبلیغ وحدت ومحبت فلاح اقتصاد اصلاح معاشرت تعلیم قومی حقوق نسواں بتعمیم معارف تطبیق مذہب وسائنس

رجسٹرڈ نمبر اے ۱۳۳۱

گلدستہ اکبر

۲۵ر جون سنہ ۱۹۲۴ء

قواعد

ہر جماعت کا مضمون درج کیا جائیگا۔ وہ مضمون درج نہ ہوگا جس میں کسی دین یا کسی قوم یا فرد پر ناروا حملہ ہو۔

مدیر مسئول
سید محفوظ الحق علمی
مولوی فاضل

مدیر معاون
مہر محمد خاں شہاب
مالیر کوٹلوی

اجرت اشتہار

جلد | ہر انگریزی مہینہ کی یکم ۱۶-۹-۱۰ ۲۵ کو شایع ہوتا ہے | نمبر

وحدت عالم امکان

خوش آمدید

خیلے خوش آمدید

نطق حضرت عبدالبہاء در شہر ڈبلن ۲ر اگست سنہ ۱۹۱۲ء خانہ مسز پارسنز

عالم انسانی میں جو یہ احساس پیدا ہوئے ہیں۔ ان کا خدا کی درگاہ میں بہت شکر کرنا چاہئے۔ کیونکہ گذشتہ زمانوں میں قومیں ایک دوسرے سے بھاگتی تھیں۔ اور ایک وطن کے آدمی دوسرے وطن والوں سے مجتنب اور بیزار رہتے تھے جاہلانہ تعصب بہت تھا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اس نورانی زمانہ میں یہ پردے پھاڑ دئے گئے۔ اور ان بادلوں سے حقیقت کا مطلع صاف ہوگیا۔ اب مختلف قومیں اور ملتیں ایک دوسرے سے الفت کرتی ہیں۔ مشرقی اور مغربی آپس میں دوستی کرتے ہیں۔ اور بمحبت کیساتھ باہم گفتگو کرتے ہیں۔ جسطرح کہ ہماری یہ مجلس شرق اور غرب کا مجمع ہے اور آجتک ایسا واقعہ کبھی نہیں ہوا۔ تاریخ میں دیکھو کیا مشرق کے آدمی کبھی مغرب کو آئے اور اس محبت کیساتھ آپس میں میل جول ہوا۔ یہ اس زمانہ کا ایک معجزہ ہے کیونکہ اس زمانہ میں تمام آدمیوں کے ایک ہونے کا اعلان ہوا

اور چونکہ حضرت بہاء اللہ کی تعلیم کی بنیادوں میں ایک تمام انسانوں کا متحد ہونا ہے اسواسطے میں چاہتا ہوں کہ تمام مخلوق کے ایک ہونیکا بیان کروں کہ تمام کائنات ایک ہی ہے اور جسطرح سے ہم وحدت کے دائرے کو وسیع کر سکتے ہیں۔ تمام آدمیوں کا ایک ہونا تو پوری طور سے ثابت ہے اور ذرا سی کوشش سے معلوم ہوجاتا ہے کہ تمام انسان ایک ہیں۔ یہ بول چال کے اختلاف جنس کے اختلاف وطن کے اختلاف سیاسی اختلاف۔ مذہبی اختلاف سب وہم ہیں۔ خدا کی خلق میں بالکل کوئی اختلاف نہیں سب انسان ایک ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت بہاء اللہ نے عالم انسانی کو خطاب کرکے فرمایا ہے کہ تم سب ایک ہی درخت کے پھل پھول اور پتے ہو کسی دوسرے درخت کے نہیں ہو پس تمکو چاہئے کہ باہم بمحبت اور اتحاد سے بسر کرو۔ اگر کسی تم میں نقص ہو تو کوشش کرو کہ وہ کامل ہوجائے۔ اور کوئی بیمار ہو تو اسکا علاج کرو۔ اور کوئی نادان ہو تو اسکو تعلیم دو ویسے تم سب ایک ہو۔ اب میں تمام موجودات کے ایک ہونیکا ذکر کرونگا۔ یہ معلوم ہے کہ تمام کائنات ذروں سے بنی ہے اور جب یہ سادہ وجود جمع ہوتے ہیں۔ تو کوئی چیز موجود ہوجاتی ہے۔ مثلاً کچھ عنصر جمع ہوگئے اور انسان پیدا ہوگیا لیکن یہ سادہ وجود ایک حالت میں نہیں رہتے انسانکے اجزا دوسرے بہتر ہوجاتے ہیں اور کسی دوسری چیز میں داخل ہوجاتے ہیں مثلاً اس گلاب کے اجزا بکھر جاوینگے شاید اسکے بعد کسی حیوان کے جزو ہوجاوینگے۔ یا شاید انسان کے جزو ہوجاوینگے۔ یا شاید کسی درخت میں ملجائینگے یا شاید کوئی پتھر بن جائینگے۔ پس اسطور پر یہ ذرے ایک کائنات سے دوسری کائنات میں سیر کرتے ہیں۔ آج ایک پتھر میں ہیں کل کسی درخت میں چلے جاوینگے۔ اور نباتی خاصیت پائینگے۔ کسی حیوان وغیرہ میں داخل ہوجاوینگے کسی دن انسان میں بھی پہونچینگے۔ پھر کسی اور مخلوق میں داخل ہوجائینگے۔ پس کائنات کے ان سادہ وجودوں کا ہر ایک وجود بے انتہا صورتیں اختیار کرتا ہے۔ آج دریا میں ہے تو کل صحرا میں۔ ایکدن ہوا میں ہے تو دوسرے دن باران میں کسی روز ابر ہے تو کسی روز گلاب کبھی انسان ہے اور کبھی حیوان ہر روز یہ ذرے سیر کرتا ہے اور ہر حال میں ایک خاص حالت رکھتا ہے یعنی عالم انسانی میں صفات انسانی اور عالم حیوانی میں صفات حیوانی اور عالم نبات میں کمال نباتی۔ غرض ہر سادہ وجود ان بے انتہا عالموں میں جاتا ہے اور ہر حالت میں کوئی خاص کمال رکھتا ہے پس تمام کائنات ایک ہی ہے اور انمیں وحدت صرف سے کل شئی فیہا یعنی کل شئی۔ یعنی ہر ایک چیز میں تمام چیزوں کی حقیقت ہے

حدیث ہے کہ کائنات کے اجزا کا ہر ایک جزو ان تمام مراتب میں سیر و حرکت کرسکتا ہے۔ اسواسطے الہیات کے عالموں نے کہا ہے کہ ہر ایک چیز میں ہر ایک چیز کا کمال موجود ہے کوئی چیز محروم نہیں ہے۔ اسوقت اس ذات کے ہر ایک جز میں دراصل انسانی کمال موجود ہے۔ کیونکہ یہ جزو ضرور عالم انسانی میں جائے گا۔ مثلاً کسی نبات میں داخل ہوگا اور اسکو کوئی انسان کھائے گا۔ اور وہ انسانی عالم میں داخل ہو جائیگا اور انسان کے کمال حاصل کریگا۔ اور پھر کسی روز یقیناً یہ انتقال کریگا۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ ذات کا ذرہ تمام کمالات رکھتا ہے۔ اگر آج نہیں رکھتا تو کسی روز ضرور حاصل کریگا۔ پس ہر ایک کائن میں تمام کائنات کے کمال ہیں سوچو کہ کس قسم کی وحدت موجود ہے۔ اس سے بڑی وحدت نہیں ہے۔ اور یہ خدا کی ایک نعمت ہے کہ تمام کائنات میں ایک رشتہ اور اتحاد پیدا کیا۔ اور ایسی موہبت عطا کی کہ کسی ذرہ کو محروم نہ رکھا۔ اور ہر ایک چیز کو ہر ایک بخشش سے حصہ دیا اسیواسطے مخلوق معدوم نہیں ہوسکتی۔ جو انتقال ہے یعنی انتقال ایک رتبہ سے دوسرے رتبہ میں۔ مثلاً انسان فوت ہوتا ہے اسکے اجزا معدوم نہیں ہوتے۔ وہ ذرے دوسرے رتبہ میں منتقل ہوجاتے ہیں۔ پس وجود معدوم نہیں ہوسکتا۔ وجود زندہ ہے اور ہر ایک چیز زندہ اور برقرار ہے۔ ہر ایک چیز موجود ہے حدیث ہے کہ ایک مقام سے دوسرے مقام میں منتقل ہوتی ہے اور جب تک کائنات ہر ایک رتبہ کی سیر نکرے کمال حاصل نہیں ہوتا۔ کمال تمام درجوں کی سیر سے حاصل ہوتا ہے۔

تعجب ہے بعض آدمی خیال کرتے ہیں کہ انسان کی روح معدوم ہوجاتی ہے۔ حالانکہ انسان کا بدن جو بہت سے ذرات کا مجموعہ ہے

(بقیہ مضمون صفحہ ۸ کالم اول پر)

©Afnan Library Trust, 2026

بسم اللہ العلی الکبیر

کوکب ہند آگرہ مورخہ ۲۵ جون سنہ ۱۹۲۴ء

مشہد مقدس کا تازہ شہید

خدا کے نام پر ایک اور قربانی

بجرم عشق تو ما را کشند غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

آج جمعہ کا مبارک دن ہے اور ہمیں ملک ایران سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مشہد مقدس میں تبلیغ کی شہرت شہداء ہی کے دم سے قایم ہے ایک بیگناہ کو وہاں کے لوگوں نے اس جرم میں شہید کر ڈالا کہ وہ حضرت بہاء اللہ پر ایمان لایا تھا

بہائیوں کی تاریخ میں یہ پہلا موقع نہیں اور نہ یہ پہلی شہادت ہے۔ بلکہ سنہ ۱۸۴۴ء سے آج کی تاریخ تک بیشمار نفوس ایران کی سرزمین پر خدا کے راستے میں قتل کئے گئے۔ بیشمار سر نیزوں پر آویزاں کئے گئے۔ بیشمار سینہ محض توحید کی امانت رکھنے کی پاداش میں بھالوں سے چھلنی بنا ڈالے گئے بیشمار ہیں وہ بچے جو اسی جرم میں یتیم کئے گئے بیشمار ہیں وہ باپ جنکی آنکھوں کے سامنے انکی زندگی کا آخری سہارا اور انکے بڑھاپے کا عصا توڑ ڈالا گیا۔ بیشمار ماؤں نے اپنی امیدوں کی آخری مزرعہ کو ویران ہوتے دیکھا۔ بیشمار نوعروسوں نے شادی کے پہلے ہی دن خدا کیلئے رنڈاپا اختیار کیا۔ کس جرم میں؟ صرف اس جرم میں کہ انہوں نے خدا کا نام لیا۔ صرف اس خطا پر کہ انہوں نے خدا کے منادی کی آواز کو سنا اور قبول کیا۔ اور خدا کو فعال لما یرید اور یحکم ما یشاء کا حقیقی مالک تسلیم کیا۔

بہائی اس بارے میں خاموش ہیں کہ انکے شہداء کی کیا تعداد ہے کیونکہ واقعہ یہی ہے کہ بہائی شہداء کی تعداد نہیں بتائی جاسکتی مگر یورپ کے محققین مورخ کہتے ہیں کہ کم از کم بیس ہزار انسان ہیں جنکو اسلئے قتل کیا گیا کہ وہ حضرت بہاء اللہ کو مصلح عالم اور تمام ادیان کا موعود مانتے تھے۔ سچے معنوں میں اگر کوئی قوم بھیڑ بکری کی طرح راہ خدا میں ذبح کیگئی ہے اور مذہبی تعصب کا شکار ہوئی ہے تو وہ ایران کے وہی لوگ ہیں جنھیں بہاء اللہ کے منجانب اللہ ماننے کے جرم میں تلوار کے گھاٹ اتارا گیا۔ ایران کی سرزمین جس جماعت کے مظلوموں کے خون سے لالہ رنگ نظر آتی ہے وہ یہی ہے جو حضرت بہاء اللہ کی جماعت ہے۔ اس حال میں اگر کوئی قوم قرآن کریم کی اس آیہ کو بلند آہنگی سے تلاوت کرنیکا حق رکھتی ہے تو وہ بہاء اللہ کی جماعت ہے کہ ھل تنقمون منا الا ان آمنا باللہ الآیہ کیا تم ہمسے اسلئے بیزار ہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے ہیں اور ہماری جان کے لاگو ہو رہے ہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے ہیں آج اگر کوئی دنیا کا تاریخ لکھنے والا کسی مقام پر محو حیرت ہو کر رہجاتا ہے تو وہ بہائی شہداء کی شہادت کا بیان ہے۔ مورخ دیکھتا ہے کہ ایک شخص کو پکڑا جاتا ہے وہ کوہ وقار ہو کر مقتل میں جاتا اور ہنستا اور مسکراتا ہوا جان دیدیتا اور اپنی ایمان و صداقت پر نہ صرف تمنائے موت بلکہ خون شہادت سے مہر لگاتا ہے۔ حال ہی میں ایک ایرانی بہائی نوجوان نے مجھسے اپنے والد ماجد حاجی عبدالرحیم صاحب کا ذکر فرمایا۔ کہ میرے والد کو پکڑ لیا گیا۔ اور فیصلہ ہوا کہ انکو شہید کر دیا جائے گھر کا تمام اسباب لوٹ لیا گیا اور ہم بچوں کو گھر سے باہر نکالدیا۔ ہمارے والد کو میدان میں لے گئے اور وہ اس شان سے میدان میں گئے کہ گویا کسی دوست سے ملاقات کرنیکے لئے جارہے ہیں۔ میدان میں پہونچ گئے۔ آخر تلوار اٹھی۔ جلاد کا ہاتھ چلا۔ پہلا زخم ہلکا لگا۔ والد ماجد نے فوراً زخم کے نیچے ہاتھ کر دیا اور اپنے دونوں ہاتھوں میں خون بھرا اور اسکو مسکرا کر اپنے چہرے پر مل لیا۔ سفید ڈاڑھی اور سفید چہرا خون سے سرخ ہو گیا۔ دوسرے وار میں سر جسم سے جدا ہو گیا۔

ایک دوست نے اور ذکر فرمایا کہ اصفہان میں ایک نوجوان سید اشرف نام رہتا تھا۔ اسکو پکڑ لیا گیا۔ کہ یہ بہائی ہے شہر کے لوگ ایک معصوم نوجوان کے خون کی ہولی کا تماشہ دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے جلاد تیار ہو گیا وہ نوجوان خوش اور مطمئن تھا۔ اسکی اٹھتی جوانی۔ اسکا حسن و جمال اور اسکا نسبا سید ہونا یہ ایسی باتیں تھیں کہ تماشائیوں میں سے ہی ایسے بھی لوگ پیدا ہو گئے جنہوں نے چاہا کہ یہ نوجوان قتل نہ ہو۔ اسلئے اسکو سمجھایا جانے لگا کہ اپنی جوانی پر رحم کر و اپنے حسن و جمال پر رحم کرو۔ کچھ نہیں تو اپنی بیوہ پیرزال ماں ہی پر رحم کرو۔ ہم نہیں چاہتے کہ تمہارے خون سے ہاتھ رنگین اور ایک سید کو قتل کریں۔ ایک کلمہ کہنے سے جان بچتی ہے۔ اعلان کر دو کہ میرا بہاء اللہ سے کچھ تعلق نہیں۔ نوجوان سید اشرف نے مطمئن قلب کیساتھ کہا کہ بہاء اللہ کو میں منجانب اللہ جانتا ہوں اور اسکے مقام کو پہچانتا ہوں پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اس سے بیزاری کا اعلان کروں کیا جان سے دوگردانی جائز ہے وماذا بعد الحق الا الضلال۔ لوگوں نے خیال کیا نوجوان ہے۔ ضدی ہے اسکی ماں کو لاؤ اسکو دیکھکر اسکا ارادہ خود کمزور ہو جائیگا۔ اور سیدانی بوڑھیا بھی اپنے اکلوتے بچے کا یہ حال کب دیکھنا گوارا کریگی۔ بلکہ اسکو مجبور کریگی اور اس سے اعلان کرادیگی۔ لوگ اسکے مکان پر گئے دستک دی پوچھا جاتی ہے۔ بتایا کہاں ہے؟ جواب دیا ہاں۔ میدان میں ہے۔ کہا چلو اسکو سمجھاؤ محترم سیدانی نے جواب دیا چلو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ چادر لی اور آنیوالوں کیساتھ چل کھڑی ہوئی۔ میدان میں لوگوں کا حجاؤ اور شور و غوغا دیکھا۔ سب کے درمیان اپنے فرزند کو خلوق و سلاسل میں جکڑا ہوا پایا ان لوگوں سے کہا کہ تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ تب میں اسے سمجھاؤنگی۔ لوگ ہٹ گئے ام اشرف نے کہا بیٹا اشرف تم کیوں جان دیتے ہو۔ جواب دیا اسلئے کہ میں اسبات کو سچ جانتا ہوں۔ محترم سیدانی نے دریافت کیا مطمئن ہو۔ تحقیقات کر لی ہے۔ نوجوان شہید نے جواب دیا خوب مستقل مزاج سیدانی نے اپنا دودھ اسکو دکھلا کر کہا کہ اگر تم تحقیقات کر چکے ہو۔ اور تمہارے نزدیک یہ بات حق ہے تو تم اسپر قایم رہو اور خوشی سے جان دو ورنہ میں تمکو اپنا دودھ نہ بخشونگی سیدانی یہ کہکر واپس چلی گئی اور لوگوں سے کہدیا کہ میں نے سمجھا دیا ہے۔ لوگوں نے خیال کیا کہ اب توبہ کرلے گا۔ سید اشرف سے پوچھا انہوں نے کہا تم اپنا کام کرو میں یہاں حاضر ہوں۔ پوچھا تمہاری ماں نے تمہیں کیا سمجھایا جواب دیا کہ یہی سمجھایا ہے کہ اگر تم اسکو حق جانتے ہو تو قربان ہو جاؤ۔ لوگوں نے اس نوجوان کو قتل کر دیا۔ اور بوڑھی ماں کے مجروح دل کا داغ دکھلانے کے لئے ایک پٹاری میں شہید کے سر کو رکھا اور اسکے مکان پر پہونچے۔ دستک دی۔ پوچھا کون؟ کہا تحفہ لائے ہیں یہ کہکر سر دیا رکھدیا۔ سید الشہداء حضرت امام حسینؑ کی بیٹی حضرت ام اشرف نے طپانچہ کیساتھ پٹاری کو لیا اور سر کو دیکھا اور ان لوگوں کی طرف یہ کہکر پھینک دیا کہ جس سر کو میں خدا کے رستے میں دے چکی۔ اسکو واپس نہیں لونگی۔ لوگ مبہوت تھے سیدانی نے کواڑ بند کر لئے۔

یہ دو سرسری واقعہ ہیں جو اس خبر کے ضمن میں زبان قلم پر آگئے ورنہ بہائی تاریخ اسقدر خونچکاں ہے کہ اس سے بڑھکر مظلومی اور قربانی کی مذہب کی تاریخ میں کم ملتی ہے ہم اپنے اس تازہ شہید کو مبارکباد کہتے ہیں کہ وہ راہ محبوب میں جان دیکر خون سے گواہی دینے والے شہیدان الٰہی میں داخل ہوا

ہم اس مخصوص میں صرف دو آیتیں جو حضرت بہاء اللہ پر نازل ہوئی ہیں پیش کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ غور کریں کہ کونسی طاقت ہے جو اس کلام میں ظاہر ہے۔ جسکے اثر کی ایسی زبردست شہادتیں ہیں۔ جہاں ایک طرف یہ تعلیم ہے کہ ان تقتلوا خیر لکم من ان تقتلوا یعنی تمہارا قتل ہونا کسی کو قتل کرنے سے تمہارے لئے بہتر ہے۔ وہاں دوسری طرف کلمۃ الحق پر استقامت دکھانے اور سبیل الٰہی میں جان دینے کا فلسفہ ارشاد ہوتا ہے کہ فیا لیت فدیت فی حب اللہ مرۃ بعد مرۃ و صیغ کل ان کل ارض [illegible] فی سبیل اللہ ربک و رب العلمین

آخر چرا تفکر نمی نمائید۔ ایام گذشت و عمر بانہار رسید حال خود انصاف دہ در آخر ایام انسان در فراش بزحمت امراض و شدت اوجاع جان بدہد بہتر است یا آنکہ

©Afnan Library Trust, 2026

جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت

حضرت بہاء اللہ کا دعوے

(از قلم جناب ڈاکٹر عبدالصمد صاحب عمر صوبہ رانی بنگالہ)

قادیان میں ظہور امر تبلیغ گویا ایک نفخ صور تھا جسنے خفتگانِ غفلت کو چونکا دیا۔

چونکہ بار بار سوال کیا جارہا ہے کہ حضرت بہاء اللہ کا وہ دعوے کیا ہے؟ اسلئے بحکم ضرورت مختصراً اس مسئلہ پر چند حوالے دیئے جاتے ہیں۔ ان احمدی احباب کو خاص طور پر یہ مضمون حفظ فرمالینا چاہئے جو کہتے ہیں کہ حضرت بہاء اللہ نے کوئی دعوے نہیں کیا۔

ان سطور میں خود حضرت بہاء اللہ کی کتاب "مبین" پھر احمدی لٹریچر بلکہ خود جناب مرزا صاحب کی تحریر سے حضرت بہاء اللہ کا دعوے مامور یت و موعودیت دکھایا گیا اور صداقت پر وہ دلیل پیش کیگئی ہے جو احمدی علم کلام کی ایک بنیادی چیز ہے۔ امید ہے کہ ہمارے احمدی احباب اس مضمون کو بغور ملاحظہ فرمائینگے۔ (ایڈیٹر)

موعود ھذا ھو الذی ذکرہ محمد رسول اللہ ومن قبلہ الروح ومن قبلہ الکلیم ترجمہ یہ وہی ہے جسکے آنے کی نسبت محمد رسول اللہ صلعم اور ان سے پہلے عیسیٰؑ اور ان سے پہلے موسیٰؑ نے پیشگوئی کی تھی۔ (ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان نمبر ۶ صفحہ ۲۶۸)

مسیح موعود قل یا ملاء الانجیل قد فتح باب السماء و اتی من صعد الیھا۔ انہ ینادی فی البر والبحر ویبشر الکل بھذا الظھور الذی نطق بہ لسان العظمۃ قد اتی الوعد وھذا الموعود" ترجمہ از الفاظ ایڈیٹر صاحب رسالہ ریویو "اے اہل انجیل آسمان کا دروازہ کھولا گیا ہے اور جو اوپر چڑھ گیا تھا وہ اب نیچے آگیا ہے۔ اور وہ بحر و بر میں ندا کر رہا ہے اور سب لوگوں کو اپنے ظہور کی یہ خوشخبری سنا رہا ہے جو عظمت کی زبان سے نکلی۔ کہ بیشک وعدہ اب پورا ہوگیا ہے اور موعود سامنے کھڑا ہے۔

(ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان جلد ۶ نمبر ۱۲ صفحہ ۴۷۶)

یہ تو وہ دعاوی ہیں جو احمدیہ لٹریچر میں سالہا سال سے شایع شدہ موجود ہیں۔ اور سنئے یہ کتاب مبین کی آیات بینات ہیں جو ۱۳۰۸ھ میں چھپکر شایع ہو چکی تھی۔ اور ہمنے قادیان میں پڑھی تھی۔ اور جو قادیان کی لائبریری میں ہے۔

"انہ اتی من السماء کما اتی اول مرۃ۔ (کتاب مبین صفحہ ۵۱ مطبوعہ بمبئی) یعنی جسطرح مسیح پہلی بار آسمان سے آیا تھا ویسے ہی اب پھر آسمان سے آیا ہے"

موعود کتب الہیہ ھذا ھو المذکور فی قطب العالم والموعود فی صحائف اللہ العزیز الحکیم (کتاب مبین صفحہ ۴۸) یہ وہ ہے جو مذکور تھا تمام عالم کے دلوں میں اور جو موعود تھا خدائی تمام کتابوں میں وہ خدا جو عزیز و حکیم ہے"

دعوے موکد بقسم تاللہ قد ظھر الموعود باسمہ الودود۔ (کتاب مبین صفحہ ۲۴) "خدا کی قسم موعود ظاہر ہوگیا اپنے اسم ودود کے ساتھ"

بنیادی دلیل

اے مومنو! اگر تم ایسے شخص کو پاؤ جو مامور من اللہ ہونیکا دعوی کرتا ہے اور ثابت ہو جائے کہ وحی اللہ کے دعوے پر تیئیس ۲۳ برس کا عرصہ گذر گیا ہے اور وہ متواتر اس عرصہ تک وحی اللہ پانے کا دعوے کرتا رہا ہے اور وہ دعوی اسی کی شایع کردہ تحریروں سے ثابت ہوتا ہو تو یقیناً سمجھ لو کہ وہ خدا کی طرف سے ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ ہمارے سید و مولی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی پانے کی مدت اس شخص کو مل سکے جس شخص کو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ جھوٹا ہے۔ (اربعین ۳ صفحہ ۲۲ حاشیہ)

عبارت بالا میں مفصلہ ذیل امور صادق کی پہچان کے لئے جناب میرزا صاحب بیان فرماتے ہیں۔

(۱) مدعی خود دعوے کرے اور وہ دعوے اسکی تحریروں سے ثابت ہو۔

(۲) اس دعوے کے لوگوں میں شایع کرنیکے بعد کم از کم تئیس برس زندہ رہے اور اپنی دعوت جاری رکھے

(۳) باوجود ان ہر دو امور کے وہ ترقی کر جائے اور تباہ و ہلاک نہ ہو تو سمجھ لو کہ وہ لاریب صادق ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا نہیں کیونکہ اگر جھوٹا ہوتا تو آنحضرت صلعم کے زمانہ مدت اُسے یقیناً نصیب نہ ہوتی۔ اسکے بعد ہم مدعی کو دیکھتے ہیں تو اسکا دعوی مامور من اللہ ہونیکا اس کی شایع کردہ تحریروں سے ہمیں دستیاب ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت بہاء اللہ اپنے مامور من اللہ ہونیکا دعوے بدیں الفاظ فرماتے ہیں۔

مامور من اللہ ہونیکا دعوی لیس ھذا من عندی بل من لدن عزیز علیم وامرنی بالنداء بین الارض والسماء۔

(از لوح بنام شاہ ایران باقی الحیات صفحہ ۱۱ سطر ۱۱ تا ۱۳)

ترجمہ یہ بات میری طرف سے نہیں ہے بلکہ اسی غالب ماجز کی طرف سے ہے۔ اسی نے مجھے مامور بنایا ہے کہ میں دنیا میں اسکے نام کی منادی کر دوں"

کتاب مبین میں ایک دوسری جگہ یوں وارد ہے:۔

معترضین کو تنبیہ الٰہی قل اتعترضون علی الذی جاءکم ببینات اللہ وبرھانہ وحجتہ و آیاتہ ان ھی من تلقاء نفسہ بل من لدن من بعثہ وارسلہ بالحق وجعلہ سراجا للعالمین۔

(ملاحظہ ہو کتاب مبین صفحہ ۶۷ مطبوعہ بمبئی)

تم مجھ سے کیا تم اسپر اعتراض کرتے ہو جو تمہارے پاس خدا کی بینات اور برہان اور حجت اور آیات لیکر آیا ہے یہ اسکے نفس کیطرف سے نہیں بلکہ اس خدا کی طرف سے ہے جسنے اسکو مبعوث کیا اور حق کیساتھ بھیجا اور تمام عالموں کے لئے سورج بنایا"

جناب مرزا صاحب کی تحریر سے حضرت بہاء اللہ کا دعوی

یہ تو وہ دعاوی تھے جو کتاب مبین اور احمدی لٹریچر سے دیے گئے مزید تسلی کے لئے خود جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تحریر بھی ملاحظہ ہو جس سے پتہ چل جائیگا کہ جناب میرزا صاحب نے حضرت بہاء اللہ کا کیا دعوی سمجھا تھا۔ جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں کہ

"آج پیسہ اخبار ۲۷ اگست ۱۹۰۰ء کے پڑھنے سے مجھے معلوم ہوا کہ حکیم مرزا محمود نام ایرانی لاہور میں فروکش ہیں وہ بھی ایک مدعی مسیحیت کے حامی ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور مجھ سے مقابلہ کے خواہشمند ہیں"

(پیغام احمد حاشیہ صفحہ ۲)

اس سے ثابت ہے کہ اہل بہاء حضرت بہاء اللہ کو مدعی مسیحیت مانتے ہیں۔ اور یہی جناب میرزا صاحب سمجھکر اعلان کرتے ہیں۔ کیونکہ موعود کل ادیان ہونے کے سلسلہ میں حضرت بہاء اللہ کا ایک دعوے مسیح موعود ہونیکا بھی ہے امر دوم کے متعلق بھی سنئے کہ وہ اپنے دعاوی کو جنہیں خدا لطیف سے سمجھتے تھے ۲۳ برس تک لوگوں میں شایع بھی کرتے رہے چنانچہ ۱۸۶۸ء میں لوح سلطان ناصر الدین شاہ میں یہ عبارت موجود ہے۔ اسکے بعد ۲۴ سال آپ جیتے رہے:۔

"وایں طائفہ بہیت سنہ متجاوز است کہ در ایام و لیالی بسطوت غضب خاقانی مغلوب و از ہبوب عواصف قہر سلطانی ہر یک بدیارے افتادہ اند (باب الحیات صفحہ ۱۴۲) بیس سال سے زیادہ عرصہ گذرا کہ یہ گروہ رات دن شاہی غضب کے شکنجے میں دبایا جارہا ہے اور قہر سلطانی کی تیز آندھیوں کے جھونکوں سے ہر ایک اپنے وطن سے ہزاروں کوس الگ الگ ملک میں پڑا ہے۔

اے کاش! رائے جہاں آرائے بادشاہی برآں قرار گرفت کہ ایں عبد با علمائے عصر مجتمع سیشد و در حضور حضرت سلطان اتیان حجت و برہان مے نمود۔ ایں عبد حاضر و از حق آمل کہ پیش کجلسے فراہم آید تا حقیقت امر و رساخت حضرت سلطان واضح و لائح گردد۔ و بعد الامر بیدک و انا حاضر تلقار سر بر سلطنتک فاحکم لی او علی خذا وذر ضمن در فرقان کہ حجت باقیہ است مابین ملا راکوان میفرماید فتمنوا الموت ان کنتم صٰدقین تمنا رموت را برہان صدق فرمودہ صفحہ ۱۴۲ بر بعضے از علمار امر مشتبہ شدہ و ایں عبد رانہ دیدہ اند و آں یفوس کہ ملاقات نمودہ اند شہادت مے دہند کہ ایں عبد بغیر حکم اللہ فی الکتاب تکلم ننمودہ۔ و باین آیۂ مبارکہ ذاکر قولہ تعالیٰ ھل تنقمون منا الا ان اٰمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل من قبل (صفحہ ۱۴۶ / ۱۴۸)

آن عبارات مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ وحی الہی کی منادی ۲۰ سال سے زیادہ عرصہ تک برابر ہوگئی۔ تاریخ سے ظاہر ہے کہ حضرت بہاء اللہ نے دعوے ۱۲۶۹ھ سے ۱۳۰۱ھ تک جاری رکھا۔

©Afnan Library Trust, 2026

ہندوستانی صنعت پارچہ بافی

ہندوستان صنعت پارچہ بافی کی طرف متوجہ ہو رہا ہے یہ قدم ملکی ترقی کیلئے مبارک قدم ہے

"لیبر منتھلی" لکھتا ہے کہ "ہندوستان جنگ عظیم سے پہلے ۲۸ فیصدی سوتی کپڑا خود تیار کرتا تھا اور جنگ کے بعد ۹۱ فیصدی سوتی پارچہ خود تیار کر رہا ہے۔"

اسکا جو اثر ولایت سے آنیوالے کپڑے پر ہوا اسکا اندازہ صدر ایوان تجارت مانچسٹر کی تازہ تقریر کے ان الفاظ سے ہوتا ہے کہ "ہندوستان میں برطانوی پارچہ بافی کی تجارت کا حال جنگ سے پہلے یہ تھا کہ تین ارب گز سوتی کپڑا یہاں سے ہندوستان بھیجا جاتا تھا لیکن جنگ کے بعد یہ مقدار صرف ایک ارب گز رہ گئی۔

استقلال مصر

رئیس الاحرار سعد زاغلول پاشا سے نامہ نگار ٹائمز نے دریافت کیا کہ کیا آپ برطانیہ سے گفت و شنید کیلئے انگلستان جانے کا قصد رکھتے ہیں۔

پاشا کے جھوٹ نے کہا ہاں میں مذاکرات پر آمادہ ہوں لیکن اگر اس سے مصریوں کے حقوق پر ذرا بھی برا اثر پڑنے کا احتمال ہو یا برطانیہ غلطے ان مذاکرات کے ذریعہ سے مصر میں کوئی خاص اقتدار حاصل کرنا چاہتی ہو تو میری حکومت ہرگز گفت و شنید پر آمادہ نہ ہوگی۔ ہم دل سے چاہتے ہیں کہ انگلیطرف مصر کے تمام مطالبات پورے ہو جائیں اور دوسری طرف برطانیہ کے جائز اغراض و مقاصد کی پوری حفاظت بھی ہو۔

"سونی" چوروں کی مصلحہ

سونی لائنز تیس سال تک چوروں کی سردار رہی۔ پچاس قیدخانوں میں اسنے سزائیں بھگتیں۔ چھ سال کی عمر میں اسکی ماں نے جیب کترنا سکھایا تھا۔ اپنے خاوند نیڈ لائنز کے ساتھ چوری میں مشغول رہی۔ کہا جاتا ہے کہ اسطرح چار لاکھ پونڈ کی رقم جمع کر لی۔ پہلے خاوند کے انتقال پر ایک دوسرے شخص سے "سونی" کا نکاح ہوا یہ شخص ایک تائب شدہ چور تھا سونی بھی چوری سے دست بردار ہو کر دیانت داری کے کاموں میں مصروف ہو گئی اور دو لاکھ پونڈ دیانت دارانہ کاموں سے جمع کئے۔ اور چوروں کی اصلاح میں بہت بڑا کام کیا۔ سونی کہا کرتی تھی کہ یہ قول بالکل غلط ہے کہ اگر انسان ایک بار چوری کرنے تو پھر اسکی عادت پڑ جاتی ہے۔ مجرمی کے شعبہ میں چوروں نے اسپر حملہ کیا اور حال میں وہ گرلس ہسپتال واقعہ ڈنڈرانٹ میں وفات پا گئی۔

رائے داس برادری

اسی ماہ میں بمقام دہرہ دون رائے داس برادری کی پہلی کانفرنس منعقد ہوئی ملک کے ہندو لیڈروں نے مفید تقریریں کرتے ہوئے قوم کو تعلیم کیطرف متوجہ کیا۔ اور انکو توہمات سے نکالنے کیلئے نصیحت کی "کہ فقیروں اور قبروں کی پرستش کو ترک کر دیں اور ہندو دھرم اور صفائی کا خیال رکھیں۔

کاش اسی طرح بغیر تصادم ہر قابل اصلاح قوم کو توجہ کیجائے تو بہترین نتائج برآمد ہو کر دنیا کیلئے باعث راحت و نجات ہو سکتے ہیں۔

چھوت کمیٹی کا عزم

وائیکوم میں ستیہ گرہ جاری ہے ارکان مجلس وضع قوانین نے اچھوتوں کے اس حق کے متعلق حکومت سے سوال کئے تھے کہ انہیں وائیکوم کی سڑکوں پر چلنے کا حق حاصل ہے لیکن حکومت نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔ چھوت کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ جنگ کو جاری رکھا جائے اور ہر طرح کے حوادث کا مقابلہ کیا جائے۔

اس سے ظاہر ہے کہ ابتک دنیا میں تنگ دلی کیا کیا کارروائیاں کرا رہی ہے۔ عالم بشر کا فرض ہے کہ بنی نوع کے گرے ہوئے طبقات کو بلند کرنے اور آزادی دلانے میں پورے جوش و محبت سے ساعی ہو تا کہ دنیا کی فضا تاریک نہ ہو اور عالم انسانی اختلافات اور نفرت کی بجائے اتحاد و الفت کی روح سے بھر کر ایک نئی زندگی حاصل کرے۔

ایک نئی تجویز

ہندوستانی محب وطن حضرات اپنے دائرے میں کچھ نہ کچھ نئی تجاویز نکال کر جذبہ حب وطن کا ثبوت دیتے رہتے ہیں۔ سرامیونسپل بورڈ میں ایک محب وطن ممبر تجویز پیش کر رہے ہیں کہ سڑکوں کے نام قومی لیڈروں کے نام پر رکھے جائیں مثلاً گاندھی روڈ تلک روڈ وغیرہ وغیرہ۔

مساجد بھرت پور اور ستیا گرہ

مساجد بھرت پور کے معاملہ میں بیحد جوش پھیلا ہوا ہے بعض مقامات پر اس معاملہ مساجد کیلئے ستیاگرہ کی تجویز پیش کیجا رہی ہے۔ جناب میرزا نسیم بیگ صاحب معتمد جمعیۃ تبلیغ الاسلام ہمہر آگرہ اخبار مورخہ ۱۰ جون میں فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ بعض اشخاص ستیہ گرہ کی اصلاح دے رہے ہیں جسمیں خلاف قانون و آئین تصور کرتا ہوں جہانتک میرا تعلق اس تحریک سے ہے میں خلاف قانون نہ کوئی فعل کرنا چاہتا ہوں اور نہ کسی کو قانون شکنی کی اصلاح دینا چاہتا ہوں۔

ایک دن میں سوراج

مہاتما گاندھی جی فرماتے ہیں:- "میرا دل چاہتا ہے کہ اگر ہندو مسلمان بھائیوں کی خاطر کافی قربانی کریں تو سوراج ایک دن میں حاصل ہو سکتا ہے"۔ مگر یہی مشکل ہے جبکہ دونو قومیں روزانہ نکتہ چینی میں ترقی کرتی جائیں اور باہمی غلط فہمیاں بڑھتی رہیں تو ایک دن تو کیا ایک ہزار سال میں بھی سوراج ملنا دشوار ہے۔ ہندو اور مسلمانوں کو پہلے حقیقی اور بنیادی سوراج یعنی زبان اور دل

حکومت خود اختیاری حاصل کرنی چاہئے۔

بنگال کی خطرناک رسم

محترم محمد سلیم راجپوت امرت سر ۱۸ جون بنگال ہندوؤں کی اس خطرناک رسم کا ذکر کرتا ہے کہ لڑکی کی شادی کے وقت لڑکے والے لڑکی کے باپ سے عظیم و خطیر رقمیں طلب کرتے ہیں مگر افسوس کہ بنگال کے سلمانوں میں بھی ہم نے یہ رسم دیکھی ہے کہ لڑکے کی شادی کیلئے لڑکی والے لڑکے کے باپ سے گرانقدر رقمیں لیتے ہیں"۔ "بلاشک یہ دونوں رسمیں ناواجب اور بیجا ہیں۔ ان کا علاج صرف رسم پرستی سے آزادی میں ہے۔ ہندو پنڈت اور مسلمان علماء کو پوری توجہ کیساتھ ان رسوم کی اصلاح کرنی چاہئے۔

مساجد بھرت پور اور مسجد قادیان

انہدام مساجد بھرت پور پر اخبارات میں زور و شور سے مضامین نکل رہے ہیں۔ جسکے سلسلے میں مفتی اعظم سندھ نے کہا ہے کہ مسجد کی زمین خلاء۔ فضاء سب مسجد ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ قادیان کی مسجد مبارک کے نیچے دفتر ہے شارع عام ہے جہاں آدمی۔ گھوڑے بیل سب گذرتے ہیں اور بسا اوقات گوبر اور لید بھی کر دیتے ہیں اور اسی کے اوپر بالائی منزل میں نماز ہوتی ہے۔ نیز قادیان میں ایک پرانی مسجد گوردوارہ بنی ہوئی ہے۔ جسکا ذکر کتاب "احمد آخری زمانہ کے رسول" میں بھی ہے۔ معاملہ مساجد کے سلسلہ میں کیا یہ معمہ قابل حل نہیں؟

فلسطین

یعنی ملک شام کا وہ حصہ جو براہ راست برطانیہ کے ماتحت ہے اور جہاں مسٹر بالفور کے عہد نامے کے بموجب یہودیوں کا قومی وطن بننا قرار پایا ہے۔ اور جسکا ذکر کرنی شہر یروشلم یعنی بیت المقدس ہے وہ کوئی بڑا قطعہ ملک نہیں۔ وہ زمانہ گذر گیا جب چرچ شیر دل شاہ انگلستان نے صلیب پرستی کے جذبہ میں اسپر چڑھائی کی تھی۔ اور اسکی یہ اہمیت تھی۔ کہ یہ عیسائیوں کے نجات دہندہ کا مولد اور مدفن ہے۔ اب اسکی اہمیت لائڈ جارج کرزن اور بالفور کی نگاہوں میں صرف اس لئے ہے کہ یہ ہنر سوئز کا کنارہ ہے جہاں فوج رکھکر اس سوئز کی نگہبانی خوب ہو سکتی ہے جو عیسائی برطانیہ کی مشرقی شہنشاہی کی نجات دہندہ ہے۔ یہ قطعہ زمین چار ضلعوں پر منقسم ہے پہلا ضلع جنوبی ضلع ہے جسمیں حسب ذیل تحصیلیں ہیں غزہ۔ خان یونس۔ بئر سبع۔ مجدل۔ خلیل۔ دوسرا ضلع قدس دیافا ہے۔ اسمیں یہ تحصیلیں ہیں۔ بیت المقدس۔ بیت لحم بیت جالا۔ رام اللہ۔ ارکحا یافا۔ رملہ۔ تیسرا ضلع رملہ ہے اسکی تحصیلوں کے نام یہ ہیں نابلس۔ طول کرم جینین۔ بیسان۔ چوتھا ضلع شمالی ضلع ہے جسکے ماتحت یہ تحصیلیں ہیں۔ حیفاء زمارین۔ عکاء۔ ناصرہ۔ طبریہ۔ صفد

باشندگان فلسطین کی تعداد سرکاری مردم شماری کیمطابق ۷۱۸۴۷۵ ہے جنمیں بڑی تعداد عرب مسلمانوں کی ہے یعنی ۵۹۰۷۹۰

©Afnan Library Trust, 2026

مذہبی مباحثات کا قابل نفرت پہلو

اخبارات میں یہ خبر گشت کر رہی ہے کہ مونگیر میں احمدیوں اور آریہ سماج ممبروں کے درمیان دوران مباحثہ میں جھگڑا ہوگیا مباحثہ کی کیفیت کیا تھی اسکا اندازہ اِن الفاظ سے ہوسکتا ہے

"ویدک دھرم کے پنڈتوں نے ان اعتراضات کے منقولی اور معقولی جوابات دئے اور جملہ الزامات کے دھجے اڑائے ساتھ ہی آریہ پنڈتوں نے قرآنی عقائد کی دھجیاں اُڑائیں"

(آریہ مسافر ۱۶ رجون ۳۲ء)

مذہب دنیا میں فساد و نزاع پھیلانے نہیں آیا بلکہ وہ محبت اور پیار کا معلم ہے۔ اور تمام جنگ و جدال صرف اسکے نہ سمجھنے کے باعث ہوتے ہیں۔

ضرورت ہے کہ اہل مذاہب اس طریق مناظرہ و مجادلہ کو مہجور کر مذہبی افہام و تفہیم کے لئے کوئی اور مناسب طریق اختیار کریں کیونکہ واقعات پکار رہے ہیں کہ مناظروں کے اکھاڑے روحانیت کیلئے مضر ہونے کے علاوہ یہ دماغی پہلوانی کے دنگل عوام کے لئے فتنہ پھیلانے کا بڑے سبب ہو جاتے ہیں

پیر شو بیاموز ایک اخبار میں طنزاً چھپا ہے کہ

"چونکہ سادھورہ میونسپلٹی کا انتخاب نزدیک ہے اور اب کی دفعہ کوئی ناخواندہ شخص قانوناً ممبری کے لئے انتخاب ہوسکیگا اس قانون سے بچنے کے لئے ایک ممبر نے جو کہ مسلمان ہیں اردو پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ باوجودیکہ آپکی عمر زائد از پچاس سال ہے۔ (مہتاب ۱۷ رجون)

لیکن ہمارے نزدیک یہ کوئی طنز اور اعتراض کی بات نہیں۔ علم پڑھنا بہت اچھی چیز ہے۔ اگر ایک شخص بالکل ان پڑھ ہے تو اسکا کسیقدر حروف شناس ہوجانا بھی کم قابل قدر نہیں۔ وہ مسلمان ممبر صاحب مستحق آفریں ہیں جنہوں نے زیادہ عمر ہوجانے کے باوجود علم کریہ طرف قدم بڑھایا ہے۔ اگر انہوں نے میونسپلٹی کے لئے بھی علم پڑھنا شروع کیا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ انہوں نے بہت اچھا کیا۔ جو ایک کمی کو پورا کر کے اس میدان میں ازسرنو کی تیاری شروع کر دی۔ ایسی حالت میں باخبر لوگوں کا فرض ہے کہ وہ ان کی ہمت بندھائیں۔ اور بچوں اور نوجوانوں کا فرض ہے کہ انکی اس ہمت اور اس اقدام سے سبق لیں۔

کیا ہم ہندو ہیں اس عنوان سے ایک مضمون میں معزز ہمعصر "برہمچارک" لکھتا ہے۔

"عام لوگوں کا خیال ہے کہ برہمو لوگ ہندو نہیں اور کئی برہمو سماج اپنے آپ کو ہندو کہلانے سے جھجکتے ہیں۔ لیکن حقیقت کیا ہے"۔ ہم ہندو ہیں ویدِ اپنشد گیتا ہمارے شاستر ہیں۔ رامائن مہابھارت ہماری ہیں اسلئے ہیں پیاری ہیں ہم سب ممالک کے سادھوؤں اور پیغمبروں کے سامنے سر جھکائینگے۔ انکے دھرم شاستروں کا اگر موقعہ ہے تو غور سے مطالعہ کرینگے۔ لیکن اس دیش کے شاستر ہماری خاص تعظیم اور خاص مطالعہ کے مستحق ہیں۔ ہم کسی قوم و جماعت سے نفرت نہیں کرینگے۔ لیکن ہندوستان اور ہندو جاتی ہمیں خاص طور پر پیاری ہیں۔

یہ خیال بہت اچھا ہے اور ترقی کی طرف ایک اہم قدم ہے لیکن ہماری رائے میں نظر کو اس سے اور وسیع ہونا چاہیے۔ ہمیں تمام پیغمبروں کو اپنا پیغمبر اور تمام کتابوں کو اپنی کتاب اور تمام وطنوں کو اپنا وطن اور تمام قوموں کو اپنا بھائی یقین کرنا چاہیے۔ کیونکہ حقیقت یہی ہے۔ آفتاب کسی ملک سے طلوع ہو آفتاب ہے۔ ہیرا کسی کان سے نکلے ہیرا ہے۔ ملک سب ایک ہیں۔ خواہ کسی نام سے موسوم ہوں۔ انسان سب ایک ہی ہیں خواہ وہ کسی ملک کے باشندے ہوں۔ اگر دنیا اس راز کو سمجھ لے اور اسپر عمل کرے تو ہم یقین رکھتے ہیں کہ آدم کا کھویا ہوا بہشت اسکی نسل کو یہیں مل سکتا ہے۔

پہلے ہندو نکو سچا ہندو بناؤ مہاتما گاندھی نے آریہ سماج اور کتاب ستیارتھ کے متعلق جو رائے ظاہر کی اس سے آریہ سماج میں ایک بیچینی پھیل گئی۔ تمام آریہ اخبارات مضامین لکھ رہے ہیں۔ آریہ سماجیں ہر طرف سے صدائے احتجاج بلند کر رہی ہیں۔ مہاتما گاندھی نے مفصل جواب اخبار ینگ انڈیا میں شایع کر دیا ہے جسمیں وہ آریہ سماجیوں کو مشورہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"آریہ سماج نے اصلاح کا جو کام انجام دیا ہے اس سے واقف ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ وہ بہت سی برائیوں کے ازالہ کی کوشش کر رہی ہے جو ہندو دھرم کے دامن پر داغ بنی ہوئی ہیں۔

سماجیوں کے انکار کے باوجود میں کہتا ہوں کہ انہوں نے شدھی کی جو تحریک شروع کر رکھی ہے اسمیں مسیحیت کے پروپیگنڈا کی جھلک نمایاں ہے۔ میری دلی آرزو ہے کہ وہ اس سطح سے بلند تر نظر آئیں۔ اگر وہ اندرونی اصلاح کی کوشش کریں تو انکے لئے یہی کام بس ہوگا۔ اگر آریہ سماج اپنے آپ کو ہندو دھرم کی شاخ سمجھتی ہے تو اسے چاہئے کہ وہ سب سے پہلے ہندوؤں کو صحیح معنی میں ہندو بنائے۔

زراعت ایک مقدس کام ہے ہز مجسٹی امیر افغانستان نے زراعتی نمائش میں تقریر فرماتے ہوئے کہا :-

"زراعت ایک مقدس کام ہے ہر شخص کو چاہئے کہ اسپر فخر کرے۔ اسی کی وجہ سے میں تمہارا ایسا لباس پہنے دیکھ رہا ہوں اور آج تمہارے ہمرنگ اور ہم آہنگ ہوں۔ میں جو تفنگ اپنے کاندھے پر اُٹھائے ہوں اسکا سبب یہ ہے کہ تم یہ جان لو کہ دہقان اور فوجی دو جداگانہ طبقے نہیں ہیں۔

یہ سپاہی جو فوجی لباس پہنے ہوئے ہیں دراصل یہ فوجی اسکول کی وردی پہنے ہیں۔ اصل لشکر وہی دہقانوں کا ہے جو دیہاتوں میں مشغول زراعت ہیں اور انمیں سے ایک کچھ دنوں کے لئے داخل فوج ہوکر انتظامی معاملات میں مشق پیدا کرتا ہے اور امداد دیتا ہے۔ پھر فوجی پھر دیہات کو واپس جاتا ہے اور مشغول زراعت ہوتا ہے۔ لہذا زراعت کرنیوالے اور فوجی نیزان کی خدمات زراعت و فوج میں کوئی تفاوت نہیں ہے۔ کاشتکار فوجی ہے اور فوجی کاشتکار ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ میری کوشش بیکار نہ جائے۔ اور آپ سے یہ التجا کرتا ہوں کہ جدوجہد کرو۔ اور اپنی زمینوں کو مزروعہ اور آباد کرو۔ تاکہ لطف خداوندی سے جو اسنے ہماری زمینوں کو عنایت فرمایا ہے ہم سب مستفید و مستفیض ہوسکیں۔

سراوڈ وائر کا مقدمہ

جج کی علیحدگی کا مطالبہ سراوڈ وائر اور نائر کے مقدمہ کا فیصلہ ہوگیا ہے۔ سر نائر مقدمہ میں ناکام ہوئے ہندوستان اور انگلستان میں اسپر بحث و مباحثہ جاری ہے مسٹر جسٹس میکارڈی کے فیصلہ کے موافق اور مخالف اظہار خیال کیا جارہا ہے ۱۷ رجون لندن کی خبر ہے کہ مسٹر لینسبری نے دارالعوام میں ایک تجویز پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے جسکا مفہوم یہ ہے کہ مسٹر جسٹس میکارڈی کا یہ بیان کہ جنرل ڈائر بے قصور ہے۔ انکو اپنے اعلان کا اہل ثابت نہیں کرتا۔ لہذا وہ ملک معظم سے ایوان کی طرف درخواست پیش کرنے کے مستحق ہیں۔ کہ مسٹر جسٹس میکارڈی کو علیحدہ کر دیا جائے

ہمارے خیال میں اس مقدمہ اور اسکے فیصلہ پر غور کرنیکی ضرورت ہے۔ کیونکہ صرف جج کی علیحدگی اصل مرض کا چارہ کار نہیں ہوسکتی۔

بلائے گداگری ہندوستان میں ایکطرف بیراگی سادھوؤں کی قوم ہے جسکا پیشہ گداگری ہے۔ دوسری طرف مسلمان قوم فقیر سادھوؤں کی مثنیٰ ہے۔ بڑے بڑے شہروں میں بھی جمعرات خاص طور پر یوم گداگری ہوتا ہے۔ جسکا نظارہ ایک حساس دل کو رنج دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مدراس کارپوریشن نے گداگری کی بلا کو کم کرنے کے لئے ایک مسودہ تیار کیا ہے۔ جسمیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ سادھوؤں اور فقیروں پر لائسنس عائد کئے جائیں یا سارٹیفکٹ دیئے جائیں۔ جسکے پاس سرٹیفکٹ نہ ہو وہ گداگری نہ کرے یا حوالہ پولیس کیا جائے"

بہرحال مردان اصلاح کو ہمت کرنا چاہئے کہ عالم پیشہ تعزذلت سے جلد نکلکر عزت کے بلند مقام پر پہونچے۔

جامعہ ملیہ علیگڈھ خدا کے فضل و کرم سے ترقی کر رہا ہے شکر ہے کہ شعبہ صنعت و حرفت پر مزید توجہ کیگئی ہے۔ مستحق طلباء کو نصف یا پورے وظائف بھی دیئے جاتے ہیں جامعہ ملیہ سے مسلم قوم کے ایک بڑے حصہ کی اہم ترین امیدیں وابستہ ہیں۔ نئے سال کا افتتاح زیادہ مستعدی سے ہوگا۔ تازہ ترین پراسپکٹس اور فارم داخلہ پرنسپل کے دفتر سے طلب کریں ؛

©Afnan Library Trust, 2026

مسئلہ سود کی بحث بعض محترم احباب کے تازہ مراسلات ظاہر کرتے ہیں کہ کوکب ہند میں جو سود کے بارے میں بحث شروع ہوئی ہے اسکے نتیجے کا اکثر احباب کو سخت اور بے چینی سے انتظار ہے۔ نیز بعض اہل تحقیق نے اس سلسلۂ بحث کی پسندیدگی کا اظہار زبانی بھی فرمایا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ مسلم قوم کیلئے معاشری اقتصادی تجارتی نقطۂ نگاہ سے مسئلہ سود کی بحث ایک اہم بحث ہے۔ پہلے مضمون میں لکھا گیا تھا کہ سب سے اول یہ امر طے ہونا چاہئے کہ قرآنمجید میں سود کی کیا تعریف ہے کیونکہ قرآن کریم جہاں سود کو حرام ٹھہراتا ہے وہاں سود کی تعریف کرنا بھی اسکا فرض ہے کیونکہ ایک مجہول چیز کی تحلیل یا تحریم کے معنی ہی کچھ نہیں ہو سکتے۔ پھر چونکہ قرآنمجید مکمل کتاب ہے جیسا کہ خود فرمایا ہے الیوم اکملت لکم دینکم اسلئے بھی ضروری ہے کہ سود کی تعریف اسمیں ہو۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ما فرطنا فی الکتب من شی

اضعافاً مضعفۃ آج ہم اس سلسلۂ بحث میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ قرآنمجید کی آیت لا تاکلوا الربا اضعافاً مضعفۃ سے کیا مقصد ہے یہ نہایت غور سے سوچنے کی بات ہے کہ جب مطلقاً ہر سود کو حرام کر دیا گیا۔ تو پھر یہ کہنا کہ سود در سود نہ کھاؤ" اپنے اندر کیا راز رکھتا ہے۔ مثلاً صریح طور پر مالک جب یہ حکم فرماتا ہے کہ زید سے ایک پیسہ بھی نہ لینا تو پھر یہ حکم کہ زید سے دو ہزار روپیہ نہ لینا ایک بیکار بات ہے۔ خدا تعالےٰ اس بات سے مقدس و برتر ہے کہ وہ بیکار آیات نازل فرمادے۔ کلام الٰہی کی ایک ایک آیت ایک ایک جملہ بلکہ ایک ایک لفظ پر از حکمت ہے۔ پس اسوقت ہم محققین کی نظروں کو آیت لا تاکلوا الربا اضعافاً مضعفۃ کی طرف توجہ کرتے ہیں اور تامل و تدبر کی دعوت دیتے ہیں۔ وہ سوچیں کہ سود کو مطلقاً حرام ٹھہرا کر پھر یہ فرمانا کہ سود در سود نہ لو کیا معنی رکھتا ہے۔

اس مسئلہ پر نتیجہ خیز خیالات موافق یا مخالف کسی پہلو پر بھی ہوں کوکب ہند میں شایع کئے جائینگے تاکہ اس اہم بحث کا بہترین ثمرہ ظاہر ہو کر فائدہ عام کا موجب ہو۔

براہین دین حقیقی یہ ایکسو چونسٹھ صفحہ کی اچھی اور روشن لکھائی چھپائی کی ضخیم اور خوبصورت کتاب ہے جو جناب پنڈت پرشوتم دیو صاحب ست دھاری ناری کی طرف سے شایع ہوئی ہے۔ کتاب کا مضمون دلچسپ اور عام فہم اور کئی مفید بالوں پر مشتمل ہے۔

مذہبیات سے تعلق رکھنے والے اصحاب ضرور اس کتاب کو پسند فرمائینگے۔ پنڈت صاحب موصوف کا فوٹو بھی کتاب میں ملتا ہے۔ قیمت علاوہ محصول عہ

نئے کمپنی

لالہ رام چرن لال وشن منیجر ویدو دیا ساگر اوشدھالیہ اٹاوہ

دنیا کا اخباری ہفتہ

مصری حکومت ترکوں کے داخلہ مصر میں ناگوار رکاوٹیں پیدا کر رہی ہے۔ ترکی کے بڑے بڑے اخبارات نہایت سخت مضامین کیساتھ وزارت داخلہ سے اس امر کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ وہ بھی ترکی میں آنیوالے مصریوں کیساتھ وہی سلوک اختیار کرے۔

بغداد ۔ سردار غضنفر علی خاں رئیس محمرہ نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کے لئے چھ سو پونڈ (شاہی) عطیہ دیا ہے۔ خدا ہمیں لایزال ایسے احساس مند مسلمانوں کو اور مسلمانوں کے ایسے مذہبی جذبات کو زندہ اور تازہ رکھے۔ جینے دے ہمیں مذہبی فرایض متعلقہ اسلام کے لئے بیش از بیش قربانی کریں۔

آستانہ ۔ حکومت ترکیہ نے رومانیوں کو حکم دیا ہے کہ جسطرح البانی رعایا ترکیہ میں نہیں رہ سکتی اس طرح آپ لوگ بھی دو مہینہ کے اندر اندر ترکی حدود سے باہر تشریف لے جائیے۔

برطانوی جہاز "لنکاشایر" جو رنگون سے لندن کو جارہا تھا وہ پورٹ سوڈان سے ۱۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے اور اسمیں آگ لگی ہوئی ہے۔ لیکن آگ قابو میں ہے۔

امریکن کپتان وانڈرول اور مس وانڈرول جو فورڈ موٹر پر سوار ہو کر ساری دنیا کی سیر کو نکلے ہیں یہ لوگ سنہ ۱۹۱۹ء میں امریکہ سے روانہ ہوئے تھے اب تک ۲۹ ممالک سے گذر چکے ہیں۔ اور ایک لاکھ سو میل کی مسافت طے کر چکے ہیں۔

لندن ۱۷ جون ڈاکٹر ناجی الاصل سفیر شاہجہاں مقیم لندن برطانیہ عظمےٰ کیساتھ عہدنامہ دوستی مدید کا مسودہ لیکر مکہ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر ناجی کا بیان ہے کہ اس سودے میں حکومت ہاشمیہ کی ملکی خود مختاری کو باقاعدہ طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے۔ ڈاکٹر ناجی کو امید ہے کہ عہدنامے پر مستعدی کیساتھ دستخط کر دئے جائیں گے۔

لندن ۱۷ جون اخبار ٹائمز کے نامہ نگار مقیم صوفیا نے بلقان میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل کرنے کے لئے بالشویکوں کی مساعی کا پول کھول دیا ہے۔ اسکا بیان ہے کہ حال ہی میں دکھائے ماسکو نے مقدونیہ کی انقلاب پسند جماعت کے رہنما ڈاکٹر الگزنڈروف سے ملاقات کی اور اس شرط پر روپیہ اسلحہ سامان جنگ اور فوجی مشیر دینے کا وعدہ کیا ہے کہ اہل مقدونیہ بلغاریہ کے اشتراکین کے ساتھ مل جائیں۔ اور حکومت بلغاریہ کا تختہ الٹ دیں۔ تاکہ بلقان میں فتنہ و فساد اٹھ کھڑا ہو۔ ڈاکٹر الگزنڈروف نے اس بات کو قبول نہ کیا۔ لیکن بالشویک مایوس نہیں ہوئے۔ ان کا پروپیگنڈا برابر جاری ہے۔

ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے سڑنوالی شانکہ احاطہ دار عمارات کے مکان پر حملہ کیا سب کے سب ڈاکو مسلح تھے۔ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اور مکان میں گھس گئے۔ کہا جاتا ہے کہ دو ہزار روپیہ کے مال کا نقصان ہوا۔ ڈاکوؤں نے ہمسایوں پر ریوالور کے فائر کر کے انہیں دور رہنے پر مجبور کیا۔ لیکن سارا محلہ جاگ اٹھا اور محلہ کے لوگوں نے حفاظتی دستہ طیار کیا۔

پیرس ۱۶ جون ہاواس ایجنسی کا ایک پیغام مظہر ہے کہ جنرل جانن نے جو سائبریا کے فرانسیسی وفد کے رئیس تھے اخبار مالان میں مضمون شایع کیا ہے جسمیں آپ لکھتے ہیں کہ میں فرانس میں زار زارینہ اور اسکے بچوں کی نعش لایا تھا۔ جو میں نے اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء میں گرینوبل کے مقام پر روسی سفیر موسیو ڈیجیئر کے حوالہ کر دی تھیں۔ آپ نے لکھا ہے کہ دوسرے روسی شہزادوں کی نعشیں پیکنگ میں دفن کیگئیں

بمبئی ۱۶ جون۔ جی۔ آئی۔ پی ریلوے کمپنی کو سال مختتمہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء میں ۸۹۸۳۸۷۱ روپیہ کی آمدنی ہوئی ہے جو سال گذشتہ کی نسبت ۱۱۱۷۰۳۷۱ روپیہ زیادہ ہے مسافروں کی تعداد گذشتہ سال کی نسبت دو فیصدی کم ہو گئی ہے۔

اوٹاکمنڈ ۱۶ جون گذشتہ شنبہ کو بعد از دوپہر ایک چھکڑے میں ریلوے کا سامان جارہا تھا۔ ٹیلگری کے پاس پہاڑیوں میں سے ایک موٹر پیچھے سے آ دبی اور بریک سے سامان باہر جا گرا۔ مسٹر کنپتھی آر۔ ایس چھکڑے کے منتظم تھے سخت مجروح ہوئے اور تھوڑی دیر کے بعد مر گئے۔ تین اور اشخاص خفیف طور پر مجروح ہوئے۔

سلیم ۱۶ جون ڈاکٹر دادا جلو بینڈ کو بمبئی سے ایک پیغام موصول ہوا ہے جسمیں بیان کیا گیا ہے کہ یہاں ہڑتال کا خاتمہ ہو گیا ہے اور باہمی اختلاف کا فیصلہ رضامندی سے ہو گیا۔

کلکتہ ۱۶ جون۔ آج شام مجلس کانگرس صوبہ بنگال کا ایک اجلاس منعقد ہوا جسمیں گذشتہ فسادات کے موقع پر ہجوم کے فعل پر نفرین بھیجی گئی۔ اور سکھ قوم کیساتھ اس زبردست امتحان میں اظہار ہمدردی کیا گیا۔

کراچی ۱۷ جون۔ سٹر اسی جی ریفیا لڈس جو ایک مدت تک میسرز ریلی برادرس کے ہاں کراچی میں کام کیا کرتے تھے۔ آج صبح اطلاع ملی ہے کہ انہوں نے خود کشی کر لی ہے ان کے سر میں گولی کا زخم تھا اور داہنے ہاتھ میں پستول تھا میز پر ایک چھوٹا سا آئینہ بھی تھا۔ مسٹر ریفیا لڈس کی عمر تقریباً سڑسٹھ سال کی ہو گی۔ اور وہ ریلی برادرس کے ہاں کراچی میں تقریباً ۴۰ سال سے کام کرتے تھے۔ انکی جائداد پانچ لاکھ روپیہ کی مالیت ہے۔ لیکن انہیں ہمیشہ یہی شکایت تھی کہ میں اس دنیا میں اکیلا ہوں اور میرا حامی اور مددگار کوئی بھی نہیں۔

پہلے انہوں نے اپنے دوستوں کے نام ایک چٹھی بھیجی جسمیں لکھا تھا کہ میں بالکل ضعیف ہوں اور موجودہ زندگی سے موت کو ترجیح دیتا ہوں۔ ساتھ ہی اس خط میں یہ حوالہ بھی دیا گیا ہے کہ میں ۱۶ تاریخ کو اس دنیا میں نہ ہوں گا۔

©Afnan Library Trust, 2026

پونا۔ راجوری جارتالوک ضلع پونا برابر چار سال سے قحط سالی کی مصیبت میں گرفتار ہے۔ سال گزشتہ بھی قحط دا ۱۹۲۱ء سے زمین کا لگان ادا نہیں ہو سکا۔ مال افسروں نے ۱۹۲۳ء اور ۱۹۲۴ء کا لگان وصول کرنیکا کام شروع کر دیا۔ لوگوں نے لگان ادا کرنیسے انکار کر دیا۔ لگان کی عدم ادائیگی کا معرکہ شروع ہو گیا۔

سکاوٹ دادر سائیکل پر دنیا کا چکر لگانے کے لیے بمبئی سے روانہ ہوا۔ اور طرابلس بخیریت پہونچ گئے۔ تمام سفر کے دوران میں اسکا پرجوش خیر مقدم کیا گیا۔ اب وہ براہ روس روانہ ہونے والا ہے۔

پکیڈیلی میں لیڈی ٹالبوٹ کے پاس قدیم جواہر اور زیورات کا ایک نادر ذخیرہ تھا۔ ہوشیار نقب زن ان میں سے نفیس نفیس جواہر اور زیورات چرا لے گئے۔ لیڈی ٹالبوٹ رئیس ریڈ سر جیمس ورنر کی بیوہ تھی۔ مال مسروقہ کی قیمت کم از کم ایک لاکھ پونڈ تھی۔

امریکن ٹیلیفون اور ٹیلیگراف کمپنی نے ایک نئی ایجاد کی دو گھنٹہ تک نمائش کی معمولی ٹیلیفون کے تار کے ذریعہ سے ۷۹ میل کے فاصلہ پر کلولینڈ سے نیو یارک کو پندرہ فوٹو روانہ کیے گئے۔ جب نیو یارک میں یہ تصاویر نکل کی گئیں۔ تو وہ اسقدر صحیح تھیں کہ بغیر کسی اصلاح کے دوسری تصاویر کیطرح اخبارات میں شایع کر دی گئیں۔

وہ خرابی امور کے لحاظ سے اصل فوٹو سے بہت مشابہ ہیں۔ ہر تصویر ۴ منٹ اور ۳۰ سیکنڈ میں نیو یارک پہنچ گئی۔

نئے ہوائی جہاز

برٹش گورنمنٹ نے اس بات کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ لندن اور ہندوستان کے درمیان ائر شپ سروس یعنی ہوائی جہاز بنائے جائیں کہ جو ہوا سے ہلکے ہوں اور جنمیں مسافر اور مال نہایت حفاظت اور عین الیقین کے ساتھ دونو ممالک کے درمیان ہوائی راستہ کے ذریعے سے آ اور جا سکیں۔ ایسے جہاز بنانے پر آجکل ماہرین انگلستان اپنی تمام تر توجہ منعطف کئے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی تجویز ہوگئی تو بڑے سائز کے دو ائر شپ بنائے جائینگے یہ دونوں اتنے وسیع الجثہ ہونگے۔ کہ اتنے بڑے ائر شپ انگلستان میں ابتک نہ بنے تھے یقین ہے کہ اس تجویز کا کوئی حل ضرور نکل آئیگا۔

سوامی شردھانند احاطہ مدراس بنگال اور بمبئی میں وسیع دورہ کر کے حال میں دہلی واپس آئے ہیں۔ وای کوم سیتہ گرہ کی نسبت ان کا خیال ہے کہ اگر سرکار گاندھی مداخلت کر کے سیتہ گرہوں کو خاد کشی سے نہ روکے تو یہ لڑائی کبھی ختم ہو جاتی۔ خاد کشی سے یہ مطلب فوراً حاصل ہو جاتا مگر وای کوم میں ستیاگرہ کی فتح سے چھوت چھات کے مسئلہ پر بہت زیادہ اثر نہیں پڑیگا۔ اسکے لئے تو بہت بڑے پیمانہ پر پراپگنڈے کے پھیلانے اور لوگوں کو تعلیم دینے کی ضرورت ہے چھوت چھات کا مسئلہ اور دوسرے مذاہب کا اختیار کرنا بہ نسبت معاشری کے زیادہ تر اقتصادی مسئلہ ہے۔ سوامی جی چھوت چھات کے دور کرنے کے لیے ایک آل انڈیا کانفرنس منعقد کرنا چاہتے ہیں۔"

حضرت شاہ عبدالعزیز بدایونی نے مکہ معظمہ سے خواجہ نظام الدین بدایونی کو حسب ذیل تار ارسال کیا ہے

یہاں مکہ معظمہ میں کامل امن و سکون ہے عرب اور سلطان حجاز حجاج کی انتہائی خدمت کر رہے ہیں۔ اور انکے لیے آسانی بہم پہونچا رہے ہیں۔ مسلمانان ہند کے جذبات افسوسناک ہیں۔ کاش مسلمانان ہند حقیقت سے آگاہ ہو جائیں اور نفرت کی جگہ عربوں سے محبت کرنے لگ جائیں

مالنوں کے لیے جو مشینگوئی سرکاری طور سے شایع ہوئی ہے اسمیں درج ہے کہ بالخصوص شمالی مغربی ہند میں بھر عرب کی مالنوں کے قائم ہونے میں اچھا کچھ دیر لگیگی۔ بمبئی ٹاکنی میں بارش معمول سے زیادہ ہوگی۔ شمال مغربی ہندوستان کی بابت اعلانات بارش ایکدوسرے کے آپس میں متضاد ہیں۔ مگر سخت برف باری کے باوجود شمال مغربی ہندوستان میں یقیناً بارش معمولی یا معمولی سے بھی زیادہ ہوگی۔

ایران کے ضلع شیروان میں دو باغی سرغنوں سمیعان غلام رضا اور اسکے بھائی عبدالعلی نے بڑا طوفان بے تمیزی مچا رکھا تھا۔ سولہ ماہ سے ان دونوں بھائیوں کے گروہ کو گرفتار کرنے کے لیے ایرانی فوج مامور تھی مگر فوج کی ان دونوں بھائیوں نے ہمیشہ مزاحمت کی حال میں ان دونو بھائیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور ۱۷ ماہ حال کو شارع عام پر ہزارہا تماشائیوں کی موجودگی میں ان دونوں کو نشانہ بندوق بنا کر ہلاک کر دیا گیا۔ قوم ترکمانوں کے ممتاز اور سرکش گروہ آجکل مشہد طہران کی سڑک پر اور ضلع برجند میں قتل و غارتگری کر رہے ہیں۔

خیال کیا جاتا ہے کہ ان دونوں باغیوں کے قتل کر دیے جانیسے ان ترکمانوں پر بھی برا اثر پڑیگا۔ اور وہ لوٹ مار کے کام ترک کر دینگے۔

سہارنپور کے فساد محرم کے بلوہ کے مقدمہ میں ۱۹ اسلامیوں میں سے ۱۳ مسلمان بری ہو گئے۔ باقی چھ مسلمانوں کو سشن رائے ایڈیشنل سشن جج نے پانچ پانچ سال قید بامشقت اور دو سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔

ملازمان گورنمنٹ کو مکان بنانے یا موٹر کار یا موٹر سائیکل وغیرہ کے خریدنے کے لیے سرکاری خزانہ سے بلا سود قرضہ ملجاتا ہے۔ بعض سرکاری ملازموں نے اس روپے کا ناجائز استعمال کیا کوئی مفتول خرچ بن گیا۔ کوئی قرضدار ہو گیا۔ اسلیے گورنمنٹ نے یکم جولائی ۱۹۲۶ء سے ایسے قرضہ پر جو دس تاریخ سے دیا جائیگا ۵ فیصدی سود لینے کا قاعدہ مقرر کر دیا۔

بمبئی میں جھیل تانسہ سے پانی آتا ہے جو پینے کے نلکوں کے ذریعہ سے شہر میں مستعمل ہوتا ہے۔ دو ماہرین ڈاکٹروں نے اس پانی کو نہایت خراب بتلایا۔ کرنل کلیشیا نے تو یہ رائے دی ہے کہ یہ پانی انسانی استعمال کے قابل نہیں۔

ریاست میسور کی آمدنی اس سال ۳ کروڑ ۳۵ لاکھ ہوگی اور خرچ ۳ کروڑ ۳۴ لاکھ ہوگا۔ ایک لاکھ روپے کی بچت رہیگی۔

دہلی میں چربی ملا ہوا گھی بکثرت بکنے لگا۔ کھاری باولی کے چار بڑے بڑے ہندو تاجران گھی کی دوکان کی تلاشی ڈاکٹر حفظان صحت نے کی۔ ان چاروں کی دوکاں میں ۱۵۰ سے زائد پیپے گھی کے ایسے پائے گئے جن میں مردہ جانوروں کی چربی نہایت کثرت سے ملی ہوئی تھی۔ یہ تمام گھی ضایع کر دیا گیا۔ ان چاروں پر میونسپلٹی کیطرف سے مقدمہ فوجداری دائر ہوگا۔

گودی وادا ضلع سلی پاٹم (احاطہ مدراس) میں ۴۲ آدمی سو سو روپے والے نوٹ بناتے ہوئے گرفتار ہوئے پولیس نے ان کے قبضہ میں سے ۱۵ ہزار کے نوٹ اور تمام آلات قلب سازی چھین لئے۔

جی۔ آئی۔ پی ریلوے نے تخفیف کر کے اپنے خرچ میں ایک کروڑ ۱۱ لاکھ روپے کی کمی کر دی۔

سنہ ۱۹۲۶ء میں گورنمنٹ مدراس ساحل ٹوٹیکورن اور ٹیرو چندور کے پاس سے موتی کی سیپیاں نکلوائیگی۔

اورگام (میسور) کی کانہائے طلا میں ایک چٹان کے پھسل پڑنے سے تین آدمی مر گئے اور ۴ سخت مضروب ہوئے۔

موصل کانفرنس ٹوٹ گئی۔ ترک وزیر بھی اپنے مطالبہ کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں۔ سر پرسی کاکس برٹش ڈیلی گیٹ قسطنطنیہ سے لندن واپس چلے گئے۔ ممکن ہے کہ ترکی اور انگلستان کے درمیان اس تنازعہ کا فیصلہ لیگ آف نیشنز کو کرنا پڑے

البانیہ میں قوم پرستوں اور گورنمنٹ کی فوجوں کے درمیان سخت لڑائی ہوئی۔ اس ہنگامہ میں اکیسو آدمی مارے گئے۔ اور کئی سو زخمی ہو گئے۔ انقلاب پسندوں نے بغاوت برپا کر رکھی ہے۔

رایل آئرلینڈ میں کے صد آئرلینڈیوں کا شہر گرنہم (انگلستان) کے اوپر اڑتے ہوئے تصادم ہو گیا چار آدمی اس صدمے سے مر گئے۔

فرانس کی جمہوری سلطنت کا پریزیڈنٹ سات سال کیلئے منتخب ہوتا ہے۔ موجودہ پریزیڈنٹ ایم میرینڈ نے امور سلطنت میں زیادہ دخل دینا شروع کر دیا۔ فرنچ پارلیمنٹ ناراض ہو کر اس سے استعفا دینے کا مطالبہ کر رہی ہے۔

ہندوستان میں تحفظ صنعت و فاد سے انگلستان پر اتنا اثر پڑیگا۔ کہ مارچ ۱۹۲۷ء تک ۲ لاکھ ۱۸ ہزار ٹن فولاد (قیمتی ۲ کروڑ ۵ لاکھ پونڈ (تیرہ کروڑ روپے) نہیں آنے پائیگا۔

©Afnan Library Trust, 2026

وحدت عالم امکان

(بقیہ مضمون صفحہ اول)

وہ باقی رہتا ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان کی روح جو کہ مجرد ہے معدوم ہو جائے۔

اس بیان سے مقصود یہ ہے کہ تمام موجودات کا ایک ہونا بتایا جائے۔ اور ثابت ہو جائے کہ ہر ایک مخلوق تمام مخلوقات کی حکایت کرتی ہے۔ ہر ذرہ تمام ذروں کے کمال رکھتا ہے جیکہ جسم کا یہ حال ہے جسپر کہ لتے حوادث عارض ہوتے ہیں جو ایک روز بنتا ہے اور ایکروز بکھرتا ہے اور پھر بھی معدوم نہیں ہوتا تو انسان کی روح جو ترکیب اور تحلیل سے مبرا ہے اسکا کیا حال ہوگا۔ وہ ایک ہی حال میں ہے۔ اور اسمیں کوئی تغیر اور تبدل نہیں ہوتا۔ وہ روح مجرد ہے مرکب نہیں۔ اور چونکہ مرکب نہیں اسلئے تحلیل بھی نہیں ہوتی۔

ذرا سوچو کہ خدا کی بخشش کس درجہ تک ہے۔ تمکو اس نعمت کے شکریہ میں کم از کم انسانی عالم میں پوری پوری محبت اور الفت اور آپسمیں ارتباط رکھنا چاہئے اور ایسا خیال کرنا چاہیے کہ ایک دریا کے قطرے ہیں اور ایک آفتاب کی شعاعیں۔ ایک ہی بادل کا پانی ہیں اور ایک ہی گلستان کی خوشبوئیں۔ ایک ہی پودہ کے پھل ہیں۔ اور ایک ہی خدا کے بندے۔

تمکو چاہیے کہ اس بخشش کا شکر کرو اور اس مسئلہ کو خوب سوچو۔ جتنا زیادہ تم اسکو سوچو گے اتنے ہی زیادہ تمہارے خیالات وسیع اور کائنات کے اسرار معلوم ہونگے۔

اسواسطے میں تمہارے حق میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اپنی عنایت کا دروازہ تمپر کھولدے اور یہ وہم کی گھٹا اتار دے۔ حقیقت کا آفتاب چمک اُٹھے خدا کی ملکوت کے بھید ظاہر ہو۔ اسکے فیوضات کا نور آشکار ہو۔ دہریت کی تاریکی اُٹھ جائے اور جسکی بشارت پیغمبروں نے دی ہے وہ اس زمانہ میں نمودار ہو۔

مشہد مقدس کا تازہ شہید

(بقیہ مضمون صفحہ ۲)

آنکہ چند یوم کہ از عمر باقی ماندہ در سبیل الٰہی فدا نماید۔ قسم بجمال قدم الاول حسران والاخر روح دریحان۔ زہے حسرت و ندامت کہ نفس انسانی چند نفسے کہ از جان عاریتی باقی ماندہ۔ در رہ دوست و ذا تمایید و در فراش غفلت بعد از آشامیدن ادویۂ مکروہ نتیجہ رد یہ تسلیم نماید فاصدقنی ای الامین احق قل الکلمۃ الاولی ودلی الاعلی و مالک العرش والثری۔ (اقتدار صفحہ ۱۱)

ترجمہ اے کاش میں خدا کی محبت میں بار بار فدا کیا جاتا اور ہر آن ہزار جان میرے خون سے اللہ کی راہ میں نثار کی جاتی۔ تیرا اور تمام جہان کا رب ہے۔ آخر تم کیوں نہیں غور کرتے۔ زمانہ گذر گیا عمر انتہا کو پہونچ گئی۔ اب خود ہی انصاف کرو آخر وقت میں انسان بستر پر مرض کی تکلیف اور درد کی شدت سے جان دے یہ بہتر ہے یا چند یوم جو باقی ہیں خدا کی راہ میں فدا کرے۔ حال قدم کی قسم پہلی بات موجب حسران اور آخری بات خوشی و مسرت کا سامان ہے۔ اوس انسان پر افسوس جو اپنی عاریتی جان کے باقی ماندہ سانس خدا کی راہ میں فدا نہ کرے اور غفلت کے بستر پر لیٹ کر اور بکروہ اور بدمزہ دوائیں پی پاکر مجبوری اپنی جان جان آفرین کو سپرد کرے۔ پس مجھے سچ سچ بتاؤ کہ دونوں میں سے کون حق ہے۔ کہدے مجھے قسم ہے اپنے رب اعلیٰ اور مالک عرش و ثری کی پہلا کلمہ ہی حق ہے۔ انتہے

وہ راز ہے کہ ایک بہائی بغیر مدافعت کے خیال کے ہنسکر اور مسکرا کر جان دیدیتا ہے کیونکہ اسکی زندگی کی بہترین قیمت سبیل دوست میں فدا ہو جاتا ہے

الواح حضرت بہاء اللہ

(۱) مجموعہ الواح مبارکہ عربی و فارسی ۱۲ھ
(۲) ایقان مع اردو ترجمہ۔ حروف انگریزی ۱۲ھ
(۳) ادعیہ محبوب عربی فارسی ۱۲ھ
(۴) کلمات مکنونہ ترجم انگریزی اردو ۱۲ھ
(۵) ہفت وادی چہار وادی (مقصود) ۱۲ھ

عبد البہاء

مفاوضات عبد البہاء فارسی انگریزی ۱۲ھ
مکاتیب عبد البہاء جلد اول ۱۲ھ
ایضاً جلد ثانی ۱۲ھ
ایضاً جلد ثالث ۱۲ھ

یوم پروفیسر فورل ۱۳ھ
بدایع الآثار مصنفہ مرزا محمود زرقانی۔ حضرت عبد البہاء کے یورپ اور امریکہ کا بالتصویر سفرنامہ۔ کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ
جلد اول ۱۲ھ
جلد ثانی ۱۲ھ
کتاب الفرائد۔ مصنفہ میرزا ابو الفضل علامہ اظہر قریباً ۸۰ صفحات کی ایک زبردست تحریر ہے جسمیں حقایق قرآنی و کتب آسمانی کی ایسی تطبیق کی ہے کہ مطالب اظہر من الشمس ہو جاتے ہیں۔ کتب آسمانی و احادیث کے پوشیدہ اسرار کی دوربین۔ فارسی سہل ہے۔
بہجۃ الصدور حاجی میرزا حیدر علی اسیر فاضل علوم کی سوانح جسمیں انکے عصر کے واقعات مفصلاً درج ہیں۔ صفحات ۵۳۰ فارسی آسان ۱۲ھ
مناظرات الدینیہ ایک بہائی مبلغ زردشتی۔ یہودی عیسائی اور اسلامی اعتراضات و سوالات کے کیا جواب دیتا ہے۔ منجملہ اور عقیدوں کے خاتم النبیین کا وجود تمام ادیان کی کتب سے دکھا کر اسکے معنی کی تطبیق کرتا ہے ۱۲ھ
تاریخ امر بہائی ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ فارسی ۱۲ھ
دروس الدیانہ ۱۲ھ
دیوان نوشی۔ ایک زردشتی شاعر کا بلند پایہ کلام ایران کی شاعری کے جدید دور کا عمدہ نمائندہ ۱۲ھ
مثنوی بہنیش۔ مصنف کا حال بھی ہیں انتقال ہوا ہے ۱۲ھ
فرمائشیں بنام مینجر دار الکتب رسول الاسلام آگرہ آنی چاہئیں

طلوع کوکب اور زبان خلق

کوکب ہند مژدہ سنیے مژدہ کوکب ہند مفت پڑھیے

۵۰ لاکھ بیعانہ دیا جائیگا

کوکب ہند - آگرہ سے یہ ہفتہ وار اخبار سید محفوظ الحق صاحب علی۔ منشی مہر محمد خانصاحب شہاب کی زیر ادارت شایع ہونا شروع ہوا ہے۔ اسلامی حقیقت کی توضیح و توصیف کے علاوہ ملت بہائی کی تائید اور جماعت قادیانی کی تردید اسکا خاص رنگ ہے۔ ہمارے خیال میں یہ اپنے مخصوص بحث میں ایک اخلاقی جدت رکھتا ہے۔ جیسے مرزائی اور بہائی تعلیم و حقیقت کا تباین و توازن باآسانی ہو سکتا ہے ۔ (آگرہ اخبار ۷ رجون)

ایک اور ہفتہ وار نیا معاصر:- آگرہ سے کوکب ہند نام کا اخبار بزیر ادارت جناب سید محفوظ الحق صاحب علمی مولوی فاضل نکلنا شروع ہوا ہے۔ جسکے مدیر معاون مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلہ ہیں۔ ان ہر دو صاحبان کے نام نامی سے شاید ہی کوئی صاحب ہوں جو واقف نہ ہوں۔ آپ ان صاحبان سے ہیں جنکو قادیانیوں نے بہائی کہکر اپنے زمرہ سے خارج کر دیا ہے۔ اگر آپ لوگوں کو قادیانی لوگوں کی حقیقت اور پوشیدہ رازہ دلچسپی کیساتھ معلوم کرنے ہیں تو ضرور اس اخبار کوکب ہند کو خریدیں قیمت سالانہ کیجاتی ہے۔ (اتحاد الاسلام ۲۰ رجون ۱۹۲۶ء) (۴) شہر آگرہ سے اخبار کوکب ہند یکم جون ۱۹۲۶ء سے جاری ہونا شروع ہوا ہے۔ اس اخبار کا مدیر مسئول سید محفوظ الحق علمی مولوی فاضل اور مدیر معاون مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلی ہیں۔ سید محفوظ الحق علمی اسکے قبل قادیانی جماعت کے مبلغ اور مہر محمد خاں شہاب قادیانی اخبار الفضل کے اسسٹنٹ ایڈیٹر تھے۔ (۵) آج کوکب ہند کے دو پرچے پہونچے۔ کوکب ہند نمبر ۱ میں اغراض و مقاصد بھی نظر سے گذرے۔ میں آپکے اخبار کو ہر بار کا بڑے تپاک سے خیر مقدم کہتے ہوئے۔ دربار رب العزت میں اسکی کامیابی کے لئے دست بدعا ہوں۔ (پنڈت پرشوتم دیوست داری اٹاوہ)

سید محفوظ الحق علمی اڈیٹر کوکب ہند نے آگرہ اخبار پریس آگرہ میں چھپوا کر دفتر کوکب ہند آگرہ سے شایع کیا

©Afnan Library Trust, 2026

Vol 1 No 5

رجسٹرڈ نمبر اے ۱۳۳۱

مقاصد

نشر نفحات حقیقت تبلیغ وحدت و محبت فلاح۔ اقتضاء اصلاح معاشرت تعلیم قومی حقوق نسواں تعمیم معارف تطبیق مذہب و سائنس

کوکب آگرہ

قواعد

ہر جماعت کا مضمون درج کیا جائیگا وہ مضمون درج نہ ہوگا جس میں کسی دین یا کسی قوم یا فرد پر ناروا حملہ ہو

قیمت سالانہ

یکم جولائی سنہ ۱۹۲۲ء

مدیر مسئول
سید محفوظ الحق علی مولوی فاضل ؛ مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

مدیر معاون

جلد × ہر انگریزی ماہ کی یکم ۹-۱۷-۲۵ کو شایع ہوتا ہے × نمبر

عقیدہ اہل بہاء

اہل بہار کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا کی تمام کتابوں اور آسمانی صحیفوں کا اس بشارت عظمیٰ پر اتفاق ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ جب آسمان امر پر دو نیر اعظم طلوع ہونگے۔ اور دنیا رتبۂ بلوغ پر وارد ہوگی۔ ادیان کا دور ختم ہو جائیگا۔ اور دینی اور مذہبی اختلاف دنیا سے اٹھ جائیگا۔ سارا جہان ایک کلمہ اور ایک دین پر قیام پیدا ہو جائیگا۔ اور مدتہائے مدید کی دشمنیاں رفع ہو جائینگی۔ قوموں کی ہیگانگی اور عداوت محبت اور اخوت سے بدل جائیگی۔ جنگ و جدال ملتوی ہو جائیگی۔ بلکہ آلات حرب حرفت و صنعت کی ادوات کو جانشین کریگی۔ کتب آسمانی میں جو حقایق و دیعت رکھے گئے ہیں وہ ظاہر ہو جائینگے۔ اور آیات کے بطن میں جو مقاصد پوشیدہ ہیں وہ ظاہر ہو جائینگے۔ معارف اور علوم کو تقدم حاصل ہو جائیگا۔ اور تمدن حقیقی جسکو انبیاء کی زبان میں دیانت کہا گیا ہے تمام ملکوں میں پھیل جائیگا۔ نسیم رحمت چلیگی۔ اور عدل کی بدلیاں چھا جائینگی۔ فضل کی بوچھاڑ ہوگی۔ اور ظلم و ستم رفع ہو جائینگے خلاصہ یہ کہ سموات ادیان لپیٹ لئے جائینگے۔ دنیا کی از سر نو آئینہ بندی ہوگی۔ دیانت کی عظام رمیم میں نشأ جدید اور حیات تازہ دمیدہ ہوگی۔ تبدل الارض غیر الارض والی زمین ظاہر ہوگی و اشرقت الارض بنور ربہا والا نور پھیل جائیگا۔ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیامۃ اللہ کی تفسیر آشکار ہوگی۔

توراۃ مقدس میں اس یوم عظیم قرن فخیم کو یوم الرب اور یوم اللہ کہا ہے۔ اور دونوں ظہوروں کو نزول ایلیا یعنی الیاس نبی اور ظہور اللہ سے تعبیر کیا ہے۔ اور انجیل جلیل میں اسدن کا نام یوم الرب اور یوم الملکوت اور ان دونوں ظہوروں کو رجعت یحیی اور نزول ثانی حضرت روح اللہ از سمار بتلایا ہے۔ اور قرآن مجید اور فرقان سعید میں اس دن کو یوم اللہ و یوم الجزاء و یوم الحسرۃ و یوم التلاق یوم القیامۃ و ساعۃ و امثالہا۔ اور احادیث نبوی میں جو ان آیات قرآنی کی مبین و مفسر ہیں پہلے ظہور کو ظہور مہدی اور دوسرے کو ظہور روح اللہ بتایا ہے۔ اور احادیث ائمہ ہدیٰ میں اسکو ظہور قایم آل محمد اور دوسرے کو ظہور حسینی سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ اسکی تشریح آئندہ صفحات میں پیش کرینگے۔ مقصود تمام اخبار و اسناد کا یہی ہے کہ دو یوم عظیم اور دو ظہور کریم ظاہر ہونگے۔ (کتاب الفرائد مصنفہ میرزا ابو الفضائل صفحہ ۹ و ۱۰)

اس زمانے کو عجائب و غرایب کے ظہور کا زمانہ بتلایا گیا ہے۔ چنانچہ منجملہ عجائب عظیمہ کے ایک یہ بڑی عجیب بات ہے کہ ہم نیک نیتی کیساتھ خدمت خلق کا ہر معاملے میں ارادہ رکھتے ہوئے بھی بڑے بڑے امر کو بغیر کافی تحقیقات کیے ہوئے اپنے مریدوں کے آگے پیش کر دیتے ہیں۔

مثلاً تمام مسلمان متفق ہیں کہ حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ کا ظہور آخری زمانہ میں ہوگا۔ اور چار و ناچار سے لوگ سن رہے ہیں کہ مدعیان مہدویت و مسیحیت ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور یہ بھی قرآن شریف میں دیکھتے ہیں کہ یحسرۃ علی العباد ما یأتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزءون وہ آجتک کوئی ایک بھی رسول خدا کا ایسا نہیں آیا جسکی ہنسی نہ اڑائی گئی ہو۔

مگر بغیر تحقیق مزید مستہزء کرنیوالوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اسکا اندازہ لگانا کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ موعود کے ظاہر ہونے کا زمانہ آگیا ہے یا نہیں۔ جب یہ معلوم ہو جائے کہ آگیا ہے تو پھر دو میں سے ایک بات ضرور ہے کہ یا تو یہ شخص کسی رائج شریعت کو تجدید کرکے جاری کرنے کو آئیگا اور یا کوئی شریعت خود لیکر آئیگا۔ اب آپ اپنی پیشین گوئیوں میں دیکھیں کہ وہ صاحب شریعت مستقل ہوگا یا نہیں۔ اگر پیشین گوئیوں سے ثابت ہے کہ وہ شریعت مستقل لیکر نہیں آئیگا۔ تو کیسی عمدہ شریعت پیش کرے آپکا یہ عذر کافی ہے کہ ہمکو شریعت مستقل کا وعدہ نہیں دیا گیا۔ یہ کہنا کہ فلاں اور فلاں احکام وہ دیتا ہے تصنیع اوقات ہے۔ اور اگر شریعت مستقل کے آپ منتظر ہیں تو یاد رکھئے کہ قرآن شریف میں ایک دوسرا کلیہ دیا ہے افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم و فریقا تقتلون اسلئے آپ اولاً اسکی پیش کردہ شریعت کو اپنی خواہشات کے خلاف پائینگے جیسے ہمیشہ ہوتا رہا ہے۔ اور اگر آپنے احتیاط نہ برتی تو رسول برحق کی مخالف جماعت میں شامل ہو جائینگے کیا آپکی نظر میں اسکی کوئی حقیقت ہے کہ

اگرچہ آجتک بیسیوں مدعیوں نے دعوے کیا مگر انمیں سے کسی ایک کو بھی اس پایہ کا پیرو نہ ملا جو حضرت باب کی طرح امام مہدی کی موعودہ صفات رکھتا ہو اور نہ ایسا مصدق ملا جسپر حضرت بہاء اللہ کیطرح حضرت عیسیٰ کا رتبہ صادق آتا ہو۔ اور جو صاحب شریعت مستقل کا دعویٰ رکھتا ہو۔

یہ خصوصیت صرف حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کو حاصل ہے

کیا اہل بہاء مسلمان ہیں

وہ خود تو یہی کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اور خدا کی وحدانیت اور آنحضرت صلعم کی رسالت۔ قرآن کی حقانیت۔ غرضکہ مسلمانوں کے تمام عقائد میں کلیتاً شریک ہیں۔ اور یہانتک مصر ہیں کہ اگر ہمارا کوئی عقیدہ آپ قرآن شریف کے خلاف ثابت کر دیں تو ہم اپنی غلطی کو درست کر لینگے۔ اسطرح اگر اختلاف ہے تو صرف تشریح و تفسیر میں۔ اور وہ بھی ایسا جسمیں مشاہیر متقدمین اہل بہار کے ساتھ ہیں ؛

حضرت مسیح موعود کی شریعت نہیں لائینگے؟

اس مسئلہ پر بہت سے نامہ نگاروں نے توجہ کی تھی اور یہ جواب دیا گیا۔ تفصیل

©Afnan Library Trust, 2026

شمس حقیقت کے جلوے

۱۹۲۱ء جولائی

سب مظاہر الٰہی ایک ہیں لانفرق بین احد من رسلہ

علمبردار صلح اکبر کا پیغام

عصر کے وقت نیویورک میں مترو پولی ٹن گرجہ میں ایک جلسہ خاص طور پر حضرت عبدالبہاء کے پیغام سننے اور آپ سے ملاقات کرنیکی غرض سے منعقد کیا گیا تھا جسمیں ایک ہزار سے زیادہ حاضرین موجود ہونگے۔ سب سے پہلے ڈاکٹر ہال جو وہاں کے ایک بہت بڑے مشہور و معروف پادری ہیں۔ حضرت عبدالبہاء کی معرفی کیلئے کھڑے ہوئے اور کہا۔

ایک پادری اور حضرت عبدالبہاء

آج ہمکو فخر ہے کہ ہمارا مہمان وہ شخص ہے جو صلح عمومی کا فائدہ ہے اور جسکی شہرت تمام ممالک شرق و غرب میں عام ہے۔ جسکی تعلیمات سے عالم بشر نے بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔ یقیناً ایسے شخص اور ایسی بات کے قابل ایسی ہی ایک عظیم مجلس تھی۔ گذشتہ زمانوں میں ضرورت اس بات کی تھی کہ ملتیں تاسیس ہوں لیکن آجکے دن زمانہ اسبات کیلئے مستعد ہے کہ ملتوں کو آپسمیں ملایا جائے اور میں مفتخر ہوں کہ اس اتحاد اور صلح عمومی کے تاسیس کرنیوالے اور رواج دینے والے کو میں آج تمہارے سامنے پیش کررہا ہوں۔"

ایک صلح جو مصنف اور حضرت عبدالبہاء

ڈاکٹر ہال کے بعد سٹر فرنڈیا ک نے ایک کتاب (صلح بین الملل) لکھی ہے اور صلح عمومی کے اعضاء محترم میں مشہور کام کرنیوالے اصحاب میں سے ہیں۔ انہوں نے کہا :-

"جس دن سے حضرت عبدالبہاء امریکہ میں وارد ہوئے ہیں میں اس دن سے برابر آپکے ان لیکچروں کو پڑھ رہا ہوں جو اخباروں میں شایع ہورہے ہیں۔ میں پوری ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ آج تک میں کئی مرتبہ آپکی خدمت میں مشرف ہوا ہوں اور میری بڑی خواہش ہے کہ آپکی تعلیمات کا بہت بڑا اثر یہاں دیکھوں۔ اور اس پیغامبر کی آیات ظاہرہ کو نافذ تر پاؤں۔ میں (لیک موہانک) کی مشہور (صلح کانفرنس) میں بھی موجود تھا۔ اور حضرت عبدالبہاء نے جو لیکچر وہاں فرمایا تھا۔ میں نے اسکو تمام کانفرنس کے سب لیکچروں سے بہتر پایا۔ آپکی تعلیمات کی بنیاد وحدت عالم انسانی و صلح عمومی اور اتحاد ادیان پر تھی۔ اور آپکے ہر لیکچر میں یہ روح محسوس ہوتی ہے اور اپنا اثر قلوب سامعین پر کرتی ہے۔ میں اس شخص عزیز کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اسلئے کہ انکی ملاقات سے اہل امریکہ کے قلوب مجذوب ہوگئے۔ کیونکہ یہ روح الٰہی کی نفثات سے ملہم ہیں اور انکی روح بسیط اور غیر محدود ہے اور لوگوں کو مجذوب بنادیتی ہے۔ میں بیحد متشکر ہوں کہ مجھے اس موقعہ پر دعوت دیگئی۔ اور مجھے یہ موقع ہاتھ آیا کہ میں اپنے قلب کی شہادت کا تمہارے سامنے اعلان کروں۔ (بدایع الآثار جلد اول صفحہ ۱۰۸)

لیکچر عبدالبہاء

ذاکی شفقت پدری اسکی رحمانیت سب پر عیاں ہے وہ اپنی رحمانیت کی رو سے اپنی مخلوق کے لئے پورے طور سے اور کافی انتظام کرتا ہے۔ اور اگر اسکا کوئی بندہ گناہ بھی کرتا ہے تو وہ اپنی رحمت کو بند نہیں کرتا۔ تمام مخلوق اسکی ربوبیت۔ اسکی رحمت اور آسمانی فضائلیت کے مظاہر ہیں۔

سب انسان ایک ہیں

انسانوں کی برادری بھی اسیطرح اظہر من الشمس ہے کیونکہ سب ایک ہی خدا کے بندے ہیں۔ ایک انسانیت کے افراد ہیں ایک ہی زمین پر بستے ہیں ایک ہی آسمان کے سایہ میں آباد ہیں۔ اور ایک ہی خدا کی رحمانیت کے سمندر میں شناور ہیں۔ انسان باہم برادر ہے اور ایکدوسرے پر تکیہ زن۔ کیونکہ باہمی دستگیری اور اتحاد فی العمل انسانی بہبودی کے لئے ضروری اصول ہیں۔ یہ جسمانی برادری ہے

روحانی برادری

اسکے علاوہ روحانی برادری ہے جو اس سے برتر۔ بلند تر اور زیادہ پاک ہے یہ برادری روح القدس کے نفثات کا نتیجہ ہے اور ربانی صفات کا پرتو ہے۔ وہ روحانی جذبات پر مبنی ہے اور برادری کے بانی مظاہر الٰہی ہیں۔

حضرت آدم سے لیکر تا ایندم مظاہر الٰہی کی یہی کوشش رہی ہے کہ انسانوں کو ایسا متحد اور یکجہت کردیں۔ کہ وہ ہزار قالب ایک روح کا حکم رکھنے لگیں

مظاہر الٰہی

گلہ بان کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے گلہ کو منتشر کرے نہ کہ پراگندہ۔ مظاہر الٰہی عالم انسان کے لئے خدائی گلہ بان تھے۔ اور انہوں نے عالم انسان میں ایک محبت اور اتحاد کا رشتہ پیدا کردیا ہے پراگندہ افراد کی قومیں بنادیں اور بادیہ گرد قوموں کی عالیشان سلطنتیں قائم کردیں۔

ان مظاہر الٰہی نے توحید الٰہی کی بنیاد ڈالی ہے اور سبکو صلح اکبر کی دعوت دی ہے۔

سب مظاہر الٰہی ایک ہیں

یہ سب خدا کے مقدس پاک مظاہر ایک ہیں۔ لانفرق بین احدٍ من رسلہ وہ سب ایک ہی خدا کے خادم تھے ایک ہی حقیقت کو سکھاتے تھے ایک ہی دین قیم کے بانی تھے۔ اور ایک ہی روشنی سے منور۔ انکا ظہور یکے بعد دیگرے ہوا ہے مگر وہ سب ہمرشتہ تھے۔ انمیں سے ہر ایک نے آنیوالے کی پیشین گوئی کی ہے اور اسپر ایمان لانے کی تاکید کی ہے۔ اور اپنے سے پہلے گذرنے والوں کی تصدیق کی ہے۔ اور یہ سب کے سب لوگوں کو اتحاد اور اتفاق کی دعوت دیتے رہے۔ اور سب نے عالم انسان کو کلمۃ اللہ کا جلوہ گاہ بنایا ہے:

سب دین ایک ہیں

یہی سبب ہے کہ وہ دین جو خدا کی طرف سے ان کو ملا ہے۔ اسکی بنیاد ایک ہی ہے۔ انکی تعلیمات انکی سچائی کا ثبوت انکے آثار سب ایک ہی ہیں انکے دین کے تمام اور صورتیں ایکدوسرے سے الگ الگ ہیں۔ مگر فی الحقیقت وہ ایکدوسرے سے ملتے جلتے ہوئے ہیں بلکہ ایک ہی ہیں۔

بہار روحانی

ان مظاہر الٰہی کا ظہور دنیا کے لئے ایسا تھا جیسے موسم بہار کا ظہور۔ کہ اگرچہ ہر سال کا موسم بہار جزئی کے لحاظ سے اور نام رکھتا ہے لیکن اپنی روح اور تازگی بخش صفات کے لحاظ سے وہی ہے جو گذشتہ سالوں کا موسم بہار تھا۔ کیونکہ ہر موسم بہار نئی پیداوار کا موسم ہے اسکے اثرات اسکے ظہورات اسکے کمالات۔ اور اسکے روح بخش تاثیرات کے لحاظ سے کسی سال کے موسم بہار میں اور دوسرے سالوں کے بہار میں کوئی غیریت نہیں۔ اگرچہ یہ تمام موسم اور سال الگ الگ نام رکھتے ہیں اور جدا کہلاتے ہیں۔ امسال سنہ ۱۹۱۲ء کی بہار ہے۔ گذشتہ سال سنہ ۱۹۱۱ء کی بہار تھی اسی طرح اوروں کو خیال کرو مگر در اصل انمیں کوئی خاص فرق نہیں تھا۔ آفتاب ایک ہی ہے مگر اسکے طلوع ہونیکے مقامات مختلف ہیں اور بدلتے رہتے ہیں۔ سمندر سب ایک ہی پانی ہے مگر کسی حصہ کا نام کچھ ہے اور کسی کا کچھ۔ اگر ہم انکے ناموں کا خیال کریں تو سمندر الگ الگ ہیں۔ ورنہ در اصل سمندر ایک ہی ہے۔

حقیقت کی تلاش

اسی طرح مظاہر الٰہی کے آسمانی دین کی اصلیت ایک ہی ہے۔ اگرچہ نام اور مصطلحات کا فرق ہے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ نور سے محبت کرے خواہ وہ کسی مطلع سے طالع ہو۔ وہ گلاب کا طالب ہو خواہ وہ کسی باغ میں کھلے۔ وہ حقیقت کو اختیار کرے خواہ وہ کسی سرچشمہ سے ظاہر ہو۔ لالٹین سے محبت کرنے میں اور روشنی کو چاہنے میں بہت فرق ہے۔ گلاب سے نظر پھیر کر باغ کی زمین سے محبت رکھنا کوئی قابل تعریف بات نہیں ہے لیکن اس گلاب کو چاہنا جو اس باغ میں پیدا ہوتا ہے اور اس سے حظ لینا ایک بات بھی ہے۔ محض درخت کو چاہنا بے ثمر ہے۔ لیکن میوہ کو کام میں لانا مفید ہے۔ میٹھے اور لذیذ میوے خواہ کسی درخت میں لگیں اُنسے منہ نہیں موڑنا چاہئے۔ بلکہ انکو ڈھونڈھکر فائدہ اٹھانا چاہئے۔ کلمہ حق خواہ کسی زبان پر جاری ہو اسکو منظور کرنا چاہئے۔ حقایق و معارف الٰہی خواہ کسی بھی کتاب میں لکھے ہوں انکو قبول کرنا چاہئے اگر کوئی تعصب کریگا تو وہ انسے محروم و بے علم رہجائیگا۔

©Afnan Library Trust, 2026

مقصد مذہب مختلف دین کے ماننے والوں۔ مختلف قوم کے لوگوں۔ اور مختلف ملک کے رہنے والوں میں غلط فہمی کی وجہ سے لڑائی ہوتی ہے۔ اگر ہم تمام دینوں کے اصول کی جانچ کریں تو ہمکو معلوم ہوگا کہ ان سب کی بنیاد بالکل ایک ہی ہے۔ کیونکہ جو حقیقت تو ایک ہی ہے جسپر انکی بنیاد ہے۔ اگر یہ طریقہ اختیار کیا جاوے تو تمام مختلف دینوں کے ماننے والے ایک ہی مشترک سطح پر پہونچ جائیں گے۔ اُسپر حقیقت کھل جائیگی کہ دین کا صرف یہ مقصد ہے کہ انسان اخلاق حسنہ اختیار کرے اور اپنے اطوار درست کرے۔ لوگونکی روحانیت ترقی کرے۔ اور حقیقی زندگی پاکر خدا کے افضال کا مستحق بنے۔ تمام پیغمبر انہی اصولوں کو رواج دیتے رہے ہیں۔ اور کسی نے خرابیوں۔ بداخلاقیوں اور بدکاریوں کی تعلیم نہیں دی۔ انہوں نے خیر محض کی دعوت دی ہے انہوں نے خدا کی محبت میں لوگوں کو متحد کر دیا ہے۔ اتفاق عالم انسانی کے دین کیطرف بلایا ہے۔ اور میل ملاپ کی تاکید کی ہے

سب پیغمبروں کی حقیقت ایک ہے مثال کے طور پر ہم حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کو لیتے ہیں اور اس ذکر سے ہمارا یہ مقصد نہیں کہ ہم صرف ان محدود و معین اشخاص کا ذکر کرتے ہیں جنکے یہ نام ہیں بلکہ ان صفات کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو ان برگزیدہ ہستیوں میں ظاہر ہوئیں۔

جب ہم لفظ "ابراہیم" کہتے ہیں تو ہماری مراد ایک ایسی ہستی سے ہے کہ جو (ہدایت آسمانی کا ظہور) ہے جو اخلاق انسانی کا مرکز ہے۔ جو افضال رحمانی کا سرچشمہ ہے جو وحی الٰہی اور کمالات ربانی کا مطلع ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صفات اور یہ کمالات کسی خاص نام سے یا کسی خاص ملک یا سرزمین سے وابستہ نہیں ہیں۔ جب کبھی ہم یہ صفات یہ کمالات یہ اخلاق کسی شخص میں ظاہر پاتے ہیں تو ہم اُس حقیقت کو اس وجود میں ظاہر دیکھکر ان ابراہیمی کمالات کے روبرو سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ اسی طرح سے ہم جہاں موسوی کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔

اسم پرستی بعض لوگ حضرت ابراہیم کے محض نام پر عاشق تھے جو صرف لالٹین کو چاہتے تھے اور انکو نور کی پرواہ نہ تھی۔ تو جب ان لوگوں نے اسی نور کو دوسری لالٹین میں روشنی بخشتے ہوئے دیکھا تو وہ اُس پرانی لالٹین کے ایسے گرویدہ تھے کہ انہوں نے اس پرانے نور کو اس نئی لالٹین میں پہچاننے سے انکار کر دیا۔ اسلئے جو حضرت ابراہیم خلیل کے نام کو مضبوط پکڑے ہوئے تھے وہ بالکل محروم رہگئے جب کمالات خلیلی نے وجود کلیمی سے ملوع کیا۔ ایسے ہی یہودی حضرت کلیم اللہ پر ایمان لائے ہوئے تھے اور حضرت مسیح موعود کا انتظار کر رہے تھے اور حضرت موسیٰ کے کمالات حضرت عیسیٰ روح اللہ میں پورے زور کیساتھ ظاہر بھی ہوئے مگر یہودی حضرت موسیٰ کے نام کو پکڑے رہے کیونکہ وہ ان کمالات کی تعظیم نہ کرتے تھے جو حضرت موسیٰ میں ظاہر تھے اگر وہ ان کمالات کی تعظیم کرتے ہوتے جو حضرت موسیٰ میں موجود تھے تو وہ ضرور حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آتے جب وہی کمالات انمیں ظاہر ہوگئے اگر ہم نور کے عاشق ہیں تو جس لالٹین میں بھی ہم اسکو روشن پائینگے اسکے گرویدہ ہو جائینگے۔ اور اگر ہم لالٹین سے وابستہ ہو جائینگے تو جب بھی نور دوسری لالٹین میں منتقل ہو جائیگا تو ہم اسکو قبول نہیں کرینگے۔

قیود الفاظ سے آزادی پس ہمکو چاہئے کہ ہم اُن اخلاق اور صفات کے شیدا ہو جائیں۔ جو خدا کے پیغمبروں (مظہروں) میں ظاہر ہوتی رہی ہیں۔ خواہ انکا نام ابراہیم ہو خواہ موسیٰ خواہ عیسےٰ خواہ اور کچھ۔ ہمکو ہرگز یہ نہیں چاہئے کہ ہم تذلیل کی پرستش کرنے لگیں۔ آفتاب خواہ کسی بھی مطلع سے طلوع ہو ہمکو چاہئے کہ اس سے نور حاصل کریں۔ خواہ مطلع موسوی ہو خواہ ابراہیمی یا اور کسی برگزیدہ ہستی کا کیونکہ ہم تو آفتاب کے نور کے عاشق ہیں۔ نہ کہ اسکے طلوع ہونے کی جگہ کے ہم چراغان کے شیدائی ہیں نہ کہ تشخص و تذلیل کے ہمکو پانی کی تلاش ہے خواہ کسی چشمہ سے جاری ہو۔ ہمکو رسیدہ میوے کی تلاش ہے کسی بھی باغ میں پیدا ہو۔ ہمکو بارش کا انتظار ہے کوئی ابر برسائے۔ ہمکو مقید نہیں ہونا چاہئے۔ اگر ہم ان لفظی قیود کو ترک کر کے حقیقت اور اصلیت پر متوجہ ہوں تو ہم سب متفق ہو جائینگے کیونکہ ہم سبکو حقیقت کی تلاش ہے۔

حجابات اوہام بدعتوں اور اجنبی دخل شوں نے خدا کے خالص دین کو مسخ کر دیا ہے اور بنیادیں بالکل نظر سے غائب ہو گئی ہیں۔ اسکے باعث جو اختلاف رونما ہوئے ہیں اُنسے دشمنی اور جھگڑے پھیل گئے ہیں۔ اور لڑائی و خونریزی آئندگار ہو رہی ہے۔ اب پر نور اور پر جلال مسیحی صدی شروع ہو گئی ہے۔ اور خدا کی رحمت تمام عالم پر تو فگن ہے آفتاب حقیقت اپنی پوری نورانیت کے ساتھ روشنی بخش رہا ہے۔ اس صدی میں یہ تقالید ترک ہو جانی چاہئیں۔ یہ اوہام چھوڑ دینے چاہئیں۔ اور اکیلے خدائے واحد کی پرستش ہونی چاہئے ہمکو چاہئے کہ ہم رسولوں اور مظاہر الٰہی کی حقیقت اور انکی تعلیمات کو دیکھیں تا ہم متفق ہو جائیں۔ خدا کا شکر ہے کہ بہار ربانی قریب ہے۔ یہ صدی درحقیقت موسم بہار ہے۔ عالم خیال اور ملکوت روح اسکے فیضان سے سبز و خوشنما ہو گئے ہیں۔ اور اسنے تمام موجودات کو حیات جدید بخشی ہے۔ ایکطرف انوار حقیقت ضیا فگن ہیں دوسری طرف ابر رحمت ربانی سے موسلا دھار بارش ہو رہی ہے۔ حیرت انگیز جسمانی ترقیاں ہو رہی ہیں۔ اور عظیم الشان روحانی انکشاف ہو رہے ہیں۔ اس صدی کو واقعی صدیوں کا معجزہ کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ مظاہر معجز نما پے در پے پیدا ہو رہے ہیں۔

ساری دنیا ایک ہو جائے گی وہ وقت آگیا جب تمام انسان آپسمیں ملجائینگے۔ جبکہ تمام وطن ایک وطن ہو جائینگے تمام دینی اختلاف مٹ جائینگے۔ اور قومی اور مذہبی منافرت کا نام و نشان باقی نہ رہیگا۔ آج وہ دن ہے جبکہ وحدت عالم بشر کا علم بلند ہو جائیگا۔ اور صلح عمومی صبح صادق کیطرح تمام دنیا میں نمودار ہو جائیگی۔

دعا اسلئے ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان کالی گھٹاؤں کو اتار دے اور بدعوت کو جڑ سے اکھاڑ دے۔ تاکہ شرق اور غرب محبت اور اتحاد سے مسور ہو جائیں۔ دنیا کی قومیں بغلگیر ہو جائیں۔ اور اصلی روحانی برادری کے نور سے تمام جہان ایسا روشن ہو جاوے کہ جیسا دوپہر کیوقت آفتاب کی روشنی سے عالم روشن ہو جاتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خدا اپنی رحمت اور برکت سے ہمکو اسپر فائز کرے۔

میں بہت خوش ہوں کہ میں آج اس مجمع میں آیا کیونکہ یہاں حقیقی نورانیت ذکاوت ادراک اور حقیقت کی تلاش کی خواہش موجود ہے۔ ایسی محفلیں عالم انسانیت کیلئے باعث افتخار ہیں میں تمہارے لئے خدا کی رحمت کا خواستگار ہوں۔ انتہے

(یہ لیکچر حضرت عبدالبہاء کے سفر امریکہ کے مشروع تین مہینوں کے انگریزی مجموعے جلد اول معنو سے ترجمہ کیا گیا ہے جسکا نام وحی پریول گیشن آف یونیورسل پیس ہے) (ایڈیٹر)

معترض کی شہادت اس لیکچر کے ختم ہونیکے بعد حاضرین سلور میں نے اسکے اثر کا عملی ثبوت اسطور پر دیا کہ باوجود اسکے کہ آج سے پہلے ہمیشہ امر مبارک پر اعتراض کیا کرتا تھا۔ اور مخالفت برتتا تھا۔ لیکن اُسنے بھی کھڑے ہو کر کہا کہ

"آج میں نے انوار اپنی آنکھ سے دیکھ لئے۔ ہم ہمیشہ انوار کو اپنے سر کے اوپر دیکھتے ہیں کہ مشرق سے طلوع ہوتے ہیں لیکن چونکہ ہم اسکے عادی ہو گئے ہیں ہم اسکو محسوس نہیں کرتے۔ ہمیشہ شرق سے ہی انوار نے طلوع ہو کر غرب کو منور کیا ہے۔ تمام عالم ان انوار کا محتاج ہے اور ہم بھی ان انوار کے محتاج ہیں جو زندگی کو تازہ کرتے ہیں۔ اور وہ شخص جو ان انوار کا مبدا ہے۔ آج ہمارے سامنے تکلم کر رہا تھا اس شخص جلیل نے اپنے قلب سلیم اور روح لطیف سے اہل امریکہ کو منجذب کر لیا ہے۔ اور سبکو اپنا والہ و شیدا کر دیا ہے۔ اور اسکی تعلیمات اور اسکی محبت شدت کے ساتھ دلوں میں گھر کر بیٹھی ہے۔ ادیان کی ظاہری تعلیمات چھلکہ کی مانند ہیں لیکن محبت اور اتحاد کی تعلیمات مغز کی مانند ہیں۔ چھلکہ کی بھی ضرورت ہے کیونکہ مغز کی حفاظت کرتا ہے۔ اے لوگو! مغز کو پوست سے حقیقت کو مجاز سے الگ کر کے پہچانو یا جیسا اس پیغامبر نے کہا نور کو قندیل سے امتیاز کرو۔ (بدایع الآثار ص۱۰۸)

کتاب ایقان یہ معرکۃ الآرا کتاب نئی دنیا کی نئی چیز ہے جسکو بغور مطالعہ کرنیوالا امر بہائی کو خوب سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے یہ کتاب اپنے پڑھنیوالیکو کتب مقدسہ الہیہ بالخصوص قرآن مجید کے حقایق و معارف کا مفسر اور کلام الٰہی کے سربستہ راز کھولنے والا بنا دیتی ہے

احمدی سے مناظرہ جمہور اسلام کا عقیدہ ہے کہ مہدی الگ اور مسیح موعود الگ شخصیت ہے۔ جماعت قادیان اسکے خلاف ہے۔ بوہان صحیح میں نہایت زبردست علمی دلائل سے مہدی و مسیح کا الگ الگ ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ بلکہ قادیانی دلائل کی بنا پر بھی حضرت باب مہدی اور حضرت بہاء اللہ مسیح موعود ثابت ہوتے ہیں۔

(مینجر دارالکتب سعد لائبریری آگرہ)

©Afnan Library Trust, 2026

ہندو مسلم کشیدگی کے رفع کرنے کے لئے بورڈ کا قیام

سندھ کے ذہنی اثر ہندو اور مسلمانوں نے اپنے ملک کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات خراب ہوتے دیکھکر ایک مصالحتی بورڈ قایم کیا ہے اس بورڈ کا کام یہ ہوگا کہ وہ دونوں قوموں کی کشیدگی کے اسباب پر غور کریگا۔

ہمارے خیال میں یہ ایک قابل تحسین فعل ہے۔ اگر زبردستی ایک دوسرے کو ملزم اور مجرم ٹھہرانے کی کوشش نہ کیجائے تو اسکے نتائج خاطر خواہ مرتب ہونگے اور سندھ کے باشندوں کو اس سے فائدہ ہوگا۔

بھجرگری میموریل فنڈ

مسٹر غلام محمد بھجرگری بیرسٹر مرحوم سندھ کے ایک سربرآوردہ مسلمان پولیٹیکل لیڈر تھے۔ آپکی یادگار قایم کرنے کیلئے جو کمیٹی قایم ہوئی ہے اسنے فیصلہ کیا ہے کہ یادگار قایم کرنے کے لئے دو لاکھ روپیہ جمع کیا جائے۔ اور جو لوگ پچیس روپیہ یا اس سے زیادہ چندہ دیں وہ چھ ہندو اور چھ مسلمان نمائندوں کو منتخب کریں تاکہ یادگار کے متعلق فیصلہ کیا جائے کہ یادگار کیسی ہوگی کہ ہندو اور مسلمان دونوں اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ (سیاست ۲۳ رجون)

یہ تحریک مبارک ہے لیکن ہماری خواہش ہے اس پر کسی اور مفید انسٹیٹیوشن سے فائدہ پہنچانے کیلئے پہلے نظر اور وسیع کیجائے۔ اور تمام انسانوں کے فائدے کے لئے بنایا جائے کیونکہ مخلوق خواہ کسی مذہب و ملت سے تعلق رکھتی ہو خدا کی مخلوق ہے۔ اسلئے ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم ان کو فائدہ پہونچانے میں بخل سے کام نہ لیں۔

آئندہ اجلاس کانگریس کی صدارت

۸ رجون کے بمبئی کرانیکل میں پرزور طریقہ پر تجویز پیش کیگئی ہے کہ آئندہ اجلاس کانگریس کی پریزیڈنٹ مسز سروجنی نیڈو کو بنایا جائے۔ ہم اس تجویز کے جملہ دیگر پہلوؤں سے قطع نظر کرکے صرف اس حیثیت سے اظہار خیال کرتے ہیں کہ یہ تجویز ہندوستان کی ایک ذی احترام تعلیمیافتہ خاتون کے متعلق ہے کوئی وجہ نہیں کہ جب ایک خاتون علمی اور دماغی قابلیت کے باعث محمود حاصل کرتی ہے اسکو کانگریس کی صدارت نہ پیش کیجائے۔

نوع بشر میں آخر صلح کیونکر ہو!

دنیا جنگ سے تنگ آچکی ہے لیکن پھر بھی معروف جنگ ہے آخر صلح کیونکر ہو۔ اخباری دنیا ہمارے سامنے ہی ہندوستان میں بسنے والی قوم کی جو تصاویر اخباری رسالوں کے ذریعہ دنیا میں پیش کیجارہی ہیں وہ روح کو مجروح اور قلوب کو مضروب کرنیوالی ہیں۔ حالات اس قسم کے پیدا کئے جارہے ہیں کہ جینے منزل دور سے دور تر ہوتی جارہی ہے۔ پھر کیوں اپنے طرز عمل پر غور نہیں کیا جاتا۔ زید ایک سخت بات کہتا ہے بکر اسکے جواب میں اس سے بڑھکر سخت بات کہکر صلح کا ہاتھ بڑھاتا ہے۔ یہ تو صریح ستم ظریفی اور صلح کیساتھ ہنسی ہے۔ جبتک یہی حالت رہیگی باور کیجئے کہ نوع بشر میں صلح نہیں ہوسکتی۔ اسکا ایک ہی علاج ہے کہ سب انسانوں کو انسان سمجھا جائے اور سب مذاہب کے پیشواؤں کا احترام کیا جائے۔ اور اس نکتہ کو سمجھ لیا جائے کہ جو جذبہ ہم اپنے کسی واجب الاحترام بزرگ کے متعلق اپنے قلب میں رکھتے ہیں۔ ویسا ہی جذبہ دوسرا شخص کسی اپنے محترم بزرگ کے متعلق رکھتا ہے۔ اسلئے انصاف یہ ہے کہ اگر زیادہ نہیں تو کم از کم اپنے بزرگ کے احترام کی حفاظت کیلئے ہی دوسرے کے بزرگ کی شان میں کوئی ناشایستہ لفظ نہ بولیں اسکے بعد امید ہے کہ جنگ ختم ہوجائیگی۔ صلح کا دور دورہ ہوگا۔ اور نوع انسان امن کی زندگی بسر کرسکیگی۔

افسوس ہے کہ اس اصول کی صداقت کے تو سب قائل معلوم ہوتے ہیں لیکن عمل کے میدان میں مدعی بہت بڑھتے واقعہ یہی ہے کہ اس میدان کی فتح کا سہرا اسی اصول کی پابند جماعت کے سر ہوگا۔ مستقبل ہمارے اس بیان کی عنقریب گواہی دیدیگا۔

کیا دنیا جنگ و فساد چاہتی ہے؟

یہ ایک سوال ہے جسپر غور کرنیکی ضرورت ہے کہ دنیا کیا چاہتی ہے۔ آپ دنیا کے کسی کام کو لیجئے امن کا متمنی اور بے امنی سے لرزاں ہی تجارت امن سے پھیلے۔ تعلیم امن کی محتاج۔ علوم و اکتشافات امن ہی سے پیدا ہوتے ہیں نوع بشر کی اخلاقی اصلاح امن سے ہوتی ہے۔ باوجود اس حقیقت کے کیا یہ ماتم کا مقام نہیں کہ آدم کے فرزند سب سے زیادہ امن کے خواہاں اور امن کے داعی و مدعی چیز مذہب کو ذریعہ جنگ اور موجب جنگ و جدال سمجھ لیں۔ دنیا امن چاہتی ہے۔ ہر ایک شعبہ میں آدم کے فرزند جنگ و جدال اور آپس کے بغض و عناد سے تنگ گئے چوپٹ ہوگئے۔

اب روحیں پکار رہی ہیں کہ ہر قسم کی جنگ اپنے ہتھیار ڈالدے۔ اور قرنہا قرن کے متخاصم اور متصادم گروہ ایک پلیٹ فارم پر ملکر کام کریں۔ خونی ارادوں کو چھوڑ دیں۔ نفرت و عداوت کو بھول جائیں۔ خود غرضیوں کو فراموش کردیں اپنے اپنے تفوق کے خیال سے دست بردار ہوجائیں۔ سب بھائی ہیں بھائیوں کی طرح بلکہ جسم واحد کی طرح معاشرت کریں۔ یہ ہے تمنا ابنائے آدم کی۔ یہ ہے خواہش عالم بشر کی۔ سچ جانئے لڑنے والے بھی لڑنے سے متنفر ہیں۔ جھگڑنے والے بھی جھگڑے سے نالاں ہیں۔ ایسے وقت میں ان ہستیوں کی ضرورت ہے جو جنگ و فساد کے خلاف امن و محبت مجسم ہوکر جلوہ گر ہوں۔ اور عملاً دکھادیں کہ ہم امن کے قایم کرنیوالے ہم صلح کا علم بلند کرنے والے۔ ہم عالم بشر میں محبت و اتحاد کے منادی ہیں۔ یہی چیز ہے جو دنیا چاہتی ہے اور حق تعالیٰ سے امید ہے کہ ہر قسم کے تعصبات کو دور کریگا اور اس مقصد

مسلمانوں کے لئے نازک گھڑیاں

اسمیں شک نہیں کہ یہ ایام مسلمان قوم کے لئے نہایت نازک اور زندگی و موت کے سوال کو حل کرنے والے ایام ہیں۔ آئے دن اس قسم کے سوالات انکے سامنے آتے اور اس قسم کے مباحث و مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جنمیں سے ہر ایک انکی توجہ کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اگر ایکطرف انہدام مساجد کا سوال ہے تو دوسری طرف ہندو مسلم تعلقات اور فرقہ وارانہ نیابت کا مسئلہ ہے۔ ایکطرف خلافت کا تصفیہ ہے تو دوسری طرف حکومت وقت سے آویزش ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو دماغ کو دعوت پریشانی اور اعضاء عمل کو مضمحل بنانے والی ہیں یہ موقع بیحد تدبر سے کام لینے اور سنجیدگی سے غور کرنے کا ہے شاید ہی اس سے زیادہ کبھی کسی بات کے لئے پیش آیا ہو۔

ہمیں صاف فرمایا جاتا ہے اگر ہم یہ عرض کریں کہ صرف سرمایہ مہیا کرنے یا اس خیال کی تبلیغ کرنیسے کام چل نہیں سکتا کہ ہم بھی فلاں قوم یا فرقہ کیطرح فلاں مقصد کے لئے جتھے بنائیں۔ اور قربانی پیش کریں۔ لیکن ان سب باتوں سے زیادہ مسلمانوں اور ان کے لیڈروں کے سوچنے کا یہ مسئلہ ہے کہ انکی قوم کی حالت اخلاقی کیا ہے۔ یعنی قوم کے عزائم استوار مقاصد سنجیدہ۔ معاملات صحیح کارکن بے نفس وغیرہ ہیں۔ اگر اس مسئلہ کو پہلے سے سوچ لیا جائے تو بہت سی مشکلیں دلیس تو غالباً پیدا ہونگی مگر زبانیں نہ آئینگی۔ اسلئے کہ وہ محض رفو کاری کا نتیجہ ہونگی۔ اسلئے ضروری ہے کہ قوم کے اصل مرض کا علاج کیا جائے۔ اور موجودہ رفتار کو تیز کرکے قوم کو ضعف کی انتہائی حد پر نہ پہنچایا جائے۔

فرقہ وار نیابت اور ہندو مسلمان آویزش

آجکل اخبارات میں مرکز بحث مہاتما گاندھی اور انکا وہ مشہور بیان ہے جسپر ہمارے آریہ سماجی دوست ناخوشی کا اظہار فرمارہے ہیں۔ اسی ضمن میں فرقہ وار نیابت کا سوال زور پکڑ گیا ہے جسپر ہندو مسلم مفاد کے متفقہ یا انفرادی نقطۂ نگاہ سے بحث ہورہی ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر ایک جان اپنی بقا کے سامان کے پیچھے پریشان و حیران ہے یہ اچھی بات ہے مگر کیا یہ ضروری ہے کہ دوسرے کی جان لیکر ہی اپنے آپ کو زندہ رکھیں۔ جب جو غرض ہوگی تو اسکا لازمی نتیجہ کشیدگی اور انشقاق ہوگا۔ لیکن اگر رواداری کے لئے دوسروں کی حیات کو حیات سمجھکر انکو اپنا عضو اور بھائی سمجھکر "دنیا" کا نہیں انصاف ہی کا قدم اٹھایا جائیگا تو یقیناً نتیجہ حسب مراد نکلیگا۔ اور ہندوستان کی ساری قومیں مل جلکر عرصۂ حیات طے کرینگی۔ مشکل یہ ہے کہ عملی قدم اٹھایا نہیں جاتا۔ الفاظ کے پیرہنے میں جنگ کو طوالت دیجاتی ہے ہندوستان کے مسلمانوں اور ہندوؤں کو یہ بھی باور کرلینا چاہئے کہ براعظم ہند کے طول و عرض میں وہی دونوں آباد نہیں خدا کے اور بندے بھی ہیں۔ کیا اس بحث میں انکا نام لیکر بھی اس

©Afnan Library Trust, 2026

جماعت احمدیہ کو دعوت اشاعت

"دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری" (کشف جناب مرزا صاحب)

ایک احمدی سے دو دو باتیں

احمدی - آپ جناب مرزا صاحبؑ کو کیوں نہیں مانتے؟

بہائی - آپ ہمیں کیا سنوانا چاہتے ہیں۔

احمدی - آخری زمانہ میں جو ایک مہدی اور مسیح کے آنیکی پیشگوئیاں ہیں وہ حضرت مرزا صاحب پر صادق آتی ہیں

بہائی - فرمائیے کیا دلائل ہیں تاکہ ہم بھی مستفیض ہوں۔

احمدی - سنو امہدی کے بارے میں وارد ہے کہ المہدی من عترتی من ولد فاطمۃ۔ (ترجمہ) ابوداؤد و مسلم ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ مہدی میری عترت یعنی اولاد فاطمہ سے ہوگا۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۸۷) اسکے متعلق حضرت مرزا صاحبؑ فرماتے ہیں کہ "بعض ہماری دادیاں شریف اور مشہور سادات میں سے تھیں"۔ (اربعین نمبر ۱ صفحہ ۱۰)

(۲) فاطمہ کے ساتھ تعلق اصہاری رکھنے کیوجہ سے جیسا کہ مجھے حاصل ہے فاطمی بھی ہوا۔ (حقہ گولڑویہ صفحہ ۲۹)

مزید تصدیق کیلئے ہمارے یہاں کی کتاب عسل مصفی ملاحظہ ہو لکھا ہے کہ

"چونکہ حضرت مرزا صاحب کی دادیاں سادات میں سے تھیں اسلئے مرزا صاحب بھی عترت میں داخل ہوئے (صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲)

بہائی - واہ صاحب! خوب دلیل فرمائی کیا ہی کہنے ہیں اچھوتی دلیل کے اول تو یہ کہئے کہ نسل باپ کی طرف سے ہوتی ہے یا ماں کی طرف سے۔ اگر ماں بھی مانا جائے کہ ماں کی طرف سے ہی ہوتی ہے تو کہئے حضرت مرزا صاحبؑ کے اس قول کے کیا معنی ہیں جیسا کہ فرماتے ہیں۔ کہ

"میرا یہ دعوی نہیں کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمۃ و من عترتی وغیرہ ہے"

(ملاحظہ ہو ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۵)

پھر! اب کسکی مانیں آپکی اور مرزا صاحبؑ کی یا صاحب عسل مصفی کی نیز فرمائیے کہ حضرت مرزا صاحب کا کونسا قول معتبر ہے۔ آیا حقہ گولڑویہ اور اربعین کا یا موخر الذکر۔ اگر پہلے اقوال صحیح ہیں تو دوسری جگہ اسی کی تردید موجود ہے اگر آخری قول صحیح ہے تو آپ کا دعوائے مہدویت ہی ثابت نہیں۔ پس آپ کا یا آپکے کسی اور اہل قلم مثل صاحب عسل مصفی کا قول حجت نہیں۔ نیز امید ہے کہ آپ اسپر بھی روی ڈالینگے کہ اگر جناب مرزا صاحبؑ کا دعوائے مہدویت نہیں تھا تو عترت میں اپنے تئیں داخل کرنیکی کوشش کیوں فرمائی۔

احمدی - صاحب اگلی عبارت تو پڑھئے گا آپ تو کاتقدا الصلوٰۃ ہی کو جانتے ہیں اور دانتم سکادی کھا جاتے ہیں سنو! اسکے آگے یہ عبارت ہے۔"

"بلکہ میرا دعوے تو مسیح موعود ہونے کا ہے"

اور حدیث میں آتا ہے لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم۔ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۵۶)

اور مسیح کے بارے میں ہے لو کان الایمان عند الثریا لتناولہ الرجال من فارس۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۶۸)

یعنے مہدی کوئی نہیں مگر عیسیٰ ابن مریم اور اسیکے بارے میں ہے کہ وہ فارسی الاصل ہوگا پس مرزا صاحب کا دعوے چونکہ مسیح موعود ہونے کا ہے۔ لہٰذا وہ مہدی موعود بھی ہوئے۔ پس اصہاری تعلق کی وجہ سے مہدی اور آبائی لحاظ سے کہ آپ کے آباء و اجداد سمرقند سے آئے تھے جو نواح فارس میں ہے مسیح موعود ہوئے۔

حضرت مرزا صاحب اس لطیف استدلال کو یوں بیان فرماتے ہیں:

"پس کھڑا کیا اُسنے اپنے حضور سے ایک بندے کو اس عرض کے لئے اور شریعت پر نار کی تجدید کیلئے۔ اور از روئے نسب اوسکو باپ کی طرف سے ابنائے فارس اور ماں کیطرف سے بنی فاطمہ بنایا"۔ (ملاحظہ ہو خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱ اخیر سی ترجمہ عربی عبارت)

بہائی - خوب۔

مہدی ثابت کرنے کے لئے تو ماں سے نسل چلائی اور مسیح موعود ثابت کرنے کے لئے باپ سے جا نجوڑ ملایا۔ اور مہدی و مسیح کے دو جداگانہ وجود کو ایک ہی ثابت کر دیا۔ اگر اسوقت حافظ ابن قیم امام بیہقی۔ حاکم۔ حضرت ابی بکر ابن العربی۔ امام بخاری وغیرہ زندہ ہوتے تو شاید آپکے فیصلہ کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ غالباً "ان مسیح" کا خلاصہ آپکی نظر سے نہیں گذرا

جس بدلائل قطعیہ ثابت کیا ہے کہ مہدی اور مسیح کو دو جداگانہ وجود ثابت کیا ہے۔ اور اس لئے قادیانی جماعت میں یہ دلچسپی پیدا ہوئی ہے کہ تمام احمدی پڑھکر حیران ہے الا یہ غیر بھی محسوس کر گئے۔ چنانچہ مولنا محمد سلیمان صاحب بی اے مدیر رسالہ الفیض امرت سر لکھتے ہیں کہ

قادیانی مسیحیوں نے بھی بہائی مذہب کے مبلغوں سے "مسیح و مہدی ایک ہیں یا دو" کی بحث میں خوب جھڑپ کھائی اور انکو سوائے بدزبانی کے بابی مذہب کی تردید میں قلم اٹھانے کی تاب بھی نہیں رہی۔ انہوں نے یہ مناظرہ چھپوا کر مفت شائع کیا تھا۔ جسکی کاپیاں اگر وہ سب کیطرف سے مفت واپسیاب ہو سکتی ہیں انہیں انہوں نے اصول حدیث کے مطابق اُن کا ابا باندھ کیا تھا۔ کہ بھیجکر دے نہیں سکے گو یہ بہائی مذہب ایک آزاد مذہب ہے ×× مگر اسکے پیرو بڑے بڑے لائق اور برسر آوردہ لوگ ہیں۔ جسکے مقابلہ میں قادیانی مسیحی طفل مکتب کی حیثیت میں بھی رہ سکیں تو سوئے ادبی میں داخل ہے۔ خود حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول کو بہائی مذہب سے کئی مشکل نکات حل ہوئے۔" (ملاحظہ بقدر الحاجت صفحہ ۲۵ جلد اول نمبر ۲ بابت ماہ فروری) یہ چند سطریں اسلئے عرض کیگئی ہیں تاکہ آپکے دلمیں یہ خیال نہ ہے کہ ہم اپنے منہ میاں مٹھو بنتے ہیں۔ نیز اسلئے کہ اس امر کی تصدیق ہو کہ ؎ خشتر آں باشد کہ سر دلبر آں

گفتہ آید در حدیث دیگراں

پس یہ قضیہ تو کلیتہً فیصل ہو گیا کہ مہدی اور مسیح ایک ہی وجود ہے رہی یہ بات کہ چونکہ جناب میرزا صاحب کا دعوے مسیحیت کا تھا۔ جو مہدویت پر بھی حاوی ہے اسلئے آپنے فاطمی اور فارسی النسل ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اسبارہ میں عرض ہے کہ اول جب یہ ثابت ہو گیا اور مسلم قوم اس امر پر متفق ہے کہ مہدی اور مسیح دو جداگانہ وجود ہیں تو اس ثبوت کے بعد آپ کا ایک وجود میں دو صفات کا دکھلانا کچھ مفید نہیں۔ دوم جب جناب مرزا صاحبؑ کے نزدیک مہدی کی احادیث ہی مجروح اور مخدوش ہیں۔ تو عترت کے ثبوت کی کیا ضرورت تھی۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:۔

"ایسا کہ تمام محدثین کہتے ہیں (جنہیں معلوم نہیں) وہ کون کون سے محدثین ہیں؟ (ناقل) میں بھی کہتا ہوں کہ مہدی ہونیوالے کے بارے میں جسقدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں۔ اور ایک بھی انمیں سے صحیح نہیں"۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۵)

آپ بعد اپنے دوستہ مصنف عسل مصفی کے حضرت مرزا صاحب کو عترت میں داخل کرنے اور مہدی بنانے میں ایڑی سے چوٹی تک کا زور صرف کر رہے ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ جملہ احادیث متعلقہ مہدی موعود کو مجروح و مخدوش قرار دے رہے ہیں۔ اور انمیں سے کسی ایک کو بھی صحیح شمار نہیں کرتے۔ اور پھر ایسا ہی بس نہیں۔ اسے جملہ محدثین کا قول بتاتے ہیں۔ مگر نام کسی ایک محدث کا درج نہیں فرماتے۔ لے دے کر صرف ایک ابن خلدون ہیں۔ جنکی ایک مورخ سے زیادہ حیثیت نہیں ہے۔ مگر کیا کوئی احمدی حضرت میرزا البشیر الدین محمود احمد حضرت فضل عمر ایدہ اللہ العزیز سے احادیث متعلقہ مہدی موعود میں سے ایک بھی صحیح نہیں ۳۱۳ واصحاب والی حدیث اور خراسانی سیاہ جھنڈوں والی حدیث۔ حدیث کسوف و خسوف وغیرہا جناب مرزا صاحب پر کیوں چسپاں کیجاتی ہیں۔ اگر کہو کہ مسیح ہونے کی حیثیت سے تو میں عرض کرونگا کہ یہ احادیث تو مہدی کے بارے میں ہیں۔ نہ کہ مسیح کیلئے اور اگر کہو کہ مسیح اور مہدی ایک ہی وجود ہے تو اسکی حقیقت اول تو دکھائی جائیگی دوم کہو کہ مجروح احادیث کونسی ہوئیں؟ اگر کہو کہ وہ جو اختلاف سے پاک ہیں تو میں کہونگا کہ احادیث متعلقہ مسیح موعود بھی اختلاف سے پاک ہیں وہ کیوں مجروح نہیں؟ حتیٰ کہ بسلاح بوجہ اختلاف احادیث جناب میرزا صاحبؑ مہدی ثابت نہیں ہوتے ایسا ہی مسیح موعود بھی ثابت نہیں ہو سکتے۔ سنگا جائے نزول مسیح ہی کے اختلاف کو لیجئے۔ دمشق۔ بیت المقدس۔ روحا جل امیتہ وغیرہ۔

لیجئے صاحب دعوے مہدویت تو گئی اب رہا دعوائے مسیحیت اسکے ثبوت میں آپ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود چونکہ فارسی الاصل ہوگا اور از روئے احادیث اور جناب مرزا صاحب کے آباء و اجداد کے فارسی النسل ہونیکے آپ مسیح موعود تھے۔

سو اس حقیقت کو بھی ہم آپ ہی کے امام و پیشوا جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ الاحد کے مسلمہ معیار کے موافق دیکھتے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"کسی خاص قوم کے کسی خاص انسان کی اولاد سے ہونے کا حقیقتاً ایک ہی ثبوت ہے۔ اور وہ اس قوم کی روایات ہیں۔ دنیا میں کل قوموں اور کل خاندانوں کے کسی خاص شخص یا خاص قوم سے تعلق ہونیکا اسکے سوا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ قوم ایسا بیان کرتی ہے۔ کل اقوام کے دعووں کا فیصلہ صرف انکے بیان پر ہوتا ہے"۔ (تفسیر پارہ اول اردو صفحہ ۱۲۰)

©Afnan Library Trust, 2026

اب اسی معیار مسلمہ کے مطابق مغل قوم کا بیان جو میرزا صاحب کی مورث اعلیٰ ہے ملاحظہ ہو۔ چنانچہ حضرت اقدس جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ اس خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ نہیں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان ہے۔" (حاشیہ ربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۷)

اب فرمائیے کہ حقیقتاً کسی کی نسل کو معلوم کرنے کا ایک ہی ثبوت تھا جو آپکے صریح مخالف ہے کیونکہ قوم ایسا بیان نہیں کرتی۔ اب ذرا زیادہ وضاحت سے سنئے۔ جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"ہاں میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی کے اور کوئی ثبوت نہیں۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۹)

یہ بات کہ آپ از روئے الہام فارسی الاصل ہیں اسکے بارے میں عرض ہے کہ چونکہ اول تو سکرین پر مجرد الہام اور بالخصوص وہ الہام جسپر دعوے کی بنیاد ہو حجت نہیں ہوا کرتا لہذا ایسے الہامات کو بطور دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا۔

دوسری شق آپنے دعوے کی بیان فرمائی ہے پس جب مدعی ہی فارسی الاصل نہیں تو دعوے سے کیا حاصل۔ ہمیں اس سے کیا۔ مگر آپکی تسلی کیلئے کچھ اور عرض کرتا ہوں۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

(۱) مسیح موعود ایک ہی ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۷)

(۲) بذریعہ وحی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس امت کے لئے ابتدا سے موعود تھا × × × وہ میں ہی ہوں۔"

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۲ نمبر ۱۱-۱۲ صفحہ ۴۷۱)

(۳) "اس آیت میں جو اس آیت کے بعد ہی پیوستہ بیان ہوئی اور پیدا کرنگا ایک کامل انسان کو مٹی سے اور یہی وہ کامل انسان ہوگا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے۔" (خطبہ الہامیہ آخری صفحات ترجمہ عربی عبارت)، اسمیں بتایا گیا ہے کہ مسیح موعود کامل انسان ہے

(۴) "شاید پیشگوئی کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے کوئی اور مسیح موعود بھی آئندہ کسی وقت پیدا ہو۔"

(۵) مسیح موعود کے مرنے کے بعد نوع انسان میں علت عقم سرایت کریگی۔ اور پھر کوئی کامل انسان قیامت تک ظاہر نہ ہوگا۔

(تریاق القلوب صفحہ نمبر ۲ صفحہ ۱۵۹ سطر ۸)

خلاصہ ان پانچوں تحریروں کا یہ ہے کہ ایکطرف تو جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کسی اور وقت کوئی مسیح موعود آجائے اور دوسرطرف مسیح موعود کا وجود ایک بتلاتے ہیں اور خود مدعی مسیحیت ہیں۔ پھر مسیح موعود کو انسان کامل قرار دیکر فرماتے ہیں کہ مسیح موعود کی (یعنی میری) وفات کے بعد قیامت تک کسی کامل انسان کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔

جس صورت میں موعود ایک ہی ہے اور وہ جناب میرزا صاحب تھے۔ اور موعود کی وفات کے بعد کسی دوسرے موعود کا قیامت تک پیدا ہونا امر محال ہے تو اس قصے کے کیا معنی ہوئے کہ ممکن ہے کوئی اور مسیح موعود آئندہ پیدا ہو۔ اور اگر مان بھی لیا جائے کہ مسیح موعود کسی آئندہ وقت پیدا ہوگا تو جناب میرزا صاحب کا منکر کافر کیوں ٹھہرا۔ جب موعود پیدا ہوگا دیکھا جائیگا کیونکہ موعود ایک ہی ہے اور اسکی پیدائش کسی آئندہ وقت ہے۔

اگرچہ آئندہ پیدائش امر محال بھی ہے۔

احمدی۔ آپ تو صرف اعتراض کرنا ہی جانتے ہیں۔ کاش آپکو حقیقت کا بھی تو علم ہوتا۔ سنو حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ

"ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اسوقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے کسی نے بجز اس عاجز کے دعوے نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس مدت تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعویٰ نہیں ہوا کہ میں مسیح موعود ہوں۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۸۳ اڈیشن اول)

پس جب یہی وقت ہے تو آپ مسیح موعود ہیں۔ کسی دوسرے کا دعوے نہ کرنا آپ کی صداقت کی دلیل ہے۔

بہائی۔ مگر میں یہ دعوے سے اس سے پہلے (دعوے کی حقیقت دکھائی جا چکی ہے آپ کی تسلی کے لئے اس دلیل پر بھی ہم مزید غور کرتے ہیں۔ سنئے! حضرت مرزا صاحب کے اشتہار موسومہ اشتہار واجب الاظہار" کے جواب میں آپکے ایک مخالف عالم فرماتے ہیں:۔

(۱) "میانجی ہوش کی بنوائیگا۔ آپ سے پہلے آپ کے قبلہ وکعبہ سید علی محمد باب ایران میں ہو چکے ہیں وہ مطبوعہ کتاب بھی رکھتا ہے۔ ہاں اس چارے نے صرف مہدویت پر ہی اکتفا کی اور آپنے ساتھ مسیحیت کو بھی لے گھسیٹا۔"

(ملاحظہ ہو اشتہار ذوالفقار حیدر کرار فی رد اشتہار واجب الاظہار)

نوٹ

ہم اس طرز خطاب کو پسند نہیں کرتے (ایڈیٹر)

(۲) جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں:

آج یہ چرچہ اخبار وراگست ۱۹۰۲ء کے پڑھنے سے مجھے معلوم ہوا کہ حکیم میرزا محمود نام ایرانی لاہور میں فروکش ہیں وہ بھی ایک مدعی مسیحیت کے حامی ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ اور مجھے مقابلہ کے خواہشمند ہیں۔" (ٹائٹل پیج پیغام احمد)

(۳) کتاب "فریاد درد" مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام جو ۲۹ جون ۱۹۲۲ء کو شایع ہوئی ہے اسکے حاشیہ صفحہ ۶ متعلقہ سرخط ہفتم میں جہاں جناب مرزا صاحب نے اپنی کتب کی فہرست پیش کی ہے۔ وہیں کتب مذہب بابی بھی درج ہے۔

اب فرمائیے ایسی صراحت سے دوسرے مدعیوں کا حال معلوم ہوتے ہوئے پھر اسپر ہی اکتفا نہیں انکی کتب اپنے کتب خانہ میں رکھتے ہوئے یہ بات کہ کسی دوسرے نے بجز اس عاجز کے دعوے نہیں کیا اس سے کیا ظاہر ہو سکتا ہے۔

ہاں کچھ اور بھی حضرت مرزا غلام احمد صاحب صادق مدعی کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔ کہ

"اسکا ظہور سب مدعیوں سے پہلے ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو ابھی جھوٹے نبیوں کا نام و نشان نہ تھا اور جب انکا نور زمین پر خوب روشن ہو گیا۔ تب مسیلمہ کذاب۔ اسود عنسی اور ابن صیاد وغیرہ جھوٹے نبی ظاہر ہوئے تا مذاق کھائے کہ کسطرح وہ سچے کا حمایت کرتا ہے۔"

(ملاحظہ ہو چشمہ معرفت صفحہ ۳۰۱ اڈیشن اول)

آپ کی سہولت کیلئے سنین ظہور مدعیان بھی درج کیے دیتا ہوں۔

(۱) علی محمد باب عرہ محرم ۱۲۳۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵ر جمادی الاول ۱۲۶۰ھ کو مہدی ہونیکا دعوے کیا۔"

(رسالہ الفیض امرتسر جلد اول نمبر ۲ صفحہ ۲۴ سطر ۵)

نوٹ۔ سہو کتابت سے ۱۲ کی بجائے ۱۲۳۵ اور ۱۳۶۰ھ اور ۵ جمادی الاول کی بجائے ۱۵ جمادی الاول لکھا گیا ہے

(۲) مرزا حسین علی الملقب بہاء اللہ ۲ر محرم ۱۲۳۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۵ جمادی الاول ۱۲۶۹ھ میں مدعی ہوئے

(رسالہ الفیض امرتسر صفحہ ۲۲ سطر ۲۴)

(۳) مرزا صاحب ۱۳۰۸ھ میں مدعی مسیحیت ہوئے (باقی آئندہ)

(دارالتبلیغ احمدیہ)

کتب بہائی

الواح حضرت بہاء اللہ و عبدالبہاء

(۱) مجموعہ الواح مبارکہ عربی و فارسی ۱۲ر — مفاوضات عبدالبہاء فارسی انگریزی ۱۲ر

(۲) ایقان ۴ر اردو ترجمہ۔ تحفہ انگریزی ۱۲ر — مکاتیب عبدالبہاء جلد اول ۸ر

(۳) ادعیہ محبوب عربی فارسی ۱۲ر — ایضاً جلد ثانی ۱۲ر

(۴) کلمات مکنونہ مترجم انگریزی اردو ۱۲ر — ایضاً جلد ثالث ۱۲ر

(۵) ہفت وادی و چہار وادی (رقعوں) ۸ر — لوح پروفیسر فورل ۱۲ر

بدایع الآثار۔ مصنفہ مرزا محمود زرقانی حضرت عبدالبہاء کے یورپ اور امریکہ کا بالتصویر سفرنامہ۔ کاغذ۔ لکھائی چھپائی بنہایت اعلیٰ جلد اول ۱۲ر ثانی ۱۲ر

کتاب الفرائد۔ مصنفہ مرزا ابوالفضل علامہ اظہر قریباً ۸ سو صفحات کی ایک زبردست تحریر ہے۔ جسمیں حقایق قرآنی و کتب آسمانی کی ایسی تطبیق کی ہے کہ مطالب اظہر من الشمس ہو جاتے ہیں۔ کتب آسمانی و احادیث کے پوشیدہ اسرار کی دوربین۔ فارسی سہل ہے ۱۲ر

بہجۃ الصدور۔ حاجی میرزا حیدر علی امیر خارطوم کی سوانح جسمیں انکے عصر کے واقعات مفصلا درج ہیں۔ صفحات ۵۳۰ فارسی آسان عمر ۱۲ر

مناظرات الدیانیہ۔ ایک بہائی مبلغ زردشتی۔ یہودی عیسائی اور اسلامی اعتراضات و سوالات کے کیا جوابات دیتا ہے مجلد اور عقیدوں کے خاتم النبیین کا وجود تمام ادیان کی کتب سے دکھلا کر اسکے معنی کی تطبیق کرتا ہے۔ ۱۲ر

تاریخ امر بہائی۔ ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ فارسی ۱۲ر

دروس الدیانہ۔ ۱۲ر

دیوان نونش۔ ایک زردشتی شاعر کا بلند پایہ کلام ایران کی شاعری کے جدید دور کا عمدہ نمایندہ ۱۲ر

مثنوی بہنش۔ مصنف کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ ۱۲ر

حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات۔ اسمیں حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبدالبہاء کے مختصر حالات زندگی اور بعض سنین تاریخ بہائی پھر حضرت بہاء اللہ کی کتابوں میں سے تعلیمات درج ہیں۔ حضرت عبدالبہاء کا فوٹو بھی شامل کتاب ہے امر بہائی سے واقفیت چاہنے والوں کے لئے نہایت عمدہ تحفہ ہے قیمت ۸ر

فرمائشیں بنام منیجر دارالکتب سول لائنس آگرہ

نوٹ محصول ڈاک ان قیمتوں میں شامل نہیں ہے۔

©Afnan Library Trust, 2026

امام جماعت احمدیہ کا عزم یورپ
مغربی ممالک کی تبلیغ کیلئے ایک مستقل سکیم

رسول کریمؐ کی ایک پیشگوئی پورا کرنے کا ارادہ

ارادہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کو جو مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق ہے اور جسکی تاویل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمائی ہے کہ مسیح موعود یا اسکا کوئی خلیفہ دمشق کو جائیگا اس سفر میں پورا کرنے کی کوشش کیجائے۔ اور راستے میں چند دن کے لئے دمشق بھی ٹھہرا جائے گو اسکے لئے اپنے راستہ سے ہٹ کر جانا ہوگا۔"

مذہبی کانفرنس نے چونکہ وہاں بلایا ہے اسلئے وہاں ضرور جانا چاہئے۔ اور یہ خیال کیا ہے کہ گویا اس سفر کیساتھ ہی یورپ فتح ہو جائیگا۔ اور ہزاروں لاکھوں آدمی اسلام میں داخل ہو جائینگے

سفر کے نتیجہ کے متعلق خیال

مذہبی کانفرنسیں تو ہر سال ہو سکتی ہیں۔ اور لوگوں کی توجہ اگر مذہب کی طرف پھر جائے تو بہت بڑے بڑے پیمانوں پر ہو سکتی ہیں۔ مگر انکی وجہ سے خلیفۂ وقت اپنے مرکز کو نہیں چھوڑ سکتا۔ میں اس امر کا بھی قائل نہیں ہوں کہ ایک ایسے مختصر سفر کے نتیجہ میں کسی عظیم الشان فتح کی امید کیجائے۔ یورپ کے لوگ تو ہمسے ہر بات میں مختلف ہیں۔ اور مذہب اور تمدن اور اخلاق اور عادات غرض کسی بات میں ہمسے نہیں ملتے۔ لاہور اور دہلی حضرت مسیح موعود کو بھی جانے کا اتفاق ہوا ہے اور مجھے بھی۔ ان مقامات پر ہمارے چند روزہ قیام سے کونسا غیر معمولی تغیر پیدا ہو گیا۔ نہ ہزاروں آدمی سلسلہ میں داخل ہو گئے اور نہ لوگوں کے خیالات میں کوئی نمایاں تبدیلی ہو گئی۔ پس جب اپنے ہموطن جو بیسیوں باتوں میں ہمسے متفق ہیں اسقدر جلد ہی متاثر نہیں ہوتے بلکہ ایک لمبی صحبت اور بار بار کے عقل کے محتاج ہوتے ہیں تو اسقدر روحانی بعد رکھنے والے لوگ کب ظاہری سامانوں کو دیکھتے ہوئے چند دن کی صحبت اور ایک لیکچر سے اسقدر متاثر ہو سکتے ہیں کہ فوراً سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں جماعت میں داخل ہو جائیں۔

غیر معمولی تغیرات خدا کی مشیت کے ماتحت ہوتے ہیں

میں اس امر کا منکر نہیں کہ ایسے غیر معمولی تغیرات بھی ہوتے ہیں۔ (جیسا کہ کوکب ہند کی اسی اشاعت صفحہ ۲ و ۳ میں آپ پائینگے کہ حضرت عبدالبہاء کے سفر امریکہ کا کیا اثر ہوا۔ ایڈیٹر) مگر وہ کسی انسان کی صحبت یا کسی کے لیکچر سے نہیں ہوتے بلکہ خدائے قادر کے زبردست ہاتھ سے ہوتے ہیں۔

اغراض سفر

میرے نزدیک جن اغراض کیلئے اس سفر کی ضرورت ہے ان میں سے ایک تو حضرت مسیح موعود کی رویا کو پورا کرنا ہے۔ آپ کا اپنے آپکو وہاں دیکھنا چاہتا ہے کہ آپکا کوئی جانشین ان علاقوں میں جائے۔ دوسرے یہ دینی ضرورت انکی داعی ہے کہ ہماری جماعت کا کام ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کرنا ہے۔ اور چونکہ ساری دنیا کو اسلام کے حلقہ میں لانا ہمارا فرض ہے اسلئے یہ بھی ضروری ہے کہ اسکے متعلق ہم ایک مکمل نظام تجویز کریں۔ جسکے متعلق ہم دیانت داری سے یقین کر سکیں کہ یہ ہماری غرض کو پورا کر دیگا۔

اس نظام کے مقرر کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ خلیفۂ وقت مغربی ممالک کی حالت کو وہاں جاکر دیکھے کیونکہ اسوقت سب سے زیادہ مقابلہ مغربی خیالات سے ہے۔ اسلام اپنی دلیلوں میں سب مذاہب پر غالب ہے۔ لیکن مغرب کی عادتوں اور اسکے تمدن نے ایک ایسی شکل اختیار کر لی ہے کہ وہ اسلام سے اسیقدر مختلف ہے جسقدر کہ دن رات سے مختلف ہے وہ دونوں ایک جگہ بالکل جمع نہیں ہو سکتے۔

مغرب کی تبلیغ پر خرچ

ہم اسوقت تک ڈیڑھ لاکھ روپیہ سے زائد مغرب کی تبلیغ پر خرچ کر چکے ہیں اور پندرہ سولہ ہزار روپیہ ہر سال خرچ کرتے ہیں۔

پس مغربی ممالک میں تبلیغ کے کام کو اگر ہم نے جاری رکھنا ہے اور اگر اسپر جو روپیہ خرچ ہوتا ہے اسکی خدا تعالیٰ کو جوابدہی سے عہدہ برا ہونا ہے تو ضروری ہے کہ خود خلیفۂ وقت ان علاقوں میں جاکر انکی مشکلات کو دیکھے اور وہاں کے ہر طبقہ کے لوگوں سے مشورہ کر کے ایک سکیم تجویز کرے جسپر چلنے کے لئے سب مبلغین کو مجبور کیا جائے۔ ہر ایک دن جو اس سکیم کے بغیر گزرتا ہے وہ ہمارے روپیہ کو ضائع کر رہا ہے۔

پس مذہبی کانفرنس کو میں جانے کا موجب نہ قرار دیتا ہوں اور نہ اسکے لئے جانیکو پسند کرتا ہوں۔ ہاں یہ سمجھتا ہوں کہ اس دعوت کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے ہمیں ہمارا فرض یاد دلایا ہے۔ (ماخوذ از الفضل ۲۴ جون ۱۹۲۴ء)

جناب میاں صاحب چونکہ پیشگوئیوں کے پورا کرنے اور تبلیغ اسلام کے ذرائع کو مستحکم بنانیکے نیک ارادہ سے یہ سفر اختیار کر رہے ہیں اسلئے ہم بھی خوشی کیساتھ آپکو مبارکباد دیتے ہیں اور اسی سلسلہ میں بطور یاد دہانی کے حضرت رسول مقبولؐ کے بعض ان اقوال کو پیش کرتے ہیں جو اس سرزمین سے تعلق رکھتے ہیں جہاں سے آپکا گذر ہوگا۔

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "طوبیٰ لمن رای عکۃ" اور پھر فرمایا "طوبیٰ لمن زار عکۃ" ایک اور حدیث میں آیا ہے الا ان فی الجنۃ ملوکا وسادات و فقراء عکاء ملوک الجنۃ وسادا تھا" پھر فرمایا "ان شھرا فی عکاء افضل من الف سنۃ فی غیرھا" پھر فرمایا ان عکاء مدینۃ بالشام قد اختصھا اللہ برحمتہ" الا اخبر بمدینۃ بین الجحلین فی الشام فی وسط المرج یقال لھا عکاء وات من دخل رافعا فیھا وفی زیارتھا غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر۔ ومن خرج منھا غیر زائر اثر الا لم یبارک اللہ لہ فی خروجہ (رواہ ابن مسعود عن النبی)

ہماری دعا ہے کہ جسوقت آپ ان سرزمینوں کی زیارات میں مشغول ہوں تو ہماری عرضداشتیں بھی آپکو یاد آجائیں بہرحال

بہ سفر رفتنت مبارکباد
بہ سلامت روی و باز آئی

قادیان میں نئی شریعت
قابل توجہ جناب اڈیٹر صاحب القاسم و ریویو آف ریلیجنز

نزول جبریل

اگرچہ قادیان میں ایسی عبارتیں پائی جاتی ہیں کہ "اب جبریل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانیسے منع کیا گیا (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۶) اور اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ سے صرف اتنا کہا جائیگا کہ "تو قرآن پر عمل کر" تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لایق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے۔ اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبریل لاویں اور پھر چپ ہو جائیں یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۶) خاتم الانبیاء کی عظمت دکھانے کے لئے اگر کوئی نبی آتا تو پھر خاتم الانبیاء کی شان عظیم میں رخنہ پڑتا۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۲۹)

اور ایسے سادہ الہامات کو جیسا (تو قرآن پر عمل کر) ہے ختم نبوت کے منافی بتایا جاتا ہے مگر بعدہٗ (جاء نی آئیل واختیار) کا دعوے کرتے ہیں۔ اور خود اسکا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ میرے پاس آئیل آیا اور اسنے مجھے چن لیا، دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳ اور اسی صفحہ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں اسجگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جبریل کا نام رکھا ہے اسلئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے چنانچہ اسی تقلید میں ہر احمدی متمنی ہے کہ ملہم ہو۔

نئی شریعت

ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے۔ تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے احکام صادر کرے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ظاہر ہے کہ ایسا کرنا بیان شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔ (اربعین ۴ صفحہ ۶ طبع اول)

مدار نجات

چونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اسلئے خدا نے میری تعلیم اور بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اسکو مدار نجات ٹھہرایا۔ (اربعین ۴ صفحہ ۶)

شریعت کا دعویٰ

یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جسنے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں نہی بھی (اربعین)

کیا ممکن ہے کہ اس قسم کی عبارتیں جنہیں جناب مرزا صاحب نے اپنے اہم دعاوی پیش کئے ہوں وہ انکے خلیفہ اول یا خلیفہ ثانی یا آپکے فرزند رشید مرزا بشیر احمد اور قاضی محمد یوسف صاحب یا الفضل کے اسٹاف کے علم میں ہوں۔ ضرور ہونگی۔ تو پھر اس عبارت کے کیا معنی ہیں۔ جو الفضل ۲۳ مئی ۱۹۲۴ء میں درج ہے اور یہ ہے کہ:-

©Afnan Library Trust, 2026

اگر احمد علیہ السلام نے یہ (یعنی صاحب شریعت نبی ہونیکا) دعوی کیا ہوتا، یا کوئی نئی شریعت پیش کی ہوتی اور ہمنے انکو شارع رسول مانا ہوتا تو ہم خدا کے فضل سے نہایت قوی اور جرأت سے آنکو شارع رسول منواتے"

جو حوالے دیے گئے ہیں اس سے تو یہ ثابت ہے کہ جناب مرزا صاحب نے صاحب شریعت نبی ہونیکا دعوی اور ایک شریعت پیش کرنے کا دعوی تو مذکورہ صدر عبارتوں میں کیا ہے۔ یہ معلوم نہ ہوا کہ آپنے انکو شارع رسول مانا ہے یا نہیں۔ البتہ ذیل کی عبارت سے کچھ مترشح تو ہوتا ہے کہ انکی تیاریاں کیجا رہی ہیں۔ دیکھو سیرۃ المہدی مولفہ میاں بشیر احمد صاحب روایہ ۱۰۲ صفحہ طبع اول، وہو ہذا

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام تو ضح مرام شایع ہوئیں تو ابھی میرے پاس نہ پہونچی تھیں۔ اور ایک مخالف شخص کے پاس پہونچ گئیں تھیں۔ اسنے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا سے علیحدہ کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب کیا نبی کریم صلعم کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اسنے کہا اگر کوئی نبوت کا دعوی کرے تو پھر؟ میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہرحال اسکی بات کو قبول کرینگے میرا یہ جواب سنکر وہ بولا کہ واہ مولوی صاحب آپ قابو ہی نہ آئے۔ یہ قصہ سناکر مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ :-

شریعت جدیدہ اور مولوی نور الدین } یہ تو صرف نبوت کی بات ہے میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود صاحب شریعت نبی ہونیکا دعوی کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو۔ کیونکہ جب ہمنے آپکو واقعی صادق اور منجانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائینگے وہی حق ہوگا۔ اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیت خاتم النبیین کے کوئی اور معنی ہونگے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ واقعی جب ایک شخص کا امر یقینی کیفیت سے ہونا یقینی دلائل سے ثابت ہو جاوے تو پھر اسکے کسی دعوے میں چون و چرا کرنا بار یقینی کا مقابلہ کرنا ہوتا ہے"

اب اگر کوئی صاحب یہ فرمائیں کہ جناب میرزا صاحب نے صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوی کیا ہے نئی شریعت کا دعوی نہیں کیا تو ہم سوال کرتے ہیں کہ کیا مسلمانوں کے پیچھے نماز حرام کرنا۔ مسلمانوں کو بیٹی دینا ناجائز کرنا۔ صرف اپنی بیعت کو مدار نجات ٹھہرانا۔ اپنے مکفر و مکذب و متردد کو کافر بتانا اگر نئی شریعت پیش کرنا نہیں ہے تو کیا ہے۔ اگر پھر بھی انکار پر مصر ہوں تو تریاق القلوب صفحہ ۱۲۰ دیکھئے یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنیوالے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالی کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جسقدر ملہم اور محدث ہیں گروہ کیسی ہی جناب الہی میں اعلی شان رکھتے ہوں اور منزلت مکالمہ الہیہ سے سرفراز ہوں انکے انکار سے کوئی کافر نہیں بنجاتا"

ہمعصرانہ بخل

جن مکرم دوستوں نے بسے تبادلہ منظور فرمایا ہے انکا شکریہ عرض کیا جاتا ہے۔ اور محترم بزرگوں نے ابھی اسطرف توجہ نہیں فرمائی ہے انکی توجہ اس نوٹ کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ جو معزز ہمعصر نیر اعظم مراد آباد میں شایع ہوا ہے۔ ہم خود ہر قسم کی معاصرانہ فراخدلی میں پیشقدمی کرنیکے لئے تیار ہیں۔ (ایڈیٹر)

"ہمعصرانہ بخل" ہمارے آپکے فرقہ میں تبادلہ میں بھی بخل کیا جاتا ہے بعض رسائل کے پروپرائٹر یا ایڈیٹر اس غرور میں مست ہیں کہ ہم بہترین اور قابلترین اہل قلم ہیں ہمارا رسالہ مقبول خلایق ہے اخبارات سے تبادلہ نہیں کرتے۔ باوجودیکہ ہفتہ وار اخبار مہینہ میں چار بار ماہانی وکیلی اخبار مہینہ میں ۸ بار انکو پہونچتے ہیں۔ اور انکا رسالہ مہینہ میں صرف ایک بار اسیطرح ہمارا خود ذاتی تجربہ یہ ہے کہ بعض رسائل تبادلہ منظور تو کر لیتے ہیں مگر برابر پرچے نہیں بھیجتے۔ . . . . افسوس خود ہمارے یہاں بعض رسائل کی جلدیں بالکل ناقص ہیں۔ ہمنے چاہا کہ ان کے نمبر بھیا ہو جائیں مگر ہمارے خطوں کا جواب بھی نہیں ملا۔ اسیطرح ہمارا یہ بھی تجربہ ہے کہ معدودے چند ہفتہ وار ایسے اخبار بھی ہیں جو ہفتہ وار اخبار کے تبادلہ میں اپنا اخبار دینے کو طیار نہیں ہیں۔ حالانکہ انکے اخبار میں کوئی خصوصیت نہیں اول تو مہینوں تبادلہ لیتے رہتے ہیں اور جب انمیں تبادلہ کو لکھا جاتا ہے تو ٹکا سا جواب دیدیتے ہیں اخبار میں تو سفت میں مشہور ہیں ہی۔ مگر اب ہم میں ایک فرقہ اڈیٹران اخبارات کا بھی ایسا پیدا ہوتا جاتا ہے جو سفت میں کھلوانے کا الزام اپنے اوپر عائد کروائیگا اور یہ ایسا کلنک کا ٹیکہ ہوگا جو پھر کبھی مٹائے نہ مٹیگا دیکھیں اسپر کون کون ہمعصرانہ قبول کرتے ہیں اور ہمارے اس نوٹ کی تائید کرتے ہیں۔

ایک حیرتناک نقش کا انکشاف

جزیرہ تاتا صفا میں سے پروفیسر فلنڈرز پیٹری ماہر مصریات کو کچھ منقوش چیزیں ملیں پروفیسر موصوف نے ان کو پڑھا تو وہ قدیم عبرانی زبان میں تھیں۔ انمیں حضرت عیسی۔ منسا اور حضرت موسی کے نام آتے تھے۔ حضرت موسی نے اپنی نسبت لکھا ہے "ایک مصری شہزادی نے مجھے دریائے نیل میں سے نکالا" پروفیسر گرم کہتے ہیں کہ حضرت موسی نے خدا کا نام "یہواہ" مصری دیوتا "جاہو" کے نام سے لیا ہے۔ اور سدی کا دیوتا مصری دیوتا "کسیتو" سے ماخوذ ہے۔

لندن۔ ۲۵ جون اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کے ڈپلومیٹک نامہ نگار کا بیان ہے کہ انگریز اور روسی گفت و شنید کے متعلق جو شور و سنسنی ہے۔ برطانی نمایندوں کا خیال ہے کہ جبتک قرضہ لینے کا سوال اور برطانی وثیقہ داروں کا معاملہ طے نہ ہو کسی قسم کی مزید گفت و شنید بیکار ہے۔ اسلئے ابتدائی گفت و شنید کے دوبارہ آغاز میں پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں۔

پیرس و پاریا۔ ۲۴ جون جنرل ہرٹلنگ نے وزارت عظمی کا عہدہ منظور کر لیا ہے۔

لندن۔ ۲۲ جون، مسٹر ڈبلیو ایس رائس آج دارالعوام کو جاتے ہوئے ایک موٹر کی چپیٹ پر فوت ہو گئے۔ مسٹر رائس نے ایک معمار کے ہاں شاگردی اختیار کر کے زندگی اور ۱۵ سال کی عمر میں جنوبی افریقہ گئے۔ آخر کار زر و سوال انجینرنگ کمپنی کے ڈائرکٹر ہو گئے۔ اور انگلستان میں آکر پارلیمنٹ کے ممبر بنے۔ حال ہی میں انکو تمانیہ کا گورنر بنانے کا ارادہ وزیر اعظم نے ظاہر کیا تھا۔

دارالعوام میں کرنل ییٹ نے سوال کیا کہ بنگال اور صوبجات متحدہ میں بلدیات کی حالت درست کرنے کے لئے حکومت ہند کیا کارروائی کر رہی ہے۔ سر ہرچند بٹلر نے جواب دیا کہ مقامی حکومت خود اختیاری چونکہ منتقل شدہ معاملہ ہے اسلئے حکومت ہند اس میں دخل نہیں دیسکتی۔ اور یہ مقامی حکومت کے وزیر کا کام ہے۔

یروشلم ۲۳ جون بمقام عمان ریوٹر کے نمایندہ سے ملاقات کرتے ہوئے امیر عبداللہ نے کہا کہ شریف حسین نے مسجد اقصے کے معائنہ کیلئے بھیجا ہے تاکہ مسجد کی تعمیر اور مرمت کا تخمینہ کیا جا سکے۔ کہ فوری مرمت کیلئے کتنی رقم کی ضرورت ہے بمبئی کرانیکل نے۔ سلطان نجد کا ایک پیغام شایع کیا ہے کہ کسی جماعت یا قوم کا حق نہیں ہے کہ دیگر مسلم اقوام سے مشورہ لئے بغیر اسکے متعلق کوئی کارروائی کرے۔ اسلئے ہم حسین ابن علی کی اس عاجلانہ کارروائی کو نہایت ناپسند کرتے ہیں۔ جو اسنے منصب خلافت قبول کرنیکی ہے جسکا وہ مستحق نہیں ہے اس مسئلہ کا حل صرف عالم اسلام کر سکتا ہے۔

سلطان نجد اپنے معاصر اور ہندی بھائیوں کے ہمنوا ہیں کہ یہ معاملہ اقوام مسلمہ کی منتخب کردہ کانگریس میں پیش کیا جائے اور یہ کانگریس یہ منصب جلیلہ اس شخص کے سپرد کرے جو مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کر سکے اور ان میں حیات نو پیدا کر دے۔ اور اخوت کے رشتہ میں پھر باندھ دے۔ کیونکہ رشتہ گسیختہ ہو گیا ہے۔ سلطان نجد مسلمانان ہند کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

امریکہ میں حبشیوں کی تعداد ایک کروڑ دس لاکھ کے قریب ہے اور امریکن سوسائٹی میں ان کی حیثیت وہی ہے جو ہندوستان میں اچھوتوں کی ہے۔ جاپانی۔ اور چینی۔ امریکی۔ جداگانہ ذاتیں ہیں جسطرح ہندوستان میں ذاتیں ہیں۔ بجز کابل کے امریکن انکو نفرت و حقارت سے دیکھتے ہیں۔

M.H Ilmi at ACRA Press

©Afnan Library Trust, 2026

Vol 1 No 6

رجسٹرڈ نمبر ۱۷ ۱۳۳۱

مورخہ ۹ر جولائی سنہ ۱۹۲۴ء

کوکب ہند آگرہ

مقاصد
نشر نفحات حقیقت تبلیغ وحدت محبت
فلاح اقتصاد اصلاح معاشرت تعلیم عمومی
حقوق نسوان تعمیم معارف تطبیق مذہب و سائنس

قواعد
ہر جماعت کا مضمون درج کیا جائیگا
وہ مضمون درج نہ ہوگا جسمیں
کسی دین یا کسی قوم یا فرد پر ناروا
حملہ ہو

مدیر مسئول
سیّد محفوظ الحق علمی مولوی فاضل

مدیر معاون
مہر محمد خاں شہابؔ مالیر کوٹلوی

جلد ۱ | ہر انگریزی ماہ کی یکم ۹ ۔ ۱۷ ۔ ۲۵ کو شایع ہوتا ہے | نمبر ۶

آگرہ میں ہمارے خلاف شورش

لکھنؤ کی جماعت قادیانی نے پہلے شہر آگرہ میں ایک کتابچہ "مفسدین کی گرفتاری" چھپوا کر مفت تقسیم کی جسمیں شروع سے آخر تک نہایت ناپسندیدہ طریق پر جماعت بہائی کے پیشواؤں اور بعض افراد پر حملے کئے تھے۔ اسکے بعد ایک دوسرا اشتہار "اسلام کا بدترین دشمن" کثرت کیساتھ شہر میں چسپاں کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ جماعت لکھنؤ کے ایک تجربہ کار مبلغ نے شہر میں اوس اخبار کو لیکر لوگوں سے ملاقاتیں کیں اور انکو ابھارنے کی کوشش کی۔ اور شہر میں بہت جوش پھیلانا چاہا۔ چنانچہ اکثر شناسا ہلوگو نکو بازار میں روک لیتے تھے اور سخت سست کہتے تھے اور احتمال تھا کہ اگر جلد اس پروپیگنڈا کی تردید نہ کیگئی تو نقض امن ہو جاے لہذا وہ اشتہار شایع کیا جو بطور ضمیمہ پرچہ ہذا کے ہمراہ ہے۔

حضرت بہاء اللہ کی تعلیم ہے کہ اگر تمہارے پاس کوئی اچھی بات ہے تو اسکو نہایت خلوص اور محبت کیساتھ پیش کرو۔ اگر مقبول ہو فبہا المراد۔ اور اگر مقبول نہ ہو تو نزاع اور جدال ممنوع ہے۔ اسکو اسکے حال پر چھوڑ دو اور اسکے حق میں دعا کرو۔

اس تعلیم کی رو سے ایسے موقع پر چار راستے اختیار کیے جاتے ہیں۔ (۱) اگر نقض امن کا اندیشہ نہو تو سکوت اختیار کیا جائے (۲) یا مناسب جواب دیا جائے (۳) یا عدالت مجاز سے حکم امتناعی کی درخواست کیجائے۔ (۴) یا اگر تمام ذرایع کامیاب نہوں تو جسطرح ایران میں ۲۰ ہزار آدمیوں نے ان تقتلوا اخیولکم من ان تقتلوا کی اطاعت میں خود جان دیدی اور نقض امن عامہ میں معاونت نہ کی اسطرح ہم بھی اپنے بھائیوں کی پیروی کریں۔

ہمارے خیال میں گالی گلوچ کی لڑائی لڑنیسے ڈوب مرنا بہتر ہے۔

سلک گہر

تضمین بر غزل حضرت شیخ سعدیؒ از جناب حکیم میرزا محمود صاحب شیرازی

از عشق یار دیرین بر جاں شرار دارم
واز بیقراری دل جسمے نزار دارم

در نار اشتیاقش دل بیقرار دارم
باز از شراب دوشیں در سر خمار دارم

از باغ وصل جاناں گل در کنار دارم
با سیف ابروانش ہر روز در نبردم

شام و سحر ز ہجرش مشغول آہ و دردم
باشد گواہ عشقش رخسار و رنگ زردم

ساقی بیار جامے کز زہد توبہ کردم
مطرب بزن نوائے کز خرقہ عار دارم

از خمر عشق دلبر ساقی پیالہ در دہ
لبریز کن دمادم سرمست کن کہ دہرہ

از شادی رہ عالم سوز غمش بود بہ
سیلاب نیستی را سر در وجود من نہ

کز خاکدان ہستی در دل غبار دارم
رسوائے خاص و عامم از عشق یار جانی

کے میتوان نہفتن راز دل نہانی
معنائے عشق گفتن نتوان بہر بیانی

سرمست اگر زمانے برہم زنم جہانی
عیبم مکن کہ در سر سودائے یار دارم

زاں چشم مست کردم ترک خمار ظاہر
یکبارہ دور گشتم از کار و بار ظاہر

یکسر بباد دادم کین ننگ و عار ظاہر
شستم بآب عبرت رنگ و نگار ظاہر

کہ اندر سراچۂ دل نقش نگار دارم
سہل است عشقبازی ہر چند ہست دشوار

دشواریِ رہ او بر عاشق است ہموار
ہموار اندرایں رہ سازم روان سبکسار

آں نقطہ ام کہ دایم گردم بسر چو پرکار
سرگشتہ ام ولیکن پائے استوار دارم

چوں نافہ خون نمودی دہہا ہے مشک مویاں
در خلق خوش رہ بودی جانہائے نیک خویاں

در خاک و خون فگندی تنہائے مہر جویاں
گرم است با جلالت بازار خوب رویاں

بگذر کہ نیم جانے بہر نثار دارم
غیر از وصال جانا نبود مرا تمنّی

بر قبلہ رخ تو ہر دم شوم مصلّی
گردم ز شوق رویت در بندگی معلّی

سوئی طور عشقم در وادی تجلّی
مجروح لن ترانی چوں خود ہزار دارم

دیدم ز ہجر رویت بسیار سخت عہدی
کردم برائے وصلت ہر روز نیک جہدی

محمود را چہ اندی از لعل نوش شہدی
زاں لب کہ ریخت چشمت بر کام جان سعدی

تا بداد محشر در سر خمار دارم

©Afnan Library Trust, 2026

موعود کل ملل و ادیان

(نطق حضرت عبدالبہاء در نیویارک امریکہ ۵ جولائی ۱۹۱۲ء)

(ترجمہ از انگریزی)

موعود کتب الٰہیہ خدا کی تمام مقدس کتابوں میں بشارتیں ہیں کہ ایک روز ایسا آئیگا کہ جسکا وعدہ تمام کتب میں دیا گیا ہے۔ وہ ظاہر ہوجائیگا اور ایک نورانی زمانہ تشکیل ہوگا۔ امن اور چین کا علم بلند ہوگا۔ وحدت عالم انسانی کا اعلان ہوگا۔ قوموں اور امتوں میں بغض و عداوت نہ رہیگی۔ تمام دل ایکدوسرے سے ملجاوینگے۔ اسکا وعدہ توریت میں دیا ہے انجیل میں دیا ہے۔ قرآن میں دیا ہے۔ بودھا کی کتاب میں دیا ہے اور زرداشتا میں بھی اسکا ذکر ہے۔

غرضکہ ان تمام کتابوں میں لکھا ہے کہ جب دنیا پر تاریکی چھا جائیگی اسوقت یہ روشنی نمودار ہوگی۔ جیسے کہ رات جب بہت زیادہ کالی ہوجاتی ہے تو دن نکلنے کا وقت ہوتا ہے۔ اسی طرح جب گمراہی کی تاریکی دنیا پر چھا جاتی ہے۔ انسانوں کی ارواح خدا سے غافل ہوجاتی ہیں۔ جسمانی اور مادی خیالات روحانی علم پر غالب آجاتے ہیں۔ تمام ملتیں حیوانوں کی طرح مادی دنیا میں ڈوب جاتی ہیں۔ اور خدا کے عالم سے بیخبر ہوجاتی ہیں۔ اور خدا کو بھلا دیتی ہیں۔ جیسے کہ حیوان ظاہری حواس سے محسوس ہونیوالی چیز کے علاوہ نہیں جانتے۔ اور روحانی قوتوں کا اعتقاد نہیں رکھتے۔ بلکہ خدا اور اسکے ابنیاء سے بیزار رہیں۔ مادہ پرست اور نیچری فیلسوف ہیں۔ لیکن آدمی کو برسوں کی محنت کے بعد مدرسوں میں تعلیم پاکر دہری اور نیچری بننا نصیب ہوتا ہے۔ حالانکہ بیل بغیر ان تکلیفوں کو اٹھائے دہری علموں کا اوستاد ہے تو ایسے وقت میں وہ آفتاب طلوع کریگا اور وہ نورانی صبح نمودار ہوگی۔ آجکل دیکھئے کہ دہریت نے روحانیت پر پورا قبضہ کرلیا ہے انسانوں میں بالکل بھی روحانی احساس باقی نہیں رہا۔ رحمانی اخلاق نہیں رہے۔ خدا کی ہدایت نہیں رہی۔ خدا کی معرفت نہیں رہی۔ یہ سب دہریت میں غرق ہوگئے ہیں۔ اور اگرچہ بعض گرجا اور مندر کو جاتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں لیکن یہ محض باپ دادا کی تقلید ہے۔ یہ نہیں کہ انہوں نے کوئی بات تحقیق کی ہے اور کچھ سمجھے ہیں اور اسکی پرستش کررہے ہیں بلکہ بعض رسمیں انکے باپ دادا ورثہ میں چھوڑ گئے ہیں اور یہ لوگ ان رسموں کو ادا کررہے ہیں۔ انکو عادت ہوگئی ہے کہ بعض اوقات اپنے اپنے عبادتخانوں کو جاویں اور ان رسموں کو بجا لائیں اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ ہر یہودی کا بیٹا یہودی اور ہر عیسائی کا بیٹا عیسائی ہر مسلمان کا بیٹا مسلمان زردشتی کا بیٹا زردشتی ہوتا ہے۔ پس یہ مذہب اس شخص کو اسکے باپ دادا سے ورثہ میں ملا ہے اور ہر شخص اپنے باپ دادا کی پیروی کرتا ہے۔ چونکہ اسکا باپ یہودی تھا اسلئے وہ بھی یہودی ہے یہ نہیں کہ اسنے چھان بین کی ہو اور آخر فیصلہ کیا ہو کہ یہودی کا دین سچا ہے۔ اور اسوجہ سے اسکو اختیار کیا ہو بلکہ اسنے دیکھا کہ اسکے باپ دادا اس راستہ پر چل رہے تھے اسواسطے اسنے بھی اسکو ہی پکڑا۔

تحقیق کرو مقصد یہ ہے کہ بے تحقیق پیروی کرنیسے دنیا پر تاریکی چھاگئی ہے۔ باپ دادوں کی لکیر پر چلنے سے خدا کا راستہ لوگوں پر حقیقت کا نور چھپ گیا ہے۔ اگر یہ مختلف امتیں حقیقت کی تلاش کریں تو ضرور ہے کہ حقیقت کو پالینگی۔ اور جب حقیقت کو پالیا تو ایک ہوجاوینگی لیکن چونکہ نقل کو پکڑے ہوئے ہیں اور اصل کو کھو بیٹھے ہیں اور ان تقلیدوں میں اختلاف ہے اسلئے آپسمیں لڑتے جھگڑتے ہیں۔ اور مختلف ملتوں میں سخت بغض اور عداوت ہے۔ لیکن اگر حقیقت کی تلاش کریں تو کوئی بغض اور عداوت نہ رہے۔ کوئی جنگ اور جدال نہ رہے بلکہ آپسمیں نہایت محبت پیدا کرلیں۔

بہاءاللہ جس زمانے میں گمراہی کی تاریکی شرق میں بہت سخت تھی اور وہ ملک تقلید میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہاں کی قومیں ایکدوسرے کے خون کی پیاسی تھیں ایکدوسرے کو نجس خیال کرتی تھیں۔ اور باہم بالکل نہ ملتی تھیں ایسے وقت میں حضرت بہاءاللہ سرزمین مشرق میں ظاہر ہوئے اور انہوں نے تقلید کی بنیاد کو کھود پھینکا۔ پس حقیقت کا نور چمک اٹھا۔ جن ملتوں نے انکی سنی وہ ایک ہوگئیں اور جب حقیقت کی تلاش کی تو انکی پرستش کی تو متفق ہوگئیں۔

حقیقت ایک ہے تمام انسان خدا کے بندے ہیں اور سب آدم کی نسل سے ہیں اور سبکا ایک ہی خاندان ہے سبکی ایک ہی بنیاد ہے۔ اور چونکہ ابنیاء کی تعلیم حقیقت ہے اسواسطے ایک ہی ہے اور ملتوں کے آپس کے جھگڑے محض تقلید کیوجہ سے ہیں۔ لیکن آج کے دن ایران میں دل آپسمیں لگے ہیں۔ جانیں ایکدوسرے سے جڑگئیں ہیں۔ بغض اور سخت عداوتیں محبت اور پیار سے بدلا گئی ہیں۔ سب کے سب ایک محبت عظیم پر قائم ہیں مسیحی یہودی زردشتی مسلمان بودائی سب نے بہاءاللہ کی تعلیم سے حقیقت کو پایا ہے۔ آپسمیں بیحد محبت اور الفت پیدا ہوگئی ہے۔

تمام پیغمبر ایک ہیں خدا کے پیغمبروں میں آپسمیں بیحد محبت ہے ہر پہلے پیغمبر نے اپنے بعد کے پیغمبر کی بشارت دی اور بعد کو آنیوالے پیغمبر نے پہلے آنیوالوں کو سچا بتایا ہے۔ انمیں بیحد ملاپ ہے لیکن انکی امتوں میں بیحد اختلاف۔ مثلاً حضرت موسیٰ نے حضرت عیسیٰ کی خبر دی اور انکے ظہور کی بشارت سنائی اور مسیح نے موسیٰ کو سچا بتایا پس موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان اختلاف نہیں ہے بلکہ بیحد ملاپ ہے۔ لیکن یہود و عیسائی میں لڑائی ہے۔ لیکن اگر حقیقت کو تلاش کریں تو چونکہ وہ ایک ہی ہے اور متعدد نہیں ہے اسلئے باہم نہایت مہربان ہوجاوینگے۔ اور بیحد محبت کیساتھ الفت کے درپے ہونگے۔ اور سب ملکر تمام پیغمبروں کو سچا کہینگے اور تمام کتابوں کی تصدیق کرینگے۔ پھر کوئی لڑائی اور جھگڑا نہ رہیگا۔ ہم سب ایک ہوجاوینگے۔ نہایت الفت اور محبت کیساتھ زندگی بسر کرینگے۔ سب مثل باپ اور بیٹے کے ہوجاوینگے سب بھائی اور بہن ہوجاوینگے۔ بیحد پیار اور محبت کیساتھ آپسمیں رہینگے۔

یہ زمانہ نورانی ہے۔ گذشتہ زمانوں کو اس سے کوئی نسبت نہیں۔ ان زمانوں میں اندھیرا بہت سخت تھا۔ اب عقل بہت ترقی کی ہے۔ سمجھ بڑھ گئی ہے۔ انسانی دنیا قدم بڑھا رہی ہے ہر کوئی حقیقت کی تلاش میں لگا ہے۔ اب وہ زمانہ نہیں کہ باہم جھگڑا کریں۔ یا ایکدوسرے سے پرہیز کریں۔ ہم ایسے زمانہ میں ہیں کہ باہم بیحد پیار اور محبت رکھیں۔

حضرت بہاءاللہ کا پیغام حضرت بہاءاللہ نے تمام ملکوں کو پیغام بھیجے اور تمام بادشاہوں کو دعوت دی۔ یہانتک کہ امریکہ کے پریذیڈنٹ کو بھی دعوتنامہ ارسال کیا۔ آج سے پچاس سال پہلے جب کہ صلح کا کچھ ذکر بھی نہ تھا ان الواح میں سبکو صلح عام کا حکم دیا۔ اور سبکو انسانی عالم کا ایک ہونا بتایا۔ اور سبکو خدا کے پیغمبروں کے اصول کی طرف بلایا۔ یورپ کے بعض بادشاہوں نے تکبر کیا۔ جنمیں نپولین ثالث بھی تھا۔ اسکو دوسرا خط لکھا جسکا مضمون یہ ہے۔ اور یہ رسالہ ۱۸۶۹ء میں بھیجا تھا اور بعد میں چھپا ہے

نپولین کو خطاب اور پیش گوئی کہ اے نپولین تو بہت مغرور ہوگیا ہے۔ اور تکبر کرتا ہے۔ خدا کو بھول گیا ہے۔ تو نے خیال کیا ہے کہ یہ تیری عزت باقی رہیگی۔ یا یہ دولت برقرار رہیگی۔ جو خط کہ میں نے تجھے بھیجا ہے لازم تھا کہ اسکو بیحد محبت کیساتھ قبول کرتا۔ مگر تو نے تکبر سے کام لیا۔ اسواسطے خدا سخت بدلہ لیگا۔ تیری سلطنت کو پلٹ دیگا۔ بادشاہت تیرے ہاتھ سے نکلجائیگی۔ بیحد ذلت میں گرفتار ہوگا کیونکہ جو تجھکو کہا گیا تو اسپر کاربند نہ ہوا۔ حالانکہ وہ دنیا کی حیات کا باعث ہی پس خدا کی لغزت کا انتظار کر۔

یہ دعوت نامہ ۱۸۶۹ء میں بھیجا گیا اور یہ سبب تھا کہ اقبال بعد اسکی سلطنت کی بنیاد بالکل اٹھا دیگئی۔

شاہ ایران کو دعوت اور پیش خبری ایک اور مفصل لمبا خط ہے جو حضرت بہاءاللہ نے ایران کے بادشاہ کو بھیجا تھا اور جو چھاپا گیا اور دنیا کے تمام ملکوں میں پھیلا ہوا ہے۔ یہ رسالہ بھی ۱۸۶۹ء میں صادر ہوا تھا۔ اسمیں ایران کے بادشاہ کو نصیحت کی ہے۔ اور عدل کا حکم دیا ہے۔ یعنی یہ کہ اپنی رعیت میں ہر ملت سے مہربانی کر اور دین کیوجہ سے کوئی فرق مت کر عیسائی مسلمان یہودی۔ پارسی سب سے یکساں معاملہ کر اور جو ظلم کہ تری بادشاہت میں ہورہے ہیں انکو مٹادے کیونکہ یہ سب خدا کے بندے ہیں۔ بادشاہ کی نظر میں سبکو یکساں ہونا چاہئے۔ اور سب پر مہربانی کی نظر رکھنی چاہئے اور

©Afnan Library Trust, 2026

اگر عدل نہ کریگا اور ان ظلموں کو نہ اُٹھاویگا اور خدا کی مرضی کے مطابق عمل نہ کریگا۔ تو سلطنت کی بنیاد ہلنے لگیگی۔ اور اسیطرح کہا ہے کہ تو عاموں کو جمع کر اور مجھے بلا تاکہ میں بھیجا اُوں اور دلیل اور ثبوت پیش کروں۔ اور سب پر اپنی سچائی ظاہر کروں لیکن بادشاہ نے کچھ اعتنا نہ کی۔ اور حضرت بہاء اللہ کی دعوت کا جواب نہ دیا۔ بعد میں خدا نے اسکی سلطنت کی جڑ اوکھیڑ ڈالی اور وہ خود مارا گیا۔

سلطان ٹرکی سے خطاب ایک اور دعوتنامہ روم کے سلطان عبدالعزیز خاں کو بھیجا تھا۔ اس میں لکھا ہے کہ تو نے مجھے جیلخانہ بھیجا اور قید کیا۔ اور خیال کرتا ہے کہ قید مجھے نقصان پہونچائیگی۔ یا یہ کہ میری ذلت کا باعث ہوگی لیکن نہیں یہ قید میرے لئے عزت ہے کیونکہ خدا کیواسطے ہے۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا جو میں قید میں ڈالا جاؤں۔ بلکہ خدا کے لئے یہ بلا اور مصیبت آئی ہے اسواسطے بیحد مسرور ہوں اور بے نہایت خوشنود لیکن تو منتظر رہ کہ خدا تجھسے بدلہ لیگا مثل بارش کے بلا تجھپر برسیگی اور تو معدوم ہوجاویگا اور ہوا بھی ایسا ہی۔

نصرت کی اس شان کیساتھ حضرت بہاء اللہ نے دنیا کے تمام بادشاہوں کو کئی پیغام بھیجے اور سبکو الفت اور محبت کیطرف بلایا۔ سبکو صلح عام کا حکم دیا۔ سبکو انسانی دنیا کی وحدت کی دعوت دی۔ سبکو اتفاق اور اتحاد کی دعوت دی تاکہ سب میل ملاپ کرلیں۔ یہ لڑائی اور جھگڑے نہ رہیں یہ کشت اور خون نہ رہیں۔ یہ بغض و عداوت نہ رہیں۔ ہم سب متفق اور متحد ہوجائیں۔ خدا کے امر کی خدمت پر کھڑے ہوجائیں اور اسکی راہ میں جانفشانی کریں۔ غرضکہ دو بادشاہ حضرت بہاء اللہ کی دشمنی پر کھڑے ہوئے۔ ایک ناصرالدین شاہ دوسرے عبدالحمید خان اور حضرت بہاء اللہ کو عکہ کے قلعہ میں قید کیا تاکہ اسکے چراغ کو خاموش کردیں۔ اور اسکے امر کو معدوم کردیں۔ لیکن اسی قید میں سے حضرت بہاء اللہ نے عتاب کے خط لکھے۔ اور کہا کہ اس قید کے سبب سے میرا امر زیادہ اونچا ہوگا اور میری تعالیم زیادہ پھیلینگی۔ اور مجھے کوئی نقصان نہ پہونچیگا۔

قربانیاں کیونکہ میں نے اپنی جان خدا کی ہے۔ اپنا مال خدا کیا ہے۔ جو کچھ میرے پاس تھا خدا کیا میرے واسطے یہ قید کچھ بری نہیں۔

اور جسطرح سے کہا اوسی طرح جیلخانہ میں سے اپنا علم بلند کیا۔ اور انکے امر کی آواز تمام مشرق و مغرب میں گونج گئی۔ حتی کہ امریکہ پہونچی۔

مقبولیت آج کے دن دنیا کے تمام حصوں میں بھاء اللہ کا امر پھیلا ہوا ہے۔ اگر ایشیا جاؤ تو جہاں کہیں سفر کرو دیکھوگے کہ پھیل رہا ہے۔ افریقہ میں پھیل رہا ہے۔ یورپ میں پھیل رہا ہے۔ لیکن امریکہ میں ابھی شروع ہے۔ اور اسوقت تمام دنیا میں پھیل رہا ہے۔ یہ دو بادشاہ بالکل ہی بہاء اللہ کا مقابلہ نہ کرسکے لیکن خدا نے ان دونو بادشاہوں کو پورے طور پر لپیٹ دیا ناصرالدین شاہ۔ گئے۔ اور عبدالحمید خان قید ہوگئے۔

عبدالبہاء لیکن میں عبدالبہاء چالیس سال قید میں تھا۔ خدا نے زنجیر میرے گردن سے اتار لی اور عبدالحمید کی گردن میں ڈالدی۔ اور یہ ایک ہی وقت ہوا۔ جسوقت کہ کمیٹی اتحاد اور ترقی نے آزادی کا اعلان کیا تو مجھے آزاد کیا اور زنجیر میری گردن سے اتار لی اور عبدالحمید کی گردن میں ڈالدی جو کہ اُسنے مجھسے کیا تھا وہی اُس سے کیا گیا۔ اور اسوقت سے نہایت ذلت کیساتھ قید ہے جسطرح کہ میں تھا۔ لیکن میں قید میں خوش تھا۔ اور میرا دل بیحد مسرور تھا کیونکہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا میں صرف خدا کیواسطے قید تھا۔ پس جب کبھی میں خیال کرتا تھا۔ کہ خدا کے لئے قید ہوں تو بے انتہا خوش ہوتا تھا لیکن عبدالحمید اپنے بداعمالی کیوجہ سے قید ہے اور گناہ کی وجہ سے مقید ہے۔ ہر گھنٹہ مرتا ہے اور زندہ ہوتا ہے بے انتہا رنجیدہ اور بے حد مایوس ہے لیکن میں بہت امیدوار تھا مسرور تھا کہ الحمدللہ خدا کیواسطے قید ہوں میری عمر بیفائدہ نہیں جارہی ہے جو کوئی مجھے دیکھتا خیال کرتا کہ میں قید ہوں۔ بیحد مسرور تھا۔ بے انتہا متشکر تھا۔ بیحد تندرست تھا۔ اور وہ اس قید کی پروا نہ کرتا تھا۔

یہودی ربی یوسف سلوومین کی تقریر

میرے دوستو! کیا تمہارے خیال میں بھی آج اُس پرانی مثل کی تصدیق ہوئی ہے جو کہتی ہے: "ایک روشنی مشرق زمین سے" ہم عادی ہیں اسبات کے کہ سورج کی روشنی مشرق سے آتی ہے۔ اور اب ہم اسکو کوئی غیر معمولی بات نہیں سمجھتے لیکن یہ ایک معجزہ ہے جو ہر روز ہماری نظر پڑتا ہے۔ ایک غیر معمولی حادثہ ہے۔ جو ہر روز دنیا میں ہوتا ہے اور اسکو روشنی اور گرمی سے بھر دیتا ہے۔ یہ قدرت کا عجیب گیند ہے جو کہ اپنی شعاعیں بھیجکر تمام زمین کو زندہ کرتا ہے۔ اسی طرح سے میرا دل کہتا ہے کہ ہمارے پاس ایک روحانی روشنی مشرق میں سے آئی ہے۔ سب میں پہلے بھی وہ مشرق سے ہی آئی تھی۔ اور اب بھی بار بار مشرق میں ہی نکلی ہے بعد میں مغرب کی طرف آئی ہے عبدالبہاء کا ہمارے ملک کو آنا بھی میرے خیال میں اوسی ہی پرانی مثل کی ایک تازہ مثال ہے جو کہ ابتک سچی ثابت ہوئی دنیا کو روشنی کیضرورت ہے اور روشنی دنیا کی نجات کا سرچشمہ ہے بلکہ اسکی از سر نو زندگی کا سبب ہے۔ جو روشنی کہ عقل اور قلب سے ہمکو ملتی ہے وہ حقیقت کو ہمپر ظاہر کرتی ہے۔ اس صلح اکبر کی تعلیم میں نیا کچھ نہیں ہے۔ یہ آسمانی کتابوں میں تین ہزار یا زیادہ سال پہلے لکھی جاچکی ہے۔ اسکو پیغمبروں نے دوہرایا ہے اور استاد دور نے اسکی بار بار تعلیم دی ہے۔ اور پھر بھی اس بیسویں صدی کے اندر ایک تحریک شروع ہوئی تھی جو کہ اس تعلیم میں جان ڈالتی۔ آدمیوں سے یہ کہنا ایک بہت معمولی بات لگتی ہے کہ آپسمیں ملاپ کیا کرو۔ لیکن صرف یہی ایک تعلیم ہے جو کہ بیان کرنیکے قابل ہے۔ آج یہ شخص اپنی سادگی اپنے مشرقی لباس اور اپنی مشرقی زبان کیساتھ ہمارے پاس آیا ہے اسکی طرف دل جاتا ہے نہ اسواسطے کہ وہ کوئی نئی چیز بتاتا ہے۔ بلکہ اسواسطے کہ جو پیغام وہ لایا ہے وہ سچا ہے۔ اور وہ ہمارے دل و دماغ میں اثر کرتا ہے۔

ہلوگ مغربی ملکوں والے آپسمیں مدتوں سے لڑتے چلے آئے۔ ہمنے ایک حیرت انگیز تمدن قایم کیا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں ہمنے عظیم الشان قومیں بنائیں ہیں۔ ہمنے بادشاہتیں برقرار کی ہیں۔ ہمنے جمہوری سلطنتیں پیدا کی ہیں اور ہمنے موجودہ تمدن کی سب فن اور چالاکیاں ختم کردیں۔ ہمنے گرجے بنائے ہیں جنکی چوٹیاں آسمان تک پہونچتی ہیں۔ ہمنے یونیورسٹیاں بنائی ہیں۔ مگر باوجود اپنے ان تمام کارناموں کے ہم مشرق کے سادہ آدمیوں سے کہیں پیچھے ہیں۔ جو کہ ہمارے تمدن کے بارے میں کچھ نہیں جانتے اور اس سے بھی کم اسکی پرواہ کرتے ہیں۔ لیکن جو کہ اس دین کی حیرت افزائیت عظمت جلال بلندی اور عالمگیر قدرت کو جانتے ہیں جسکے علاوہ انکے خیال میں کوئی سچا دین نہیں اور وہ دین امن و امان کا دین ہے۔ میرے دوستو جب تم سوچو تو اسکے علاوہ کوئی اور دین نہیں ہے۔ فی الحقیقت دوسرا کوئی دین ہے ہی نہیں۔ باقی سب اس ایک دین کی مختلف صورتیں ہیں۔ پرواہ نہیں کہ اسکا کیا نام ہے اور کون فرقہ ہے۔ چاہے اُسے مذہب زردشتی کہو یا مسیحی۔ محمدی یا موسائی یا فرقہ کرسچن سائنس۔ یہ سب صورتیں ہیں۔ یہ سب چھلکے ہیں جنمیں کہ بیج چھپا ہے۔ چھلکا بیج کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانے کا ذریعہ ہے۔ مگر اکثر آدمیوں کی طرح چھلکے کو بیج نہ سمجھنا۔ صورت کو حقیقت مت خیال کرنا۔ جسطرح سے کہ اس پیغامبر عبدالبہاء نے کہا لب کو روشنی مت سمجھنا۔ بیج کی تلاش کرو۔ ہمکو روشنی کی ضرورت ہے۔ بیج کو ڈھونڈھو جو دماغ کو روشن کردیگا۔ دل کو پاک کردیگا۔ اور تمام آدمیوں میں اخوت پھیلا دیگا۔

مسئلہ سود پر ایک نظر

(ایک تجزیہ کار اور محقق مسلمان کا قلم ہے)

کوکب ہند آگرہ نے جو سود کی تنقید و تحقیق میں بحث شروع کی ہے۔ عین مناسب وقت ہے۔ اور یہ کہنہ تشنہ دلاں تحقیق کو محبوب معلوم ہوتی ہے کہ جملہ فتح اسلامیہ کی توجہ اسپر مبذول کرے۔ تاکہ قرآن کریم سے اصلیت اس اہم ترین مسئلہ کی پیدا کیجائے۔ اور جو نتیجہ برآمد ہو وہ متفق علیہ ہو۔ امید ہے کہ جن صاحبان کو حقیقت اسلام سے ہمدردی ہے وہ بے تعصب ٹھنڈے دل سے انکشاف و حل میں سعی موفور فرماکر اہل اسلام کو مشکور فرمادینگے۔

میں عالم نہیں ہوں لیکن تجربۃً ایک باہمی بحث کا خلاصہ عرض کردینا مناسب خیال کرتا ہوں جو سفر دکن کے موقعہ پر میری شمولیت اسمیں ہوئی۔ وہ یہ ہے۔

سوال ہوا کہ ہندوستان کی سلطنت کی بنیاد ہمارے کی جنگ کے بعد کھوکھلی ہوگئی تھی۔ رہی سہی ایکبارگی ۱۸۵۷ء میں ضایع ہوگئی۔ اسلامی حکومت کو اٹھے ہوئے بہت تھوڑا عرصہ ہوا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اتنی جلدی مسلمانوں پر افلاس چھاگیا جس سے انکو ذلیل پیشے اختیار کرنے پڑے۔ تاہم وہ سرمایہ ہاتھ میں نہ رہا جس سے بمحاظ معاشرت ہمسایہ قوم کے پہلو بہ پہلو چل سکیں۔

جواب ۔ دوسری قومیں سود لیتی ہیں جسکی وجہ سے انکو

©Afnan Library Trust, 2026

ضرورت حاصل ہے۔ اور مسلمان کے لئے سود کھانا احکام شرعیہ کی رو سے ممنوع ہے۔

س۔ سود کا لینا ناجائز ہے یا دینا بھی۔

ج۔ لینا دینا۔ شاہد بننا۔ سودی تحریر لکھنی سب یکساں ہیں اور ایک ہی جرم ہے جسکی پاداش چاروں شقوں پر مساوی۔

س۔ آجکل کا رواج اور عمل اسکے خلاف ثابت ہو رہا ہے مسلمان حکام دن میں بیسوں مقدمات سود کے فیصل کرتے ہیں عرضی نویس سینکڑوں دست آویز سودی تحریر کرتے ہیں ہزاروں مسلمان معاہدہ سودی کی شہادتیں ادا کرتے اور غالباً ہزار میں سے دس ایسے مستثنا ہونگے۔ جنہوں نے ضرورت پر سود نہ دیا ہو۔ عموماً مسلمان تاجر جبکہ راہ راست تعلق یورپ کے مال سے ہے۔ سود دینے سے محترز نہیں رہ سکتا۔ جنگی ہنڈی سو روپیہ کی ۵۰ روپیہ میں محسوب ہوتی ہے۔ سود تجارتی اصول سے ۱۵ دن کے بعد فروخت مال پر پڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ ولایت کا داد و ستد ہو یا ہندوستان کا۔ اگر اس قاعدہ پر عمل کیا جاتا ہے تو احکام شرعیہ کی خلاف ورزی ہے اور اگر ترک کیا جائے تو اسلامی دائرہ سے تجارت کا سلسلہ خارج ہوتا ہے۔ جسپر دار و مدار معاشرت کا ہے کیونکہ جن ذرائع سے اسلام چار دانگ عالم پر درخشاں ہوا تھا وہ تو بوجہ انقلاب زمانہ ہاتھ سے نکل چکے ہیں۔ اب محض ایک ذریعہ تجارت باقی ہے۔ جس سے اسلام کی وقعت اور پوزیشن قایم رہ سکتی ہے۔ ورنہ تہیدستی کے جو نتائج ہیں وہ معلوم ہیں۔

ج۔ کیا کریں بامر مجبوری حوائج ضروریہ کے انجام کے لئے بکلہ سود دینا پڑتا ہے۔ اور اسیطرح حکام اور عرائض نویس و شہادت کنندگان مجبور ہیں۔ بغیر اسکے کاروبار بند ہوتے ہیں۔ اور کوئی کام انجام پذیر نہیں ہو سکتا۔ احکام شرعیہ کی تعمیل میں سود لینے سے قطعاً پرہیز کرتے ہیں۔ جو اپنا اختیاری فعل ہے۔

س۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو گناہ اضطراری حالت میں سرزد ہو وہ موجب سزا نہیں۔ اگر ہے تو اجتماع ضدین ہی جس گناہ و فعل شنیع کی تین جزو زیر عمل ہوں اور ایک جزو کو ترک کیا جائے۔ تو غلبہ و کثرت کس شق پر عائد ہوگا۔ کیا یہ عداً خلاف ورزی احکام شرعیہ کی نہیں۔ سنئے اور غور فرمائیے خداوند عالم کے احکام مبنی بر اصلاح انسانی ہیں۔ جنکے فوائد ذات انسان پر عود کریں۔ ورنہ ثواب و گناہ سے وہ ذات پاک اور وراء الوراء ہے۔ اسیوجہ سے انسان کو ایسی کاموں کا مکلف نہیں بنایا۔ جو انکے نفوس پر دشوار ہو سکیں اور اسیر معاشرتی طریقہ کے استحکام کے خیال سے تجارت کے سلسلہ کو وسیع تر کر دیا۔ پھر زیر بحث یہ امر ہو سکتا ہے کہ تجارت کا حکم صادر فرما کر تجارت کے اصلی اور اعظم جزو کو ممنوع قرار دیا جائے۔ یعنی تجارتی سود۔

یہ تو وہی مثال ہے کہ کوئی امیر کھیتی کرنیکا یا باغ جدید لگانے کا اپنے غلاموں کو حکم دے اور یہ بھی مبالغہ فرمائے کہ آب پاشی کے جملہ ذرائع بند کیے جائیں۔ اور کسی پودے کو مطلقاً پانی نہ دیا جاوے۔ تو کیا ایسے متضاد حکم سے کھیتی یا باغ سرسبز رہ سکتے ہیں۔ نعوذ باللہ ذات الٰہی پر اقراض کیا جاتا ہے۔ یہ ہمارے تدبر کا قصور ہے۔ ورنہ جس ربوا کے معنی سود تجارتی پر چسپاں کئے جاتے ہیں۔ دراصل وہ قمار بازی کا سود ہے جبکہ قمار باز دست کا پانسہ پلٹنے سے مبہوت ہو جاتا ہے۔ اور اس دہن میں اپنا اسباب و اثاثہ ہار جاتا ہے کہ اب کے میرا داؤں آئیگا۔ پاس والے حریفوں سے قرضہ کا بالحاح خواستگار ہوتا ہے۔ کہ ایک روپیہ دیدو میں سہ چند چار چند ادا کر دونگا جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں قوم یہود کا دیرینہ شعار تھا۔ دراصل یہ ربوا ہے جس سے حکیم علی الاطلاق نے منع فرمایا ہے۔ چونکہ فعل قمار بازی خوب دنیاوی عقلی ہے جس سے انسان دنیا میں ذلیل بے اعتبار و شقی میں گنہگار ہوتا ہے۔ اور جوئے کی ہار مشہور ہے کہ جس سے اس فعل کا مرتکب اندھا ہو کر ہر امر شنیع کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ پس اس ام الخبوث کی بیخکنی پر یہ حکم صادر فرمایا ہے جو عین مصلحت عامہ پر دال ہے۔ سلسلہ تجارتی کو ربوا سے نسبت دینا ذرائع معاشرتی کو برباد کرنا ہے۔ مثلاً اگر ہم سو روپیہ تا بعینہ بارہ آنے شرح اہواء پر لیکر اسکی ۸ سیر شرح جنس موقعہ فضل باران پر حوالہ کریں اور چھ ماہ کے بعد اسکا نرخ ۱۶ سیر ہو جائے اور ہم فروخت کر کے ۵۰ روپیہ منافعہ حاصل کریں۔ انہیں للعین مالک رقم کو دیں۔ عین ہمکو منافعہ ہوا۔ اور للعین مالک کو۔ دونو خوش۔ چوری نہیں۔ ڈاکہ نہیں۔ دھوکہ نہیں حق العباد نہیں۔ غصب نہیں جبر نہیں۔ اسلئے اس مسئلہ کی تحقیق پر پہلے سے طرفداری چھوڑ کر کر لینی نہایت ضروری ہے ورنہ کوئی زمانہ آئیگا کہ ہم لوگ نان شبینہ کے محتاج ہو جائینگے اور لوہر قوم کی شامل پھر صادق آئیگی۔ اور اگر اب بھی ہم سود دیتے رہے تو ہمارا وہ حال ہوگا جیسے کہ ایک خالی گھڑا نیچے اور ایک پانی کا بھرا ہوا اوسکے اوپر رکھا جاوے مگر اسمیں سوراخ چھوٹے سے چھوٹا ہو۔ جس سے گاہے گاہے قطرہ ٹپک کر نیچے والے گڑھے میں گرتا ہو۔ کسی وقت میں اوپر کا خالی نیچے کا پُر ہو جائیگا۔

شہید مشہد مقدس کے تازہ حالات

ناظرین کرام "کوکب ہند" کی اشاعت ۲۵ جون ۱۹۲۴ء میں ایک شہید یہائی کی شہادت کا حال پڑھ چکے ہیں۔ جو مشہد مقدس میں وقوع پذیر ہوئی۔ تازہ اخبار جو مملکت ایران سے موصول ہوئے ہیں انسے اس شہادت کی کسیقدر کیفیت معلوم ہوتی ہے جن بہائی بزرگ نے جام شہادت نوش کیا ہے ایران کے ایک ممتاز انسان اور ذی اثر علماء میں سے تھے۔ آپکا اسم گرامی "آقا شیخ عبدالمجید" تھا۔ اور "صدیق العلماء" کے خطاب سے مخاطب تھے۔

جو اطلاعات وہاں سے آئی ہیں انکا خلاصہ یہ ہے کہ مشہد اور ایران کے دیگر علاقوں مثلاً سبزوار۔ نیشاپور۔ حصار اور نائن اور تربت۔ اور ترشیز وغیرہ مقامات پر اہل بہاء پر بہت تنگی کیجا رہی ہے۔ اور غافل لوگ ہر ستم کی کاہیف پہونچانے کے درپے ہیں۔ اور شب و روز اس کوشش میں مصروف ہیں کہ اپنی واقعات کو دہرائیں جو گذشتہ صدی میں ایران کی سرزمین پر ظہور پذیر ہوتے رہے چنانچہ مشہد مقدس میں جناب آقا شیخ عبدالمجید المعروف صدیق العلماء کو عوام نے گرفتار کر لیا۔ اور عام مجمع میں آپ کو زدوکوب کر کے سخت مجروح کر دیا۔ مگر اس حالت میں آپ ستایندوں کو نصیحت کرنے میں مصروف رہے۔ حتیٰ کہ جسم سے بے اندازہ خون بہ جانیکے باعث آپنے جام شہادت پیا۔ اور آپکی روح رفیع اعلےٰ سے جا ملی۔ اس تمام دوران میں آپکی استقامت علی الامر فوق العادت تھی اور غافلوں کے لئے درس حق آموز۔

حق تعالیٰ سے ہم امیدوار ہیں کہ آپکا پاک خون ضایع نہوگا۔ اور ہر ایک قطرہ سے امر الٰہی کے گل بوٹے اور شیریں پھل پیدا ہونگے۔ کیونکہ میٹھے انگور خون کی خوراک کے بعد ہی پیدا ہوا کرتے ہیں۔ ہمارا یہ شہید اپنی استقامت سے اہل حق کے سامنے ایک نظیر پیش کر گیا ہے۔ حق تعالیٰ رستگاران تابناک مثالوں سے نور و عبرت بخشے۔ اور متصاعد الی اللہ صدیق العلماء کو اپنے اعلیٰ مراتب قرب پر فائز فرمائے کہ آپکی استقامت و شہادت عشاق حق کیلئے دلیل راہ اور شمع ہدایت ہے۔

بناکردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مسیح موعود نئی شریعت نہیں لائینگے

بہترین مضمون نگار کو زرین تمغہ دیا جائیگا

گذشتہ پرچے میں مجمل اطلاع دیجا چکی ہے۔ اب مفصلاً لکھا جاتا ہے کہ ختم نبوت پر آیات و احادیث سے مدلل مضامین لکھے جائیں۔ مسئلہ کا کوئی پہلو تشنۂ تحقیق نہ رہجائے آزادی اور کامل غور کیساتھ جو مضامین لکھے جائینگے وہ ضرور مفید معلومات اور عمدہ نتائج پیدا کرینگے۔ تمام ایسے مضامین ایک کمیٹی دائرۃ المعارف قرآنیہ آگرہ کے سامنے پیش ہونگے۔ سب سے بہترین مضمون پر ایک تمغہ دیا جائیگا۔ اگر مضمون قابل انعام نہوگا تو دوبارہ اعلان کیا جائیگا۔

ہم امید کرتے ہیں کہ محققین حضرات اس اعلان پر کافی توجہ مبذول فرما کر دنیائے اسلام کی ایک اہم دماغی خدمت کا شرف اور حصول انعام کا امتیاز حاصل فرمائینگے۔ مضامین سرمہر نام اڈیٹر کوکب ہند آگرہ ۱۵ ستمبر ۱۹۲۴ء تک موصول ہونے چاہئیں بہترین مضمون بغیر کسی مزید معاوضہ کے ملکیت اخبار ہوگا۔

کن امور کا لحاظ رکھا جائے؟ (۱) اس موضوع پر جتنی آیات و احادیث جمع ہو سکیں وہ سب خواہ اصل مضمون میں خواہ حواشی میں درج کر دیجائیں۔ (۲) جو احادیث اسکے خلاف آئی ہیں وہ بھی سب جمع کر کے ایک باب میں اپنی جرح کیجائے (۳) اگر شخصہ استدلال آیات اور احادیث صحیحہ اور علماء اکابر متقدمین کی تفسیروں

(باقی حاشیہ صفحہ ۱ پر ملاحظہ ہو)

©Afnan Library Trust, 2026

جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت

"جس کا تھا اُسکے پاس آگیا"

احمدی۔ کمری، مجرد، ربانی جمع حزبج سے کوئی شخص صادق نہیں سمجھا جا سکتا۔ تاوقتیکہ اسکا دعوے اسکی اپنی تحریروں سے ثابت نہ ہو۔ اور دلائل اور نشانات موید نہ ہوں۔

بہائی۔ سنتے جائیے دعوی انکی تحریروں سے ثابت کروں گا اور دلائل آپکے گھر سے دونگا۔ تاکہ آپکو شک و شبہ کی گنجایش نہ رہے۔

حضرت سید علی محمد باب کا دعوئے مہدویت

(۱) انی انا المهدی الحق کل من آمن بالقرآن بی یوعدون

(۲) انا المهدی الحق المنتظر

(۳) علی محمد باب نے ۵ جمادی الاول ۱۲۶۰ھ کو مہدی ہونیکا دعوے کیا۔ (رسالہ الفیض امرتسر جلد اول صفحہ ۲۵)

دلائل مقام موعود

(۱) "جب حدیث لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجال او رجل من هؤلاء او من فارس دیکھو بخاری صفحہ ۷۲۰ رجل فارسی کا جائے ظہور بھی مشرق ہے۔ اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ وہی رجل فارسی مہدی ہے۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۷۶)

(۲) "مہدی مشرق سے نکلیگا" (نجم الثاقب جلد اول صفحہ ۵۶) ملاحظہ ہو عسل مصفی جلد دوم صفحہ ۹۱

(۳) ممالک شرقیہ سے مراد ملک فارس اور نجد اور ہندوستان ہے۔ کیونکہ یہ سب ممالک زمین حجاز سے مشرقی کی طرف واقع ہیں۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۲۴۴)

مہدی کا وطن فارس بتایا گیا ہے جناب میرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفی لکھتے ہیں:۔

"میرزا سید علی محمد باب ۹ اکتوبر ۱۸۲۱ء کو بمقام شیراز پیدا ہوئے۔" (عسل مصفی جلد دوم صفحہ ۱۲۳)

ظہور موعود

"مہدی کی عمر ۲۶ برس ہوگی۔" (تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۲۷۱)

عسل مصفی جلد ۲ صفحہ ۹۹)

ہم پہلے دکھا چکے ہیں کہ آپ ۱۲۳۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۶۰ھ میں اپنی عمر کے ٹھیک ۲۶ سال میں ظہور فرما ہوئے۔

وقت موعود

مہدی میری امت میں نکلیگا اور پانچ یا سات یا نو سال تک زندہ رہیگا۔ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۸ عسل مصفی جلد ۲ صفحہ ۹۸)

مرزا علی محمد باب نے ۱۸۴۴ء میں بر ملا دعوے کیا ×× ×× آخر ۱۸۵۰ء میں بمقام طہران گرفتار ہو کر حکام کے ہاتھ سے مر گئے۔" (عسل مصفی صفحہ ۱۲۴)

ظاہر ہے کہ آپ اپنے دعوے کے ساتویں سال میں شہید ہوئے

خصوصیات موعود

(۱) مہدی مدینہ سے نکلکر مکہ کو جائیگا اور لوگ رکن و مقام کے درمیان انکے ہاتھ پر بیعت کرینگے۔ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۶ عسل مصفی جلد ۲ صفحہ ۱۵۲)

"۱۸۴۴ء میں دعوی کیا ایک ملقبہ نامہ کتاب لکھی۔ ایک مرید کو ساتھ لیکر مکے پہونچے۔" (عسل مصفی جلد ۲ صفحہ ۱۲۴)

رکن و مقام کے درمیان آپنے بیعت بھی لی ہے۔ چنانچہ پچھلے دنوں میاں محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ قادیان نے اپنی تقریروں میں اس امر کی تصدیق کی ہے (عمر)

(۲) "سیاہ جھنڈے مشرق کی طرف سے آئینگے۔"

(کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۸۲ عسل مصفی جلد دوم صفحہ ۱۵۸)

ب۔ اصفہان سے ایک لشکر آئیگا جسکی جھنڈیاں کالی ہونگی۔ ایک فرشتہ آواز دیگا کہ ان میں خلیفۃ اللہ المہدی ہے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۷۶ حاشیہ)

ٹھیک حدیث نبوی کے موافق سید علی محمد باب کے لئے خراسان سے ایک لشکر سیاہ جھنڈے لئے ہوئے مازندران پہونچا۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو المعیار الصحیح صفحہ ۱۴۹ مقالہ سایح نقطہ الکاف وغیرہ)

(۳) مہدی کیساتھ ۳۱۳ آدمی ہونگے (حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۲ عسل مصفی صفحہ ۸۹)

آپ کیساتھ ۳۱۳ آدمی قلعہ مازندران میں تھے۔

(ملاحظہ ہو باب الحیات صفحہ ۳۲)

(۴) مہدی کیساتھ ۷ آدمی ہونگے انکے لئے ایک حافظ ہوگا جو ان کی جنس سے نہیں اسنے کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کی ہوگی۔ یہ حافظ اخص وزرا اور افضل امنا ہوگا۔ (اقترب الساعۃ صفحہ ۹۵ عسل مصفی جلد ۲ صفحہ ۱۴۷)

آپکے ساتھ ۹ کس تھے اور انکے لئے حافظ بھی تھے جو معصوم تھے اور یہی بعد میں مسیحیت کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ جو آپ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

(۵) "مہدی ۱۲ سو سال کے بعد پیدا ہوگا۔"

(عسل مصفی جلد ۲ صفحہ ۵۱۶)

آپکا ظہور ۱۲۰۰ سال کے بعد یعنی ۱۲۶۰ھ میں ہوا جیسا کہ پہلے دکھایا جا چکا ہے۔

(۶) کسوف خسوف کی مشہور حدیث جو احمدیہ لٹریچر میں بکثرت بیان کیگئی ہے۔ یہ بھی ۱۲۶۰ھ میں ہو چکا۔ (دیکھو کتاب یوز آف دی گلوبس و کتاب کانا دجال مصنفہ ڈاکٹر عبد العلیم صاحب شیلوی۔ نیز مونگیریوں کا رسالہ کسوف و خسوف وغیرہ)

اور اگر کہو کہ سید علی محمد باب عراق کے فوت ہو جانے بعد یہ کسوف و خسوف واقع ہوا۔ تو حضرت مرزا صاحب مرحوم کی مندرجہ ذیل عبارت پڑھو:۔

"قدیم سے سنت اللہ ہے کہ نشان اُسوقت ظاہر ہوتے ہیں جبکہ مدعی کے رسولوں کی تکذیب ہوتی ہے۔ اور انکو مفتری خیال کیا جاتا ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ ایڈیشن ثانی صفحہ ۵۳)

اب فرمائیے آپ کے ہاتھ میں کیا رہا۔ آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ دکھائینگے کہ مدعی مسیحیت کی حیثیت میں جو نشانات آپ پیش کرتے ہیں اُن کا حق دار کون ہے فقط

(عمر صمدانی)

مسیح و مہدی دو شخص ہیں

جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی جب مدعی ہوئے کہ میں مسیح موعود ہوں تو سوال پیدا ہوا کہ اگر آپ مسیح موعود ہیں تو مہدی موعود کہاں ہیں کیونکہ پیشگوئیوں کی رو سے مسیح موعود کیساتھ یا پہلے مہدی موعود کا ظہور ضروری ہے اسکے جواب میں جناب میرزا صاحب نے فرمایا کہ مسلمانوں کا یہ مذکورہ بالا عقیدہ غلط ہے۔ بلکہ صحیح یوں ہے کہ مہدی اور مسیح دو شخص نہیں ایک ہی موعود کے دو لقب ہیں۔ چنانچہ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۴ پر جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"اور یہ اعتراض کیوں کرتے ہو کہ اس (مسیح موعود) کیساتھ مہدی بھی آنا چاہئے تھا۔ کیا یہ حدیث یاد نہیں رہی کہ لا مهدی الا عیسی حقیقۃ المہدی صفحہ پر فرماتے ہیں کہ "یعنی اس شخص کے جو عیسیٰ کی خو اور طبیعت پر آئیگا اور کوئی مہدی نہیں آئیگا۔ یعنی وہی مسیح موعود ہوگا اور وہی مہدی ہوگا۔" ازالہ اوہام صفحہ ۲۱۵ پر فرماتے ہیں "اور کوئی مہدی نہیں صرف عیسیٰ ہی مہدی ہے جو آنیوالا ہے۔"

چشمہ معرفت صفحہ پر لکھتے ہیں "بجز عیسیٰ کے کوئی مہدی نہیں ہوگا وہی مہدی ہے جو عیسیٰ کے نام پر آئے گا۔"

ان عبارات سے صاف طور پر جناب میرزا صاحب کا عقیدہ ظاہر ہو گیا کہ وہ مہدی اور مسیح کو ایک ہی شخص قرار دیتے ہیں۔

جمہور اسلام کا عقیدہ

برخلاف عقیدۂ احمدیہ جمہور اسلام کا مسلمہ عقیدہ یہ ہے کہ مہدی الگ شخصیت ہے اور مسیح موعود الگ وجود۔ ہماری تحقیق میں جمہور اسلام کا عقیدہ بالکل صحیح ہے دلائل احمدی عقیدہ کو باطل اور اسلامی عقیدہ کو ثابت ٹھہراتے ہیں۔ گو اس مسئلہ پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے مگر آج ہم دیگر تمام دلائل کو چھوڑ کر خود جناب میرزا صاحب ہی کے بیانات سے احمدی عقیدہ کی غلطی اور اسلامی عقیدہ کی صداقت دکھلاتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ احمدی حضرات بھی غور و فکر سے اس مسئلہ پر نظر ڈالینگے۔ جمہور اہل اسلام کو چاہئے کہ وہ اس مضمون کو خوب ذہن نشین کر لیں تاکہ اظہار حقیقت اور اعلان صداقت کی خدمت خوبی کیساتھ انجام دے سکیں۔ اور چونکہ یہ مضمون خود مدعی یعنی جناب میرزا صاحب کے بیانات پر مبنی ہے اسلئے احمدیوں پر کامل حجت ہے

پہلی جرح

مہدی اور مسیح کے ایک ہونے پر سب سے بڑی زبردست دلیل حدیث لا مهدی الا عیسیٰ ابن مریم ہے جیسے جناب میرزا صاحب بار بار پیش فرماتے ہیں۔ اسکے متعلق ہماری پہلی جرح تو یہ ہے کہ حدیث

©Afnan Library Trust, 2026

مذکور ضعیف ہے۔ محققین کے نزدیک اس حدیث کا راوی محمد ابن خالد جندی ثقہ نہیں ہے۔ ابن ماجہ میں جہاں یہ حدیث آئی وہیں بہت مفصل جرح قدح سے تمام صفحہ حاشیہ رنگا ہوا ہے۔ بہت سے محدثین کے اقوال اور دیگر احادیث سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ لا مھدی الا عیسیٰ قابل احتجاج ہی چونکہ ہر دو علیم کے نزدیک یہ جرح و قدح بالکل بین اور واضح ہے اسلئے یہاں تفصیل وار نقل کی ضرورت نہیں۔ اس ایک تعجب کی بات یہ ہے کہ ابن ماجہ میں حدیث کے ساتھ ساتھ مکمل و مفصل جرح موجود ہے۔ مگر جناب میرزا صاحب ابن ماجہ کی حدیث کا حوالہ تو ضرور دیتے ہیں لیکن جرح کا ذکر تک نہیں فرماتے بلکہ مزید برآں یہ کہ اس حدیث ابن ماجہ کو غیر مجروح بتاتے ہیں۔ حالانکہ جتنی جرح اس حدیث پر ہے اتنی احادیث مہدی میں سے اکثر پر نہیں ہے۔ بایں ہمہ جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں "بجز عیسیٰ کے اور کوئی مہدی نہیں ہوگا۔ وہی مہدی ہے جو عیسیٰ کے نام پر آئیگا"

اسی آخری قول کے مصدق وہ اقوال محدثین ہیں جنمیں یہ بیان ہے کہ "مہدی کے بارے میں جسقدر احادیث ہیں بجز حدیث عیسیٰ مہدی کے کوئی ان حدیثوں میں سے جرح سے خالی نہیں"

(چشمہ معرفت ص۱)

حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ حدیث لا مھدی الا عیسیٰ پر بہت ہی جرح ہے۔ ہمنے کوکب ہند کی ایک سابقہ اشاعت سے اس چشمہ معرفت کی عبارت کے متعلق بعنوان "اہل قادیان سے ایک علمی مطالبہ" دریافت کیا تھا کہ "وہ کون سے اقوال محدثین ہیں جنہیں حدیث لا مھدی الا عیسیٰ کو مستثنیٰ کر کے صحیح ٹھہراتے ہوئے باقی احادیث مہدی کو مجروح قرار دیا ہے مگر آجتک قادیان اسکے جواب میں خاموش ہے۔ اور چونکہ ایسے اقوال محدثین جنہیں بجز حدیث عیسیٰ مہدی سب احادیث کو مجروح کہا ہے اہل قادیان دکھا نہیں سکتے۔ اسلئے بجز عفہ اور خفگی یا الزامات بیجا کے اپنے اخبارات میں متانت اور تحقیق سے کوئی جواب نہیں دیسکتے۔ لامحالہ دلائل اور علمی مطالبہ کے جواب میں ساکت اور خاموش ہیں۔

دوسری جرح بالفرض حدیث لا مھدی الا عیسیٰ کو صحیح تسلیم کر لیا جاوے تو بھی احمدیوں کے لئے کچھ مفید نہیں ہوگا کیونکہ پھر بھی مہدی اور مسیح ایک ہی وجود ثابت نہیں ہو سکتے بلکہ دو ہی ثابت ہوتے ہیں۔ لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار ایک مشہور اور مسلم معرکہ ہے جو بالکل لا مھدی الا عیسیٰ کے محاورہ پر ہے لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار کے یہ معنی تو ہرگز نہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کے سوا دنیا میں کوئی جوان ہی نہیں صرف ایک حضرت علی ہی دنیا میں آجتک ایک جوان پیدا ہوئے ہیں۔ یا ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار ہی نہیں۔ اس محاورہ کا مطلب جو سبکو مسلم ہے یہی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ایک بڑے جوانمرد ہیں اور ذوالفقار بہترین تلوار ہے۔ پس اسیطرح لا مھدی الا عیسیٰ کے یہ معنی ہوئے کہ مہدی تو مسیح موعود کے سوا بھی ہے مگر مسیح موعود بڑے مہدی یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان ہدایت یافتہ انسان ہیں۔ چنانچہ اس مطلب کو جناب میرزا صاحب بھی مجبوراً بالآخر یوں تسلیم فرما رہے ہیں۔

"مہدی ہدایت یافتہ سے مراد ہے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ مسیح مہدی نہیں۔ مہدی مسیح ہو یا نہ ہو لیکن مسیح کے مہدی ہونے سے انکار کرنا سمان کا کام نہیں"

(ص۵۲ ریویو جلد ۱۸۹۷ء)

عیسیٰ کا مہدی ہونا بلکہ سب سے بڑا مہدی ہونا تمام اہلحدیث اور ائمہ اربعہ کے نزدیک بغیر کسی تنازع کے مسلم ہے۔

(چشمہ معرفت ص۱)

ان دونوں عبارتوں میں صاف صاف اقرار ہے کہ لا مھدی الا عیسیٰ کے یہ معنی بالکل درست ہیں کہ موعود عیسیٰ بڑا مہدی ہے۔ اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ مہدی الگ کوئی اور ہے ہی نہیں بلکہ موعود عیسیٰ کا بڑا مہدی ہونا خود ظاہر کرتا ہے کہ انکے ساتھ یا انسے پہلے کوئی اور ایسا مہدی ضرور ہے کہ مسیح موعود اُنسے بڑے مہدی ہیں۔ پس اس حدیث کو صحیح مانکر بھی مہدی و مسیح دو وجود ثابت ہوتے ہیں۔ جیساکہ جمہور اسلام کا عقیدہ ہے اور احمدی عقیدہ کی تردید خود جناب میرزا صاحب کے مذکورہ بالا بیانات سے واضح و مبرہن ہے۔

تیسری جرح لا مھدی الا عیسیٰ کے ایک معنی جناب میرزا صاحب نے اور بھی کئے ہیں جو بطور قاعدہ کلیہ کے ہیں۔ چنانچہ کتاب نشان آسمانی ص۸ پر جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں۔ "لا مھدی الا عیسیٰ کے کامل مرتبہ پر وہی پہنچتا ہے جو اول عیسیٰ بن جائے۔

پس یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ مہدی موعود اور مسیح موعود ایک ہی وجود ہیں۔ کیونکہ اس قاعدہ کلیہ کے ماتحت جناب میرزا صاحب کے نزدیک ہر نبی پہلے عیسیٰ کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے اور پھر مہدی کے درجہ کمال کو پہنچتا ہے سو یہ قانون کلی ہے اسلئے یہ حدیث تمام انبیاء کے متعلق ہوئی۔ صرف مہدی موعود اور مسیح موعود کے ایک ہونیسے ہی اسے تعلق نہیں لہذا اس حدیث سے مہدی مسیح کے ایک ہونے کا استدلال خود جناب میرزا صاحب کے بیان سے غلط ہوگیا۔

چوتھی جرح لا مھدی الا عیسیٰ کا ایک مطلب جناب میرزا صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ "بجز عیسیٰ کے اسوقت کوئی مہدی نہ ہوگا" (ازالہ اوہام ص۲۱۵)

یہ بیان بھی مہدی موعود اور مسیح موعود کے ایک وجود ہونیکے استدلال کو پامال کرتا ہے جب حدیث لا مھدی الا عیسیٰ کے یہ معنی مسلم ہوئے کہ اسوقت جسوقت کہ مسیح موعود موجود ہوں کوئی مہدی موعود نہ ہوگا تو اس سے یہ لازم آیا کہ مسیح موعود کے ظہور سے چند سال یا چند ایام قبل بھی کوئی مہدی نہ ہوگا پس یوں بھی احمدی استدلال ضائع ہوگیا اور جمہور اسلام کا عقیدہ ہی ثابت ہوا کہ مہدی و مسیح دو وجود ہیں ایک شخص نہیں۔ چنانچہ اسی عبارت ازالہ اوہام ص۲۱۵ میں جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں "اسوقت کوئی مہدی نہ ہوگا اور یوں ہمیں اقرار ہے کہ پہلے بھی کئی مہدی آئے ہوں اور ممکن ہے کہ آئندہ بھی آویں"

چنانچہ محققین محدثین بھی اسبات کو مانتے ہیں کہ :-

پانچویں جرح پہلے مہدی موعود ہونگے اور پھر مسیح موعود اور حضرت مہدی خود مستقل حیثیت نہ رکھتے ہونگے بلکہ مسیح موعود کے محتاج ہونگے۔ چنانچہ ان محدثین نے لا مھدی الا عیسیٰ کے یہ معنی کئے ہیں کہ نیست قول مہدی را مگر بمشورۂ عیسیٰ" اور یہ معنی بھی مہدی اور مسیح کو دو الگ وجود ثابت کرتے ہیں

چھٹی جرح عربی محاورہ ہے وما ھو الا زیدٌ کہ فلاں شخص تو زید ہی ہے۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ اس شخص اور زید میں یگانگت ہے۔ یہ معنی نہیں کہ زید اور وہ شخص بالکل ایک ہیں خارجاً دو شخص نہیں۔ پس اسیطرح لا مھدی الا عیسیٰ کے معنی یہ ہیں کہ حضرت مہدی اور مسیح موعود دو الگ الگ وجود ہیں مگر انمیں ایسی یگانگت ہے کہ من تو شدم تو من شدی کا پورا مصداق ہے۔ پس اس معنی کے صریح اور صاف ہونیکے باوجود مہدی اور مسیح کے خارجاً ایک وجود ہونے کا استدلال قائم نہیں رہا۔

ساتویں جرح جناب میرزا صاحب ایام الصلح فارسی ص۱۱۸ میں فرماتے ہیں۔ روح عیسیٰ در مہدی بروز کند و نزول عبارت از ہمیں بروز است۔ مطابق ایں حدیث لا مھدی الا عیسیٰ ابن مریم" پھر اسکے لئے حضرت شیخ محمد اکرم صابری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اقتباس الانوار کا حوالہ دیتے ہیں۔ اسکی بابت پہلی بات تو یہ ہے کہ جناب میرزا صاحب اسی ایام الصلح کے ص۱۳۴ پر فرماتے ہیں "حدیث لا مھدی الا عیسیٰ اشارۂ لطیفہ بایں معنی است کہ آں موعود باید ذوالبروزین باشد بایں معنی کہ شان مہدویت اور مسیحیت کی دونوں شانیں جمع ہونگی۔ حدیث لا مھدی الا عیسیٰ کے یہی معنی ہیں۔ پس جناب میرزا صاحب کے یہ معنی تو اور بھی مہدی اور مسیح کے ایک ہونیکے استدلال باطل ٹھہراتے ہیں کیونکہ مسیح موعود میں دونو شانوں کا موجود ہونا اسبات کے منافی نہیں کہ مہدی کوئی الگ ہو۔

آٹھویں جرح یہ ایک عجیب بات ہے کہ جناب میرزا صاحب نے اقتباس الانوار سے ایک حوالہ دیکر حدیث لا مھدی الا عیسیٰ کے یہ معنی بیان فرما دئے کہ مہدی اور مسیح ایک شخص ہے۔ مگر اسی کتاب میں بالکل اسکے خلاف خود مصنف حدیث لا مھدی الا عیسیٰ کو رد کرتا ہوا لکھتا ہے کہ "ایں مقدمہ بغایت ضعیف است" ص۵۲ پھر لکھا ہے "و ایں روایت بغایت ضعیف است زیرا کہ اکثر احادیث صحیح و متواتر از حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم وارد یافتہ کہ مہدی از بنی فاطمہ خواہد شد و عیسیٰ ابن مریم با و اقتدا کردہ نماز خواہد گزارد۔ و جمیع عارفان صاحب تمکین بریں متفق اند۔ چنانچہ شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ در فتوحات مکی مفصل نوشتہ کہ مہدی آخر زماں از آل رسول من اولاد فاطمہ زہرا ظاہر میشود۔

(اقتباس الانوار ص۷۲)

حیرت کی بات ہے کہ ایک ہی کتاب ہے جسمیں بالفاظ صریح اس منشار کے خلاف بیان ہے جو جناب میرزا صاحب بیان کر رہے ہیں۔ مگر پھر بھی جناب میرزا صاحب اسمیں سے

©Afnan Library Trust, 2026

ایک فقرہ لیکر اپنی تائید میں پیش فرمارہے ہیں حالانکہ بالتفصیل اس کتاب میں حدیث لامہدی الاعیسیٰ کے خلاف بیان ہے۔ مگر جناب میرزا صاحب اس تمام بیان کا ذکر تک نہیں فرماتے اور کتاب کے صریحاً خلاف حوالہ دیتے ہیں۔

نویں حرج } حدیث لامہدی الاعیسیٰ پر اسقدر بنا قائم کرنیکی معلوم نہیں ضرورت کیا تھی۔ جبکہ جناب میرزا صاحب خود صاف صاف اقرار کرگئے کہ

"میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمہ و من عترتی وغیرہ (ضمیمہ براہین پنجم صفحہ ۱۸۵)

پس بالآخر دعوائے مہدویت ہی سے دست بردار ہوگئے تو پھر حدیث لامہدی الاعیسیٰ سے مسیح و مہدی کے ایک ثابت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

بہرحال ظاہر و ثابت ہوگیا کہ مہدی و مسیح کے دو وجود ہونے کا عقیدہ صحیح ہے اور دونوں کے ایک ہونے کا عقیدہ خود جناب میرزا صاحب کے بیانات سے ہی غلط ہے۔

کتب بھائی

الواح حضرت بہاءاللہ و عبدالبہاء

(۱) مجموعہ الواح مبارکہ عربی و فارسی صفحہ ۳۰۰ مفاوضات عبدالبہاء فارسی۔ انگریزی ۱۲ر

(۲) ایقان مع اردو ترجمہ۔ حرف انگریزی ۱۲ر مکاتیب عبدالبہاء جلد اول ۱۲ر

(۳) ادعیہ محبوب عربی فارسی ۱۲ر ایضاً جلد ثانی ۱۲ر

(۴) کلمات مکنونہ مترجم انگریزی اُردو ۱۲ر ایضاً جلد ثالث ۱۲ر

(۵) ہفت وادی و چہار وادی رنگوں ۱۲ر لوح پروفیسر فوراں ۔ ۱۳ر

بدایع الآثار۔ مصنفہ مرزا محمود زرقانی۔ حضرت عبدالبہاء کے یورپ اور امریکہ کا بالتصویر سفرنامہ۔ کاغذ لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ جلد اول ۴ر ثانی ۴ر

کتاب الفرائد۔ مصنفہ مرزا ابوالفضل علامہ اظہر۔ قریباً ۸۰۰ صفحات کی ایک زبردست تحریر ہے جسمیں حقایق قرآنی و کتب آسمانی کی ایسی تطبیق کی ہے کہ مطالب اظہر من الشمس ہو جاتے ہیں۔ کتب آسمانی و احادیث کے پوشیدہ اسرار کی دور ہیں۔ فارسی سہل۔ ۴ر

بہجۃ الصدور۔ حاجی میرزا حیدر علی امیر بار علوم کی سوانح جسمیں انکے عصر کے واقعات مفصلاً درج ہیں۔ صفحات ۵۲۰ فارسی آسان ۸ر

مناظرات الدینیہ۔ ایک بہائی مبلغ زردشتی یہودی عیسائی اور اسلامی اعتراضات و سوالات کے کیا جوابات دیتا ہے۔ منجملہ ان عقیدہ تکمیل خاتم النبیین کا وجود تمام ادیان کی کتب سے دکھلا کر اسکے معنی کی تطبیق کرتا ہے ۸ر

تاریخ امر بہائی۔ ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ فارسی ۱۲ر

دروس الدیانۃ۔ ۱۲ر

دیوان نوشی۔ ایک زردشتی شاعر کا بلند پایہ کلام ایران کی شاعری کے دور جدید کا عمدہ نمایندہ ۴ر

مثنوی بہنیش۔ مصنفہ کمال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ ۴ر

تعلیمات حضرت بہاءاللہ مع مختصر سوانح۔ ۸ر

منیجر ایرانی کتب سول لائنس اکرہ

معلومات جدیدہ

بحری جانوروں کے حوض } سان فرنسسکو (امریکہ) میں بحری جانوروں کیلئے تین لاکھ ڈالر کے صرف سے ۹۰ حوض چھوٹے بڑے تیار کئے گئے ہیں انمیں پانی کے جانور ہر قسم کے لاکر ڈالے گئے ہیں اور انکو زندہ رکھنے کے لئے انکی تمام ضروریات کو مہیا کیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ جانور جو برفستانی کے ہیں انکے لئے ایسے آلات طیار کئے گئے ہیں جو پانی کو نقطۂ انجماد تک سرد رکھتے ہیں اور گرم سمندر کے جانوروں کیلئے گرم۔ اسی کیساتھ ایک بہت بڑی تجربہ گاہ بیالوجی کی بھی قائم کیگئی ہے۔ جہاں جدید ترین آلات کثرت سے فراہم ہیں۔ اور اس فن کے شایقین اسنے کام لے سکتے ہیں۔

لاسکی اور روشنی } لاسکی نے اب اسقدر ترقی کرلی ہے کہ یورپ کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں اس سے مختلف کام نہ لئے جاتے ہیں۔ چنانچہ پیام رسانی اور انتقال تحریر و تقریر بھی اسکے ذریعے سے ہونے لگا ہے۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ آیا لاسکی کے ذریعہ سے روشنی بھی کیجاسکتی ہے یا نہیں۔ چنانچہ امریکہ کے ایک ڈاکٹر نے ایک کہربائی قندیل ۱۱۰ شمع کی قوت کی ایسی طیار کی ہے۔ جو لاسکی کی مدد سے روشن ہوتی ہے۔ اگر اسمیں پوری کامیابی ہوگئی تو وقت دور نہیں کہ جب روشنی کیلئے نہ برقی آلات کیضرورت ہوگی اور نہ کسی انجن کی۔ اور وہی لاسکی ستون جو دن میں پیام رسانی کا کام دیگا رات کو روشنی بھی فراہم کیا کریگا۔

اہل امریکہ کے مصارف غذا } امریکہ میں روزانہ ۴ کروڑ ۹ لاکھ ڈالر (ڈالر تقریباً ڈھائی روپیہ کے برابر ہوتا ہے) غذا پر صرف ہوتا ہے۔ اس رقم کا تقریباً ایک ثلث حصہ روٹی اور شکر اور نباتی غذاؤں کے متعلق صرف ہوتا ہے۔ اور دو کروڑ ڈالر روزانہ گوشت اور مچھلی وغیرہ لحمی غذاؤں پر باقی ایک کروڑ ۵۰ لاکھ دودھ دہی انڈے کے نذر ہوتے ہیں۔

دیکھنے کا نیا طریقہ } اس سے قبل دنیا میں صرف حواس خمسہ کی حکومت تھی۔ لیکن اب انسان میں اور جدید حواس بھی دریافت ہوئے ہیں۔ جنمیں سے ایک حس توازن ہے۔ اور دوسری حس اجتماعیہ۔ اسی کیساتھ یہ کوشش بھی جاری ہے کہ کسی ایک حس کے فقدان پر اسکا کام دوسری حس سے لیا جائے اور خصوصیت کیساتھ بینائی کے باب میں بہت سے زیادہ کاوش سے کام لیا جارہا ہے چنانچہ فرانس کے ایک شخص جمال رومائن نے دعوے کیا ہے کہ میں اپنی جلد سے بینائی کا کام لے سکتا ہوں اور ہر شخص معمولی مشق کے بعد ایسا کرسکتا ہے۔ اسکا بیان ہے کہ انسان کی ہتھیلی سینہ۔ اور گدی میں بینائی کی حس بہت جلد پیدا ہو جاتی ہے یہ شخص اپنی پشت پر کھلی ہوئی کتاب کو آسانی سے پڑھ سکتا ہے۔ جسکا شاہد اناتول فرانس (شاعر) اور ہنری برگسن (فلاسوف) نے بھی کیا ہے۔

ایک اثری تحقیقات } حال ہی میں کسی اثری محقق نے مصر میں پتھر کی ایک چھری زمین کے اندر سے برآمد کی ہے جسکا دستہ ہاتھی دانت کا ہے اس چھری کو عجائب خانہ لوور لے پیرس میں گراں قیمت پر خرید کیا ہے۔ کیونکہ اس چھری سے نہایت اہم تاریخی انکشاف ہوتا ہے۔ پروفیسر ہیری نے اس انکشاف پر ایک مقالہ حوالہ قلم کیا ہے اور اسبات کو ثابت کیا ہے کہ اس چھری کے دستہ پر جو نقوش و تصاویر کندہ ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ شمالی قوم مصر میں آئی اور یہاں اُسنے بحری جنگ اہل مصر سے کی۔ آثار مصری میں جو نقوش و تصاویر پائی جاتی ہیں انسے اس چھری کے نقوش بالکل مختلف ہیں۔ جس سے یہ بات ظاہر ہے کہ یہ چھری غیر مصری لوگوں کی ہے۔ جو غالباً معلوم ماضی بعید میں کسوقت وادی نیل میں آئے اور یہاں جنگ کی۔

معلم اقتصاد گھڑی } حال ہی میں اہل مغرب نے ایک ایسی گھڑی ایجاد کی ہے جسکا رکھنے والا اسبات پر مجبور ہے کہ وہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ پس انداز کرتا رہے کیونکہ اسکا چلانا کسیطرح ممکن نہیں جبتک اسمیں پیسہ نہ ڈالا جائے۔ پیسہ ڈالنے کے بعد وہ تھوڑی دیر تک چلتی ہے اور پھر بند ہو جاتی ہے اسلئے جلوگو انکو ہر وقت اس گھڑی کے استعمال کیضرورت ہے وہ برابر پیسہ ڈالتے رہتے ہیں اور گھڑی چلتی رہتی ہے!

جب سال ختم ہوتا ہے تو یہ گھڑی کھلتی ہے اور اپنے مالک کے سامنے ایک معقول رقم پیش کرتی ہے۔ تمام بنکوں نے اس گھڑی کو خرید کیا ہے اور ان لوگوں کو مہیا کرتے ہیں جو فضول خرچی سے تنگ آکر ان سے کوئی تدبیر پس انداز کرنے کی دریافت کرتے ہیں۔

نئے قسم کا جوتا } جدید تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ پاؤں کے بہت سے امراض جوتوں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اسکا سبب یہ ہے کہ پاؤں کی ساخت میں بھروسا خم ہے اور جوتوں میں اتنا خم نہیں ہوتا۔ جسوقت انسان کھڑا ہوتا ہے تو قدم میں تین نقطے قوسی شکل میں ایسے ہیں جو اسکے وزن کو سنبھالتے ہیں لیکن جوتا پہننے کے بعد وہ قوسی شکل مٹ جاتی ہے۔ اور بعض اوقات سخت مرض لاحق ہوجاتے ہیں۔

امریکہ میں ایک شخص نے یہ خرابی دور کرنیکیلئے ایک نئی ساخت کا جوتا طیار کیا ہے جسمیں قدم کی ساخت کی پوری رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے اور تلے میں ایسی کمانیاں لگائی گئی ہیں۔ جو ہر دباؤ کیساتھ لچک جاتی ہے اور پاؤں کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ یہ جوتا خارج میں تو معمولی جوتی کیطرح خوش وضع نہیں ہوتا لیکن اندر سے اسکی ساخت قدم کی ساخت کے مطابق ہوتی ہے

شہد کی مکھیاں } حال ہی میں تحقیق ہوا ہے کہ شہد کی مکھی بعض دن سے زیادہ کام نہیں کرتی یعنی ۲۰ گھنٹوں میں صرف چھ گھنٹے۔ لیکن بعض کام مکھیاں اتنا بھی کام نہیں کرتیں۔ چنانچہ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو مکھیاں پورا کام کرتی ہیں انکی عمر پانچ مہینے تک پہونچتی ہے اور کاہل مکھیاں تین ہفتے سے زیادہ زندہ نہیں رہتیں ۔ (ماخوذ از نگار)

©Afnan Library Trust, 2026

کوکب اور اسکے معاصرین

ہمارا معزز و محترم انگریزی معاصر "ہیرلڈ آف دی ایسٹ" اپنی اشاعت بابت سئی میں کوکب ہند کا ان الفاظ میں ذکر کرتا ہے۔

"ہم زبان اردو کے ہفتہ وار اخبار کوکب ہند کے ظہور کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ جو ہندوستان کے مشہور شہر آگرہ سے شایع ہونا شروع ہوا ہے۔ یہ اخبار مولوی سید محفوظ الحق اور مہر محمد خاں دو مشہور عالموں کے تحت ادارت ہے۔

اسکی پالیسی پر تدبر دلائل سے یہ بیان کرتا ہے کہ وحدانیت تمام مذاہب میں پائی جاتی ہے۔ اور یہ اخبار تمام بنی نوع میں اتحاد اور محبت کا وکیل ہے۔ اسکا اڈیٹر کہتا ہے کہ تمام مذہبی تعصبات چھوڑ دئے جائیں۔ اور حسد اور نفرت اور بداخلاقی سے مذہب آزاد کر دیا جائے۔ تمام مذاہب کا سرچشمہ ایک ہے اسلئے مذاہب میں کوئی تصادم اور جنگ نہیں ہونی چاہئے۔ بلکہ اسکی بجائے مختلف مذاہب کے پیروان میں محبت و یگانگی قایم ہونی چاہئے۔ اسی ضمن میں دلچسپ اور مفید مضامین مذہب کے متعلق ہوا کرینگے۔

یہ اخبار اپنی قسم کا ایک ہی اخبار ہے اور اسکا حقیقی مقصد یہ ہے کہ بہائی اصول اور تعلیمات جو اتفاق و اتحاد محبت و وداد بین البشر کی تنہا علمبردار ہیں انکی اشاعت شمالی ہند اور دیگر مقامات میں کیجائے۔"

شاہجہاں پور میں عظیم الشان اسلامی جلسہ

شاہجہاں پور میں یکم جولائی سے تیسری تک ایک عظیم الشان اسلامی جلسہ منعقد ہوا۔ حسب ذیل علمائے کرام رونق افروز جلسہ ہوئے

(۱) جناب مولنا مولوی حافظ محمد احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلماء دہلی (۲) جناب مولنا مولوی محمد مبارک حسین صاحب محدث مرادآبادی (۳) جناب مولنا مولوی محمد معظم علیصاحب ناظم شعبہ تبلیغ ہردوئی (۴) جناب مولنا مولوی محمد اکبر شاہ خانصاحب نجیب آبادی۔ (۵) جناب مولنا مولوی محمد محفوظ الحق صاحب مولوی فاضل، مدیر کوکب ہند آگرہ (۶) جناب مولنا ڈاکٹر غلام محمد صاحب رسائیں آنند پرکاش بالے سکریٹری شدھی سبھا ہردائچ (۷) جناب مولوی سراج الدین صاحب سرآنج ایڈوانس تبلیغ ضلع میرٹھ (۸) جناب مولنا مولوی محمد ادریس صاحب مدرس مدرسہ دارالعلوم دیوبند۔ (۹) جناب مولنا مولوی حفیظ الرحمن صاحب مبلغ دارالعلوم دیوبند (۱۰) جناب مولنا مولوی بدر عالم صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند۔

تینوں دن بڑی خوبی سے اجلاس ہوئے اور علماء کی پرزور تقریریں سنکر پبلک محظوظ ہوئی۔ (محمد اشرف علیخاں و سردار محمد پنجابی) کوکب ہند۔ ہم جناب مولنا وجیہ الدین صاحب صدر استقبالیہ و جناب مکرم محمد اشرف علیخانصاحب و جناب سردار محمد صاحب پنجابی اور دیگر معاونین جلسہ کو مبارکباد دیتے ہیں۔ جلسہ نہایت خوبی سے ہوا امید کہ شاہجہاں پور کے مسلمان جلسہ کے مبارک اثرات سے ضرور فائدہ اٹھائینگے۔

مختصر خبریں

احمد آباد کے بوہروں کا ایک وفد کلکٹر کے پاس گیا۔ اور درخواست کی کہ آئندہ محرم کے موقع پہ ایسا انتظام کیا جائے جس سے سنیوں اور شیعوں میں فساد نہ ہو۔ دو تین سال سے فریقین میں جھگڑا ہو جاتا ہے پارسال کافی پورہ میں سخت فساد ہوا اور بہت سے آدمی زخمی ہوئے

شملہ ۔ ۲ر جولائی انڈین سیمنٹ کمپنی (پوربندر) اور گوالیار سیمنٹ کمپنی کے نمایندوں نے بھی مجلس تحقیق محاصل کے روبرو اسبات پہ زور دیا۔ کہ سیمنٹ کی صنعت کا تحفظ کیا جائے اور ۹ روپیہ کے بجائے ایکسائز پر ۱۴ روپیہ کا محصول لگایا جائے۔

کالیگٹ ۔ ۳ر جولائی۔ شمالانور ظہور ریلوے کی تعمیر کے لئے ابتدائی انتظامات عمل میں آرہے ہیں۔ ساوتھ انڈیا ریلوے کا چیف انجنیر معائنہ کی غرض سے نلبور گیا تھا۔ شوانور کے آگے ۱۷ میل تک پیمایش ہو چکی ہے۔ گورنمنٹ نے ۵ میل تک مٹی کا کام کرنے کا ٹھیکہ لیا ہے ۸۰۰ مانپے قیدی لگائے جائیں گے۔

لندن ۔ یکم جولائی۔ سفارت خانہ جاپان نے اعلان کیا ہے کہ آج دوپہر کے بعد ہی ایک نوجوان سفارت خانہ امریکہ واقعہ ٹوکیو کی عمارت سے جو زلزلہ میں تباہ ہو چکی ہے جھنڈا اتار کر بھاگ گیا۔ جاپانی پولیس نے اسکا تعاقب کیا لیکن اسے پکڑ نہ سکی۔ حکام نے اس شخص کے متعلق حالات معلوم کرنیکیلئے فی الفور کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہ حرکت ایک غیر ذمہ دار شخص کی ہے۔

ترک ۔ مسئلہ خلافت سے بیحد دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ موتمر اسلامی میں ترک امام یحییٰ یمنی کا نام پیش کرینگے۔ امام یحییٰ ترکوں کے دوست ہیں۔ دوران جنگ میں امام موصوف نے آخر وقت تک ترکی افواج مقیم حجاز کی مدد کی۔ آپ شریف حسین کے دعوائے خلافت کے سخت مخالف ہیں امام صاحب کے ترک مؤیدین اس تجویز کی منظوری کے لئے کوشش کریں گے۔ اگر امام صاحب خلیفہ منتخب ہوگئے تو آپ قسطنطنیہ میں رہیں گے۔

لندن ۔ ۲ر جولائی کل شام کو دارالامراء میں حکومت کو آٹھ ووٹوں شکست ہوئی۔ مصارف جنگ کی صحت کا مسودہ دوسری مرتبہ پیش ہوا گیا۔ اور ۲۳ آراء کے مقابلہ میں ۲۸ آراء کے ساتھ مسترد کر دیا گیا۔

مولنا محمد علیصاحب دہلی سے عنقریب کامریڈ اور ہمدرد جاری کرنیوالے ہیں۔ اخبار شیطان لاہور۔ گرو گھنٹال کے اڈیٹر صاحبان قانونی شکنجہ میں آگئے۔

لندن ۔ ۳ر جولائی۔ فرانس۔ بلجیم۔ اٹلی اور جاپان نے اتحادیوں کی کانفرنس میں شرکت کرنے کی دعوت قبول کر لی ہے امریکہ نے بھی دعوت شرکت کو منظور کر لیا ہے۔ ارادہ ہے کہ جو ریاستیں تاوان سے دلچسپی رکھتی ہیں انہیں شرکت کا موقع دیا جائے۔ لیکن ہنوز دعوت دہی کا مسئلہ طے نہیں ہوا۔ مسئلہ مستغرات پر بھی بحث ہو رہی ہے۔

نیویارک ۔ ۲ر جولائی۔ ۳۰ مرتبہ رائے شماری کے بعد یہ بھی انتخاب کے متعلق کوئی قطعی نتیجہ نہ نکلا۔ مسٹر میکاڈو۔ گورنر ہسٹ کے مقابلہ میں طاقت حاصل کر رہے ہیں۔ لیکن ابتک انکو مطلوبہ ۲/۳ اکثریت حاصل نہیں ہوئی ہے۔ مسٹر ڈیوس سابق امریکن سفیر متعینہ لندن تیسرے نمبر پر ہے۔

لندن ۔ ۳ر جولائی۔ ۱۶ر جولائی کو اتحادیوں کی کانفرنس لندن میں ہوگی۔ فرانس۔ بلجیم۔ اٹلی اور جاپان نے کانفرنس کی شرکت پر رضامندی ظاہر کی ہے۔ امریکہ دوسری حیثیت سے شریک ہوگا۔ ارادہ ہے کہ مسئلہ تاوان سے جن سلطنتوں کا تعلق ہے۔ ان سب کو شرکت کا موقع دیا جائے۔ نوآبادیات کی شرکت کے سوال پر غور ہو رہا ہے۔

پیکن ۔ ۲ر جولائی چینی وزیر سن یاٹ سین نے استعفا دیدیا ہے۔ ولنگٹن کو وزارت عظمی کے فرایض انجام دے رہے ہیں

پیکن ۔ دارالسلطنت چین میں ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور کا یوم ولادت منایا گیا۔ مسٹر لیانگ چی چاؤ مشہور چینی عالم نے ڈاکٹر صاحب کو "چن تان" کا خطاب دیا جس کے معنی ہیں ہندوستان کی بحر عزاں۔

لندن ۔ ۲ر جولائی۔ ہنگری کی تعمیر و بحالی کیلئے ۷۰۲۰۷۹۰ پونڈ کا قرضہ دیا گیا ہے سود ۷½ فیصدی ہوگا۔ ۱۹۶۷ء میں قرضہ قابل انفکاک ہوگا۔ قرضہ کی مذکورہ رقم مطلوبہ قرضہ کے ۷۰ فیصدی ہوگا۔ مختلف سلطنتیں اس قرضہ میں شریک ہیں۔

الہ آباد ۔ ۳ر جولائی۔ اخبار پایونیر قسطراز ہے کہ دو ماہ کا عرصہ ہوا ایرانی فوج کے دوسرے دستہ کے کمانڈر کو موقوف کر دیا گیا تھا۔ بعد ازاں وہ اپنے وطن چلا گیا۔ مشہد کی تازہ اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ کمانڈر مذکور کو دوبارہ گرفتار کر کے مشہد بھیجا گیا ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ چیف آف اسٹاف کے قتل میں اسکا ہاتھ بھی تھا۔ لیکن وزداب کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ متوفی نے خودکشی کی تھی۔

مجلس خلافت پنجاب نے طے کیا ہے کہ وہ کانگریس کمیٹی اور ہندو سبھا کمیٹی کو دعوت دے کہ یہ تینوں جماعتیں ملکر پنجاب میں ہندو مسلم تعلقات کو بہتر بنانے فساد کے اندیشہ کو روکنے اور فساد کیصورت میں تحقیقات کر کے صحیح حالات ملک کے سامنے پیش کرنے کیلئے مصالحتی بورڈ قایم کریں۔

تلاش عزیز

۱۴ر جون ۱۹۲۴ء بوقت ۹ بجے صبح سے میرا لڑکا سبزی منڈی زیر جامع مسجد اکبری سے گم ہے۔ بچے کا نام عشق علیہ ہے۔ عمر قریباً ۱۴ سال۔ رنگ گندم گون۔ چہرہ گول۔ گردن میں دونوں جانب گلٹیاں۔ بایاں کان بہتا ہے اگر کوئی صاحب تلاش کر کے پتہ بتائیں تو انکو مبلغ سو مار روپیہ انعام دیا جائیگا۔

(نشان انگوٹھہ شیخ چھوٹا)
(گھاٹی ماموں بھانجا شہر آگرہ)

آگرہ اخبار پریس میں مسید محفوظ الحق علی اڈیٹر و پبلشر نے چھپوا کر دفتر کوکب ہند آگرہ سے شایع کیا۔

©Afnan Library Trust, 2026

Vol I No 7

رجسٹرڈ نمبر A ۱۳۳۱

مورخہ ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۲۴ء

کوکب ہند آگرہ

مقاصد
نشر نفحات حقیقت تبلیغ وحدت ومحبت فلاح
اقتصاد اصلاح معاشرت تعلیم عمومی حقوق نسواں
تعمیم معارف تطبیق مذہب وسائنس

قواعد
ہر جائز کا مضمون درج کیا جائیگا۔
وہ مضمون درج نہوگا جسمیں کسی دین
یا کسی قوم یا فرد پر ناروا حملہ ہو۔

مدیر مسئول
سیّد محفوظ الحق علمی (مولوی فاضل)

مدیر معاون
مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

جلد ۱ | ہر انگریزی مہینے کی یکم ۹ ۔ ۱۷ ۔ ۲۵ کو شایع ہوتا ہے | نمبر ۷

کلام محمود

درد وصل یار صبر وشکیب وقرار چیست
بہتر ز زم عشرت وبوس وکنار چیست
برتر ز قامت ولب ولعل نگار چیست
خوشتر ز عیش وصحبت وباغ وبہار چیست
ساقی تجاست گو سبب انتظار چیست

در باغ سروسان قد رعنا علم شد
چون کبک خوشخرام زن اندر چمن قدم
دمساز ساز وساغر وگل باش دمبدم
مشنو ز آب زندگی و روضہ ارم
جز طرف جویبار ومے خوشگوار چیست

در بزم عشق وطرف گلستان ودمغزار
زیبا رخے وماہ وشے اندر کنار
کاندر اساس وکار جہان نیست اعتبار
ہر وقت خوش کہ دست دہم مغتنم شمار
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

در پند پیر میکدہ عشق گوش دار
گوش دلت بنغمہ نائے سروش دار
دل در جہان وجد وطرب پر خروش دار
پیوند عمر بستہ بمویے ہوش دار
غمخوار خویش باش غم روزگار چیست

اسرار عشق از خم ابہد الست پرس
سر نہاں ز ساقی ساغر بدست پرس
رمز صفا ز صوفی صافی پرست پرس
راز درون پردہ ز رندان مست پرس
اے مدعی نزاع تو با پردہ دار چیست

عہد الست ہر دو چہ از یک قبیلہ اند
صہبا ودست ہر دو چہ از یک قبیلہ اند
میناوشست ہر دو چہ از یک قبیلہ اند
مستور ومست ہر دو چہ از یک قبیلہ اند
ما دل بعشوۂ کہ دہیم اختیار چیست

دارد شتاب این دل خالی ز اضطرار
خواہد شراب وصل ولب یار گلعذار
ساقی بیار بادہ کہ اندر صف شمار
سہو وخطائے بندہ چہ گیرند اعتبار
معنی عفو ورحمت پروردگار چیست

محمود در زمانہ لب لعل ولالہ خواست
با ساغر نقار رخ گلگون وژالہ خواست
دل را ز عشق یار پریشان وحوالہ خواست
زاہد شراب کوثر وحافظ پیالہ خواست
تا در میانہ خواستہ گردگار چیست

اردو پریس میں اہل بہاء

اخبار آریہ گزٹ لاہور ۱۰ جولائی میں دو صفحے سے زائد ایک مضمون اہل بہار کے متعلق جناب محترم مہتہ رام جی مل نے شایع کرایا ہے۔ جسمیں صاحب موصوف فرماتے ہیں۔

"جب سے قادیان شریف سے چند احمدی حضرات نے احمدیت کو ترک کرکے بابی مذہب کا کھلم کھلا اعتراف کیا ہے تب سے مسلمانوں (نہیں بلکہ احمدیوں) نے بابیوں کے خلاف سخت طوفان بدتمیزی مچا دیا ہے۔" پھر جماعت احمدیہ لکھنؤ کا اشتہار جو ہمارے خلاف شایع ہوا نقل کرکے فرماتے ہیں

"اشتہار سے اس امر کا پتہ لگ سکتا ہے کہ مسلمانوں (نہیں بلکہ احمدیوں) کے اندر برداشت کا مادہ عنقا صفت ہوگیا ہے اور وہ کسی شخص کو ضمیر اور دماغ کی آزادی دینے کے لئے تیار نہیں۔ پھر لکھتے ہیں۔ ہم آزاد منش مسلمانوں کیلئے یہ شایع کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ وہ خود آزادانہ طور پر بابی مذہب کو پڑھیں۔"

معزز ہمعصر مشرق گورکھپور ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۲۴ء رقمطراز ہے "الحمد اللہ ابتک ہندوستان میں مسلمانوں کی فرقہ بندیاں کیا کم ہوئی ہیں۔ اب بہائی مذہب کی نشو ونما اور کرشمہ سازیوں کی وجہ سے ایک قابل توجہ فرقے کا اضافہ مقدم کرکے کیا مسلمانوں کی ہم توجہ مبذول کرانی چاہتے ہیں"۔ کوکب ہند بھی فرقہ بندی کے خلاف ہے۔ اور صلح عمومی کا سبز علم لیکر کھڑا ہوا ہے۔ اور تمام جماعتوں کو وحدت والفت کا پیغام دیتا ہے اور اس صف میں محترم مشرق کیساتھ شریک ہے کہ افسوس "اہل فقہ اہلحدیث اہل قرآن دیوبندی۔ بریلوی۔ شیعہ سنی احمدی فرقوں کی موکہ آرائیاں ابتک تمام نہیں ہوئیں۔ تاریخ بتلا رہی ہے کہ جب سے مناظرے کی کتابیں اور مناظرے کے میدان کھلے ہیں اسوقت سے کسی ایک فریق نے بھی اپنی شکست اور دوسرے کی فتح تسلیم نہیں کی اور عجیب لطف یہ ہے کہ ہر فرقہ قرآن وحدیث ہی سے اپنی حجت تمام کرتا ہے۔۔۔

(بقیہ مضمون علاوہ صفحہ پر کالم ۳)

©Afnan Library Trust, 2026

احتجاج علل از مظاہر الٰہیہ

ہر زمانے میں لوگ اپنے موعود کو کیوں نہ پہچان سکے

(نطق حضرت عبد البہاء بمقام نیویارک ۱۱ر جولائی ۱۹۱۱ء ۹ بجے شب)

(ترجمہ از زبان انگریزی)

میں چاہتا ہوں آج رات کو بیان کروں آدمیوں کے پیغمبروں کو نہ پہچاننے کا کیا سبب ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ ہر زمانہ میں آدمی آنیوالے پیغمبر کا انتظار کرتے تھے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں یہودی مسیح کے ظاہر ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ اور رات دن اپنی عبادت گاہوں میں دعائیں مانگتے تھے کہ اے خدا مسیح کو جلدی بھیج تاکہ ہم اسکے نور سے فیض حاصل کریں۔ اور اسکو پادیں جو کہ ابدی سعادت کا سبب ہے۔ لیکن جب حضرت عیسیٰ ظاہر ہوئے۔ تو سب نے اعتراض کیا۔ اور انکو جھٹلایا۔ بلکہ کافر بنایا۔ اور آخر کار صلیب پر چڑھایا۔ بھلا اسکا کیا سبب تھا؟ دیکھنے تو سبب بہت تھے۔ مگر بڑے سبب صرف دو تھے جو کہ ہمیشہ آدمیوں کو روکتے رہے ہیں اور سبکی محرومیت کا باعث ہوئے ہیں۔

پہلا سبب کے پہلا سبب یہ ہے کہ آنیوالے کے بارہ میں مقدس کتابوں میں بعض شرطیں ہوتی ہیں جو کہ رمز کے کلام میں ہوتی ہیں۔ نہ لفظی بیان میں۔ اور چونکہ سب نے انکے لفظی معنی لیئے اسواسطے انسے منہ موڑا۔ اور کہا کہ یہ شخص وہ نہیں ہے جسکا ہم انتظار کر رہے ہیں۔ جسطرح یہود نے لفظی معنی کو لیا اور جب حضرت عیسیٰ ظاہر ہوئے تو یہودیوں کے عالموں نے کہا کہ یہ وہ مسیح نہیں ہے۔ بلکہ اور نسبتیں دیں جنسے زبان حیا کرتی ہے اور ان شرطوں کو پکڑا جو کہ حضرت مسیح کے ظاہر ہونے کے بارہ میں، توریت میں دی ہوئی تھیں۔

اُنکے آنے کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کسی غیر معلوم جگہ سے آوینگے۔ اور یہ ناصرت سے آئے ہیں۔ ہم انکا گھر بھی جانتے ہیں۔ اور انکی ماں کو بھی پہچانتے ہیں۔

دوسری شرط حضرت عیسیٰ کے آنیکی یہ تھی کہ انکا عصا لوہے کا ہوگا۔ اور انکے پاس تو لکڑی کا ڈنڈا بھی نہیں ہے۔

تیسری شرط تھی کہ وہ حضرت داؤد کے تخت پر بیٹھیں گے اور یہ نہایت غریب ہیں حتیٰ کہ بیٹھنے کو ایک چٹائی بھی نہیں ہے۔

چوتھی شرط تھی کہ وہ شرق اور غرب کو فتح کرینگے۔ اور انہوں نے تو ایک گاؤں پر بھی قبضہ نہیں کیا۔ پس یہ مسیح کیسے ہیں۔

پانچویں شرط تھی کہ وہ ہماری شریعت پھیلا دینگے اور انہوں نے ہماری شریعت نہیں پھیلائی تو خیر اُلٹا سبت کا حکم توڑ ڈالا۔

چھٹی شرط یہ تھی کہ جو یہودی فلسطین میں پراگندہ تھے انکو جمع کریگا۔ اور عزت بخشیگا مگر انہوں نے انکو ذلیل کیا اور جمع نہیں کیا۔

ساتویں شرط تھی کہ ان کے زمانہ میں عالم میں برکت اور آرام سے رہینگے

یہ پیشین گوئیوں کے مطابق ہے کہ مسیح دنیا پر اتنا اثر ڈالیگا اور صلح اتنی پھیل جائیگی کہ باز اور چکور ساتھ رہینگے۔ شیر اور بھیڑ ایک کھیت میں چرینگے۔ بھیڑیا اور میڈھا ایک میدان میں بیٹھینگے۔ انسانوں میں جنگ بالکل بند ہو جاویگی۔ اور لڑائی بالکل نہ رہیگی۔ بیڑیوں سے کھیتی کرینگے۔ اور جنگ ہمیشہ کے لئے آدمیوں میں سے اُٹھ جائیگی۔ لیکن انکے زمانہ میں تو ایسی بے انصافی پھیلی ہوئی ہے کہ خود انکو بھی قربانی چڑھا دیا پس یہ کسطرح سے وہ مسیح ہو سکتے ہیں جنکی خبر دی گئی تھی۔ اسواسطے یہودی انکی شان میں بہت خراب الفاظ استعمال کرتے تھے۔

لیکن چونکہ یہودی باپ دادا کی تقلید کے سمندر میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اسلئے وہ ان پیشین گوئیوں کے معنی نہ سمجھ سکے یہ سب پوری ہوئیں مگر یہودی جدی تقلید کیوجہ سے مقدس کتاب کے معنی نہ سمجھ سکے۔ اور اسواسطے انہوں نے حضرت عیسیٰ کو جھٹلایا۔ پیغمبروں کا مقصد لفظی معنی نہ تھا۔ بلکہ انمیں اشارۃً بیان کیا گیا تھا۔ وہ رموز میں بات کرتے تھے۔ مثلاً پہلی شرط تھی کہ مسیح کسی غیر معلوم جگہ سے آئیگا۔ اسمیں انکے جسم کا ذکر نہ تھا۔ بلکہ انکی حقیقت کا یعنی حضرت مسیح کی حقیقت ایک غیر معلوم جگہ سے آئیگی کیونکہ وہ حقیقت لامکانی تھی۔ دوسری شرط تھی کہ انکی تلوار لوہے کی ہوگی۔ جس سے مراد انکی زبان تھی۔ جس سے کہ وہ سچوں کو جھوٹوں سے علحدہ کرینگے۔ اور دلوں کے ملک پر قبضہ کرینگے۔ مسیح کا حکم ایک ایسی ابدی اور دائمی سلطنت ہے جسکو زوال نہیں۔ چوتھی شرط تھی کہ وہ یہودیوں کی کتاب کے حکموں کو پھیلا دینگے۔ جس سے مراد حضرت موسیٰ کے احکام کی حقیقت تھی۔ یہ احکام در اصل عیسوی حقیقت کی بنیاد ہیں۔ انمیں کوئی فرق نہیں اور انہیں کو مسیح نے پھیلایا۔ (۵) انہوں نے مشرق اور مغرب پر قبضہ کیا۔ اور یہ قبضہ روح القدس کی تسخیر کا نتیجہ تھا۔ انہوں نے مشرق اور مغرب کی سرحدیں باقی نہ رکھیں

ساتویں شرط تھی کہ انکے زمانہ میں بھیڑیا اور میڈھا ایک ہی چشمہ سے پانی پئیں گے۔ یہ بھی پوری ہوئی۔ اس چشمہ سے مراد انجیل تھی جسمیں سے آب حیات جاری ہوا۔ بھیڑیے اور میڈھے سے مراد عداوت رکھنے والی دشمن اور متضاد قومیں ہیں۔ انکا ملاپ ممکن نہ تھا۔ لیکن حضرت عیسیٰ پر ایمان لانے کے بعد جو پہلے باہم مثل بھیڑیے اور میڈھے کے تھے انکو انجیل کے کلام نے ملا دیا۔

مقصد یہ ہے کہ پیشین گوئیوں کے سب معنی پورے ہو گئے لیکن چونکہ یہودی باپ دادا کی تقلید میں قید تھے اور ان الفاظ کی مراد اور حقیقت نہ جانتے تھے اسواسطے انہوں نے حضرت عیسیٰ کو جھٹلایا۔ بلکہ انکو شہید کیا۔ پس سوچو کہ تقلید کتنی خطرہ ہے۔ یہ وہ تقلیدیں تھیں جو انکے باپ دادا کے ذریعے اُن تک پہونچی تھیں۔ اور چونکہ وہ انکو پکڑے رہے اسلئے محروم ہوئے۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ خدا کے مقدس مظاہر دو مقام کے مالک ہوتے ہیں۔ ایک مقام بشری اور دوسرا مقام نورانی و رحمانی۔ انمیں ربانی تجلی جو مقام ظہور ہے وہ مستور ہے۔ اور مقام بشریت ظاہر ہے۔ خلق خدا اس مقدس حقیقت کو نہیں دیکھتی جو انکے جسم میں ظاہر ہے۔ وہ روح القدس کی قوت کو نہیں دیکھتے بلکہ اسکی بشریت کو دیکھتے ہیں۔ اور چونکہ دیکھتے ہیں کہ مقام بشریت میں اور سب کے مانند ہیں اور سب کیطرح کھاتے ہیں، سوتے ہیں، بیمار اور نالواں ہوتے ہیں، اسواسطے اپنا خیال کر کے کہتے ہیں کہ یہ بھی ہماری طرح سے ہیں۔ کچھ فرق نہیں ہے۔ یہ کیوں مظاہر مقدسہ ہوں اور ہم نہیں۔ یہ ہمسے کیوں ممتاز ہوں۔ یہ لوگ کس بات سے آسمانی ہیں اور ہم زمینی۔ یہ کیوں نورانی ہیں اور ہم ظلمانی۔ تمام باتوں میں ہم بھی انکی طرح سے انسان ہیں۔ بالکل کوئی فرق نہیں ہے۔ اور کسی بات میں وہ ہمسے زیادہ نہیں ہیں۔ ہم کوئی فرق نہیں دیکھتے یہ بھی ہمارے جیسے ہیں۔ پس وہ انکار اور استکبار کرتے تھے۔ ابلیس کیطرح سے جیسے اُسنے آدم کے جسم کو دیکھا اور کہا میں اسسے زیادہ شریف ہوں۔ انکی روح کو نہ دیکھا۔ اور اسکا خیال نکیا۔ اسواسطے تکبر کیا اور نہ سجدہ کرتا۔

پس خدا کے مقدس مظاہر کے ظاہر ہونیکے دنوں میں چونکہ آدمی انکی بشریت کیطرف دیکھتے ہیں اور انکو اپنی مانند پاتے ہیں اسواسطے بڑائی کرتے ہیں۔ اور اپنر اعتراض کرتے ہیں۔ ظلم اور تعدی کرتے ہیں۔ مخالفت کرتے ہیں اور انکو قتل کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں۔

پس تمکو چاہیئے کہ خدا کے مقدس ظہورونکی بشریت پر نظر نہ رکھو بلکہ انکی حقیقت کا خیال کرو۔ یعنی اوس حقیقت ساطعہ کا جو کہ عالم انسانی کو پرنور کر دیتی ہے۔ جو کہ انسان کو نقص سے چھٹکارہ بخشتی ہے۔ جو کہ ہیئت جامعہ کو کمال کے اعلیٰ درجہ پر پہونچاتی ہے جو کہ انسان کے وہم اور خیال سے اوپر ہے۔ تمکو چاہیئے کہ ہم لیمپ کیطرف نہ دیکھیں کیونکہ اگر چراغ کو دیکھینگے تو اسکے بلور ہونے کی وجہ سے ہم نور سے محروم رہجائینگے۔ ہمکو چاہیئے کہ ہم روشنی کو دیکھیں یعنی اوس روشنی کو جو اس چراغ میں چمک رہی ہے۔

اور وہ اس بزرگ اللہ کا فیض اور اسکی تجلی ہے جو کہ بشریت کے چراغ میں ظاہر اور ہویدا ہے اور اگر ایسا کرینگے تو حجاب اُٹھ جائیگا۔

انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ پرچہ مورخہ ۲۵ر جولائی میں توحید باری تعالیٰ پر حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبد البہاء کی تعلیمات سے ایک مفصل مقالہ درج کرینگے نیز یہ کہ وہ کونسی تعلیمات ہیں جنکی ترویج کے لئے خدا نے حضرت بہاء اللہ کو مامور کیا ہے۔

©Afnan Library Trust, 2026

بینک کا سود

دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم کا فتویٰ

کوکب ہند میں مسئلہ سود کی بحث جاری کی گئی ہے۔ چند مضامین نکل چکے ہیں۔ آئندہ بھی اس ضروری مسئلہ پر تبادلہ افکار کی ضرورت ہے۔ ہم نے بحث کی بنیاد یہ رکھی ہے کہ قرآن شریف سے سود کی اصل اخراج ضبط کیجائے پھر سود کے حدود پر کافی روشنی پڑسکتی ہے۔ ابھی تک جیسا کہ چاہئے مرکزی بحث پر اہل علم متوجہ نہیں ہوئے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اس بحث کے ذریعہ ہم عالم اسلام کی ایک اہم خدمت انجام دینگے۔ حدود سود کی تشریح و تفصیل روز بروز اہمیت پکڑتی جاتی ہے۔

مکرم مولنا طفیل احمد صاحب ولایت منزل علیگڈھ سے اس بحث پر بہت کچھ لکھ رہے ہیں۔ مگر ہمارے خیال میں ہر مخالف اور موافق کو ابھی بہت کچھ لکھنے کی ضرورت ہے۔ مسئلہ سود کی مشکلات کا اندازہ وہ لوگ خوب کرسکتے ہیں جو لین دین اور تجارتی کاروبار میں مصروف ہیں۔ حال ہی میں جامع مسجد بمبئی کی کمیٹی نے بینک کے سود کا کئی لاکھ روپیہ چھوڑ دیا تو وہ روپیہ حیدرآبادیوں نے لیا جس سے ایک گرجا تیار کیا گیا۔ اس نازک منظر نے شیخ محمد رفیع صاحب گھڑی والے کو علمائے دیوبند سے اسکے متعلق سوال کرنے پر مجبور کیا تو دیوبند سے حسب ذیل جواب آیا:-

"آپ اس روپیہ کو بینک میں نہ چھوڑیں بلکہ وہاں سے لیکر غرباء مساکین و اہل حاجت کو تقسیم کردیں۔ یہ بہت اچھا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اسکا ثواب حاصل ہوگا۔ حدیث میں ہے انما الاعمال بالنیات یعنی اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند ۱۲ر رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ

فتنہ و شرارت کا سدباب کسطرح ہوسکتا ہے

اردو اخبارات کے صفحات اس قسم کے واقعات سے روزانہ لبریز نظر آتے ہیں کہ فلاں جگہ فلاں قوم کے غنڈوں نے فلاں قوم کے لڑکوں یا عورتوں کو زدوکوب کیا یا کسی قسم کا نقصان پہونچایا۔ اسی طرح دوسری قوم کہتی ہے کہ فلاں قسم کے غنڈوں نے اسکے افراد کیساتھ ناموزوں سلوک کیا۔ افسوس کہ اس قسم کی خبروں کے چھاپنے میں ایسے اہتمام سے کام لیا جاتا ہے کہ جس سے بڑھکر ممکن نہیں۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ سرے سے ایسے واقعات ہوتے ہی نہیں۔ لیکن اسکا انکار ضرور کرینگے کہ ان افواہوں میں جس رنگ آمیزی سے کام لیا جاتا ہے وہ حد سے بڑھی ہوئی اور ہندوستان کے موجودہ لوگوں کے لئے مضر اور آئندہ نسلوں کیلئے سخت ہلاکت آفریں ہے۔ ان تمام خرابیوں کی ذمہ داری اخبارات کے سر پر ہے کیونکہ اخبار نویس کا یہی فرض نہیں کہ وہ ہر ایک خبر کو شائع کردے بلکہ پہلا اور ضروری فرض یہ ہے کہ ایسی خبروں کو جرح و تعدیل اور تنقید کے بعد شائع کریں جنکا اثر قوموں کے تعلقات پر پڑتا ہو۔ ہمارا ہم ایسی خبریں شائع کردیں جو حقیقت کے درجہ سے گری ہوئی ہوں یا انکی اشاعت میں فائدہ سے زیادہ نقصان ہونے کا احتمال ہو۔ اسلئے ہر نوع کی ہمدردی متقاضی ہے کہ اس خارزار میں نہایت احتیاط سے قدم رکھا جائے۔

اسلام کی نئی پولیٹکل کروٹ

(از جناب سید شاہ نذیر ہاشمی غازی پوری)

اسلام سلاطین اور فرمانرواؤں کی جماعت اور وراثت بندی کا حامی نہیں ہے۔ اسکی تعلیمات بے انتہا آزاد۔ جمہوریت اور عمومی فلاح کی موید ہیں۔ اگر مسلم اقوام کی ایک "لیگ" یا جمعیت سازگار ہو تو یہ شخصی خلافت اور موروثی مرکزیت سے زیادہ نیا بستی شان رکھنے والی ہوگی۔ اور اگر کسی فرد اور ذات کو مرجع کی ضرورت لاحق ہو تو اس "لیگ" کا صدر جو ہر سال حج کے موقعہ پر انتخاب سے پسند کیا جائے خلیفہ مان لیا جائے اسطرح ممالک اسلام کی ایک جمہوریت اور اقوام عالم اسلام کی مشارکت ایسی تحریک جاریہ ہوگی جس میں اسلام اور اسلامیت کے پورے روایات کا تحفظ اور نفاذ ہوسکیگا۔ یہ جمہوریت فرانس۔ امریکہ اور جرمنی کی جمہوریت سے زیادہ اشتراکی زیادہ عمومی اور زیادہ مساواتی ہوگی۔ کیونکہ صحابہ کرام نے جو خلافت جمہوریہ اور جمہوریہ اجتماعیت کی مثال پیش کی ہے اسکی گرد کو بھی آجکل کی معروضہ جمہوریتیں نہیں پہونچتیں ان میں تو عوام کا خون کسی حاوی اور غالب یا فئہ صدر یا جماعت سیاسیین کے ہاتھوں کیا جاتا ہے۔ حقیقت میں خلافت کی تنسیخ نے عالم اسلام کو نیا موقع دیا ہے کہ وہ خلافت کو صحیح نیابت صحیح اشتراکیت اور صحیح عقیدت کیساتھ ازسرنو قائم کریں۔

اجتماع عالم کے اسباب

روز بروز ایسے اسباب قدرتاً مہیا ہو رہے ہیں جو کہ عالم کی اجتماعی حالت کو مضبوط کرتے جاتے ہیں۔ امسال ۲۲ر ستمبر سے ۲۸ر تک نیویارک میں نقل آواز کی نمائش میں بڑے بڑے ماہرین فن جمع ہونگے۔ امریکہ کی وہ مشہور مخفیہ جسنے سال گذشتہ ایک سو دو شہروں میں اپنے گانے کی آواز پہونچائی تھی۔ امسال آلہ نقل آواز کے ذریعہ اس سے زیادہ مقامات پر فرانسیسی ایطالی۔ انگریزی زبانوں میں اسکے سرود کی آواز پہونچیگی۔ اگر ہوا ساس آئے تو ہندوستان میں بھی اس گانے کی آواز پہونچے گی امید کیجارہی ہے۔

یہ اور اسی قسم کی دیگر ایجادات عالم بشر کے لئے ضرور مفید ہیں لیکن کاش لہو و لعب کے مصرف سے ترقی کرکے بہترین روحانی معاملات اور الفت بین البشر کی خدمت میں یہ آلات اور اوقات صرف ہوں تو کیا ہی بہتر ہو۔ امید ہے کہ بالآخر دنیا اسی کی طرف آئیگی۔

اردو پریس میں اہل بہاء

(بقیہ مضمون ضمیمہ اول کالم نمبر ۱)

اسی پرچہ مشرق میں جناب مکرم ڈاکٹر محمد عمر صاحب (بریلی) کا ایک مضمون اہل بہار کے متعلق شائع ہوا ہے جسکا عنوان ہے

"توبہ کرتا ہوں سے بھی پیتا ہوں
یہ بھی حاری ہے وہ بھی جاری ہے"

جناب موصوف اس سے پیشتر بھی ایک مضمون پیغام صلح لاہور میں بعنوان "بابی مذہب" لکھ چکے ہیں۔

ہم جناب موصوف کی عنایات کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

"جناب خلیفۃ المسیح قادیان" اہل بہار کے خلاف تقریر فرما رہے تھے۔ آسمان سے ایک شہاب ثاقب گرا۔ آپ نے فرمایا آسمان نے بھی گواہی دیدی کہ ہم شہاب ثاقب ہیں اور بہائی تحریک شیطان ہے۔ "جریدۃ الفضل قادیان" میں کئی بار اسکا ذکر کیا گیا ہے۔ روزنامہ زمیندار لاہور نے اسپر ایک دلچسپ نوٹ لکھا۔ حال میں پیغام صلح لاہور نے انہی نشانوں کے احترام کو مدنظر رکھکر ایک مضمون لکھا ہے۔ اول یہ کہ یہ کوئی نشان نہیں ایسی باتوں کو نشان ٹھہرانا سراسر توہم اور خلاف حقائق اسلامیہ کی تضحیک کرانا ہے۔ دوم شہاب ثاقب قادیان والوں پر گرا تھا نہ کہ بہائیوں پر۔

"جریدۃ الفضل قادیان" ۸ر جولائی میں تحریک کیگئی ہے کہ "اخبار کوکب ہند آگرہ" کوئی احمدی نہ خریدے۔ اگر یہی تحریک علماء اسلام اضبارات قادیان کے بارے میں فرمائیں تو جناب مولنا غلام نبی صاحب مدیر الفضل کو بھی تو نہ معلوم ہوگی۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ ان باتوں سے کچھ نہیں ہوسکتا۔

معزز ہمعصر آریہ مسافر آگرہ نے اپنی تازہ اشاعت میں "کوکب ہند" پر تکرر ریویو کرکے اہل علم کو خریداری کوکب ہند کی طرف توجہ دلائی ہے۔ خدا کے فضل سے خریدار روز بروز بڑھ رہے ہیں۔

موقر صحیفہ صوفی پنڈی بہاؤالدین گجرات نے فراخدلی سے کوکب ہند پر عمدہ ریویو شایع کیا ہے جو ناظرین کوکب بھی آئندہ کسی پرچے میں ملاحظہ فرمائینگے۔

ہمعصر القاسم امرتسر جولائی میں "سیر مرزائی مسلمان ہیں" کے عنوان سے جناب مولنا غلام احمد آفگنے ایک مفصل مضمون لکھا ہے جسمیں جناب مرزا صاحب قادیان اور حضرت بہاء اللہ کا مقابلہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ان دونوں میں کیا بین فرق ہے کہ اول الذکر (یعنی جناب مرزا صاحب) کے بیانات میں اختلاف تضاد اور تناقض ہے اور موخر الذکر یعنی حضرت بہاء اللہ میں یہ وصف نہیں بلکہ جو کچھ انہوں نے پہلے کہا اسی پر ہمیشہ قائم رہا یہی وجہ ہے کہ بعض مرزائی تبدیل خیالات کہاں ہوگئے۔ اور قادیان سے نکل گئے۔ اسی پرچہ میں دوسری جگہ جناب مدیر القاسم فرماتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ بعض مرزائی کو بابیت اور بہائیت سے خاص نسبت ہے (وہ کیا کوکب) اسلئے مرزائی اگر فوج در فوج بھی بابیت (یا بہائیت کوکب) کو قبول کریں تو مستبعد نہیں۔

©Afnan Library Trust, 2026

کیا حضرت بہاء اللہ نے خدائی کا دعویٰ کیا

سُبحانکَ ھٰذا بُھتانٌ عظیم

اہل بہار کا اعتقاد یہ ہے کہ خدا کے مقدس مامور اسکے مظاہر ہوتے ہیں اور جب بھی یہ حقیقت کے آفتاب اور احدیت کے آئینے غیبی سرادیۂ الٰہی سے عالم ظاہر میں جلوہ گر ہوتے ہیں تو کل ممکنات کو قربت اور فیض پہنچانے کے لئے زبردست سلطنت اور غالب سطوت سے ظاہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ جواہر مخزونہ اور غیبی کنوز مکنونہ یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید کے محل تجلی ہوتے ہیں۔ یہ ہر اہل علم اور نورانی دل والے پر روشن ہے کہ وہ غیب ہویت و ذات احدیت بروز۔ ظہور۔ عروج و نزول۔ دخول و خروج سے مقدس ہے۔ ہر وہ وصف کہ وصف سے پاک اور ہر عاقل کی عقل سے بالا ہے اپنی ذات میں غیب رہا ہے اور ابد تک اپنی کینونت میں بصر و نظر سے پوشیدہ رہیگا۔ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر۔ (ص ۱۲۵ ایقان)

قرآن مجید و فرقان حمید نے بھی حضرت خاتم الانبیاء روح العلمین فداہ کی شان اعلیٰ اسی طرح بیان فرمائی ہے کہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم جو لوگ آپسے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں خدا کا ہاتھ انکے ہاتھ پر ہے۔

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ جب آپنے پھینکا تھا وہ آپنے نہیں بلکہ خدا نے مارا۔

فلما جاءھم الحق من عندنا قالوا لولا اوتی مثل ما اوتی موسیٰ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب انلوگوں کے پاس محمد بہاء اللہ آئے تو انہوں نے کہا کہ اسکو موسیٰ کے مانند نشان کیوں نہ دیے گئے۔ پس حضرت سیدنا خاتم الانبیاء و احبا فداہ کی ذات اقدس و انور کو خدا نے اپنی ذات کے قایم مقام ٹھہرایا آپکے مبارک ہاتھوں کو اپنا ہاتھ قرار دیا آپکے فعل کو اپنا فعل فرمایا آپ کو خطاب الحق عطا کیا حالانکہ الحق خدائے پاک کا اسم اعظم ہے یہ اسی لئے کہ حضور اقدس و اطہر خدائے برتر کے مظہر انور ہیں۔ مگر اسکے یہ معنی ہرگز ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ حضور انور خدا ہیں ایسی باتوں کو نہ سمجھکر بعض مخالفین اسلام معترض ہوئے کہ مسلمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا مانتے ہیں۔ چنانچہ یورپ کے بعض مورخین بھی کہتے رہے ہیں کہ مسلمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا مانتے ہیں اور آپکا بیت مکہ میں رکھا ہے جسکو محمد کہتے ہیں اسکو پوجتے ہیں۔ اس امر کا تذکرہ علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرۃ نبوی میں بھی کیا ہے مگر اہل علم جانتے ہیں کہ یہ اعتراض بجز ایک تاہی اور دھوکہ کے کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ یہ اعتراض حقایق اسلام اور اصطلاح قوم سے عدم واقفیت کا نتیجہ یا تعصب و عناد کا ثمرہ ہے۔

اسی طرح آج بعض معترض کہتے ہیں کہ حضرت بہاء اللہ نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ افترائے محض ہے۔

حضرت بہاء اللہ کی وحی میں ہے قل انظنون انی اراد شیئا لنفسہ لا ورب العلمین ۵ (کتاب مبین ص ۲۶۹)

کہدے کیا تم گمان کرتے ہو کہ بہاء اللہ نے اپنے نفس کیلئے کچھ چاہا ہے نہیں رب العلمین کی قسم ایسا نہیں۔ قل کل علم تلقائم القدم (کتاب مبین ص ۲۸۴) کہدے کہ ذات قدم کے سامنے سب علم ہیں قل انی ما اردت وصف نفسی بل نفس اللہ لو کنتم من المنصفین۔ لا یری فی الا اللہ وامرہ لو کنتم من المتبصرین۔ قل انی انا المذکور بلسان اشعیا وزبور باسمی التوراۃ والانجیل۔ کذالک یقضی الامر فی الواح ربکم الرحمٰن انی شھدت لی وانا اشھد لہ واللہ علی ما اقول شھید (کتاب مبین ص ۶۹)

کہدے میں نے اپنے نفس کی تعریف کرنی نہیں چاہی بلکہ میرا مقصود ذات الٰہی کی تعریف ہے کاش تم منصفین میں سے ہوتے خدا اور اسکے امر کے سوا مجھ میں کچھ نہیں دیکھا جاتا۔ کاش تم اہل بصرت میں سے ہوتے۔ کہدے میں وہی ہوں جسکا ذکر اشعیاء نبی کی زبان سے ہوا۔ اور میرے نام سے تورات و انجیل مزین ہیں۔ تمہارے پروردگار رحمٰن کی الواح میں ایسا ہی فیصلہ ہوا ہے۔ اس خدا نے میری گواہی دی ہے میں اسکی گواہی دیتا ہوں۔ اور خدا حاضر و ناظر میری باتوں کا گواہ ہے۔

ہاں بیشک حضرت بہاء اللہ نے مظہر الٰہی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ وحی اللہ میں یوں ہے۔ اتقوا اللہ یا قوم ولا تتبعوا الذین اعرضوا عن البرھان اذا ارتفع نداء مظھر الظھور فی طور العرفان۔ (فردوس ص ۲۷۳)

خدا سے ڈرو اے قوم والو اور ان لوگوں کی پیروی نکرو جنہوں نے دلیل سے منہ پھیر لیا۔ جبکہ مظہر ظہور کی ندا طور عرفان سے بلند ہوئی۔

ایک مناجات مبارکہ میں بزبان مبارک حضرت بہاء اللہ یوں آتا ہے۔ لم ادر یا الٰہی ای جرم یثبتونہ علی نفسی ان یقولوا ادعی ما ھو فوق مقامہ انک یا الٰہی اعلم بما جرت بہ اقلامھم وکتبت لی قبل ظھوری واخبرت بکل ذلک ولو یقولون لم ینطق بالآیات لیست انا منزلھا بل انت نزلت وتنزل کیف تشاء کما نزلتھا من قبل علی سفرائک واصفیاءک سے ذرا میں نہیں سمجھ سکا کہ یہ لوگ کونسا جرم مجھپر ثابت کرینگے۔ اگر کہیں کہ اپنے مقام سے بالا دعویٰ کیا ہے تو یہ دعویٰ تو اے میرے خدا تو نے میرے لئے کیا ہے۔ اور میرے ظہور سے پہلے تو نے لکھدیا تھا۔ اور سبکو اسکی خبر دی تھی۔ اور اگر کہیں کہ آیات کیوں بولتا ہے سو میں انکا نازل کرنیوالا نہیں ہوں بلکہ تو نے انکو نازل کیا ہے اور تو جسطرح چاہتا ہے نازل کرتا ہے جیسے تو نے مجھسے پہلے اپنے سفراء و اصفیاء پر نازل کیا تھا۔

(اوضح مجوب ص ۲۸)

اسی دعوی الوہیت کے افترا کے رد میں فرمایا ہے۔

یا ایھا الناطق بثنائی اسمع ما قالہ الظالمون فی ایامی بعضھم قال انہ افتری علی اللہ ومنھم من قال انہ ادعی الربوبیۃ۔ (تجلیات ص ۲) اے میری تعریف میں بولنے والے سن کہ ظالموں نے میرے دنوں میں کیا کہا بعض نے کہا کہ یہ مفتری علی اللہ ہے بعض نے کہا کہ اسنے ربوبیت کا دعویٰ کیا ہے۔ (الواح تجلیات وغیرہ)

اسی اعتراض کے جواب میں صاف فرمایا "یا شیخ ایں مقام مقام فنائے از نفس و بقائے باللہ است۔

(کتاب شیخ ص ۳۱)

یا شیخ علمائے عصر در تجلیات سدرہ بیان لابن عمران در طور عرفان چہ میگویند۔ (کتاب شیخ ص ۳۲)

چونکہ آجکل احمدی صاحبان حضرت بہاء اللہ کی نسبت دعوے الوہیت منسوب کر رہے ہیں۔ اسلئے تفہیم اور اتمام حجت کا آسان اور مفید طریق یہ ہے کہ انکے مسلمات سے انکی راہنمائی کیجائے۔

جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں:

"خدا کے پیاروں کو خدا سے ایک بڑا تعلق ہوتا ہے۔ اس تعلق کے لحاظ سے اگر وہ اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہدیں یا یہ کہدیں کہ خدا ہی ہے جو انمیں بولتا ہے اور وہی ہے جسکا جلوہ ہے تو یہ باتیں بھی کسی حال کے موقع میں ایک معنی کی رو سے صحیح ہوتی ہیں جنکی تاویل کیجاتی ہے کیونکہ انسان جب خدا میں فنا ہوکر اور پھر اسکے نور سے پرورش پاکر نئے سرے سے ظاہر ہوتا ہے تو ایسے لفظ اس کی نسبت مجازاً بولنا قدیم محاورۂ اہل معرفت ہے کہ وہ خود نہیں بلکہ خدا ہے جو اسمیں ظاہر ہوا۔ لیکن اس سے درحقیقت یہ نہیں کھلتا کہ وہی شخص درحقیقت رب العلمین ہے۔

(ضمیمہ رسالہ جہاد ص ۵)

ہمہ اوست اور دو دوست

ہمہ اوست پر ایک مجلس میں دیر تک علمی گفتگو تھی جسکے ایک حصہ میں ناظرین کوکب ہند کو شریک لطف کیا جاتا ہے۔ ہر شخص موافق یا مخالف رائے ظاہر کر سکتا ہے

س۔ ہمہ اوست کا مسئلہ ایسا حق ہے کہ انکار نہیں ہو سکتا۔

ج۔ مجھے اس سے اتفاق نہیں۔

س۔ بڑے بڑے صوفیا کرام اسکے قائل ہیں۔

ج۔ ہیں۔ لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ سب کچھ خدا ہے

س۔ بیشک سب کچھ خدا ہے۔

ج۔ میں بھی خدا ہوں؟

س۔ بالکل راست اور بجا ہے۔

ج۔ تو بھائی صاحب ایسا وحدت الوجود بالکل غلط ہے۔

س۔ کیونکر؟

ج۔ خدا کہتا ہے۔

س۔ کسطرح

ج۔ اسطرح کہ میں تمہارے خیال کی رو سے خدا ہوں اور کہتا ہوں کہ (ہمہ اوست) غلط ہے۔ (مخاطب گہرے سوچ میں پڑ گئے)

©Afnan Library Trust, 2026

جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت

ظہور حضرت بہاء اللہ

قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب

الحمد للہ الذی اظہر بسلطانہ، ما اراد وزین الیوم بنسبتہ الیہ وسماہ فی کتب السماء بیوم اللہ وفیہ ظہر ما یشتہیہ رسلہ وکتبہ وزبرہ فلما اتی الوعد اشرق الظہور۔ (صہ کتاب فردوس)

آفتاب حقیقت افق رحمت سے طلوع ہوا۔ شرق سے غرب تک منور ہونیوالا ہے۔ چشم بصیرت اسرار و معارف کے جلوے دیکھ رہی ہے۔

امروز نور ناطق و نار متکلم و خورشید حقیقی مشرق۔ جہنما تا فائز شوی باینچہ کہ سزاوار یوم اللہ است (صہ ۲۷۶ فردوس)

قل قد اشرقت شمس الکلمات من افق وحی ملیک الاسماء والصفات (کتاب مبین صہ ۱۹۸) کہدو آفتاب کلمات مالک اسماء وصفات کی وحی کے افق سے چمکا ہے۔ ان الذین عرفوا فی بحور الاوہام بعد اذ اشرقت شمس الایقان من افق الالہام اعلم من عبدۃ الاسماء (کتاب مبین صہ ۱۸۵)

"وہ جو اوہام کے سمندر میں ڈوب گئے بعد اسکے کہ آفتاب ایقان افق الہام سے چمکا۔ بیشک وہ اسماء پرست ہیں"۔

یہ لوگ بادلوں کی مانند اس خورشید حق کے اور دنیا کے درمیان حائل ہو گئے۔ مگر وہ آفتاب صداقت ..... تمام پردوں سے گذر کر کائنات میں پھیل گیا۔ قل انذا اسرق من جہۃ الشرق وظہر فی الغرب آثارہ تفکروا یا قوم ولا تکونوا کالذین غفلوا اذ جاء تہم الذکری من لدن عزیز حمید (کتاب مبین صہ ۱۶۸) کہدو کہ وہ جانب شرق سے چمکا اور غرب میں اسکے آثار نمودار ہو گئے۔ اے قوم والو غور کرو اور ان لوگوں کی مانند نہ ہو جاؤ جو کہ خدائے عزیز حمید کی طرف سے یاد دہانی پہنچنے پر بھی غافل رہے"۔ اور انہوں نے اپنا ہی نقصان کیا۔ حق کو کچھ بھی ضرر نہ پہونچا سکے۔ کیونکہ حق کا غلبہ و اقتدار سب پر محیط ہوتا ہے جسکے مقابلہ میں دنیا کی فوج و فر، تمام سلطنت و جمعیت بھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ سیاحی امر عظیم لا یمنعہ جنود السموات والارضین (صہ ۳۱۲ کتاب مبین)

بقدرت الٰہی و سلطنت صمدانی امام وجوہ کل قیام نمودیم۔ زنجیر منع نمود حبس حائل نشد۔ کند حدائد خوف نکرد۔ سطوت و صفوف الوف مانع نشد تا آنکہ نیر امر از افق ہر بقعہ اشراق نمود۔ و از قدرت قلم اعلیٰ و نفوذ کلمہ علیا در ہر بلاد اثار موجود۔ و نفحات بیان منتشر۔ (کتاب فردوس صہ ۱۰۶)

امر الٰہی اپنی شان اعلیٰ سے عالم میں سرایت و نفوذ کرتا جا رہا ہے۔ حضرت بہاء اللہ کے ظہور سے شرق میں ایک رستخیز برپا ہو گیا ہے۔ عالم ادیان میں ہل چل پڑ گئی۔ حقیقت ناشناس انسانوں نے پوری قوت سے امر الٰہی کو روکنا چاہا۔ سلطنتیں مخالفت پر کھڑی ہو گئیں۔ قومیں جمع ہو گئیں۔ اور زبانوں سے قلموں سے۔ نیزوں سے۔ تلواروں سے۔ بندوقوں سے غرضکہ جملہ تدابیر اور حیلوں سے اور ہر ممکن کوشش سے امر الٰہی کو روکنا چاہا مگر امر الٰہی پامال نہ ہوا۔ بلکہ خلاف اٹھنے والے ہی پسپا ہو گئے۔ خدائے تعالیٰ نے بزبان حضرت بہاء اللہ ایک بہت بڑے مخالف بادشاہ کو یوں متنبہ فرمایا۔ ہل ظننت انک تقدر ان تطفی النار التی اوقدہا اللہ فی الآفاق او نفسہ الحق لو کنت من العارفین بل بما فعلت زاد لہیبہا واشتعالہا سوف یحیط الارض وما علیہا کذلک قضی الامر ولا یقوم معہ حکم من فی السموات والارضین (کتاب مبین صہ ۱۳۰)

اے بادشاہ کیا تو خیال کرتا ہے کہ جس آگ کو خدا نے آفاق میں روشن کیا ہے تو اسکو بجھا دیگا۔ ہرگز نہیں۔ ذات حق کی قسم (ایسا کبھی نہیں ہو سکتا) کاش تو اہل عرفان میں سے ہوتا۔ بلکہ تیری مخالفت کرنیسے اس آگ کی بھڑک اور شعلہ ریزی زیادہ بڑھ گئی۔ عنقریب یہ زمین اور اہل زمین پر چھا جائیگی۔ اسی طرح فیصلہ ہوا ہے اور اس امر کیساتھ بلندیوں اور پستیوں میں کسی بسنے والے کا حکم ٹھہر نہیں سکتا۔ نادی المنادی لو تنکر الآیات ما تنکرون فی الاقتدار۔ (کتاب مبین صہ ۱۹۳)

"پکارنے والے نے پکارا کہ اگر آیات کا انکار کرو تو قدرت و اقتدار کے بارے میں کیا کہو گے"۔ کیونکہ اگر یہ امر باطل ہوتا تو خود ہی نہ ٹھہر سکتا لو کان الامر کما یقولون کیف یستقر ما اراد ہ اللہ بین العباد۔ اگر یہ امر ایسا ہی ہوتا جیسا کہ مخالف کہتے ہیں۔ تو جو کچھ بھی چاہا وہ بندوں میں کیونکر ٹھہر سکتا۔ یہ سنت الٰہی ہے کہ "ان الذین افتروا علی اللہ لا یفلحون" (کتاب مبین صہ ۳۰۲) جو لوگ خدا پر افترا کرتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوا کرتے"۔ یہی وہ مسلمہ قانون ہے جو قرآن مجید فرقان حمید نے بیان فرمایا جسے حضرت بہاء اللہ کتاب مستطاب ایقان میں یوں بیان فرماتے ہیں

نار حکمت الٰہیہ از آب عنصری افسردہ نشود۔ و سراج قدرت ربانیہ از بادہائے مخالف خاموشی نپذیرد۔ بلکہ در ایں مقام باد سبب اشتعال شود۔ و باد حافظ۔ لیزداد بالبطل بطلا و یزداد الحق حقا و فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار۔

حکمت الٰہی کی آگ آب عنصری سے نہیں بجھتی۔ اور نہ ہی قدرت ربانی کی شمع مخالف ہواؤں سے خاموش ہوتی ہے۔ بلکہ ایسی حالتوں میں باد اشتعال کا سبب ہوتا ہے اور ہوا حافظ۔ تاکہ باطل باطل ہوتا جائے اور حق حق ثابت ہو۔ اس میں عبرت ہے صاحبان بصیرت کے لئے۔

جناب میرزا صاحب کی گواہی

یہ وہ آیت ہے جو بہائی لٹریچر میں احمدی لٹریچر کے وجود سے پہلے لکھی گئی۔ اب حضرت بہاء اللہ کی صداقت پر جناب میرزا غلام احمد صاحب کی گواہی ملاحظہ ہو جو اسی آیت مذکورہ کے ذریعے ادا ہو گئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے انجام آتھم صہ ۶۳ و ۶۴ لکھا ہے کہ "توریت اور قرآن شریف دونوں گواہی دے رہے ہیں۔ کہ خدا پر افترا کرنیوالا جلد تباہ ہو جاتا ہے۔ کوئی نام لینے والا اسکا باقی نہیں رہتا اور انجیل میں بھی لکھا ہے کہ اگر یہ انسان کا کاروبار ہے تو جلد باطل ہو جائیگا لیکن اگر خدا کا ہو تو ایسا نہ ہو کہ تم مقابلہ کر کے مجرم ٹھہرو۔ اللہ جلشانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب۔ یعنی اگر یہ جھوٹا ہے تو اسکا جھوٹ اسپر پڑیگا اور اگر یہ سچا ہے تو تم اسکی بعض پیشگوئیوں سے بچ نہیں سکتے جو تمہاری نسبت وہ وعدے کرے۔ خدا ایسے شخص کو جو حد سے بڑھنے اور کاذب ہو راہ نہیں دکھلاتا جو فضول گو اور کاذب ہو"۔

کوئی شخص عمداً اپنی طرف سے بعض کلمات تراش کر یا ایک کتاب بنا کر پھر یہ دعوے کرے کہ یہ باتیں خدا کیطرف سے ہیں۔ اور اسنے مجھے الہام کیا ہے اور ان باتوں کے بارے میں میرے پر وحی نازل ہوئی ہے حالانکہ کوئی وحی نازل نہیں ہوئی سو ہم نہایت کامل تحقیقات سے کہتے ہیں کہ ایسا شخص کبھی کسی زمانہ میں نہیں چلچکا"۔

اب ظاہر ہے

کہ حضرت بہاء اللہ نے منجانب اللہ ہونیکا دعویٰ فرمایا موعود کل ادیان اور صاحب وحی ہونے کا ادعا کیا۔ آپکی مخالفت بہت اور سخت ہوئی۔ آپ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے ہیں۔ آج دنیا میں لاکھوں بہائی ہیں جو آپ کا انکار کرنے کی نسبت اپنی جان دینی آسان سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ہزاروں نفوس نے سبیل الٰہی میں جان دی۔ پھر روز بروز اہل بہاء دنیا میں بڑھ رہے ہیں۔ پس خدا کی گواہی جو قرآن شریف سے معلوم ہوئی اور خود حضرت بہاء اللہ کی وحی کی شہادت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ یہ امر الٰہی ہے اور یہ آفتاب خدا کے افق مشیت سے جلوہ گر ہوا ہے۔ اور جناب میرزا صاحب کی یہ گواہی جماعت احمدیہ کیلئے کامل اتمام حجت ہے

آل فرعون میں سے ایک مومن کی حکایت

اور رب العزت اپنے حبیب محمد کیلئے یوں بیان فرماتا ہے آل فرعون میں سے ایک سچے مومن نے جو اپنے ایمان کو چھپاتا تھا یوں کہا کہ کیا تم ایک آدمی کو اسلئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ خدا میرا پروردگار ہے اور بیشک وہ تمہارے پاس خداوند کی کھلی نشانیاں لایا ہے۔ اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اسکے جھوٹ کی سزا اسپر پڑیگی اور اگر سچا ہوا تو وہ سزائیں جنسے وہ ڈراتا ہے تم پر پڑینگی۔ بیشک خدا اسکی رہنمائی نہیں کرتا جو حد سے بڑھنے والا جھوٹا ہو۔

©Afnan Library Trust, 2026

ظہور صداقت اور ہماری تبدیل رائے

جب کھل گئی سچائی پھر اسکو مان لینا نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ ہدیٰ یہی ہے

ہم جب قادیان کی جماعت میں تھے تو وہ وہی خیالات رکھتے تھے جو کہ جماعت قادیان کے ہیں۔ مگر جب ہم نے کافی غور و تحقیق کی تو ہم سچائی اور دیانت کیساتھ ان خیالات سے دست بردار ہو گئے۔ ہم اس خدا کا شکر ادا کرتے ہیں جسکے فضل نے ہمیں ان خطرناک توہمات سے نجات بخشی۔ ہم جناب میرزا صاحب کے نہ ماننے والے مسلمان کو کافر جانتے تھے اور سمجھتے تھے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔" (انوار خلافت ص۹) کیونکہ ہم تسلیم کرتے تھے کہ "جیسے ایک غیر احمدی کا فرض ہے کہ جبتک وہ بیعت میں داخل نہو مسیح موعود (مرزا صاحب) اور اسکے متبعین کو مسلمان نہ سمجھے ایسے ہی ایک احمدی کا فرض ہے کہ جو مسیح موعود (مرزا صاحب) کی بیعت میں نہیں اسے مسلمان نہ سمجھے۔" (فاروق ص۱۰۱ ۱۶ر جنوری ۱۶ء) گر گئے

مگر الحمد للہ ہم گ مسلمانان عالم کی تکفیر سے دست بردار ہو ہم مسلمانوں کے پیچھے نماز حرام بلکہ قطعی حرام سمجھتے تھے جیسا کہ قادیان والے سمجھتے ہیں۔ (اربعین نمبر ۳ ص۲۸) مگر اب ہم ہر مسلمان کے پیچھے نماز جائز سمجھتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔

پہلے مسلمانوں کیساتھ احمدی لڑکی کا نکاح حرام سمجھتے تھے جیسا کہ اہل قادیان کا مسئلہ ہے ملاحظہ ہو اخبار الفضل ۲۴ر جون ۱۹۲۳ء اب ہم اس تعصب سے آزاد ہو چکے ہیں۔

پہلے ہم مسلمان میت کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے اور نہ جائز سمجھتے تھے جیسا کہ قادیانی جماعت کا عمل ہے ملاحظہ ہو اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲ر مئی ۱۹۱۵ء) مگر اب ہم اس ظلم اور سنگدلی سے بیزار ہیں اور ہر خوشی و غمی میں مسلمانوں کے شریک کار ہیں۔ خدا نے ہمیں قادیانی تاریکی سے نجات بخشی اور بفضلہ اپنے نور کی جانب راہنمائی فرمائی۔ قادیانی جماعت میں سے قدرت نے ہمیں کھڑا کر کے ایک بڑی حکمت کا جلوہ دکھلایا ہے۔ لعلھم یتقون او یحدث لھم ذکرا۔

اے اہل قادیان یقیناً سمجھو کہ یہ الٰہی فعل ہے جو اسلئے ظاہر ہوا کہ وہ تمہیں جانچے اور آزمائے اور تمیز ظاہر کرے کہ کسقدر تم حقیقت شناسی اور تقویٰ اور اخوت اسلامی سے دور جا پڑے ہو۔ فاعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین۔ الا للہ الدین الخالص۔ حضور خداوندی میں خمدار ہو کہ بجز روح اخلاص کوئی صورت کوئی رسم کوئی اسم مقبول نہیں۔ بھائیو! جلد توبہ کرو تا ہلاک نہ ہو جاؤ۔ اگر تم میں کچھ اخلاص کی روح ہے تو اسکو کام میں لاؤ اور اسم و رسم و صورت کے تمام پردے دور کر دو تاکہ تمہیں نور حقیقت سے کوئی چیز محجوب نہ کر سکے اگر ایسا کرو گے تو ناگہاں اپنے آپکو نورانی عالم میں پاؤ گے۔

جناب میرزا صاحب کہتے ہیں۔ "ناپاک دل اور گندی طبیعت والا سچائی کے استخراج کیلئے کچھ بھی کوشش نہیں کرتا اور ایک دھوکہ جو پہلے دن سے ہی اسکو لگجاتا ہے اسی کی پیروی کرتا چلا جاتا ہے" مگر نیک سرشت اپنی رائے کے بدلنے سے ہرگز نہیں ڈرتا۔" خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ان سے پیار کرتا ہوں کہ جو گناہ اور خطا کا طریق چھوڑ کر حق کی طرف قدم اٹھاتے ہیں۔" (ضیاء الحق)

صلحکاری کی بنیاد جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں کہ "اگر صلحکاری کی بنیاد درمیان نہ ہو تو پھر ہمارا سارا سلسلہ فضول اور اسپر ایمان لانا بھی فضول۔ (اشتہار واجب الاظہار ص۳ ملحقہ تریاق القلوب)

مگر ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسلمانوں کے تفرقہ اندازی کی بڑی سے بڑی مثال یہی مسائل ہیں جو قادیانی جماعت کے امتیازات ہیں۔ کیا مسلمانوں کو کافر خارج از دائرہ اسلام کہنا صلح کاری کی بنیاد ہے۔ کیا مسلمانوں کے پیچھے مسلمانوں کی جماعت میں نماز نہ پڑھنا صلحکاری کی بنیاد ہے۔ یا مسلمانوں سے رشتہ حرام ٹھہرانا صلحکاری کی بنیاد ہے۔ کیا مسلمانوں کا جنازہ نہ پڑھنا صلحکاری کی بنیاد ہے۔

اے قادیانی دوستو۔ وزہ اپنے کانشنس سے فتویٰ لو ذرا بردباری سے سوچو کہ کیا تکفیر مسلمین۔ حرمت نکاح عدم اقتدار۔ منع جنازہ وغیرہ ہی صلحکاری کی بنیادیں ہیں۔ ولسد یہ تو اسلام کے اندر تفرقہ اندازی اور ظلم عظیم ہے۔

"یہ کیا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ بوئے ایماں ہو"

دوہری تیغ تکفیر افسوس کہ مسلمانوں کو اگر قادیان والے کافر کہیں تو بجا اور مسلمان اگر یہ تحفہ قادیان والوں کو دیں تو قادیان کی دوہری تیغ تکفیر یوں وار کرتی ہے کہ کافر کہنے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ باوجود اہل قبلہ اور کلمہ گو ہونے کے۔ (تشحیذ جلد ۱۰ ۱۱)

سلام و طعام حرام اور اگر یہ مسلمان اخلاقاً احمدیوں کو سلام کریں یا ساتھ ملکر کھانا کھانا چاہیں۔ تو حکم ہوتا ہے کہ "ایسے لوگوں کا سلام مت لو نہ انکے ساتھ ملکر کھاؤ۔ (تشحیذ جلد ۱۰ ۱۱)

جنازہ جائز نہیں مزید افسوس یہ کہ اگر کوئی بھولا بھالا مسلمان مرزا صاحب کو اچھا بھی کہتا ہو تو صرف اچھا کہنے کی اسکو بھی سزا ملیگی جسکا بیان یوں ہے کہ:-

"جو شخص مصدق نہیں یعنی (مرزا صاحب کی بیعت نہیں کرتا) مگر کہتا ہے کہ میں انہیں اچھا جانتا ہوں وہ بھی مخالف ہے۔ اور منافق طبع۔ پس ایسے اشخاص کا جنازہ بھی جائز نہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۱۰ ۱۱)

لڑکی دینے والے کو سزا جو غیر احمدی کو لڑکی دے وہ احمدی ہی نہیں اسکے پیچھے نماز کیسی۔ (تشحیذ جلد ۹ ۱۱)

اس سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو لڑکی دینے والا نہ صرف احمدی نہیں رہتا بلکہ ایسا کافر ہو جاتا ہے کہ جسکے پیچھے نماز حرام ہو جاتی ہے جیسا کہ تمام مسلمانوں کے پیچھے حرام ہے۔

مسجدیں الگ ہاں مسلمانوں کے پیچھے نماز حرام ٹھہرانے پر ہی اکتفا نہیں کیگئی بلکہ مسجدیں بھی الگ کرنیکا حکم ہے۔ "فتاوی نوریہ میں ہے اے احمدیو! تم اپنی مسجدیں الگ بنالو۔ غیر احمدیوں سے کیا تعلق" (تشحیذ جلد ۹ ۱۱)

ہمارا پیغام کہ اے قادیان کی طرف منہ کرنے والے ان نئے ایسے مسائل سے توبہ کرلو جن سے تفریق بین المسلمین کا فتنہ پیدا ہو۔ ہمارا پیغام اولاً و آخراً یہی ہے کہ ؎

زفکر تفرقہ باز باشتی پرداز

بہائی کتابیں

الواح حضرت بہاء اللہ و عبد البہاء

(۱) مجموعہ الواح مبارکہ عربی و فارسی عہ
(۲) ایقان مع اردو ترجمہ۔ حرف انگریزی ہے
(۳) ادعیہ محبوب عربی فارسی ہے ۱۳ر
(۴) کلمات مکنونہ مترجم انگریزی اردو ۱۲ر
(۵) ہفت وادی چہار وادی (تصوف) ۸ر

مفاوضات عبد البہاء فارسی انگریزی للعہ ہے
مکاتیب عبد البہاء جلد اول ہے
الصیغ ثانی ہے ۱۲ر
الصیغ ثالث ہے ۱۲ر
لوح پروفیسر فورال ۱۳ر

بدایع الآثار۔ مصنفہ مرزا محمود زرقانی۔ حضرت عبد البہاء کے یورپ اور امریکہ کا باتصویر سفرنامہ۔ کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ جلد اول ص۴ ثانی ۴ر

کتاب الفرائد۔ مصنفہ مرزا ابو الفضل علامہ ظہور قریباً ۸ سو صفحات کی ایک زبردست کتاب ہے۔ جسمیں حقایق قرآنی و کتب آسمانی کی ایسی تطبیق کی ہے کہ مطالب اظہر من الشمس ہو جاتے ہیں۔ کتب آسمانی و احادیث کے پوشیدہ اسرار کی دوربین فارسی سہل ہے۔

بہجۃ الصدور۔ حاجی میرزا حیدر علی امیر خارطوم کی سوانح جسمیں انکے عصر کے واقعات مفصلاً درج ہیں صفحات ۵۳۲ آسان فارسی عہ

مناظرات الدینیہ۔ ایک بہائی مبلغ رزدشتی۔ یہودی۔ عیسائی اور اسلامی اعتراضات کے کیا جوابات دیتا ہے۔ منجملہ اور عقیدوں کے خاتم النبیین کا وجود تمام ادیان کی کتب سے دکھلا کر اسکے معنی کی تطبیق کرتا ہے۔ عہ

تاریخ امر بہائی ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ فارسی ۱۲ر

دروس الدیانہ۔ ۱۲ر

دیوان نوشن۔ ایک زردشتی شاعر کا بلند پایہ کلام ایران کی شاعری کے جدید دور کا عمدہ نمایندہ عہ

مثنوی ہیبش۔ مصنف کا حال میں انتقال ہوا ہے۔ عہ ۸ر

حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات۔ اسمیں حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبد البہاء کے مختصر حالات زندگی اور بعض مبنین تاریخ بہائی۔ پھر حضرت بہاء اللہ کی کتابوں میں سے تعلیمات درج ہیں۔ حضرت عبد البہاء کا فوٹو بھی شامل کتاب ہے امر بہائی سے واقفیت چاہنے والوں کے لئے نہایت عمدہ تحفہ ہے۔ قیمت ۸ر

نوٹ محصول ڈاک ان قیمتوں میں شامل نہیں۔

فرمائشیں بنام منیجر دار الکتب سول لائنس آگرہ

©Afnan Library Trust, 2026

مسیح موعود کی نشانیاں حضرت بہاء اللہ پر چسپاں ہیں

"جس کا تھا اُس کے پاس آگیا"

(کشف جناب میرزا صاحب)

مسیح موعود مشرق فارس میں

جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں "مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق سے ظاہر ہونگے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۱)

ممالک مشرقیہ سے مراد ملک فارس اور بخارا اور ہندوستان ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۲۴۴)

مسیح موعود شام و عراق کے درمیان

"مسیح کے ظہور کی جگہ وہی مشرق ہے جو دجال کے ظہور کی جگہ حسب مشار حدیث ادھا الی المشرق ہے کیونکہ جہاں بیمار ہو وہیں طبیب آنا چاہیئے۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۶)

اسی اصول سے مسیح موعود کا شام و عراق کے درمیان ظہور ہونا چاہیئے۔ کیونکہ میرزا صاحب تسلیم فرماتے ہیں کہ "دجال شام و عراق کے درمیان سے نکلیگا" (ازالہ صفحہ ۷۹) اور ظاہر ہے کہ جہاں دجال ہو وہیں مسیح ظاہر ہو۔ کیونکہ "جہاں بیمار ہو وہیں طبیب آنا چاہیئے۔" یہ سبکو معلوم ہے کہ حضرت بہاء اللہ نے شام اور عراق کے درمیان سیاحت فرمائی اور وہ دونوں کی سرزمین میں جا اترے۔ جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں:۔ کہ

مسیح موعود زمین قدس میں

"ابن ماجہ کا قول ہے کہ وہ بیت المقدس میں اُتریگا۔ (ازالہ صفحہ ۹۱)

یہ وہی پاک سرزمین ہے جسکے متعلق میرزا صاحب ایک حدیث ازالہ اوہام صفحہ ۲۸۴ پر لکھتے ہیں کہ "ملک شام کو مبارکباد" خدا کے فرشتے اسپر چھائے ہوئے ہیں اور یہی وہ ارض مقدس ہے جسکی طرف

مسیح موعود یروشلم میں

تمام کتب مقدسہ رہبری کرتی ہیں۔ اور تاویل بعید کی کوشش میں جناب میرزا صاحب کو بھی مجبوراً لکھنا پڑتا ہے۔ کہ "ذکریا باب ۱۴ میں مذکور ہے کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود کے عہد میں سخت طاعون پڑیگی۔ اس زمانہ میں تمام فرقے دنیا کے متفق ہونگے کہ یروشلم کو تباہ کردیں۔ تب انہیں دنوں میں طاعون پھوٹیگی اور اُسی دن یوں ہوگا کہ جیتا پانی یروشلم سے جاری ہوگا۔ یعنی خدا کا مسیح ظاہر ہو جائیگا۔ (نزول المسیح صفحہ ۴۲)

وقت مسیح موعود

حدیث الدنیا لعبد المائتین جسکے یہ معنی ہیں کہ آیت کبریٰ تیرھویں صدی میں ظہور پذیر ہونگی۔ اسپر قطعی اور یقینی دلالت کرتی ہے۔ کہ مسیح موعود کا تیرھویں صدی میں ظہور یا پیدائش واقع ہو

(ازالہ صفحہ ۲۷۸)

حضرت بہاء اللہ کے ظہور اور پیدائش کا ٹھیک یہی وقت ہے ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ اور خروج دجال ایک ہی صدی میں ہوگا۔ گو حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کا ظہور ٹھیک ایک ہی صدی میں ہوا۔ اور یہی وقت خروج دجال کا ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔

"ہجرت مقدسہ کی تیرھویں صدی سے پہلے ان تمام فتنوں کا نام و نشان نہ تھا۔ اور جب تیرھویں کچھ نصف سے زیادہ گذر گئی (یعنی ۱۲۶۰ھ جو ظہور حضرت باب کا وقت ہے عمر) تو یکدفعہ اس عیسائی دجالی گروہ کا خروج ہوا۔ اور پھر ترقی ہوتی گئی۔ (ازالہ صفحہ ۲۱۵/۲۹۲)

جہاز چل پڑے

جناب میرزا صاحب اپنے دعوے کے دلائل میں فرماتے ہیں۔ "دخانی جہاز چل پڑے ہیں اور اونٹوں کی سواریاں بیکار ہوگئیں" (خطبۂ الہامیہ صفحات آخری)

سود خانی جہاز ۱۸۰۷ء میں اور ریل ۱۸۲۵ء میں جاری ہوئی (عمل مصفی جلد ۲ صفحہ ۴۱۸)

اور یہ زمانہ حضرت بہاء اللہ کے زمانہ سے زیادہ پیوستہ ہے نہ کہ میرزا صاحب سے۔

بقیہ دلائل کیلئے ملاحظہ ہو تحفہ گولڑویہ اڈیشن ثانی صفحہ ۱۴۶ تا ۱۴۹ جس جگہ اپنے دعوے کے مفصلہ ذیل ثبوت دیے ہیں۔

نہروں کی کثرت

یہ نشان ۱۸۵۷ء سے ۱۸۶۳ء تک کے عرصہ میں ظہور پذیر ہوا۔ یہ زمانہ حضرت بہاء اللہ کا ہے۔ دیکھو عمل مصفی جلد ۲ صفحہ ۲۳۵/۲۳۶

ستاروں کا ٹوٹنا

یہ نشان ۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء میں حضرت بہاء اللہ کے وقت ظاہر ہوا۔ دیکھو عمل جلد ثانی صفحہ ۴۵ اور آئینہ کمالات ۱۱۰

سخت قسم کا گہوف

یہ نشان ۱۲ اگست ۱۸۸۳ء میں حضرت باب اللہ کے وقت میں ظاہر ہوا۔ دیکھو عمل مصفی جلد ثانی ۳۶۷/۳۶۸

ماں بعض کتب میں زلازل۔ تار۔ ٹیلیفون اور دیگر ایجادات عجیبہ کو بھی نشان قرار دیا ہے۔ انکے لئے دیکھو حواشی ذیل

زلزلے

۱۸۶۵ء عہد مبارک حضرت بہاء اللہ میں شروع ہوئے۔ (دیکھو عمل مصفی جلد ثانی صفحہ ۴۱۹)

دیگر ایجادیں

تار۔ ٹیلیفون اور دیگر عجائبات بھی انھارہویں صدی مسیحی میں جاری ہوئیں جو حضرت بہاء اللہ کا زمانہ ہے۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو عمل مصفی جلد ثانی صفحہ ۴۱۸)

(عمر صدائی مزمل جالہ)

ایک احمدی سے مناظرہ

اسلام کے جن عقاید پر تمام فرقوں کا اتفاق ہے انمیں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت امام مہدی اور حضرت مسیح اسلام کے موعود ہیں اور یہ دونوں ہستیاں الگ الگ ہیں۔ اور جہاں قادیان کے بعض اور عقیدے مسلمانوں کے متفقہ عقائد کے خلاف ہیں وہاں ایک یہ بھی ہے کہ امام مہدی اور حضرت مسیح موعود ایک ہی ہیں۔ اس مناظرے میں نہایت زبردست علمی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مسلمانوں کا مسلمہ عقیدہ ہی صحیح ہے۔ اور حضرت امام مہدی و حضرت مسیح موعود جدا جدا شخص ہیں۔ اور اسی کے دوسرے حصے میں ثابت کیا ہے کہ خود قادیان کے مسلمات سے حضرت باب امام مہدی اور حضرت بہاء اللہ مسیح موعود ہیں۔ ایسی عجیب طریقہ سے اتمام حجت کی ہے کہ جس شخص کے پاس یہ کتاب ہو قادیان کے بڑے سے بڑے مبلغ کو

اقتباس الاخبار

کوکب ہند اور اخبارات قادیان

ایک مفصل مضمون کے اندر جناب محترم محمد حسین آزاد مختار عدالت وٹالہ وہ۔ معزز ہمعصر آگرہ اخبار ۷ر جولائی ۲۴ء میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"جس دن سے حرم سرائے قادیان میں حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کے ذکر خیر کا آغاز اور مہدویین کے قادیان کی ابتدا ہوئی ہے اُس روز سے قادیانی مشن کی حیرانی و پریشانی کی کوئی حد نہیں رہی۔

جو لوگ دونوں پارٹیوں کے اخبارات دیکھتے ہیں وہ غالباً اس سے انکار نہیں کرسکتے کہ قادیانی پریس سے جو مضامین اسوقت نکل رہے ہیں وہ بالکل اس متعفن پانی کی طرح ہیں جس سے وبائی امراض کے پھیلنے کا احتمال ہوتا ہے۔ اسکے برعکس بہائی لٹریچر کی موجودہ روانی اُس آب مصفا کی مانند ہے جس سے عناصر میں تازگی و تراوت پیدا ہوتی ہے۔

اول الذکر کے زبان و قلم دشنام دہی کیلئے وقف ہیں۔ مگر موخر الذکر کمال الفت سے قادیانی آلام و مصائب کو دور کر رہی ہے۔ گو اسکا احساس قادیانیوں کو نہ ہو مگر تمام دنیا یہ باور کرتی ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی تعلیمات کا اثر اپنی امت کیلئے نہایت خراب چھوڑا ہے۔ وہ معمولی باتوں میں ہر فرد حملہ ہوکر نہ صرف خود مشتعل ہوتی بلکہ عمداً اشتعال پیدا کرنیکی محض اسلئے کوشش کرتی ہے کہ اصل موضوع سے طبیعت ہٹ کر واہیات کی جانب مائل ہوجائے۔"

اب صرف سوال یہ ہے کہ مسلمان قادیانیوں کا ساتھ کیوں نہیں دیتے۔ بہائیوں سے کیوں ہمدردی رکھتے ہیں۔ اسکا جواب نہایت آسان یہ ہے کہ ہمیشہ غالب دشمن کا ساتھ دیا جاتا ہے۔ مغلوب دشمن کا کوئی ساتھ نہیں دیتا۔ بھائیوں کی تعداد تمام دنیا میں اسوقت قریب دو کروڑ کے ہے برخلاف اسکے قادیانیوں کی قلیل تعداد ہے۔ اور جن کے اخلاق نے ایک عالمگیر احساس مسلمانوں میں انکی سرکوبی کا پیدا کر دیا ہے

قہر قادیان

قادیان سے حضرت شہاب اور عالی جناب علمی وغیرہ کا جدا ہونا تھا کہ قادیانی پریس کے قہر و غضب کی کوئی حد نہیں رہی۔ انکے زبان و قلم نے بے تکلف ان الفاظ کو لکھنا شروع کر دیا۔ جو ان کی لغات و فرہنگ میں بدترین سے بدتر تھے۔ اور جوش غضب میں اسکی بھی پرواہ نہیں رہی کہ وہ اخلاق کی حدود سے تجاوز کر رہے ہیں۔ مگر آفرین ہے اوس جماعت کے اخلاق حسنہ پر جسنے ہر توہین و اشتعال آمیز بات کو ہنسکر ٹال دیا۔

حضرت باب و حضرت بہاء اللہ (علیہم السلام) کے عقائد کا حرمرائے قادیانی میں غلبہ پانا ایک ایسی شکست فاش عقائد قادیانی کی ہے کہ جسکا ازالہ ہونا تو کیا بلکہ یہ تحریک عقائد قادیانی کی موت کا پیش خیمہ ہے۔ اور اس عاجز کی یہ پیشگوئی کہ جو تیزی کی تعداد میں قادیان سے نکلی ہے وہ تیزی سو کیساتھ داخل ہوگی بہت جلد بتائید الٰہی پوری ہونیوالی ہے۔ اور جسکا ایک جزو پورا بھی ہو چکا ہے۔

(راقم خاکسار عبد اللہ از اٹاوہ)

آگرہ اخبار ۷ر جولائی ۲۴ء

©Afnan Library Trust, 2026

کیوں ڈرتے ہو؟

جب علمائے اسلام اپنی جماعت اور اپنے معتقدین کو احمدیوں سے ملنے یا قادیانی لٹریچر پڑھنے سے روکتے ہیں تو قادیان والے شکوہ و شکایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انسانوں کی آزادی چھینی جارہی ہے اور یہ ہمارے لٹریچر کی طاقت کا بین ثبوت ہے کہ علماء اور انکے متوسلین ہمارے لٹریچر سے پگھل جاتے ہیں اسی لئے تو پڑھنے سے روکا جاتا ہے۔

مگر واقفین قادیان کو کیا معلوم تھا کہ جو بات وہ فخریہ دوسروں کو بطور نصیحت سنا رہے ہیں بہت جلد وہ دن آنیوالا ہے کہ یہی نصیحت علمائے اسلام انکو بطور فضیحت سنائیں گے۔

اب کیا قادیان کے ارباب حل و عقد کی بہبود سیلہ یہ کوشش کرنا کہ احمدی جماعت کا کوئی شخص بھائی استدلالیات نہ دیکھے اور معروف بھائیوں سے حفظ و کتابت نہ کرے انکو تبلیغ احمدیت کے لئے مفید ہو سکتا ہے یا انکے وقار فاتحیت کو برقرار رکھ سکتا ہے عنقریب علمائے اسلام جماعت احمدیہ کو دعوت دینگے کہ وہ اپنے دعاوی پہلے بھائی دلائل کے مقابل ثابت کریں ورنہ کنج عافیت میں آرام کریں۔ اور مسلمانوں میں احمدیت کی تبلیغ کو ترک کریں۔

جبر و تشدد سے جب ایران جیسے ملک میں کچھ نتیجہ نہ نکلا جہاں قتل و غارت سے بھی کوئی روکنے والا نہ تھا۔ تو ہندوستان جیسے ملک میں جبر و تشدد کے حامیوں کو کیا امید ہو سکتی ہے۔

ہم ناظرین کی آگاہی کیلئے ایک تازہ مثال پیش کرتے ہیں جو ہمارے علم میں آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ:

ایک احمدی صاحب نے کچھ بھائی کتابیں منگائیں۔ انسے قادیان کے مقرر کردہ ایک امیر جنکے ساتھ یہ صاحب کام کر رہے تھے۔ بہت خفا اور برہم ہوئے اور ایک خط لکھا جسمیں حسب ذیل سطریں بھی ہیں:

"آپ کو جو آج لفافہ آگرہ سے آیا ہے وہ آپ نو بجے سے پہلے بے تکلف پہونچا دیں۔ نہیں تو آپ کل کام پر نہ جاویں جبتک کہ صدر دفتر یا آگرہ دفتر سے آپکے متعلق حکم نہ آجائے"

کوکب ہند آگرہ } یہ اخبار ہفتہ وار زیر ادارت مولوی سید محفوظ الحق صاحب علمی اور مولوی مہر محمد خاں شہاب شایع ہو رہا ہے۔ ہمارے بردو دوست اخبار کو بہت سے بہتر بنانے کی سعی کر رہے ہیں۔ اور ان دقیق مضامین سے دنیائے اردو کو آشنا کر رہے ہیں جو لسان قرس میں محفوظ و مصئون تھے علمی ذوق رکھنے والے حضرات کو اسکا مطالعہ عبث حاضرہ میں ضرور ہے۔ قیمت سالانہ للعہ ہے

(اخبار دربار آگرہ یکم جولائی)

مصنفہ معاصرین } جو کوکب ہند پر ریویو فرما چکے ہیں انکا شکریہ۔ دیگر معاصرین بھی آزادی اور وسعت قلبی کے ساتھ ریویو فرما کر ممنون فرمائیں جنکی خدمت میں کوکب ہند مسلسل حاضر ہو رہا ہے۔ (منیجر)

مختصر خبریں

ایران۔ اخبارات بتاتے ہیں کہ ایران بیدار ہو کر مافات کی تلافی کر رہا ہے شہروں میں برقی روشنی۔ مختلف مقامات پر ریل اور دیگر انتظامات پیشتر سے بہت بہتر ہیں۔ جو پارسی کہ اپنے وطن جانا چاہتے اور نہ جا سکتے تھے اب بخوف و خطر جا سکتے ہیں۔ تخت جمشید جو قدیم بزرگوں کی یادگار ہے اسکی بھی زیارت کر سکتے ہیں۔ موثر بمعصر جبل المتین کلکتہ میں محترم جعفر فیروزی ایران کی تازگی پر بکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ صد سالہ راہ ہمنے اب دو سال میں طے کر لی ہے۔ خدا تعالیٰ سبکو ایسی کامیابی عطا فرمائے جسمیں تعصب اور تنگدلی کو دور باش کہتے ہوئے سب افراد نوع بشر بھائی بھائی ہو کر ترقی کرتے جائیں۔

"وطن"۔ **قسطنطنیہ** رمقطراز ہے کہ عمر طوسون پاشا "مخلوع" خلیفہ کو چار ہزار انگریزی پاؤنڈ بھیج چکے ہیں۔ اس کے علاوہ شام میں بھی ان کے لئے سرمایہ جمع ہو رہا ہے۔ فرانسیسی عبدالمجید خاں کیلئے بہت پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ اور بعض مقامات پر خطبہ بھی ان کے نام کا پڑھا جاتا ہے۔

لندن۔ ۲۸ر جون (بمبئی کرانیکل کا خاص تار) ڈیلی ٹیلیگراف کا سیاسی وقایع نگار رمقطراز ہے کہ مستقبل خلافت کے بارہ میں ترکی اور مصر سے بعض دلچسپ معلومات بہم پہونچے ہیں۔ ترک اس معاملہ میں غیر سرکاری طور پر دلچسپی کا اظہار کرینگے اور غالباً آئندہ موتمر اسلامی کے اجلاس میں امام یحییٰ (یمن) کا نام امیدواران خلافت کے لئے پیش کرینگے جنکی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ خود ابھی تک ترکوں کا دوست اور ان کا شریک سمجھتے ہیں۔ امام یحییٰ شریف حسین کے دعووں کے سخت مخالف ہیں۔ اور دوران جنگ میں انہوں نے ترکی افواج متعینہ حجاز کا ساتھ دیا تھا۔ امام مذکور کے ترک دوست بجوشی خاطر انکا نام منصب خلافت کیلئے پیش کرینگے۔ اگر امام مذکور کا انتخاب عمل میں آگیا۔ تو وہ قسطنطنیہ میں رہنے لگیں گے۔

ترکوں کی قلیل تعداد ایسی بھی ہے جو شیخ سنوسی اعظم کو خلیفہ بنانا چاہتی ہے۔

انگلستان میں چھ لاکھ معماروں نے کام چھوڑ کر ہڑتال کر دی۔ مالکان تعمیر کی متکبرانہ اور مغرورانہ دھمکی کے خلاف یہ ہڑتال کیگئی ہے۔ باعث تنازعہ یہ ہے کہ معمار اور مزدور اپنی روزانہ اجرت میں اب زیادتی چاہتے ہیں۔ تحقیقاتی مجلس نے اس نزاع کے اسباب اور وجوہ کے متعلق شہادتیں اور بیانات لینے شروع کر دیئے ہیں۔

جاپان کے دارالسلطنت شہر ٹوکیو کی امریکن سفارت گاہ میں سے ایک جاپانی امریکن جھنڈا اتار کر اور اسکو چرا کر فرار ہو گیا۔ جاپانی پولیس نے سو یا ۱۵۰ میل کے فاصلہ پر جا کر ملزم کو گرفتار کیا۔

روس اور ایران کے درمیان تجارتی معاہدہ مکمل ہو گیا۔ اور ۲۷ر ماہ حال کو دونوں سلطنتوں کے قایم مقاموں کے دستخط ہو گئے۔ روس اور ایران کے درمیان اس معاہدہ کی سنت تین سال سے بابت گفتگو ہو رہی تھی۔ تکمیل معاہدہ کے دوسرے دن وزیر خارجہ ایران نے روسی سفیر کی اور روسی سفیر نے وزراء ایران کی دعوت کی۔

مراکو کی عرب اقوام ریف نے اسپین کی فوجوں کو شکست پر شکست دیکر اسپین کی فوج کا ناک میں دم کر دیا ہے۔ اسپین کی فوج کی ایک بڑی جمعیت کو اہل ریف نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ اسپین کے ایرو پلین کو بیکار کر کے نیچے گرا لیا۔

روس میں امسال غلہ وغیرہ کی پیداوار نہایت کم ہوئی ہے تمام ملک میں قحط کے آثار نمایاں ہیں۔

جاپان نے عیش و عشرت کے سامان کو اپنی قومی زندگی سے نکال کر الگ کر دینے کی تجویز کی ہے۔ چنانچہ جاپان میں چار شربت۔ شراب۔ ملبیات۔ ہیرے جواہرات ریشم اور قیمتی پوشاکوں پر ایک سو فیصدی محصول درآمد لگانے کی تجویز کی ہے جسنے ان چیزوں کی درآمد جاپان میں قطعی رک جائیگی۔

مسٹر محمد علی نے احمد آباد میں اعلان فرمایا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو مہاتما جی ملک اور عدم تشدد کے حوالہ کر دیا ہے۔ اگر یہ کفر میں شامل ہو تو میں یہاں تک کہنے کو تیار ہوں "اے خداوند ہم تمہارے ہاتھوں میں ہیں"

مہاراجہ کپورتھلہ۔ کو پریذیڈنٹ فرانسس نے گرینڈ آفیسر آف دی لیجن آف آنر کا خطاب دیا بادشاہ سلامت نے مہاراجہ مذکور کو اس خطاب کے قبول کر لینے کی اجازت دیدی۔

سر لرنلی۔ ولسن گورنر بمبئی نے بروڈا کے جیلخانہ کو جا کر دیکھا اور وہاں مولانا حسرت موہانی سے بہت دیر تک گفتگو کی اب مولانا حسرت موہانی رہا ہونیوالے ہیں۔

ریفارم۔ (انتظام ملکی) کے متعلق تحقیقاتی کمیٹی ماہ اگست کے پہلے ہفتہ میں شملہ میں پھر مجتمع ہوگی اور تمام ماہ اگست میں اجلاس کرتی رہیگی۔

اس سال کلکتہ یونیورسٹی سے گیارہ سو طلباء بی۔ اے اور ایم۔ اے دعوہ میں پاس ہوئے ہیں۔

۱۹۲۵ء کی تجارتی ڈائرکٹری

تاج جنتری

میں اشتہار دینا ازحد مفید ہے اسلئے کہ یہ جنتری ہمیشہ ہاتھوں میں رہنے والی چیز ہے۔ اور ہندوستان میں سب سے زیادہ تعداد یعنی ایک لاکھ کی تعداد میں زیر طبع ہے شرح اجرت اشتہارات حسب ذیل ہے۔

پورا صفحہ ۵۰ ؎۔ نصف صفحہ ۳۰ ؎۔ ¼ صفحہ ۱۶ ؎
۱/۸ صفحہ (یعنی ½ کالم) ۱۰ ؎

اسکی خریداری کے آرڈر بھی جلد موصول ہونے چاہئیں تاکہ بعد طباعت فوراً تعمیل کیجاوے۔

جوابی امور کے لئے جوابی کارڈ موصول ہونے چاہئیں

۲۹×۲۲ کی بڑی تقطیع پر ماہ نومبر تک شایع ہو جائے گی

المشتہر

زیر اہتمام سید محفوظ الحق ایڈیٹر۔ مطبع اگرا اخبار پریس میں چھپکر شایع ہوا

©Afnan Library Trust, 2026

I 8

رجسٹرڈ نمبر A ۱۳۳۱

مورخہ ۲۵ جولائی سنہ ۱۹۲۲ء

کوکب ہند

مقاصد
نشر نفحات حقیقت تبلیغ وحدت محبت فلاح
اقتصاد اصلاح معاشرت تعلیم عمومی حقوق نسواں
تفہیم معارف تطبیق مذہب و سائنس

قواعد
ہر صناعت کا مضمون درج کیا جائیگا وہ
مضمون درج نہ ہوگا جسمیں کسی دین
یا کسی قوم یا فرد پر ناروا حملہ ہو

مدیر مسئول
سید محفوظ الحق علمی مولوی فاضل

مدیر معاون
مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

جلد ۱ ہر انگریزی مہینہ کی یکم ۹-۱۷-۲۵ کو شایع ہوتا ہے نمبر ۸

اسلام کا بدترین دشمن ہلاک ہوا

قال اللہ تعالےٰ عزّ وجلّ قُتِلَ الْخَرَّاصُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ

آج لکھنؤ کے احمدی حضرات کا ایک اشتہار بعنوان "اسلام کا بدترین دشمن" متعلق عقائد بہائیہ نظر سے گذرا۔ دیکھکر سخت تعجب ہوا میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان احمدی حضرات کو خلاف واقعہ بہتان بلند کرنے کی کیسے جرأت ہوئی میں انکو چیلنج دیتا ہوں کہ جو عقائد حضرت بہاء اللہ کے ماننے والوں کے متعلق اشتہار مذکور میں تحریر کئے ہیں مرد میدان بنکر تحریراً یا تقریراً حضرت بہاء اللہ کی کتابوں سے ثابت کریں ورنہ آفتاب حقیقت پر فتنہ و فساد کی دھول ڈالنا ٹھیک نہیں۔ اس سے قبل چند در چند مرتبہ چیلنج تبادلہ خیالات کے متعلق احمدی حضرات کو دیا گیا۔ جسکے جواب میں "الفضل" میں سوائے ذاتی حملوں کے کسی اصولی مسئلہ پر بحث مباحثہ کی تاب نہ لاسکے تو اب صورت بہتانی اختیار کی بجائے اسکے کہ مقابلتاً حق و باطل کا فیصلہ کریں اور دنیا کو اشتعال دلاکر برانگیختہ کرنیکی کوشش کرتے ہیں جس سے انکا عجز صاف ظاہر ہوتا ہے اور کیوں نہو جبکہ خود مسیح اعظم قادیان عاجز رہے اور کبھی ایک حرف لکھنے کی جرأت نہ کرسکے۔ انکے بعد انکے خلیفہ نور الدین صاحب کا بھی یہی شیوہ رہا کہ آخر عمر تک مہر سکوت لگائے رہے اور بعض مسائل مہمہ بہائیوں سے حل کراتے ہوئے راہی ملک عدم ہوئے جب ان ہستیوں کا یہ حال رہا تو پھر انکے پیرو کیونکر جرأت مناظرہ کرسکتے ہیں۔

ہمارا رویہ دنیائے اسلام بلکہ بنی نوع انسان کیساتھ جیسا ہے اسکے انصاف پسند حضرات "کوکب ہند" کی اشاعت سے اچھی طرح محسوس کرسکتے ہیں ہمارا مسلک لیس الفخر لمن یحب الوطن بل لمن یحب العالم ہے۔ ہمپر ہمارے عقائد کے اظہار کرنے اور کتابوں کے نہ دینے کا الزام لگایا ہے حالانکہ صفحات کوکب ہند گواہ ہیں جنپر دنیا کے سامنے اپنے عقاید کا اظہار کرتے اور اپنی کتابوں کا اشتہار دیتے رہتے ہیں ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔ دنیا کے مذاہب کی کتب مقدسہ کا پیشینگوئیوں کے بموجب اظہار حق و حقیقت بالاستقلال سنۃ اللہ کے مطابق کرتے ہیں اے اہل قادیان کبھی تو اپنے گریبان میں منہ ڈالکر غور کرو کہ تمنے کیا کیا۔ اگر اسلام کے اندر ۷۲ فرقے تھے تو تمنے ۷۳ اور ۷۳ کے ۷۴ کردیے۔ حقیقتاً عالم اسلام کی سرزمین میں بغض و عناد کا تمنے وہ تخم بویا ہے کہ جس سے روح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش نہیں۔ حیف صد حیف آج امت محمدیہ کے کروڑہا انسانوں کو تمنے بزعم خود کافر ٹھہراکر انسے دینی اور دنیوی تعلقات منقطع کرکے کلمۂ توحید میں بھی تحریف کرتے ہوئے انکو جہنمی ٹھہرایا۔ کیا ایک ہادی اور مصلح کا یہی کام ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بس ہم سوائے اسکے تمسے کچھ نہیں کہسکتے کہ خدا تمہارے حال پر رحم فرمائے اور تمکو راہ مستقیم دکھلائے ؎ وما علینا الا البلاغ

منجانب عبد الرحمٰن الہندی معرفت اکسلسیر مشارٹ ہارن بی روڈ بمبئے

نظم

امر بہا آیہ بر ماد ملک دکن رسید
بر اہل ھند مژدہ کہ باطل شکن رسید
آوازۂ جمال ورخ یار مشکموے
بر ملک روس و چین و ختا و ختن رسید
بر گوے طوطیان شکر خائے ہند را
ہنگام وصل نے لب و شکر دہن رسید
بر کام دل حلاوت شہد و شکر بسے
از گفتگوے دلبر شیریں سخن رسید
در پائے او بسی سر عشاق شد بدار
ہر دم ز کوشش عاشق خونیں کفن رسید
آری ز حق نثار تن جان و ننگ و نام
برہان صدق دعوے ہر ممتحن رسید
عکا مقر یوم ینادی المناد شد
اینہاں خبر ز مالک ملک و علن رسید
پیغام حق بشارت عکاست در کتب
از بہر ہند کے خبر ذو المنن رسید
روزی بدست کرد اگر خاتم شہی
کے سر کار ایزدی از اہرمن رسید
کے کرد او ہدایت اقوام مختلف
کے نغمۂ م از زراغ و زغن رسید
مصداق ورد ران من اھل الکتب ہیں
الا لیؤمنن بہ سنت سید
در دور حق طوالیف و احزاب صیحہ زن
تا بہ سپہر نالۂ آل الجمن رسید
دربار گاہ یار چہ محمود شد ایاز
از غربت زمانہ بدار الوطن رسید

©Afnan Library Trust, 2026

وحدت الوہیت

نطق حضرت عبدالبہاء در اول کلیسیائے متحدین فلاڈیلفیا جلسے ۸۰۰ عدد نفر جو منتخب ہوگئے

صبح ۹ جون سنہ ۱۹۱۲ء ترجمہ از زبان انگریزی

(نمبر ۲۵ جولائی سنہ ۱۹۲۴ء)

میں مشرق کے دور دراز ملکوں سے آیا ہوں۔ اس مملکت سے جہاں سے ہمیشہ آسمانی نور طلوع ہوتا ہے۔ جہاں سے مقدس ظہور ہوئے ہیں۔ اور جو کہ خدا کی قدرت کے ظہور کا محل رہے ہیں۔ اور میری مراد اور میرا مقصد یہ ہے کہ شاید خدا کی مدد سے مشرق اور مغرب کے ملکوں میں ارتباط پیدا ہو جائے۔ خدا کی محبت ان دونوں جہتوں کو گھیر لے۔ خدا کی نورانیت ان دونوں اقلیموں کو روشن کر دے۔ روح القدس کے دم سے سب زندہ ہو جائیں۔ اسواسطے خدا کی درگاہ میں گریہ وزاری کرتا ہوں کہ مشرق اور مغرب کو ایک اقلیم کر دے۔ اور ان دینوں کو ایک دین کر دے۔ ان آدمیوں میں ایکا کر دے۔ یہ سب ایک ہی آفتاب کے نور اور ایک ہی دریا کی موجوں کے مانند ہو جائیں۔ اس جہان میں ایک بوستان کی مثال بنجائیں۔ اور تمام ایک ہی گلستان کے پھل اور پتے ہو جائیں۔

اللہ کی حقیقت ایک وحدت محض ہے۔ اور وہ کائنات کی سمجھ سے بالا اور برتر ہے۔ کیونکہ کائنات کی سمجھ محدود ہے۔ اور خدا کی حقیقت غیر محدود ہے۔ پس محدود چیز کسطرح سے غیر محدود چیز پر احاطہ کر سکتی ہے؟ جو مخلوق کہ بہت سے عناصر کی ترکیب سے بنی ہیں اور ہمیشہ ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہوتے ہیں وہ کسطرح سے اُس حقیقت کا تصور کریں جو کہ ہمیشہ زندہ رہنے والی ہے۔ ہمیشہ ایک حال پر ہے اور ہمیشہ سے ہے۔ یقین ہے کہ اس تصور سے عاجز ہیں۔ کیونکہ جب ہم مخلوق کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مراتب کا اختلاف پہچاننے میں حائل ہے۔ ہر نیچے کے رتبہ والی خلوق اپنے سے اوپر والی چیز کو نہیں سمجھ سکتی۔ مثلاً نبات کتنی ہی ترقی کرے۔ نباتات کے عالم کو نہیں سمجھ سکتی۔ اور نبات خواہ کتنی ہی ترقی کرے۔ حیوان کی حقیقت کو نہیں پا سکتی۔ انسانی عقل وقوت کو نہیں سمجھ سکتی۔ پس معلوم ہوا کہ مراتب کا فرق پہچاننے میں سدراہ ہے۔ اور نیچے کا درجہ اوپر کے درجہ کو نہیں پہچان سکتا۔ خیال کرو کہ باوجودیکہ یہ گلاب ظریف ہے، لطیف ہے، معطر ہے، اور اپنے نباتی درجہ کا کمال رکھتا ہے۔ لیکن انسان کے درجہ کو نہیں جانتا۔ اسکے سننے اور دیکھنے کا تصور نہیں کر سکتا۔ اسکی عقل اور سمجھ کو نہیں پاتا۔ انسان کے عالم سے بیخبر ہے۔ اگرچہ دونوں مخلوق ہیں۔ لیکن مراتب کا اختلاف نہیں جاننے دیتا۔ کیونکہ انسان کا رتبہ بلند اور نبات کا رتبہ پست ہے۔ پس انسانی عقل کسطرح خدا کی حقیقت کو پہچان لیگی۔ کسطرح سے یہ محدود انسان اوس غیر محدود خدا کو جان لیگا۔ مگر ان اوس خداوند کی حقیقت نے تمام کائنات کو وجود بخشا۔ انسانی عالم پر نعمتیں اتاریں اور اسکا نور تمام عالم پر آفتاب کے نور کے موافق چمکتا ہے تم سورج کو دیکھتے ہو کہ اسکا نور تمام دنیا پر پڑتا ہے۔ اسی طرح اس حقیقی آفتاب کا نور بھی سب پر چمکتا ہے۔ اسکی روشنی وہی ہے حرارت وہی ہے۔ فیض وہی ہے اور تمام مخلوق پر روشن ہے۔ لیکن مخلوقات کے مرتبوں میں فرق ہے اور انکی استعداد جدا ہے ہر کوئی اپنی بساط کے موافق آفتاب کی روشنی حاصل کرتا ہے۔ سیاہ پتھر پر بھی وہی چمکتا ہے۔ درختوں پر بھی وہی روشنی کرتا ہے۔ اور حیوانوں پر بھی اسی کا نور برستا ہے۔ جس سے کہ وہ بڑھے اور پرورش ہوئے ہیں۔ آفتاب وہی آفتاب ہے اسکا فیض ایک ہی ہے۔ لیکن کمال کو پہنچے ہوئے انسان اوس آئینہ کی طرح جسمیں سورج اپنی پوری قوت کے کیساتھ چمک رہا ہو۔ اور آفتاب کی تمام صفات اسمیں ظاہر ہوں) پوری طرح سے سورج کی حقیقت بتاتے ہیں۔ اور یہ لوگ خدا کے مقدس مظہر یعنی پیغمبر ہیں جو اسکی خداوندی حقیقت ہم پر کھولتے ہیں۔ جیسے کہ سورج آئینہ میں ظاہر ہے اور آسمانی سورج کی صورت اور مثال آئینہ میں نظر آتی ہے۔ اسی طرح اس حقانی سورج کی صورت اور کیفیت پچھے پیغمبروں کے آئینہ میں ظاہر اور ہویدا ہوتی ہے۔ اسوجہ سے حضرت عیسیٰ نے فرمایا تھا کہ باپ بیٹے میں ہے۔" اس سے مراد یہ ہے کہ وہ حقانی آفتاب اس آئینہ میں ظاہر ہو رہا ہے نہ یہ کہ آفتاب۔ آسمان سے اتر کر آیا ہے اور اس آئینہ میں داخل ہو گیا ہے۔ کیونکہ خدا کی حقیقت کیواسطے اونچائی اور نیچائی نہیں ہے۔ وہ داخل اور خارج نہیں ہوتی وہ زمان و مکان سے پاک ہے اور ہمیشہ اپنی تقدیس و تنزیہ میں ہے۔ کیونکہ اسکی حقیقت کے واسطے تغیر اور تبدل نہیں ہے۔ اور تغیر اور تبدل اور ایک حالت سے دوسری حالت میں انتقال کرنا اس حقیقت کا خاصہ ہے جو کہ حادث ہو۔

ایسے وقت میں جب کہ شرق میں بہت بڑا اختلاف تھا اور بڑی لڑائیاں اور جھگڑے پھیلے ہوئے تھے۔ جب کہ مذاہب اور ملتیں جنگ میں مشغول تھے۔ جبکہ مختلف ذات اور قوم کے آدمی ایکدوسرے کے دشمن تھے۔ حضرت بہاء اللہ مشرق کے افق میں ظاہر ہوئے۔ اور خدا کے فیض اور انسانی عالم کی وحدت کا علم بلند کیا۔ اور فرمایا کہ سب آدمی ایک ہی خدا کے بندے ہیں۔ اور سب اسی کے پیدا کرنیوالے فیض سے ظاہر ہوئے ہیں۔ خدا سب پر مہربان ہے۔ اور سب کی پرورش کرتا ہے۔ خواہ کسی ذات کے ہوں کسی قوم کے ہوں۔ اور کسی ملت کے سب کو رزق دیتا ہے۔ سب کی پرورش کرتا ہے۔ سب کی حفاظت کرتا ہے۔ اور سب سے محبت کیساتھ پیش آتا ہے۔ جب کہ خدا سب پر مہربان ہے تو ہم کیوں کسی پر نامہربان ہوں۔ جب کہ خدا سب سے وفا کرتا ہے ہم کیوں کسی سے بیوفائی کریں۔ جب کہ خدا سب پر رحمت نازل کرتا ہے ہم کیوں کسی پر قہر و غضب کریں۔ اور جب خدا کی سنت یہ ہے تو یقیناً یہ انسانوں کی حکمت عملی سے بہتر ہے۔ کیونکہ انسان خواہ کتنا ہی عاقل ہو۔ ممکن نہیں کہ اسکی سیاسی چالیں خدا کی سیاست اور دستور العمل سے بہتر ہوں۔ پس ہمکو چاہیے کہ ہم بھی خدا کی روش اختیار کریں۔ سب ملتوں اور تمام مخلوق سے محبت کریں سب پر مہربان رہیں۔ اور سب کو ایک ہی درخت کے پھل پھول اور پتے جانیں۔ کیونکہ سب ایک خاندان کے ہیں۔ اور ایک ہی انسان کے بچے۔ ایک ہی دریا کی موجیں اور ایک ہی چمن کا سبزہ ہیں۔ سب کا ایک ہی خدا محافظ ہے۔ نہایت یہ ہے کہ کوئی علیل ہے اسکا علاج کریں۔ کوئی جاہل ہے اسکو تعلیم دیں۔ کوئی سویا ہوا ہے اسکو بیدار کریں۔ کوئی بیہوش پڑا ہے اسکو ہوش میں لاویں۔ عالم انسانی کی وحدت کا جھنڈا بلند کریں۔ اور تمام دینوں کی یگانگت کا بھی علم اٹھاویں۔ کیونکہ خدا کے سب دینوں کی بنیاد حقیقت ہے اور حقیقت متعدد نہیں ہو سکتی بلکہ وہی ہے۔ اور خدا کے سب پیغمبروں کی بنیاد حقیقت ہے۔ اور اگر حقیقت نہ ہو تو باطل ہے۔ اور چونکہ بنیاد حقیقت ہے اسواسطے خدا کے سب دینوں کی بنا ایک ہی ہے نہایت یہ ہے کہ بعض تقلیدیں داخل ہو گئی ہیں۔ اور بعض آداب رسمیں اور بدعتیں شامل ہو گئی ہیں۔ چونکہ ان پیغمبروں سے نہیں نکلیں بلکہ بعد میں شامل ہو گئیں ہیں۔ اور چونکہ ان تقلیدوں میں اختلاف ہے وہ دینوں میں اختلاف کا سبب ہوتی ہیں۔ لیکن اگر ہم ان تقلیدوں کو الگ کر دیں اور خدا کے دینوں کے اساس کی حقیقت کو تلاش کریں تو یقین ہے کہ ہم ایک ہو جاوینگے۔

اسیطرح حضرت بہاء اللہ نے تمام النزاع کی وحدانیت کا پھریرا اڑایا۔ اور پکارا کہ عورت اور مرد تمام حقوق میں برابر ہیں کسی طور پر کوئی امتیاز نہیں ہے کیونکہ سب انسان ہیں صرف تربیت کے محتاج ہیں۔ اگر عورتیں بھی مردوں کی طرح تربیت کیجاویں تو یقین ہے کہ کوئی فرق نہ رہیگا کیونکہ انسانی عالم دو پروں کا محتاج ہے۔ ایک عورت اور ایک مرد۔ کوئی پرندہ ایک پر سے نہیں اڑ سکتا۔ ایک بازو کا نقص دوسرے بازو کے لئے وبال ہے۔ عالم بشر کی مثال دونوں ہاتھوں کی سی ہے۔ اگر ایک ہاتھ ناقص ہے تو دوسرا ہاتھ جو کامل ہے وہ بھی اپنا فرض ادا نہ کر سکیگا خدا نے سبکو پیدا کیا ہے سبکو عقل اور دانش عنایت کی ہے۔ دو آنکھ اور کان دیے ہیں۔ دو ہاتھ اور دو پاؤں عطا کئے ہیں۔ ان کے درمیان کوئی فرق یا امتیاز نہیں رکھا ہے۔ پس عورتیں مردوں سے کیوں پست رہیں۔ خدا کی عدالت اسکو قبول نہیں کرتی۔ اسکے عدل نے سبکو برابر پیدا کیا ہے اسکے نزدیک کوئی مرد یا عورت نہیں ہے جس کسی کا قلب زیادہ پاک ہو اور عمل بہتر ہو وہی اسکو مقبول تر ہے خواہ وہ مرد ہو خواہ عورت۔ کتنی عورتیں پیدا ہوئیں جنپر مرد فخر کرتے تھے۔ حضرت مریم فخر رجال تھیں مریم مجدلیہ پر مرد رشک کرتے تھے۔ حضرت مریم والدہ حضرت یعقوب فخر رجال تھیں۔ آسیہ فرعون کی بیبی فخر رجال تھیں۔ حضرت سارہ زوجہ حضرت ابراہیم فخر رجال تھیں۔ اسی طرح اور بہت پیدا ہوئیں۔ حضرت فاطمہ عورتوں کی انجمن کی شمع تھیں۔ حضرت قرۃ العین نے ستارہ روشن کیا۔ اور اس زمانہ میں اسوقت ایران میں بہت سی عورتیں ہیں جو کہ فخر رجال ہیں۔ وہ عالم ہیں۔

©Afnan Library Trust, 2026

شاعر ہیں۔ واقف ہیں اور نہایت شجاع ہیں۔

پس عورتوں کی تربیت مردوں سے زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ ایک دن یہ لڑکیاں مائیں بنیں گی۔ اور بچوں کی تربیت ماں ہی کرتی ہے۔ بچوں کی سب سے پہلی معلم ماں ہی ہے۔ اسواسطے چاہیے کہ عورتیں باکمال عالم اور فاضل ہوں تاکہ بچوں کی تربیت کرسکیں۔ اور اگر مائیں ناقص ہونگی تو بچے نادان اور جاہل رہجائیں گے۔

پس حضرت بہاء اللہ نے اعلان کیا کہ سب کی ایک طرز تربیت کرنی چاہیے۔ اور یہ عالم انسان کے اتحاد کیواسطے لازم ہے۔ کہ تمام بشر ایک سی تربیت پاویں۔ عورت اور مرد لڑکی اور لڑکے سب ایک ہی تربیت حاصل کریں۔ اور جب سب مدرسوں میں ایک سی تربیت ہوجاویگی۔ تو بڑا ارتباط پیدا ہوجاویگا۔ جب تمام انواع کو ایک سی تعلیم ملیگی تو عورتوں اور مردوں کی وحدت پھیل جاویگی۔ جنگ اور جدال کی جڑ اوکھڑ جاویگی مگر بغیر ان باتوں کے جاری ہوئے یہ ممکن نہ ہوگا۔ کیونکہ تربیت کا اختلاف جنگ اور جدال کا باعث ہے۔ مرد و عورت کے حقوق کی مساوات کشت و خون کو روکیگی۔ کیونکہ عورتیں کبھی لڑائی کو پسند نہ کرینگی۔ یہ جوان اپنی ماؤں کو بہت پیارے ہیں اور وہ کبھی راضی نہونگی۔ کہ یہ میدان جنگ میں جاکر اپنا خون بہادیں۔ جس بیٹے کو کہ ماں نے بیس برس سخت محنت اور مشقت سے پالا اور پرورش کیا ہے کیا وہ یہ چاہیگی کہ لڑائی میں جاکر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاوے۔ کبھی کوئی ماں راضی نہوگی۔ چاہے کیسے ہی اوہام وطن کی محبت۔ سیاست کی وحدت یا جنسی اور خاندانی اور ملکی وحدتوں کے نام سے بیان کریں۔ اور کہیں کہ ان جوانوں کو جاکر ان اوہام کے واسطے جان دینی چاہیئے۔ پس جب کہ مردوں اور عورتوں کی مساوات کا اعلان ہوجاویگا۔ یقیناً لڑائی بھی بند ہوگی اور انسانوں کے بچے اوہام پر قربان نہ کیے جائینگے۔

ایک اور تعلیم جو حضرت بہاء اللہ نے دی وہ یہ ہے کہ دین عقل اور علم کے مطابق ہونا چاہیئے۔ علم دین کی سچائی کو ثابت کرے اور دین علم کو سچا بتاوے اور دونوں آپسمیں بحیثیت مرتبط ہوجاویں۔ اصلی حقیقت وہی ہوگی۔ اور اگر کوئی دینی مسئلہ عقل اور علم کے خلاف ہو تو وہ وہم ہے۔ ایسے اوہام کے بہت سے دریا گذشتہ زمانوں میں موجزن تھے۔ روما کے باشندوں کے وہم یاد کرو جو کہ انکے دین کی بنیاد تھے۔ یونانیوں کے اوہام کچھ جوان کے دین کی اساس تھے۔ مصریوں کے اوہام انکے دین کی جڑ تھے۔ اور یہ سب عقل اور علم کے خلاف تھے۔ پس آج ثابت ہوگیا کہ وہم تھے۔ لیکن وہ اپنے زمانہ میں انکو بہت مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔ مثلاً جب پرانے زمانے کے مصریوں کے سامنے انکے ایک بت کا ذکر کیا جاتا تھا تو انکی نظر میں وہ ایک مجسم معجزہ تھا۔ حالانکہ وہ صرف پتھر کا ایک ٹکڑہ تھا۔

پس ہمکو اوہام چھوڑ دینے چاہئیں۔ حقیقت کی تلاش کرنی چاہیئے۔ جو کچھ دیکھیں کہ حقیقت کے مطابق ہے اسکو قبول کریں اور جسکی سچائی کی گواہی علم نہ دے۔ عقل قبول نہ کرے وہ حقیقت نہیں ہے۔ تقلید ہے۔ ان تقلیدوں کو دور کریں اور حقیقت کو پکڑیں اور جو دین کہ عقل اور علم کے مطابق ہو اسکو قبول کریں۔ اور اگر ایسا ہو تو اختلاف بالکل مٹ جاوے گا۔ اور سب ایک ہی خاندان ہوجاوینگے ایک ملت ہوجاوینگے۔ ایک جنس ہوجاوینگے۔ سب کا وطن وہی ہوگا۔ سیاست وہی ہوگی۔ احکام وہی ہونگے۔ اور تربیت وہی ہوگی۔

حضرت بہاء اللہ کی شریعت جدایدہ جسکی ترویج اُن کے ظہور کا مقصد ہے جو کسی مقدس کتاب میں نہیں پائی جاتی

{نطق حضرت عبدالبہاء بمقام نیویارک (امریکہ) ۲۰ دسمبر ۱۹۱۲ء}

همه شما خوش آمدید نیلے خوب مجلسے است الحمد لله قلوب ملکوت ابهی کا طرف متوجه هیں۔ ارواح حزقی کی بشارت سے مسرور خیلی خوب مجلسے است۔ آج شام کو میں تمسے حضرت بہاء اللہ کی خاص تعلیمات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ وہ تمام تعلیمات جو گذشتہ زمانوں اور قرنوں میں دیگئی ہیں وہ حضرت بہاء اللہ کے صحیفوں میں موجود ہیں۔ لیکن علاوہ انکے اس امر میں بعض ایسی جدید تعلیمات ہیں جو کسی دوسرے دین کی کتاب میں نہیں ہیں۔ اب میں انہیں سے

جدید تعلیمات کا ذکر کروں گا۔ جو حضرت بہاء اللہ نے دی ہیں۔ باقی جو رہ جاویں انکو تم حضرت بہاء اللہ کی الواح سے معلوم کرلینا۔ کیونکہ حضرت بہاء اللہ نے جو نئی تعلیمات دی ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔

کلمات مکنونہ: ہے میں اگرچہ لکھا ہے هذا ما نزل من جبروت العزة بلسان القدرة والقوة على النبيين من قبل وانا اخذنا جواهره وقصصناه قميص الاحقاف

سو اگرچہ یہ وہ تعلیمات ہیں جو گذشتہ زمانہ کے پیغمبروں پر نازل ہوئی ہیں لیکن بعض انمیں بھی ایسی تعلیمات ہیں جو نئی ہیں اور آجکے دن کیواسطے مخصوص ہیں۔ کلمات مکنونہ کے علاوہ لوح بشارات میں جو حضرت بہاء اللہ نے نازل کی ہے جدید تعلیمات ہیں۔ انکی دوسری لوح جو کلمات فردوسیہ کے نام سے مشہور ہے۔ جدید تعلیمات رکھتی ہے لوح تجلیات میں بھی خاص تعلیمات دیگئی ہیں۔ اسی طرح حضرت بہاء اللہ کی تمام الواح میں بعض ایسی تعلیمات ہیں جو گذشتہ زمانوں کے پیغمبروں کی کتابوں اور صحیفوں میں نہیں پائی جاتیں۔ کذلک اقدس کتاب میں نئی تعلیمات ہیں جو کسی پرانی مقدس کتاب میں نہیں ہیں۔ اور جب تم ان تعلیمات کو سوچوگے تو تم کو انکی حقیقت معلوم ہوجائے گی۔

پہلی تعلیم {اب میں انمیں سے چند تعلیمات کا بیان کرونگا۔ مثلاً وحدت عالم انسانی بہاء اللہ کی تعلیمات میں سے ایک تعلیم ہے۔ کیونکہ وہ تمام دنیا کو مخاطب کرکے کہتے ہیں کہ تم سب ایک ہی درخت کے پتے ہو اور ایک ہی ڈالی کے میوے یعنی عالم موجودات ایک درخت کی مانند ہے۔ اور مختلف قومیں اور قبیلے اسکی ڈالیوں اور گلیوں کی مانند اور ہر انسان اسکے کسی پھول یا پتے کی مثال۔ اسطرح سے حضرت بہاء اللہ نے عالم انسانی کی وحدت بیان کیا۔ وگرنہ تمام دینی کتابوں میں اسکے ذکر کردیے گئے ہیں۔ ایک حصہ کا نام اہل کتاب یا شجرہ طیبہ اور دوسرے کا نام شجرہ خبیثہ ایک حصہ دنیا کا ایمان والوں کا تھا۔ دوسرا منکروں اور کفار کا۔ بعض آدمی اپنے خالق کی رحمت کیواسطے مخصوص کردیے گئے تھے اور بعض اسکے قہر اور غضب کا مورد تھے۔ لیکن حضرت بہاء اللہ نے عالم انسانی کی وحدت کا اعلان کیا اور تعلیم مخصوص ہے۔ حضرت بہاء اللہ کے امر کیساتھ کیونکہ انہوں نے تمام دنیا کو خدا کے فضل کے دریا میں محو ظ دیدیا۔ نہایت یہ ہے کہ بعض آدمی سو رہے ہیں انکو جگانے کی ضرورت ہے۔ بعض بیمار ہیں انکو شفا دینی چاہیئے۔ بعض بچے ہیں انکو تربیت کی ضرورت ہے خلاصہ یہ کہ حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات ہی میں یہ بات پائی جاتی ہے

دوسری تعلیم جو حضرت بہاء اللہ کے ساتھ مخصوص ہے وہ حقیقت کی تلاش ہے۔ یعنی کسیکو اندھا بنکر باپ دادا کی تقلید نہ کرنی چاہیئے۔ بلکہ ہر کسی کو خود اپنی آنکھ سے دیکھنا چاہیئے۔ اپنے کان سے سننا چاہیئے۔ اور حقیقت کی تلاش کرنا چاہیئے تاکہ وہ خود حقیقت پالے اور باپ دادا کا مذہب اندھی تقلید پر مبنی ہے۔ حالانکہ آدمی کو چاہیئے کہ حقیقت کی تلاش کرے۔ یہ بھی حضرت بہاء اللہ کی ایک تعلیم ہے۔

تیسری تعلیم حضرت بہاء اللہ کی جو آج کیلئے ہے اور نئی ہے یہ ہے کہ خدا کے تمام ادیان کی بنیاد ایک ہی ہے اور توحید اصل حقیقت ہے۔ اور حقیقت واحد ہے اور وہ کثرت میں نہیں بدل سکتی۔ یہ تعلیم بھی حضرت بہاء اللہ کیساتھ مخصوص ہے۔

چوتھی تعلیم جو اس دن کے لئے خاص ہے وہ یہ ہے کہ دین کو محبت۔ اتحاد اور اتفاق کا سبب ہونا چاہیئے۔ اور اگر اس سے اختلاف پیدا ہو۔ یا وہ آدمیوں کو ایکدوسرے سے الگ کرے۔ انمیں جھگڑے ڈالے تو ایسے دین سے بیدینی اچھی ہے۔ یہ بھی حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات میں سے ایک تعلیم ہے۔

پانچویں تعلیم حضرت بہاء اللہ کی جو خاص ہے آج کے دن کے واسطے وہ یہ ہے کہ دین علم اور عقل کے مطابق ہونا چاہیئے اور اگر وہ علم و عقل کے مطابق نہ ہو تو وہ وہم ہے یہ بھی حضرت بہاء اللہ کی ایک نئی تعلیم ہے۔ آجتک لوگوں کا یہ قاعدہ رہا ہے کہ وہ بعض چیزوں کو صرف اسواسطے قبول کرتے ہیں کہ انکا نام دین ہے خواہ وہ علم و عقل کے کیسے ہی خلاف ہوں

چھٹی نئی تعلیم حضرت بہاء اللہ کی مرد و عورت کی مساوات یہ حضرت بہاء اللہ کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ اور سب دین مرد کو عورت سے بڑا بتاتے ہیں۔

ساتویں تعلیم حضرت بہاء اللہ کی جو آج کے دن نئی ہے یہ ہے کہ دینی۔ نہ ہو۔ قومی و ملکی۔ سیاسی یا وطنی تعصبات انسانکی بنیاد کو ڈھانیوالے ہیں۔ پس ان قیدوں سے آزاد ہوجاؤ تاکہ عالم انسانی کی وحدت ممدار ہوجائے۔

آٹھویں تعلیم صلح عمومی ہے۔ افراد اور اقوام آپسمیں صلح کریں۔ تمام سلطنتوں میں صلح قایم ہے۔ تمام دینوں میں میل ملاپ ہے۔ تمام نسلوں میں صلح رہے۔ اور تمام

©Afnan Library Trust, 2026

ملکوں کے باشندوں میں صلح رہے یہ حضرت بہاء اللہ کے خاص
کی خصوصیات میں سے ہے

نویں تعلیم حضرت بہاء اللہ کی خاص تعلیمات میں سے یہ ہے کہ
تمام انسانوں کو تعلیم و تربیت ملنی چاہئے۔ اور علم و تربیت کا
حاصل کرنا دین کے فرائض میں سے ہے۔ یہ بھی حضرت بہاء اللہ
کیواسطے خاص ہے۔

دسویں تعلیم اقتصادی مسائل کے حل کرنے کی بابت ہے۔
کیونکہ گذشتہ پیغمبروں کی کتابوں میں اس مسئلہ کا ذکر نہیں ہے
مگر حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات میں اسکو کامل طور پر حل کر دیا
گیا ہے۔

گیارہویں تعلیم اس نظام کے بارہ میں ہے جسکا نام بیت العدل
رکھا ہے۔ اور جسکے اختیارات سیاسی اور
دینی ہیں۔ اسمیں دونوں صورتیں موجود ہیں۔ اور اسکی محافظ
بہاء اللہ کی قدرت ہوگی۔ ایک بیت العدل عمومی تمام دنیا
کیواسطے بنایا جائیگا۔ جسکا فیصلہ حضرت بہاء اللہ کے احکام کے
متعلق قطعی ہوگا۔ اور اس فیصلہ کی تعمیل ہر شخص کا فرض ہے
اور یہ بیت العدل عمومی تمام دنیا کے مقامی بیت العدل کے
ممبروں میں سے منتخب ہوگا اور ہر شخص اس بیت العدل عمومی
کے ماتحت ہوگا۔

سب سے بڑی خصوصیت جو صرف حضرت بہاء اللہ کے ظہور
سے مخصوص ہے اور کسی دوسرے پیغمبر کی تعلیم میں نہیں ہے۔
وہ مرکز میثاق کی تعلیم ہے۔ مرکز میثاق کی تعلیم دیکر حضرت
بہاء اللہ نے اختلاف کا دروازہ بند کر دیا تاکہ کوئی شخص نیا
فرقہ نہ بنا سکے اور اس مقصد کیلئے حضرت بہاء اللہ نے ایک
عہد عمومی کے ذریعہ اپنی تعلیمات کا مفسر مقرر کیا۔ اور اسکو متعین
کر دیا۔ تاکہ کسی شخص کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ میں ان تعلیمات
یہ تفسیر کرتا ہوں۔ اور اسطرح سے ایک فرقہ کی بنیاد پڑے
جو تعلیمات کے ایک حصہ کا اس شخص کی فہم کا طواف کریں۔
کتاب عہد و وصیت بہاء اللہ اس قسم کے حوادث کا سدباب
کریگی۔ کیونکہ جو کوئی بھی اپنی طرف سے کوئی بات کہیگا۔ اسکا
رجہ چھن جائیگا۔ اسکا پورا لحاظ رکھنا۔ جو کوئی تم سے اسکے
خلاف مخفیہ طور پر کوئی بات کہے اوس سے ہوشیار ہو جانا۔ بعض
ایسے خود غرض اور خود سر لوگ بھی ہیں جو اپنی خواہشات کو
صاف الفاظ میں بیان نہیں کرتے۔ وہ کسی خاص شخص کی تعریف
کر کے کہتے ہیں کہ فلاں شخص بڑا عالم ہے۔ بڑا فاضل ہے۔ بڑا
کامل ہے۔ اسکو حضرت بہاء اللہ کی جناب میں بڑا مرتبہ حاصل
تھا۔ یا کسی دوسرے طور پر وسوسہ اندازی کرتے ہیں۔ یا وہ
تمکو کمرہ کے کسی اندھیرے کونے میں لیجاکر اشارہ اور کنایہ
میں ایسی باتیں کہینگے خبردار ہو جاؤ اور حضرت عیسیٰ کا قول
یاد کرو۔ کہ کوئی چراغ کو پوشیدہ نہیں کرتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ
بعض لوگ تمہارے پاس اپنی کوئی غرض لیکر آئینگے۔ مگر خبردار!
حضرت بہاء اللہ کے امر کی وحدت میں تفرقہ اندازی نہ کرنے دینا۔
الحمد للہ حضرت بہاء اللہ نے کوئی بات بغیر کہے نہیں
چھوڑی ہے انہوں نے ہر بات کی تفصیل بیان کر دی ہے
اور کسی بات کے کہنے کی گنجایش نہیں چھوڑی۔ مگر پھر بھی بعض لوگ
اپنی ذاتی اغراض کے لئے نقرہ کا بیج بونا چاہینگے۔

جو کوئی بھی کوئی بات کہے یا کسی شخص کی تعریف کرے اس سے
تحریری ثبوت طلب کرو۔ اس سے مرکز میثاق کی قلم سے تائیدی
تحریر طلب کرو۔ ورنہ اس سے کہدو کہ آج تمکو ایک شخص سے محبت
ہے اسکی تعریف کرتے ہو۔ کل دوسرے کی کروگے ہم کسی شخص کی
بات نہیں سن سکتے تمہاری دستاویز کہاں ہے۔ تمہاری سند
مرکز میثاق کی قلم سے کیا ہے؟

میں تمکو بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کے دین کی حفاظت تمپر فرض ہے
اندر سے یا باہر سے اسپر کوئی حملہ کر سکے اگر تم دیکھتے ہو کہ
کوئی شخص ایسی تعلیم دیتا ہے کہ جو مضر ہے تو جان لو کہ میں اسکا
ساتھی نہیں ہوں۔ خواہ وہ کوئی ہو حتیٰ کہ میرا سگا بیٹا ہو اگر
تم کسی کو میثاق کے خلاف گفتگو کرتا پاؤ تو جان لو کہ میں اسکے
خلاف ہوں۔ خواہ وہ میرا اپنا ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی شخص
جھوٹ بولے اور تہمتیں لگائے جان لو کہ مجھے اس سے کوئی واسطہ
نہیں۔ اگر کوئی دنیا کی چیزوں کی خواہش کرے اور ہر وقت
لوگوں کے ہاتھ کی طرف تکتا رہے کہ کب کوئی کچھ دیتا ہے مجھ
ایسے شخص سے کوئی واسطہ نہیں۔

بہائی کون ہے؟ لیکن جب تم دیکھو کہ یہ شخص حضرت
بہاء اللہ کی تعلیمات پر عامل ہے۔ کلمات مکنونہ پر عامل ہے
میں اسکے بارہ میں اعلان کرتا ہوں کہ وہ میرا ہے وہ حضرت
بہاء اللہ کا ہے۔ جب تم کسی کو پاؤ کہ اسکے اعمال حضرت بہاء اللہ
کی مرضی کے خلاف ہیں کلمات مکنونہ کے خلاف ہیں۔ تو تم
اسکو اپنی میزان مقرر کر لو۔ اور اسی سے ہر شخص کو پرکھا کرو۔
جب تم کسیکو ان تعلیمات کے خلاف پاؤ۔ جان لو کہ مجھے اس سے
کچھ واسطہ نہیں۔ خواہ وہ کوئی ہو یہ اصل حقیقت ہے۔

خلاصہ یہ کہ حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات بہت ہیں اگر میں تمسے
صبح تک بیان کروں تو ختم نہ ہونگی میں نے تمسے بعض کا ذکر کر دیا
ہے۔ باقی تم خود حضرت بہاء اللہ کی الواح میں دیکھ لو۔ مختصر یہ
کہ بعض لوگ روایت کرتے ہیں کہ حضرت بہاء اللہ نے کونسی نئی
تعلیم دی ہے۔ اب اگر میں تمسے ان باتوں کا بیان کرنا چاہا جاؤں
تو اور تمام رات بھی بولا کروں تو بھی ختم نہ ہونگی اسلئے میں دعا
کرتا ہوں کہ تمہارے اعمال صالح ہوں اور تم حضرت بہاء اللہ
کی تعلیمات پر عمل کر سکو۔

افسوسناک ہنگامہ دہلی

(صدائے غیبی)

گذشتہ ہفتہ دہلی میں نہایت افسوسناک ہندو مسلم فساد برپا ہو گیا
دونوں قومیں ایک کشمکش میں مبتلا تھیں۔ اب سکون ہو رہا ہے
جو جو حشتناک افعال ظہور پذیر ہوئے وہ ہر شخص کے نزدیک قابل
افسوس ہیں۔ ہر فریق خود کو بری اور دوسرے کو مجرم قرار دیتا ہے۔
اے قوموں کے رہبرو! ہمت کرو اور جہد بلیغ سے کام لو کہ یہ
جنگہائے بیضرر اور ہنگامہ ہائے بے ثمر جلد ختم ہو جائیں۔
اے ہندو مسلمان بھائیو! تعصب اور تنگدلی کو خیرباد کہو۔ رواداری
اور وسعت قلبی کو دونوں جگہ دو یہی طریق آج دنیا اور ہندوستان
کی بہبودی کا ہے۔ (مرد غیب)

کتب بہائی

الواح حضرت بہاء اللہ و عبدالبہا

(۱) مجموعہ الواح مبارکہ عربی و فارسی ۴ر
(۲) ایقان معہ اردو ترجمہ۔ حرف انگریزی ۸ر
(۳) ادعیہ محبوب عربی فارسی سے ۱۲ر
(۴) کلمات مکنونہ مترجم انگریزی۔ اردو ۸ر
(۵) ہفت وادی و چہار وادی (تصوف) ۸ر

مفاوضات عبدالبہا فارسی انگریزی ۱۲ر
مکاتیب عبدالبہا جلد ۱ ۸ر
ایضاً جلد ثانی ۱۲ر
ایضاً جلد ثالث ۱۲ر
لوح پیغمبر فوراں ۱۲ر

بدایع الآثار۔ مصنفہ مرزا محمود زرقانی حضرت عبدالبہا کے
یورپ اور امریکہ کا بالتصویر سفرنامہ۔ کاغذ۔ لکھائی چھپائی نہایت
اعلیٰ جلد اول ۱۲ر ثانی ۱۲ر

کتاب الفرائد۔ مصنفہ مرزا ابوالفضل علامہ اظہر قریباً ۲۰۰
صفحات کی ایک زبردست تحریر ہے۔ جسمیں حقایق قرآنی و کتب
آسمانی کی ایسی تطبیق کی ہے کہ مطالب اظہر من الشمس ہو جاتے
ہیں۔ کتب آسمانی و احادیث کے پوشیدہ اسرار کی دوربین۔
فارسی سہل قیمت ۱۲ر

بہجۃ الصدور۔ حاجی میرزا حیدر علی اسیر خاطوم کی سوانح
جسمیں انکے عصر کے واقعات مفصلاً درج ہیں۔ صفحات ۵۳
فارسی آسان عہ

مناظرات الدینیہ۔ ایک بہائی مبلغ زردشتی۔ یہودی عیسائی
اور اسلامی اعتراضات کے کیا جواب دیتا ہے۔ منجملہ اور عقیدوں
کے خاتم النبیین کا وجود تمام ادیان کی کتب سے دکھلا کر اسکے
معنی کی تطبیق کرتا ہے۔ عہ

تاریخ امر بہائی۔ ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ فارسی ۱۲ر

دروس الدیانہ ۔ ۱۲ر

دیوان نوشہ۔ ایک زردشتی شاعر کا بلند پایہ کلام ایران
کی شاعری کے دور جدید کا عمدہ نمایندہ عہ

مثنوی ہفت پیکر۔ مصنف کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ عہ

حضرت بہاء کی تعلیمات۔ اسمیں حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ
اور حضرت عبدالبہاء کے مختصر حالات زندگی اور بعض سنین تاریخ
بہائی پھر حضرت بہاء اللہ کی کتابوں میں تعلیمات درج ہیں۔
حضرت عبدالبہاء کا فوٹو بھی شامل کتاب ہے۔ امر بہائی سے
واقفیت حاصل کرنے والوں کیلئے نہایت عمدہ تحفہ ہے۔ قیمت ۸ر

کواکب دریہ فی مآثر البہائیہ یہ تحریک بہائی ۱۰۰ سال
کی تاریخ ہے جو ۱۸۴۴ء سے شروع ہوئی ہے اور ۱۹۲۲ء تک کے
واقعات نہایت شرح و بسط سے بیان کرتی ہے۔ زبان نہایت سلیس
فارسی ہے اور بعض نوادرات تاریخیہ اسمیں شامل ہیں۔ اکثر اہم تاریخی
حضرات کی تصویریں بھی درج ہیں۔ دو جلد ہیں ہے کاغذ لائٹ
چھپائی۔ بہائی کتابوں کے مشہور طریقہ پر دیدہ زیب مطبوعہ مصر
دونوں جلدیں ساتھ ملیں گی۔ جلد طلب کیجئے ورنہ دوسرے چالان
تک انتظار کرنا پڑیگا۔ قیمت ۱۲ر

نوٹ:۔ ان کتابوں کے علاوہ جو اس فہرست میں ہیں
اور کوئی کتاب ہمارے پاس فروختنی نہیں ہے۔ جو کوئی نئی کتاب
آئیگی آئندہ اعلان کر دیا جائیگا۔ قیمتیں آخری ہیں کوئی کمی نہیں کیجائیگی

فرمائشیں بنام **منیجر دارالکتب سول لائنس آگرہ**

©Afnan Library Trust, 2026

دعاوی جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا عروج و نزول

قل لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا (الہام)

مصنف ہونے کا دعوے

اس خداوند عالم کا کیا شکر کیا جائے جسنے مجھ ناچیز کو اول محض اپنے فضل و کرم اور عنایت غیبی سے اس کتاب کی تالیف و تصنیف کی توفیق بخشی اور پھر اس تصنیف کے شائع کرنے اور پھیلانے اور چھپوانے کیلئے اسلام کے عمائد اور بزرگوں اور اکابر اور امیروں اور دیگر بھائیوں اور مومنوں اور مسلمانوں کو شائق اور راغب اور متوجہ کر دیا۔ پس اسجگہ ان تمام حضرات معاونین کا شکر کرنا بھی واجبات سے ہے کہ جنکی کریمانہ توجہات سے میرے مقاصد دینی ضایع ہونیسے سلامت رہے۔ اور میری محنتیں برباد جانے سے بچ رہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ الف جنوری یا فروری ۱۸۸۰ء)

نئے عالم سے خبر پانے کا دعوے

ابتدا میں جب یہ کتاب تالیف کنگئی تھی۔ اسکی اور کوئی صورت تھی۔ پھر بعد اسکے قدرت الٰہیہ کی نا گہانی تجلی نے اس احقر العباد کو موسے کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی۔

(براہین کے ناتمام کا آخری صفحہ ۱۸۸۴ء)

تالیف براہین کیلئے ماموریت کے دعوے کا اظہار بعد ۱۸۸۴ء

کتاب براہین احمدیہ جسکو خدا تعالیٰ کی طرف سے مولف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے۔" (ازالہ ۱۸۹۱ء)

مجدد ہونے کا دعوی

مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے ۱۸۸۴ء

بیعت لینے کیلئے ماموریت کا دعوے ۱۸۸۴ء

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولی کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی کے چھوڑنے کیلئے مجھ سے بیعت کریں۔ (سبز اشتہار صفحہ ۲۶ دسمبر ۱۸۸۸ء)

حکم الٰہی کا دس ماہ بعد اظہار ۱۸۸۹ء

اس دعوۃ بیعت کا حکم "تخمیناً" مدت دس ماہ سے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو چکا ہے لیکن اسپر تاخیر اشاعت یہ وجہ ہوئی کہ اس راجز کی حیثیت اس بات سے کراہت کرتی رہی کہ مردم کے رطب و یابس لوگ اس سلسلہ بیعت میں داخل ہو جائیں۔

(تکمیل تبلیغ ۱۲ رجنوری ۱۸۸۹ء)

مثیل مسیح یا مثیل موعود ہونے کا دعوے ۱۸۹۱ء

اللہ جلشانہ کی وحی و الہام سے جسنے مثیل مسیح ہونے کا دعوی کیا ہے۔ "کہ میں اسی الہام کی بنا پر اپنے تئیں وہ موعود مثیل سمجھتا ہوں جسکو دوسرے لوگ غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہیں۔ مجھے اس بات سے انکار بھی نہیں کہ میرے سوا کوئی اور مثیل مسیح بھی آنیوالا ہو۔"

"میں اسبات سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا اور نہ کر سکا کہ شاید مسیح موعود کوئی اور بھی ہو۔ اور شاید یہ پیشگوئیاں جو میرے روحانی طور پر ہیں ظاہری طور پر اسپر چسپاں ہوں۔"

(خط جناب میرزا صاحب بنام جناب مولوی عبدالجبار صاحب — مجموعہ اشتہارات جناب میرزا صاحب جلد اول صفحہ ۱۵۹ — ۱۱ر فروری ۱۸۹۱ء)

محدثیت یا جزئی نبوت کا دعوے ۱۸۹۱ء

(۱) یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کیلئے محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنی میں نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اسکے لئے نبوت تامہ نہیں مگر ناہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہوتا ہے۔ (توضیح مرام صفحہ ۱۸ طبع اول ۱۸۹۱ء)

(۲) اسبات کو بخوبی دل میں یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نبوت جسکا ہمیشہ کیلئے سلسلہ جاری رہیگا۔ نبوت تامہ نہیں ہے ... ... وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے۔ جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے۔

(توضیح مرام صفحہ ۱۱ طبع اول ۱۸۹۱ء)

نبوت کے دعوے سے انکار اور محدثیت کا دعوی بحکم خدا ۱۸۹۱ء

۱۱۔ سوا (رسالہ فتح اسلام میں نبوۃ کا دعوے کیا ہے)

الجواب۔ نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعوے ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔

(ازالہ اوہام حصہ اول طبع ثالث ۱۸۹۱ء)

مسیح موعود ہونیسے انکار ۱۸۹۱ء

اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعوی کیا ہے جسکو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔

(ازالہ اوہام حصہ اول طبع ثالث ۱۸۹۱ء)

دس ہزار مسیح

اس عاجز کی طرف سے یہ دعوے نہیں کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئیگا بلکہ میں تو بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے

(ازالہ حصہ اول صفحہ ۱۴۲ ۱۸۹۱ء)

مسیح موعود ہونیکا دعوے ۱۸۹۱ء

وہ مسیح موعود جسکا آنا انجیل اور احادیث صحیحہ کی رو سے ضروری طور پر قرار پا چکا تھا۔ وہ تو اپنے وقت پر اپنے نشانوں کیساتھ آگیا۔ (ازالہ حصہ اول صفحہ ۱۷۰ ۱۸۹۱ء)

آپکی طرف نبوت کی نسبت افترا ہے

"الزام سراسر افترا ہے" میں نبوت کا مدعی نہیں ہوں میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ..... سیدنا و مولنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوۃ اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں"۔ ..... میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں مندرج ہیں۔ میں محدث اللہ ہوں اور مامور من اللہ ہوں اور میں ہمہ مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں۔

(ایک عاجز مسافر کا اشتہار ۲ر اکتوبر ۱۸۹۱ء)

مسیح کا چھوٹا بھائی ہونیکا دعوے ۱۸۹۱ء

مسیح نے اپنے بعض شیلوں کا ذکر کر کے انکا دنیا میں آنا اور تکلیف اٹھانا گویا اپنا آنا اور تکلیف اٹھانا قرار دیا ہے۔ اور چھوٹے بھائیوں سے مراد جز انکے اور کون لوگ ہو سکتے ہیں جو کسیقدر مسیح کے مشرب اور مسیح کی طبیعت اور مسیح کے دم سے حصہ لیں۔ اور اسکے نام پر مامور ہو کر آویں۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۱۸۸ ۱۸۹۱ء)

آنحضرت صلعم کے بعد جبریل کا ایک دفعہ بھی آنیسے انکار ۱۸۹۱ء

اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے لئے سے صرف اتنا کہا جائیگا کہ "تو قرآن پر عمل کر"..... تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور نہ ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیل لاویں اور پھر چپ ہو جاویں یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے۔

(ازالہ صفحہ ۵۷۷ ۱۸۹۱ء)

جبریل کی آمد بعد آنحضرت منع ہے

اب جبریل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کیلئے وحی نبوت لانیسے منع کیا گیا ہے۔

(ازالہ صفحہ ۵۷۷ ۱۸۹۱ء)

خاتم النبیین کی شان کے اظہار کیلئے بھی نبی آنا منع ہے

خاتم الانبیاء کی عظمت دکھانے کیلئے اگر کوئی نبی آتا تو خاتم الانبیاء کی شان عظیم میں رخنہ پڑتا۔

(ازالہ صفحہ ۶۲۹ طبع اول ۱۸۹۱ء)

حضرت مسیح پر جزوی فضیلت کا دعوے

یہ تو ظاہر ہے کہ اس مسیح کو اسرائیلی مسیح پر ایک جزوی فضیلت حاصل ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۶۸۹ ۱۸۹۱ء)

اپنی کتب میں لفظ نبی کاٹنے کا ارشاد

اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام و توضیح مرام و ازالہ اوہام میں جسقدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدثا ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت ایک معنی میں نبوۃ ہے۔ یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں بلکہ صرف سادگی سے انکے لغوی معنوں کے رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ..... میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور انکے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اسکے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھکو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے۔ جس حالت میں ابتدا سے میری نیت میں جسکو اللہ تعالیٰ جانتا ہے خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد حقیقی نبوۃ نہیں ہے بلکہ صرف محدث ہے جسکے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مراد لئے ہیں ..... (آگے حضرت عمر کی مثال پیش کی ہے)

©Afnan Library Trust, 2026

مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کیلئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں۔ اور اسکو یعنی لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال کر لیں۔

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۹۶)

مسیح موعود کے دعویٰ کی حقیقت } مابہ النزاع حیات مسیح اور وفات مسیح ہے اور مسیح موعود کا دعویٰ اس مسئلہ کی درحقیقت ایک فرع ہے۔ اور اس دعویٰ سے مراد کوئی علی الخطاب نہیں۔ اور نہ اسلامی اعتقادات پر اسکا کچھ مخالفانہ اثر ہے۔ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۳۹ فروری ۱۸۹۲ء

آپکی طرف نبوۃ کی نسبت جھوٹا الزام ہے } جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ کیا تم نہیں پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے۔ بارہا کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بیشک ہیں۔ لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کیلئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں میں اطلاق نہیں پاتا یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جسنے سمجھنا ہو سمجھ لے۔ (سراج منیر صفحہ ۳-۲ سنہ ۱۸۹۷ء)

شریعت کا دعوےٰ } یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جسنے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے۔ اور اپنی امت کیلئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس حیثیت کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ . . . . میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں نہی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جسمیں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے (اربعین نمبر ۴ سنہ ۱۹۰۰ء)

تجدید کے طور پر احکام شریعت کا نزول خدا نے حرام نہیں کیا } ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم انبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے۔ تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور امور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے۔ ظاہر ہے کہ ایسا کرنا بباں شریعت ہے۔ جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔"

(اربعین ۔)

محدثیت سے انکار نبوت کا اظہار } اگر غیب کی خبریں پانیوالا نبی کا نام نہیں رکھنا تو بتاؤ کس نام سے اسے پکارا جائے اگر کہو کہ اسکا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت میں اظہار غیب کے نہیں ہیں۔

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱۹ سنہ ۱۹۰۱ء)

اپنی وحی اور تعلیم کو مدار نجات ٹھہرانے کا دعوےٰ } چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہیں اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اسلئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم اور بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا۔ اور تمام انسانوں کے لئے اسکو مدار نجات ٹھہرایا۔

(حاشیہ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء)

اسم جلال یعنی تجلی اسم محمد کے ظاہر ہونے کا دعوےٰ } اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنیکا وقت نہیں

ابھی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ اس حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ (سراج منیر یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے۔ اور وہ احمد کے رنگ میں ہو گی میں ہوں۔ . . . . خدا نے جلالی رنگ کو منسوخ کر کے اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنا چاہا۔"

(اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۴-۱۵ طبع اول ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء)

مسیح سے تمام شان میں افضل ہونے کا دعوےٰ } خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے۔

(دافع البلاء ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء)

اس خدا کے سوا کوئی خدا نہیں جسنے آپ کو مسیح موعود بنایا } تمام دنیا کا وہی خدا ہے جسنے مجھے اس زمانہ کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا اسکے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ (کشتی نوح طبع سوم ۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء)

بروزی طور پر خاتم الانبیاء ہونے کا دعوےٰ } میں بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ . . . . بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی ح نبوت محمدی میرے آئینہ قابلیت میں منعکس ہیں۔

(ایک غلطی کا ازالہ سنہ ۱۹۰۱ء)

مریم اور ابن مریم ہونے کے دعوے کا انکار } اس کتاب (براہین) میں پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اسکے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی ہے اور اسطرح سے مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۳ ۱۵ مئی سنہ ۱۹۰۷ء)

نزول جبریل کا دعوےٰ } جاء تنی آئل واختار (ترجمہ بلفظہ جناب میرزا صاحب) میرے پاس آئل آیا اور اُسنے مجھے چن لیا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳)

آئل کے معنے جبریل ہیں } اسجگہ آئل خدا تعالیٰ نے جبریل کا نام رکھا ہے اسلئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ (حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳ ۱۵ مئی سنہ ۱۹۰۷ء)

امت محمدیہ میں اپنے فرد واحد نبی ہونے کا دعوےٰ } اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جسقدر مجھسے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گذر چکے ہیں۔ انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت (کثرت مکالمہ و مخاطبہ) کا نہیں دیا گیا۔ پس اسوجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور تمام دوسرے لوگ اس نام کے مستحق نہیں

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ ۱۵ مئی سنہ ۱۹۰۷ء)

نبی ہونیکا دعویٰ } میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں . . . . اور جس حالت خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ "دقیقہ میں آپ مرزائے قادیانی کا حقانیت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار عام ۲۳ مئی سنہ ۱۹۰۸ء)

مظہر خدا ہونے کا دعویٰ } ان تمام مراحل کیا تھ اپنے مظہر خدا ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔ مگر وفات سے ایکسال پہلے چنانچہ فرماتے ہیں :۔ کہ "جیسا کہ دانیال نبی نے بھی

لکھا ہے کہ میرا آنا خدا کے کامل جلال کے ظہور کے وقت ہو اور خدا اسوقت وہ نشان دکھلائیگا۔ جو اسنے کبھی دکھائے نہیں۔ گویا خدا زمین پر خود اتر آئیگا۔ جیسا کہ وہ عوذ فرماتا ہے یوم یاتی ربک فی ظلل من الغمام یعنی اس دن بادلوں میں سے تیرا خدا آئیگا یعنی ان نبی مظہر کے ذریعہ سے اپنا جلال ظاہر کریگا۔ اور اپنا چہرہ دکھلائیگا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۴)

خلاصہ

ان تمام حوالجات کا یہ ہے کہ جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میں مصنف ہوں۔ میں مجدد ہوں۔ محدث ہوں۔ مسیح موعود ہوں۔ میں مثیل مسیح موعود ہوں مسیح موعود کیلئے کم از کم ۱۵ ہزار محدث مسیح ہو سکتے ہیں مگر صرف میں ہی مسیح موعود ہوں۔ مجدد ہی نبی ہوں۔ ۸۰ افترا ہے کہ میں نبی ہوں لفظ نبوت یا مجدد ہی نبی کو کاٹ دو ۹ بحکم خدا محدث ہوں جیسے امت محمدیہ میں اور بھی ہوئے ہیں ۱۰ میں محدث نہیں بلکہ نبی ہوں۔ اور امت محمدیہ میں میرے سوا کوئی اور نبی نہیں ہوا ۱۱ صاحب شریعت نہیں ہوں۔ ۱۲ صاحب شریعت ہوں ۱۳ جبریل مطلق نہیں آسکتا ۱۴ جبریل بار بار آتا ہے۔ ۱۵ مابہ النزاع صرف حیات و وفات مسیح ہے اور دعوے مسیح موعود فرع ہے۔ میری وحی اور تعلیم مدار نجات ہے میں مظہر خدا ہوں میرا آنا خدا کا آنا ہے اور یہ تمام مراحل ایسی آہستگی سے ۲۸ برس میں طے ہوئے ہیں کہ بقول جناب میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے باوجود جستجو کے معلوم نہیں ہوتا کہ کوئی ایسا اعلان ہو جس سے کسی اہم تغیر کا پتہ چلے۔ چنانچہ موصوف کے الفاظ یہ ہیں کہ "میں نے اسکی بہت تلاش کی کہ کوئی ایسا ابتدائی اعلان ملے۔ کہ جسمیں مثلاً حضرت صاحب (جناب میرزا صاحب مرحوم قادیانی) نے اعلان کیا ہو کہ مجھے اللہ نے بتایا ہے کہ مسیح ناصری فوت ہو چکا ہے اور آنیوالا مسیح موعود میں ہوں۔ یعنی کوئی ایسا رنگ ہو جو یہ ظاہر کرے کہ اب ایک نئے دور کا اعلان ہے۔ مگر مجھے ایسی صورت نظر نہیں آئی۔ بلکہ سب سے پہلا اعلان رسالہ فتح اسلام ثابت ہوا مگر اسے دیکھا گیا تو ایسے رنگ میں پایا گیا۔ جو اوپر بیان ہوا۔ یعنی اسمیں یہ باتیں ایسے رنگ میں بیان ہوئی ہیں کہ گویا کوئی دور اور نیا اعلان نہیں ہے۔ بلکہ اپنے خداداد منصب مجددیت کا بیان کرتے ہوئے یہ باتیں بھی سلسلہ کلام میں بیان ہو گئیں ہیں (سیرت مہدی صفحہ ۲۵)

پھر جناب میرزا بشیر احمد صاحب نے ایک روایت لکھی ہے کہ ایک شخص نے جناب میرزا صاحب مرحوم سے سوال کیا کہ خدا آپسے کسطرح کلام کرتا ہے" فرمایا "اسی طرح جسطرح اسوقت آپ مجھسے باتیں کر رہے ہیں۔" اسپر صاحبزادہ صاحب اپنا خیال ظاہر فرماتے ہیں کہ "مکالمہ مخاطبہ آپکا دعویٰ ہو تو ایسا ہو" اور پھر فرمایا ہے کہ جو شخص چور دل کی طرح بھیس بدل بدل کر چھپ چھپ کر رک رک کر ہر آہٹ پر گمان کرتے اور ہر چیز پر سہمی ہوئی نظر ڈالتے ہوئے کسی کے مکان میں داخل ہوتا ہے وہ لاریب مجرم ہے اور اپنی سزا پائیگا مگر ڈاکو نہیں کہلائیگا۔ اور نہ ڈاکہ کے جرم میں پکڑا جائیگا۔ اسی طرح نہ وہ شخص ڈاکہ کے جرم کی سزا پا سکتا ہے جو مکان اور اثاثہ مکان کا مدعی بن بیٹھتا ہے۔ فافہم۔" (الحکم ۲۱/۲۸ مئی سنہ ۱۹۳۴ء)

©Afnan Library Trust, 2026

سرور بشراں

در حدیث دیگراں

شہید آفاق پروفیسر ڈیمبری کی شہادت

میں اپنی یہ حقیر گذارش حضرت عبدالبہاء کے آستان مقدس و متبرک میں تقدیم کرتا ہوں جو مرکز علم ہے جسکا چرچا تمام عالم میں ہے جو تمام مخلوق کا محبوب ہے

اے حبیب نجیب اور اے ہادی خلایق۔ میری زندگی آپ پر قربان ہو

وہ لطیف خط جسکے لکھنے کے لئے آپنے اپنے مقام عالی سے خادم کی جانب توجہ کی اور وہ قالین جو آپنے مجھے مہربانی سے بھیجا دونوں پہنچ گئے۔ آنجناب کی خدمت میں تشرف ملاقات اور فیضان صحبت کی یاد تازہ ہوئی۔ اور اسوقت کا نہایت آرزومند ہوں جب آپکی خدمت میں دوبارہ شرف یاب ہوں۔

اگرچہ میں نے ممالک اسلام اور مشہور شہروں میں بہت سیاحت کی ہے لیکن جناب کا سا بلند پایہ خلق اور برگزیدہ شخصیت میں نہیں دیکھی۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپکا ثانی ڈھونڈے نہیں ملیگا۔ اسلئے میں امیدوار ہوں کہ حضور کے مقاصد اور کمال کامیابی اور نصرت الہی کا تاج پہنیں اور ہر حالت میں بار آور ہوں کیونکہ میں ان مقاصد اور اعمال کے اندر عالم انسانی کیلئے ابدی بھلائی اور نعیم مقیم دیکھتا ہوں۔

یہ خادم علم صحیح اور تجربہ واثق حاصل کرنے کے خیال سے مختلف مذاہب میں داخل ہوا یعنی بظاہر میں یہودی۔ مسیحی۔ مسلمان اور زردشتی ہوگیا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ ان ادیان کے پیروان کے اہم مشاغل باہمی نفرت کرنا اور ایکدوسرے پر تبرے بازی اور تکفیر کرنا ہے۔ یہ مذہب دولاۃ وحکام کے ہاتھ میں ظلم اور سرکشی کے آلات بنگئے ہیں۔ اور انکے ذریعہ عالم انسان کو خراب کیا جارہا ہے۔ اور ان بدنتائج کو دیکھتے ہوئے ہر انسان مجبور ہوتا ہے کہ وہ اپنا نام آپکے مددگاروں کے دفتر میں لکھوائے۔ اور خوشی کے ساتھ اس امکان کے حصول کو تسلیم کرے کہ آپکے ہاتھوں سے خدا کے دین قیم عمومی کی بنیاد ڈالی جارہی ہے۔ میں نے دور سے آپکے بزرگوار والد کو دیکھا اور انکے بیٹے کے کرم نفس شجاعت اور قربانیوں کو بھی دیکھا۔ اور میں دونوں کا شیدائی ہوگیا۔ حضور والد کے اصول اور مقاصد کا جو احترام اور اخلاص میرے دلمیں ہے اسکا اظہار لازمی خیال کرتا ہوں۔ اور اگر رب العزت نے طول حیات عطا فرمایا تو امید ہے کہ ہر حال میں آنجناب کی خدمت کرسکونگا

یہ دعا اور مناجات میری تمنا اور آرزوئے قلبی ہے۔

آپکا خادم ویمبری

(مجلہ البیان مصر نمبر اول جلد سوم مارچ سنہ ۱۹۱۴ء)

آرمینی اس ویمبری

جنکا خط صفحہ ہذا کالم اول پر آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ یورپ کے مشہور سیاحوں میں سے تھا۔ اور اسکے وسط ایشیا کا سفر اسکی تحریروں تمام ملکوں میں مشہور ہیں۔ وہ سنہ ۱۸۳۲ء میں آسٹریا ہنگری کے ایک گاؤں میں پیدا ہوا تھا۔ اور خاندان کا یہودی تھا۔ اگرچہ ۱۲ سال کی عمر میں ایک درزی کی دوکان پر بٹھایا دیا گیا تھا مگر بہت جلد وہ ایک کلاں کے بیٹے کو پڑھانے پر نوکر ہوگیا۔ ۱۶ برس کی عمر میں اسے لاطینی کے علاوہ کئی اور زبانیں بھی آگئی تھیں پندرہ سے زیادہ زبانوں میں بے تکلف تقریر اور تحریر کرسکتا تھا چار سال بعد وہ قسطنطنیہ چلا گیا جہاں حسین الدین پاشا نے اپنے بیٹے کا اتالیق مقرر کردیا۔ سنہ ۱۸۵۸ء میں اسنے ہنگری سے ترکی ڈکشنری (لغات) شایع کی۔ اس درمیان میں اسے ایسی مہارت ہوگئی تھی کہ لوگ اسکو عثمانی خیال کرتے تھے اور وہ اپنے سفر وسط ایشیا پر روانہ ہوا۔ طہران میں اسنے درویش کا لباس اختیار کیا۔ اور درویشانہ اطوار و عادات سے اسلام میں کامل دسترس حاصل کرکے خیوہ کا راستہ لیا جہاں خان خیوہ سے دو ملاقاتیں کیں۔ امیر بخارا کو بعض تشویش انگیز خبریں پہنچیں مگر اسنے بعد تحقیقات کے رشید افندی کو انعام واکرام کیساتھ رخصت کیا۔ ویمبری نے رشید افندی کا نام اختیار کرلیا تھا یورپ سے واپسی پر انگلستان گیا۔ جہاں محفل جغرافیہ اور عوام نے بڑی خاطر تواضع کی۔ سنہ ۱۸۶۴ء میں سیاحت وسط ایشیا لندن میں شایع ہوئی۔ جسکا ترجمہ اردو میں بھی ہوچکا ہے۔ مشرقی زبانوں کا ماہر ہونے کے باعث یورپ واپس ہنگاری کی یونیورسٹی پیسٹ السنہ شرقی کا عہدہ دیدیا گیا۔ حضرت عبدالبہاء کے سفر بداپسٹ میں دو دفعہ ملاقات ہوئی۔ اور تیسری دفعہ بازدید کی تقریب میں مشرف ہوئے۔ فارسی۔ عربی۔ اور ترکی زبانوں میں حیرت انگیز دسترس حاصل تھی۔ حضرت عبدالبہاء سے ملاقات کیوقت کہنے لگا۔ "میں کئی سال سے آپکی تعلیمات کا مطالعہ کررہا ہوں اور مجھے آپکی خدمت میں شرفیاب ہونیکا بڑا اشتیاق تھا۔ میں سب سے زیادہ آپکی شجاعت فوق العادت کا شیدا ہوں کہ آپ اس عمر میں (حضرت عبدالبہاء کی عمر اسوقت ۶۹ سال کی تھی) سب کچھ چھوڑکر تمام دنیا میں اپنے ہر رائے اصولوں کی اشاعت کی غرض سے سفر کررہے ہیں۔ آپ بہت بڑا کام کررہے ہیں۔ آپکے کام یقیناً بار آور ہونگے کیونکہ آپکا اخلاص۔ آپکا استقلال آپکے اعلیٰ مقاصد تمام دنیا کے عزم و فکر کرنیوالوں کے قلب پر نقش ہوگئے ہیں"

ویمبری نے بارہا ایک ٹانگ لنگڑی اور غریب ہونے کے سبب طرح سے بھوک پیاس اور تظلم پر فتح پائی۔ اور اعلیٰ مدارج شہرت و عزت پر قدم رکھا۔ وہ یہودیوں کی تاریخ میں ایک یادگار عظیم ہے اسکول میں ایکدفعہ اسنے کہا کہ فاقہ اور تذلیل اور تھکن سے ہماری ہار ہی مجھکو دوچار ہونا پڑا لیکن بڑی سے بڑی مصیبت مجھکو چند منٹ سے زیادہ رنجیدہ نہ کرسکتی تھی جتنا کہ میرے چہرے کا رنگ بھی بہت جلد اپنی اصلی حالت پر واپس آجاتا تھا۔

ویمبری کے آخری الفاظ حضرت عبدالبہاء سے یہ تھے:-

بہائی شہداء

قاتلوں نے خودکشی کرلی

بنگر کہ خون ناحق پروانہ مشمع را
چندان امان نداد کہ شب را سحر کند

ناظرین کوکب ہند پڑھ چکے ہیں۔ کہ حضرت صدیق العلماء کو شہید میں اعدائے حق نے شہید کرڈالا۔ اور تبریز میں ایک اور محترم بہائی کو قتل کردیا۔ یہ دونوں شہید جنت علیا میں پہونچ چکے تھے۔ اور ابھی انکے کفنوں سے خون شہادت خشک بھی ہوا تھا کہ ظالموں کو قدرت خداوندی نے فوراً انتقام میں پکڑ لیا۔ (ان بطش ربک لشدید) ظالموں کی عبرتناک موت دنیا کیلئے ایک نشان ہے۔ جسے دیکھکر ہر ظالم متکبر کو ڈرنا چاہیے۔ تازہ اخبار جو موصول ہوئے ان میں بتایا گیا ہے کہ قتل کا محرک اول جو ۲۴ ہزار فوجی سپاہیوں کا افسر تھا اسکے اور بعض دیگر افسروں کے درمیان کچھ مناقشہ ہوگیا۔ بات بڑھ گئی اسی سلسلہ میں دو افسروں کو حراست میں مشہد کی طرف لیجارہے تھے کہ اتنے میں باغی قتل شہداء مقام دزآب سے بھاگ کر ہندوستان میں پناہ لینے کے لئے چلا آیا۔ ابھی کچھ زیادہ راستہ طے کرنے نہ پایا تھا کہ گرفتار کرلیا گیا۔ آقائے شجاع نظام جب اسکو گرفتار کرکے لارہے تھے اسنے خودکشی کرلی۔ اور اسطرح خدائی انتقام میں ہلاک ہوگیا۔ جب اس شخص کا جنازہ نکل رہا تھا۔ تو دوسرے باغی قتل نے دیکھا اور اسقدر سراسیمہ ہوگیا کہ خوف کے مارے اسنے بھی خودکشی کرلی۔ اور یہ بھی اپنے ہاتھوں خود فنا ہوگیا۔

یہ عبرت ناک موتیں نہایت تعجب اور دہشت کا سبب ہورہی ہیں۔ وکذلک اخذ ربک اذا اخذ القری وھی ظالمۃ ان اخذہ الیم شدید ٥

ایک بہتان کی تردید

احمدی صاحبان نے "الفضل قادیان" میں مولوی شفیع اللہ کی بہائیت سے توبہ شایع کی تھی۔ مولوی شفیع اللہ کے ایک طویل خط میں سے ذیل کا اقتباس احمدیوں کے بہتان کی حقیقت طشت از بام کرتا ہے۔

"قادیانی اخبار الفضل مورخہ ۸ جولائی آج میری نظر سے گذرا۔ میں جناب مولوی خیرالدین صاحب کا مشکور ہونگا اگر وہ مجھکو بابی بہائی یا قادیانی عقائد کا ثابت کریں۔ اور جن تحریروں پر انکو ناز ہے پیش کریں یہ کذیب وبہتان جو نہایت دیدہ دلیری سے کیا گیا ہے قابل داد ہے جناب مولوی خیرالدین صاحب مجھکو انسان پہچنے سے کیا کہینگے بلکہ وہ خود قادیانی ہونیکی انجمن میں بھرتی ہوئے ہیں۔ مجھے توبہ کا کیا درس دینگے جبکہ خود قادیانی رسالت کے حال میں مجنوں بنے ہوئے ہیں۔ میری کیا کہینگے جب خود گمراہی کے غار میں دکھائی نظر آتے ہیں۔ پہلے قادیانی نبوت کا بات توڑیں۔ مرزائی رسالت سے توبہ کریں اور ختم النبیین کی بغاوت سے باز آئیں۔ ہر کلمہ گو مسلمان جانتے ہیں کہ میں نماز پڑھتا ہوں۔ انکے جنازہ میں شریک ہوں۔ مرزا صاحب کا نبی اللہ ہونا باطل سمجھتا ہوں انکی شریعت کو خیرباد کہدیا ہے۔ انکے منکر مسلمان جانتے ہیں پھر وہ اپنے کو اس قابل سمجھتے کہ دوسرے کو توبہ کی دعوت دیں" (راقم شفیع اللہ)

©Afnan Library Trust, 2026

مختصر خبریں

—— سابق سلطان ٹرکی نے حضور نظام کی ۳ سو پونڈ کی ماہانہ پنشن قبول کر لی ہے۔

—— ۱۴ اپریل سے ۱۸ جون تک حاجیوں کے دس جہاز کراچی سے روانہ ہوئے ۴۲۰۴ حاجی تھے انمیں سے ۲۱۱۵ مرد ۹۰۱ عورتیں اور ۹۲ بچے تھے۔

—— جریدۂ حکومت بنگال کے صفحے میں اعلان شایع ہوا ہے کہ وزارت تعلیم بنگال نے کلکتے میں ایک اسلامیہ کالج قایم کرنیکی تجویز منظور کی ہے۔

—— داخلول پاشا کے سینے میں ۱۲ جولائی کو ایک طالبعلم نے قاہرہ کے ہپوڈروم پر ریوالور چلاکر ایک گولی ماری۔ حملہ آور گرفتار ہوگیا۔ پاشا روبصحت ہیں خفیف زخم آیا۔

—— سر علی امام جو آجکل لندن میں والیسی برار کی جدوجہد میں مشغول ہیں آئندہ ہفتہ تک حیدرآباد واپس تشریف لائینگے۔

—— آل انڈیا سوراج پارٹی کا جلسہ عام ۱۰ اگست کو کلکتے میں منعقد ہوگا۔ جسمیں بعد بحث و مباحثہ پارٹی کا پروگرام طے کیا جائیگا۔

—— انڈین ریلوے کانفرنس کا آئندہ اجلاس شملے میں ماہ اکتوبر مسٹر آرمیلگن ایجنٹ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوی کے زیر صدارت منعقد ہوگا۔

—— روس میں جرمنی کے تیل کے نئے چشمے برآمد ہوئے ہیں انمیں سے ۶۳ گھنٹے کے اندر ۴ ہزار ٹن تیل نکلتا ہے

سبیل الرشاد کے حوالے سے ہمعصر خلافت لکھتا ہے کہ ترکی کی یہ تجویز منظور ہوگئی کہ نماز ترکی زبان میں ادا کیجائے اور یہ طے کر دیا گیا ہے کہ نماز کسی طرح ترکی زبان میں نہیں ہوسکتی۔ الحمد للہ

—— ہمعصر **خلافت** بمبئی یہ خبر اخبار اقدام سے ترجمہ کرتا ہے کہ تقویم (جنتری) کی تبدیلی کیطرف ایک جماعت متوجہ ہوئی ہے۔ اور ایک کمیشن تحقیقات کر رہا ہے کہ اہل تجارت کو اس حساب کتاب سے سخت تکلیف ہوتی ہے کہ کوئی سال ۳۶۵ دن کا ہوتا ہے کوئی سال ۳۶۶ دن کا اور اسی طرح کوئی مہینہ ۳۰ کا کوئی ۳۱ کا کوئی ۲۹ کا کوئی ۲۸ کا۔

پروفیسر دولالوٹ کی تجویز ہے کہ سال ۳۶۴ دن کا تسلیم کیا جائے اور مہینہ ۲۸ دن کا اور ہر سال ۱۳ ماہ کا ہوا کرے اسطرح سب تکلیفیں رفع ہو جائینگی۔ سعدی مرحوم کیا خوب کہہ گئے ہیں ؎ کہ تقویم پارین نہ آید بکار

ہز اکسلنسی گورنر بہادر صوبجات متحدہ نے ازراہ عنایت بمقام آگرہ یوپی مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے وفد کو بسر کردگی آنریبل نواب مزمل اللہ خاں بہادر شرف باریابی بخشنے کی تاریخ ۱۴ اگست معین فرمائی ہے۔ مسلمانوں کی تعلیم سے متعلق بعض اہم مسائل پر گفتگو ہوگی۔

اخبار **ٹائمز** بٹس لندن مورخہ ۱۳ جون میں ایک نہایت دلچسپ اطلاع نظر آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ پیرس سے ایک فقیروں کا بھی اخبار شایع ہوتا ہے۔ اسکی کاپیاں دستی چھاپے سے تیار کی جاتی ہیں۔ اور اس اخبار کو فقرا ہی خرید کرتے ہیں اس اخبار کے خاص مضامین یہ ہوتے ہیں کہ کسطرح سے فقرا اپنے پیشے میں کامیاب ہوں۔ شادی بیاہ موت اور ایسے جلسوں کی اس اخبار کے ذریعہ سے اطلاع دیجاتی ہے جسکی شرکت سے فقرا کو مالی فائدہ پہونچے۔ اس اخبار کا ایک کالم اسلئے مخصوص ہوتا ہے کہ رئیس مسافروں کی آمد و روانگی کی اطلاع اسمیں شایع کیجائے تاکہ فقرا اس اطلاع سے فائدہ اٹھاکر ان روسا سے ملسکیں اور خیرات وصول کرسکیں۔

—— **ایک عجیب واقعہ** نے طبی حلقہ میں عام اختلاف پیدا کر رکھا ہے لیکن چونکہ واقعہ ناقابل تردید ہے اسلئے کسی کو انکار کی بھی گنجایش نہیں۔ ایک نوجوان لڑکی کپڑا سی رہی ہے وہ اتفاقاً سوئی کو لبوں سے دبا تی ہے۔ اسے چھینک آتی ہے اور اضطراری طور سے وہ سوئی کو نگل جاتی ہے۔ تین ماہ بعد اسکی شادی ہوتی ہے اور شادی کے دس ماہ بعد اسکے لڑکا پیدا ہوتا ہے لڑکے کے کاندھے پر وہ سوئی کی نوک دیکھتی ہے اور وہی سوئی جو تین مہینے پہلے عورت نے نگلی تھی بچے کے کاندھے سے برآمد ہوئی ہے۔

—— ۱۵ جولائی کے فساد دہلی میں چھ مقتول اور سو کے قریب مجروح ہوئے۔ ۱۶ جولائی کو دس آدمی مقتول اور دو زخمی ہوئے۔

—— مراکو کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ریف والوں نے ہسپانیہ کے آٹھ سو سپاہی گرفتار کر لئے۔ اور اب ٹیطوان بھی خطرہ میں ہے۔

—— مسٹر ڈی والیرا جو آئرلینڈ کی موجودہ حکومت کے خلاف لڑتے تھے قید ہوگئے تھے۔ اب رہا کر دیے گئے۔

—— خدیجہ بیگم فیروز الدین صاحبہ بنگلہ نے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا ہے (اہل) مبارک

—— مکہ کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجیوں کا ایک بڑا قافلہ مدینہ جاتا ہوا لٹ گیا۔ اسلئے اسدفعہ حاجی مدینہ جانے کے بغیر ہی گھروں کو لوٹ رہے ہیں۔

—— اس سال گورنمنٹ آف انڈیا نے پندرہ کروڑ روپے قرض لینے کا اعلان کیا ہے سنہ ۲۳-۱۹۲۲ء میں گورنمنٹ نے ۲۴ ہزار روپے قرض لئے تھے۔

—— **فرانس** کے بندرگاہ مارسیلز میں بہت سے پنجابی لوگ تلاش معاش میں پہونچے وہاں انکو کسی قسم کی ملازمت نہیں ملی۔ برٹش گورنمنٹ نے اپنے خرچ سے ان فاقہ کش اور مفلس پنجابیوں کو ہندوستان واپس بھیجدیا۔

—— ایک چھوٹے سے سکھ لڑکے کو دسویں یا گیارہویں اکالی شہید ہوجانے کیساتھ جیتو جانے کی اجازت اکالیوں نے نہ دی۔ اسپر اس لڑکے نے اپنے آپکو کنوئیں میں گرا دیا۔ لڑکا فوراً کنوئیں میں سے نکالا گیا۔ پھر چونکہ اسنے جتھے کے ساتھ جانے پر اصرار کیا اسلئے اسکو جیتھے کیساتھ جیتو روانہ کر دیا گیا۔

زغلول پاشا کے سینہ کے اندر گولی رہگئی۔ زخم مندمل ہوگیا۔ ڈاکٹر کہتے ہیں جبتک سوزش نہ ہو گولی نکالنا ضروری نہیں۔

دوا کا ہیکو ہے شان خدا اکسیر اعظم ہے

سُرمۂ رحمانی - یہ نسخہ مجہکو مولٰنا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآباد رحمۃ اللہ علیہ سے ملا ہے۔ اس سُرمہ کے استعمال سے دہلہ۔ جالا۔ دھلکہ۔ رتوندی۔ آشوب چشم۔ سرخی چشم۔ ناخنہ سوتیا بند۔ چاندنی۔ پرّہ ال۔ غبار چشم۔ ٹیٹہہ بھولا۔ غرضکہ جملہ عوارض چشم کیلئے حتیٰ کہ چشمہ تک چھڑا دینے میں ارحد مفید ثابت ہوا ہے۔ آزمایش شرط ہے۔ قیمت فی شیشی عصر علاوہ محصولڈاک

عرق مسیحا ہر قسم کے بخار کو ملیریا تائفائید۔ انفلوئنزا۔ باری تجارتی۔ چوتھیہ۔ دق۔ موسمی۔ دردسر۔ جگر ملحال دسعال وغیرہ وغیرہ اکسیری حکم کا رکھتے والا۔ انگریزی اجزا سے پاک محض جڑی بوٹیوں کا مرکب نہایت خوش ذائقہ۔ ہر حالت میں استعمال کے قابل پہلی خوراک سے فائدہ دینے والا قیمت فی شیشی عصر، علاوہ محصولڈاک

حب لبسۃ آواز۔ اگر آواز بھرائی ہوئی گھٹی ہوئی ہو یا آواز میں لکنت ہو لے نہ بندھتی ہو۔ کھانسی دزلہ کی ہمیشہ شکایت ہو اسکے لئے نہایت مفید۔ الغرض اکثر حضرات کو ایک ڈبیہ اپنے پاس رکھنا ضروری ہے قیمت عصر علاوہ محصولڈاک۔

(حوالہ اخبار ضرور دیجئے) پتہ

حکیم حسرت دارالعلاج ٹکلی شاہجہان پور

رباعیات عمر خیام

فارسی ۴۶۴ باضافہ ترجمہ نظم اردو تاج الکلام ۴۶۴ رباعی ۱۹۳ صفحے معہ سوانحعمری عمر خیام ۸۰ صفحے جنمیں عمر خیام کا عکسی فوٹو بھی شامل ہے۔ پونے تین سو صفحات کا بیمثل ذخیرہ معہ محصولڈاک ڈھائی روپے ہیں۔

رباعیات سرمد مرحوم

معہ ترجمہ نظم معروف جواہر منظوم فارسی و ترجمہ مجموعی ۲۴۲ رباعیاں۔ ابتدا میں واقعہ قتل و سوانح سرمد شہید بھی مولٰنا ابوالکلام آزاد کے قلم سے درج ہے قیمت معہ محصولڈاک ایک روپیہ۔

دونوں جلدوں کے خریدار سے معہ محصول صرف تین روپے

پتہ ملنے کا

منشی قربان علی دفتر اردوئے معلے شاہجہانی پریس دہلی

سنہ ۱۹۲۵ء کی تجارتی ڈائرکٹری

تاج جنتری

میں اشتہار دینا ازحد مفید ہے۔ اسلئے کہ یہ جنتری ہمیشہ ہاتھوں میں رہنے والی چیز ہے اور ہندوستان میں سب سے زیادہ تعداد یعنی ایک لاکھ کی تعداد میں زیر طبع ہے۔ شرح اجرت اشتہارات حسب ذیل ہے۔ پورا صفحہ ۵۰ روپے۔ نصف صفحہ ۳۰ روپے ۱/۴ صفحہ ۱۶ روپے ۱/۸ صفحہ (یعنی ۱/۲ کالم) بعہ

اسکی خریداری کے آرڈر بھی جلد موصول ہونے چاہئیں تاکہ بعد طباعت فوراً تعمیل کیجائے۔ جوابی اسٹمپ کیلئے جوابی کارڈ موصول ہونے چاہئیں۔ ۲۹×۱۲ کی بڑی تقطیع پر ماہ نومبر تک شایع ہو جائیگی۔

المشتہر خواجہ شوکت حسین آگرہ اخبار آگرہ۔

آگرہ اخبار پریس میں سید محفوظ الحق ایڈیٹر و پبلشر نے چھپوا کر دفتر کوکب ہند آگرہ سے شایع کیا

©Afnan Library Trust, 2026

I 9

رجسٹرڈ نمبر A ۱۳۳۱

مؤرخہ یکم اگست ۱۹۲۴ء

ریویو آف ریلیجنز

مقاصد

نشر لفحاتِ حقیقت تبلیغ وحدتِ محبت فلاح
اقتصاد اصلاح معاشرت تعلیم عمومی حقوق نسواں
تعمیم معارف تطبیق مذہب و سائنس

قواعد

ہر جماعت کا مضمون درج کیا جائے گا
وہ مضمون درج نہ ہوگا جس میں کسی دین
یا کسی قوم یا فرد پر ناروا حملہ ہو۔

مدیر مسئول
سید محفوظ الحق علمی مولوی فاضل

مدیر معاون
مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

جلد ۱ | ہر انگریزی مہینہ کی یکم ۹-۱۷-۲۵ کو شایع ہوتا ہے ۔ قیمت سالانہ للعہ ششماہی عہ سہ ماہی عہ شہارفی کالم للعہ | نمبر ۹

تضمین رنگین

بکلام جناب "خلیفۃ المسیح" قادیان مندرجہ الفضل ۲۵ر جولائی جو موصوف نے ولایت کو جاتے ہوئے ساحل بمبئی سے الفضل کو بھیجا

کیا اب اسلامی صدائے یہ صدائے قادیاں
کیا خدائے دو جہاں ہے بس خدائے قادیاں
ہے خلافِ شانِ حق یہ ادعائے قادیاں
ہے رضائے ذاتِ باری اب رضائے قادیاں
مدعائے حق تعالےٰ مدعائے قادیاں"

قادیاں میرے لئے تھا یا بھی دلدار بھی
روشکر مجھسے وہ ابکے دور ہے آزار بھی
پر ہے اپنی بیوفائی کا اُسے اقرار بھی
دعوئ الفت بھی ہوگا ادعائے پیار بھی
تم نہ دیکھو گے کہیں لیکن وفائے قادیاں

ہمسفر ہے تو وہ خادم بھی ہے اور یار بھی
حق اگر کہئے تو وہ دشمن بھی ہے غمخوار بھی
اب تو جورِ قادیاں کا ہوگیا اظہار بھی
دعوئے طاعت بھی ہوگا ادعائے پیار بھی
تم نہ دیکھو گے کہیں لیکن وفائے قادیاں

قادیاں سے اک بہائی نے جو کی حجت طلب
نطقِ ہادی کے مقابل قادیاں تھا خشک لب
شکل کوکب میں نمایاں پھر وہی ہے رہبر اب
بیکسوں کا ہے وہی حامی چمکتا آسماں پر روز و شب
کیا عجب معجز نما ہے رہنمائے قادیاں

قادیاں نے مہر خاموشی سے رکھی بند لب
ہادیٔ شیراز کی تھی شوکت و عزت عجب
پھر ہوا کوکب میں ظاہر اقتدار شان رب
بیکسوں کا ہے وہی حامی چمکتا آسماں پر روز و شب
کیا عجب معجز نما ہے رہنمائے قادیاں

ہے جو تحریک بہائی اصل اور اسبق یہی
احمدی بازار کی واعظ بس دولت یہی
قادیاں ذرا بول اٹھا کیا قدرت مطلق یہی
منہ سے جو کچھ چاہئے بنجا کوئی پرچق یہی ہے
ہو بہاء اللہ فقط حسن و بہائے قادیاں

ایک ہی جھینٹے سے جو شام و سحر بھگا رہی
ساقیٔ الہٰی نے آگے ایسا میکش کیا ہے
انتشار روح کے دریا میں جو تھکا رہی
منہ سے جو کچھ چاہو بجائے کوئی پرچق یہ ہے
ہے بہاء اللہ فقط حسن و بہائے قادیاں

اُردو پریس میں اہل بہاء

ہمعصر الفضل قادیان ۲۸ و ۲۹ر جولائی ۱۹۲۴ء میں ایک مضمون "میرزا محمود صاحب بہائی کی کتاب احقاق الحق پر نظر" شایع ہوا ہے جسکے متعلق یہ نوٹ کرنا ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ مضمون نگار فاضل کو چاہئے کہ وہ احقاق الحق کو غور سے پڑھیں انکا مضمون بتا رہا ہے کہ وہ اصل مقاصد کو پورے طور پر سمجھنے میں کامیاب نہیں ہوئے نیز چاہئے کہ اپنی فرضیات سے اہل بہاء پر حجت قائم کرنیکی کوشش فرماویں۔ کہ یہ ہی قانون بحث کی رو سے ناجائز ہے۔ عام محققین کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ کتاب احقاق الحق دار الکتب آگرہ سے منگا کر بچشم خود ملاحظہ فرمائیں تاکہ وہ الفضل کے اس مضمون پر بصیرت سے کچھ رائے قائم کر سکیں۔

۱۷ر جولائی کوکب ہند میں ہے ایک مضمون

"کیا حضرت بہاء اللہ نے خدائی کا دعویٰ کیا"

سبحانک ھذا بھتان عظیم

کے عنوان سے شایع کر کے حضرت بہاء اللہ کے ارشادات سے بتا دیا تھا کہ آپکی طرف دعوی خدائی منسوب کرنا بہتان اور افترا ہے۔ لیکن افسوس ہم محض ناانصافی سے الفضل میں ایک مضمون بعنوان "جناب بہاء اللہ کا دعوی خدائی" شایع ہوا ہے۔ جناب مولانا فضل الدین صاحب۔ اگر یہ مضمون لکھتے ہوئے اپنی کتاب "التشریح المسیح" کا وہ حصہ جسمیں انہوں نے جناب میرزا صاحب قادیانی کے دعوی الوہیت کو بہتان بتا کر جواب دیا ہے ملاحظہ کر لیتے تو بہتر ہوتا۔ یا کم از کم ۱۷ر مئی ۲۴ء کا الفضل ہی دیکھ لیتے جسمیں جناب امیر قادیان نے مرزا صاحب کے خدا ہونے کے دعوی کا الزام" ذکر کر کے غضبناک طور پر مخالف علماء کو جواب دیا ہے افسوس تو یہ ہے کہ قادیان ہمارے مقابلہ میں انہیں لوگوں کے نقش قدم پر چل پڑا جنھیں وہ "ظالم کافر" شیل میں بدذات

کہتا ہے۔ اسی الفضل میں جسمیں مرزا صاحب کے دعوائے عمدگی کے الزام پر امیر قادیان نے اپنی جلالی تقریر میں علماء اسلام کو "چمگادڑ چشم" ادھر اودھر ناچنے والے" اسلام اور عقائد اور اخلاق کی بوٹی بوٹی کرنیوالے۔ کتوں کی طرح چیرنے پھاڑنے والے ناہنجار وغیرہ خطاب دیئے ہیں۔ اور فرمایا ہے "پھر وہ کیا چیز ہے جسپر تم اسقدر شور مچاتے ہو۔ کیا یہ حیض کے لیتھڑے ہیں جنھیں تم لئے پھرتے ہو" پھر یہ قاعدہ بھی بیان فرمایا ہے کہ "دیانت اور شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ قائل کے کلام اور مراد کو دیکھا جائے۔ مگر افسوس کہ ہمارے مخالفین اس سے بالکل عاری ہو گئے ہیں"

جناب میرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں "یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند اوامر و نواہی بیان کئے اور اپنی امت کیلئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہوگیا" میری وحی میں امر بھی ہیں نہی بھی" اربعین جناب میرزا صاحب نے صاحب شریعت ہونیکا دعوی اور اپنی شریعت پیش کرنیکا دعوی مذکورہ صدر عبارت میں کیا ہے (کوکب ہند یکم جولائی ۲۴ء)

۱۵ر جولائی کے الفضل میں جناب امیر قادیان نے فیصلہ فرمایا کہ "کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا جو شریعت نہ لائے۔ ان چند نئی شریعت لاتے ہیں اور بعض پہلی شریعت ہی دوبارہ لاتے ہیں" اب الفضل عمدگی کرے جناب میرزا صاحب اپنے اور اپنے خلیفہ کے بیان سے پہلی ہی شریعت کو دوبارہ لانے والے "صاحب شریعت" ٹھہرے یا کچھ اور۔

حضرت بہاء اللہ کی خصوصیت یہ ہے کہ آج کوئی نہیں جیسے حضرت بہاء اللہ کی طرح حضرت عیسیٰ کا رتبہ صادق آتا ہو اور جو شریعت مستقل کا دعوی کرتا ہو (کوکب یکم جولائی)

الفضل ۲۹ر جولائی کہتا ہے کہ کوکب ہند نے جناب میرزا صاحب

عہ اس اضافہ کو حجت سے کیا نسبت۔ عہ قادیان کے واقعات مقاطعت گواہ ہیں عہ میرزا نور شیرازی بہائی نے حضرت بہاء اللہ کا دعوائے مسیحیت جناب میرزا صاحب قادیانی کے سامنے پیش کیا۔ میرزا صاحب نے مقابلہ کی جرأت نفرمائی (دیکھو پیغام الصلح صفحہ ۱۰ تا ۱۲ مسئلہ وحی) جواب لکھکر جناب قادیانی۔ علامہ سید مصطفےٰ اردوی نے ایک زبردست مضمون پیسہ اخبار ۳ر ستمبر ۱۹۰۷ء میں جناب میرزا صاحب کیلئے لکھا جسمیں بتایا کہ آپ سے پہلے حضرت بہاء اللہ دعوی مسیحیت کیساتھ ظاہر ہو چکے ہیں۔ پھر آپ کا یہ کہنا کہ ہمارے دعوے سے پہلے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کسی نے اسطرح خدا سے الہام پاکر بیچ ہونے کا دعوی کیا ہو کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ آپنے اپنا فیصلہ آپ ہی کر دیا ہے کیونکہ آپ تسلیم فرماتے کہ جھوٹا ہمیشہ بعد میں پیدا ہوتا ہے اور پہلے ظاہر ہوتا ہے۔ (البدر قادیان جلد ۲ نمبر ۲۳ صفحہ ۱۷۵ فیشی عہ صفحہ ۱۵ الحدیث ۲۸ر مارچ ۱۹۰۳ء "بہاء اللہ سے میرزا صاحب نے بہت کچھ سیکھا ہے۔ اگر صفحہ ۱۰ رسالہ ردود اعلیٰ) میرزا صاحبی تحریک یقیناً بابی تحریک سے تاثر

©Afnan Library Trust, 2026

توحید حقیقی

کوکب ہند آگرہ ۔ یکم اگست ۱۹۲۳ء

خطابۂ عبدالبہاء در چہارم کلیسیائے موحدین بروکلین ۱۶ جون ۱۹۱۲ء

(ترجمہ از انگریزی)

پادری لیون ہاروی حضرت عبدالبہاء کے خطاب کرنیسے قبل پادری ہاروی نے یہ دعا اور مصرفی کی :۔

دعا ہم شکر کرتے ہیں تیرا اے خدا اسکی وجہ سے جسکی آواز آج صبح ہمسے کلام کرتی تھی۔ ہم شکر کرتے ہیں تیرا کہ اس شخص نے اتنے دلوں کو جذب کیا ہے ایک بڑے اور مستحسن پیغام کیساتھ۔ اسکو آئندہ برسوں کیلئے بھی طاقت عطا کر۔ اور کاش کہ دنیا در بدر اس خواب کو زیادہ تر دیکھے جو وہ دیکھ رہا ہے۔ ہمکو توفیق عطا کر کہ ہم اپنا حصہ پورا کریں۔ اور اس خواب کو اپنے قلب کی آنکھ سے دیکھیں۔ اور دوسروں کے دلکی آنکھوں کو بھی دکھلائیں یعنی اس حب الٰہی اور حب انسانی کو ادراک کریں۔ اور جان کیساتھ اس مسئلہ کو جانیں کہ ہم سب کا باپ ایک ہے اور ہم سب بھائی بھائی ہیں ہمپر اپنی برکت نازل کر۔ اور سب بلند چیزوں میں ہماری مدد کر اور عالم سرمدی کیطرف ہمکو ہدایت کر۔ آمین

باب سنہ ۱۸۴۴ء میں ملک ایران میں ایک شخص ظاہر ہوا اسنے اپنا لقب باب یا دروازہ رکھا۔ ہم اسکو مثل یحییٰ معمدان خیال کر سکتے ہیں۔ اسنے ایک نئے پیغمبر کی بشارت دی۔ سو باب مثل اور پیغمبروں کے ستایا گیا۔ اور اپنے پیغام کی وجہ سے شہید کر دیا گیا۔ لیکن اسکی شہادت رائیگاں نہ گئی۔ قریب چھ سال بعد انہوں نے اپنی جان دی۔

بہاء اللہ سنہ ۱۸۵۳ء میں ایک اور شخص ظاہر ہوا جس نے دنیا کا آزاد کرنیوالا اور نجات دینے والا ہونیکا دعوی کیا۔ اور کہا کہ باب نے میری ہی بشارت دی تھی۔ اسکی وجہ سے اسکو بھی ایسا ہی ستایا گیا۔ جیسا کہ باب کو۔ چالیس برس تک وہ قید اور جلاوطنی میں رہا۔ عکا کا چھوٹا شہر اسکی آخری قید کی جگہ تھی۔

عبدالبہاء بچپن کے زمانہ سے عبدالبہاء جو آج تمسے کلام کرینگے۔ اس عظیم الشان شخص بہاء اللہ کی قید کے ساتھی تھے سنہ ۱۸۹۲ء میں یہ شخص جلیل انتقال کر گیا۔ اور کہہ گیا کہ میری عبا میرے سب سے بڑے بیٹے پر پڑیگی۔ اور وہ بیٹا آج تمہارے سامنے ہے

لقب و بشارت لیکن اگرچہ یہ اس چھوٹے سے شہر میں قید تھے مگر وہ بشارت اخوت عمومی کی وہ دیتے تھے وہ دور اور نزدیک پہونچتی تھی۔ اور وہ بشارت یہ تھی کہ سب مذاہب ایک مرکز اور ایک قلب ہے اور وہ سب الٰہی اور حب انسانی ہے۔ یہی وہ بشارت ہے جو انکے ملحوظ تھی اور جسکا انہوں نے اعلان کیا۔

ان لوگوں کو یہ جاننا چاہیے کہ وہ ایکدوسرے کے بھائی ہیں اور برادری قوم کی حد پر ختم نہیں ہوتی۔ ہمکو چاہیے کہ اس اخوت کو تسلیم کریں۔ اور اسکو بیان دیں۔ یہی انکا خواب اور یہی انکی بشارت تھی۔

مجلس ادیان سنہ ۱۸۹۳ء میں ہمارے امریکہ میں ایک بہت عجیب جلسہ ہوا۔ اور وہ پارلیمنٹ ادیان تھی۔ شہر شیکاگو میں جہاں تواریخ میں پہلی مرتبہ تمام مذاہب کے مبعوثین جمع ہوئے وہ سب ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع ہوئے۔ اور سب نے یہ پایا کہ سب دینوں کی بشارت قلبی ایک ہی ہے اور وہ یہی چیز تھی جو یہ بزرگ دور دراز ملک ایران اور شام میں اعلان کر رہے تھے۔

چالیس سال یہ ایک یقینی امر ہے کہ سنہ ۱۸۶۸ء سے عبدالبہاء مکاں قید تھے۔ دنیا یہ بشارت سننے لگی۔ یہ خبر دور دور پہنچنے لگی۔ اور لوگ انکی دعا لینے اور کلام سننے کیواسطے وہاں جانے لگے۔ اور آخر الامر سنہ ۱۹۰۸ء میں یہ قید اٹھ گئی اور وہ آزاد ہو گئے قریب قریب اپنی تمام عمر وہ قید ہی میں رہے ہیں لیکن اب وہ آزاد ہیں۔ اور اپنی اس آزادی کا نتیجہ تمہارے پاس لائے ہیں یعنی وہی بشارت اخوت عمومی۔ اور اگرچہ یہ ایک اجنبی زبان میں ہے تاہم جب ترجمہ ہو گا تو تم دیکھو گے کہ یہ وہی جلیل اور جمیل پیغام ہے جو ہمارے بہترین اوقات میں ہمارے قلب کا مرکز ہوتا ہے۔

(اسکے بعد عبدالبہاء نے یہ خطاب کیا)

خطاب عبدالبہاء یہ کلیسیائے متحدین ہے۔ اور یہ زمانہ عربی زبان میں بہت خوبی کیساتھ یوم الاتحاد کہا جا سکتا ہے۔ اسواسطے میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ آج اتحاد کا ذکر کروں۔

مختلف مدارج اتحاد حقیقی کیا ہے۔ جب ہم عالم انسانی کو دیکھتے ہیں تو اتحاد کے مختلف ظہور و اضافی دیتے ہیں۔

اول اتحاد جنسی ہے جسکی وجہ سے انسان کی برتری حیوان پر تمیز کیجاتی ہے۔ اسکے بعد نوعی اتحاد ہے جسکی روسے انسان مختلف گروہ میں تقسیم ہوتے ہیں۔ ان بڑے وسیع اقسام اتحاد میں سب اولاد آدم کا شمار ہے درحقیقت وہ ایک ہی خاندان اور ایک ہی کنبہ ہے۔ بعد ازاں اتحاد وطنی ہے جسمیں چند اشخاص کو بلحاظ پیدائش ملکی ایک مانا جاتا ہے۔ یا بلحاظ ایک مقررہ عہد کے۔ پھر اتحاد قومی ہے یعنی ایک جماعت رشتہ حکومت سے بندھی ہوئی ہو جیسے کہ قوم فرانس یا جرمنی وغیرہ۔ اور پھر اتحاد لسانی ہے یعنی ایک گروہ کو کوئی خاص زبان تبادلۂ خیالات کے واسطے استعمال کرے یا اتحاد سیاسی کہ چند حکومتوں کے حقوق کی حفاظت کرے۔ جو کسی خاص طریقہ حکومت کو اختیار کرتے ہوں۔ ان سب اتحادوں کی کوئی حقیقی بنیاد نہیں ہے کوئی حقیقی اثر ان سے ظاہر نہیں ہوتا۔ وہ محض خیالی ہیں کیونکہ کوئی دائمی نتیجہ انسے ظاہر نہیں ہوتا۔ اور حقیقی اتحاد کا مقصد یہ ہے کہ کوئی دائمی نتیجہ ظاہر ہو۔ غیر محدود اتحاد سے غیر محدود اثر پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان محدود اتحادوں سے اثر بھی محدود پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً اتحاد وطنی سے زیادہ سے زیادہ نتیجہ بھی محدود ہے۔ جیسے کہ ایک خاندان ہو جو علیحدہ اور تنہا رہتا ہو۔ کوئی بے انتہا اور غیر محدود نتیجہ پیدا نہیں ہوتا

اتحاد اعظم لیکن جس اتحاد کا اثر غیر محدود ہے وہ اول اتحاد الٰہی ہے کہ سب زیر سایہ ہما الابہی جمع ہیں۔ اور سب ایک ہی خدا کے بندے ہیں۔ کیونکہ سب ایک ہی ہوا پھانکتے ہیں۔ ایک ہی زمین پر رہتے ہیں۔ ایک ہی آسمان کے سایہ میں ہیں۔ ایک ہی سورج سے روشنی پاتے ہیں۔ اور سب کے سب خدا کی حفاظت میں ہیں۔ یہ اتحاد اتحاد اعظم ہے اور اسکے نتیجے بے انتہا ہیں۔ اگر انسان اس اتحاد کو اختیار کریں۔ لیکن اب تک اسکو اختیار نہیں کیا ہے۔ اسوقت تک کوئی مذہبی اتحاد اور محدود اتحادوں مثل جنسی وطنی یا شخصی اغراضات کے اتحاد کو اختیار کرتے رہے ہیں۔ اسلئے کوئی بڑا نتیجہ پیدا نہیں ہوا۔ لیکن یہ یقین ہے کہ اشراقات اور فیوضات الٰہی احاطہ کر رہے ہیں۔ ضمائر روشن ہو گئے ہیں۔ بصائر تیز ہو گئے ہیں۔ علوم و فنون پھیل گئے ہیں۔ اتحاد بشری کے اعلان اور انتشار کی قابلیت پیدا ہو گئی ہے۔ اور یہ اتحاد اس اتحاد کی قسم سے ہے جس سے عجیب اثر پیدا ہونگے۔ یہ اتحاد سب دینوالوں کو دوست بنا دیگا۔ یہ اتحاد سب دشمن قوموں میں محبت پیدا کر دیگا۔ یہ اتحاد سب جھگڑالو بادشاہوں کو تعلیم دوستی و حلیم بنا دیگا۔ یہ اتحاد عالم بشر کو امن و چین دیگا۔ یہ اتحاد مشرق و مغرب کو ملا دیگا۔ یہ اتحاد راستی کی بنیاد نوع انسانی کیواسطے محکم کر کے صلح اکبر کا علم بلند کر دیگا۔ یہ وہ اتحاد ہے جو انسانوں کے خاندان کو ایک کر دیگا۔ یہ وہ اتحاد ہے جو قوموں کے تمام کو منجذب کر دیگا۔

اتحاد روحانی اور ایک قسم کا اتحاد اتحاد روحانی ہے جو روح القدس کی نفخات کا نتیجہ ہے۔ یہ اتحاد بشر، اتحاد سے بھی بڑا ہے۔ اتحاد بشری جسم کی مانند ہے لیکن یہ اتحاد جو روح القدس کے نفخات کا نتیجہ ہے۔ مثل روح کے ہے جسکی وجہ سے یہ جسم زندہ ہے کیونکہ پچھلا اتحاد نفخات روح القدس کے اثر سے ہے یہ اتحاد کامل ہے۔ یہ اتحاد نوعوں میں ایسی حالت پیدا کر دیگا کہ ہر شخص محو اپنی کل منطقہ چیزوں کے دوسروں پر قربان ہونا چاہیگا۔ یہ ہے وہ اتحاد جو حضرت عیسیٰ کے حواریوں میں تھا۔ یہ ہے وہ اتحاد جو تمام انبیاء اور مقدس اشخاص میں تھا۔ یہی اتحاد روح القدس کی تائید سے تمہاریوں میں ہے۔ کہ ہر ایک دوسرے پر جان فدا کرتا ہے اور منتہائے آرزو دوسروں کی خوشنودی حاصل کرنا سمجھتا ہے۔

یہ وہ اتحاد ہے جسپر کہ ایران میں بیس ہزار آدمیوں نے جان فدا کی۔ یہ وہ اتحاد ہے جسکی وجہ سے باب ہزاریوں کا نشانہ بنے۔ یہ وہ اتحاد ہے جسکی وجہ سے بہاء اللہ نے پچاس برس سے زیادہ قید اٹھائی۔ یہ اتحاد دنیا کی روح ہے دنیا اندھیرا کے ہے۔ اور یہ اتحاد مانند روح کے۔ دنیا کے جسم کا بغیر اس روح کے زندہ ہونا ناممکن ہے۔ حضرت مسیح روحی فداہ نے اس اتحاد کو ان لوگوں میں پھیلایا۔ جو کوئی حضرت عیسیٰ پر ایمان لایا اسنے یہ روح پائی۔ ابدی عزت کی اعلیٰ چوٹی پر

©Afnan Library Trust, 2026

پہنچا۔ حیات سرمدی پائی۔ ولادت ثانی حاصل کی۔ اور منتہی خوش نصیبی سے موصول ہوا۔

اتحاد انبیاء لیکن خدا کے کلام میں ایک اور قسم کا اتحاد ہے۔ جو کہ خدا کے مقدس مظاہر کا اتحاد ہے۔ جیسے کہ حضرت ابراہیم۔ حضرت موسیٰ۔ حضرت عیسیٰ و حضرت محمد و بہاء اللہ اولاب میں تھا۔ یہ آسمانی اتحاد ہے۔ ربانی اتفاق ہے۔ لمعانی غرد انیت ہے اور رحمانی وحدانیت۔ وہ ایک ہی حقیقت ہے جو متعدد مظاہر میں ظاہر ہوئی ہے۔ جیسے آفتاب ایک ہی ہے۔ لیکن اسکے طلوع ہونے کے مقام مختلف ہیں۔ گرمی کے زمانہ میں تا لبتانی مطلع سے طلوع ہوتا ہے۔ اور سردی کے زمانہ میں جنوبی مطلع سے نکلتا ہے۔ ہر مہینہ ایک خاص مطلع سے نمودار ہوتا ہے۔ اگرچہ مطالع مختلف ہیں مگر آفتاب بیچارہ ایک ہی تھا۔ مقصود انبیاء کی حقیقت ہے۔ رسولوں کی حقیقت کی مثال سورج کی سی ہے۔ اور مظاہر مقدسہ سورج کے مطالع اور محل اشراق کی مانند ہیں۔

اسکے علاوہ اتحاد ربانی بھی ہے یعنی وحدت ذات الٰہی۔ خدا کی ذات انسان کے خیال و فکر سے پاک ہے۔ اسکے بارہ میں کوئی نہیں سوچ سکتا۔ کیونکہ اسکی حقیقت غیر محدود ہے اور محدود نہیں ہو سکتی۔ انسانی عقل اسکو احاطہ نہیں کر سکتی کیونکہ ہمارے سب ظن اور خیال اور فکر حقیقت کے بارہ میں ہمارے پیدا کئے ہوئے اور محدود اور ظنی ہیں نہ کہ حقیقت ربانی۔

مراتب تنزیہ شلاً اگر ہم اسکے بارہ میں یہ خیال کریں وہ حی ہے اور قادر مطلق ہے۔ اور کوئی اسکا شریک نہیں اور وہ ہمیشہ رہیگا۔ تو ان سب پر ہم محیط ہیں اور اسکا صرف عقلی اور ظنی وجود ہوگا۔ وہ حق جو مشہود و موجود ہے انسان کے خیال سے کہیں زیادہ بڑا ہے۔ ہماری بھی ظاہری ہستی ہے لیکن ہمارا خیال ہمارے ذہن کا نتیجہ ہے اور ہم اوسپر محیط ہیں۔ اس ہی سبب سے خدا کی حقیقت ہمارے خیال سے مبرا ہے اور ہمارے احاطہ سے بالا۔ ہم اسکو سمجھ نہیں سکتے۔ لیکن اسکے انوار و الطاف اسکے آثار اور اخلاق اس کے

مراتب ظہور پیغمبروں کی حقیقت میں اسطرح ظاہر ہوتے ہیں جسطرح کہ آفتاب مقدس آئینوں اور مرآت میں۔ یہ مقدس وجود مثل آئینے کے ہیں۔ اور حقیقت الٰہی آفتاب کی مانند۔ اگرچہ سورج آئینہ کے اندر سے چمک رہا ہے اور اسکے کمال اور صفات اسمیں سے دمک رہے ہیں تو بھی وہ اپنی عظمت اور جلال کی بلندی پر سے نہیں اترا ہے نہ اُسنے آئینے میں سکونت اختیار کی ہے۔ وہ خود آسمان پر ہے اور اپنے مقدس عرش پر۔ نہایت یہ ہے کہ اسکی روشنی ان آئینوں میں ظاہر ہو رہی ہے پس فیض ایک ہی ہے۔ اگرچہ اسکو حاصل کرنیوالے متعدد ہیں۔

پیغمبر مظاہر الٰہی ہیں کہ اتحاد ربانی صعود اور نزول سے پاک ہے۔ جسمانیت سے مبرا ہے۔ احاطہ خیال سے باہر ہے اور وہم و گمان سے اعلیٰ۔

پیغمبر وحدت ربانی کے آئینے ہیں۔ خدا کا نور انمیں ظاہر ہوتا ہے وہ اسکے اخلاق انمیں اشراق کرتے ہیں مگر وہ حقیقی آفتاب کبھی اپنے اعلیٰ مقام سے نہیں اترتا۔ یہ ہے وحدت الٰہی۔ یہ ہے وحدانیت

یہ ہے تقدیس۔ یہ ہے بیچارجس سے ہم اسکی تعریف کرتے ہیں اور اسکی پرستش کرتے ہیں۔

دعا الٰہی الٰہی یہ تیری رحمت کے آستانہ کے بندہ ہیں۔ اور یہ تیری وحدانیت کے دروازہ کی کنیزیں۔ درحقیقت یہ اس عظیم معبد میں داخل ہوئی ہیں تاکہ تیری پیار کے چہرہ کیطرف متوجہ ہوں۔ انہوں نے تیری وحدانیت کے دامن کو پکڑا ہے۔ تیری خوشنودی چاہتے ہیں اور تیری بادشاہت میں داخل ہونے کا قصد کر رہے ہیں۔ اس جلیل صدی میں آفتاب حقیقت سے روشنی پا رہے ہیں۔ اور ہر بڑے کام میں تیری رضا کا انکو اشتیاق ہے

اے خدا اپنی نشانیوں اور خزانوں کے وسیلہ سے انکی آنکھوں کو روشن کر اور اپنا کلام انکے کانوں کو سنا۔ اپنی محبت سے انکے دلوں کو بھر دے۔ انکی ارواح کو اپنے وصال سے مسرور کر۔ اپنی زمین اور آسمان میں انکو روحانی خزانیاں عطا فرما اور انکو اپنے بندوں کے درمیان اتحاد کا مظہر بنا۔ تاکہ حقیقی وحدانیت ظاہر ہو اور تیرے حکم اور تیری بادشاہت میں سب متحد ہو جاویں۔ درحقیقت تو ہی کریم ہے اور تو ہی عظیم اور تو ہی روح ہے۔

تو ہی رحمٰن اور تو ہی رحیم × ع ع

مباحثہ سود پر چند نظریں

آجکل اسلامی اخبارات میں مسئلہ سود پر بہت کچھ مباحثہ ہو رہا ہے۔ جسپر چشم تحقیق سے چند نظریں ڈالنا مناسب ہوگا

پہلی نظر اکثر مضامین محض جذبات سے لبریز ہیں۔ دلائل اور واقعات کی روشنی میں بہت کم غور کیا گیا ہے۔ ایک صاحب فرماتے ہیں۔ "خدا کا خوف کھاتے ہوئے سود سے بچو۔ ورنہ یہ دنیادار مولوی خود بھی دوزخ میں جائینگے اور اور ایک جماعت کو بھی ہمراہ لیجائینگے۔ (اخبار محمدی دہلی ۱۵ جون) یہ تو وہ طریق ہے جو آسانی ہر شخص اپنے مخالف کیلئے استعمال کر سکتا ہے مگر اسے حجت و برہان سے واسطہ نہیں ہے۔

عام مضامین نگار تو ایسی غلطی کے مرتکب ہوئے ہی تھے کہ مسئلے اور دلیل میں صرف جذبات سے کام لینے لگے۔ عجیب تر یہ ہے کہ ملک کے مشہور فلسفی مولانا عبدالماجد صاحب بی اے کا جو مضمون ہمدم وغیرہ میں شایع ہوا وہ بھی محض جذبات سے پُر تھا۔ سرمایہ داری کو لعنت قرار دیکر انہوں نے حرمت سود پر زبردست استدلال فرمایا۔ لیکن افسوس محترم مولانا بھول گئے کہ مقدس اسلام سرمایہ داری کو لعنت قرار نہیں دیتا ہاں سرمایہ کے بیجا استعمال کو ضرور لعنت قرار دیا گیا ہے۔ مگر یہ تو ہر امر شرعی حتیٰ کہ عبادات دینی میں بھی جاری ہوگا۔ مثلاً نماز جو ہر مسلمان پر فرض ہے اگر وہ بجائے مقبول ہونیکے لعنت بن جاتی ہے۔ تو کیا نماز حرام ہو جائیگی۔

دوسری نظر معاصر ذو القرنین بدایوں میں محترم مولوی عبدالماجد صاحب موصوف پر جرح کرتے ہوئے عقیل احمد صاحب قریشی نے چند مفید باتوں کیساتھ ایک یہ ذاتی پہلو بھی مخلوط کر دیا کہ مولانا عبدالماجد صاحب ریاست حیدرآباد کے وظیفہ خوار ہیں جنکے خزانہ میں سود کا لین دین جاری ہے اور جملہ وظیفہ خواروں کو روپیہ بذریعہ سودی بنکوں کے بھیجا جاتا ہے۔ لہذا مولانا کو جذبات کا وظیفہ بھی زمرۂ اکل حلال سے خارج۔ ہماری رائے میں علمی و مذہبی مسائل کی تحقیق میں ذاتی امور پر نکتہ چینی مناسب نہیں۔ نفس مسئلہ کے دائرے میں محققانہ براہین کیا کم ہیں

تیسری نظر ہمعصر المحدیث امرتسر میں مکرم مولانا معظم علی صاحب ہر دوئی بہت ہی دلسوز نصائح کرکے فرماتے ہیں کہ "اگر نادانستگی میں بنک کا سود لیلیا تو رقم سود کہیں ضائع کر دیجائے اور ضائع اسلئے کر دیجائے کہ سود خوری کا اطلاق نہ ہو سکے"

اول تو ضائع کرنیکا حکم خود ایک اجتہاد ہے۔ شریعت میں ایسا حکم صریح کہاں ہے اور اپنے پاس سے شریعت بنانیکا کسی مسلمان اور کسی انسان کو حق نہیں ہے۔

دوم۔ اگر ضائع کرنا اسلئے ہے کہ سود خواری کا اطلاق نہ ہو سکے تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس رقم سے مسجد کا فرش نہ بنایا پیخانہ یا نالیاں نہ بنوائی جائیں۔ سود خواری کا اطلاق نہ ہوسکیگا یا وہ ترکیب کیجائے جو قادیانی دوستوں نے سوچی ہے کہ ایسی رقم سے تبلیغی کتابیں چھپوا کر تقسیم کیجائیں۔

چوتھی نظر مباحثہ سود میں ایک بڑی فروگذاشت مضامین لکھنے والے یہ کر رہے ہیں کہ جسے وہ سود قرار دیتے ہیں اسکی حرمت پر اور ہر طرح کی سود خواری پر تو زور۔ کے مضامین لکھتے ہیں اور سود لینے سے مسلمانوں کو سب ہی روکتے ہیں۔ لیکن مسلمان جو کثرت سے سود دے رہے ہیں انکو سمجھانے اور روکنے کی کوشش پر بہت ہی کم توجہ ہے۔ حالانکہ پہلی شق سے کہیں زیادہ اسکی ضرورت اور اشد ضرورت ہے آخر جنکے لئے دیکر لینا حرام ہے دینا بھی حرام ہے۔ پھر پہلی شق پر ہی حصر توجہ کیا معنی۔

پانچویں نظر بعض حضرات اہل علم سود لینے اور دینے کی بحث میں تجارت کی تاکید فرماتے ہیں اور کاروبار سوداگری ہی کو سود کا علاج قرار دیتے ہیں۔ انہیں یہ سوچنا چاہئے کہ آجکل خود تجارت میں ہی تو سب سے زیادہ سودی لین دین سے واسطہ پڑتا ہے۔

مرکزی نظر اسلامی نقطۂ نگاہ سے جبتک از روئے قرآن کریم یہ طے نہ ہو جائے کہ سود کیا ہے اور اسکے حدود کیا اسوقت تک تمام بحثیں ایک مرکز پر جمع نہیں ہو سکتیں۔

کوکب ہند میں اسی مرکزی اور بنیادی طریق سے بحث مدنظر ہے۔ محققین کو اسطرف پوری توجہ کرنی چاہئے۔ اور اس سلسلہ بحث کے گذشتہ مضامین پر کوکب ہند پر ایک نظر ڈال لینی چاہئے۔ اصل یہ ہے کہ حلت و حرمت کی شریعت میں مکمل بیان موتا ہو الیوم اکملت لکم دینکم اسپر گواہ ہے پس مباحثہ سود میں دلچسپی رکھنے والے خوب سوچیں کہ شریعت قرآنیہ میں سود کی تعریف کیا بیان ہوئی ہے۔ ۲۵ جون کے کوکب ہند میں اسطرف اشارہ کیا گیا تھا محققین اسے پھر ملاحظہ فرما کر ایک ایسا پختہ اور صحیح نتیجہ کالیں جو ہر طرح قابل اطمینان ہو۔ درحقیقت دور حاضرہ میں مسلمانوں کیلئے مسئلہ سود کا فیصلہ بھی اہم ترین ضروریات میں سے ہے ؛

©Afnan Library Trust, 2026

جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت

ایک ناطق اور آخری فیصلہ

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

مکرم و محترم جناب صاحبزادہ میرزا البشیر احمد صاحب ایم۔ اے مؤلف سیرۃ المہدی حصہ اول فرماتے ہیں کہ :-

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول فرماتے تھے کہ جب "فتح اسلام" و "توضیح مرام" شایع ہوئیں تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں اور ایک مخالف کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اُسنے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو اب میں مولوی صاحب کو یعنے مجھے مرزا صاحب سے علیحدہ کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب! کیا نبی صلعم کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اسنے کہا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا تو ہم پھر یہ دیکھینگے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہر حال اسکی بات کو قبول کرینگے۔ میرا یہ جواب سنکر وہ بولا کہ واہ مولوی صاحب آپ قابو میں نہ آئے یہ قصہ سُنا کر مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے اگر حضرت مسیح موعود صاحب مثیل نبی ہونے کا دعوےٰ کریں۔ اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو۔ کیونکہ جب ہمنے آپکو واقعی صادق اور منجانب اللہ پایا ہے۔ تو اب جو بھی آپ فرمائینگے وہی حق ہوگا۔ اور ہم سمجھ لینگے کہ آیت خاتم النبیین کے کوئی اور معنی ہونگے۔" خاکسار عرض کرتا ہے کہ واقعی جب ایک شخص کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا یقینی دلائل سے ثابت ہو جائے تو پھر اسکے کسی دعوے میں چون وچرا کرنا بار یقینی کا مقابلہ کرنا ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب مذکور روایت نمبر ۱۲، صفحہ ۱۰

مذکورہ بالا عبارت کا مطلب بلا کسی "اویل کبیر" کے نہایت ہی صاف ہے کہ اگر کوئی مدعی معیار صداقت کا رو سے صادق ہو تو خواہ وہ قرآنی شریعت کو منسوخ کرے اسپر ایمان لانا فرض بلکہ مدار نجات ہے۔ اور اسکا مقابلہ گویا "اللہ جلشانہ" کا مقابلہ ہے یہ وہ معیار ہے جو جماعت احمدیہ کے خلیفہ اول اور "مسیح قدنی" کے خلف الصدق مرزا البشیر احمد صاحب کا مسلمہ ہے جس سے جماعت احمدیہ اور صاحبزادہ صاحب موصوف کو الی یوم القیام انکار نہیں ہو سکتا

اس محققانہ مسلمہ معیار کے موافق ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کون کون سے معیار صداقت ہیں۔ چنانچہ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول اپنے ایک آٹھ صفحے کے ٹریکٹ میں "راستبازوں کی شناخت کے بیس نشان" پیش کرتے ہیں۔ جنکو میاں بشیر احمد صاحب مؤلف سیرۃ المہدی اپنے تبلیغی مضمون "ایک ہدردانہ خط" کے صفحات ۶ تا ۸ پر خلاصۃً یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ

"کسی مدعی کی صداقت کا معیار صرف گذشتہ انبیاء کی بیان کردہ نشانیاں ہی نہیں بلکہ یہ صرف مددگار کے طور پر ہیں۔ اور حقیقی معیار خود مدعی کے وجود میں اور اسکے عہد میں تلاش کرنے چاہئیں۔ الخ

(۱) اول یہ دیکھنا چاہئے کہ مدعی کے وقت واقعی دنیا کو اصلاح کی ضرورت ہے یا نہیں۔ کیونکہ طبیب کی اسی وقت ضرورت پیش آتی ہے کہ جب کوئی بیمار ہو ملاحظہ ہو ظہر الفساد فی البر والبحر (سورہ روم رکوع ۵)

سنئے حضرت اقدس جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں کہ :- (۱) ہجرت مقدسہ کی تیرھویں صدی سے پہلے ان تمام فتنوں کا نام و نشان نہ تھا اور جب تیرھویں صدی کچھ نصف سے زیادہ گذر گئی تو ایکدفعہ اس دجالی گروہ کا خروج ہوا۔ اور پھیلتی ہوتی گئی (ازالہ اوہام صفحہ ۲۶۲)

(۲) حدیثوں میں یہ بات بوضاحت لکھی ہے کہ مسیح موعود اسوقت دنیا میں آئیگا۔ کہ جب علم قرآن دنیا پر سے اُٹھ جائیگا اور جہل شیوع پا جائیگا۔ یہ وہی زمانہ ہے جسمیں ایک حدیث کی طرف یہ اشارہ ہے لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس۔ یہ وہ زمانہ ہے جو کشفی طور پر اس عاجز پر ظاہر ہوا جو کمال طغیان اسکا اس سن ہجری میں شروع ہوگا جو آیت وانا علی ذھاب بہ لقادرون۔ میں بحساب جمل مخفی ہے یعنی ۱۳۰۰ھ (ازالہ اوہام صفحہ ۲۶۸)

پس ٹھیک یہی زمانہ جمل فارسی اجمال مبارک حضرت مہدی علیہ السلام کا ہے۔

(۳) دوسرے یہ دیکھنا چاہئے کہ کیا مدعی کی ذات ایسی پاک اور مطہر ہے کہ وہ لوگوں کے لئے اصلاح کے کام میں پورا نمونہ بن سکے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (سورہ احزاب رکوع ۳)

مثل مشہور ہے "درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اس عظیم الشان مصلح اعظم کی اصلاح کے نمونہ کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ ایران کی سرزمین میں ان تقتلوا لغیر لکم من ان تقتلوا کی اطاعت میں بیس ہزار خدا کے بندوں نے خود جان دیدی اور نقض امن عامہ میں معاونت نہ کی۔ چنانچہ مدیر سالہ الفیض جنوری ۱۹۲۲ء کی اشاعت میں لکھتے ہیں "علی محمد نے اپنے اس مذہب کا نام "بابی" رکھا تھا کہ جسکی اشاعت میں ہزاروں عقیدتمندوں نے شاہ قاجار کی تلوار سے اپنے سر کٹوائے" صفحہ ۲۲

(۴) کہ دعوے سے پہلی زندگی مدعی ماموریت کی کیسی گذری ہے کیا وہ مختلف گندوں میں مبتلا تھا۔ یا استباز اور نیک زندگی بسر کرتا تھا۔ سنئے لقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ (سورہ یونس رکوع ۲)

ایران کے ایک سیاح اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں کہ :-

"حضرت باب کے ابتدائے ظہور ہی کے وقت شہر طہران میں جسکو حضرت باب نے ارض مقدس کے نام سے یاد کیا۔ خاندان وزارت میں (حضرت بہاء اللہ) ایک جوان تھا۔ جو شرافت و نجابت کا خلاصہ ہر طرح سے مہذب و شایستہ اور پاکی اور آزادی کے زیور سے آراستہ و پیراستہ تھا۔ ہر چند کہ وہ شرافت حسب و نسب کا جامع تھا۔ اور اسکے آباؤ اجداد ایران کے مشاہیر لوگوں میں سے تھے۔ جنکی طرف تمام لوگ رجوع کرتے تھے۔ تاہم علماء و فضلاء کے خاندان سے تھا سلسلہ وزارت میں یہ جوان لڑکپن ہی سے اپنوں اور بیگانوں کیساتھ خوش اخلاقی اور ملنساری میں مشہور تھا۔ اور عقل و تمیز میں بچپن ہی سے وہ شہرت حاصل کی تھی کہ لوگ انکی طرف انگلیوں سے اشارہ کرتے اور عاقلوں کی ہر وقت ان پر نظر پڑتی ××× ان کی ذات سے ہر ایک مسلم تھی۔ اور انکی تیز فہمی اور نکتہ رسی میں کسیکو شک نہ تھا۔ لوگوں کی نظر میں انکی ہر ایک بات حیرت انگیز تھی۔ اور مجلسوں اور محبوں میں عجیب و غریب تقریر کرتے تھے۔ باوجودیکہ انہوں نے خود کسی کو درس نہ دیا تھا۔ اور نہ کبھی خود کسی مدرسہ میں تعلیم پائی تھی۔ تاہم انکی فہم و فراست اور عقل سلیم کا یہ عالم تھا کہ ابتدائے جوانی ہی میں جب کبھی انہیں ایسی مجلسوں میں جانیکا اتفاق ہوتا کہ جسمیں علم الہیات کے مسائل پر اور حق تعالیٰ کی غیر محدود حکمت پر بحث چھڑی ہوئی ہوتی۔ اور یہ اس مجمع علماء و فضلاء میں تقریر کرتے۔ تو تمام حیران رہجاتے۔ اور انکی اس ذکاوت و لطافت کو انسانی دنیا کی ذکاوت سے بالاتر خیال کر کے معجزہ و کرامت گمان کرتے۔ بچپن ہی سے وہ اپنے تمام خاندان میں یکتا سمجھے جاتے تھے اور لوگ ان سے بڑی بڑی امیدیں رکھتے۔ بلکہ وہ انکی پناہ تھے لیکن باوجود انکے اور تمام کے احوال و اطوار کے کسی کو پورے طور پر یہ یقین نہ تھا کہ کبھی ان سے ایسے امور ظہور پائینگے یا ان کی طوفان کی موج اس آسمان کی بلندی سے ٹکرا ئیگی۔ جسکی وجہ ہے کہ وہ علماء کی وضع کے خلاف سر پر عمامہ باندھنے کی جگہ ٹوپی اوڑھتے اور دونوں گنڈھوں پر بال بکھرے رکھتے"

ملاحظہ ہو ترجمہ مقالہ سیاح صفحہ ۹۵۱

(۵) چوتھے یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ کیا مدعی دنیا میں واقعی اصلاح کا کام کر رہا ہے یا نہیں؟ فرمایا ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ۔ (سورہ جمعہ رکوع ۱)"

اس سے بڑھکر اور کیا اصلاح ہو سکتی ہے کہ باوجود اُمی ہونے کے دنیا کے جملہ مذاہب کے ذی فہم انسانوں کو ایک مرکز پر جمع کیا۔ اور انبیاء علیہم السلام کی عظمت انکے دلوں میں بٹھادی اور جماعۃ بینھم کا نظارہ دکھا دیا۔ علماء تو درکنار جہلاء نے انکی تعلیم سے وہ فیض حاصل کیا تھا۔ کہ انہوں نے بڑے بڑے جلیل القدر فاضلوں کو بھی محو حیرت بنا دیا تھا۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نقطۃ الکاف اور مقالہ سیاح اور دیگر کتب

(۶) پانچویں یہ کہ کیا مدعی کو سنے بلا چون وچرا قبول کر لیا ہے یا اسکی مخالفت بھی ہوئی ہے۔ کیونکہ ضروری ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آوے اسکی مخالفت ہو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے یحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون ○ (سورہ یٰسین رکوع ۲)"

مخالفت کا ذکر نمبر ۱ میں دکھایا جا چکا ہے۔ مگر کچھ اور سنو

۱۔ علماء کا ایک بڑا جتھا حضرت باب کی تکفیر کرنے لگا۔ اور انکے قتل اور استیصال کا فتوٰی بھی دیدیا ××× حضرت باب کے واعظوں کو ایذائیں دیں۔ یعنی ملا صادق مقدس کو کوڑے

©Afnan Library Trust, 2026

گئے۔ پھر اسکی اور میرزا محمد علی باب فروش اور ملا علی اکبر دستغائی تینوں کی داڑھیاں جلوا کر اونٹ پر بٹھا کر شہر کے کوچہ و بازار میں پھرایا۔"

(ترجمہ مقالہ سیاح ص۲)

۲۔ جس شہر یا گاؤں میں کسی بابی ہونے کا شبہ ہوتا تھا فوراً قتل کر دیا جاتا تھا۔ یہانتک کہ چار ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے۔ اور بیکس بچوں اور عورتوں کی جنکا کوئی سرپرست نہ تھا ہمیشہ جائیں تلف ہوئیں۔ (ترجمہ مقالہ سیاح ص۲)

(۶) یہ دیکھنا ضروری ہے کہ باوجود سخت مخالفت کے مدعی کا قایم کردہ سلسلہ ترقی کر جاتا ہے یا نہیں۔ اور یہ کہ مخالفین کی کوششیں اسکے معدوم کرنے میں کامیاب ہوئیں یا ناکام اگر مدعی دنیا میں اکیلا اٹھے اور باوجود مخالفوں کی سرتوڑ کوششوں کے ہزاروں لاکھوں کو اپنا غلام بنا کر اس ولیا سے رخصت ہو تو وہ لاریب خدا کی طرف سے ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب الی کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی (سورہ مجادلہ ع۳) ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بآیاتہ انہ لا یفلح الظلمون۔ (سورہ انعام رکوع ۳)

اسکے متعلق مدیر رسالہ الفیض امرت سر فرماتے ہیں:۔

سلطنت نے مجھوں کی رسم سے (قرۃ العین) کے بال ہندہ کر ہلاک کر دیا۔ اور حکم ہوا کہ بابی مذہب کے پیرو واجب القتل ہیں پھر انکے پیر و مرشد کو صلیب دیا گیا۔ مگر اس مذہب کی اشاعت دن بدن بڑھتی گئی۔ اور بیرونی ممالک (خصوصاً یورپ کے بعض حصص) میں اسکے ماننے والے اٹھارہ لاکھ تک پہونچ گئے۔ اور آجتک ان ممالک میں مختلف مرکزی کمیٹیاں قایم ہیں اور نہایت خاموشی سے کام کر رہی ہیں۔ انکے ہاں خلافت کا سلسلہ بھی بدستور جاری ہے۔ (الفیض جلد اول ۱۰ ص۲ سطر ۱۴)

۳۔ خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی رسالہ اسرار الوحی ص۲۰۴ پر فرماتے ہیں:۔

"ایران نے جہاں یہ سر بلند ہوئی تھی اس عجیب و غریب دعوے کو اپنے عقائد اور روایات کے خلاف سمجھ کر اس فتنہ کو دبانا اور مٹانا چاہا۔ مگر وہ اس کوشش میں کامیاب نہ ہوئے۔ اور بابی فرقہ شعلہ جوالہ کیطرح ایران سے بھڑک کر یورپ و امریکہ و ہندوستان تک پھیل مارنے لگا۔ گو اس فرقہ کے داعی اور کام کرنیوالوں کو سدا مصائب اور جانی و مالی قربانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر وہ اپنے ارادہ میں ثابت قدم رہے اور بڑے بڑے انقلابات کے باعث ہوئے۔ (سطر ۱۰)

۴۔ مصنف تاریخ مصفی جہاں اپنی کتاب میں مشاہیر مذاہب کی فہرست درج کرتے ہیں وہاں ستر ہویں نمبر پر لکھتے ہیں "بابی مذہب" اور نوٹ میں لکھتے ہیں:۔

"یہ فہرست ان مشاہیر مذہب کی ہے جو ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ اور جنہوں نے باستثنائے مذہب یہودیاں دنیا میں بڑا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے۔" (تاریخ مصفی جلد ۲ ص۴۸۵)

(۷) ساتویں یہ کہ اسکے اصحاب کے تمام کاموں میں بین طور پر آجتک تائید کام کرتی نظر آوے خدائی وعدہ ہے انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد (سورہ مومن رکوع ۶)"

چھٹے نمبر میں یہ بات اچھی طرح دکھائی جا چکی ہے مگر اور بھی حضرت باب کی وفات کے بعد آپکے جلیل القدر موعود جمال مبارک حضرت بہاء اللہ کو میرزا یحییٰ صبح ازل کا مقابلہ پیش آیا جسکے متعلق مدیر رسالہ الفیض یوں لکھتے ہیں:۔

"رفتہ رفتہ مذہب ازلی ازل واید کیلئے بالکل منسیتا و نابود ہوگیا اور بہائی مذہب بابی مذہب کا بہترین جانشین ثابت ہوا (الفیض جلد اول ۳ ص۲۴)

(۸) یہ دیکھنا چاہئے کہ کیا مدعی کے ذریعے اسلام کو کوئی غیر معمولی تقویت پہنچی ہے یا نہیں۔ کیونکہ آنحضرت کا سچا جانشین وہی ہو سکتا ہے جو دوسرے ادیان پر اسلام کے غلبہ کا باعث ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (سورہ فتح رکوع ۵)

قبل اسکے کہ میں اسکے متعلق کچھ لکھوں ضروری معلوم ہوتا ہے اسلام کے معنی واضح کر دوں۔ چنانچہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سابق ایڈیٹر رسالہ التشحیذ الاذہان اپنے مضمون "حقانیت اسلام بجواب ازاسلام" میں فرماتے ہیں۔ کہ

"اسلام اب تک وہی اسلام ہے جو آدم سے لیکر نبی کریم تک اور اُنسے آجتک تھا۔ اسلام ہمیشہ نیا اور ہمیشہ پرانا ہے۔" (تشحیذ الاذہان جلد ۳ نمبر ۴ ص۱۴۲)

ابراہیمی۔ موسوی۔ عیسوی اور محمدی اسلام میں جو بظاہر تفاوت ہے اس سے ہمارے ناظرین ناآشنا نہیں۔ مگر باایں ہمہ تمام کے تمام اصحاب یکے بعد دیگرے ایکدوسرے کے حقیقی اور صادق جانشین تھے۔ (مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو ازالہ اوہام ص۶۱۲ سطر ۳ تا ۱۴۔

آیت پیش کردہ کا مطلب بلا کسی تاویل کے صاف ہے کہ ہر ایک وہ رسول جو ہدایت اور دین حق لیکر آتا ہے۔ وہ اپنے لائے ہوئے دین کو جملہ ادیان پر غالب کر کے دکھا بھی دیتا ہے۔

ٹھیک اسیطرح حضرت بہاء اللہ عزاسمہ ایک دین لیکر آئے جو اسلام تھا خواہ اُسے نیا کہو یا پرانا۔ اس اپنے لائے ہوئے دین کو بدھ۔ زردشتی۔ یہودی۔ عیسائی تمام ادیان پر غالب کر کے دکھا دیا۔ جسکا ایک بدیہی ثبوت یہ ہے کہ متذکرہ بالا مذاہب کے لوگ بکثرت آپ کے پیرو ہیں۔

(۹) نویں اسبات کا دیکھنا ضروری ہے کہ کیا خدا تعالیٰ مدعی کے باوجود دعوے الہام و ماموریت پر ایک زمانہ تک جانیکے اسکی تائید کرتا ہے یا اسے تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ الٰہی فیصلہ ہے کہ مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے۔ اور دعوے کے بعد لمبی مہلت کبھی نہیں پاتا۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو دنیا سے ایمان اٹھ جاوے۔ اور سچے اور جھوٹے میں تمیز نہ رہے فرمایا۔ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین (سورہ الحاقۃ رکوع ۳)

حضرت بہاء اللہ عزاسمہ اپنے دعوے ماموریت سے ایک تا یوم وفات چالیس سال تک دعوت و اتمام حجت میں مشغول رہے۔ جیسا کہ مفصل طور پر ہم کوکب ہند جلد اول نمبر ۴ میں دکھا چکے ہیں۔ اور اگر کہو کہ حضرت باب ساتویں سال ہی قتل ہو گئے تو اسکا پہلا جواب تو یہ ہے کہ مہدی کا عہد اول ہی سے اتنا تھا (ملاحظہ ہو تاریخ مصفی جلد ۲ ص۹۸)

دوسرا جواب یہ ہے کہ میاں محمود احمد صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ نبی قتل ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے بھی لکھا ہے کہ یحییٰ قتل ہو گئے۔ (الفضل جلد ۱۱ نمبر ۶۱ ص۱ کالم ۳)

(۱۰) دسویں یہ کہ جو پیشگوئیاں مدعی بشارت یا انذار کے رنگ میں کرتا ہے وہ سنت اللہ کے موافق پوری بھی ہوتی ہیں یا نہیں۔ ملاحظہ ہو فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ (سورہ جن رکوع ۳)

۱۔ سنہ ۱۸۶۹ء میں پونیس ثالث کو حضرت ہمارا اللہ عزاسمہ نے ایک طویل انذاری وحی لکھی جسکو قبول نہ کرنیکی وجہ سے ایک سال کے بعد اسکی سلطنت کی بنیاد ہالکل گرا دی گئی۔

۲۔ ایسے ہی شاہ ایران کے نام ایک طویل انذاری اور ناصحانہ وحی بھیجی جسپر شاہ ایران نے خموشی اختیار کی۔ بالآخر وہی ہوا جو خدا کی وحی میں کہا گیا تھا۔ اور صفحہ ۵ پارا ۱۸ دیکھو۔

۳۔ ایسے سلطان عبدالعزیز خان شاہ روم کو دعوت دی جسمیں بتایا گیا کہ ہم بیگناہ قیدیوں کا بدلہ عنقریب تجھسے لیا جائیگا مثل ہارش کے بلا تخییر برسیگی اور تو معدوم ہو جائیگا اور بالآخر ایسا ہی ہوا۔

۴۔ بشیر دہلی:۔ سوف تشق بدالبیضا جیبا ھذہ اللیلۃ الدلماء ویفتح اللہ لمدینتہ بابا رتاجا۔ یومئذ یدخل فیھا الناس افواجا۔ (لوح بنام شاہ ایران مندرجہ رسالہ باب الجابات ص۱۸۶ سطر ۱ تا ۴)

ترجمہ:۔ وہ وقت بہت قریب ہے جبکہ ایک روشن ہاتھ اندھیری رات کا گریبان چاک کریگا۔ اور خدا تعالیٰ اپنے شہر کا پھاٹک کھولیگا لوگ جوق جوق اسمیں داخل ہونگے۔"

یہ عساکر کے جیلخانہ کے متعلق پیشگوئی ہے جسمیں اسی کثرت سے لوگ داخل ہوئے کہ وہ فارستان جنت نشان نظر آرہا ہے۔

منجملہ ہزاروں پیشگوئیوں کے چند ایک نقل کر دی گئیں۔ تاکہ لیعلم بعض الذی اجد کم کا معیار روشن نظر آجائے۔

کیونکہ احمدی مشن کا یہ مسلمہ معیار ہے کہ مدعی مامور من اللہ جھوٹا ہونے کی حیثیت میں سچی پیشگوئی نہیں کر سکتا۔

اب میں مخالف صاحب کو انکا یہ قول کہ "واقعی جب ایک شخص کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا یقینی دلائل سے ثابت ہو جائے تو پھر اسکے کسی دعوے میں چون وچرا کرنا بایقینی کا مقابلہ کرنا ہے" یاد دلاتے ہوئے انکی توجہ حضرت خلیفہ اول کے اس قول کی طرف منعطف کرتا ہوں جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:۔ کہ تو ہم پھر یہ دیکھینگے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہرحال اوسکی بات کو قبول کرینگے۔" اور ہمنے آپکے مسلمہ معیاروں کی رو سے مدعی کو صادق ثابت کر دیا پس اگر وہ ذرا بھی شریعت کو منسوخ قرار دیں۔ تو بھی آپ کو انکار نہیں ہونا چاہئے۔

مرا مانصیحت بود دگفتیم
حوالت باخدا کردیم و رفتیم ×

الداعی الی الخیر ایم عبدالصمد عمر سمدانی
(ایل۔ ایل۔ بٹالہ ضلع گورداسپور)

©Afnan Library Trust, 2026

کیا مقتول امریکن کونسل بہائی تھا؟

اخبار اسٹیٹس مین کلکتہ کا مقالہ افتتاحیہ

تمام دنیا میں یہ خبر نہایت حیرت اور استعجاب کیساتھ سُنی گئی کہ امریکن کونسل متعینہ طہران کو لوگوں نے بہائی سمجھکر قتل کر ڈالا جسکی وجہ سے طہران میں بعض سربرآوردہ اشخاص کو گرفتار کیا گیا ہے اور مارشل لا کا اعلان کیا گیا ہے۔ ایرانی پارلامنٹ نے اظہار افسوس کیا ہے۔ اور تمام بیرونی بادشاہتوں کی سیاسی جماعتیں پرزور احتجاج کر رہی ہیں۔ ہندوستان کے تمام انگریزی اور اردو اخبارات میں دو تین دن تک اس موضوع پر بحثیں ہوتی رہیں۔ کہ آیا یہ خبریں صحیح ہیں یا غلط کہ امریکن کونسل کو بہائی جانکر قتل کیا گیا۔

ناظرین کوکب ہند کو معلوم ہوگا ۲۵ جولائی ۱۹۲۳ء کے پرچہ میں جو اس واقعہ سے چند دن پہلے شایع ہو چکا ہے یہ خبر شایع ہوئی تھی کہ دو بہائی ایرانیوں کو مشہد اور تبریز میں قتل کر ڈالا ہے اور تمام ایران میں شورش پھیلی ہوئی ہے۔ اس خبر کی سچائی کا ثبوت چند دن بعد کے تاروں سے چلا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ہر سال بہائیوں کے چند اشخاص کو ایران میں قتل کیا جاتا ہے اور یورپ کے مورخوں کا اندازہ ہے کہ کم از کم بیس ہزار بہائی قتل کئے جا چکے ہیں۔ ہم ابھی وثوق کیساتھ نہیں کہہ سکتے کہ میجر ایمبری بہائی تھے یا نہیں۔ مگر یہ امر یقینی ہے کہ چند مہینوں سے بہائیوں کے خلاف شورش پھیل رہی تھی۔ اور میجر ایمبری بھی بہائی سمجھکر مارے گئے۔

میجر ایمبری کی شادی کو صرف ایکسال ہوا ہے ہم انکی بیوہ سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔ اور دعا ہے کہ خدا انکو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اسٹیٹسمین کا مقالہ افتتاحیہ

طہران کے واقعہ جانکاہ کی مزید تفصیل اب موصول ہوگئی ہے جسمیں میجر ایمبری امریکن قونصل قتل ہوئے اور انکے دوست کے سخت چوٹ آئی ہے۔ پہلے خیال کیا گیا تھا کہ قونصل مقتول مسٹر گوبلیٹ تھے مگر وہ اپنی جگہ چھوڑ چکے تھے۔ تاروں سے پتہ چلتا ہے کہ طہران کے دار السلطنت میں یہ اپنی نوعیت کا عمر حاضرہ میں پہلا حادثہ کیوں واقع ہوا۔ امریکن قونصل اسلئے قتل نہیں کئے گئے کہ وہ فرنگی یا یورپین تھے بلکہ اسلئے کہ لوگ انکو بہائی خیال کرتے تھے۔ طہران میں امریکہ کے چند بہائی ہمیشہ رہتے ہیں۔ خاصکر چند صیغہ تعلیم کے کارکن اور دو لیڈی ڈاکٹر جنھوں نے اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے۔ اور ایران میں عام طور معلوم ہے کہ امریکہ میں حضرت بہاء اللہ کے پیرو کثرت کیساتھ ہیں۔ اگرچہ ایران کی تاریخ میں بہائی شہادتیں پے در پے واقع ہوئی ہیں لیکن گذشتہ تین سال سے طہران کے بارے میں یہ شہرت تھی کہ وہ ایک آزاد خیال آرام طلب پایہ تخت ہے۔ جہاں سب عقیدے آزاد ہیں۔ کرمان شاہ میں ایک بہائی کو شہید کیا گیا تھا۔ اور ایک دوسرے کو ۱۹۱۹ء میں سلطان آباد میں اور آخر الذکر نہایت درندگی کی نظیر تھی کیونکہ یہ بطور فتوی رسمی عمل میں آئی۔ جسکی تفصیل یہ ہے کہ چند سال پیشتر اسی سلطان آباد میں ایک پورے خاندان کو عوام نے سر بازار قتل کیا تھا۔ بوجہ اس نئے اور منفرد مذہب کے پیرو ہونیکے۔ اور اسوقت حضرت بہاء اللہ سے منسوب ہونا اتنا پرخطر تھا کہ پہلے پہل کسی شخص کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ ان معصوم بچوں کو دفن کردے جنکی بے کفن لاشیں پھکی پھرتی تھیں۔ آخر کار ایک بہائی نے نہ صرف ہمت کرکے انکی میت کو دفن کر دیا۔ بلکہ دفن کرنیسے پہلے انکی تصویر بھی لی۔ اور رفتہ رفتہ یہ تصویر یورپ اور امریکہ جا بجا پہونچی۔ اور علمائے سلطان آباد کی فضیحت کا سبب ہوئی حتی کہ ۱۹۱۷ء میں اس مردود فتوے پر وہی الزام لگایا۔ جو ایسے موقعوں پر بہت آسانی سے گھڑ لیا جاتا ہے۔ یعنی کہا گیا کہ ملزم نے قرآن شریف کو آگ دیدی ہے۔ اس الزام پر اسکو پھانسی دیدی گئی ہے طہران کے وزیر اعظم کو جو تار اس معاملہ کی تفتیش کی درخواست کے بھیجے گئے انکی طرف وزیر اعظم نے توجہ کرنا مناسب خیال نہ کیا۔ لیکن عہد اول کے عیسائی شہداء کی طرح بہائی شہداء کے خون نے بھی انکی آبیاری کی۔ انکا مذہب ایران کو اندر ہی اندر شہد کے چھتہ کی صورت میں منتقل کر رہا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ تقریباً ایک چوتھائی آبادی علانیہ یا خفیہ طور پر بہائی ہو چکی ہے۔ ایرانی سول سروس کے پائینی طبقات میں انکی بڑی کثرت ہے۔ جہاں وہ خاص طور پر امانت اور کارپردازی کی عام شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ اور تمام بیرونی ممالک کے سفارت خانے بڑی قدر کیساتھ انکو ذمہ داری اور راز داری کے عہدوں پر مامور کرتے ہیں۔ مثلاً انگریزی سفارت خانہ کے دونوں منشی معروف بہائی ہیں۔ دار السلطنت میں تعصب کی واپسی کی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ لوگ محسوس کرنے لگے ہیں۔ کہ اس مذہب کا سیلاب کسی چیز سے رکتا نہیں معلوم ہوتا۔

جس فوارہ کے قریب یہ شورش پیدا ہوئی وہ بازار میں واقع ہے۔ اور اسی حادثہ سے قبل اسکے بارہ میں کوئی ممانعت نہ تھی۔ لیکن قصہ یہ مشہور ہے کہ حال ہی میں کوئی کرامت بہائیوں کے خلاف اس فوارہ سے ظاہر ہوئی ہے اور اسی وجہ سے جب یہ مزعومہ بہائی اسکی طرف آتے ہوئے دیکھے تو یہ جوش پھیلا۔ بہرحال عوام کے جس درندگی کا اظہار کیا وہ فوجی لوگوں کی شرکت کے باعث تعجب خیز ہے۔ قونصلوں کی بارگیں جہاں تعاقب کرکے قونصل کی گاڑی کو روکا گیا۔ جو پہلے حملہ سے بچ نکلی تھی۔ فوارہ سے قریب آدھ میل پر ہے۔ اور جو کچھ لوگوں نے وہاں زدوکوب کی اسپر بھی قناعت نہ کی اور آخر پولیس ہسپتال تک پیچھا کرکے دروازہ اور کھڑکیاں توڑ ڈالیں۔ اور اندر گھس پڑے۔

ایسا دل ہلانے والا واقعہ اس مظلوم جماعت کیطرف توجہات کو منجذب کریگا۔ اور اگرچہ اس موقعہ پر انکے عقائد و تعلیمات کا مختصر بیان ممکن ہے۔ مگر جو بات بہائی تعلیمات کے بارہ میں حیرت میں ڈالنے والی ہے وہ یہ ہے کہ ۱۸۶۳ء میں شیراز کے ایک اون کے سوداگر کے بیٹے نے جو تعلیمات ممالک اسلام کے قلب میں بیٹھکر دی ہیں وہ عجب انگیز طریقہ سے آجکل کے عصر کے لائق ہیں۔

بہائی کہتے ہیں سب دین سچے ہیں لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے انکے موجد پیغمبروں کی تعلیم لوگ بھول جاتے ہیں (۲) اور دنیا کو تجدید کی ضرورت ہوتی ہے جو اس زمانہ کی ضروریات کے مطابق ہو۔ (۳) یہ تجدید آج حضرت باب۔ حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبد البہاء کے ذریعہ ہوئی ہے۔ اور اگرچہ یہ تینوں مظاہر الٰہی تھے۔ پھر بھی یہ ہمارے جیسے انسان تھے۔ انکی تعلیم ہے کہ دنیا میں اتحاد دینی اور اتحاد سیاسی ہونا چاہئے۔ اور سیاسی و مذہبی آزادی کامل طور پر ملنی چاہئے۔ ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے دین کی حقیقت کو پہچانے اور اسپر عمل کرے اور وہ یہ ہے کہ خدا اور اپنے ہمسایوں سے محبت کرو اور اسپر مستقیم ہو۔ اسیطرح سیاسیات میں ہر شخص اپنے ملک کی قانونی پورے طور سے اطاعت کرے کیونکہ قوانین ملک اتحاد ملکی کا مظہر ہیں۔ لیکن روحانی طور پر اسکو تمام دنیا کو اپنا ملک خیال کرنا چاہئے۔ اور جاننا چاہئے کہ جو سیاست تمکو غیر ملک والوں سے نفرت کرنا سکھاتی ہے وہ ایسی ہی غلط ہے جیسا وہ مذہب ہے جو غیر مذاہب والوں سے نفرت کرنا سکھاتا ہے۔ ہم ایک ہی آستانہ کے بندے ہیں۔ ایک ہی سمندر کی موجیں ہیں۔ ایک دریا کے قطرہ ہیں۔ اور ایک ہی باغ کے پودے۔"

اسکے ایک دینیگ آف نیشن کیضرورت ہے، جو بین الاقوامی علاقات کا کام دیسکے۔ یہ (جماعت تمام ایسے امور کی نگرانی کرے جو تمام انسانوں کی بہبودی سے تعلق رکھتے ہوں۔ جیسے تجارت کی تنظیم۔ صنعت و حرفت کی ترقی اور توسیع زراعت کی انجمنیں) تمام علوم مقبول ہیں کیونکہ وہ حقیقت ابدی کا انکشاف کرتے ہیں۔ اور اصلی حقیقت کو کوئی انکشاف مغایر نہیں پہونچا سکتا مشرق و مغرب ایک ہی انجمن میں آرام پذیر ہونگے اور عالم الٰہی میں صفات ملکوتی کا اظہار کریں۔ تمام دنیا کے مشیر مشورہ کریں اور موجودہ زبانوں میں سے کوئی زبان یا کوئی نئی زبان نامزد کریں اور سب بچوں کو اسی زبان میں تعلیم دیجائے۔ اور یہی تمام موجودہ رسم الخط کیساتھ کیا جائے تاکہ سب اپنی مادری زبان کے علاوہ اس عمومی زبان کو بھی بول سکیں۔ عورتوں کو اتنی ہی آزادی دیجائے جتنی مردوں کو حاصل ہے۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ عصر جدید کے اکثر ایسے خیالات کی بہائی تعلیم ہی روح رواں ہے۔ جنکی سست رفتار کا سبب اکثر یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ تعلیمیافتہ طبقہ کے علمی معتقدات ہیں۔ اور عوام الناس انکو اپنے دینی عقائد کے خلاف خیال کرتے ہیں۔

بہرحال طہران کا قتل انکی تعلیمات کیلئے ایک عظیم الشان نشان ہے۔

قادیان کے دو معجزے پہلا۔ قادیان کا سورج۔ انکو چمکتا ہوا دوسرا۔ باوجود سورج کے چمکنے کے رات رات ہی رہتی ہے۔

اس معجزے کا راوی کون ہے؟ میرزا محمود خلیفہ قادیانی سند کیا ہے؟ دیکھو دواعی نظم مطبوعہ الفضل ۲۵ جولائی ۲۴ء

بنکے سورج ہے چمکتا آسماں پر روز و شب
کیا عجب معجز نما ہے رہنمائے قادیاں

العجب ثم العجب

©Afnan Library Trust, 2026

اقتباس الاخبار

مظلوم جماعت ترقی کرتی جائیگی } ہندوستان میں یہ وقت باعتبار اپنی قومی حالت کے نہایت ہی خراب ہے صرف یہی نہیں ہے کہ ہندو مسلمانوں میں منافرت پیدا ہوگئی ہے بلکہ بعض دیرینہ عداوت کے تازہ اسباب دن بدن ترقی پر ہیں۔ اور سب سے زیادہ پیش پیش اسمیں حامیہ میں آریہ اور قادیانی اخبارات ہیں دونوں کے مزاج ایک سے ہیں آریہ اور قادیانی اخبارات کا لکھنا مسخن ہے۔ یہ درحقیقت میں تہذیب و شائستگی کا دور ہے آریہ اخبارات کی ہمکو چنداں شکایت نہیں ہے کیونکہ وہ تہذیب قدیم کے علمبردار ہیں۔ البتہ جس فرقہ کو مسلمان ہونے پر ناز ہو جسکا عقیدہ ہو کہ جس شخص کی وہ امت میں ہیں آتے اسلامی مردہ تہذیب کو پھر زندہ کیا اور اسکے لئے دوبارہ خود محمد صاحب میں اسلام آسمان سے لایا۔ وہ بھی جس اخلاق کو پبلک میں پیش کر رہے ہیں۔ وہ نہایت توہین آمیز ہے۔ مقتدا صاحبکا قادیان سے اخراج اور مرزائی عقائد سے تائب ہونا ہمارے نزدیک نہایت معمولی بات تھی۔ اور اگر وہ بھی امام جماعت قادیانی میں بردباری وحسن اخلاق اور وسیع النظری ہوتی۔ تو وہ اسکی مطلق پرواہ نہ کرتے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ان تین کے عقائد بہائیہ کو اختیار کر لینے سے گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ قصر قادیانی کے تین پائے منہدم ہوگئے۔ ان لوگوں کے اخراج پر توہین و تردید اور ملفوظات کا ایک طوفان بے تمیزی موجزن ہے جسکا لازمی نتیجہ یہ نکلیگا کہ اس مظلوم محقر جماعت کیساتھ خود مرزائیوں ہی میں ہمدردی پیدا ہوگی اور پھر رفتہ رفتہ یہی جماعت ترقی کرتی جائیگی۔

(نیر اعظم مراد آباد ۱۹ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء)

بہائیوں کے خوف سے ٹھہرائے جاتے ہیں: } قادیان کے کچھ لالچی آدمی مرزا صاحب سے پھر گئے ہیں۔ انہوں نے بھائی مذہب اختیار کر لیا ہے اور آکر وہ جاکر کوکب ہند کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا ہے۔ اس واقعہ نے تمام قادیانی جماعت میں ہلچل ڈالدی ہے۔ جناب میرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان سے لیکر ادنیٰ قادیانی تک ان دو چار باغی بہائیوں کے خوف سے تھرائے جاتے ہیں۔ چنانچہ لکھنؤ کے قادیانیوں نے ایک اشتہار شایع کیا ہے جسکا عنوان "اسلام کا بدترین دشمن" ہے اور جسمیں بہائی جماعت کو اور اخبار کوکب ہند کو اسلام کا بدترین دشمن کہکر مسلمانوں کو انکے خلاف بھڑکانے کی کوشش کیگئی ہے۔

میرا خیال ہے کہ اس اشتہار کا عنوان "قادیان کا بدترین دشمن" ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ کوکب ہند اور اسکی جماعت یہ راز کھولنا چاہتی ہے کہ جناب میرزا صاحب قادیانی کے نئے مذہب کا تمام سرمایہ بابی بہائی مذہب کے عقائد سے سرقہ کیا ہوا ہے۔ اگر کوکب ہند کی یہ تبلیغ استقلال سے اپنا کام کرتی رہی تو اہل قادیان کی دھجیاں بکھر جائینگی۔ (دور قریش دہلی ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء)

اردو پریس میں اہل بہاء

(بقیہ مضمون صلہ کالم تین)

کو صاحب شریعت ہونیکا مدعی ظاہر کرکے حضرت بہاء اللہ کی اس خصوصیت کی تردید کردی ہے۔

تو جب صاحب شریعت مستقل کے مقابلہ میں پہلی ہی شریعت کو لانے اور غیر مستقل کا دعویٰ ظاہر کرنیسے صاحب شریعت مستقلہ کی خصوصیت دعویٰ کیونکر رد ہوگئی۔ الفضل کو اپنے مضمون "بہائیوں کی حواس باختگی" پر حاشیہ انصاف کیساتھ غور فرمانا چاہیے۔

اعتب الدر رحمتک یا رحمۃ اللہ آمدیم

ایکہ چوں ما بود تو صد بزار امید وار

جناب مدیر فاروق فرمائیں کہ اس شعر میں کہیں شرک کی بو تو نہیں آتی نیز یہ کہ "ترحم یا نبی اللہ ترحم" کے نعرے لگانے میں حضرت نبی اللہ کی پیشوائی خدائی کی توہین ہوجاتی۔

جناب والا اپنی نظم جو بعد وفات جناب میرزا صاحب جلسہ قادیان میں پڑھی دیکھیں اور حضرت بہاء اللہ کی پوزیشن بہائیوں میں آپ بآسانی سمجھ سکینگے۔ اور فاروق ۱۲ جولائی کے مضمون کا جواب آپ خود ہی تحریر فرمائینگے۔

فاروق ۱۲ جولائی میں "ایک بابی کا عبرت انگیز خواب" شایع ہوا ہے جسپر بحث کرنا تضییع اوقات ہے جسکے مذہب کی بنا خواب و خیال پر ہو وہی خواب سے استدلال کریں ہم تو آفتاب تاباں کی روشنی میں ہیں ع نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

پھر بہائی ہونے والے ایک احمدی کا ذکر کیا ہے کہ وہ دہلی میں بازار سے خراب جوتا خرید لائے تھے نتیجہ میں لکھا ہے۔ اس عقل و فراست پر جب ہم غور کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ گرہ کی عقل آپکے پاس بالکل نہیں"۔

غالباً عالم فاروق اور صاحب مضمون اس تاریخی بات کو بھول گئے کہ "حضرت جری اللہ احمد علیہ السلام" یعنی مرزا صاحب بوٹ پہنتے تھے تو دائیں بائیں جوتے کا فرق نہ کر سکتے تھے۔ سیدھے پاؤں کا بائے پاؤں میں الٹے پاؤں کا سیدھے پاؤں میں پہنتے پھر بوٹوں پر کوئی نشان لگا دیا جاتا تھا مگر جناب میرزا صاحب پھر بھی بھول جاتے۔ اور دائیں بائیں کا امتیاز قائم نہ رکھ سکتے تھے۔

اگر اس عظیم الشان واقعہ کو مدنظر رکھا جاتا تو احمدی احباب کو ایک بندۂ خدا کی نسبت ایسے الفاظ لکھنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

محترم مصحف نیر اعظم مراد آباد کا ایک مصفانہ نوٹ اصحاب اسی اخبار میں ملاحظہ فرمائینگے۔ ہم اس انصاف پسندی کے شکر گذار ہیں۔

ملک کے مشہور مسلم مصور فطرت خواجہ حسن نظامی کا نوٹ بھی نہایت صداقت و انصاف پر مبنی ہے۔ ہم صرف لفظ "قادیان کے بدترین دشمن" کی بجائے "قادیان کے بہترین مصلح" پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم درحقیقت کسی کے دشمن نہیں بلکہ حقیقی خیر خواہ اور واقعی دوست ہیں۔ اسکی پرواہ نہیں کرتا قادیانی احباب ہمیں ستاتے ہیں۔ خیر خواہ ہمیشہ ستائے گئے ہیں۔

لیکن آخری کامیابی صداقت اور محبت ہی کی ہوتی ہے ع

بہائی کتابیں

الواح حضرت بہاء اللہ و عبد البہاء

(۱) مجموعہ الواح مبارکہ عربی و فارسی عہ — مفاوضات عبد البہاء فارسی عہ

(۲) ایقان معہ اردو ترجمہ۔ صرف انگریزی عہ — مکاتیب عبد البہاء جلد اول عہ

(۳) ادعیہ محبوب عربی فارسی سے عہ — ایضاً جلد ثانی عہ

(۴) کلمات مکنونہ بترجمہ انگریزی۔ اردو — ایضاً جلد ثالث عہ

(۵) ہفت وادی چہار وادی (تصوف) ۸ر — لوح پروفیسر فورال ۱۲ر

بدایع الآثار۔ مصنفہ مرزا محمود زرقانی۔ حضرت عبد البہاء کے یورپ و امریکہ کا بالتقریر سفرنامہ۔ کاغذ لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ۔ جلد اول طبع ثانی معہ

کتاب الفرائد۔ مصنفہ مرزا ابو الفضل علامہ اظہر۔ قریباً ۸۰۰ سو صفحات کی ایک زبردست تحقیق ہے جسمیں حقانیت قرآنی و دیگر کتب آسمانی کی ایسی تطبیق کی ہے کہ مطالب اظہر من الشمس ہوجاتے ہیں۔ کتب آسمانی و احادیث کے پوشیدہ اسرار کی دریا فارسی سہل۔ قیمت ہے ر

بہجۃ الصدور۔ حاجی میرزا حیدر علی اسیر خاطم کی سوانح جسمیں انکے عصر کے واقعات مفصلاً درج ہیں صفحات ۵۳۰۔ فارسی آسان عہ ر

مناظرات الدینیہ۔ ایک بہائی مبلغ زردشتی۔ یہودی عیسائی اور اسلامی اعتراضات کے کیا جواب دیتا ہے۔ منجملہ اور عقیدوں کے خاتم النبیین کا وجود تمام ادیان کی کتب سے دکھلا کر اسکے معنی کی تطبیق کرتا ہے۔ عہ ر

تاریخ امر بہائی۔ ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ فارسی ۱۲ر

دروس الدیانہ ۱۲ر

دیوان نوشی۔ ایک زردشتی شاعر کا بلند پایہ کلام۔ ایران کی شاعری کے دو عدیم کا عمدہ نمائندہ عہ ر

مثنوی ہفت وادی۔ مصنف کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے عہ ر

تعلیمات حضرت بہاء اللہ۔ مع مختصر سوانح قیمت ۸ر

کوکب درخشانی ماثر البہائیہ۔ یہ تحریک بہائی ۱۸۰ سال کی تاریخ ہے جو ۱۸۴۴ء سے شروع ہوتی ہے اور ۱۹۲۲ء تک کے واقعات نہایت مشرح و بسط سے بیان کرتی ہے۔ زبان نہایت سلیس فارسی ہے اور بعض لطائف "تاریخیہ" اسمیں شامل ہیں اکثر اہم تاریخی حضرات کی تصویریں بھی درج ہیں۔ دو جلد ہیں۔ کاغذ طباعت چھپائی۔ بہائی کتابوں کے مشہور طریقہ پر دیدہ زیب مطبوعہ مصر ہے۔ دونوں جلدیں ساتھ ملیں گی۔ جلد طلب کیجئے ورنہ دوسرے چالان تک انتظار کرنا پڑیگا۔ قیمت عہ ر

احقاق الحق۔ مصنفہ میرزا محمود بہائی ایرانی جسمیں رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان کے اعتراضات کا جو اسمیں بہائی مذہب پر کئے گئے تھے دندان شکن جواب دیا گیا ہے اور بہائی مذہب کی حقانیت نہایت مستحکم دلیلوں سے ثابت کیگئی ہے۔ قیمت ۳ر

باب النجات یعنی ترجمہ مقالہ سیاح مترجمہ علامہ سید مصطفیٰ رومی حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کے حالات زندگی اور فرقہ بہائیہ کے مختصر واقعات اور تعلیمات۔ یہ دونوں کتابیں نایاب ہیں بڑی کوشش سے دستیاب ہوئی ہیں۔ قیمت ۱۲ر

فرمائشیں بنام منیجر دار الکتب۔ سول لائنس، اگرہ

©Afnan Library Trust, 2026

مختصر خبریں

——— ماہ دسمبر آئندہ کے پہلے ہفتہ میں دہلی کے آس پاس ایک مصنوعی جنگ ہوگی۔ اس جنگ میں ہر قسم کی فوج شامل ہوگی۔ فوج کی کل تعداد ۳۰ ہزار ہوگی۔ اس مصنوعی جنگ کا مطلب یہ ہے کہ فوج کی ڈویژنوں سے جنگی پیمانہ پر جنگ کرنیکی مشق کرائی جائے۔ اس مصنوعی جنگ میں پلٹن رسالہ اور سلح موٹر کار کمپنیوں اور ہوائی جہازوں سب سے ملا جلا کر کام لیا جائیگا۔ کمانڈر انچیف ہندوستان اور مسٹر اکسلینی وائسرائے اس جنگ کو دیکھنے کے لیے سپیشل ٹرائی میں تشریف لیجائینگے۔

——— وائسرائے نے یکم اکتوبر ۱۹۲۴ء سے نمک کی تمام اکثنیوں کو واپس لینے کا حکم دیدیا ہے اسلئے نمک کی اکثنی یکم اکتوبر ۱۹۲۴ء سے قانوناً سکہ کے طور پر نہیں چلیگی۔

——— یکم جولائی کو تمام اضلاع ہندوستان کے خزانوں میں ۳ کروڑ ۴ لاکھ ۱۲ ہزار روپیہ اور امپیریل بینک آف انڈیا کے پاس ماہ جون ۱۹۲۴ء ۲۵ کروڑ ۴ لاکھ ۷۷ ہزار روپے موجود تھے۔

——— سر ایم ویسویسوارای نے بمبئی کارپوریشن کے خرچ میں ۱۵ لاکھ روپے سالانہ کی تخفیف کرنے کی رپورٹ کی بمبئی کارپوریشن نے یہ سفارش تمام و کمال منظور کرلی۔

——— منجملہ ۱۸ پراونشیل کانگرس کمیٹیوں کے ۱۶ پراونشیل کانگریس کمیٹیوں نے نیشنل کانگرس کے آئندہ سالانہ جلسہ کے پریذیڈنٹ کیلئے مہاتما گاندھی کا نام تجویز کیا۔ وہ پراونشل کمیٹیوں نے ابھی تک کوئی نام تجویز نہیں کیا۔ یہ جلسہ بلگام میں ماہ دسمبر کے اختتام پر ہوگا۔ مہاتما گاندھی کا صدر نشین ہونا اب یقینی ہوگیا ہے۔

——— ماہ جون ۱۹۲۴ء میں ہندوستان کے ساحل سمندر کے راستہ سے ۱۸ کروڑ ۸۲ لاکھ روپے کے تجارتی مال کی درآمد اور ۲۹ کروڑ ۶۱ لاکھ روپے کے مال تجارت کی برآمد ہوئی۔

——— معلوم ہوا کہ مولانا حسرت موہانی ۱۲ اگست کو جیل چند روز اور باقی ہیں پونا کے بردہ جیلخانہ سے رہا کر دیے جائینگے۔ موصوف رہا ہو کر سب سے پہلے احمد آباد جاکر مہاتما گاندھی سے ملاقات کرینگے۔

——— دو فرانسیسی ہوابازوں نے مشین میں اڑنے کی حد کر دی وہ مسلسل ۳۷ گھنٹے اور ۳۰ منٹ ہوا میں اڑتے رہے۔

——— دو ہزار امریکہ کے وکیل اور پانچسو پچاس کناڈا کے وکیل معہ اپنے بال بچوں کے انگلستان کے وکیلوں اور قانونی سوسائٹیوں کے مہمان بنکر لندن میں وارد ہوئے انکو بادشاہ سلامت بکنگھم پیلس میں گارڈن پارٹی کی دعوت دینگے۔ منشن ہاؤس میں لندن کارپوریشن انکی دعوت کریگی۔ آکسفورڈ کیمبرج اور لندن کی یونیورسٹیاں اور پارلیمنٹ کے دونوں ہاؤس بھی ان وکلاء کی ضیافت کرینگے۔

——— امریکہ کے شہر شیکاگو کی مجلس امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن کنونشن نے ایک ایسا علاج دریافت کیا ہے کہ جس سے بچہ کی ولادت کے وقت عورت کو دردزہ کی تکلیف بالکل نہیں ہوتی۔ نیویارک کے ہسپتالوں میں ۵۰۰ زچہ عورتوں کے بچہ کا میابی کیساتھ اس علاج سے بلا دردزہ پیدا ہوئے۔ یہ دوائی ایسی ہے جس سے دردزہ نہیں ہوتا اور نہ اس دوا سے زچہ بیہوش ہوتی ہے۔ یہ علاج اب عموماً تمام دنیا میں مروج ہو جائیگا۔

——— انگلستان کے بنکوں میں روس کے سابقہ امپیریل گورنمنٹ کے پندرہ کروڑ روپے جمع ہیں۔ اگر روس کی سوویٹ گورنمنٹ اور انگلستان میں جو بدیشی تجارتی معاہدہ مکمل ہو جائیگا تو یہ پندرہ کروڑ روپے روس کو ملجائینگے۔ روس اس روپے سے انگلستان کا قرض اتارے گا۔

——— سالونیکا میں ۸۰ ہزار یہودی رہتے ہیں۔ یونانی گورنمنٹ نے قانون بناکر اتوار کے دن ان یہودیوں کو اپنی دوکانیں اور دفاتر کھولنے کی ممانعت کردی۔ گورنمنٹ یونان نے کہا کہ اتوار کے روز ان لوگوں کی دوکانیں کھلی رہنے سے یونانی دوکانداروں کو سخت نقصان پہنچتا ہے

——— اہل بیعانہ نے امام یحییٰ کی اطاعت قبول کرکے عہد و پیمان کرلئے تھے۔ اس کے بعد اہل بیعانہ اور دیگر قبائل نے عہد شکنی کی جنکی مجموعی تعداد لوہیہ تک پہونچی۔ اہل قبائل نے بیعانہ پر حملہ کرکے بیرونی امداد کا سلسلہ توڑ دیا۔ کھانے پینے کی چیزوں وغیرہ کو روک دیا۔

یمن سے امام کا ایک لشکر آیا جسکے ہمراہ آٹھ روز تک لڑائی رہی۔ افسوس کہ ایکہزار سپاہی مارے گئے۔

——— استنبول کے امن و امان میں فضا کی چنگاریاں اڑ رہی ہیں ایک دن میں پندرہ واقعات سرقہ کی ہوئیں ۳۰ حوادث ماریپیٹ اور خودکشی کے ۱۵ حوادث پولیس پر ظلم و تشدد کے ۸۰ حوادث مختلف جملہ ۸۴ حوادث ہوئے ایکدن میں اسقدر حوادث کا ہونا افسوس انگیز ہے۔

——— چونکہ محض ایک اسلامی حکومت ہے لہذا دوسرے حاجیوں کی روانگی بڑے انتظام اور شاندار طریقے سے ہوتی ہے امیر یہ ریلوے مصر نے دو خاص ٹرین حاجیوں کیلئے جس میں حجاج سوئیس پہونچے۔

——— امام یحییٰ رئیس سلطان نجد میں باہم عہد و پیمان ہوگیا۔ اور شریف خلاف جنگی تیاریاں کر رہے ہیں۔ بلکہ اخبار وقت ترکی یہاں تک لکھتا ہے کہ دونوں سرداروں نے حجازی رعایا کو حجاز کے علاقہ میں ہوشیار کر دیا ہے کہ تم اپنے اپنے ملکوں میں چلے جاؤ۔

——— انجمن پنجابی تاجران چرم آگرہ نے جمعیت دعوت و تبلیغ شاخ آگرہ کو مبلغ ۳۰ روپیہ ماہوار کا شاندار عطیہ مرحمت فرماکر اپنی ہمیت مذہبی کا بہترین ثبوت دیا ہے۔ سکرٹری صاحب اور جملہ اراکین انجمن مذکور مستحق شکریہ ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء نیاز مند سعید احمد ناظم اعزازی جمعیت دعوۃ و تبلیغ آگرہ

یہ سرمہ کیسا ہے؟

اس کا مختصر جواب یہ ہے ؎

بسو گند گفتن کہ زر معزلی است
چہ حاجت محک خود بگو بید کہ چیست

پہلے صرف ۱ روپے کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ منگوا کر خود اور چند اور آنکھ کے بیماروں پر آزما لیں۔ اگر مفید معلوم ہو تو فیتولہ الیکروپیہ کے حساب سے جتنا چاہیں منگوالیں۔

مومیائی یعنی سلاجیت کتب طب مخزن الادویہ وغیرہ میں اصلی ست کے فوائد دیکھ لیں۔ اگر ضرورت ہو تو یہ بھی الیکتولہ فی روپیہ کے حساب سے منگوالیں۔ ایسی عمدہ اور خالص اور کہیں سے شاید ہی ملسکے۔ المشتہر

محمد یمین مقام و ڈاکخانہ مالنپور ضلع ہزارہ

اخبار چوں چوں کا مربہ مراد آباد

سنجیدہ و دلچسپی اخلاق سلیم کی دلچسپی کیلئے ہفتہ وار شائع ہوتا ہے جسمیں پنجانہ مضامین اور نظمیں مذاقیہ اور دلچسپ لطائف و ظرائف غرضکہ تفریح طبع کا پورا سامان مہیا ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی قومی و ملکی معاملات پر پنجانہ رنگ میں عمدہ بحث ہوتی ہے۔ آپ دیدہ و دہن اخبارات کا دندان شکن جواب دیا جاتا ہے۔ نمونہ مفت ملتا ہے منگا کر ملاحظہ فرمائیے۔ سالانہ قیمت محض ۸ ہے۔

المشتہر
مینیجر اخبار چوں چوں کا مربہ مقام مراد آباد

۱۹۲۵ء کی تجارتی وڈائرکٹری

تاج جنتری

میں اشتہار دینا ازحد مفید ہے اسلئے کہ یہ جنتری ہمیشہ ہاتھوں میں رہنے والی چیز ہے۔ اور ہندوستان میں سب سے زیادہ تعداد یعنی ایک لاکھ کی تعداد میں زیور طبع ہے۔ شرح اجرت اشتہارات حسب ذیل ہے پورا صفحہ ۔ نصف صفحہ ۳۰ ۱/ صفحہ ۱۶ ۱/ صفحہ یعنی ۱/ کالم ۸ ۔ اسکی خریداری کے آرڈر بھی جلد موصول ہونے چاہئیں۔ تاکہ بعد طباعت فوراً تعمیل کیجائے۔ جوابی امور کے لیے جوابی کارڈ موصول ہونے چاہئیں۔ ۲۹×۲۲ کی بڑی تقطیع پر ماہ نومبر تک شائع ہو جائیگی۔ المشتہر

خواجہ شوکت حسین آگرہ اخبار آگرہ

مشتہرین کو مژدہ۔ اخبار کوکب ہند

بڑے بڑے تجارتی اور علمی حلقوں میں جاتا ہے۔ بیرون ہند حالات سیاسیہ بھی بھیجتا ہے۔ فیصلہ اجرت بذریعہ خط و کتابت۔

اجرت میں رعایت کر دیگیا ہے جلد اشتہار دیجئے۔ (منیجر)

سید محفوظ الحق ایڈیٹر و پبلشر نے آگرہ آرپس آگرہ میں چھپوا کر دفتر اخبار کوکب ہند آگرہ سے شائع کیا۔

©Afnan Library Trust, 2026

I No 10

رجسٹرڈ نمبر ۱۳۳۱ A
مؤرخہ ۹ اگست ۱۹۲۶ء

اخبار کوکب ہند

مقاصد
نشر نکات حقیقت تبلیغ دعوت و محبت فلاح اقتصاد اصلاح معاشرت تعلیم عمدہ و حقوق نسواں تعمیم معارف تطبیق مذہب و سیاست

قواعد
ہر جماعت کا مضمون درج کیا جائے گا وہ مضمون درج ہوگا جسمیں کسی دین یا کسی قوم یا فرد پر ناروا حملہ ہو

مسئول سید محفوظ الحق علمی مولوی فاضل
مدیر معاون مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

جلد ۱ ہر انگریزی مہینہ کی یکم ۹-۱۷-۲۵ کو شایع ہوتا ہے ؛ قیمت سالانہ للعہ ششماہی عہ سہ ماہی عہ ؛ اشتہاری کالم للعہ ؛ نمبر ۱۰

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق ضرور درج ہوگا

قادیان نمبر

کوکب ہند کا خاص پرچہ

وہ آیا منتظر تھے جسکے دنیا ☆ معمہ کھلگیا روشن ہوئی بات

کوکب ہند کا سلسلہ مضامین "جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت" ہندوستان میں خوب مقبول ہو رہا ہے۔ اکثر علماء کرام اور محققین و اہل قلم پسند فرما رہے ہیں اکثر حضرات مناظرین حزب قادیان کے مقابلہ میں بطور کتابیات ہتھیار کے ان مضامین کو استعمال کرکے فخمند ہو رہے ہیں آج ہم اسلامی ہند کو یہ عظیم الشان بشارت دیتے ہیں کہ تبلیغ قادیان کے مقابلہ میں انہیں ایک قدرتی قوت ملیگی۔ اور وہ اس ڈھال سے قادیانی حملوں کو نہایت آسانی سے روک سکینگے۔ خود "جناب مسیح قادیان" کے "انفاس" سے قادیانی زہر کا علاج خود انکے اس اصل اور قول کے مطابق ہوگا جو صاحبوا جو کچھ میں آپکے سامنے پیش کرتا ہوں اسکے سمجھنے کیلئے کچھ زیادہ عقل کی ضرورت نہیں بلکہ میری باتیں ہی آپکو سمجھ کرتا ہوں۔ (چشمہ معرفت ص۹)

تمام محققین قادیان نمبر کو بغور پڑھیں۔ انکا دل بے اختیار بول اٹھیگا کہ بیشک اتمام حجت اسکا نام ہے۔ قادیان نمبر عمدہ کاغذ پر ۴۰ صفحات سے زائد کتابی شکل میں ہوگا۔ انتظار کیجئے آئندہ جلد میں ملاحظہ فرمائیگا ؛ منیجر کوکب ہند آگرہ

احمدی احباب جناب

فلیاتنا بحجتکم ان کنتم صادقین

"دیکھو میرے دو ستو اخبار شایع ہوگیا"

دو ستو تم جن الہامات میرزا صاحب کو قرآن مجید کیطرح کلام الٰہی یقین کرتے ہو خدا تعالیٰ اب انہیں کے ذریعہ تمھیں قادیان کی انجمنوں سے نجات دلا رہا ہے۔ تمہاری ہی تعلیم کردہ باتوں سے تمکو ہدایت کرنا چاہتا ہے تم مانتے ہو کہ جناب میرزا صاحب سے خدا کبھی کہہ رہا تھا۔ "اصبر ستدفع الیک یا مرنا" اے مرزا صبر کر ہم عنقریب ترے لئے فارغ ہوتے ہیں۔ چنانچہ آج پورے طور پر اسکا ظہور ہوگیا۔ "یہ خدا کا کام ہے اللہ اکبر" (الہام) میرزا صاحب کا نیا آسمان جسے انہوں نے حسب الہام لولاک لما خلقت الافلاک تیار کیا تھا۔ اب وہ "آسمان ٹوٹ پڑا سارا معلوم نہیں کیا ہونیوالا ہے" (الہام) ہونیوالا یہی تھا جو ہوا کہ "ایک اور قیامت برپا ہوئی" (الہام) حزب قادیان میں ظہور اس جدید کے باعث ایک تزلزل پڑ گیا۔ "خدا کی طرف سے سب پر اداسی چھا گئی" (الہام) ہاں اگر حزب قادیان اپنی غلطیوں سے رجوع کرے تو اسے یہ کہنا مبارک ہوگا۔ "آج ہماری بخت بیداری" (الہام) کیونکہ "قدرت کے دروازے کھلے ہیں نیکی یہی ہے کہ خدا کے احکام کو پورا کرنا" (الہام) جناب میرزا صاحب تریاق الفلوب میں خود ہی غلطیوں کے زہر کا یہ تریاق رکھ گئے ہیں کہ "میرا الہام حجت نہیں" اور اگر اس سے انکار کروگے تو بجز مرتد الدہر ہو جانے کہیں تمہارا ٹھکانا نہ ہوگا پس خدا سے صفا و ع انکدہ کے طریق پر عمل کرو دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کردو۔ "آسمان سے بہت دودھ اترا ہے محفوظ رکھو" (الہام) جیسا کہ اس خادم محفوظ نے دودھ تو محفوظ رکھا اور خالی پانی ہٹا دیا، اور ایسے ہی خالی پانی کو تنہا کر دیں خالص کے دودھ کو محفوظ رکھنے والے "مقید قادیان کی رسیوں سے آزاد ہوتے ہیں اور انکے لئے کہا جاتا ہے۔ "رہا گو سفندان عالیجناب" (الہام) اور اسی سلسلہ میں "زہ واقعات کو دیکھو اور غور کرو کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ "ایک امتحان ہے بعض اسمیں پکڑے جائینگے اور بعض چھوڑے جائینگے"۔ (الہام) عزیز دخیل ہونمیں جلدی مت کرو۔ دیکھو دیکھو تمھارے "احمدی" اپنا خواب لکھکر کیا راز بتاتے ہیں۔ "رویا دیکھا کہ ایک جماعت کثیر میرے پاس کھڑی ہے ایک حاکم آیا اور اسنے کھڑے ہوکر کہا کہ کیوں اس جماعت کو منتشر نہ کیا جائے۔ میں نے کہا کہ اس جماعت میں کوئی مخالف نہیں صرف تعلیم پاتے ہیں۔ پھر اس حاکم نے کہ گویا وہ ایک فرشتہ تھا آسمان کی طرف منہ کرکے ایک دو باتیں کیں جو سمجھ میں نہیں آئیں پھر اسنے مجھے مخاطب کرکے کہا سلام اور چلا گیا"۔ (کشفیات ص۹۵) اسکے دوسرے دن دل کسی نے کہا کرنسی نوٹ پھر ایک

کتاب

مجھے دیگئی گویا وہ کرنسی نوٹ تھے اور پھر الہاماً میری زبان پر جاری ہوا "دیکھو میرے دو ستو اخبار شایع ہوگیا"۔ (کشفیات ص۹۹) پس اے احمدی دو ستو حق کی مخالفت نکرو۔ ورنہ قدرت و حکومت الٰہی تمھیں منتشر کردیگی۔ یہ فرشتوں کی باتیں ہیں جو اسوقت سمجھ میں نہیں آئی تھیں۔ مگر اب "راز کھلگیا" (الہام) وہ کتاب جو جناب میرزا صاحب کے "نوٹوں" سے تیار ہوئی ہے اخبار کوکب ہند کے "قادیان نمبر" کی شکل میں ظاہر ہوگی اب کہو دیکھو میرے دو ستو اخبار شایع ہوگیا"۔ پھر جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں۔ آج اسی وقت میں نے خواب دیکھا کہ کسی ابتلا میں پڑا ہوں اور میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ اور جو شخص سرکاری طور پر مجھے مواخذہ کرتا ہے میں نے اسکو کہا کہ کیا مجھکو قید کرینگے یا قتل کرینگے اسنے کچھ ایسا کہا کہ انتظام یہ ہوا ہے کہ گرایا جائیگا۔ میں نے کہا کہ میں اپنے خداوند جلشانہ کے تقرف میں ہوں جہاں مجھکو بٹھائیگا بیٹھ جاؤنگا اور جہاں مجھکو کھڑا کریگا کھڑا ہو جاؤنگا اور یہ الہام ہوا "یدعون لک ابدال الشام وعباد اللہ من العرب" تیرے لئے ابدال شام دعا کرتے ہیں اور بندے خدا کے عرب میں سے دعا کرتے ہیں" خدا جانے یہ کیا معاملہ ہے اور کب اور کیونکر اسکا ظہور ہوگا (البشریٰ جلد اول ص۲۲)

اب اے احمدی دو ستو! سنبھل جاؤ کہ وقت امتحان ہے۔ قادیان نمبر کوکب ہند کا خاص پرچہ آپکے لئے امتحان کا پرچہ ہے خدا کرے پاس ہو جاؤ۔ آمین

©Afnan Library Trust, 2026

دلائل باہرہ حقانیت ظہور حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ

بقلم مبارک حضرت عبد البہاء

مکاتیب ابدی ص ۱۳۷
الاشراق ۳ ص ۷۰

هو الله

سبحان من انشأ الوجود وابدع کل موجود وبعث المخلصین مقاماً محمود واظهر الغیب فی حیز الشهود ولکن الکل فی سکرتهم یعمهون. واسّس بنیان القصر المشید والکور المجید وخلق خلق الجدید فی حشر المبین. والقوم فی سکراتهم غافلون. ونفخ فی الصور ونقر فی الناقور وارتفع صوت الصافور وصعق من فی صقع الوجود والامرات فی قبور الاجساد لراقدون. ثم نفخ النفخة الاخری واذا هم قیام ینظرون. واشرقت الارض بنور ربها ووضع الکتاب وجیء بالنبیین والشهداء وقضی بینهم بالحق وهم لا یظلمون. وتمت الکلمة التامة علی الصادق الامین وظهر ما وعد به المرسلون فی الکتاب المبین. وتجلی الرحمن لاهل الادیان وتبدلت الارض غیر الارض والسموات وبرزوا لله الواحد القهار وتشققت السماء بالغمام ونزل الملائکة تنزیلا. وجاء ربک والملک صفا صفا. وانشقت السماء وکانت وردة کالدهان. وهم من کل جهة یهرعون. ومن آیاته مقاومة الملل الفاجرة والدول القاهرة وفریق من الاعداء السافکة للدماء الساعیة فی هدم البنیان فی کل زمان ومکان ان فی ذلک لتبصرة للذین فی آیات الله یتفکرون. ومن آیاته بدیع بیانه وبلیغ تبیانه وسرعة نزول کلماته وحکمه وآیاته وخطبه ومناجاته وتفسیر الحکمات وتاویل المتشابهات لعمرک ان الامر واضح مشهود للذین بصر الانصاف ینظرون. ومن آیاته اشراق شمس علومه وبزوغ بدر فنونه وثبوت کمالات شئونه وذلک مما اقر به علماء الملل الراسخون ومن آیاته صون جماله وحفظ هیکل انسانه مع شروق انواره وهجوم اعدائه الی الی یا ملاء الابرار الی الی یا خیر الاخیار. الی الی یا مطالع الانوار قد فتح باب الاسرار والاشارة فی خوضهم یلعبون. ومن آیاته صدور کتابه وفصل خطابه عتابا للملوک وانذارا لمن هو احاط الارض بقوة نافذة وقدرة ضابطة وانشأ عرشه العظیم بایام عدیده وان هذا لامر مشهود عند العموم. ومن آیاته علو کبریائه وسمو عظمته وعظم جلاله وسطوع جماله فی افق السجن فذلت له الاعناق وخشعت له الاصوات وعنت له الوجوه وهذا برهان لم یسمع بمثله القرون الاولون. ومن آیاته ظهور معجزاته وبروز خوارق العادات متتابعا متزادفا کقطع سحابه واقرار الغافلین بنفوذ شهابه لعمرک ان هذه الامر ثابت واضح عند العموم من کل الطوائف الذین حضروا بین یدی الحی القیوم. ومن آیاته سطوع شمس عصره وشروق بدر فرقانه فی سماء الاعصار والاوج الاعلی من القرون تشئون وتلوم وتفنون. همت فی الآفاق وذهلت بها العقول وشاعت وذاعت وان هذا لامر محتوم ؛

ترجمہ

از جناب محترم علامہ سید مصطفےٰ رومی بہائی

پاک ہے وہ جس نے وجود کو پیدا کیا اور ہر ایک موجود شئی کو نرالا بنایا مخلصین کو مقام محمود عطا کیا اور غیب کو عرصۂ شہود میں ظاہر فرمایا لیکن لوگ اپنے نشۂ غفلت میں چکرا رہے ہیں۔ اس مالک نے مضبوط محل اور عظیم الشان عصر کی بنیاد ڈالدی اور اس حشر مبین میں نئی مخلوق بھی پیدا کر دی ہے۔ اور لوگ ابھی تک اپنی مستیوں میں مدہوش ہیں۔ صور بھی پھونکا جا چکا نرسنگا بجایا گیا۔ اور قرنا کی صدا بلند ہو چکی اور ہستی کے پیرایہ میں رہنے والے بیہوش ہو کر گر پڑے لیکن ہنوز مُردے حمایت کی قبروں میں سوئے ہوئے ہیں۔ پھر دوسرا نرسنگا پھونکا گیا اور وہ بعد کا واقعہ بھی واقع ہو گیا جو دل ہلا دینے والے ہنگامے کے بعد ہونا تھا۔ ہولناک مصیبت بھی ظاہر ہو گئی۔ اور ہر ایک دودھ پلانیوالی نے اپنے شیر خوار بچے کو فراموش کر دیا لیکن لوگ اپنی گمراہی کے باعث نہیں سمجھتے۔ قیامت برپا ہو گئی۔ مقررہ گھڑی آ گئی۔ پلصراط الصب کیا گیا میزان قائم کی گئی۔ عالم امکان کے تمام باشندے اکٹھے کئے گئے لیکن قوم پر ہنوز نابینائی چھائی ہوئی ہے۔ نور حقیقت چمکا اور طور کو روشن کر دیا بخشش والے خدا کے گلزار کی نسیم چلی۔ روحانیت کے خوشگوار جھونکے آنے شروع ہو گئے۔ حتیٰ کہ اہل قبور اٹھ کھڑے ہوئے مگر غافل ہیں کہ ہنوز قبروں میں سوئے ہوئے ہیں۔ روز محشر کی آگ بھڑکائی گئی اور جنت کو آراستہ کیا گیا پھلواریاں لہلہانے لگیں۔ حوض ابلنے لگے اور باغ فردوس پر بہار ہو گیا۔ مگر نادان اپنے اوہام میں پھنسے ہوئے ہیں نقاب اٹھا دیگئی۔ پردہ ہٹ گیا ابر چاک ہو گیا۔ رب الارباب تجلی فرما ہوا لیکن مجرم لوگ خسارہ میں ہیں

یہ وہی (حقیقۃ محمدی) ذات بے ہمتائے کبریائی ہے جسنے تمہارے لئے آخرت کی زندگی پیدا کی قیامت کبریٰ کا ہنگامہ برپا کیا۔ اور پاک نژاد نفوس مقدسہ کو ملوت اعلیٰ میں اکٹھا کیا۔ یقیناً اہل بصیرت کیلئے اسمیں بیشمار نشانیاں ہیں۔ اور اسکے نشانوں میں ایک نشان اشارات اور دلائل کا ظاہر ہونا اور بشارات وعلامات کا واقع ہونا آثار و اخبار کا ہر طرف پھیل جانا۔ ابرار و اخیار کا انتظار کرنا ہے اور یہی ابرار و اخیار کامیاب ہیں۔ اور نشانوں میں سے اسکے انوار کا افق توحید سے چمکنا اور اسکی روشنی بخشنے والی شعاعوں کا عظیم الشان مطلع سے نکلنا اور اسکے منیر منظر کا بڑی بشارتوں کیساتھ ظاہر ہونا ہے یقیناً اسمیں عقلمندوں کیلئے روشن دلیل ہے۔ اور اسکے نشانوں میں سے اسکا ظہور اور ہر شہر میں لوگوں کے درمیان انکی نظروں کے سامنے ثابت قدمی کیساتھ موجود اور قائم رہنا ہے حالانکہ قومیں بھیڑیوں کی طرح اسپر حملہ آور تھیں۔ اور ہر سمت سے اور ہر طریقہ پر انہوں نے ہجوم کیا تھا۔ اور اسکے نشانوں میں سے بڑی نامور اقوام اور قوت و شوکت والے بادشاہوں اور ایسے خونریز دشمنوں کا مقابلہ کرنا ہے جو وقت اور ہر آن اور ہر جگہ اسکی بنیاد میں ڈھانے کیلئے کوشاں رہے بیشک اسمیں ان لوگوں کیلئے جو آیات الٰہی پر غور کرتے ہیں ایک طرح کی بینائی ہے اور اسکے نشانوں میں سے انکا انوکھا طریق بیان اور فصیح و بلیغ سمجھانیکا طرز اور اسکے کلمات اور حکمت آمیز بیانات۔ آیات اور خطبے اور مناجات اور محکمات کی تفسیر متشابہات کی تاویل کا برعت تمام نازل ہونا ہے۔ تیری جان کی قسم یہ امر نظر انصاف سے دیکھنے والوں کیلئے بالکل واضح اور مشہود ہے اور اسکے نشانوں میں سے اسکے آفتاب علوم کا تابناک ہونا اور اسکے ماہتاب فنون کا چمکنا اور اسکے شاندار کمالات کا ثبوت کو پہنچنا ہے اور یہ ایسی بات ہے جسکا اقرار ہر ملت کے علماء راسخین نے کیا ہے۔ اور اسکے نشانوں میں سے اسکے ذاتی انوار کی درخشندگی کیساتھ اسکے جمال باکمال کی نگہبانی اور اسکی ہیکل انسانی کی حفاظت ہے۔ ایسے حالات میں اسکے دشمن بھالے۔ برچھے اور تلواروں اور ہزاروں زہر آلود تیروں کیساتھ اسپر حملہ آور ہوئے تھے اور بیشک اسمیں منصف مزاج قوم کیلئے بڑی عبرت ہے اور اسکے نشانوں میں سے اسکا صبر اور طوق و زنجیر کے نیچے بیشمار بلاؤں میں گرفتار ہونا اور مصائب و آلام کا متحمل ہونا ہے پھر ایسی حالتیں لوگوں کو بکثرت بلا دعوت کرنا کہ اے گروہ ابرار آؤ میری طرف آؤ۔ اے حزب اخیار آؤ میری طرف آؤ اے مطالع انوار آؤ میری طرف آؤ بیشک تمام اسرار کے دروازے کھولے گئے لیکن شرارت پیشہ اپنی یاوہ گوئی کی دھن میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اسکے نشانوں میں سے بادشاہوں کے لئے قطعی فیصلہ کیساتھ عتاب آمیز دعوتنامے کا صادر کرنا اور ایسے سلطان کو انذار و تخویف کرنا جسکا نفوذ و تصرف باضابطہ قدرت و طاقت کیساتھ روئے زمین کو احاطہ کئے ہوئے تھا۔ چہرۂ شہنشاہ کے بڑے تخت کا قلیل مدت میں الٹ جانا ایسا امر ہے کہ خاص و عام میں مشہور ہے اور ہر شخص نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اور اسکے نشانوں میں سے اسکے مرتبہ کی بلندی اور اسکے اقبال کی برتری اور اسکے جلال کی عظمت اور اسکے جمال نورانی کی جلوہ گری قید خانہ میں سے اس آب و تاب کیساتھ کہ سبکی گردنیں اسکے حضور میں جھک گئیں اور سب کی آوازیں اسکے روبرو پست ہو گئیں۔ اور سب کے منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور یہ ایک ایسی دلیل ہے جسکی نظیر گذشتہ قرنوں میں کسی نے نہیں سنی۔

©Afnan Library Trust, 2026

مسئلہ سود پر چند سوالات

(از جناب مولنا طفیل احمد صاحب بی اے علیگ)

جناب والا۔ السلام علیکم۔

جناب کو معلوم ہوگا کہ میں عرصہ چار سال سے مسئلہ سود کے متعلق کتابیں اور مضامین شائع کر رہا ہوں۔ میرا خیال یہ ہے باوجود ترقی کی ہر قسم کی تدابیر اختیار کرنے کے مسلمان مادی، اجتماعی، اخلاقی، روحانی، اور مذہبی اعتبار سے سرعت کیساتھ تنزل کر رہے ہیں میرے نزدیک اسکی وجہ یہ ہے کہ تجارتی سود جو اسوقت ہر کاروبار میں جاری و ساری ہے اور جسپر اس زمانہ کے تمدن کا انحصار ہے۔ اسکے لینے سے مسلمان بچتے ہیں۔ اور دینے سے بچا انکے امکان سے باہر ہے۔ چنانچہ وہ ہر قسم کا سود کثرت کیساتھ دیکر روز بروز کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ اور اب انکا قومی وجود سخت خطرے کی حالت میں ہے۔ ابتدا میں تو اس مسئلہ کیطرف مسلمانوں کو توجہ نہ ہوئی مگر اب اکثر اخبارات میں سود پر مضامین نکل رہے ہیں۔ لیکن چونکہ ابھی تک صرف محدود طریقے سے بحث ہو رہی ہے۔ اسلئے میں چند امور سوالات کے طور پر ذیل میں درج کرکے مستدعی ہوں کہ انہیں پیش نظر رکھکر اس مسئلہ کے ہر پہلو پر کامل طریقہ سے بحث فرمائی جائے۔

میں یہ عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ جب کہ ایک شخص چار سال سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ فلاں امر قطعی طور پر قوم کی ہلاکت کا باعث ہو رہا ہے تو ہر سمجھدار مسلمان کا فرض ہے کہ وہ کم سے کم اسکے معروضات کو بہ توجہ سُنے اور اسکے ہر پہلو پر غور کرے اسکے بعد اختیار ہے جو رائے چاہے قائم کرے

جو سوالات میں نے درج کیئے ہیں یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص ہر سوال پر بحث کرے نہیں بلکہ جہانتک ممکن ہو انکو ذہن میں رکھکر اس اہم مسئلہ پر نظر ڈالی جائے اور اپنے خیالات کو مختلف اخبارات میں ظاہر کیا جائے۔ اگر ایک ایک صاحب ایک یا چند عنوانوں پر متعدد اخبارات میں مضمون لکھینگے تب بھی معلومات کا کافی ذخیرہ ہو جائیگا۔ امید ہے کہ حتی الامکان میرے پاس بھی مضامین کی قلمی یا مطبوعہ نقل ارسال ہوگی جن اصحاب کو اس مضمون پر میری کوئی کتاب دیکھنی ہو تو وہ مجھے طلب فرمائیں۔ بلا قیمت بصیغہ بیرنگ ارسال ہوگی۔

سوالات

۱۔ آیا دنیا کے جملہ بڑے مذاہب میں سود ممنوع رہا ہے یا صرف اسلام میں؟

۲۔ کیا یہ صحیح ہے کہ ہندوؤں اور مصریوں، اہل یونان اور اہل روم اور دنیا کی بڑی سلطنتوں کے قوانین کی رو سے سود خواری ممنوع تھی؟ ہے بند کرنیکی ہر ممکن کوشش ہر زمانہ میں کیگئی؟

۳۔ جب دینی اور دنیوی دونوں قوانین کی رو سے سود خواری ممنوع تھی تو سوال یہ ہے کہ آیا سود خواری کی ممانعت کسی مصلحت پر مبنی تھی یا بلا لحاظ مصلحت و منفعت کے محض حکم خداوندی پر تھی؟

۴۔ جب تک روپیہ کو نفع آور کاموں میں لگانے کا رواج نہ تھا تب تک یا تو روپیہ زمین میں دفن کرکے رکھا جاتا تھا یا ضرورتمندوں اور عیش پرستوں کو سود پر قرض دیا جاتا تھا جو دونوں کی بربادی کا باعث ہوتا تھا۔ اور یہی حقیقی سود خواری تھی۔ آیا یہ صحیح ہے کہ جب سے یورپ میں روپیہ نفع آور کاموں پر لگنے اور ایکدوسرے معین منافعہ پر قرض لیکر تجارت میں لگایا جانے لگا تب سے ان ممالک کی دولت مندی اور قوت و غلبت کی بنیاد قایم ہوئی اور سرمایہ و تجارت کے زور سے انہوں نے غیر ممالک پر قبضہ و تسلط کرنا شروع کیا؟

۵۔ آیا یہ صحیح ہے کہ سود کی تبدیل شدہ صورت اختیار کرکے ہی اسلامی سلطنتوں کو اپنے ملک کی حفاظت و ترقی کے لیے بجائے اپنی رعایا سے قرضہ لینے کے دیگر اقوام سے سودی قرضہ لینا پڑا۔ جس سے اسلامی ممالک علاً دوسروں کے قبضہ میں چلے گئے؟

۶۔ آیا یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کی زمینداریاں روز بروز نکل رہی ہیں انکی جایدادیں قرضہ کی علت میں دوسروں کے قبضہ میں جا رہی ہیں۔ اور وہ مثل پرانے زمانہ کے یہودیوں کے زمین سے بیدخل ہو رہے ہیں؟

۷۔ آیا یہ صحیح ہے کہ سود کی تبدیل شدہ صورت اختیار کرنیکی وجہ سے مسلمان تجارت سے خارج ہو رہے ہیں اور باوجودیکہ مسلمان دیگر قوموں کی نسبت تعداد میں زیادہ ہے تاہم وہ دیگر اقوام کے سرمایہ داروں کے غلام ہیں اور اسلئے صنعت و حرفت کے اصلی نفع سے محروم ہیں؟

۸۔ آیا یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کی مالی کمزوری کی وجہ سے انہیں نفع خلائق کے کام مثلاً مدرسے شفاخانے، خیرات خانے، مہمان خانے، کنوئیں سرائیں اور پل بنانیوالوں کی تعداد روز بروز گھٹ رہی ہے اور اسی نسبت سے دیگر اقوام میں کارخیر جاری کرنیوالوں کی تعداد بڑھ رہی ہے؟

۹۔ آیا یہ صحیح ہے کہ دیگر اقوام کے مقابلہ میں مسلمانوں میں باہمی تنازعات زیادہ ہیں اور باہمی ہمدردی اور مصیبت میں ایک دوسرے کی امداد کرنیکا کم چرچا ہے اور اگر یہ صحیح ہو تو کیا یہ انکے افلاس کا نتیجہ نہیں ہے؟

۱۰۔ آیا یہ صحیح ہے کہ بعض مقامات میں افلاس کیوجہ سے ان اقوام میں جو عرصہ سے مسلمان تھیں ارتداد شروع ہو گیا ہے اور ارتداد کو روکنے کے لیے مسلمانوں کی طرف سے تبلیغ کی جو جماعتیں قائم ہوئی ہیں انہیں بوجہ روپیہ کی کمی کے تبلیغ کا کام جاری رکھنا مشکل ہو رہا ہے؟

۱۱۔ اگر مسلمانوں کی مالی کمزوری کی وجہ ہر اعتبار سے ان کا تنزل ہے تو کیا یہ ضروری نہیں ہے۔ مسلمانوں کی حالت درست کیجائے اور مالی حالت درست کرنے کے کیا ذرائع ہو سکتے ہیں؟

۱۲۔ مسلمانوں کی مالی کمزوری زیادہ تر انکی قرضداری کیوجہ سے ہو رہی ہے کیا یہ ممکن ہے کہ مسلمانوں کی قوم یہ عہد کرلے کہ وہ سودی قرضہ نہ لیگی مگر جب کہ صدیوں تک مذہباً اور قانوناً سود پر قرض دینے اور لینے والوں کو سزا دیجاتی تھی تب بھی سودی قرضہ کی داد و ستد بند نہ ہو سکی تو اب یہ قرین قیاس ہے کہ قرض نہ لینے کا عہد مسلمان من حیث قوم نبھا سکیں گے؟

۱۳۔ اگر افلاس دور کرنیکیلئے کفایت شعاری کی عادت ضروری ہے تو آیا محض کفایت شعاری کی تلقین سے قوم کفایت شعار بن سکتی ہے اور باوجودیکہ مسلمانوں میں عرصہ سے کفایت شعاری کی ضرورت کا احساس ہے۔ اور ہر طرف اسکا چرچا ہے اور اسکے لئے انجمنیں قائم ہو چکی ہیں۔ اور نصیحتیں اور وعظ کیے جا چکے ہیں تاہم انکی مسرفانہ عادتوں میں کمی نہیں۔ اور وہ روز بروز تباہ ہوتے جا رہے ہیں۔ اسقدر تجربوں کے بعد کیا اس امر کی گنجائش باقی ہے کہ پھر آئندہ چند سال وعظ و پند کے ذریعہ سے قوم میں کفایت شعاری پیدا کرنیکے تجربہ میں ضائع یا صرف کرئے جائیں۔ (باقی آئندہ)

دو منٹ کی خلوت

"ہم"

(از جناب حامد اللہ افسر بی۔ اے)

جانتے ہو "ہم" سے کیا مطلب، آؤ میں بتاؤں ہم کی "ہ" سے مراد "ہندو" ہے۔ اور "م" سے مسلمان۔ گویا جب تحریر یا تقریر میں کوئی ہندوستانی بحیثیت ہندوستانی کے لفظ "ہم" استعمال کرے تو اس سے "ہندو مسلمان" سمجھنا چاہیئے۔ اخبارات کی اڈیٹروں کی طرف سے جو لفظ "ہم" استعمال ہوتا ہے اس سے مراد اخبار کا اسٹاف ہے مگر میں تو کہتا ہوں کہ ہندوستان کے اخبارات میں بھی "ہم" کا مفہوم وہی لینا چاہیئے۔ اسلئے کہ اخبار پبلک کی آواز ہوتا ہے۔ اور پبلک "ہم" پر یعنی "ہندو مسلمانوں" پر مشتمل ہے۔

خدا کرے جلد وہ دن آئے کہ "ہم" پر صحیح معنوں میں "ہم" کی اس محبت بھری ترکیب کا اطلاق ہو سکے۔

وحدت اسلامیہ

روس کے مسلمان عالم اعظم علامہ جار اللہ نے وحدت اسلامیہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا "مسلمان قومیں امہات المومنین کی سی مائیں اور رسول کریم ایسا باپ رکھنے کا شرف رکھتے ہیں۔ اور اسلئے وہ سب کی سب ایک اسلامی خاندان بناتے ہیں۔ اور یہی خاندانی اتحاد ان سب کو کعبۃ اللہ کے ارد گرد لاکر کھڑا کرتا ہے۔

مذہب کی برادری نصبی اور رشتہ کی برادری سے کہیں زیادہ رفیع و اعلیٰ ہے۔ اور قرآن کریم ایک عادل کی حیثیت سے امامت و صدارت کی محراب و ممبر پر اس عالم گیر خاندان کے سامنے موجود ہے جو اقوام اسلام سے مرکب ہے۔

ہو سکتا ہے کہ اتحاد اسلام آج کمزور ہو گیا ہو لیکن موجود ضرور ہے اور عنقریب اسکی نشو و نما ہونیوالی ہے اور پھر ہمیشہ کیلئے وہ ترقی کرتا چلا جائیگا۔

اس وحدت اسلامیہ کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ دوسری قوموں کو غلام بنایا جائے۔ اس سے منشا یہ ہے کہ اقوام اسلامیہ کو غلامی سے اور اجنبی حکومتوں کی دست نگری سے نجات دلائی جائے۔

ان وجوہ کی بنا پر ہم تمام عالم اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ آئیے سب ملکر ہم مسلم قوم کو آزاد کرائیں۔ اور دنیا کی ہر اسلامی حکومت خود مختار اور مستقل ہو کر زندگی بسر کرے۔ (الہلال)

علماء کرام متوجہ ہوں

معزز ہمعصر پیغام صلح راوی ہے کہ "ٹرینڈاڈ" میں آجکل جن امور پر مسلمانوں میں جنگ و جدل جاری ہے۔ انہیں سے بعض باتیں یہ ہیں۔ عورتوں کو جوتہ پہننا حرام ہے۔ سونے کا دانت حرام ہے۔ لمبا کرتہ بہشت کی نشانی ہے۔ غیر قوم کی دعوت میں جانا حرام ہے۔ میز پر کھانا حرام ہے۔ حضرت نبی کریم سیاہ تھے یا سفید۔ کاش کچھ علماء ہند ٹرینڈاڈ میں پہنچکر اصلاح کی کوشش فرمائیں۔

©Afnan Library Trust, 2026

جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت

{ ذیل کے مضمون میں جناب میرزا صاحب کے بیانات سے مہدی شرع جدید پر روشنی ڈالی گئی ہے احمدیو کو حقیقت کی جستجو کر کے رضائے حق تعالیٰ کی تلاش کرنی چاہیئے۔ یہ مضمون کئی نمبروں میں پورا ہوگا۔ ضبط و اطمینان سے ملاحظہ فرماتے رہیے۔ (مدیر) }

شریعت جدیدہ کا مجوز کون تھا؟

"اُمت احمدؐ کے ہونہار فرزندو! اگر آپنے ۱۷ مارچ کے دن ہمارے دعاوی کے دلائل جناب میرزا صاحب کے الفاظ میں سنکر فیصلہ دیا ہوتا تو غالباً منجملہ دیگر الزامات کے مثلاً ہمارا پہلے سے بہائیوں کا تنخواہ دار ملازم ہونا۔ اُنسے پریس مانگنا وغیرہ یہ کہنے کی جرأت کرتے کہ "ماسٹر اللہ دتا عبدالصمد ملزم ۲ × × × بہائی مذہب کا مصدق ہے × × × وہ شریعت جدیدہ کا مجوز ہے اور دور اسلام کو ختم سمجھتا ہے۔" (الفضل ۲۹ اپریل صلے)

بہذا بجواب عرض ہے کہ میں بہائی مذہب کا مصدق بدیں وجہ نہیں تھا کہ مجھپر کسی ساحر نے سحر کر دیا تھا یا مجھپر کوئی منتر پڑھ دیا گیا تھا بلکہ بدیں وجہ مصدق تھا کہ میں نے خود جناب میرزا صاحب کی ذات بابرکات کو بہائی ازم کا مصدق پایا۔

مثلاً آپ وفات مسیح کے قائل تھے۔ یاجوج ماجوج کی حقیقت پر بہائی خیالات کے مشابہ عقیدہ رکھتے تھے۔ نزول وحی اور وجود ملائکہ کے ویسے ہی قائل تھے۔ تین نمازوں کا رواج دیا۔ اگرچہ پانچ پڑھنے کی بھی تلقین کی۔ سود کو جائز قرار دیا۔ حکم جہاد کو منسوخ قرار دیا۔ حاکم وقت کی اطاعت فرض قرار دی۔ مناظر و مباحثہ سے نفرت اختیار کی۔ قیامت کے معنی بہائی ازم کی تحریروں کے موافق کئے۔ اور بالآخر یہ بھی کہدیا کہ اتنی کتب بھی میرے پاس موجود ہیں۔ پھر اگر اسی پر ہی بس ہوتی تو خیر مگر آپ نے دلائل اپنے حق میں وہ دیئے جو آپکی ذات پر نمایاں طور پر قطعاً چسپاں نہیں ہو سکتے تھے۔ مگر وہاں بالتصریح چسپاں ہوتے تھے۔ مثلاً مہدی کا شیرازی ہونا۔ فاطمی النسل ہونا۔ حج کرنا۔ مقام ورکن مکہ معظمہ میں ظہور۔ آپ کیساتھ ایک حافظ کا ہونا۔ آپکے ساتھ ۳۱۳ آدمی ہونا۔ مہدی کا نام محمد ہونا۔ ۲۶ سالہ ہو کر دعوی کرنا۔ ۷ سات سال تک رہنا۔ خراسان سے سیاہ جھنڈوں کا لشکر آنا۔ وغیرہا ایسے امور ہیں کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ سب امور سید علی محمد باب عہ اسمہ کی ذات بابرکات پر بالتصریح چسپاں ہوتے ہیں۔ ایسے ہی مسیح موعود کا فارسی الاصل ہونا۔ ان کا جبل افیق پر نزول۔ حمامۃ البشریٰ صہ ۹۹ ان کا مہدی کی اقتدا کرنا۔ اسکے لئے تار۔ ریل۔ ڈاک کا جاری ہونا۔ آفتاب کا نشان۔ کثرت شہاب۔ کثرت زلازل و بارش۔ اساک باران وغیرہ کا ہونا۔ ان کا حضرحسین سے مشابہ ہونا۔ مسیح موعود کے بیٹے کا جانشین ہونا وغیرہ ایسے امور ہیں کہ حضرت بہاء اللہ عہ اسمہ پر بھی نمایاں طور پر چسپاں ہو سکتے ہیں۔ رہا دور اسلام کا خاتمہ اور شریعت جدیدہ کا مجوز ہونا۔ سو یہ بھی حضرت اقدسؑ ہی کا سمجھایا ہوا مسئلہ ہے چنانچہ سنئے:۔

اسلام اور اس کا ختم دور

(۱) تم خوب تدبر کر کے سن لو کہ اب اسم محمدی کی تجلی ظاہر کرنیکا وقت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے۔" (اربعین صہ ۱۵)

(۲) خدا نے جلالی رنگ کو (جو احمدی رنگ کا ناقل منسوخ کرکے اسم احمد کا کاملہ ظاہر کرنا چاہا (اربعین نمبر ۱ صہ ۱۵)

(۳) ملت اسلام نے اپنے لباس فاخرہ اتار پھینکے ہیں اور شریعت نے اپنی شوکت کی تلوار نیام میں کر لی ہے اور اسکے اندرونی اسرار ضایع کئے گئے۔ اور اسکے بیٹے اور پوتوں کا خون بہایا گیا ہے یہانتک کہ آسمان بھی رو پڑا اور نہیں باقی رہا اسکے اعضاء میں سے کوئی عضو مگر کہ وہ بیمار ہو گیا ہے۔ اور اسکی کثرت سے بچہ دینے والی تمام حرتیں بانجھ ہو گئیں ہیں۔ پس اب وہ ایک ایسی بڑھیا ہے جسنے اپنے قوی کھو دیے ہیں۔ اور بڑھاپے نے اسکی صورت اور حسن و جمال کو متغیر کر دیا ہے۔ اور اسکی زبان میں لکنت ہے جو کہ زبان پر غالب آگئی ہے اور اسکے دانتوں پر زردی پھا گئی ہے۔

کیا یہ وہی دین و مذہب ہے جسکو حضرت خاتم النبیین لائے تھے جسکو اللہ تعالیٰ نے کمال کیا تھا ہرگز نہیں بلکہ وہ بالکل مسخ ہو گئی ہے بدعتیوں کے ہاتھوں سے جنہوں نے قرآن کریم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے

(خطبہ الہامیہ صفحات آخری ترجمہ عربی عباس)

اب فرمائیے جبکہ یہ وقت اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنیکا نہیں ہے اور خدا نے اسے اسیوجہ سے منسوخ کر دیا تو دور اسلام کہاں رہا۔ اگر کہو کہ احمدی رنگ بھی در اصل محمدی رنگ ہی ہے تو میں کہتا ہوں کہ جب دونوں رنگ یکساں ہیں تو جلالی رنگ کیوں منسوخ ہوا۔ جمالی دور کا دور دورہ جلالی دورے کے نسخ کا مقتضی ہے۔ اسکو ایک مثال کے ذریعے سے یوں واضح کیا جا سکتا ہے کہ سورج جامع جلال و جمال ہے۔ لیکن اسکا ابتدا دور جلال ہے جسمیں شوکت جمال نہاں ہے لیکن چاند محو صفت جمال کا مظہر اتم ہے۔ اسکے دور میں جلالی دور محو و منسوخ ہے۔ کیونکہ جلال اور جمال کا ایک ہی وقت میں کامل ظہور اجتماع نقیضین ہے۔ جیسا کہ رات کے وقت دن کا ظہور ناممکن ہے۔ دن کے دور میں رات کا ظہور امر محال ہے۔ پس ایک دور کے دوران دوسرا دور میں منسوخ سمجھا جائیگا۔ وضاحت کیلئے ملاحظہ ہو ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ نمبر ۱۱ صہ ۴۶۶ جہاں عمر دنیا کو سات ہزار برس پر تقسیم کر کے یکے بعد دیگرے ہزار ہزار سال کا دورہ لکھا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ہر آنیوالا نیا دور پہلے کا ناسخ تھا۔ یا یوں کہو کہ متمم اور مکمل جیسا کہ قرآن کریم اپنے دور میں توریت کا ناسخ تھا۔ یا یوں کہو کہ متمم اور مکمل تھا۔ اور اگر کہو کہ قرآن کریم خود گواہ ہے کہ میں بذاتہ مکمل ہوں میری تکمیل کی ضرورت نہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ جسطرح قرآن کریم میں آیت الیوم اکملت لکم دینکم ہے۔ اسیطرح توریت میں بھی آیات ہیں۔" (شہادت القرآن صہ ۴۲ مطبوعہ مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ ۲۲ دسمبر ۱۸۹۳ء)

اور اگر کہو کہ توریت اور انجیل تحریف کرنیوالوں کے ہاتھوں سے اسقدر محرف و مبدل ہو گئیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے (ریویو جلد ۲ نمبر ۱۱ صہ ۴۸۵ سطر ۳ پ)، تو میں کہتا ہوں کہ زبردستی سے یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ ساری کتابیں محرف و مبدل ہیں × × × دونوں فریق یہود و نصاریٰ ان کی صحت کے قائل ہیں۔ اور پھر ہمارے امام المحدثین حضرت اسمٰعیل صاحب اپنی کتاب صحیح بخاری میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان کتابوں میں کوئی لفظی تحریف نہیں۔ (ازالہ اوہام صہ ۱۳۳ اولیشن ثالث) پس بقول حضرت امام محمد اسمٰعیل صاحب بخاری اتنا تو معلوم ہو گیا کہ نزول قرآن کے وقت توریت و انجیل میں لفظی تحریف نہ تھی۔ بلکہ معنوی تحریف ہو چکی تھی اور یہی وہ قرآن کریم کے نزول کی تھی۔ جیسا کہ حضرت اقدس جناب میرزا صاحب ایک دوسری جگہ یوں بیان فرماتے ہیں۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسوقت نئی شریعت ملی جبکہ پہلی شریعت یہود کی بباعث طرح طرح کی ملونی کے جو اسمیں داخل ہو گئی تھی۔" (تحفہ گولڑویہ صہ ۱۵۹) اور نیز یہ بھی تو سمجھو کہ ہر ایک زمانہ کی تاریکی پھیلنے کے وقت میں جو نبی اور رسول اور مصلح آتے رہے کیا اسوقت پہلی کتابیں موجود نہیں تھیں۔ (فتح اسلام صہ ۵ تقطیع حوزہ)

بازآمدم برسر مطلب کے فی الجملہ ہر آنیوالا دور پہلے دور کا ناسخ یا متمم و مکمل ہوا کرتا ہے۔ خواہ اسکا نام ناسخ رکھو یا متمم و مکمل کے نام سے تعبیر کرو۔

قرآن کریم اور اس کا ختم دور

جناب مرزا صاحب قادیانی ..... انوگونکو کوستے ہوئے فرماتے ہیں "وہ اس کے قائل ہیں کہ سید مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بذریعہ جبریل وحی کا نزول ہوگا۔ کہ اگر تمہارا یہ عقیدہ ہے تو جیسا کہ احادیث میں آیا ہے جزیہ وغیرہ کے متعلق بعض احکام قرآن شریف کے منسوخ بھی ہو جائینگے (ازالہ صہ ۲۴۱) ماحصل اس تحریر کا یہ ہے کہ مسیح موعود پر بذریعہ جبریل وحی کا نزول نہیں ہوگا۔ اور اگر بفرض محال ہوگا تو بموجب احادیث صحیحہ قرآن کریم کے بعض بعض احکام مثل جہاد۔ جزیہ وغیرہ موقوف ہو جائینگے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ جناب مرزا صاحب قادیانی پر جبریل کا نزول ہوا۔ ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی صہ ۱۰۳ اور جبریل کے ذریعہ سے کچھ احکام کا نزول بھی ہوا۔ مثلاً

(۱) خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی کافر اور مکذب یا مرتد کے پیچھے نماز پڑھو۔" (تحفہ گولڑویہ حاشیہ صہ ۱۲۴)

(۲) یہ بات سچ ہے کہ کافروں کیساتھ لڑنا مجھپر حرام کیا گیا ہے۔ × × × پس کوئی جہاد نہیں سوائے زبانی جہاد کے اور سوائے نشان اور دلائل کے جہاد باقی نہیں رہا۔ اور ایسا ہی مجھے حکم ہے ..... آلآخر (خطبہ الہامیہ صہ ۲۵/۲۶)

(۳) جہاد اب قطعاً حرام ہے۔ (تحفہ گولڑویہ صہ ۱۲۸)

منجملہ دیگر احکام جدیدہ کے نمبر ۲ کا حکم ایسا حکم ہے جو بموجب حدیث شریف بذریعہ جبریل نازل ہوا۔ حدیث کے الفاظ حضرت موصوف یوں بیان فرماتے ہیں × کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث جو صحیح ہے چھوڑ دو تم اس شبیث کو کیوں بھولتے ہو تم بضع [illegible] کیا نہیں بخاری میں دیکھو تو کھولکر؟ فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰ عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دیگا التوا ؟ (تحفہ گولڑویہ صہ ۱۰۱)

©Afnan Library Trust, 2026

پس بموجب حدیث شریف جبریل کے ایک حکم لانیسے قرآن کریم کا ایک حکم بقول حضرت ممدوح منسوخ ہوگیا۔ تو میں کہتا ہوں کہ اگر قرآن کریم کا ایک حکم منسوخ ہوسکتا ہے جیسا کہ ہوگیا۔ تو باقی کیوں نہیں ہوسکتے ؟ فتدبروا یا اولی الالباب والابصار۔

نبوت اور اسکا ختم دور

(۱) جو شخص تیری پیروی نہیں کریگا۔ اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہیگا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنیوالا اور جہنمی ہوگا۔" (مجموعہ اشتہارات صفحہ ۳۴۲)

(۲) خدا نے میری تعلیم اور بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا۔ اور تمام انسانوں کیلئے اسکو مدار نجات ٹھہرایا۔

(۳) اے سعادتمند لوگو! تم زور کیساتھ اس تعلیم میں داخل ہوجاؤ جو تمہاری نجات کیلئے مجھے دیگئی ہے۔" (ریویو جلد ۲ ۱۱ صفحہ ۵۳۴ و اربعین ۴ صفحہ ۶)

اب فرمائیے! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے۔ حج۔ زکوۃ۔ نماز۔ روزہ وغیرہ ارکان اسلام کی بجا آوری سے کیا حاصل کیا اسکے صاف لفظوں میں یہی معنی نہیں کہ دور اسلام اور عہد محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ختم ہے۔ پس جسطرح ایک عیسائی یا یہودی کے پیغمبر کا عہد ختم ہوچکا ہے بدون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیکے حقیقی یہودی یا عیسائی نہیں ہے۔ بعینہٖ ایسا ہی حال ایک مسلمان کا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے۔ اور ارکان اسلام کو بجالاتا ہے۔ (باقی آئندہ) (عمر صمدانی از انبالہ)

اعجاز دست قدرت الٰہی

حضرت سید مصطفی رومی وہ محترم فاضل بزرگ ہیں جنہوں نے اپنا تن من دھن سب کچھ خدمت امر الٰہی میں قربان کردیا ہے۔ آپ عرصہ دراز سے تبلیغ حق میں مصروف ہیں۔ جسکے پاک ثمرات رنگون و برما میں بہت کچھ ظاہر ہوچکے اور ہو رہے ہیں۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں جبکہ اخبار بدر قادیان جلد ۶ نمبر ۳۱ میں جناب میرزا صاحب قادیانی کا یہ ارشاد چھپا تھا کہ "جھوٹا ہمیشہ بعد میں پیدا ہوتا ہے۔ سچا پہلے ظاہر ہوجاتا ہے" آپ نے ایک زبردست مضمون پیسہ اخبار ۳ ستمبر سنہ ۱۹۰۸ء میں شائع کرایا۔ جسمیں مرحوم میرزا صاحب کے مسلمہ معیار کی رو سے ان پر حجت حق قائم کی پھر سنہ ۱۹۰۸ء میں جبکہ "جواب لیکچر جناب قادیانی" کا ترجمہ شائع فرمایا تو ضمیمہ لگاکر پھر مرحوم میرزا صاحب کے مسلمہ معیار سے انپر اور انکی جماعت پر اتمام حجت فرمایا۔ آپ رنگون سے ایک زبردست ماہوار رسالہ

الاشراق

فارسی۔ عربی۔ انگریزی تین زبانوں میں بڑی شان سے شائع کر رہے ہیں۔ الاشراق مئی سنہ ۱۹۲۴ء کے حصہ فارسی میں آپ نے ایک پُر مضمون بعنوان "اعجاز دست قدرت الٰہی" تحریر فرمایا ہے جسمیں پہلے آپنے حسب ذیل امور کا تذکرہ کیا ہے۔

"حضرت فقید محترم میرزا غلام احمد قادیانی" کے خواص تابعین میں سے چند نفوس کا امر بہائی کو قبول کرنا اور خاص مرکز قادیان میں امر اللہ کا نفوذ و ارتفاع اس ظہور سے قادیان کے خلیفہ اعظم کا مندہش و مضطرب ہونا۔ اور اہل قادیان کو جمع کرکے اہل بہاء اور اور دیانت مقدسہ بہائی کے حق میں ناشائستہ تقریر کرنا۔ قادیان میں پیدا ہونیوالے بہائیوں پر ظلم و تعدی کی تحریک کرنا۔ بالآخر ان مظلوم بہائیوں سے بکلی قطع تعلق اور بائیکاٹ کرنا اور تمام جانب قادیانی اخوان مظلوموں کیساتھ معاشرت۔ مجالست۔ گفتگو۔ مصافحہ سلام و جواب سلام سے سختی کیساتھ روکنا۔ پھر دیگر نفوس کا تلاش حقیقت میں لگ جانا۔ اخبارات ہند میں مختلف مضامین کا شائع ہونا نئے بہائیوں کا انتخاب کتب مولفہ حضرت میرزائے قادیان سے حقانیت دیانت مقدسہ پر دلائل و براہین قاطعہ کا نگارش و تاریخ کرنیکا ارادہ وغیرہ وغیرہ۔ اسی مضمون میں علامہ سید مصطفی نے ایک اور اہم معاملہ کا ذکر کیا ہے جسے یہاں لکھنا مناسب ہے۔ حضرت موصوف فرماتے ہیں

"برائے مباہلہ بایشاں ہم وقت حاضر وہ وی باہم"

بات یہ ہے کہ جناب خلیفہ قادیان نے الفضل ۲۴ اپریل میں بڑے زور سے فرمایا تھا کہ "میں نے رنگون ایک شخص کو لکھا تھا کہ لاؤ بہائی خلیفہ کو مگر اُسنے کوئی جواب نہ دیا۔"

اس فقرے سے جیسا کہ ظاہر ہے کہ "جناب خلیفہ قادیان" یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آپنے بہائیوں میں سے کسی بہائی کو "بہائی خلیفہ" کے مقابلے میں لانے کو لکھا تھا مگر بیچارہ بہائی جواب بھی نہ دیسکا اسکے متعلق تین باتیں گذارش کیجاتی ہیں۔

(۱) یہ قول دروغ سفید ہے ::: علامہ سید مصطفی رومی اسی مضمون الاشراق میں فرماتے ہیں کہ "بعض جرائد میں جناب خلیفہ قادیان کا قول لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے والد عالی مرتبت مدعی نبوت و بنوت ظلی و کسی وغیرہ کی سچائی ثابت کرنے کیلئے بہائیان رنگون و برما سے مباہلہ کرنا چاہا تھا مگر وہاں سے کوئی صدا نہ اٹھی۔ سبحان اللہ ہم ایسے دروغ سفید و افترا اور خیرہ چشمی کے انکی بلند شخصیت سے کبھی ہرگز متوقع نہ تھے۔

(۲) ہم ہر وقت تیار ہیں } اگرچہ شیخ عبدالرحمن ہندی بمبئی سے اور حضرت حشمت اللہ آگرہ سے مباہلہ کرکے انکو لکھ چکے ہیں کہ ہم ہر وقت حاضر ہیں اور اب ادارہ الاشراق بھی ان دونوں کا ہمنوا ہوکر عرض کرتا ہے کہ اولاً ہم انسے اس قول کا ثبوت طلب کرتے ہیں کہ انہوں نے بہائیان رنگون سے مباہلہ چاہا تھا آخر کس سے ؟ کب ؟ اور کہاں ؟ ثانیاً جمیع اقطار عالم کے اہل بہاء جانتے ہیں کہ برما کے بہائی بھی اپنے پیشوایان ملت حضرت سید علی محمد باب مہدی و قائم موعود اور حضرت بہاء اللہ روح اللہ و کلمتہ اللہ النازل من السماء اور حضرت عباس آفندی عبدالبہاء مرکز منصوص میثاق الٰہی کی حقانیت و دلائل و براہین قاطعہ ساطعہ عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کرنیکو ہر وقت حاضر تھے اور ہیں۔ اور اُن جناب (خلیفہ قادیان) اور جملہ قادیان کیساتھ مباہلہ کیلئے بھی ہر وقت حاضر تھے اور ہیں ؎

ما تیغ برہنہ ایم در دست قضا
شد کشتہ ہر آنکہ خویشتن برماند
ایں دم شیر است بہانہ ی مگیر ۔ بہ عشق حقیقتی است مجازی مگیر

ہم حضرت خلیفہ "محترم قادیان" کی فنا و ہلاکت کے خواہاں نہیں اور نہ بیچارہ جماعت قادیان کی تفریق و پراگندگی کے طالب ہیں جنہوں نے محض صفائے نیت اور سادگی فطرت سے دھوکہ کھایا ہے لیکن چونکہ مقتدائے قادیان اپنے پہلوں کی نقل میں بذات خود نزول قہر و غضب اور عذاب و سخط الٰہی اپنے اور تمام بیچارے مریدوں کیلئے اٹھانے چاہتے ہیں ہم بھی مجبوراً حاضر ہیں۔ فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ولا یتمنونہ ابداً بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظالمین

ہیں میداں ہیں پوگاں ہیں گو

(۳) اضطراب بیان قادیان } ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء کو جناب خلیفہ قادیان نے فرمایا کہ "میں نے رنگون ایک شخص کو لکھا تھا کہ لاؤ بہائی خلیفہ کو مگر اُسنے کوئی جواب نہ دیا۔" یہاں تو ظاہر فرمایا کہ بہائی جواب سے عاجز رہے۔ مگر خدا کی شان کہ ۲۱ مارچ کے خطبہ جمعہ میں خود ہی اپنی صداقت بیانی کا راز فاش کردیا۔ چنانچہ فرمایا "کچھ عرصہ ہوا رنگون سے کسی نے لکھا تھا کہ بہائی بھی نشان دکھانے کا دعوے کرتے ہیں۔ میں نے جواب میں لکھا یا کہ وہ اپنے خلیفہ کو میرے مقابلہ کھڑا کریں۔"

اب جناب خلیفہ قادیان نے خود معاملہ صاف کردیا کہ کسی غیر بہائی نے ایسا لکھا تھا اور آپنے اسکو جواب دیا تھا پھر اُسے بہائیوں سے کیا نسبت۔ ممکن بلکہ سچ ہے کہ بہائیوں کو اسکی خبر بھی نہ ہوئی ہوگی پھر جناب خلیفہ قادیان کا زور و شور کس بناء پر ہے۔ افسوس مدعی کی پیشوائی کے نام سے کیا کیا ہو رہا ہے۔ اے چشم انصاف غور سے دیکھ ::

میرزا صاحب قادیانی صاحب شریعت نبی ہیں

جیسا کہ آہستہ آہستہ جناب میرزا صاحب اپنی پوزیشن اور اپنے دعوے کو سمجھے تھے۔ اب جماعت احمدیہ انکا دعوی صاحب شریعت ہونیکا بھی تدریجاً سمجھتی جاتی ہے۔ حزب قادیان کے مشہور عالم اور النبوۃ فی القرآن کے فاضل مصنف جناب قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے اب معاملہ صاف کردیا وہ فرماتے ہیں۔

"میرا ایمان اور اعتقاد ہے کہ حضرت احمد علیہ السلام انہی معنوں میں صاحب شریعت نبی اور رسول ہیں جنمیں جمیع انبیاء بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے بعد صاحب شریعت نبی ہوئے۔ پس وہ صاحب شریعت نبی ہیں۔ اسکی تشریح وہی ہے جو حضرت احمد علیہ السلام نے اربعین میں کردی ہے۔ فقط۔ خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی"

پیغام صلح لکھتا ہے کہ "جب نبوت محمدیہ کے بعد نبوت کا دروازہ کھل گیا تو کیا وجہ ہے کہ شریعت محمدیہ کے بعد شریعت کا دروازہ بند رہے۔ پس مسیح موعود کو تشریعی نبی ہونا چاہئے۔" حال ہی میں جو چند ایک اور نے بہائی مذہب اختیار کیا اور قادیان بدر ہوئے اسکی وجہ بھی صرف اتنی ہی تھی کہ تشریعی نبوت کی کڑی اس زنجیر کی ایک ضروری کڑی ہے جو قادیان کے کارخانہ میں تیار ہوئی ہے۔ آج پشاور سے وہی آواز سنائی دیتی ہے اور گو اب خود جماعت محمودیہ کو عجیب و غریب معلوم ہوتی ہوگی مگر وہ دن یقیناً آنیوالا ہے کہ اس آواز کی گونج تمام جماعت میں سنائی دیگی۔

اب الفضل کو معلوم ہونا چاہئے کہ اربعین سے جناب میرزا صاحب کا دعوی صاحب شریعت سمجھنا ہمارا اختراع نہیں بلکہ حزب قادیان کے قابل تسلیم

©Afnan Library Trust, 2026

سرّ دلبراں در حدیث دیگراں

حضرت خلیل آفندی کا بیان:

بمقام قاہرۂ مصر ایک مجلس میں علامہ ابو الفضل کلپایگانی اور مصر کے مشہور فاضل صاحب تصانیف کثیرہ حضرت خلیل آفندی بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے ہیں اسی زمانہ میں مرحوم ناصر الدین شاہ ایران طیب اللہ مثواہ کی خبر وفات مصر میں پہنچی ہے۔ شاہ مرحوم کا تذکرہ بھی اس مجلس میں ہونے لگتا ہے حتی کہ بابیوں کے ظہور اور حضرت بہاء اللہ کے دار اسلام بغداد سے نکالکر عکہ (شام) بھیجے جانے کا ذکر آجاتا ہے۔ اس تذکرہ پر یکبارگی حضرت خلیل آفندی کے چہرہ سے آثار ملال اور پشیانی سے علامت اضمحلال نمایاں ہوتی ہیں۔ حضرت خلیل آفندی کئی منٹ تک خاموش سر جھکائے ہوئے دریائے فکر میں ڈوبے رہے۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا۔

یا ابا الفضل ما آنا من السذاجۃ والغباوۃ بدرجۃ اعتقد ان انسانا یصعد الی السماء او یھبط منھا ولکنی اری فضل الرجال فی محامد الصفات وعظائم الاعمال وانا تربیت فی الممالک الاوروبیۃ ورضعت لبان المعارف فی مدارسھا الکلیۃ ورایت فیھا من اعاظم الفلاسفۃ وکبار الرجال من یضرب بہ الامثال وتشد الیہ الرحال وقل ان یساعد الدھر بالمثول بین یدی ھذا السید العظیم والوفود علی جنابہ الکریم کنت معتقدا بان افضل رجال العالم علما وفضلا وکرامۃ ھم فلاسفۃ اوربا ونخبۃ رجالھا ھذہ القطعۃ المنورۃ الذین بھم تحدث الامم وانقشعت غیوم الجھالۃ والاستبداد عن افق العالم۔ ولکن بعد ما استسعدت بلقاء بھاء اللہ رأیت فیہ من العلم والفضل والوقار والمھابۃ وجمال الصورۃ وفصاحۃ اللسان وحب الخیر لنوع الانسان علی اختلاف ادیانھم ومذاھبھم ما لا یحیط بہ الانسان حق وصفہ فلا فلاسفۃ اوربا وعلماء امریکا ولو احد من السابقین الاولین واولی العزم من الانبیاء والمرسلین بلغ ھذا المبلغ من جمیل الصفات وکریم الاخلاق وجلیل الخلال وطیب الاعراق۔

اے ابو الفضل! میں ایسا غبی یا سادہ لوح تو نہیں ہوں کہ یہ اعتقاد کر لوں کہ کوئی انسان آسمان پر چڑھ سکتا یا آسمان سے اتر سکتا ہے۔ ہاں میں ہوگو نکی بزرگی انکی بہترین صفات اور برتر اعمال سے سمجھتا ہوں۔ میں نے ممالک یورپ میں تربیت پائی اور وہاں کے کالجوں میں علوم و معارف کا دودھ پیا ہے۔ اور میں نے وہاں ایسے ایسے فلاسفر اور بڑے بڑے لوگ دیکھے ہیں۔ جو اپنے کمالات میں ضرب المثل ہیں۔ اور بکرت سے لوگ انکے پاس آتے ہیں۔ اور قبل ازیں کہ میں اس باعظمت سردار اور اسکی بزرگ بارگاہ میں مشرف ہوا میں بھی اعتقاد رکھتا تھا کہ تمام عالم کے اندر فلاسفر یورپ علم و فضل و بزرگی میں سب سے بڑھکر ہیں۔ جنکے ذریعہ قومیں آزاد ہوئیں اور جہالت و ظلامی کے سیاہ بادل افق عالم سے چھٹ گئے۔ مگر جبکہ میں لقاء بہاء اللہ سے مستفیض ہوا تو میں نے اپنے اندر وہ علم و فضل و وقار و رعب اور جمال صورت اور فصاحت زبان اور باوجود اختلاف مذاہب نوع انسان کی ایسی محبت مشاہدہ کی کہ زبان اسے پورا بیان نہیں کر سکتی نہ فلاسفر یورپ نہ علماء امریکہ اور نہ سابقین اولین میں سے کوئی اور نہ اولوالعزم انبیاء و مرسلین میں سے کوئی اس حسن صفات اور خوبی اخلاق کے مقام پر پہنچا ہے۔ (الفرائد صـ ۵۲۶)

مسس ایزابیلا برنٹنگم

افسوسناک خبر آئی ہے کہ مسس ایزابیلا برنٹنگم رحلت فرمائیں جلد آف سٹاف آف ویسٹ امریکہ لکھتا ہے کہ آپ ۲۱ فروری ۱۸۵۲ء میں بمقام نارسٹن ہینلوپیا (ریاستہائے متحدہ امریکہ) متولد ہوئی تھیں۔ آپکے والد مشہور اور جلیل القدر پادری تھے۔ آپکے جد امجد ریاستہائے امریکہ کے استقلال و حکومت خود اختیاری کے بڑے بھائی لیڈر تھے۔ اور آپکے ایک قریبی رشتہ دار امریکہ کے رئیس جمہور رہ چکے تھے۔

مرحومہ بہت ہی ذہین اور ذکی تھیں۔ طفولیت و نوجوانی میں عصر حاضر کے علوم و فنون حاصل کئے تھے۔ اور کلیہ ایلسکوپل کے مدرسہ دینی میں تدریس و تعلیم پر مامور ہوئیں حتی کہ کتاب مقدس تورات و انجیل کے درس دینے والوں میں آپکا نام ممتاز ہو گیا۔ ۱۰ نومبر ۱۸۸۶ء میں مسز جمیس ڈی برنٹنگم سے شادی ہو گئی آپکی اولاد جسمانی نہ تھی لیکن اولاد روحانی بہت سی ہے ۱۸۹۰ء میں جبکہ نیویارک میں صدائے امر اللہ بلند ہوئی تو مرحومہ اس صف اول میں کھڑی ہوئیں جسمیں امر معزز افراد نے تصدیق امر کی۔ اور یہی وہ پہلی انجمن بہائی تھی جو نیویارک میں پیدا ہوئی۔ مرحومہ نے مستعد اور پاک دل سے اس امر اعظم کے مقصد کو سمجھ لیا تھا۔ اسوقت سے زندگی کے آخری لمحوں تک ہمہ تن مصروف تبلیغ رہیں۔ ایک بار ۱۹۰۱ء میں اور دوسری بار ۱۹۰۹ء میں عکہ حاضر ہو کر حضور عبد البہاء میں مشرف ہوئیں۔ مرحومہ نے بہت سی عجیب اور زبردست لطائف بھی شایع کی ہیں۔ مثلاً "ریولیشن آف بہاء اللہ" جسمیں آیات کتاب مقدس سے ظہور حضرت بہاء اللہ کی تاریخ و نشان۔ مقامات ظہور وغیرہ مدلل طور پر بیان کئے ہیں جسکا ترجمہ حضرت محترم علامہ سید مصطفے رومی نے اردو۔ تامل ہر دو زبانوں میں شایع کیا ہے۔ اسی طرح اور بھی کتابیں مرحومہ کی تصنیف ہیں۔ مثلاً "مقالہ در تبیین مقام پیغمبر" اور "توضیح اسم اعظم" "اہمیت حقیقت بعض رموز کتاب مقدس" "دلائل جلوہ الہیہ در حضرت بہاء اللہ از بشارات مسیح" وغیرہ ابتدائے اقبال و ایمان سے مدت دراز تک مصائب و آلام برداشت کرتی رہیں۔ جسپر حضرت عبد البہاء نے انکو تسلی دی کہ سبیل الٰہی میں اس قسم کی تکالیف تمام ادیان کے دور میں واقع ہوئی ہیں۔ غرضکہ مرحومہ تبلیغ امر اللہ میں پورے جوش اور خلوص سے منہمک رہیں۔ ہزار افسوس مستعدہ نے آپکے ذریعہ امر الٰہی کو قبول کیا جو آجتک ثابت و راسخ ہیں۔ مرحومہ نے اپنی وفات سے دو ہفتہ پہلے حضرت عبد البہاء کو دیار میں دیکھا۔ حضرت عبد البہاء نے فرمایا کہ تمہارے دن خدمت امر میں اور لگی رہیں۔ چنانچہ مرحومہ جیکے دنیا سے سفر کر نیوالی تھیں اندنوں میں بھی برابر خدمات امر میں مشغول تھیں۔ اپنی زندگی کی آخری رات میں گیارہ اہم ترین تبلیغی خطوط لکھے۔ آخری خط وفات سے چند منٹ ہی پہلے ختم ہوا۔ فلاڈلفیا میں بتاریخ ۲۸ جنوری ۱۹۲۵ء آپکا صعود واقع ہوا۔ آپکے جنازہ کیساتھ ہزاروں بہائی غیر بہائی مسیحی کلیمی وغیرہ تھے۔ مناجات روحانیہ حضور مادہ تعزیہ جو مرحومہ نے اپنے جنازہ اٹھائے جانے پر پڑھنے کیلئے لکھا تھا بڑے جوش و رقت سے پڑھا جا رہا تھا۔ رحمہا اللہ تعالیٰ ابداً سرمداً

(مقتبس من الاشراق)

برطانوی نمایش لندن

یہ نمایش گاہ ۱۵ مربع میل رقبہ گھیرتی ہے۔ جو سامان اسکے اندر تمام دنیا کے کونوں سے لاکر رکھدیا گیا ہے اور جو عمارات اسکی تکمیل کیلئے تعمیر کیگئی ہیں۔ انکی قیمت اور لاگت کا اندازہ ایک ارب پونڈ کیا گیا ہے۔ "محل انجینیری" میں جو میری رائے میں اس نمایش کا مفید ترین اور عجیب ترین حصہ ہے۔ آپکو ایک انجن دکھائی دیگا۔ جو ۶ ہزار گھوڑوں کی طاقت کا ہے۔ اور اسکے میکر کا دعوی ہے کہ اس سے بڑا انجن ابتک دنیا میں تیار نہیں ہوا۔

نمایشگاہ کے اندر عالیشان عمارات کا جو سب کی سب خوبصورت پتھر کی ہیں۔ اور جن پر شیشے کی چھتیں ڈالی گئی ہیں ایک طویل سلسلہ چلا گیا ہے۔ یوں سمجھئے کہ ایک خوبصورت اور عالیشان شہر دیوتاؤں نے آسمان سے لاکر لندن کی سرزمین پر رکھدیا ہے۔

اس کام کے لئے لندن کے مشرقی کونہ پر جہاں کبھی سبز کھیت لہراتے تھے۔ اور کچھ مکانات اور بستیاں بھی تھیں لاکھوں پونڈ خرچ کرکے زمین حاصل کیگئی۔ اور ہزارہا آدمی وہاں روزانہ لگاتار تین سال تک کام کرتے رہے۔ تب جاکر یہ نمایش مکمل ہوئی۔

نمایش گاہ میں کئی خوبصورت سرفلک مکانات بنے ہوئے ہیں جو ہندوستان۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا۔ برہما۔ نیکا۔ ملایا۔ ہانگ کانگ۔ فجی۔ مشرقی افریقہ جنوبی افریقہ۔ زنجبار۔ یوگنڈا۔ مارشش۔ نیوزیلینڈ۔ برٹش گائنا۔ مالٹا۔ سوڈان۔ قدس وغیرہ نے اپنے خرچ سے تیار کیے ہیں۔ اور انمیں اپنی سوشل زندگی اور صنعت و حرفت کے اعلیٰ نمونے دکھائے ہیں۔

صبح دس بجے سے رات کے گیارہ بجے تک نمایش کھلی رہتی ہے۔ جمعہ ۲۳ اپریل کو بادشاہ نے اس نمایش کا افتتاح کیا۔ اسوقت لندن کی پبلک گویا خوشی اور جوش کی شراب میں سرشار تھی۔

اس واقعہ کو دو مہینے سے زائد ہو گئے۔ لیکن نمایش کیساتھ لندن اور برطانیہ والوں کی دلچسپی کم نہیں ہوئی بلکہ دن بدن بڑھ رہی ہے۔ چنانچہ ۹ جون کی نسبت منتظمان نمایش نے رپورٹ شایع کی ہے کہ اس روز تین لاکھ اکیس ہزار دو سو بتیس آدمی نمایشگاہ کے اندر بطور تماشائی داخل ہوئے۔ نمایش کا ایک دن کا ٹکٹ ڈیڑھ شلنگ (ایکروپیہ ۲ر) آتا ہے۔

یہاں کے ایک انجینیر نے حال میں ریل گاڑیوں کے متعلق ایک طرفہ ایجاد کی ہے اسنے ریل گاڑیوں کے مسلسل کا آٹومیٹک (خود بخود چلنے والا) برقی سسٹم نکالا ہے۔ اس ایجاد کی بدولت ہی ممکن ہوا

©Afnan Library Trust, 2026

مختصر خبریں

استنبول کا خاص "تار الاہرام" کو ملا ہے کہ آل عثمان کے شاہی محلات میں بربادی کا دور دورہ ہے۔ شاہی محل طولمہ بغچہ ہوٹل بنا دیا گیا ہے۔ پھر ایک لڑکیوں کا مدرسہ بنیگا۔ اور دو سلطانی محل فروخت ہونگے۔

——— سابق خدیو مصر ترکی حکومت کے قرضدار ہیں۔ لہذا حکومت نے ارادہ کیا ہے کہ انکے محل اور انکی ملکیت پر قبضہ کرے۔ خدیو بھی راضی ہیں۔

ایران کے اندر ایک مدت دراز سے بہائی فرقہ کیساتھ منافرت چلی آتی ہے کبھی اس نفرت و عناد کا اظہار اراضی نی جان کے اتلاف سے بھی ہو جاتا ہے۔ گذشتہ ہفتہ میں بھی امریکن قونصل میجر ایمبرائے اسی امر پر اور اضطراب کی نذر ہو گئے۔ دل شورے انکو بہائی مذہب کا ایک فرد سمجھکر ان پر قاتلانہ یورش کی اور آخر کار ان کی جان عزیز توہم پرست مجمع کی وحشت نے ختم کر دی امریکہ کی حکومت نے بجا طور پر ایران سے یہ مطالبہ کیا کہ میجر مقتول کی لاش فوجی اعزاز کیساتھ ایک امریکن جنگی جہاز میں لائی جائیگی جسکا صرفہ دولت ایران کے ذمے ہوگا۔ اور آئندہ قونصل خانہ امریکہ کی حفاظت کیلئے ایک دستہ فوجی بھی رہا کریگا۔ اب طہران کا اخبار "ایران" وزیر خارجیہ کا ایک خط شایع کرتا ہے کہ ایران اس واقعہ پر افسوس رکھتے ہوئے امریکہ کے مطالبات تسلیم کرتا ہے۔ (مدینہ)

الاہرام راوی ہے کہ امیر فیصل معاہدہ عراق کیلئے لندن جا رہے ہیں کہ کچھ فیصلہ انکے خاطر خواہ ہو جائے۔

——— الاخبار کا نامہ نگار استنبول سے لکھتا ہے کہ آستانہ میں برف کا سخت طوفان ہوا۔ ۲۴ گھنٹے تک مسلسل بارش رہی۔ چھوٹی چھوٹی کشتیوں پر بادار میں لوگ سوار ہوئے۔ ۵ لاکھ ترکی پونڈ کا نقصان ہوا۔

بمبئی کرانیکل۔ تار ہے کہ یہودیوں کا سردار ڈاکٹر دھان مارا گیا۔ جس پر یہودیوں میں سخت جوش پھیل گیا۔ اور قاتلوں کی تلاش ہو رہی ہے۔

بلغاریہ اور ترکی میں ایک سیاسی معاہدہ کیلئے خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہے۔ ترکی میں وسیع کی تجارت بڑھ رہی ہے

موصل میں ایک سخت ٹڈی دل نمودار ہوا جسنے کھیت کے کھیت برباد کر دیئے۔

لاذقیہ۔ ہز میں سیلاب آگیا وہ بھی ایسا سخت کہ آدمی جانور پتھر جو کچھ سامنے آیا بہا لے گیا۔ ۲۵ لاشیں مل چکی ہیں۔ ۲۵ ہزار مصری پونڈ کا نقصان ہوا۔

——— خیری آفندی ایک بزرگ کسی زمانہ میں ترکی کے شیخ الاسلامی کے منصب پر رہ چکے ہیں۔ آپ نے ایک فتوی نکالا ہے کہ وہ معاہدہ سی جو بیکار ہوں انمیں نماز وغیرہ ہوتی ہو فروخت کر کے مدارس کی مضبوطی اور تقویت میں انکی رقم صرف کی جائے۔

——— بھیرہ پنجاب میں قادیانیوں اور پراچوں میں سخت فساد ہوا ہے۔ پراچوں کا ایک آدمی مقتول ہوا ہے۔ (پیغام صلح)

——— یکم اگست کو دہلی میں ایک بڑا ستارہ دیکھا گیا جو دن کی روشنی میں بھی نظر آتا تھا۔ ہندو اسے بڑا شگون سمجھتے ہیں مسلمان سمجھتے ہیں کہ یہ محرم منانے کے لئے نمودار ہوا ہے۔ (خوب سمجھے)

——— فسادات دہلی کے متعلق گرفتاریاں جاری ہیں۔

سرحدی علاقہ سے بامیوں کی کامیابی کی خبریں آرہی ہیں۔ جہاں سرکاری فوج سے چھینا ہوا مال فروخت ہوا ہے۔

پیرس کے ایک سرمایہ دار کیمل نے اپنی ساری دولت پاگلوں اور مجنونوں کے شفاخانہ کو دیدی ہے اور

محترم

ایڈیٹر صاحبان!

قادیان نمبر

جن حضرات نے اپنے معزز جرائد میں کوکب ہند پر ریویو فرمایا ہے اُن کا شکریہ۔ جن بزرگوں نے ابھی تک ریویو نہیں فرمایا وہ اپنی کسی قریبی اشاعت میں کوکب ہند پر ریویو فرما کر ممنون فرمائیں۔ بالخصوص "قادیان نمبر" کو تو ضرور ملاحظہ فرما کر ریویو سے مشرف فرمائیں۔

"قادیان نمبر" احمدی مباحث کے سلسلہ میں ایک عجیب چیز ہوگا۔ چونکہ احمدیوں پر ایک قدرتی اور اپنی فیصلہ کن اتمام حجت ہے۔ جسکے بعد وہ یہ لکھا ہے انہیں مجال دم زدن نہیں میری دولت کا بیشتر حصہ مجھے اپنے گھر بنی چاہیے دیوانے لوگوں سے جو مقدمات کی پیروی کا ہنوز ہے ۱۲ لکھتے تھے بلاآخر اس اعتبار سے اپنی ساری دولت دیوانوں کے علاج کے لئے وقف کرنا ایک ایسا فعل ہے جو مال کو مستحق اشخاص تک پہونچانے یا مال صاحب مال کو دوبارہ واپس کر دینے کے مترادف ہے۔

لکھنؤ یونیورسٹی۔ طلبہ کی تعداد ۶۵ ہے ان میں سے شعبہ آرٹس میں ۳۱۲ شعبہ سائنس میں ۱۳۰ شعبہ ڈاکٹری میں ۲۱۱ اور شعبہ تجارت میں ۲۰ ہیں۔

——— اس سال پانی نہ ملنے کی وجہ سے حاجیوں کو سخت تکلیف ہوئی حجاز کی زمین سیدان کر بلا بنگئی۔ افسوس ساڑھے تین ہزار حاجی تڑپ تڑپ کر مر گئے۔

——— چین علاقہ چیرلی میں خوفناک سیلاب آیا۔ دس ہزار میل زمین تہ آب غرق ہے۔ ایکہزار سے زائد قصبوں پر پانی پھر گیا۔ دس لاکھ آدمی بے خانماں ہو گئے۔

——— ترکی میں منصب خلافت اٹھنے پر شاہی خاندان کے افراد منتشر ہو گئے۔ عبدالمجید خاں کے بڑے شہزادے جو آئندہ خلیفہ ہونیوالے تھے شام میں پہنچے۔ برہان الدین پورپ کے کسی شہر میں ہیں۔ عبدالقادر افندی امریکہ میں پہنچکر ایک ہوٹل میں مقیم ہیں۔

——— سوڈانی بزرگ جو جمع کیلئے حجاز آئے انکا نام عثمان وغیرہ ہے آپ مشاہیر سوڈان میں ایک خاص درجہ رکھتے ہیں آپکو جدہ سے مکہ مکرمہ تک سرکاری انتظام سے لایا گیا ہے آپکی عمر سو سے متجاوز ہے۔ ۷۰ سال سے آپ صائم الدہر رہنے کا وعدہ سے رہتے ہیں۔ (القبس)

بہائی کتابیں

الواح حضرت بہاء اللہ۔ (۱) مجموعہ الواح مبارکہ فارسی و عربی (۲) ایقان معہ اردو ترجمہ عکاصر انگریزی ہے ۱۲ (۳) ادعیہ محبوب بہائی فارسی عربی (۴) کلمات مکنونہ مترجم انگریزی کا ۱۲ اردو بہر (۵) ہفت وادی چہار وادی (تصوف) ۸ر

الواح حضرت عبدالبہاء۔ (۱) مفاوضات عبدالبہاء فارسی معہ انگریزی ۱۲ (۲) مکاتیب عبدالبہاء جلد اول ہے (۳) ایضاً جلد ثانی ہے ۱۲ (۴) ایضاً جلد ثالث ہے ۱۲ (۵) مدنیہ عہ (۶) لوح پروفیسر فوراں ۱۳۰ ؛

بدایع الآثار۔ مصنفہ مرزا محمود زرقانی حضرت عبدالبہاء کے بوجہ و امریکہ کا بالتصویر سفرنامہ۔ کاغذ لکھائی چھپائی اعلیٰ جلد اول عہ ر جلد ثانی معہ ر

کتاب الفرائد۔ مصنفہ مرزا ابوالفضل علامہ اظہر قریباً ۰۰ صفحات کی ایک زبردست تحریر ہے جسمیں حقایق قرآنی و دیگر کتب سماوی کی ایسی تطبیق کی ہے کہ مطالب بظہر من الشمس ہو جاتے ہیں کثرت آیات و احادیث کے پوشیدہ اسرار کی کلید۔ فارسی سہل قیمت ۸ر

حجۃ الصمدود۔ حاجی میرزا حیدر علی اسیر خاطر طوم کی سوانح جسمیں انکے عصر کے واقعات مفصلاً درج ہیں صفحات ۳۰۰ فارسی آسان عہ ر

مناظرات الدینیہ۔ ایک بہائی مبلغ۔ زردشتی یہودی عیسائی اور اسلامی اعتراضات کے کیا جواب دیتا ہے مبلغ اور عقیدہ کے خاتم النبیین کا وجود تمام ادیان کی کتب سے دکھلا کر اسکے معنی کی تطبیق کرتا ہے۔ عہ

تاریخ امر بہائی۔ ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ فارسی ۱۲ر

دروس الدیانہ۔ ۱۲ر

دیوان نوشش۔ ایک زردشتی شاعر کا بلند پایہ کلام۔ ایران کی شاعری کے دور جدید کا عمدہ نمائندہ عہ

مثنوی بینش۔ مصنف کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ عہ

تعلیمات حضرت بہاء اللہ۔ مع مختصر سوانح قیمت ۱ر

کواکب دریہ فی مآثر البہائیہ۔ یہ تحریک بہائی ۱۸۰ سال کی تاریخ ہے جو ۱۸۴۴ء سے شروع ہوتی ہے اور ۱۹۲۲ء تک کے واقعات نہایت شرح و بسط سے بیان کرتی ہے۔ زبان نہایت سلیس فارسی ہے اور بعض نوادرات تاریخیہ اسمیں شامل ہیں اکثر اہم تاریخی حضرات کی تصویریں بھی درج ہیں۔ دو جلد ہیں ہے۔ کاغذ ٹائپ چھپائی۔ بہائی کتابوں کے مشہور طریقہ پر دیدہ زیب مطبوعہ مصر ہے دونوں جلدیں ساتھ بھیجی۔ جلد طلب کیجئے ورنہ دوسرے چالان تک انتظار کرنا پڑیگا۔ قیمت عہ

احقاق الحق۔ مصنفہ میرزا محمود بہائی ایرانی جسمیں رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان کے اعتراضات کا جو اسمیں بہائی مذہب پر کئے گئے تھے دندان شکن جواب دیا گیا ہے اور بہائی مذہب کی حقانیت نہایت مستحکم دلیلوں سے ثابت کیگئی ہے: قیمت ۳ر

باب الحیات یعنی ترجمہ مقالہ سیاح مترجمہ علامہ سید مصطفیٰ رومی۔ حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کے حالات زندگی اور فرقہ بہائیہ کے مختصر واقعات اور تعلیمات یہ دونوں کتابیں نایاب ہیں۔ اب کوشش سے دستیاب ہوئی ہیں۔ قیمت ۱۲ عہ

منیجر دار الکتب سول لائینس آگرہ

©Afnan Library Trust, 2026

اشاعت میں شایع فرماکر ممنون فرمائیں کوکب ہند بھی اسکا اقتباس کریگا

طلوع کوکب اور زبان خلق

خواجہ حسن نظامی صاحب فرماتے ہیں

قادیان کے کچھ لالچی آدمی مرزا صاحب سے پھر گئے ہیں۔ انہوں نے بہائی مذہب اختیار کر لیا ہے اور آگرہ جاکر کوکب ہند نام سے ایک جھوٹا اخبار جاری کیا ہے۔ اس واقعہ نے تمام قادیانی جماعت میں ہلچل ڈال دی ہے جناب میرزا محمود اصر خلیفہ قادیان سے لیکر ادنی قادیانی تک ان دو چار باغی بھائیوں کے خون سے تھرائے جاتے ہیں۔ کوکب ہند اور اسکی جماعت یہ راز کھولنا چاہتی ہے کہ جناب میرزا صاحب قادیانی کے نئے مذہب کا تمام سرمایہ بابیہ وبہائیہ فرقہ کے عقائد سے سرقہ کیا ہوا ہے۔ اگر کوکب ہند کا یہ تبلیغ استقلال سے اپنا کام کرتی رہی تو اہل قادیان کی دھجیاں بکھر جائینگی۔

(رسالہ درویش دہلی مارچ جولائی ۲۴ء)

ہیرلڈ آف دی ایسٹ لکھتا ہے

یہ اخبار مولوی سید محفوظ الحق علمی اور مہر محمد خاں شہاب دو مشہور عالموں کی محنت ادارت ہے۔ اسکی پالیسی پر زور دلائل سے یہ بیان کرتا ہے کہ صداقت تمام مذاہب میں پائی جاتی ہے اور یہ اخبار تمام بنی نوع میں اتحاد و محبت کا وکیل ہے۔ یہ اخبار اپنی قسم کا ایک ہی اخبار ہے۔

آگرہ اخبار لکھتا ہے

اسلامی حقیقت کی توصیف و توضیح کے علاوہ ملت بہائی کی تائید اور جماعت قادیان کی تردید اسکا خاص رنگ ہے۔ ہمارے خیال میں یہ اپنے طرز جنت میں ایک اخلاقی جدت رکھتا ہے۔

ذوالقرنین کا ریویو

یہ اخبار بہائی یا بابی مذہب کے علمبرداروں کی سعی کا نتیجہ ہے اگرچہ دعوی کیا گیا ہے کہ کوکب فرقہ بندیوں کی حمایت نہ کریگا خدا کرے ایسا ہی ہو اسوقت تک جو پرچے نکلے ہیں انہیں دیکھکر یہ کہا جاسکتا ہے کہ کاکیان اخبار ہر پرچہ میں عام دلچسپی کا سامان مہیا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حقیقت لکھنؤ

شہر آگرہ سے اخبار کوکب ہند یکم جون سنہ ۱۹۲۴ء سے جاری ہونا شروع ہوا ہے اس اخبار کے مدیر مسئول سید محفوظ الحق علمی مولوی فاضل اور مدیر معاون مہر محمد خاں شہاب ایڈیٹر کوثر سید محفوظ الحق علمی اسکے قبل قادیانی جماعت کے مبلغ اور مہر محمد خاں شہاب قادیانی اخبار الفضل کے اسسٹنٹ ایڈیٹر تھے

وطن آگرہ

یہ اخبار ہفتہ وار زیر ادارت مولوی سید محفوظ الحق علمی اور مولوی مہر محمد خاں شہاب شایع ہو رہا ہے۔ ہمارے ہر دوست اخبار کو بہتر سے بہتر بنانے کی سعی کر رہے ہیں اور ان دقیق مضامین سے دنیائے اردو کو آشنا کر رہے ہیں جو لسان فرس میں محفوظ و مصون تھے۔ علمی ذوق رکھنے والے حضرات کو اسکا مطالعہ عہد حاضرہ میں ضرور ہے۔ قیمت سالانہ للعہ ہے۔

تین باتیں

رسالہ حنیف۔ کتاب الاعتذار۔ نور عالم

۱۔ کہا جاتا ہے کہ ملک کو ہندو مسلم اتحاد کی بہت ضرورت ہے۔ یہ ٹھیک ہے مگر ہندوستان میں ہندو مسلم اتحاد کی بنیاد سیاست نہیں بلکہ مذہب ہے۔ جبتک اس اتحاد کا قائل نہیں ہوں جو گائے کے سینگ یا اونٹ کی گردن پر قایم کیا جاوے۔ اسلئے کہ یہ ہلنے جلنے والی چیزیں ہیں۔ انکا تجربہ کیا جاچکا وہ ناکام رہا۔ اب ہمیں اس اتحاد کیلئے مذہب کو پسند کرنا چاہیئے ہندوؤں کے نزدیک وید اور مسلمانوں کے نزدیک قرآن مجید گائے کے سینگ اور اونٹ کی گردن سے زیادہ مستحکم ہیں ہندو قرآن مجید کا اور مسلمان وید مقدس کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ دونوں میں کونسے مسائل مشترک ہیں اور کونسے اختلافی مشترک مسائل پر دونو متفق ہو جائیں اور اختلافی مسائل کو قطعاً نظر انداز کر دیں دونو میں ایسا اتحاد ہو جائیگا جو اٹل ہوگا۔

۲۔ مگر مشکل یہ ہے کہ دونو میں تعصب نہ دونوں پر ہے۔ ہندو کے سامنے قرآن مجید کی آیت پڑھی جاوے تو وہ اسکو اونٹ کی بولی کہتا ہے۔ مسلمان کے سامنے وید کا منتر پڑھا جاوے تو وہ اسکو مینڈک کی ٹراہٹ بتاتا ہے۔ اس غلط فہمی کا واحد علاج یہی ہے کہ وید اور قرآن مجید کا نہایت سلیس اردو میں پہلو بہلو ترجمہ دیدیا جاوے تاکہ دونو کو ایکدوسرے کے مذہب کی اصلی تعلیم کا پتہ لگجائے پھر جسکی مرضی ہو ہندو بنجائے اور جسکی مرضی ہو مسلمان ہو جائے اور اگر وہ اپنے اپنے مذہب پر ہی قایم رہنا چاہیں تو بھی انکو اسقدر مشترک تعلیم کا پتہ لگجائیگا کہ وہ اسکی بنا پر ہندو مسلم اتحاد کو آسانی سے قائم کر سکینگے۔ اس عجیب و غریب کتاب کا نام میں نے **نور عالم** تجویز کیا ہے اسلئے کہ جب ہندو کا یہ عقیدہ ہے کہ وید ہی نور عالم ہے تو مسلمانوں کو اسے جھگڑنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح جب مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید ہی نور عالم ہے تو ہندو اسکو کیوں جھٹلاتے ہیں۔ اگر دونوں کتابیں نور عالم ہیں تو ہندوستان کی تاریکی فوراً کافور ہو جائیگی لیکن اگر انمیں سے کوئی کم و بیش نورانی ہے تو اسکا فیصلہ خود ہی ہو جائیگا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم دونوں کو کالم بکالم اردو میں پیش کر دیں۔ ہندوستان کی تواریخ میں وہ دن یقیناً مبارک ہوگا جبکہ مسلمانوں کے گھر وید اور ہندوؤں کے گھر میں قرآن مجید اس مشترکہ کتاب یعنی نور عالم کی شکل میں پہنچ جائیگا۔

۳۔ نور عالم کی اشاعت کیلئے میں نے رسالہ **حنیف** جاری کیا ہے جو صفحہ ماہوار کے حساب سے کتابت چھپتی رہیگی۔ اسی مقصد کے خاطر حنیف پریس کھولا گیا ہے دونو کی منظوری ہو چکی ہے حنیف کی سالانہ قیمت چھ روپیہ معصول ڈاک ہے ہر ایک پرچہ کی قیمت معصول ڈاک ایک روپیہ ہوگی۔

۴۔ نور عالم سے پہلے کتاب الاعتذار یا اپالوجی بطور دیباچہ کے شایع ہوگی جو لکھی جاچکی اور چھپ رہی ہے حنیف کا پہلا پرچہ بھی کتاب الاعتذار ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ ہندو مسلم اخبارات نہایت مہربانی سے اسکتاب کا مطالعہ فرمائینگے اور میرے یا میرے پروگرام کے برخلاف کسی قسم کا کلام نہ لائینگے۔

۵۔ مذکورہ بالا پروگرام کو کامیاب بنانے کیلئے ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے جنکو پچیس روپیہ فی صدی کمیشن دیا جائیگا قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہیئے۔

المشتہر

غازی محمود دھرمپال والے مالک حنیف پریس و ایڈیٹر رسالہ حنیف

لودیانہ۔ پنجاب

یہ سرمہ کیسا ہے؟

اسکا مختصر جواب یہ ہے ؎

بسو گند گفتن کہ زر مغربیست
چہ حاجت محک خود بگو یدکہ چیست

پہلے صرف ۱۰ ر کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ منگوا کر خود اور چند اور آنکھ کے بیماروں پر آزمالیں۔ اگر مفید معلوم ہو تو فیتہ لاکر دیہہ کے حساب سے جتنا چاہیں منگوالیں۔

موسیائی جینے **سلاجیت** کتب طب مخزن الادویہ وغیرہ میں اصلی ست کے فوائد دیکھ لیں۔ اگر ضرورت ہو تو یہ بھی ایکتولہ فی روپیہ کے حساب سے منگوالیں۔ ایسی عمدہ اور خالص اور کہیں سے شاید ہی ملسکے۔ **المشتہر**

محمد امین مقام داتہ ڈاکخانہ مانسہرہ ضلع ہزارہ

سنہ ۱۹۲۵ء کی تجارتی و ڈائرکٹری

تاج جنتری

میرا اشتہار دیدا زحد مفید ہے۔ اسلئے کہ یہ جنتری ہمیشہ ہاتھوں میں رہنے والی چیز ہے اور ہندوستان میں سب سے زیادہ تعداد یعنی ایک لاکھ کی تعداد میں زیب طبع ہے۔ شرح اجرت اشتہارات پورا صفحہ ۵۰ نصف صفحہ ۳۰ ۔ ¼ صفحہ ۱۷ ۔ ½ صفحہ یعنی ۱¼ کالم لعہ ر ہے۔ اسکی خریداری کے آرڈر بھی جلد موصول ہونے چاہئیں۔ تاکہ بعد طباعت فوراً تعمیل کیجائے۔ جوابی امر کیلئے جوابی کارڈ آنے چاہئیں۔

۲۹ × ۲۲ کی بڑی تقطیع پر ماہ نومبر شایع ہو جائے گی۔

المشتہر خواجہ شوکت حسین آگرہ اخبار آگرہ

بہار پنج

صوبہ بہار کا واحد ادبی ظریف پرچہ ہے۔ اسمیں سنجیدہ مضامین ہوتے ہیں۔ ہر دیار اور ہر آستانہ میں اسکا گذر ہے۔ اسکے ایڈیٹر مولانا عرش ہیں۔ ان خوبیوں پر قیمت سالانہ صرف چار روپیہ (للعہ) ہے۔

منیجر عرش پریس گیا

رسالہ حنفی امرتسر

خدا کے فضل و کرم سے رسالہ حنفی کا تیسرا نمبر نہایت آب و تاب سے چھپکر شایع ہو چکا ہے۔ جو نہایت ہی بلند ہوا ہر ایک سنی حنفی کا فرض ہے کہ اسکی ضرور خریداری کرے ؎

مشتہرین کو مژدہ بخبار کوکب ہند

بڑے بڑے تجارتی اور علمی حلقوں میں جاتا ہے۔ بیرون ہند ممالک میں بھی پہنچتا ہے۔ اجرت بارعایت فیصلہ بذریعہ خط کتابت

©Afnan Library Trust, 2026

Vol I
No II

رجسٹرڈ نمبر A ۱۳۳۱

خاص پرچہ **ڈوگ ہنٹر گرم** ۱۷ اگست ۱۹۲۴ء

قادیان نمبر

جماعت احمدیہ لکھنؤ کے رسالہ "مفسدین کی گرفتاری" کے

جواب میں

تمام حزب قادیان کو دعوت الے الحق

جلد اول ہر انگریزی مہینے کی یکم ۹-۱۷-۲۵ کو شایع ہوتا ہے نمبر ۱۱

مدیر مسئول

سید محفوظ الحق علی (مولوی فاضل)

مدیر معاون

مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

قیمت قادیان نمبر ۴ر

©Afnan Library Trust, 2026

ایڈیٹوریل نوٹس

محترم ایڈیٹر صاحبان!

کوکب ہند آپکی خدمت میں حاضر ہو رہا ہے۔ امید بلکہ عرض کی جاتی ہے کہ معاصرانہ تعاون کے لحاظ سے کوکب ہند پر ریویو فرما کر ممنون فرمائینگے۔ بالخصوص اس خاص پرچۂ قادیان نمبر کو ایکبار ضرور ملاحظہ فرمانے کی تکلیف گوارہ کر کے تبصرہ فرمائیں۔

اس مضمون کا اثر

قادیانی جماعت پر نہایت گہرا ہوگا۔ موٹی بات یہ ہے کہ مسلمانان ہند خاص قادیانی خیالات کے زیر تبلیغ آنے سے اسوقت تک آزاد ہو جائینگے جبتک کہ قادیان آمادہ ہو کر ہمارے ساتھ فیصلہ کرلے ہر مسلمان قادیانی مبلغین کو بآسانی یہ جواب دے سکتا ہے کہ آپ اپنے اصول اور ایمان کا جائزہ لیکر پہلے بھائیوں سے نبٹ لیں۔ پھر ہمیں تبلیغ کرنے کی جرأت فرمائے گا۔

جملہ حضرات محققین

اس مضمون کو غور سے مطالعہ فرمائیں۔ ممکن ہو تو اپنی رائے عالی سے ادارۂ کوکب ہند کو مطلع فرمائیں۔ نیز اگر کوئی مفید مشورہ دینگے تو وہ بھی شکریہ کے ساتھ لیا جائیگا۔

آج تک جو مضامین کوکب ہند میں حزب قادیان کیلئے شایع ہوئے انکے جواب میں قادیان بالکل خاموش ہے۔ "پیغام صلح" نے جناب امیر قادیان کے سفر یورپ پر چند معمولی جزئی اعتراضات کئے تو تمام حزب قادیان جواب دینے اور ریزولیوشن پاس کرنے میں مصروف ہوگیا۔ مگر ہمارے اصولی مضامین کی طرف رُخ کرنیکی تاب نہیں لاسکا۔ سوچنے والوں کے لئے اسمیں ایک بڑا نشان ہے۔

©Afnan Library Trust, 2026

بر اہل ہند مژدہ کہ باطل شکن رسید

امر نہا بہ بہما و ملکِ دکن رسید
بر اہل ہند مژدہ کہ باطل شکن رسید

آوازۂ جمال درخ یار مشکموئے
بر ملک روس و چین و ختا و ختن رسید

بوئے طوطیان شکر خائے ہند را
ہنگام وصل نے لب و شکر دہن رسید

بر کام دل حلاوتِ شہد و شکر بسے
از گفتگوئے و لبر شیریں سخن رسید

در پائے او بسی سر عشاق شد بدار
ہر دم ز کوئش عاشق خونیں کفن رسید

آری ز حق تمار تن و جان و ننگ و نام
برہانِ صدق دعوے ہر ممتحن رسید

عکّا مقر لویم بنادی المنادی شد
ایں سان خبر ز مالک سرّ و علن رسید

پیغام حق بشارت عکاست در کتب
از بہر ہند کے خبر ذو المنن رسید

روزی بدست کرد اگر خاتم نبی
کے سر کار ایزدی از اہرمن رسید

کے کرد او ہدایت اقوام مختلف
کے نغمہ ہز آز زاغ و زغن رسید

مصداق و رمز اِنّ مِنَ اھل الکتٰب
اِلّا لیؤمنّ بہ مقترن رسید

در دور حق طوائف و احزاب صیحہ زن
تا بر سپہر نالۂ آں انجمن رسید

در بارگاہ یار چہ محمود شد ایاز
از غربت زمانہ بدار الوطن رسید

©Afnan Library Trust, 2026

بسم الله الرحمن الرحیم

سبحان ربك رب العزت عما یصفون. وسلام علی المرسلین. والحمد
لله رب العلمین

الٰہی الٰہی سراج امرت را بدہن حکمت برافروختی
از ریاح مختلفہ حفظش نما۔ سراج از تو۔ زجاج از تو۔
اسباب آسمان و زمین در قبضۂ قدرت تو۔ امراء را عدل
عنایت فرما۔ و علماء را انصاف۔ توئی آن مقتدری کہ
بحرکت قلم امر مبرمت را نصرت فرمودی و اولیاء را
راہ نمودی۔ توئی مالک قدرت و ملیک اقتدار۔ لا الٰہ
الا انت العزیز المختار ۰

©Afnan Library Trust, 2026

"مفسدین کی گرفتاری"

اس نام سے ایک رسالہ جماعت احمدیہ لکھنؤ نے شایع کیا ہے جسپر کوکب ہند یکم جون ۱۹۲۶ء میں حسب ذیل مختصر ریویو کیا گیا تھا۔ "انجمن احمدیہ لکھنؤ کی طرف سے اس نام کی ایک کتاب بغرض ریویو بھیجی گئی ہے۔ لب ولہجہ قابل تعریف نہیں۔ جو لوگ مخالفوں کا جواب گالی دینا صحیح سمجھتے ہیں۔ وہ شاید اس کتاب کو پسند کریں۔ استدلال کے لحاظ سے کوئی قابل وقعت کتاب نہیں۔ ہمسے بھی چند امور کا جواب طلب کیا گیا ہے جو اس اشاعت میں کافی طور پر دیا گیا ہے۔" ہمارا خیال تھا کہ اس رسالہ کا لب ولہجہ چونکہ حد اعتدال سے بڑھا ہوا ہے اسلئے ہمیں اسکی طرف توجہ نہ کرنی چاہئے۔ لیکن چونکہ اخبار الفضل قادیان ۱۷ مئی ۱۹۲۶ء میں اس رسالہ پر ریویو کرکے اسکو ایک اہمیت دیگئی ہے اسلئے اس رسالہ کے متعلق کچھ لکھا جاتا ہے۔ اس رسالہ "مفسدین کی گرفتاری" میں جو کچھ گالیاں ہیں دیگئی ہیں۔ وہ کچھ عجیب وغریب نہیں۔ یہ عمل ہر شکست خوردہ جماعت کی پہچان ہے۔ ان گالیوں کو دیکھکر ہر منصف مزاج شخص قادیان کی مغلوبیت کا گواہ ہو جائے گا۔ اور ہمارا تو یہ حال ہے ؎

گالیاں سن کے دعا دیتے ہیں ان لوگوں کو ؛ رحم ہے جوش پہ اور غیظ گھٹا پا ہمنے

علمی پریس علیگڈھ

"مفسدین کی گرفتاری" میں چند افتراء بہتان باندھکر جماعت احمدیہ لکھنؤ نے اپنے اخلاق کا نمونہ دکھایا ہے۔ چنانچہ "علمی پریس علیگڈھ" کے متعلق لکھا ہے کہ "حشمت اللہ بابو نے جھٹ پٹ ایک پریس خرید کر علمی کی خدمات کو اہم سمجھکر اس پریس کو علمی کی نذر کر دیا"

یہ بالکل خلاف واقعہ ہے علمی پریس علیگڈھ سے جناب حشمت اللہ صاحب کو کبھی کوئی تعلق نہیں ہوا۔ جناب مکرم خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب احمدی ریٹائرڈ سب جج علیگڈھ کی شرکت میں یہ پریس انہیں کی کوٹھی نسیم منزل پر کھولا گیا۔ ابتداءً تمام روپیہ جناب خان بہادر موصوف ہی نے دیا۔ بعد کو جب انکا ارادہ علیحدگی کا ہوا تو علمی نے اپنے پاس سے جناب موصوف کا روپیہ ادا کیا۔

ہم منتظر ہیں کہ ہماری اس صریح تردید کے خلاف جماعت لکھنؤ اپنی جوابدہی ایسی ہی صریح پیش کرے۔ اور اگر جماعت قادیان نے ثبوت کے جواب میں گالی نہیں سکھائی ہے تو معقول ثبوت دے۔ اور وہ کوئی ثبوت ہرگز نہیں دے سکتی۔ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔

©Afnan Library Trust, 2026

تنخواہ کا معاملہ } مولنا خیر الدین مولف رسالہ فرماتے ہیں کہ علمی قادیان میں رہکر حکیم محمود شیرازی سے تنخواہ معہ الاونس حاصل کرتا رہا۔" یہ دوسرا بہتان ہے اور ایسا ہی جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جناب میرزا غلام احمد صاحب مرحوم گورنمنٹ کے خفیہ ایجنٹ تھے انکو باقاعدہ تنخواہ ملتی تھی۔ افسوس ہے کہ آج مدعیان اصلاح بھی وہی باتیں بنانے لگے جو انکے مفروضہ غیر احمدی یا کافروں نے بارہ مبلغین قادیان کے بارے میں کہی ہیں چنانچہ علمی جب بنگلور میں تبلیغ احمدیت کر رہا تھا اسوقت کئی خوش ظن لوگوں نے کہا کہ اس شخص کو گورنمنٹ سے ڈھائی سو روپیہ ماہوار ملتا ہے۔

مولنا خیر الدین صاحب کا استدلال ملاحظہ ہو زمیندار[1] میں شایع ہوا کہ یہ لوگ یعنی علمی شہاب عمر قادیان میں اہم خدمات پر مامور تھے" مولنا اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ حکیم میرزا محمود صاحب شیرازی سے تنخواہ پاتے تھے۔ یہ استدلال بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی احمدی کہے کہ جناب میرزا صاحب مامور تھے" اتنا فقرہ سنکر کوئی کہدے کہ دیکھئے آپ نے اقرار کر لیا کہ جناب میرزا صاحب گورنمنٹ سے خفیہ تنخواہ پاتے تھے۔ کیا جناب مولنا کو معلوم نہ تھا کہ یہ لوگ قادیان میں الفضل کی ادارت ہائی سکول کی مدرسی اور احمدی تبلیغ پر جناب امیر قادیان کی طرف سے مامور تھے۔ پھر یہ تجاہل عارفانہ کیوں اور کس لئے؟

---

[1] حاشیہ } روزنامہ زمیندار لاہور ۱۵ اپریل ۱۹۲۴ء میں بعنوان "میرزا محمود صاحب قادیانی کی روداری کا امتحان" اختلاف رائے پر دارالامان سے اخراج" قادیان میں نئی جماعت کا ظہور" ایک مضمون شایع ہوا جس سے چند فقرے نقل کئے جاتے ہیں:- "نئی جماعت نے قادیان میں جو استقامت دکھائی۔ وہ ضرور قادیان کی تاریخ میں یادگار رہے گی۔ انکو مجرموں کی طرح ایک مجلس میں بلایا گیا۔ جسمیں ارباب حل وعقد قادیان جمع تھے بے سروپا سوالات کر کے جوابات لئے گئے۔ تمسخر کا استعمال بھی کیا گیا۔ انکو مکانوں سے نکالا گیا۔ انکو دندوں کے زور سے ادھر سے ادھر بھیجا گیا۔ شرمناک گالیاں اور خطرناک دھمکیاں دیگئیں۔ الخ پھر لکھا ہے خود جناب میرزا صاحب باوجود چیلنج کے کبھی بھائی دعاوی کے مقابلہ میں نہیں کھڑے ہوتے اور اپنی مسلمہ نصا میں جو اسی کے قریب ہیں جناب بہاء اللہ کا نام لیکر کوئی تکذیبی بیان اور انکاری دلیل نہیں پیش کرتے۔ حالانکہ اپنی کتاب البلاغ میں کتب بابیہ کا اپنے پاس ہونا بیان فرماتے ہیں۔ ۱۹۰۴ء میں جناب حکیم میرزا محمود لاہور میں تھے اور حضرت مرزا صاحب بھی قادیان سے لاہور آئے تھے۔ میرزا محمود صاحب بھائی کے جناب بہاء اللہ کے دعاوی اور دلائل کا مقابلہ کرنے کے لئے جناب میرزا صاحب کو لکھا۔ جسکا ذکر میرزا

©Afnan Library Trust, 2026

اے صداقت شعار احمدی دوستو! سنو! غور کرو! تمہارے "احمد نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام" کیا فرماتے ہیں۔ "کیا یہ بھی زندگی نہیں کہ نامحرم کینہ وری کی راہ سے جھوٹ بولا جاوے؟"

عکہ کہاں ہے

جماعت احمدیہ لکھنؤ جو فوراً تکذیب حق کیلئے کمربستہ ہوگئی اسکی عجیب تحقیقات کا ایک نمونہ اور ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:۔ "عکہ شہر واقع عراق عرب ہے"۔ (مفسدین ص۲)

جن علماء کی یہ واقفیت ہے بھلا انکے علم لدنی کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔ ہاں چونکہ پہلے بھی ہم خدام قادیان کا راستہ بتانے کی خدمت ادا کرتے تھے اس لئے اسی حق سے اب عکہ کا پتہ بتاتے ہیں۔ عکہ واقع عراق عرب نہیں۔ بلکہ سرزمین شام و حوالی مسجد اقصیٰ میں ہے جسکے لئے قرآن مجید میں خدا تعالیٰ "بارکنا" فرما کر اسکو محترم و مبارک ٹھہراتا ہے۔ احادیث مقدسہ میں "طوبیٰ لمن رأی عکہ" آتا ہے۔ بلکہ محبوب خدا خاتم الانبیاء بروح ماسوا فداہ، نے بڑے شوق سے بار بار اس کے فضائل بیان فرمائے۔ طوبیٰ لمن زار عکا وطوبیٰ لمن زار زوار عکاء طوبیٰ لمن لد غتہ براغیث عکاء۔ "الا ان فی الجنۃ ملوکا وسادات وفقراء عکاء ملوک الجنۃ و ساداتھا" "ان شھرا فی عکاء افضل من الف سنۃ فی غیرھا" پھر حضور ہادی جہان نے صاف صاف جائے وقوع عکہ بتادی کہ عکہ شام میں ہے۔ "قال ان عکاء مدینۃ بالشام قد اختصھا اللہ برحمتہ" الا اخبرکم بمدینۃ بین الجلیین فی الشام فی وسط المرج یقال لھا عکاء وان من دخلھا راغبا فیھا وفی زیارتھا غفر اللہ

بقیہ حاشیہ ۲ کے لیکچر لاہور میں میرزا غلام بدر قادیان میں موجود ہے۔ جناب میرزا صاحب نے عذر فرمایا کہ مجھے ایک مثث بھی فرصت نہیں ہے اور مطبوعہ لیکچر کے جواب میں جناب میرزا محمود صاحب بھائی سے مضمون لکھنے کی درخواست کی اور فرمایا کہ یہ طریق اس رنجش سے بھی محفوظ رکھے گا جو اکثر مباحثات میں پیدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حکیم میرزا محمود صاحب بھائی نے اپنا مضمون بنام "جواب لیکچر جناب قادیانی" پیدا کردہ ۱۵ نومبر ۱۹۱۴ء میں شایع کر دیا جو الگ بھی کئی بار شایع ہوا ہے۔ اب بھی مطبوعہ موجود ہے۔ انہیں پھر جناب مرزا محمود صاحب بھائی جناب میرزا صاحب کو بھیج گیا۔ لیکن جناب میرزا صاحب بالکل خاموش ہی رہے حتی کہ خاموش ہی دنیا سے چلے گئے اور بھائی دعاوی کے بالمقابل کھڑے نہ ہوئے۔ حالانکہ اس واقعہ کے بعد چار سال جناب میرزا صاحب دنیا میں رہے۔ پس میرزا صاحب کا یہ فعل زبردست شہادت ہے کہ انہوں نے جناب بھائی اللہ کے مقابلہ میں نکلنے سے باوجود اصرار کے کبھی جرأت نہ فرمائی۔

یہ تو ایک بات ان باتوں میں سے ہے جو کہ اس جماعت کے مسلسل کلام میں آتی ہیں اور جو عنقریب تفصیلاً

©Afnan Library Trust, 2026

لہٗ ما تقدم من ذنبہٖ وما تاخر"

ہاں بھائی احمد یو! اگر ہادی جہان خاتم پیغمبران صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت کو آپ کافی نہیں سمجھتے تھے یا اسکا علم نہیں رکھتے تھے تو اپنے رسول "احمد نبی اللہ" کی رہبری سے ہی فائدہ اٹھایا ہوتا اور انکا رسالہ اتمام الحجہ دیکھ لیا ہوتا کہ وہ عکہ کی حدود وقوع کسطرح بتاتے ہیں۔ فرماتے ہیں "بیروت سے صیدا تک ایک منزل ہے اور صیدا سے حیفا تک ایک منزل اور حیفا سے عکا تک ایک منزل اور عکا سے سور تک ایک منزل اور بلاد شام کو سوریہ اسی نسبت کی وجہ سے کہتے ہیں" (صد ۲۱)

میرے پیارو یہ وہی عکہ ہے جسکے بارے میں احادیث اسقدر مشہور ہیں کہ کتب لغات تک ان سے مزین ہیں۔ یہ وہی عکہ ہے جسکے بارے میں آیا ہے "واستمع یوم ینادالمناد من مکانٍ قریب یوم یسمعون الصیحۃ بالحق۔ ذالک یوم الخروج" یہی وہ عکہ ہے جسکے بارہ میں کتب واحادیث بنی اسرائیل متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا نزول ثانی اور رب الجنود کا ظہور پرنور اسی کی وادی مقدس میں کوہ کرمل کے دامن پر ہوگا۔ اور اسی باعث جناب میرزا صاحب مرحوم قادیان کو یروشلم اور اپنی مسجد کو مسجد اقصیٰ کہا کرتے تھے۔ پس ایسے مشہد امر میں آپ کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵ پبلک میں آجائینگی۔ اس جماعت کے افراد مختلف مقامات پر جماعت احمدیہ میں ہیں تین اشخاص کو قادیان سے الگ کرنیکی کوشش کیگئی۔ چونکہ یہ اشخاص قادیان میں بعض اہم خدمات پر مامور تھے انہوں نے فتنہ فرو کرنے کی غرض سے تمام تکالیف کو برداشت کرکے قادیان سے باہر چلے جانا سب سمجھا کیونکہ پرانی جماعت قادیان برداشت نہیں کرسکتی تھی۔ کہ وہ اور یہ ایک چھت کے نیچے جمع ہوں۔ ان مظلوموں میں سے ایک نے کہا ہے ؎

غدار و فتنہ باز بتایا گیا ہمیں — اور حکم "کفر و قتل" سنایا گیا ہمیں
اظہار حق کے جرم میں پکڑا گیا ہمیں — اور مجرموں کی طرح .... بلایا گیا ہمیں
وہ قادیان کہتے ہیں دارالامان جسے — از راہ ظلم اس میں ستایا گیا ہمیں
کرتے تھے ہم سلام طریق رسول پر — ویسا نہ تھا جواب بھی آیا گیا ہمیں

فقط

عکہ نزول المسیح صلاۃ اللہ علیہ السلام حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ زیارۃ المسیح ۱۲

©Afnan Library Trust, 2026

اس واقعیت کو دیکھتے ہوئے ناظرین کرام آپکی دیگر تحقیقات کا بھی بآسانی اندازہ لگا لینگے۔ ست

ہم کتنے آدمی ہیں

ہماری تعداد کے متعلق مولنا حیز الدین صاحب نے لکھا کہ علمی کیساتھ تو "جماعت احمدیہ کے صرف دو آدمی ہیں" الحمد للہ کہ علمی کیساتھ تو شروع میں دو آدمی بھی ہیں۔ جناب میرزا صاحب کے ابتدائی زمانہ کو یاد کیجئے جب براہین احمدیہ چھپوانے کے لئے اکیلے ہی تگ و دو کرتے تھے۔ پس ابتدا میں اگر ہماری تعداد کم ہے تو کیا غم ہے۔ وہ دن آتا ہے جب ہم ایک سے ہزار اور ہزار سے لاکھ ہونگے۔ ہاں اپنے خلیفہ علیہ السلام کا وہ خطبہ جمعہ بھی ملاحظہ فرمائیے جسمیں لکھا ہے کہ باوجود سخت مبالغت کے قادیان میں بیس پچیس آدمی محفوظ الحق سے ملتے ہے۔ الفاظ یہ ہیں "افسوس ہے کہ قادیان میں بھی بیس پچیس آدمیوں کی نسبت رپورٹ پہونچی جنہوں نے لیکچر اور تعلقات قطع کرنیکا حکم سُنا اور پھر تعلقات رکھے۔ آج ہی ایک آدمی کا خط آیا ہے جسکو میں اس سے پیشتر دانشمند سمجھتا تھا کہ محفوظ الحق یہاں آیا اور اُسنے مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھایا۔ میں مصافحہ سے انکار نہیں کر سکا۔ اور یہ بھی لکھا کہ باقی جماعت برابر کلام کرتی ہے۔ الفضل قادیان نمبر ۸۱ جلد ۱۱۔ جسپر پیغام صلح لاہور نے لکھا کہ ضرور علمی کے ہمخیال قادیان میں معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:۔ "جناب میاں صاحب نے اگرچہ اسی خطبہ میں انکار کیا ہے کہ اور کوئی شخص بابی خیال کا نہیں مگر لاریب وہ لوگ اس تعلیم کا بیج بو گئے ہیں۔ اور کچھ لوگ ملوث ضرور ہوئے ہیں۔ جیسا کہ اس سے پہلے میاں صاحب نے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ بیس پچیس آدمیوں کے بارے میں مجھے رپورٹ پہنچی ہے کہ انہوں نے ان لوگوں سے میرے حکم کے خلاف ہمدردی کا اظہار کر کے وسعت قلبی کا ثبوت دیا ہے۔ اور ایک شخص نے جسے میں عقلمند سمجھتا تھا۔ مجھے لکھا کہ محفوظ الحق سے مصافحہ کئے بغیر میں نہیں رہ سکا۔ آخر کسی کو کسی سے تعلق ہوتا ہی ہے جو اپنے امام کو حکم کی پرواہ نہ کرتا ہوا تعلق کا اظہار کرتا ہے۔ (پیغام صلح لاہور ۱۸ رمضان المبارک)

سہ عکہ کے ذکر کی مناسبت سے کچھ حوالے وعدے کی سرزمین کے متعلق یہاں لکھے جاتے ہیں۔ ازانجملہ عہد عتیق یعنی تورات کی چند آیات یہاں بیان کیجاتی ہیں۔ "جاء الرب من سینا واشرق لھم من سعیر و تلالاء من جبل فاران والی من ربوات القدس وعن یمینہ نار شریعۃ لھم۔ (استثناء باب ۳۳) پروردگار سینا سے آیا اور سعیر سے چمکا اور جبل فاران سے روشن ہوا اور بیت المقدس کے ٹیلوں

اخبار اہلحدیث نے لکھا کہ ہمارے راوی کا بیان ہے کہ قادیان میں اچھی تعداد بہائیوں کی ہو گئی ہے۔
اخبار اتحاد الاسلام امرت سر نے لکھا کہ احمدی احباب کے خیالات میں ایک تزلزل واقع ہو رہا ہے ہمارے دفتر میں کئی احمدی صاحبان امر بہائی کے متعلق دریافت کرنے آئے اور بہت گھبراہٹ کا اظہار کرتے تھے۔

ضیافت پنج امرت سر میں شایع ہوا کہ بہت سے احمدی لوگ ان لوگوں کیساتھ ہیں حتی کہ خلیفہ صاحب کے محل سرا میں بھی یہ خیالات پرورش پا رہے ہیں۔ مولنا غیر الدین صاحب فرماتے ہیں کہ وہ دو ہیں

بقیہ حاشیہ صـ] میں پہونچا اور سبکو معلوم ہے کہ سینا سے مراد ظہور موسوی ہے اور سعیر سے ظہور عیسوی ہے فاران سے ظہور محمدی۔ ربوات القدس سے ظہور بہائی ہے۔ چنانچہ اشعیا باب ۳۵ میں فرمایا تفرح البریۃ والارض الیابسۃ ویبتھج القفر ویزھر کالنرجس ۰ یزھر ازھارا ویبتھج ابتھاجا ویرنم یدفع الیہ مجد لبنان بھاء کرمل وشارون ھم یرون مجد الرب بھاء الھنا ۰ جنگل اور خشک زمین خوش ہوگی۔ چٹیل میدان تازہ اور زعفران کی مانند پھولیگا۔ پھولیگا اور خوش ہوگا اور گائیگا اسکو لبنان کی بزرگی اور کرمل اور شارون کی رونق دیجائیگی۔ وہ لوگ دیکھینگے پروردگار کی بزرگی کو ہمارے خدا کی بہار کو۔ فیکون شارون مرعی اغنم ووادی عخور مربض لبقر لشعبی الذین طلبونی (اشعیا باب ۶۵) پس شارون جو بکریوں کا چراگاہ ہو اور وادی عکہ جو بیلوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے میرے اس گروہ کیلئے ہوگا جنہوں نے مجھے طلب کیا۔ "امروز جمیع علامات نمودار مدینہ بزرگی از آسمان نازل۔ وصیہون از ظہور حق مہتز و مسرور چہ که نداء الله را از کل جہات اصغا نموده امروز اورشلیم بشارت جدید فائز چہ که مقام جمیع سروآزاد ایستاده۔ اورشلیم محل زیارت جمیع احباب عالم است وبقدس نامیده شده وآن وصیہون وفلسطین جمیع در اب اراضی واقع۔ اینست که میفرماید طوبی لمن ھاجر الیھا عکا۔ عاموص میفرماید ان الرب یزجر من صیہون ویاتی صوته من اورشلیم فتنوح مراعی الرعاۃ ویبیس راس الکرمل۔ کرمل در کتاب الٰہی بکوم الله وکرم الله نامیده شده کوه تپه را میگویند واین مقامیست که درایں ایام از فضل واریہ ظہور خداوند مجید برآن مرتفع گشته طوبی الواردین وطوبی المقبلین۔ ۱۲

(لوح حضرت بہاء الله برائے ابن ذئب صـ۱۰)

©Afnan Library Trust, 2026

مگر علمی کے نزدیک وہ دوسو بلکہ اس سے بھی بڑھکر ہیں ہے کہ یک مرد جنگی نہ از صد ہزار
مگر صرف رد کے انحصار کو تو خدا نے خود قادیان کی ہی زبان سے توڑ دیا۔ الفضل ۲۷ مئی ۱۹۲۴ء
میں ایک اور بندۂ خدا نے پردۂ غیب سے سر نکالا ہے جسکا اعلان اکمل المحققین قادیان نے اپنے کمال
اخلاق کیساتھ کیا ہے

اخبار القاسم امرتسر جلد اول ۳ نے لکھا کہ "پیغام صلح" راوی ہے کہ دہلی میں ایک اور قادیانی
مرزائی مسمی احمد علی بابی ہو گیا۔ جسکی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے ساتھ اور قادیانی بھی شریک
ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نفس مرزائیت کو بابیت اور بہائیت سے خاص نسبت ہے۔ اسلئے اگر مرزائی
فوج در فوج بھی بابیت کو قبول کریں تو مستبعد نہیں۔"

بہرحال جماعت احمدیہ لکھنؤ کا صرف دو اشخاص میں حصر کرنا الفضل نے ہی غلط ثابت کر دیا
ہے۔ سعادتمند فرزندان احمدیت تڑپ رہے ہیں۔ اور ہم خدام سے ملاقات اور مراسلات کے ذریعہ
تحقیق حق کر رہے ہیں۔ کسی نے صاف کہدیا کہ "میاں صاحب نے آپلوگوں سے ملنا ممنوع قرار دیا
اور پورے طور پہ بائیکاٹ کا حکم فرمایا ہے۔ لیکن ہم اسکی پرواہ نہیں کرتے خواہ میاں صاحب ہمیں
جماعت سے خارج ہی کر دیں۔ بعض نے لکھا ہم خود کیوں نہ غور کریں کیا ہمارے دل و دماغ
نہیں جو صرف میاں صاحب کے کہنے پر جمے رہیں۔ بعض کہتے ہیں کوئی ہم بھیڑ بکری تو نہیں جو قادیان
کی ہی آواز پہ بغیر سوچے سمجھے ادہر اُدھر پھرتے رہیں

دنیا تو خدا ہی کی ہے نہ میاں صاحب کی۔ میاں صاحب قبول حق سے کسی کو کیونکر اور کہاں تک
اور کبتک روکتے رہینگے۔ آخر حق غالب ہوگا۔

فرضی نام مولانا خیر الدین صاحب فرماتے ہیں کہ علمی فرضی نام سے اخبارات میں مضامین
شایع کرا رہا ہے۔" یہ صریح غلط بیانی ہے۔ اگر جماعت احمدیہ لکھنؤ اپنے
خلیفۃ المسیح قادیان سے دریافت کرے کہ کیا آپنے کسی فرضی نام سے اپنے کسی مرید کو ناخواندہ
بنا کر اور فرضی مقاصد بتا کر کسی بڑے اسلامی مرکز میں خفیہ کارروائی کیلئے بھیجا تھا یا نہیں
اور یہ بھی کہ کیا اسی فرضی نام بتانے والے نامہ نگار الفضل کے علم میں ہے کہ ایک معزز احمدی
نے قادیان سے ایک فرضی پیغامی نامہ نگار کے رنگ میں جلسہ سالانہ کی رپورٹ ایک غیر احمدی اخبار

میں شایع کرائی۔ علمی نے کونسے فرضی نام سے مضامین شایع کرائے ہیں

©Afnan Library Trust, 2026

اسلام اور قادیان

قادیان کے امتیازی عقائد مسلمہ یہ ہیں۔ (۱) جناب میرزا غلام احمد صاحب نبی و رسول ہیں (۲) جناب میرزا صاحب کا منکر کافر ہے۔ (۳) کوئی مسلمان جو میرزا صاحب کا منکر ہو اسکے پیچھے نماز حرام اور قطعی حرام ٹھہراتے ہیں (۴) میرزا صاحب کے نہ ماننے والے مسلمان کا جنازہ پڑھنا حرام ہے۔ اب ایک مبصر دنیا حرام ہے۔ (۵) میرزا صاحب کے نہ ماننے والے مسلمان کو احمدی لڑکی بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ ان عقائد کی موجودگی میں قادیان اور اسلام کا کیا تعلق ہے۔ ذیل میں بالاختصار عقائد مذکورہ کے نتائج پر نظر ڈالی جاتی ہے۔

قادیان میں کلمہ منسوخ جبکہ اہل قادیان کا عقیدہ ہے کہ جو مسلمان جناب میرزا صاحب کو نہ مانے وہ مسلمان نہیں۔ اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے سے ایک شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ پس عملاً تو کلمہ طیبہ قادیان میں منسوخ کر دیا گیا۔ جسطرح حضرت موسیٰ کے بعد تک حضرت عیسیٰ ظاہر نہ ہوئے۔ حضرت موسیٰ کا کلمہ پڑھنا کافی تھا۔ ظہور عیسوی کے بعد حضرت موسیٰ کا کلمہ پڑھنا کافی نہ تھا۔ جبتک مسیحی کلمہ نہ پڑھا جائے انسان دائرہ دین میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ اسی طرح حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جبکہ میرزا صاحب کے ماننے بغیر ایک مسلمان بھی مسلمان نہیں۔ تو لا محالہ مسلمانوں کی اصطلاح میں ایک نیا کلمہ بن گیا۔ اور جسطرح ہر نبی توحید کے بعد اپنی رسالت منواتا ہے۔ اسی طرح جناب میرزا صاحب بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ جناب میاں محمود احمد صاحب امام جماعت قادیان کا ارشاد ہے کہ میرزا صاحب نے جو ملک معظم کو چٹھی لکھی ہے اسکو پڑھ لیں۔ آیا لا الہ الا اللہ کی تعلیم دیکر چھوڑ دیا ہے یا آگے اپنی ایکو بھی منوانے کی کوشش کی ہے۔ آپ کا طریق عمل صاف ہے۔ پھر ہم اوس سے کیونکر منحرف ہوں۔

القول الفصل ۳۰

(۱) حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ وغیرہ (۲) حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ (۳) ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۷ (۴) اخبار الفضل ۱۵ فروری ۱۹۲۳ء (۵) ۲ و ۶ اپریل ۱۹۱۵ء الفضل قادیان۔

پھر لکھا ہے "پس جو حکم نبی کے انکار کے متعلق قرآن کریم میں ہے وہی مرزا صاحب کے منکر کی نسبت ہے۔ (صفحہ ۳۳ القول الفصل)

"اب اسلام صرف حضرت مسیح موعود یعنی مرزا صاحب کی اتباع میں ہے۔ پس جو آپکی اتباع سے باہر ہے وہ مسلمان نہیں"۔

"یہ لوگ خدا کے رسول بر حق حضرت مسیح موعود کا انکار کرتے ہیں ہم انکو مسلمان نہیں سمجھتے (ریویو نمبر ۱ جلد ۷)

کفار عرب سے بڑھکر کافر جماعت قادیان کو تکفیر مسلمانان عالم میں خاص شغف ہے۔ جناب میرزا صاحب مرحوم تریاق القلوب میں فرماتے ہیں کہ ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا"۔ تمہ کتاب حقیقۃ النبوۃ میں جناب صاحبزادہ محمود احمد صاحب امام جماعت قادیان اپنے والد مکرم کے مذہب کو منسوخ کر دیتے ہیں اور انوار خلافت صفحہ ۹ پر اعلان فرماتے ہیں کہ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں" آپکا اظہار الفضل غلو کی انتہا کر دیتا ہے اور میرزا صاحب کے ماننے والے مسلمانوں کو ابوجہل وغیرہ کفار عرب سے بھی بڑھکر کافر ٹھہراتا ہے۔ ملاحظہ ہو الفضل جلد ۳ صفحہ ۲۔ "خطبۂ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود (یعنی حضرت مرزا صاحب) نے آنحضرت کی بعثت اول اور ثانی کی باہمی نسبت کو بلال اور بدر سے تعبیر فرمایا ہے جس سے لازم آتا ہے کہ بعث ثانی کے کافر (یعنی مرزا صاحب کے نہ ماننے والے مسلمان) بعث اول کے کافروں سے بڑھکر ہیں"۔ پس جسطرح حضرت عیسیٰ کے بعد جبتک کوئی کلمہ محمدی نہ پڑھے دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ بعینہٖ اسی طرح قادیان کے نزدیک جبتک کوئی مرزا صاحب پر ایمان نہ لائے دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اسلئے جیسے ظہور محمدی کے بعد صرف عیسیٰ کا اقرار ایمان و نجات کیلئے کافی نہ تھا۔ اب مرزا صاحب کے دعوے کے بعد قادیان کے نزدیک صرف کلمہ محمدی پڑھنا ایمان و نجات کیلئے کافی نہیں۔ مسلمانان عالم جناب میرزا صاحب پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کے باوجود دائرۂ اسلام سے خارج ٹھہرے ہیں۔ کیا کلمہ طیبہ کی عملی تنسیخ نہیں ہے۔

©Afnan Library Trust, 2026

قادیان میں نئی شریعت

اسی طرح اگر کوئی شریعت و سنت محمدیہ پر عمل کرتا ہے تو قادیان کے نزدیک وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے جبتک جناب میرزا صاحبکی اتباع نہ کرے کیونکہ قادیان میں اس شریعت پر جو مرزا صاحب سے پہلے موجود تھی یہ اضافہ ہوگیا کہ جناب میرزا صاحب کے اس حکم سے پہلے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز جائز تھی اب حرام ہوگئی۔ ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کے دعوی سے پہلے ہر مسلمان کا جنازہ جائز تھا اب مرزا صاحب کے بعد حرام ہوگیا۔ پہلے ہر مسلمان کو لڑکی دینا حلال اور تھا اب حرام ہے۔ کیا اکیلے اور خالص کلمہ طیبہ کو ایمان کے لئے ناکافی قرار دینا۔ نماز مسلمین کو جبتک وہ مرزا غلام احمد صاحب کو نہ مانیں باطل اور بے اثر بتانا۔ انکے نکاح باطل ٹھہرانا۔ انکے مردوں کی نجات کیلئے دعائے مغفرت میں شرکت کو منع کرنا۔ یہ اگر شریعت اسلام کا منسوخ کرنا نہیں ہے تو کیا ہے؟ اور کیا یہ وہ جدید احکام نہیں ہیں جو جناب مرزا صاحب کے بعد ظاہر ہوئے۔

بہائی طریق

یہ تو قادیان کے عقائد و اعمال اور انکے نتائج ہیں۔ اب بہائی طریق بھی ملاحظہ ہو جو سراسر اتحاد و صلح کے عالم میں داخل کرتا ہے۔ قادیان مسلمانان عالم کو کافر خارج از دائرہ اسلام کہتا ہے۔ بہائی ایسا نہیں کہتے بلکہ وہ تمام مسلمانوں کو مسلمان ہی کہتے ہیں۔ قادیان ہر مسلمان کے پیچھے نماز حرام اور قطعی حرام ٹھہراتا ہے۔ بہائی تمام مسلمانوں کے پیچھے نہ صرف نماز جائز سمجھتے ہیں بلکہ پڑھتے ہیں۔ قادیان کسی مسلمان کو لڑکی دینا جائز نہیں ٹھہراتا بہائی مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا جائز سمجھتے ہیں۔ بلکہ تمام مسلمانوں کیساتھ شادی و غمی میں دل سے شریک ہوتے ہیں۔

اہل قادیان میں اختلاف

قادیان اور اسلام کا تعلق معلوم ہونے کے بعد مولنا خیر الدین صاحب کا یہ فقرہ ملاحظہ ہو۔ کہ "باب اور بہاء اللہ ہر دو نے اس امر کا دعوی

کیا ہم خود صاحب شریعت ہیں" یہ تو جماعت احمدیہ لکھنؤ کا بیان ہے مگر پشاوری فاضل احمدی اور قادیان کے گزٹ الفضل ۲۳ مئی ۱۹۲۴ء کا بیان اسکے خلاف یوں ہے کہ "قرآن کریم کے نسخ کے بہائی قائل ہیں۔ بابی مذہب کے پیرو" اسی مضمون میں نامہ نگار اخبار پیغام صلح لاہور کے متعلق لکھا ہے کہ "پیغام کے واقف حال نے اسکی (یعنی حضرت باب کی) خود نوشت کوئی کتاب مطالعہ نہیں کی ہے جسمیں یہ عقائد ہوں کہ وہ مدعی نبوت تھا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا ناسخ تھا۔ اگر آپ کا بیان درست ہے تو اصل کتاب کا حوالہ بتائیں" اب روشن ہے کہ الفضل میں حضرت باب سے دعوے نسخ شریعت کی نفی کیگئی ہے اور جماعت احمدیہ لکھنؤ اسکے برعکس دعوے نسخ شریعت منسوب کرتی ہے۔ اب دونوں میں سے کون سچا ہے؟ دونو اہل قادیان میں لازم تھا کہ پہلے آپسمیں فیصلہ کرتے تاکہ اختلاف نہ پڑتا اور اسکے بعد کوئی رائے ظاہر کرتے۔ ہاں جبتک آپسمیں مشورہ کرکے متفق ہوں کہ شریعت کو کسنے منسوخ کیا تب تک جناب میرزا صاحب مرحوم کی چند ضروری باتوں پر توجہ دلائی جاتی ہے۔ جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں:-

صاحب شریعت ہونے کا دعوے

"یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعے چند اوامر و نواہی بیان کئے۔ اور اپنی امت کیلئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعۃ ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ یہ صاف صاحب شریعت ہونیکا دعوے ہے یا نہیں جسکو دیکھتے ہوئے جناب میرزا صاحب کے مریدوں میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو علی الاعلان جناب میرزا صاحب کو صاحب شریعت رسول کہتے ہیں اور قادیان کا نیا کلمہ لا الہ الا اللہ احمد رسول اللہ پڑھتے ہیں تو قادیان اپنی تاویل نگاری سے ایسی باتوں کو ٹالدیتا ہے۔ لیکن سمجھنے والوں کو حقیقت معلوم ہوجاتی ہے۔ جناب خلیفۃ المسیح قادیان کے دلی عقیدہ کا پتہ انکے حسب ذیل تازہ الفاظ سے لگتا ہے۔ الفضل مورخہ ۱۵ جولائی میں ارشاد ہوتا ہے۔ کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا جو شریعت نہ لائے۔ ہاں بعض نئی شریعت لاتے ہیں اور بعض پہلی شریعت ہی دوبارہ لاتے ہیں"

اس سے ظاہر ہے کہ ہر نبی صاحب شریعت ہی ہوتا ہے اور اسی سلسلہ میں مرزا صاحب بھی نبی ہو کر صاحب شریعت ہیں۔

©Afnan Library Trust, 2026

جہاد حرام

جناب میرزا صاحب اربعین ۴ صـ۱۳ پر فرماتے ہیں "جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں اسقدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا۔ اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا۔ اور پھر بعض قوموں کیلئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دیکر مؤاخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا۔ اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا" تحفہ گولڑویہ میں دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ اپنے قصیدے میں یوں دیتے ہیں "دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال جہاد اب قطعاً حرام ہے عام طور پر لوگوں میں عقل و تہذیب اور سلیقگی آگئی ہے اسلئے مناسب کہ اب مسلمان بھی جہاد کی تلوار توڑ کر کلب رانی کے ہتھیار بنالیں کیونکہ مسیح موعود آگیا۔ اور اب تمام جنگوں کا خاتمہ زمین پر ہو گیا۔ (تحفہ گولڑویہ صـ۱۲۸)

"دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد۔ آیہ جنگ اور جہاد حرام و قبیح ہے"۔

ازالہ اوہام صـ۲۴۱ پر فرماتے ہیں "اور جیسا کہ احادیث میں آیا ہے جزیہ وغیرہ کے متعلق بعض احکام منسوخ بھی ہو جاویں گے"۔

سود حلال

فتاویٰ احمدیہ میں جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں کہ جیسے مخمصے کی حالت میں سور کھانا جائز ہے یونہی اشاعت اسلام کیلئے ڈاکخانہ اور بنک کا سود لینا جائز ہے۔ بلکہ مثل قلب سے کہتے اور حکم دیتے ہیں "یہ سود ضرور لینا چاہیے"۔ اب ظاہر ہے کہ شریعت محمدیہ میں سود حرام ہے جسکا اقرار جناب میرزا صاحب کو بھی ہے اور اسی لئے مخمصہ کی آڑ میں تحلیل ربو کا فتویٰ دیدیا کیا یہ شریعت میں ترمیم و تبدیل نہیں؟ ہاں یاد آیا مولوی محمد دین صاحب احمدی مبلغ امریکہ نے علمی سے قادیان میں کہا تھا کہ حضرت مرزا صاحب فرماتے تھے کہ میں نے ڈاکخانہ اور بنک کے سود کو حلال تو کہدیا ہے لیکن ڈر ہی لگتا ہے کہیں عتاب الٰہی نازل نہ ہو جائے۔ (واللہ علی ما اقول شہید)

اہل قادیان تیار ہیں

اہل قادیان اس بات کا فخریہ اعلان کرتے ہیں کہ اگر جناب میرزا صاحب صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کرتے تو ہم ہرگز مانتے اور دنیا کو منواتے چنانچہ الفضل ۳۰ مئی ۱۹۲۴ء میں صاف صاف لکھا ہے "اگر احمد علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا ہوتا یا کوئی نئی شریعت

پیش کی ہوتی اور ہمنے آپکو شارع رسول مانا ہوتا تو ہم خدا کے فضل سے نہایت نڈری اور جرأت کیساتھ شارع رسول منواتے۔

العقل میں ان الفاظ کے لکھنے والے فاضل نے خود علمی سے قادیان میں فرمایا تھا کہ کوئی صاحب شریعت کیوں نہیں آسکتا۔ یہ کیا بات ہے کہ ہم احمدی کہیں کہ رسول تو آسکتا ہے مگر شریعت نہیں آسکتی شق شق کیوں کریں سیدھا شقنا لوہی کیوں نہ کہدیں"۔ اور اب ۱۴ جولائی ۱۹۲۴ء کو فاضل موصوف نے سیدنا

مولوی نورالدین صاحب کا ایمان

جناب میاں بشیر احمد صاحب ایم اے سیرۃ المہدی صـ۱۰۲ پر مولوی نورالدین صاحب کے تذکرے میں تحریر فرماتے ہیں "مولوی صاحب نے کہا کہ" میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) صاحب شریعت نبی ہونیکا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو"۔

ایک ضروری یادداشت

جناب میرزا صاحب اپنی کتاب البلاغ صـ۲۹ پر فرماتے ہیں "جیسا کہ تم گیہوں وغیرہ اناج کی قسموں کو دیکھتے ہو کہ وہ کیسے معدوم کے قریب ہو کر پھر ہمیشہ از سر نو پیدا ہوتے ہیں اور باایں ہمہ وہ قدیم بھی ہیں۔ انکو نو پیدا نہیں کہہ سکتے یہی حال سچے مذہب کا ہے کہ وہ قدیم بھی ہوتا ہے اور اسکے اصولوں میں کوئی بناوٹ اور حدوث کی بات نہیں ہوتی۔ اور پھر ہمیشہ نیا بھی کیا جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل میں ایک بزرگ نبی گذرے ہیں وہ کوئی نیا مذہب نہیں لائے بلکہ وہی لائے تھے جو ابراہیم کو دیا گیا تھا۔ اور حضرت ابراہیم بھی کوئی نیا مذہب نہیں لائے تھے بلکہ وہی لائے تھے جو نوح علیہ السلام کو ملا تھا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی کوئی نیا مذہب نہیں لائے تھے"۔ اس بیان سے یہ مقصد ہے کہ اہل قادیان اپنے "احمد نبی اللہ" کی تحقیق کو چھوڑ کر ادھر بھٹکتے نہ پھریں۔ حقیقت پر نظر رکھیں اور بیکار مباحث میں وقت ضایع نہ فرمائیں۔

جناب میرزا صاحب کے اشعار

مولٰنا خیر الدین صاحب نے جناب میرزا صاحب کے چند اشعار مع نثر اس غرض سے پیش کئے ہیں کہ آئیں جناب میرزا صاحب مستقل ادعا کرتے والوں کو کافر بدین دائرہ مومنین سے خارج ٹھہراتے ہیں۔

جواباً عرض ہے کہ اول تو جناب میرزا صاحب کے دشعار یا نثر ہمپر حجت نہیں اسلئے انکا ہمارے سامنے پیش کرنا ہی قانون استدلال کی رو سے ناجائز ہے دوم جناب میرزا صاحب جب اپنے کو

©Afnan Library Trust, 2026

نبی نہ سمجھتے تھے اگر کہیں لفظ نبی اپنے لئے استعمال کرتے تو اسکو استعارہ و مجاز اور اسلامی اصطلاح سے الگ ٹھہراتے۔ اور اپنی طرف دعوے نبوت منسوب کرنیوالوں کو نا سمجھ قرار دیتے تھے۔ جیسا کہ اربعین نمبر ۲ صہ ۱۹ سے عیاں ہے۔ اور مدعی نبوت کو کافر اور کاذب ٹھہراتے تھے۔ لیکن سنہ ۱۹۰۱ء میں اہل قادیان کے نزدیک نا سمجھ مولویوں کی سمجھ ٹھیک نکلی۔ مدعی نبوت کو کافر و کاذب ٹھہرانا جناب میرزا صاحب خود مدعی نبوت ثابت ہوئے۔ اس کافر و کاذب کہنے سے اگر کچھ حرج ہوا تھا تو مستقل اور اکثر نیوالوں کو میرزا صاحب کا کافر و کاذب کہنا ہمارے لئے کوئی تعجب کی بات نہیں ہمپر اسکا کوئی اثر نہیں۔

ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

اور اگر احمدی صاحبان کو اہل بہا اور حضرت بہاء اللہ مسیح موعود حق پر بھی کفر کا حربہ چلانا ہے جیسا کہ وہ تمام مسلمانان عالم پہ چلاتے ہیں تو مبارک ہو کہ یہاں اس پیشگوئی کا ظہور وہ اپنے ہاتھوں سے مکمل کر رہے ہیں جسمیں آیا ہے کہ مسیح موعود کی تکفیر ہوگی۔ جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں کہ "آنیوالے مسیح موعود کی نسبت صاف اور صریح پیشگوئی ہے کہ وہ مسلمانوں کے ہاتھ سے پہلے مسیح کی طرح ایذا اٹھائیگا بعض لوگ اس امت میں سے اسکی بھی تکفیر اور توہین کرینگے اور وہ مورد غضب الٰہی ہونگے" "حدیثوں میں صاف طور پر یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ مسیح موعود کی بھی تکفیر ہوگی اور علمائے وقت اسکو کافر ٹھہرائینگے اور کہینگے کہ کیسا مسیح ہے۔ اسنے تو ہمارے دین کی بیخکنی کر دی" (تحفہ گولڑویہ صہ ۱۰۱ متن و حاشیہ)

لفظ منکم

مولنا خیر الدین صاحب نے آیت استخلاف کے لفظ منکم سے یہ استدلال فرمایا ہے کہ موعود امت اسلامی امتی ہوگا۔ یہ استدلال بالکل بے بنیاد ہے (۱) کیا آیت یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم میں منکم سے مراد اہل قادیان کے نزدیک ہم مذہب لوگ ہی ہیں؟ نہیں بلکہ اسی اولی امر منکم سے اہل قادیان انگریزوں کی اطاعت فرض بتاتے ہیں۔ اور انہی خیر خواہی نکرنے والے کو احمق۔ نادان۔ بدکار۔ حرامی ٹھہراتے ہیں۔ (شہادت القرآن صہ ۱۱۱) (۳) ایک جگہ خود میرزا صاحب نے انکم منکم کے یہ معنی کیے ہیں کہ وہ موعود مسلمان قوم میں سے

پیدا ہوگا۔ (توضیح مرام صہ ۷) اور جب یہ معنی صحیح ہیں تو بہت سے تکلفات کی ضرورت نہیں۔ (۴) قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولقد جاءھم رسول منھم فکذبوہ فاخذھم العذاب وھم ظلمون (سورہ نحل آیت ۱۱۵) تو کیا یہاں منھم سے مراد یہ ہے کہ وہ رسول جو خدا نے بھیجا تھا وہ اپنی قوم کا ہم مذہب اور انہی کی شریعت کا تابع اور گذشتہ نبی کی امت میں داخل تھا۔ یہ مسلمات کے خلاف ہے۔ کیونکہ احمدی بھی پہلے کسی رسول کو امتی رسول نہیں مانتے۔ اسی طرح سورہ مومنون رکوع ۳ میں فرمایا فارسلنا فیھم رسولاً منھم پس کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہ رسول جنکو گول میں مبعوث ہوا تو وہ انہیں لوگوں کی طرح اس امت کا ایک فرد اور کسی سابق نبی کا تابع محض تھا۔ کیونکہ یہاں بھی لفظ منھم موجود ہے۔ جیسے کہ احمدی حضرات لفظ منکم سے مسیح موعود کا امتی ہونا نکالتے ہیں یہ مقامات بھی سوچنے کے قابل ہیں۔

(۵) انا لکم منکم سے یہ مراد بھی بتاتے ہیں کہ قادیان کے مقتدیوں کا امام مریدین قادیان میں سے ہی ہونا چاہئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں "تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی کافر مکذب متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ انا لکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمھیں دوسرے فرقوں کو جو دعوے اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑیگا۔ اور تمہارا امام تمھیں میں سے ہوگا۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صہ ۲)

پس منکم سے موعود کے امتی ہونے کا استدلال ایک مضمحل بات ہے۔ وہ بھی قادیانی لیکچر میں مضطرب ہے۔ ایسے استدلال اہل تحقیق کے نزدیک لطائف ظرائف سے زیادہ وقیع نہیں ہیں۔

آخرین منھم

مولنا خیر الدین صاحب فرماتے ہیں "قرآن شریف سورہ جمعہ آیت ۳ آخرین منھم لما یلحقوا بھم بآواز بلند پکار رہا ہے کہ جسطرح محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے امیین جو اولین تھے مستفیض ہوئے تھے اسی طرح آخرین بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے فیضیاب ہونگے۔ پس ایسے فارسی النسل کی ضرورت تھی جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شاخ ہو۔" اسکے متعلق چند باتیں بالاختصار عرض ہیں۔

اول یہ کہ آیت آخرین منھم کے مفسرین نے یہ سیدھے سادے معنے کئے ہیں کہ امیین عرب کیساتھ دیگر اہل فارس بھی ایمان لائینگے۔ چنانچہ اہل فارس کے قبول اسلام کے واقعات خلافت راشدہ

©Afnan Library Trust, 2026

میں ظہور پذیر ہو گئے۔ اور یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔

دوم۔ اس آیت کے وہ معنی بھی ہو سکتے ہیں جو ایک احمدی مبلغ لاہور نے کئے ہیں۔ کہ آخرین منہم سے مراد اہل کتاب ہیں کیونکہ بنی اسحٰق بنی اسمٰعیل کے بھائی ہیں۔ اسلئے منہم کے مصداق ہیں۔ اور اس بات کا قرینہ یہ ہے کہ آگے کی آیت مثل الذین حملوا التوراۃ میں اہل کتاب ہی مراد ہیں مقصد یہ کہ حضرت سیدنا خاتم الانبیاء روح ماسواہ فداہ غیر اہل کتاب اور اہل کتاب دونوں کیلئے مبعوث ہوئے۔

سوم۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اس آیت میں ایک ایسے رجل فارسی کی بعثت موعود ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شاخ ہو تو یہ بات بھی حضرت مہدی موعود سید علی محمد باب پر صراحتاً چسپاں ہوتی ہے کیونکہ حضرت باب شیرازی ہونے کے باعث رجل فارسی اور سید ہونے کے اعتبار سے حضور انور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شاخ ہیں۔ اور یہ دونوں امور تمام دنیا میں مسلم ہیں۔ اور میرزا صاحب رجل فارسی نہیں بلکہ ایک مرد پنجابی ہیں۔ خود فرماتے ہیں میرے پاس اپنے فارسی ہونے کا بجز الہام کے کوئی ثبوت نہیں۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۹ اور یہ کہ میرے آباؤ اجداد چینی حدود سے پنجاب میں آئے تھے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲) نیز جناب میرزا صاحب قادیانی کے سید ہونے کا دعوےٰ بھی ایسا ہی ہے۔ لیکن حضرت سید باب کا ایسا رجل فارسی ہونا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شاخ ہو۔ اظہر من الشمس ہے۔

چہارم اگر جناب میرزا صاحب کے فارسی ہونے کا آخری سہارا ان کا الہام دیکھا جائے تو بھی ثابت نہیں ہوتا کہ میرزا صاحب فارسی ہیں۔ کیونکہ کوئی لفظ کسی الہام میں نہیں کہ تو فارسی ہے۔ اور خود جناب میرزا صاحب کا ارشاد ہے کہ "سیدہے دل سے میرے الہام پر غور کرنا چاہئے" اگر میں نے کوئی کلمہ اجتہادی طور پر کہا ہے تو وہ حجت نہیں۔ (تریاق القلوب صفحہ ۴۵۴) پنجم۔ حضرات مفسرین کرام نے آخرین منہم کا مصداق اہل ایران کو بتایا ہے۔ چنانچہ صاف صاف لکھا ہے کہ والمراد اہل فارس (تفسیر طبری وغیرہ) پس اسکے مصداق وہی اصحاب مہدی ہیں جو فارس میں حضرت مہدی سید علی محمد باب کے جاں نثار تھے اور بالآخر حضرت مسیح موعود بہاء اللہ کے فداکاروں میں داخل ہوئے۔

قدرتی فیصلہ

خدا وہ ازلی ابدی خدا اپنی شان میں قایم و دایم ہے۔ وہ اپنی قدرت کے جلوے ظہور دنیا میں کرتا رہتا ہے۔ جنکو دیکھ دیکھ کر اہل دل بے اختیار پکار اٹھتے ہیں۔ کہ خدا کے کام ہیں۔ اور لوگوں کی نظر میں عجیب۔

جناب میرزا صاحب قادیانی کے معاملہ میں ایک قدرتی فیصلہ خداوند جل مجدہٗ نے دنیا کے سامنے ہر ایک پاک دل اور راستباز انسان کی گردن جھک جاتی ہے۔

یہ قدرتی فیصلہ قادیان پر خدائی اتمام حجت ہے۔ جو قایم ہو چکی۔ اور اب قدرتی فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ جناب میرزا صاحب قادیانی نے ازالہ اوہام میں تحریر فرمایا کہ "اسوقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے کسی نے بجز اس عاجز کے دعویٰ نہیں کیا۔ کہ میں مسیح موعود ہوں" (ازالہ اوہام صفحہ ۲۷۸ طبع دوم) بلکہ بڑے زور سے اپنی الہامی کتاب میں مطالبہ کیا کہ میرے سوا کوئی شخص مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو بتاؤ فبینوا من قام من دونی یدعی انہ ھو المسیح الموعود (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۲۶) عہ

جس شان کہ ۱۹۰۴ء میں حضرت میرزا محمود زرقانی لاہور پہنچے اور جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیان سے وہاں آئے ہوئے تھے۔ حضرت میرزا محمود زرقانی نے جناب میرزا غلام احمد صاحب

عہ نیز جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں:۔ "اب دیکھنا چاہئے کہ ایسے کتنے لوگ ہیں جنہوں نے اس زمانہ میں مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کیا۔ اگر فرض بھی کیا جائے کہ مثلاً مسلمانوں میں سے اس زمانہ میں دس آدمی نے یہ دعوےٰ کیا ہے۔ تو ان دس میں سے ایک مرد صادق اور مسیح موعود ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ نشان صادق کے وجود کو چاہتے ہیں لیکن جس حالت میں بیس کروڑ مسلمانوں میں سے جو شام اور عرب اور عراق اور مصر ہند وغیرہ بلاد میں رہتے ہیں اس علامات کے زمانہ میں جو کتاب اللہ اور حدیث کی رو سے مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ ہے صرف ایک شخص نے مسلمانوں میں سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو ایسے مدعی کا جھوٹا ہونا اپنے وقت پر ظاہر ہے اور پیشگوئی کی تکذیب لازم آتی ہے۔ (شہادت القرآن صفحہ ۶۵)

©Afnan Library Trust, 2026

قادیانی کو بذریعہ پیسہ اخبار مخاطب فرمایا جسکا ذکر جناب میرزا صاحب قادیانی خود پیغام احمدی میں یوں فرماتے ہیں۔ "آج پیسہ اخبار ۲۷ اگست ۱۹۰۴ء کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ حکیم میرزا محمود نام ایرانی لاہور میں فروکش ہیں وہ ایک مسیحیت کے مدعی کے حامی ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔ اور مجھسے مقابلہ کے خواہشمند ہیں"۔ جناب میرزا صاحب قادیانی کا وہ ارشاد کہ "عجز۔ اس عاجز کے کسی نے دعوی نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اب دنیا کے لئے قابل غور ہے کہ پیغام احمد کے بیان نے اسکو برقرار رہنے نہیں دیا۔ پہلے جناب میرزا صاحب فرماتے تھے کہ کسی نے مسیح موعود ہونیکا دعوی نہیں کیا۔ اور اب ایک مدعی مسیحیت کا ذکر آپ ہی فرما رہے ہیں۔ اسجگہ مدعی مسیحیت سے حضرت بہاء اللہ مراد ہیں کہ آپنے ہی جناب میرزا صاحب سے پہلے مسیح موعود ہونے کا دعوی فرمایا۔ اور آپ کی ہی دعوت و تبلیغ لیکر انکے مبلغ اور داعی خاص جناب میرزا محمود صاحب زرقانی لاہور میں فروکش ہیں۔ اور میرزا صاحب قادیانی سے "مقابلہ کے خواہشمند ہیں"۔ اسکے جواب میں جناب میرزا غلام احمد صاحب مقابلہ کے لئے تیار نہ ہوئے۔ بلکہ فرمایا کہ "آپ میں جانے کو ہوں اور ایک منٹ بھی مجھے کسی اور کام کیلئے فرصت نہیں"۔ حالانکہ اسکے بعد آپ لاہور میں رہے۔ گورداسپور میں رہے۔ اور ایکماہ سے زائد عرصہ سیر میں گذار کر قادیان واپس پہنچے۔ یا تو خود الہامی مطالبہ تھا کہ میرے سوا کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا ہے تو بتاؤ جب قدرت الٰہی نے اپنے ایک ولی محمود کو میرزا صاحب کے مقابلہ پر بھیجدیا اور اس روحانی سلطان محمود نے جناب میرزا صاحب کو دعوت حق دی اور اظہار حقیقۃ کی غرض سے بلایا تو جناب میرزا صاحب نے اپنے الہامی مطالبہ کو فراموش فرماکر خاموش ہونا پسند کیا۔ اور حضرت بہاء اللہ کا مقابلہ نکرنے اور نہ صرف اسوقت خاموش ہو گئے بلکہ اس واقعہ کے بعد چار سال زندہ رہے مگر کبھی کسی تصنیف میں موعود حق حضرت بہاء اللہ کی تکذیب نہ کی۔ ہاں ایک

تصفیہ کی صاف راہ

یوں بتائی کہ "تاہم میں حکیم میرزا محمود صاحب کو تصفیہ کیلئے ایک اور صاف راہ بتاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ کل ۳ ستمبر کو جیسے میں میرا مضمون پڑھا جائیگا۔ وہ مضمون ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار

عہ جناب میرزا صاحب ضرورۃ الامام صفحہ ۱۹ پر فرماتے ہیں "سچے الہام کا انسان کبھی بزدل نہیں ہوتا اور کسی مدعی الہام کے مقابلہ سے اگر وہ ویسا ہی مخالف ہو نہیں ڈرتا مگر جناب میرزا صاحب ایسے حیرت انگیز طریق پر بہائی دعاوی کے سامنے خاموش ہوئے کہ دنیا حیران ہے اور احمدی

تمام دکان اپنے پرچے میں شایع کردیں۔ حکیم صاحب موصوف سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس مضمون کے مقابلہ میں اسی اخبار میں اپنا مضمون شایع کرادیں۔ اور پھر خود پبلک ان دونو مضمونوں کو پڑھکر فیصلہ کریگی کہ کس شخص کا مضمون راستی اور دلائل قویہ پر مبنی ہے"۔ (پیغام احمدی صفحہ ۲)

حضرت میرزا محمود زرقانی نے حسب ارشاد جناب میرزا صاحب ۱۵ نومبر ۱۹۰۴ء میں اپنا مضمون بعنوان "جواب لیکچر جناب قادیانی" شایع کرادیا۔ اس مضمون میں اپنے پہلے چیلنج کو پھر تازہ کیا۔ کہ اس ادنی خادم اہل بہاء نے جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو لکھا تھا کہ حضرت بہاء اللہ مسیح موعود برحق ہیں۔ چونکہ آپ بھی اسکے مدعی ہیں اسلئے بہتر ہے کہ ایک مجلس مشرفا و فضلا راہو کی تاسیس کیجائے۔ آپ اپنے دلائل اور میں حضرت بہاء اللہ کے دلائل پیش کروں۔ مگر جناب میرزا صاحب نے منظور نکیا۔ اب پھر کہا جاتا ہے کہ جبتک ہم اس نواح میں ہیں۔ میرزا صاحب ایسی مجلس کی منظوری دیکر ہمیں بلا سکتے ہیں۔ ہم مقابلہ کیلئے تیار ہیں"۔

اس اعلان کے بعد بھی جناب میرزا صاحب قادیانی خاموش ہی رہے حضرت میرزا محمود زرقانی نے جواب لیکچر قادیانی" میں ایک امر عظیم یہ بھی لکھا کہ چونکہ حضرت بہاء اللہ جناب میرزا صاحب سے دعوی میں پچاس سال متقدم ہیں اسلئے جناب میرزا صاحب کا دعوی حضرت بہاء اللہ کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا۔ کیونکہ حضرت بہاء اللہ کا دعوی تمام مدعیوں کا رادع و مانع ہے۔ عہ اور حضرت بہاء اللہ کا تقدم ہی آپکی صداقت کا کافی نشان ہے۔ جناب میرزا صاحب نے اسکا کچھ بھی جواب نہ دیا۔ اور تا زیست چپ ہی رہے۔ ہاں انکی وفات سے چند روز پیشتر تصفیہ کی راہ صاف کر گئے۔

عہ جواب لیکچر جناب قادیانی میں سے چند فقرے یہ ہیں۔ اور حضرت بہاء اللہ کا میرزا صاحب قادیانی سے پچاس برس پہلے اپنی ادعا میں تقدم و سبقت اور پیشی رکھنا خود انکی (یعنی حضرت بہاء اللہ کی) حقیت اور حجیت پر دلیل برہن اور بیان محکم و دوشن ہے۔ جس سے مریخ پایا جاتا ہے کہ فقط آپ (حضرت بہاء اللہ دنیا کے سب ادعا کرنے والے مدعیوں کے مقابل سب کے رادع و مانع اور ہٹانے اور مٹانے والے ہیں"۔ صفحہ ۲۴ پر پھر مترجم نے بخاری شریف کی وہ روایت پیش کی ہے جسمیں ذکر ہے کہ ہرقل بادشاہ روم نے وفد قریش سے پوچھا کہ کیا اس سے یعنے حضرت رسول اکرم صلعم سے پہلے بھی کسی نے ایسا دعوی کیا تو جواب ملا کہ نہیں۔ ہرقل نے کہا کہ اگر پہلے کوئی اور مدعی ہوتا تو میں کہتا کہ رجل یتاسی بقول قیل قبلہ (یہ شخص پہلے ظاہر ہونے والے مدعی کی تاسی و پیروی کرتا ہے یعنے یہ مدعی صادق نہیں سمجھا جائیگا بلکہ اسے پہلے جس مدعی نے ادعا کی ہے وہی سچا اور برحق ہے۔ صفحہ ۲۵ دوسرے مدعیوں کو ہم حضرت بہاء اللہ کے امر کے مٹانے والے بھی سمجھتے کہ وہ حضرت کے مثل کچھ آثار و شئون و صفات مقدسہ ہمراہ لاتے اور تقدم زمانی بھی رکھتے اور اپنی دعوی کرنیسے پہلے مدعی ہوتے جب سبکا دعوی حضرت بہاء اللہ کے دعوی کرنے کے بعد ظہور میں آیا ہے اور غیر مکمل نکلا تو آپ ہی حق و باطل کے تمیز دینے کے لئے خدا کی پاینده زندگی کی قسم فقط یہ ایک ہی آخری مسئلہ کافی ہے

©Afnan Library Trust, 2026

بلکہ یوں کہیے کہ قطعی فیصلہ اپنے حق میں خود اپنی قلم سے کر گئے جسے قدرتی فیصلہ کہنا نہایت موزوں ہے

جناب میرزا محمود زرقانی نے جواب لیکچر جناب قادیانی" میں تقدم و سبقت کو دلیل صدق کے طور پر پیش کیا۔ جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بے چون وچرا اس دلیل کو تسلیم فرمایا بلکہ اپنی طرف سے خود پوری وضاحت سے اسکو اپنی کتاب چشمہ معرفت حاشیہ صفحہ ۳۰۱ مطبوعہ ۱۹۰۸ء پر یوں شایع فرمایا کہ جہاں صادق مدعی کے اور بہت سے نشان ہیں۔ وہاں "منجملہ ان لوازم خاصہ کے ایک یہ بھی ہے کہ اسکا ظہور اسکے زمانہ میں سب مدعیوں سے پہلے ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تب ابھی جھوٹے نبیوں کا نام ونشان نہ تھا اور جب انکا نور زمین پر خوب روشن ہوگیا تب مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور ابن صیاد وغیرہ جھوٹے نبی ظاہر ہوئے تاخدا دکھاوے کہ کسطرح سچے کی حمایت کرتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ سچے نبی کے ظہور کے وقت بارش کی طرح آسمان پر

انتشار روحانیت ※

ہوتا ہے۔ اور اکثر لوگوں کو سچی خوابیں شروع ہو جاتی ہیں۔ الہام بھی ہونے لگتے ہیں۔ اسی دھوکہ سے بعض جھوٹے نبی اپنی حد سے بڑھکر نبوت کا دعوی کرتے ہیں۔"

※ مرزا صاحب کے چند فقرات انتشار روحانیت پر یہ بھی قابل غور ہیں تنزل الملئکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر سلام ھی حتی مطلع الفجر سو ملائکہ اور روح القدس کا تنزل یعنی آسمان سے اترنا اسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعت خلافت پہنکر اور کلام الٰہی سے شرف پاکر زمین پر نزول فرماتا ہے، تب دنیا میں جہاں جہاں جو ہر قابل پایا جاتا ہے۔ سب پر اسکا نور پرتو ڈالتا ہے اور تمام عالم میں ایک نورانیت پھیل جاتی ہے، ہر طرف سے ایسی ہوا چلنی شروع ہو جاتی ہے جو اس خلیفۃ اللہ کیلئے خدا آسمان سے اتارتا ہے، اور درحقیقت یہ فرشتے اس خلیفۃ اللہ سے فرشتوں کا ہوتا ہے جو اس خلیفۃ اللہ کیلئے خدا آسمان سے اتارتا ہے، اور درحقیقت یہ فرشتے اس خلیفۃ اللہ سے ہمت کے آثار جلیہ ہوتے ہیں۔ جو اپنی قوت مقناطیسی سے ہر ایک مناسبت رکھنے والے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ خواہ وہ جسمانی طور پر نزدیک ہو یا دور ہو اور خواہ آشنا ہو یا بیگانہ اور نام تک سے بیخبر ہو، یہ الٰہی قانون ہے جس میں کبھی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔ اور بہت صاف اور سریع الفہم ہے توضیح مرام صفحہ ۱۹

برادرم ڈاکٹر عمر صدرانی نے ایک مختصر مضمون اسی سلسلہ میں جریدۂ کوکب ہند آگرہ کیلئے بھیجا تھا جو موقعہ کی بنا پر یہاں درج کیا جاتا ہے۔ وھو ھذا: اندنکذب مسیح قادیانی۔ انکی اپنی زبانی،

محترم برادر مولوی خیرالدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لکھنؤ اپنی گرفتاری کے متعلق ۱۳ پر فرماتا ہیں کہ "بھائی عبدالغفور

بھی قادر مطلق خدا کے انتقام میں جل رہا ہے۔ اس قادر وقہار کے قبضۂ قدرت سے نکلنا محال امر ہے۔ اب اسکے فیض دنیا میں ظہور پذیر ہونا ایسا ہی امر ہے جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی صباح کے متعلق خیال کیا جاتا

اب اے کائنات عدل! تو گواہ ہو جا کہ جس تقدم اور سبقت کو ایک بہائی مبلغ نے حضرت بہاء اللہ کیلئے دلیل صدق ٹھہرایا تھا اسکو قادیان کے "نبی" نے تسلیم کر کے حضرت بہاء اللہ کے صدق پر مہر کر دی۔ فتفکروا یا قوم ثم انظروا الیوم مالکم من محیص۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲ اور کوئی شیطان دنیا میں اپنے باپ ابلیس سے خبر پاکر یہ ظاہر کرے کہ ان کا روحانی فیض جاری وساری ہو گیا ہے" دیکھو سطر ۱۲ تا ۱۶

اسکے متعلق ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ صرف حضرت مرزا صاحب کا ایک قول پیش کئے دیتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوگا کہ مسیلمہ ثانی کون ثابت ہوتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب چشمہ معرفت حاشیہ صفحہ ۳۰۱ پر فرماتے ہیں:۔

"منجملہ ان لوازم خاصہ کے ایک یہ بھی ہے کہ اسکا ظہور (یعنی صادق کا) ظہور سب مدعیوں سے پہلے ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تب ابھی جھوٹے نبیوں کا نام ونشان نہ تھا اور جب ان کا نور زمین پر خوب روشن ہو گیا تب مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور ابن صیاد وغیرہ جھوٹے نبی ظاہر ہوئے تا خدا دکھاوے کہ کسطرح وہ سچوں کی حمایت کرتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ سچے نبی کے ظہور کے وقت بارش کی طرح آسمان پر انتشار روحانیت ہوتا ہے اور اکثر لوگوں کو سچی خوابیں شروع ہو جاتی ہیں۔ الہام بھی ہونے لگتے ہیں۔ (جسطرح جناب میرزا صاحب کو ہوتے تھے ناقل) اسی دھوکہ سے بعض جھوٹے نبی اپنی حد سے بڑھکر نبوت کا دعوی کرتے ہیں۔ (جسطرح جناب میرزا صاحب کو ہوگئے اور اسی دھوکہ میں اپنی حد سے بڑھکر دعوی نبوت کیا ناقل) بالفاظہ

مذکورہ بالا عبارت میں حضرت میرزا صاحب مفصلہ ذیل امور بیان فرماتے ہیں۔ (۱) جو شخص پہلے دعوی کرے (۲) بوجہ دعوت کرنیوالے مسیلمہ۔ اسود عنسی۔ ابن صیاد کے مثیل ہوتے ہیں (۳) اسکی بعثت کی وجہ سے ایک عظیم الشان انتشار روحانیت ہوتا ہے۔ اور اسی انتشار روحانیت کی وجہ سے اکثر لوگ سچے خواب دیکھتے اور الہام پاتے ہیں۔ (۴) ان الہامات کی بنا پر بعض دھوکہ خوردہ لوگ اپنی حد سے بڑھکر دعوی نبوت کرتے ہیں۔

چہار امور پر تبصرہ

نمبر اول۔ سب سے پہلے مدعی حضرت جمال مبارک بہاء اللہ ہیں چنانچہ جناب مدیر رسالہ الفیض امرتسر فرماتے ہیں:۔ "بہر حال مرزا حسین علی الملقب بہاء اللہ ۲ محرم ۱۲۳۳ھ میں پیدا ہوا ۱۵ جمادی الاول ۱۲۶۹ھ میں مدعی بنا۔" دلحاظہ ہو رسالہ الفیض امرتسر بابتہ ماہ فروری ۱۹۲۴ء صفحہ ۲۵ سطر ۲۱ نمبر دوم کے متعلق ظاہر و باہر ہے کہ جناب میرزا صاحب بعد میں دعوی کرنیوالوں میں سے ہیں۔ جناب محترم مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور فرماتے ہیں۔ "کیا آج ہمیں اور بہائیوں کو نہیں دیکھتے کہ کسقدر دکھ اور تکلیفیں انہوں نے اٹھائیں۔ بابی فرقہ کی ابتدا کو آج ۸۴ سال گذر گئے۔ اور احمدی سلسلہ کے قیام پر ابھی اس سے نصف وقت بھی نہیں گذرا (پیغام صلح لاہور مسیح موعود نمبر ۱۹۲۳ء) خلیفۃ المسیح قادیان کی شہادت جناب مذکور الفضل ۱۵ اپریل ۱۹۲۴ء صفحہ میں تسلیم فرماتے ہیں کہ:۔ "ہمارے عقیدے کی اشاعت سے پیشتر دنیا میں بابی اور بہائی مذہب تھا۔ باب میری پیدائش سے پچاس سال پہلے دعوی کر چکا تھا اور میرے پیدا ہونے چالیس

©Afnan Library Trust, 2026

اور اسی تقدم و تاخر نے حسب مذاق جماعت احمدیہ لکھنؤ وہ نکتہ بھی حل کر دیا کہ مکاشفہ میں حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ایک شخص کو طواف کعبہ میں دیکھا اور یہ مسیح حق تھا اور اسکے بعد دوسرے شخص کو ملاحظہ فرمایا جسے جماعت احمدیہ لکھنؤ "مسیح دجال" ٹھہراتی ہے۔ اب ظاہر ہے آگے کون تھا اور پیچھے کون آیا تقدم کو دلیل صدق کسنے ٹھہرایا اور کسکی قلم سے خدا نے لکھا دیا کہ سچا پہلے ہوتا ہے۔ مفسدین کی گرفتاری" لکھنے والے

عہ آخری مرحلہ } اس عنوان سے اخبار بدر قادیان جلد نمبر ۶ نمبر ۳۱ مورخہ یکم اگست ۱۹۰۷ء میں جناب میرزا صاحب نے اپنے دعاوی کو آخری مرحلہ پر پہونچاتے ہوئے فرمایا "پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہوئے تھے۔ مگر جھوٹا ہمیشہ بعد میں پیدا ہوتا ہے۔ سچا پہلے ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو پھر اسکی ریس کر کے جھوٹے بھی نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ ہمارے دعوے سے پہلے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کسی نے اسطرح خدا سے الہام پاکر مسیح

بقیہ حاشیہ ص ۲۳ } برس پہلے بہاء اللہ دعوی کر چکا تھا۔ اور ہزاروں لوگ بابیت اور بہائیت میں داخل ہو چکے ہیں۔" اور ظاہر ہے کہ جناب میرزا صاحب کی ولادت کے بعد جناب میرزا صاحب کا دعوے مسیحیت پیدا ہوا۔ نمبر سوم۔ اس صادق مدعی کی بعثت کی وجہ سے ایسا عظیم الشان انتشار روحانیت ہوا کہ فارس۔ افغانستان یورپین افریقہ کو روشن کرتا ہوا ڈوئی پر چکا اثنے بھی دھوکہ کھا کر نبوت کا دعوی کر دیا۔ پھر شمالی جانب پگٹ بھی اسی غلطی کا مرتکب ہوا۔ نمبر چہارم کے متعلق اوپر بیان ہو چکا ہے کہ جھوٹے نبیوں نے دھوکہ کھا کر اپنی حد سے بڑھکر دعوی نبوت کیا۔ اصل بات یہ ہے کہ چونکہ مسیح موعود کی بعثت کا انتشار نورانیت ایک زبردست اور عظیم الشان ازل سے مقدر تھا اور یہ بعثت ایسی بعثت تھی کہ جسکو پہلے لوگوں نے تو کیا کسی نبی اور رسول نے بھی نہیں دیکھا تھا۔" (خطبہ الہامیہ صفحہ اخیر) لہٰذا ایسی شوکت اور اقتدار کیساتھ ظاہر ہوا کہ عورتوں تک الہام شروع ہو گئے اور (جناب میرزا صاحب۔ عبدالحکیم۔ ڈوئی پگٹ وغیرہ) نابالغ بچے بھی دعوی نبوت کرنے لگے۔" (ضرورۃ الامام صفحہ ۵) ع

کوئی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے (ناصح مشفق عمر صدائی بٹالہ) فقط

چشم بصیرت سے ملاحظہ فرمائیں۔ وہ جو دریافت کرتے ہیں کہ میرزا محمود زرقانی نے کیا جواب دیا۔ اب قدرت نے بتا دیا کہ یہ جواب دیا تھا۔ جناب میرزا صاحب قادیانی کا ایک الہام ہے کہ "میں آخر وقت میں تجھکو خبر دوں گا کہ تو حق پر نہ تھا" جو صاف صاف جناب میرزا صاحب پر صادق آگیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

اے پاک روحو! سچے محبوب موعود کی طرف دوڑو۔ وہ یوم ینادی المنادمن مکان قریب والی سرزمین مقدس شام سے تمھیں پکار رہا ہے۔ "یا قوم دعوا الھوی و اقصد والحرم الاوقی" "اے اہل عالم ہمہ بار بگذارید و برگ یکشاخسار۔ بکمال محبت و اتحاد و مودت و اتفاق سلوک نمائید۔ قسم بآفتاب حقیقت نور اتفاق آفاق را روشن خواہد ساخت۔ حق آگاہ و گواہ این گفتار بودہ و ہست۔ جہد نمائید تا بایں مقام بلند اعلی کہ مقام صیانت و حفظ عالم انسانی ہست فائز شوید۔ ایں قصد سلطان مقاصد و ایں اہل ملیک آمال۔

اے اہل بہار شما مشارق رحمت و مطالع شفقت بودہ و ہستید زبان را السبب و بعین اعدے میالائید۔ وچشم را از انچہ لائق نیست باز دارید۔ انچہ را کہ وارائید بنمائید۔ اگر قبول افتد مقصد حاصل والا تعرض باطل۔ خدروہ بنفسہ مقبلین الی اللہ المھیمن القیوم ۰

بقیہ حاشیہ ص ۲۴ } ہونے کا دعوی کیا ہو۔ مگر ہمارے دعوے کے بعد چراغدین اور عبدالحکیم اور کئی ایک دوسرے ایسے پیدا ہو گئے ہیں۔" اس مضمون کو بدر میں دیکھکر علامہ محترم سید مصطفی رومی بھائی نے پیسہ اخبار ۳ ستمبر ۱۹۰۷ء میں ایک مضمون شائع کرایا جسکے متعلق سید صاحب موصوف ترجمہ کتاب "جواب لیکچر جناب قادیانی کے صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں کہ "ایسے جرأت بھرے کلام کو دیکھکر کتر میں سید مصطفے نے روزنامہ پیسہ اخبار نمبر ۱۱۴۰ جلد ۵ اشاعت سہ شنبہ ۳ ماہ ستمبر میں ایک مختصر سا مضمون شائع کرایا۔ ناظرین الفضل ذرا اس مضمون کو دیکھکر آپ ہی فیصلہ فرمالیں۔ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ دونوں پر چونکہ مرزا صاحب موصوف فرما ایشات میں اپنے ہی منہ خود کو جھٹلاتے اور تکذیب کرتے ہیں یا نہیں۔"

©Afnan Library Trust, 2026

اللھم انت انا عبدك وابن عبدك اشھد بوحدانیتك وفردانیتك منك البدایۃ والیك النھایۃ

اے یار ازل بس است روئے تو مرا — بہتر ز ہزار خلد کوئے تو مرا
بر عزت من اگر کسے حملہ کند — صبر است طریق ہچو خوئے تو مرا

میرے پیارے احمدیو! تقویٰ کی رسی مضبوط تھام لو۔ تکذیب حق میں جلدی نہ کرو۔ لغو مباحثوں میں مال۔ وقت اور محنت برباد نہ کرو۔ تمہیں ستایا۔ بائیکاٹ کیا۔ اخباروں رسالوں میں بدکلامی کی۔ گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط بھیجے۔ ہمپر الزامات لگائے۔ ایک بڑا امتحان تھا تمنے فیل ہونے میں تعجیل کی۔ تم اگر ہمیں برا کہو تو ہم صبر کریں گے۔ مگر اے عزیزو اپنی آخرت تباہ نہ کرو۔ جو حق قدرتی طور پر ظاہر ہوا ہے وہ آخر غالب ہو کر رہیگا۔ کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔ تم کچھ بھی سلوک کرو۔ ہم حق خدمت ادا کرنے کی کوشش کرتے رہینگے۔ ہمیں ایک بینظیر اور لازوال دولت ملی ہے۔ خدائے قدوس نے عاجزوں پر نظر رحمت فرمائی ہے۔ اب ہماری نظر بھی اسی پر ہے۔

جو ہمارا تھا وہ اب دلبر کا سہارا ہو گیا — آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا
شکر للہ مل گیا ہمکو وہ لعل بے بدل — کیا ہوا گر قوم کا دل سنگ خارا ہو گیا

ہمارے دل میں نوع بشر کی محبت ہے۔ دنیائے اسلام کی محبت ہے۔ ہم سچے دل سے احمدیوں کی حقیقی اصلاح چاہتے ہیں۔ ہم تنگ دل نہیں۔ ہم سب کے خیر خواہ ہیں گالیوں کا جواب گالیوں سے نہیں دینگے۔ روح ریحان سے سب کیساتھ مل جلکر رہنا اور سبکی ہمدردی کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ خدا ہمیں توفیق دے کہ حق وحقیقت کی خدمت سے دنیا کو فائدہ پہونچاکر اس حقیقی مولیٰ کی رضا حاصل کریں ؎

خاکساریم وسخن ازدہ غربت گوئیم — تعلم اللہ کہ بکس نیست خبارے مارا
ما زبیہودہ پئے ایں سر و کارے برویم — جلوۂ حسن کشد جانب یارے مارا

خاتمہ

بطور اتمام حجت مزید کے ہم حضرت بہاء اللہ کے الہامی دعاوی پیش کر کے اس عرضداشت کو ختم کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے مخالفین یہ بڑی اگر جوشی کیساتھ مشہور کر رہے ہیں کہ اولاً تو حضرت بہار اللہ نے کوئی صریح دعوے مسیحیت نہیں کیا۔ دوئم دعوے مامورین من عند اللہ نہیں کیا۔ سوئم دعوے الہام نہیں کیا۔ چہارم اگر کیا بھی ہے تو دعوے خدائی کیا ہے۔ مگر ذیل کے حوالوں سے ہر شخص کو معلوم ہو جائیگا کہ حضرت بہار اللہ نے مسیح موعود بلکہ موعود کل ادیان ہونیکا دعوے فرمایا ہے۔ مامور من عند اللہ ہونیکا اعلان فرمایا ہے۔ دعوی وحی و الہام الہی کیا ہے۔ خدائی کا دعوی نہیں فرمایا۔ پس اب پاک دل کیساتھ خشیۃ اللہ کو مدنظر رکھکر تلاوت فرمائیے۔

کتاب انزلہ الرحمن من ملکوت البیان وانہ لروح الحیوان لاھل الامکان تعالی اللہ رب العلمین ۵

یہ کتاب ہو جسے رحمن نے ملکوت بیان سے نازل فرمایا ہے اور بیشک یہ تمام کائنات کیلئے روح زندگی ہے تمام جہانوں کا پروردگار بلند و برتر ہے ۵

(الواح مبارکہ ص ۳۷)

قل ان الروح القدس قد ظھر فی قمیص محمد و روح القدس پیرایۂ جدید میں ظاہر ہوا ہے ۵

(الواح مبارکہ ص ۳۰)

جدید ۵

تاللہ قد کنت راقداً ھن تنی نفحات الوحی وکنت صامتاً اذ تکلمنی ربك المقتدر القدیر۔ لولا امرہ ما اظھرت نفسی قد احاطت مشیتہ مشیتی واقامنی علی امر بہ ورد علی سھام المشرکین

قسم بخدا میں سویا ہوا تھا۔ نفحات وحی نے مجھے ہلایا۔ میں خاموش تھا مجھے تیرے قدرت والے پروردگار نے گویا بنایا۔ اگر اسکا حکم نہوتا تو میں اپنے کو ظاہر نکرتا اسکی مشیت نے میری مشیت کو گھیر لیا۔ اور مجھکو اس امر پر

©Afnan Library Trust, 2026

اقرأ ما انزلناه للملوك لتترقن بان للملوك
ينطق بما امر من لدن حليم خبير ۵
(الواح مبارکہ صفحہ ۲۳۱)

قل يا ملأ الفرقان قد اتى الموعود
الذى وعدتم به فى الكتاب اتقوا الله
ولا تتبعوا كل مشرك اثيم ۵
(الواح مبارکہ صفحہ ۲۳۵)

يا ملأ الارض قد ارسلنا اليكم من سمى
يوحنا ليعمدكم بالماء لكى تطهر اجسادكم
لظهور المسيح وانه طهركم بنار الحب وماء
الروح للاستعداد لهذه الايام التى
فيها اراد الرحمن ان يغسلكم بماء الفضل
والاحسان هذا الهوا الذى اخبركم به
اشعياء والمعزى الذى اخذ مقعده الروح
(لوح پوپ)

انه اتى من السماء مرة اخرى كما اتى سفعا
اول مرة اياك ان تعترض عليه كما اعترض
الفريسيون من دون بينة وبرهان ۵
(لوح پوپ)

يا ايها الناطق بثنائى اسمع ما قاله الظلوم

قایم کیا جسکے سبب مجھپر مشرکوں کے تیر برسے۔
جو ہمنے بادشاہوں کیلئے الواح نازل کی ہیں انکو پڑھ
تاکہ تجھے یقین ہوجائے کہ یہ بندہ وہی کہتا ہے جسکے لئے
خدائے علیم وخبیر کی طرف سے مامور ہے۔ ۵

کہدے اے گروہ قرآن یقیناً وہ موعود آگیا
جسکا وعدہ تمھیں کتاب میں دیا گیا تھا۔ خدا سے
ڈرو اور ہر مشرک گنہگار کی پیروی نکرو۔

اے روئے زمین کے باشندو! ہمنے تمھارے طرف
یوحنا حضرت باب کو بھیجا تاکہ تمھیں پانی سے بپتسمہ دے
تاکہ تمھارے اجسام ظہور مسیح موعود کیلئے پاک ہوجائیں
سو بیشک اُسکی محبت کی آگ اور روح کے پانی سے ان
ایام کی استعداد کیلئے مطہر نا پاجنہیں کہ رحمن نے تمھیں
اپنے فضل واحسان کے ہاتھوں آبحیات کیساتھ غسل دینا
چاہا۔ یہ وہی باپ ہے جسکی خبر تمھیں اشعیا نبی نے دی تھی۔
اور یہ وہی مددگار ہے جسکے متعلق مسیح روح اللہ نے
تم سے عہد لیا تھا ۵

یہ حضرت بہاء اللہ بحیثیت مسیح موعود آسمان سے دوبارہ
آیا ہے جیسا کہ پہلی بار آیا تھا۔ خبردار ایسے اعتراضات
نکرنا جیسے کہ فریسیوں نے بغیر دلیل وحجت کے
کئے تھے ۵

اے میری تعریف میں بولنے والے وہ باتیں سُن جو کہ

فى اياى منهم من قال انه ادعى الربوبية
ومنهم من قال انه افترى على الله ومنهم من
قال انى اظلم للفساد تبا لهم وسحقا لهم
انهم من عبدة الاوهام رتجليات ص۲

قل افتفترون على الذى جاءكم ببينات الله
وبرهانه وحجته وآياته ان هى من تلقاء
نفسه بل من لدن من بعثه وارسله
بالحق وجعله سراجا للعالمين۔ قد اشتد
علينا الامر فى كل يوم بل فى كل ساعة انى
ان اخرجونا من السجن وادخلونا فى
السجن الاعظم بظلم مبين۔ اذا قيل لهم
لاى جرم حبسوه قالوا انهم ارادوا ان يجددوا
الدين۔ لو كان القديم هو المختار عندكم لم
تتركوا شرعه فى التورة والانجيل۔ بينوا
يا قوم لعمرى ليس لكم اليوم من محيص۔ ان
كان هذا اجرمى قد سبقنى فى ذلك محمد
رسول الله ومن قبله الروح ومن قبله
الكليم۔ وان كان ذنبى اعلاء كلمة الله
واظهار امره فانا اول المذنبين۔ كذلك
نزل هذا الذنب بملكوت ملك السموت
والارضين ۵
لوح نپولین ثالث ص۲۹

ظالموں نے میرے دشمنوں میں کہی ہیں۔ بعض نے کہا
کہ یہ خدائی کا دعویٰ کرتا ہے بعض نے کہا کہ یہ مفتری
علی اللہ ہے۔ اور بعض نے کہا کہ یہ فساد کی غرض سے
ظاہر ہوا ہے انکیلئے ہلاکت ہے اور دوری۔ خبردار یہ
لوگ اوہام پرست ہیں ۵

کہدے کیا تم اسپر اعتراض کرتے ہو جو کھلے کھلے نشان
اور برہان اور حجت اور آیات الٰہی لیکر آیا ہے یہ باتیں
اسکے نفس کی جانب سے نہیں ہیں بلکہ اس خدا کیطرف سے
ہیں جسنے اسکو مبعوث کیا اور سچائی کیساتھ بھیجا اور تمام
جہانوں کیلئے چراغ روشن بنایا۔ دیکھدے ہمپر معاملہ ہر روز
بلکہ ہر گھڑی سخت ہوتا گیا یہانتک کہ ہمیں ایک قید خانہ سے
نکالکر بڑے قید خانہ میں ڈالدیا جو بڑا ظلم کدہ تھا۔ جب کسی نے پوچھا
چاہا کہ ان لوگوں کو کیوں قید کیا گیا جواب دیتے ہیں کہ یہ لوگ
دین کو نیا کرنا چاہتے ہیں۔ اگر پرانا ہی تمھارے نزدیک پسندیدہ
ہے تو تم نے تورات وانجیل کی شریعت کو کیوں چھوڑا۔ صاف
صاف بیان کرو۔ قسم ہے کہ تمھارے لئے آج کوئی چھٹکارہ
نہیں۔ اگر یہی تجدید دین، میرا جرم ہے تو اسمیں حضرت
محمد رسول اللہ نے مجھسے سبقت کی ہے اور انسے پہلے روح اللہ
نے اور انسے پہلے کلیم اللہ نے۔ اور اگر اعلاء کلمۃ اللہ اور
اظہار امر الٰہی میرا گناہ ہے تو میں سب سے اول گنہگار ہوں۔
میں اس گناہ کو آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت
سے بھی نہیں بدل سکتا ۵

©Afnan Library Trust, 2026

قادیان پر بار بار اتمام حجت

ماتیغ برہنہ ایم در دست قضا — شد کشتہ ہر آنکہ خویشتن بر ما زد

(۱) سنہ ۱۹۰۰ء میں قادیان سے کچھ علمی و مذہبی سوالات جناب مولنا نورالدین صاحب نے ایک بہائی حضرت علامہ ابوالفضل کلپائیکانی مقیم قاہرہ سے کئے۔ جنکے جواب میں علامہ موصوف نے کتاب "الدرر البہیہ فی جواب اسئلۃ الہندیہ" لکھکر قادیان بھیجی۔ جو کہ مطبوعہ مصر ہمنے خود کتخانہ احمدیہ بلکہ تمام عالم کے سامنے رکھی ہے۔ مگر جناب میرزا صاحب مرحوم اور مولنا نورالدین صاحب مرحوم جنکے سوالوں کے جواب میں یہ کتاب ہے اس کتاب کو پڑھکر تکذیب امر بہائی میں زبان قلم کو حرکت نہ دیسکے۔ یہ پہلی اتمام حجت تھی۔ جو بانی جماعت کے بازو اور ایسے خلیفہ اول کے واسطہ سے جماعت پر قایم ہوئی۔ جسے بعض احمدی علم و تقوی میں جناب میرزا صاحب مرحوم سے بھی بڑھکر مانتے ہیں۔ (عسل مصفی ایڈیشن اول)

(۲) سنہ ۱۹۰۴ء میں حضرت میرزا محمود زرقانی کی جناب میرزا صاحب قادیانی کو دعوت مقابلہ اور میرزا صاحب کا عذر خام۔ پھر حضرت میرزا محمود کا "جواب لیکچر جناب قادیانی" لکھنا اور مکرر عام دعوت دینا اور جناب میرزا صاحب قادیانی کا خاموشی ہی ہارکر دنیا سے گذر جانا۔ وہ اتمام حجت ہے جو براہ راست بانی جماعت پر ہوئی۔

(۳) سنہ ۱۹۰۷ء میں علامہ سید مصطفی رومی کا پیسہ اخبار ۳۰ ستمبر میں میرزا صاحب کے اس لکھنے پر کہ ہمیشہ جھوٹا بعد میں پیدا ہوتا ہے۔ "ایک زبردست مضمون لکھنا اور پھر مکرر "جواب لیکچر جناب قادیانی" کے ضمیمہ میں جناب میرزا صاحب کے مسلمہ معیار سے ان پر حجت قائم کرنا۔ جناب میرزا صاحب کا لاجواب رہجانا۔ یہ وہ اتمام حجت ہے۔ جو مکرر بانی جماعت پر وارد ہوکر تمام جماعت احمدیہ پر قائم ہوئی۔

(۴) سنہ ۱۹۰۸ء میں پھر حضرت محمود زرقانی کا ریویو آف ریلیجنز کے جواب میں احقاق الحق نامی ایک مدلل کتاب لکھنا اور جناب میرزا صاحب اور خلیفہ اول اور خلیفہ ثانی اور اڈیٹر صاحبان ریویو کا

اب تک اسکے جواب میں خاموش رہنا یہ بھی عظیم الشان اتمام حجت ہے۔ جو بانی جماعت اور خلفاء اور افراد جماعت پر قائم ہوئی

(۵) سنہ ۱۹۱۵ء میں برہان صریح و عمدۃ التنقیح نامی کتابیں شایع ہوئیں۔ جنمیں دلائل سے بتایا گیا کہ مہدی و مسیح دو الگ وجود ہیں جیساکہ عقیدہ جمہور اسلام ہے اور مہدی حضرت باب اور مسیح موعود حضرت بہاء اللہ ہیں۔ انکا جواب بھی آجتک قادیان سے نہ بن پڑا۔ اسطرح یہ کتابیں بھی تبلیغ رسالت سے قادیان پر برابر اتمام حجت کر رہی ہیں۔

(۶) جناب برادر مکرم ڈاکٹر عبدالصمد عمر صمدانی نے ایک مضمون "کیا امام جماعت احمدیہ قادیان مباہلہ کرینگے" القاسم امرتسر ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۲۴ء میں شایع کرایا۔ جسکے جواب میں قادیان آجتک نہیں بولا۔ یہ بھی ایک رعب حق کی اتمام حجت ہے۔

(۷) جناب امیر قادیان نے الفضل یکم مارچ سنہ ۱۹۲۴ء میں "کھلا چیلنج تمام مدعیان صداقت کو" پھر بالخصوص بہائیوں کو مقابلہ کا چیلنج الفضل ۲۹/۲ اپریل سنہ ۱۹۲۴ء میں دیا جسکے جواب میں ماہ مئی سنہ ۱۹۲۴ء کانونشن بہائیاں منعقدہ پونا میں نمایندگان جماعت احمدیہ کو دعوت شرکت دیگئی۔ اور رجسٹری شدہ اسلہ جناب امام جماعت قادیان کی خدمت میں بھیجا گیا۔ مگر کانونشن کے ختم ہونے تک نہ کوئی جواب آیا نہ کوئی نمایندہ شریک ہوا۔ اسکے ساتھ جناب شیخ عبدالرحمن صاحب ہندی نے امام جماعت قادیان کے چیلنج پہ لبیک کہا اور حضرت بہاءاللہ کی صداقت پہ مناظرہ و مکاشفہ کیلئے امام قادیان کو بلایا امیر جماعت قادیان آجتک تیار نہوئے۔ پھر ۹ مارچ کے کوکب ہند آگرہ میں فاضل موصوف نے چیلنج قادیان کا مکرر جواب لکھا اور مقابلہ کیلئے بلایا لیکن قادیان تاہنوز سو رہا ہے۔ یہ تازہ اتمام حجت ہے

(۸) جماعت احمدیہ لکھنؤ نے اشتہار "اسلام کا بدترین دشمن" شایع کیا جسپر کوکب ہند ۲۵ جولائی میں بحروف جلی چیلنج دیا گیا۔ جسکے جوابمیں آجتک جماعت احمدیہ لکھنؤ مجالت کے پردے میں منہ چھپائے ہوئے خاموش پڑی ہے۔ یہ تازہ تر اتمام حجت ہے جسمیں اہل قادیان کیلئے نصیحت و عبرت ہے۔ لوکانوا یعلمون

(۹) حضرت علامہ سید مصطفی رومی نے مجلہ ۹ الاشراق رنگون میں۔ "اعجاز دست قدرت الٰہی" ایک زبردست مضمون لکھا ہے۔ جسمیں فرمایا ہے کہ جناب امیر قادیان کا یہ فرمانا کہ انہوں نے کبھی بہائیان رنگون کو دعوت مباہلہ دی تھی دروغ سفید ہے۔ اور لکھا ہے کہ ہم مذاکرہ و مباہلہ کیلئے ہمیشہ سے تیار ہیں۔

(۱۰) اور اب اس رسالہ نے جو آپکے ہاتھ میں ہے ایک عظیم الشان طریق سے فیصلہ کن اتمام حجت کردی ہے۔

©Afnan Library Trust, 2026

بہائی کتابیں

الواح حضرت بہاء اللہ

۱۔ مجموعہ الواح مبارکہ عربی و فارسی ۱۲ر

۲۔ ایقان مع اردو ترجمہ کا صرف انگریزی ہے ۱۲ر

۳۔ ادعیہ خوب عربی فارسی سے ر

۴۔ کلمات مکنونہ مترجم انگریزی۔ ۱۲ر اردو ۴ر

۵۔ ہفت وادی و چہار وادی (تصوف) ۸ر

الواح حضرت عبدالبہا

۶۔ مفاوضات عبدالبہاء فارسی للعہ انگریزی ہے ر

۷۔ مکاتیب عبدالبہا جلد اول ہے ر

۸۔۹ ایضاً جلد ثانی ہے ۱۲ر جلد ثالث ۱۲ر ہے

۱۰۔ مُبینہ۔ عہ

۱۱۔ لوح پروفیسر فورال ۱۳ر

مختلف

۱۱۔ بدائع الآثار۔ مصنفہ میرزا خود زرقانی حضرت عبدالبہاء کے یورپ و امریکہ کا باتصویر سفرنامہ۔ کاغذ۔ لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ جلد اول ضخیم ثانی مع

کتاب الفرائد۔ مصنفہ میرزا ابوالفضل علامہ اظہر قریباً ۸۰۰ سو صفحات کی زبردست تحریر ہے جس میں حقایق قرآنی و دیگر کتب آسمانی کی بکمال خوبی تطبیق کی ہے۔ فارسی سہل ہے ر

بہجۃ الصدور۔ حاجی میرزا حیدر علی اسیر خارطوم کی سوانح جس میں انکے عصر کے واقعات مفصلاً مندرج ہیں۔ صفحات ۵۲۰ فارسی آسان عہ ر

مناظرات الدینیہ۔ ایک بہائی مبلغ زردشتی۔ یہودی عیسائی اور اسلامی اعتراضات کے کیا جواب دیتا ہے عہ ر

تاریخ امر بہائی۔ ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ فارسی ۱۲ر

مثنوی بینش۔ ایک قابل قدر کتاب ہے عہ ۸ر

دیوان نوش۔ ایک زردشتی شاعر کا بلند پایہ کلام ایران کی شاعری کے دور جدید کا عمدہ نمایندہ عہ ر

تعلیمات حضرت بہاء اللہ۔ تقریباً ایک

الواح کا اقتباس ہے۔ ۔۔۔۔ مع مختصر سوانح ۸

کوالب وڈیہ فی مآثر البہائیہ۔ یہ تحریک بہا

۱۸۰ سال کی تاریخ ہے جو ۱۸۴۴ء سے شروع ہو اور ۱۹۲۲ء تک کے واقعات نہایت مشرح و بسط سے بیا کرتی ہے۔ زبان نہایت سلیس فارسی ہے۔ اور بعض نوا تاریخیہ اسمیں شامل ہیں۔ اکثر اہم تاریخی حضرات کی تصو بھی درج ہیں۔ دو جلدوں میں ہے۔ کاغذ چھپائی۔ بہا کتابوں کے مشہور طریقہ پر دیدہ زیب مطبوعہ مصر ہے۔ د جلدیں ساتھ ملیں گی۔ جلد طلب کیجئے ورنہ دوسرے چالان ت انتظار کرنا پڑیگا۔ قیمت عہ

اخفاق الحق۔ مصنفہ میرزا محمود بہائی ایرانی جس

رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان کے اعتراضات کا جو اسمیں بہائی مذہب پر کئے گئے تھے دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔ اور بہائی مذہب کی حقانیت نہایت مس دلیلوں سے ثابت کیگئی ہے۔ قیمت ۳ر

باب الحیات۔ یعنی ترجمہ مقالہ سیاح مترجمہ علامہ

سید مصطفےٰ رومی حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کے حا زندگی اور فرقہ بہائیہ کے مختصر واقعات اور تعلیمات۔ یہ د کتابیں نایاب ہیں۔ بڑی کوشش سے دستیاب ہوئی ہیں ۱۲

ایک احمدی سے مناظرہ۔ بڑھان جیسے۔ اسمیں

ثابت کیا گیا ہے کہ مہدی اور مسیح دو الگ الگ وجود ہیں جیسا کہ جمہور اسلام کا عقیدہ ہے۔ اور قادیانی اعتقاد کہ مہدی و مسیح ایک ہیں غلط ہے۔ اسقدر زبردست ہے کہ آجتک قادیان سے جواب نہیں ہو سکا عہ۔ ۃ التنقیح۔ اسمیں بتایا گیا ہے کہ جناب میرزا صاحب قادیانی کے مسلمہ دلائل سے حضرت باب مہدی اور حضرت بہاء اللہ مسیح موعود ثابت ہوتے ہیں علمائے اسلام ان کذابوں کو مان تسلیم فرما چکے ہیں۔ قیمت ۶ر

پتہ

منیجر دارالکتب سول لائنس آگرہ

©Afnan Library Trust, 2026

چند جزیں

——— حضرت میرزا محمود زرقانی ایک مشہور شخصیت کے بہائی فاضل ہیں جنسے ہندوستان کی اخباری دنیا اور علمی طبقہ بخوبی واقف ہے۔ اکثر دلوں پر موصوف کے کمالات کا سکہ بیٹھا ہوا ہے۔ موصوف عنقریب ہندوستان وارد ہونے والے ہیں۔ آپکے ہمراہ ایک اور بھی عالم آرہے ہیں۔ جو کہ جامع ازہر مصر کے محترم علمار کرام میں سے ہیں

——— نمائش ویمبلی لنڈن میں مذاہب کی کانفرنس ہوگی۔ جسمیں اہل بہار کا کافی حصہ ہے۔ امر بہائی کے مضامین خاص اہمیت کیساتھ کانفرنس میں رکھے گئے ہیں۔ عیسائیت اور یہودیت پر کوئی لیکچر نہوگا۔

——— اہل بہار کا بہت مشہور مجلہ "نجم باختر" فارسی و انگریزی میں چکاگو امریکہ سے بڑی آب و تاب کیساتھ نکل رہا ہے۔ اسیطرح "الاشراق" فارسی انگریزی برمی زبان میں رنگون سے شائع ہو رہا ہے اور "ہیرلڈ آف دی ایسٹ" کان پور سے زبان انگریزی میں جارہا ہے۔

——— آئندہ ماہ ربیع الاول میں کوکب ہند کا میلاد نمبر بڑے اہتمام سے نکلیگا۔ جسمیں حضرت سید الورٰی سلطان بقا خاتم الانبیار احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ علیہ وآلہ التحیۃ والثنا بروح ماسواہ فداہ کی شان برتر و اعلیٰ جلوہ گر ہوگی۔ حضور اقدس کی عظمت شان حضور اکرم کی صداقت کے زندہ نشان حضور انور کی کامل محبت و برہان میلاد نمبر میں روح افزائے ایمان ہونگی حبیب ازل کی الفت میں محبوب ابد کی محبت میں وہ منتخب عشقیہ نظمیں بھی درج ہونگی جو عرفان و ایقان کو تازہ کردینگی۔ ایک حصہ نسوانی نظم و نثر کا بھی ہوگا۔ جسمیں صرف خواتین محترمہ کے مضامین کی نذر محبوب الثقلین کی بارگاہ میں پیش کی جائیگی ؛

خلق جدید۔ یہ کتاب قادیان میں ظہور امر بہائی کی عجیب و غریب تاریخ ہے جو کہ بحسبتہ روزانہ ڈائری کے طور پر اسی زمانہ میں لکھی گئی جبکہ قادیان ظہور امر بہائی سے ایک عالم حیرت اور منظر ہیبت بنا ہوا تھا۔ کچھ درخواستیں موصول ہو چکی ہیں۔ اور بھی چند درخواستیں آنے پر طبع ہوگی۔ (مصنفہ جناب مولانا مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی)

درخواستیں بنام منیجر کوکب ہند آگرہ آنی چاہئیں ؛

©Afnan Library Trust, 2026

رجسٹرڈ نمبر A ۱۳۳۱

اخبار کوکب ہند آگرہ

ہر انگریزی ماہ کی یکم ۹ ۱۷ ۲۵ تاریخوں کو شائع ہوتا ہے

مقاصد

نشر نفحات حقیقت تبلیغ وحدت و محبت فلاح اقتصاد اصلاح
معاشرت تعلیم عمومی حقوق نسواں تعمیم معارف تطبیق مذہب و سائنس

کوکب ہند بہت مقبول ہو رہا ہے۔ ملک کے معزز جرائد نے بہترین ریویو کئے ہیں۔ امر بہائی کے متعلق عمدہ واقفیت پیدا کرنے کا اچھا ذریعہ ہے "جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت" کا سلسلہ عجیب و غریب ہے جسے اکثر علماء اور محققین پسند فرما رہے ہیں۔ مختصر یہ کہ کوکب ہند ہندوستانیوں کی نوعیت کا پہلا پرچہ ہے۔ بہت جلد خریدار ہو کر فائدہ اٹھائیے۔ نمونہ مفت قیمت سالانہ للہ ہشتماہی ۸ عہ۔ سہ ماہی ۴ عہ۔ پچاس لائبریریوں کو رعایتاً سالانہ پر دینا منظور ہوا ہے۔

اشتہار دینے والے حضرات کوکب ہند میں اشتہار دیں۔ یہ اخبار علمی اور تجارتی حلقوں میں بکثرت جاتا ہے۔ بیرون ہند ممالک اسلامیہ میں بھی پہنچتا ہے۔ اجرت اشتہارات بہت کم ہے جو بذریعہ مراسلت طے کیجئے:

آگرہ اخبار لیس میں چھپوا کر سید محفوظ الحق علی نے دفتر کوکب ہند آگرہ سے شائع کیا

©Afnan Library Trust, 2026

I no 12

نمبر ۸ جلد ۱۳۳۱
مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۱۳ء

کوکب ہند آگرہ

مقاصد

نشر نفحات حقیقت تبلیغ وحدت ومحبت فلاح
اتحاد اصلاح معاشرت تعلیم عمومی حقوق نسواں
تعمیم معارف تطبیق مذہب و سائنس ::

قواعد

ہر جماعت کا مضمون درج کیا جائے گا وہ
مضمون درج نہ ہوگا جسمیں کسی دین یا کسی قوم یا
فرد پر ناروا حملہ ہو ::

مدیر مسئول
سید محفوظ الحق علی مولوی فاضل

مدیر معاون
مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

حلیہ ہر انگریزی مہینہ کی یکم ۹-۱۷-۲۵ کو شائع ہوتا ہے :: قیمت سالانہ للعہ ششماہی ۸ بسہ ماہی عہ :: اشتہارنی کالم للعہ نمبر ۱۲

لوح الامر

جب بغداد میں حضرت بہاء اللہ کو رہتے ہوئے دس سال گذر گئے تو آقا بزرگ خاں قزوینی ایران کی طرف سے قونسل مقرر ہوکر عراق میں آئے۔ علماء جو اس گروہ کے شروع ہی سے دریے آزار تھے ان کو آقا بزرگ کے آنے اور تقویت ہوئی اور اس گروہ کو دکھ دینے کی مزید تدابیر اختیار کی جانے لگیں۔ کبھی انکو بیدین اور ملحد کہا گیا کبھی انکو دشمن حکام وسلطنت ٹھہرایا گیا۔ سفیر موصوف کی مل نو ماہ کی تگ ودو کے بعد سلطان عبدالعزیز کے دربار سے حکم صادر ہوا کہ بہاء اللہ اور آپکے منتسبین کو بغداد سے اسلامبول کو جلا وطن کر دیا جائے اسوقت آپکے ساتھ اسی آدمی تھے۔

اس حکم کے آنے پر حضرت بہاء اللہ بغداد سے ۱۸۶۳ء میں بغداد سے چل پڑے اور تھوڑے فاصلہ پر نجیب پاشا کے باغیں جسکا نام باغ رضوان ہے مقیم ہوئے۔ شہر کے شرفاء اور معززین جنکو شرف ملاقات حاصل تھا آپکی اس جلا وطنی پر افسوس کرنے کے لئے حاضر ہوئے اور رونے لگے۔ لیکن حضرت بہاء اللہ نہایت جذب اور ولولہ انگیز حالتمیں تھے اور آپنے یہاں جہرۃً اظہار امر فرمایا۔ اور آپکے اوپر آیات بکثرت نازل ہوئیں۔ چنانچہ انمیں سے ایک جو لوح امر یا رسالہ امر یہ کے نام سے مشہور ہے مع ترجمہ کے آج کی اشاعت میں دیجاتی ہے۔ مخاطب بہاء اللہ اور متکلم خدا ہے۔ دیکھو صفحات ۲ و ۳ اخبار ہذا

اس لوح میں جس واقعہ کا ذکر ہے اسکی تفصیل مزید یہ ہے کہ جن دنوں میں حضرت بہاء اللہ بغداد میں مقیم تھے اور آپکی تعلیمات کا آوازہ بلند ہو رہا تھا۔ علماء اسلام میں مخالفت کا ایک تازہ جوش پیدا ہوا جسکے سرکردہ کارجناب شیخ عبدالحسین طہرانی تھے۔ انہوں نے کاظمین میں علماء کی ایک مجلس ترتیب دی اور حضرت بہاء اللہ کے مقابلہ کی تدابیر کیں۔ جن علماء کو اس مجلس میں بلایا گیا تھا ان میں حضرت شیخ مرتضی انصاری بھی نجف اشرف سے طلب کئے گئے تھے آپنے مجمع علماء کا رنگ بے رنگ دیکھکر فرمایا کہ مناسب تو یہ ہے کہ اپنا ایک نمائندہ بہاء اللہ کے پاس بھیجا جائے وہ تحقیقات کرے اگر بات حق ہو مان لیا جائے ورنہ رد کر دیا جائے۔ چنانچہ اس قرارداد کے مطابق ملا حسن عمو کو جو علماء کبار میں سے تھے مجلس نے منتخب کرکے حضرت بہاء اللہ کے پاس بھیجا۔ وہ گئے اور انہوں نے آپکی تقریر سنکر عرض کیا کہ آپکا فضل وکمال بے مثال ہے مگر معجزہ کی ضرورت ہے آپنے فرمایا کہ علماء فیصلہ کرکے ایک معجزہ مقرر کریں۔ ہم کسی شخص کو بھیجدینگے وہ معجزہ دکھا دیگا۔ حضرت بہاء اللہ کا یہ جواب سنکر ملا حسن مجلس علماء میں واپس گئے اور سرگذشت سنائی حضرت شیخ مرتضی نے کہا اب کہ تو علماء نے اس فیصلہ کے تسلیم کرنیسے انکار کیا۔ علماء کی یہ حالت دیکھکر شیخ مرتضی موصوف مجلس سے اٹھکر چلے گئے۔

غالباً دوسرے قاصد سے بھی شیخ مرتضی انصاری مراد ہیں۔ جب شیخ عبدالحسین نے اپنی تدبیر کو ناکام ہوتے دیکھا تو حضرت بہاء اللہ اور آپکے منتسبین کی اذیت کیلئے نت نئے بہانے ڈھونڈنے لگے۔ ادھر انکے منتخبہ قاصد ملا حسن عمو نے جب علماء کا یہ افسوسناک رویہ دیکھا تو بیتاب ہوگئے اور ہر مجلس میں جسمیں انکا گذر ہوتا تھا۔ اس واقعہ کی بہم بتفصیل بیان کرتے۔ علماء نے انکو بھی بابیت سے متہم کیا۔ ناچار انکو کرمانشاہ کو ہجرت کر جانا پڑی

آپنے آقا عبداللہ مجتہد اعظم کی مجلس میں اپنی روداد سنائی اس حق گوئی کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کو بھی شربت شہادت پینا پڑا جس سے ثابت ہوگیا کہ اس دور میں آیت فتمنوا الموت کی صداقت اگر کہیں نظر آتی ہیں تو انہی میں جنہوں نے جمال یار کا نظارہ کیا ہے۔

خبر تھی جسکے آنے کی وہ آئے

"قادمان منیر" میں اطلاع دیگئی تھی کہ حضرت میرزا محمود زرقانی ایک عالم جامع ازہر دار دہند وستان ہو نیوالے ہیں۔ الحمد للہ کہ وہ اس محترم بزرگ بمبئی پہنچ گئے ہیں۔ جامع ازہر کے فاضل حضرت مولانا محی الدین صاحب ہیں۔ ان محترم مہمانوں کی آمد پر تمام احبائے الٰہی شاداں ہیں ادارہ کوکب ہند دلی مسرت کیساتھ ان محترم مہمانوں کا استقبال کرتا ہے۔ اور تمام احبائے روحانی نیز طالبان حقیقت کو مبارکباد اور محترم مہمانوں کو خوش آمدید کہتا ہے۔

یا بہاء الابھی حماک اللہ :: مرحبا مرحبا تعال تعال

اُردو پریس میں اہل بہاء

"بہائی فرقہ کی تاریخ" کے عنوان سے محترم معصر "راز حیدرآباد دکن" نمبر اگست ۱۹۲۴ء میں ایک مضمون مختصر سا شائع ہوا ہے۔ جسمیں لکھا ہے کہ لندن اور دیگر مغربی ممالک میں مذہب بہائی کی ایک عالم مذہب کی حیثیت سے تبلیغ واشاعت کی جاتی ہے۔ ایران میں اہل بہاء پر جور وجفا کا ذکر کیا ہے کہ بہائیوں پر مظالم توڑے گئے اور انکو سخت سے سخت تکالیف دی گئیں جنکی وجہ سے ہزاروں آدمی مر گئے

محترم معصر القاسم امرت سر ۱۰ اگست رقم طراز ہے۔ لاہوری مرزائی پارٹی کا آرگن پیغام صلح کئی دفعہ یہ شکایت کر چکا ہے کہ میرزا محمود کی پارٹی بہائیت کی طرف قدم اٹھا رہی ہے اور اسکی تائید میں وقتاً فوقتاً چند نظائر پیش کرتا رہا۔

سُنی حنفی مسلمانوں کے اخبار محترم الفقیہ امرت سر نے اپنی اشاعت ۲۵ جولائی میں ہمارا اشتہار "مسلمانو! قادیان کے دھوکے اور فتنے سے بچو" شایع کیا۔ دیگر معاصرین کو بھی نقل مضامین کی عام اجازت ہے

برہمو سماجیوں کے آشرم لاہور کا اخبار ۱۰ اگست ۱۹۲۴ء اپنی قوم کے سامنے بعنوان "ھذا کا دین" حضرت بہاء اللہ کا یہ فرمان پیش کرتا ہے "مذہب اس بادشاہ ازلی کے ارادہ سے دنیا کے لوگوں میں اتفاق واتحاد کے پیدا کرنے کیواسطے ظاہر ہوا ہے۔ تم اسکو لڑائی جھگڑا اور تفرقہ کا ذریعہ مت بناؤ۔"

محترم ایڈیٹر رسالہ الفیض جناب مولانا محمد سلیمان صاحب بی اے جناب میرزا صاحب قادیانی کے خیالات پر بحث کرتے ہوئے الفیض جلد اول نمبر ۷ میں فرماتے ہیں "اور زیادہ مصالحہ بابی مذہب سے لیا گیا ہے جیسا کہ ہم انشاء اللہ ثابت کرینگے"

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو صفحہ ۷ کالم ۳)

تاج جنتری ۱۹۲۵ء زیر طبع ہے۔ یہ ہندوستان میں سب سے زیادہ تعداد میں چھپتی ہے۔ اس میں اشتہار دیکر فائدہ اٹھائیے۔ وقت بہت کم رہگیا ہے۔ اس لئے جلد جوابی کارڈ بھیجکر نرخ دریافت فرمائیے۔ ایڈیٹر تاج جنتری حسین مسلم ہائی اسکول فتحگڑھ ضلع فرخ آباد

©Afnan Library Trust, 2026

وحدت پیغمبران علیہم السلام

محفوظہ ۲۵ اگست سنہ ۱۹۲۴ء

کوکب ہند آگرہ

در شہر بروکلین سینٹرل کونگریگیشنل چرچ ۱۹ جون سنہ ۱۹۲۴ء پاوری پارکس کنیڈین ::

میرے پیارے دوستو اور ہمراہیو! خدا کے خاندان والو! میں آج شام کو بہت خوشی کیساتھ **عبد البہاؑ** کو گفتگو کرنیکی دعوت دیتا ہوں ہمارے بڑے بھائی عبد البہاء مشرق بعید سے جہاں کہ ہمیشہ دنیا کے سب بڑے دین پیدا ہوئے ہیں ہمارے پاس آئے ہیں تاکہ جیسا خدا نے اُنسے کہا ہے ویسا ہی وہ بھی ہمسے کہیں۔ اب میں تمکو اس مہمان کے ہاتھ میں چھوڑتا ہوں جسکے ہمارے درمیان ہونے پر ہمکو فخر ہے۔

خطاب عبد البہاء یہ بہت اچھا گرجہ اور اچھی جماعت ہے کیونکہ اسمیں ہر کسی کے ضمیر کو آزادی ہے۔ ہر دین اور ہر دینی جذبہ کا بیان یہاں کیا جا سکتا ہے۔ جسطرح سے کہ ملکی دنیا کے مسکونیں آزاد خیالی کیضرورت ہے۔ اسیطرح دینی دنیا میں آزاد خیالی کا حق ہونا چاہئے۔ دیکھو کہ موجودہ زمانہ کی جمہوری سلطنت اور پرانے طریقہ کی بادشاہت میں کتنا فرق ہے۔ اس بادشاہت میں آدمیوں کے خیال آزاد نہ تھے۔ لیکن جمہوریت میں چونکہ خیال اور گفتار کی آزادی ہے اسواسطے بیحد ترقی ممکن ہے۔ دینی دنیا کا بھی یہی حال ہے جب ضمیر آزاد ہوں۔ خیال کی آزادی ہو۔ گفتار کی آزادی ہو یعنی جبکہ ہر کوئی اپنے خیال کے مطابق اپنے اعتقاد کو ظاہر کر سکے۔ اوسوقت ترقی لازمی ہو جاویگی۔ پس یہ ایک مبارک گرجا ہے کیونکہ اسکا ممبر ہر دین کیواسطے کھلا ہے۔ اور ہر دین کے مقاصد اس گرجہ کی جماعت کے سامنے نہایت آزادی کیساتھ بیان کئے جا سکتے ہیں۔

اس غرض سے میں اس محترم پادری کا شکر گذار ہوں کیونکہ وہ انسانی دنیا کی وحدت کے سچے خدمتگذار ہیں۔ وہ مقدس مظاہر جو کہ مختلف دینوں کے بانی ہیں سب ایکہیں ایک اور متفق ہیں۔ مثلاً حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ۔ زردشت بدھ حضرت عیسیٰ۔ حضرت رسول اللہ باب اور بہاء اللہ سب حقیقت اور تعلیم کی رو سے ایک ہیں۔ علاوہ بریں جو پیغمبر بھی آیا ہے اُسنے اپنے سے پہلے آنے والے پیغمبر کی تصدیق کی ہے اور اپنے بعد آنیوالے کی خبر دی ہے۔ دیکھو کیسے حضرت ابراہیم نے حضرت موسیٰ کے آنیکی خبر دی اور حضرت موسیٰ نے انکے قول کی تصدیق کی اور حضرت مسیح کی خبر دی۔ اور حضرت عیسیٰ نے انکے حکم کو پورا کیا۔ پس یہ ظاہر ہے کہ وہ متفق اور متحد تھے۔ انمیں کوئی فرق یا اختلاف نہیں ہے سب نے حقیقت کی بنیاد ڈالی ہے۔ اور سب نے خدا کے دین کو پھیلایا ہے۔ خدا کا دین حقیقت ہے اور حقیقت متعدد نہیں ہو سکتی۔ وہ ایک ہی ہے۔ پس خدا کے دینوں کی بنیاد ایک ہی ہے کیونکہ وہ سب اس ہی حقیقت پر مبنی ہے جو کہ متعدد نہیں ہو سکتی۔ لیکن ان دینوں کے ماننے والوں نے اختلاف کیا ہے اور لڑائی جھگڑا پھوٹ دشمنی اور عداوت انمیں رہی ہے کیونکہ انہوں نے خدا کے دین کی بنیاد (حقیقت) کو چھوڑ دیا۔ اور تقلید کو اختیار کیا۔ چونکہ ان نقل اور تقلید دینمیں اختلاف ہے اسلئے لڑائی جھگڑا آگیا ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ روح اللہ نے ایک بنیاد ڈالی اور وہ ابدی حقیقت تھی۔ لیکن انکے بعد بہت سے فرقے کھڑے ہو گئے۔ ان فرقوں کا کیا سبب تھا۔ اسمیں شک نہیں کہ وہ جبری تقلید کیوجہ سے تھے کیونکہ حضرت عیسیٰ کی بنیاد صرف ایک ہی ہے۔ لیکن چونکہ تقلید آگئی اسواسطے مختلف فرقہ پیدا ہو گئے۔ اب اگر سب عیسوی فرقے حقیقت کی تلاش کریں تو وہ حضرت عیسیٰ کی بنیاد یعنی خدا کی حقیقت ان سبکو ملجاویگی۔ انمیں کوئی دشمنی اور عداوت نہ رہیگی کیونکہ وہ حقیقت کی عبادت کرینگے۔ اسی طرح اگر سب موجودہ دین بجائے تقلید کو چھوڑ دیں اور حقیقت کی تلاش کریں تاکہ مقدس کتابوں کے اصلی معنی معلوم ہوں۔ تو سب ملجاوینگے۔ کیونکہ سب کی بنیاد حقیقت پر ہے جب تک کہ یہ ان نقلی اصولوں کی پیروی کرینگے اور حقیقت کی عبادت نکرینگے اسوقت تک عداوت اور اختلاف رہینگے اور نہ جاوینگے بلکہ ترقی کرینگے۔ مثلاً حضرت موسیٰ نے اور یہودیوں کے اور پیغمبروں نے حضرت مسیح کی خبر دی۔ لیکن رمز کے الفاظ استعمال کیے۔ جب حضرت عیسیٰ ظاہر ہوئے تو یہودیوں نے انسے انکار کیا۔ حالانکہ رات اور دن انکے آنیکی دعائیں اپنے گرجوں میں مانگتے تھے اور زار زار اور زاری کر کے کہتے تھے اے خدا مسیح کو جلدی بھیج۔ مگر جب وہ آئے تو انکو جھٹلایا۔ لیکن کیوں جھٹلایا؟ اسلئے کہ وہ محض تقلید پر تھے اور حقیقت کی انکو تلاش نہ تھی۔ انہوں نے انجیل کے اندرونی اشارے نہ سمجھے تھے۔ اور اعتراض میں کہا کہ ہم حضرت عیسیٰ کا انتظار کر رہے ہیں لیکن اسکی چند شرطیں ہیں۔ ہمارے پیغمبروں نے چند باتیں بتائی ہیں انکے آنے کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کسی غیر معلوم جگہ سے آوینگے۔ اور یہ ناصرات سے آئے ہیں۔ ہم انکا گھر بھی جانتے ہیں اور انکی ماں کو بھی پہچانتے ہیں۔ دوسری شرط حضرت عیسیٰ کے آنے کی یہ تھی کہ انکا عصا لوہے کا ہوگا اور انکے پاس تو لکڑی کا ڈنڈا بھی نہیں ہے۔

تیسری شرط تھی کہ وہ حضرت داؤد کے تخت پر بیٹھیں گے۔ اور یہ نہایت غریب ہیں حتی کہ بیٹھنے کو ایک چٹائی بھی نہیں چوتھی شرط یہ تھی کہ وہ شرق اور غرب کو فتح کرینگے۔ اور انہوں نے تو ایک گاؤں پر بھی قبضہ نہیں کیا۔ پس یہ سچ کیسے ہیں۔ پانچویں شرط یہ تھی کہ وہ ہماری شریعت پھیلاوینگے اور انہوں نے ہماری شریعت نہیں پھیلائی تو خیر انکا سبت کا حکم تو توڑ ڈالا۔

چھٹی شرط تھی کہ جو یہودی فلسطین میں پراگندہ تھے انکو جمع کریگا اور عرت بخشیگا مگر انہوں نے انکو ذلیل کیا اور جمع نہیں کیا۔ ساتویں شرط تھی کہ انکے زمانہ میں جانور تک برکت اور آرام سے رہینگے یہ پیشین گوئیوں کے مطابق ہے کہ مسیح دنیا پر اتنا اثر ڈالیگا اور صلح اتنی پھیل جاویگی کہ باز اور چکور ساتھ رہینگے شیر اور بھیڑ ایک کھیت میں چرینگے بھیڑیا اور مینڈھا ایک میدان میں بسینگے۔ انسانوں میں جنگ بالکل بند ہو جائیگی اور لڑائی بالکل نہ ہوگی۔ نیزوں سے کھیتی کرینگے اور جنگ ہمیشہ کیواسطے آدمیوں میں سے اٹھ جائیگی۔ لیکن انکے زمانہ میں تو ایسی بے انصافی پھیلی ہوئی ہے کہ خود انکو بھی قربانی چڑھا دیا۔ پس یہ کسطرح وہ مسیح ہو سکتے ہیں جنکی کہ خبر دی گئی تھی۔

اسواسطے یہودی انکی شان میں بہت خراب الفاظ استعمال کرتے تھے لیکن چونکہ یہودی باپ دادا کی تقلید کے سمندر میں ڈوبے ہوئے تھے اسلئے وہ ان پیشین گوئیوں کے معنی نہ سمجھ سکے یہ سب پوری ہوئیں مگر یہودی جو کی تقلید کیوجہ سے مقدس کتاب کے معنی نہ سمجھ سکے اور اسواسطے انہوں نے حضرت عیسیٰ کو جھٹلایا۔ پیغمبروں کا مقصد لفظی معنی نہ تھا بلکہ انمیں اشارتاً

الاقدس الاعظم

هذا لوح الامر قد نزل من لدن مالك القدر ليقرب الناس الى المنظر الاكبر هذا المقام الاطهر الذى يطوف حوله ملئكة مقربون. قل قد اتت الساعة و سقطت النجوم و انشق القمر ان كنتم تفقهون و نادى المناد بين الارض و السماء ان الملك لله المقتدر المهيمن القيوم. يشهد كل الذرات لمنزل الايات و لكن الناس اكثرهم لا يشهدون قد غلبت عليهم شقوتهم و منعتهم شهوتهم و هم اليوم فى هيماء الضلال يهيمون اذا اقبل لهم اما سمعتم الصيحة بالحق يقولون بلى و اذا اقبل لهم اما رأيتم عظمة الله و اقتداره يقولون رأينا و عصينا الا انهم لا يشعرون قد ظهر فى هذا الظهور ما لا ظهر فى ازل الازال من المشركين من رأى و قال هذا اساطير افترى على الله الا انهم قوم مدحضون يا قلم القدم اذكر للامم ما ظهر فى العراق اذ جاء رسول من معشر العلماء و حضر تلقاء الوجه و اسئل عن العلوم اجمالا يعلم من لدنا ان ربك لعلام الغيوب قال نشهد عندك من العلوم ما لا احاط به احد انه لا يكفى المقام الذى ينسبه الناس اليك فأتنا بما يجرى عن الاذيان بمثله من على الارض كلها كذلك قضى الامر فى محضر ربك العزيز الودود فانظر ما ذا ترى اذا اضعق فلما افاق قال امنت بالله العزيز المحمود اذهب الى القوم قل اسئلوا ما شئتم انه هو المقتدر على ما يشاء لا الحق ما كان و ما يكون قل يا معشر العلماء هل استقر واعلى الفلك الحمراء و تسيرون فى قلزم الكبرياء انك انت مالك الاسماء و فاطر الارضين و السماء لا اله الا انت العليم الحكيم ٥

اجتمعوا على امر ثم اسئلوا ربكم الرحمن ان اظهر لكم بسلطان من عنده هل ينطقون او تكونن من الذين هم لا يفقهون قال الان ظلع فجر العرفان و تمت حجة الرحمن قام و رجع الى القوم بامر من لدى الله العزيز المحبوب. مضت ايام معدودات و ما رجع الينا الى ان ارسل رسولا اخر اخبرنا القوم اعرضوا عما اراد و اهم قوم صاغرون كذلك قضى الامر فى العراق انى انا شهيد على ما اقول و انتش هذا الامر فى الاقطار و ما انتبه احد كذلك قضينا ان كنتم تعلمون. لعمرى من سئل الايات فى الفرقان لخالقية لما اظهر فانه كفر بالله و لكن الناس اكثرهم عن فضل الله غافلون ان الذين فتحت ابصارهم بنور العرفان يجدون نفحات الرحمن و يقبلون اليه الا انهم هم المخلصون انك انت يا ايها المقبل الى الله اسمع ما يوحى اليك من سماء العظمة و الاقتدار انه لا اله الا انا المهيمن القيوم. قد خلقت الممكنات لنفسى و ذرات الكائنات لامرى انا المقتدر على ما اشاء بقولى كن فيكون لا تحزن من شئ قم على خدمة مولنك منقطعا عن العالمين قد قدر لك مقاما فى لوح حفيظ كن نارا لنبتى لما سواه لتشتعل منك افئدة الخلق كذلك امرت من لدن عزيز حكيم قل اى رب انا الذى رضيت برضائك و ما قصدت الا وجهك و افنيت مادى فيما اردت اسئلك باسمك الاعظم الذى به تموج بحر القدم ان تكتب لى ما كتبته لاهل البهاء الذين

©Aman Library Trust, 2026

بیان کیا تھا وہ زجز میں بات کرتے تھے۔ مثلاً پہلی شرط تھی کہ مسیح کسی غیر معلوم جگہ سے آئیگا اسمیں انکے جسم کا ذکر نہ تھا بلکہ انکی حقیقت کا یعنی حضرت مسیح کی حقیقت ایک غیر معلوم جگہ سے آئیگی کیونکہ وہ حقیقت لامکانی تھی۔

دوسری شرط تھی کہ انکی تلوار لوہے کی ہوگی جس سے مراد انکی زبان تھی جس سے کہ وہ سچ کو جھوٹوں سے علیحدہ کرینگے اور دلوں کے ملک پر قبضہ کرینگے۔ مسیح کا حکم ایک ایسی ابدی اور دائمی سلطنت ہو جسکو زوال نہیں ہے چوتھی شرط تھی کہ وہ یہودیوں کی کتابوں کے حکموں کو پھیلا دینگے جس سے مراد حضرت موسیٰ کے احکام کی حقیقت تھی۔ یہ احکام دراصل عمومی حقیقت کی بنیاد رہے انمیں کوئی فرق نہیں اور انہیں ہی حضرت مسیح نے پھیلایا پانچویں انہوں نے مشرق اور مغرب پر قبضہ کیا۔ اور یہ قبضہ روح القدس کی تسخیر کا نتیجہ تھا۔ انہوں نے مشرق و مغرب کی سرحدیں باقی نہ چھوڑیں۔

ساتویں شرط تھی کہ انکے زمانہ میں بھیڑیا اور میمنا ایک ہی چشمہ سے پئیں گے۔ یہ بھی پوری ہوئی۔ اس چشمہ سے مراد انجیل تھی جسمیں سے آبحیات جاری ہے بھیڑیے اور میمنے سے مراد عداوت رکھنے والی دشمن اور متضاد قومیں ہیں انکا ملاپ ممکن نہ تھا لیکن حضرت عیسیٰ پر ایمان لانیکے بعد جو پہلے باہم مثل بھیڑیے اور میمنے کے تھے انکو انجیل کے کلام نے ملا دیا۔

مقصد یہ ہے کہ پیشین گوئیوں کے سب معنی پورے ہو گئے۔ لیکن چونکہ یہودی باپ دادا کی تقلید میں قید تھے اور ان الفاظ کی مراد اور حقیقت نہ جانتے تھے اسواسطے انہوں نے حضرت عیسیٰ کو جھٹلایا بلکہ انکو شہید کیا پس سوچو کہ تقلید کتنی پرخطر ہے یہ وہ تقلیدیں تھیں جو انکے باپ دادا کے ذریعہ ان تک پہونچیں تھیں اور چونکہ وہ انکو پکڑے رہے اسلئے محروم ہوئے۔

پس یہ ثابت ہے کہ ہمکو بھی ان تقالید کو چھوڑ دینا چاہئے۔ تاکہ یہودیوں کی طرح ہم بھی غلطی نہ اٹھا دیں۔ ہمکو چاہیے کہ حقیقت کے پیچھے لگیں۔ اور نفسانی غرضیں ترک کر دیں۔ روایات کو چھوڑ دیں اور حقیقت کو تلاش کریں۔ یہودی حضرت عیسیٰ کو حضرت موسیٰ کا دشمن سمجھتے ہیں حالانکہ انہوں نے حضرت موسیٰ کا کلام پھیلایا۔ انہوں نے حضرت موسیٰ کا نام مشرق اور مغرب کو سنایا۔ انہوں نے حضرت موسیٰ کی کتاب کو رواج دیا۔ اگر وہ نہ ہوتے تو حضرت موسیٰ کا نام بھی نہ جانتے۔ اگر انکی مسیحیت کا ظہور نہ ہوتا تو تمام دنیا میں یہودیوں کی مقدس کتاب اتنی مقبول نہ ہوتی۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نے حضرت موسیٰ کے حکم پورے کئے۔ اور ہر طرح سے انکی تصدیق کی۔ لیکن تقلید کے باعث یہودی حضرت عیسیٰ کو حضرت موسیٰ کا دشمن سمجھتے تھے۔

ہمارے ہمعصر دنیا میں ایک دین اسلام ہے اور قریب تیس کروڑ آدمی اسکو مانتے ہیں۔ بہت قدیم زمانہ سے آج تک مسلمانوں اور عیسائیوں میں لڑائی اور دشمنی رہی ہے اور اسکا سبب صرف غلط فہمیاں ہیں۔ اگر تقلیدیں تک کر دیجائیں تو کوئی عداوت نہ رہیگی اور آپسمیں نہایت ملاپ کے ساتھ رہینگے۔ اور اب میں چاہتا ہوں کہ ایک نہایت ضروری مسئلہ کی طرف تمکو توجہ دلاؤں۔

تمام مسلمان قرآن کو خدا کا کلام خیال کرتے ہیں اور اس کتاب میں صریح آیات ہیں جو کہ روایات پر مبنی نہیں ہیں۔ مسلمانوں کی اس مقدس کتاب میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کلمۃ اللہ ہیں اور روح اللہ تھے۔ وہ دنیا میں روح القدس کے دم پھونکنے سے آئے۔ انکی پیدائش روح القدس کے ذریعہ سے ہوئی۔ اور حضرت مریم

تم حضرت عیسیٰ پر کیوں ایمان نہیں لائے؟ تم انجیل پر کیوں ایمان نہیں لائے تم حضرت موسیٰ پر کیوں ایمان نہیں لائے؟ جنکے پورے عہد نامہ کو کیوں قبول نہیں کیا؟ جنکے یہودی پیغمبروں کی کیوں تصدیق نہیں کی؟ جنکے حضرت عیسیٰ کے حواریوں کو کیوں نہ مانا؟

اے عزیزو! تمہارا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ انکو مانو۔ حضرت موسیٰ کی پیغمبری کو تسلیم کرو۔ حضرت عیسیٰ کو کلمۃ اللہ جانو! پرانے اور نئے عہد نامہ کو خدا کا کلام سمجھو اور حضرت عیسیٰ کو روح القدس کا مظہر خیال کرو۔ اسکے جواب میں انکی قوم نے کہا اچھا ہم ایمان لاتے ہیں لیکن ہمارے باپ اور دادا اُنپر ایمان نہ رکھتے تھے اور ہمکو اُنپر فخر ہے بھلا انکا کیا حشر ہوگا اسکے جواب میں آنحضرت نے فرمایا کہ وہ جہنم کے سب سے نیچے کے درجے میں ہیں کیونکہ وہ حضرت موسیٰ پر ایمان نہیں لائے۔ وہ حضرت عیسیٰ پر ایمان نہیں لائے انہوں نے انجیل کو قبول نہیں کیا۔ اور اگرچہ وہ میرے بھی باپ دادا ہیں لیکن دوزخ میں ایک اعوننا کے حال میں ہیں

یہ قرآن کی ایک صریح آیت ہے۔ روایت یا کہانی نہیں ہے اور یہ اسی قرآن میں ہے جو ہمکو ہاتھ میں ہے

پس یہ ثابت ہے کہ غلط فہمیوں کی وجہ سے اتنی لڑائی اور جھگڑے ہوئے ہیں۔ اگر دونوں حقیقت کی جستجو کریں تو بے نہایت اتفاق اور محبت پیدا ہو۔ جنگ و جدال ہمیشہ کیلئے اٹھ جائے اور انسانی دنیا میں امن و چین پھیل جاوے۔

دنیا میں کیسیں کروڑ عیسائی ہیں اور کیسیں کروڑ مسلمان۔ دیکھو کہ کتنا خون بہایا گیا ہے کتنے آدمی مارے گئے ہیں کتنے بچے یتیم ہو گئے ہیں۔ کتنے باپ بے اولاد رہ گئے ہیں کتنی مائیں اپنی پیارو کو رو رہی ہیں اور یہ سب تقلید اور غلط فہمی کی وجہ تھی۔ اگر مقدس کتابیں پوری طور پر سمجھی جاتیں تو ان مذاہب میں سے کوئی بھی نہ ہوتی بلکہ بجائے محبت اور اخوت پائی جاتی۔ یہی حالت اور دینوں کی بھی ہے۔ ان کے ذکر میں میں نے دوسرا نکو بھی مثالاً بیان کیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ خدا کا دین ملاپ کا باعث ہے اور خدا کے مقدس مظاہر سب ملاپ کے بانی تھے وہ اخوت اور محبت کیواسطے آئے تھے نہ لڑائی اور جھگڑے اور عداوت کیواسطے خدا کا دین محبت کا سبب ہے۔ اگر اس سے جنگ اور جدال اور عداوت پیدا ہو تو البتہ اسکا ہونا بہتر ہے۔ کیونکہ اسکی میں وہ انسانی دنیا کے واسطے ایک بڑی آفت ہے اور بہتر ہوگا اگر دنیا اپنے تئیں اس آفت سے آزاد کرلے۔

مشرق میں سب آدمی اور قومیں آپسمیں بجز بغض و عداوت نہ رکھتے تھے اور ہمیشہ لڑتے جھگڑتے تھے تمام قومیں تاریکی میں تھیں۔ ایسے وقت میں حضرت بہاء اللہ ظاہر ہوئے۔ انہوں نے ایسی سب تقلیدوں کو اٹھا دیا جو جدائی اور علیحدگی کا سبب تھیں۔ اور خدا کے اسی ایک دین کی بنیاد ڈالی۔ جب تقلیدیں اٹھ گئیں تو مسلمان عیسائی۔ یہودی۔ زردشتی اور

(بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ ۴ کالم ۳)

خدا سب سے زیادہ مقدس اور برتر ہے

یہ لوح امر (وہ لوح) ہے جو قضائے قدر کے مالک کی طرف سے بسلسلۂ نازل ہوئی ہے کہ لوگوں کو اس منظر اکبر کے قریب کرے اور یہ وہی پاک مقام ہے جسکے گرد اگرد مقرب فرشتے طواف کیا کرتے ہیں وہ بہاء اللہ کہدے کہ قیامت آگئی اور ستارے ٹوٹکر گر پڑے اور چاند بھی پھٹ گیا کاش تم اسکو سمجھتے اور آسمان اور زمین کے درمیان منادی کرنیوالے نے منادی کی کہ بیشک ملک اس خدا کیلئے ہے جو مقتدر و مہیمن و قیوم ہے۔ تمام ذرات اسکی شہادت دیتے ہیں جو آیات کا نازل کرنیوالا ہے ولیکن انسانوں میں سے اکثر لوگ شہادت خدا انہیں کرتے بیشک انلوگوں کی شقاوت انپر سوار ہے اور انکی خواہش نفسانی نے انہیں روک رکھا ہے اور وہ لوگ آج بیابان ضلالت میں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ کیا تم نے آواز حق نہیں سنی تو کہتے ہیں کیوں نہیں اور جب کہا جاتا ہے کیا تم نے عظمت و اقتدار الٰہی کو نہیں دیکھا تو کہتے ہیں کیوں نہیں مگر منہ موڑ لیا جزاریہ لوگ شعور نہیں رکھتے اس ظہور میں جو کچھ ظاہر ہوا ہے اسکی مثال ازل سے آجتک ظاہر نہیں ہوئی۔ ان مشرکوں میں بعض نے دیکھا اور کہا کہ یہ ایک جادوگر ہے جو خدا پر افترا باندھتا ہے۔ جزداریہ گفتگو گر ہوئی قوم کی ہے۔ لے قلم قدم تمام امتوں کیلئے ذکر کر جو عراق میں ظاہر ہوا جب علماء کی ایک بڑی جماعت کا فرستادہ آیا اور ہمارے روبرو حاضر ہو کر علمی سوالات کئے اور ہمنے اپنے علم لدنی سے اسکو جواب دیا بیشک تیرا رب علام الغیوب ہے۔ اس (عالم) نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپکے پاس جو علم ہے وہ کسی کے پاس نہیں رہا۔ یہ بات اس مقام کیلئے ناکافی ہے جسکو لوگ آپکی طرف منسوب کرتے ہیں۔ پس آپ ہمکو ایسی چیز دکھائیے جسکے مقابلہ کی چیز تمام روئے زمین کے باشندے دکھانے سے عاجز ہوں۔ تیرے عزیز اور ودود پروردگار کے حضور میں یوں ہی فیصلہ ہوا ہے۔ پس اس عالم سے ہمنے کہا کہ آنکھ اٹھا کر دیکھ تو کیا دیکھتا ہے تو وہ فوراً بیہوش ہو گیا۔ اور جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا کہ میں اس خدا پر ایمان لایا جو عزیز و محمود ہے۔ اس سے کہا کہ اب تو اپنی قوم کی طرف جا اور انسے کہدے کہ تم جو کچھ چاہو مانگو بیشک خدا جو کچھ چاہے کر سکتا ہے اسکو کوئی موجد اور آنیوالی چیز عاجز نہیں کر سکی۔ انسے کہدے کہ اے گروہ علماء تم سب ایک بات پر متفق ہو جاؤ پھر اپنے پروردگار رحمٰن سے سوال کرو اگر وہ اپنی قدرت سے تمہارے سوال کو پورا کردے تو تم ایمان لاؤ اور ان لوگوں میں شامل نہ ہو جو انکار پر اڑے رہتے ہیں۔ اس عالم نے کہا اب مسیح عرفان ممنوع ہو گئی اور خدا کی حجت بھی پوری ہو گئی۔ پس وہ عالم کھڑا ہوا اور خدائے عزیز و محبوب کے حکم کو علماء کی جماعت کی طرف واپس چلا گیا۔

اس واقعہ کو چند دن گذر گئے مگر وہ عالم واپس نہ آیا یہانتک کہ ایک اور پیغام رساں بھیجا جسنے خبر دی کہ علماء کی جماعت اپنے ارادے سے باز آگئی ہے اور وہ عاجز قوم ہے۔ عراق میں اسیطرح سے یہ معاملہ فیصل ہوا۔ جو کچھ میں کہتا ہوں اسکی سچائی پر میں گواہ ہوں یہ بات گرد و نواح میں مشہور ہو گئی پھر بھی کوئی متنبہ نہ ہوا۔ ہمنے اسیطرح فیصلہ کیا ہے اگر تم کو ان باتوں کا علم ہو۔ قسم ہے گذشتہ زمانوں میں جب کسی نے معجزے اور نشان مانگے اور ہمنے انہیں ظاہر بھی کیا تو سائل خدا تک کا منکر ہو گیا مگر اکثر لوگ غافل ہیں۔ دراصل تو جنلوگوں کی آنکھیں نور عرفان سے کھل گئی ہیں وہ نفحات رحمٰن کو پا لیتے ہیں اور خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ بیشک یہی لوگ مخلص ہیں۔

اے مقبل الی اللہ تو اس وحی کو سن جو تیری طرف مسیناء عظمت و اقتدار سے نازل ہوئی ہے۔ کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ میں مہیمن و قیوم ہوں تمام ممکنات میری ذات کیلئے اور تمام کائنات کے ذرات میرے ہی امر کی خاطر پیدا ہوئے ہیں۔ میں جس بات کو چاہوں اپنے قول کن فیکون سے کر سکتا ہوں۔ تو کسی چیز سے غمزدہ نہ ہو بلکہ اپنے مولیٰ کی نصرت کیلئے تمام جہانوں سے الگ ہو کر کھڑا ہو جا۔ تیرے لئے ایک بڑا مقام لوح محفوظ میں مقدر ہو چکا ہے تو ما سوا کیلئے نابینا ہو جا تاکہ تیرے ذریعہ مخلوق کے دل بھڑک اٹھیں۔ خدائے عزیز و حکیم کی جانب سے تجھے ایسا ہی حکم ہوا ہے۔

تیرے پروردگار میں وہ ہی ہوں جو تیری رضا پر راضی ہوا اور بجز تیری ذات کے میرا مقصود کچھ نہیں اور میں نے اپنے ارادوں کو تیرے ارادے میں فنا کر دیا۔ میں اس اسم اعظم کے وسیلے سے جسکے ذریعہ دریائے قدم موجیں مار رہا ہے تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو میرے لئے وہی لکھدے جو تو نے اہل بہاء کیلئے لکھا جو سفر کشتی پر بیٹھ کر قلزم کبریا کی سیر کر رہے ہیں۔ اے خدا بیشک تو مالک السماء ہے اور ارض و سما کو تو نے پیدا کیا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور تو علیم اور حکیم ہے

©Afnan Library Trust, 2026

جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت

شریعۃ جدیدہ

نسخ امور اور قانون قدرت

سب سے بڑا اور اہم حوالہ جو پیش کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ "قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شوشہ یا نقطہ اسکی شرائع یا حدود اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ جو احکام قرآنی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغییر کر سکا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے" (ازالہ اوہام)

لیکن جناب میرزا صاحب ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ "خدا کا یہ قانون قدرت ہے کہ بعض امور کو منسوخ کر کے دوسرے امور پیدا کرتا ہے"

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۱)

اب فرمائیے کہ یہ قانون قدرت اب کیوں تبدیل ہو گیا حالانکہ بقول موصوف یہ قانون قدرت اور سنت جاریہ مستمرہ ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا

پھر نسخ امور کی وجہ یوں بیان فرماتے ہیں "خدا بعض قانون کو اسلئے منسوخ کرتا ہے کہ تا اسکی انواع و اقسام کی قدرتیں ظاہر ہوں"

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۱۵ سطر ۲۱)

اب ۱۳۰۰ برس سے اللہ جلشانہ کو تنسیخ و ترمیم کے کامل اختیار سے معذور خیال کرنا گویا اس کی انواع و اقسام کی قدرتوں کے ظہور کو کسی بعید کے زمانہ ماضی تک محدود و مسدود کر دینا ہے۔ کیا ایسے ہی لوگوں کے حق میں اللہ جلشانہ کا یہ فرمان مبارک نہیں کہ وما قدروا اللہ حق قدرہ اذ قالوا ما انزل اللہ علی بشر من شیء یعنی الہام کے منکر لوگ نے اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کا کچھ قدر شناخت نہیں کیا۔ اور اسکی رحمت کو جو بندوں کی ہر ایک حاجت کے وقت جوش مارتی ہے۔ نہیں پہچانا جب ہی انہوں نے کہا کہ خدا نے کوئی کتاب کسی بشر پر نازل نہیں کی"

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ نمبر ۸ صفحہ ۲۶۵)

"پس جو لوگ تنسیخ کے منکر ہیں انکو خود فکر کرنی چاہیے" (چشمہ معرفت صفحہ ۲۱۶)

تغیر زمانی اور کتاب آسمانی

(۱) تبدیل قانون کا بھاری سبب وہ تبدیلیاں ہوتی ہے جو انسان کے ذاتی اور چال چلن اور ذہنی قوے اور اموال و املاک اور اسکی تمدنی صورتوں اور جنگی طریقوں میں ظہور میں آتی ہیں۔ مثلاً ایک وہ زمانہ تھا جو تیر و کمان یا تلوار سے لڑائی ہوتی تھی اور دوسرے زمانہ میں بندوق وغیرہ ہتھیار پیدا ہو گئے جنہوں نے تیر و کمان وغیرہ کو بیکار کر دیا اور ساتھ ہی لڑائی کا قانون بھی بدل گیا ایسا ہی جب ایک ملک اپنی زیادتی کے لحاظ سے اپنی کاشتکاری کے لحاظ سے اور اپنی تجارت کے لحاظ سے اولی درجہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ اور اکثر زمین بنجر اور ناقابل زراعت ہوتی ہے۔ اور لوگ جاہل اور وحشیانہ طرح بودوباش میں ہوتے ہیں تو اس وقت میں بہت نرمی سے اپنی نسبت قانون بنایا جاتا ہے اور سرکاری لگان بہت کم مقرر کیا جاتا ہے اور تجارتی امور میں بھی بہت نرم ٹیکس لگایا جاتا ہے لیکن جب ایک مدت کے بعد مذکورہ کی ایک عمدہ حالت ہو جاتی ہے اور ہزارہا گھماؤ بنجر توڑ کر آباد کیے جاتے ہیں اور خوش حالی بڑھ جاتی ہے اور ایسا ہی سیاسی کاروبار بھی ترقی پذیر ہو جاتے ہیں تو پھر قانون بدلنا پڑتا ہے۔ اور یہ تبدیلی گورنمنٹ کے قانون پر ہی منحصر نہیں تعلیمی صیغہ میں بھی ضروری طور پر یہی تبدیلی پیش آتی ہے اور چونکہ خدا اپنی تعلیم میں گڑبڑ ڈالنا نہیں چاہتا اسلئے پیش از وقت کوئی قانون ایسا ہی انسانوں کو نہیں دیتا۔ کیونکہ جن تغیرات کا ابھی انسان کو علم ہی نہیں ان تغیرات کے موافق انکے لئے قانون دینا گویا اسکو سخت پریشانی میں ڈالنا ہے۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۹۸/۹۹)

(۲) کسی قانون کے تبدیل کرنے کا صرف یہی سبب نہیں ہوتا کہ کوئی غلطی اور فروگذاشت ہو گئی ہے۔ بلکہ قانون کی کمی بیشی اور تبدیل و تغیر کا یہ بھی سبب ہوا کرتا ہے کہ انسان کے خیالات بدلتے رہتے ہیں کیونکہ کیا جسمانی وضع کی رو سے اور کیا روحانی وضع کی رو سے تغیر و تبدل کے چکر میں پڑا ہوا ہے اور چونکہ کمال تام جو کسی حالت منتظرہ کا محتاج نہیں۔ صرف خدا تعالیٰ سے مخصوص ہے اور انسان رفتہ رفتہ اپنے کمال کو پہنچتا ہے اسلئے اسکو تبدیلیوں سے چارہ نہیں۔ اور جیسا کہ ایک انسان اپنی ابتدائے پیدائش سے اخیر تک اپنی فطرت کی رو سے معرض تبدل و تغیر میں پڑا ہوا ہے اور پیدائش سے اخیر عمر تک صدہا تغیر اس پر وارد ہوتے ہیں اسی طرح نوع انسان ابتدائی زمانہ سے اخیر تک تبدل و تغیر کا نشانہ ہی رہا ہے ۱۳۰۰ برس سے نہیں نازل (چشمہ معرفت صفحہ ۱۰۱)

کتب تشریعیہ میں تبدیلی لازمی امر ہے

ایسا ہی ہر ایک بیمار جو طبیب کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اسکے علاج میں بھی تبدیلیاں کی جاتی ہیں اور جو بیمار کی ایک خاص حالت میں نسخہ تجویز کیا جاتا ہے وہ نسخہ دوسری حالت کے شروع ہونے پر بدل دیا جاتا ہے اور جب بیمار میں تیسری حالت پیدا ہو جائے تو پھر اسی حالت کے موافق نسخہ لکھا جاتا ہے۔ اور خدا کی کتاب جو طب روحانی ہے طب جسمانی سے اس کو بہت مناسبت ہے جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں پس جس حالت میں طب جسمانی میں یہ تبدیلیاں ایک لازمی امر ہے تو پھر طب روحانی میں کیوں لازمی نہ ہوگا" (چشمہ معرفت صفحہ ۹۹)

(۳) ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ نوع انسان مختلف زمانوں میں اپنے اخلاق اور اعمال اور عقائد اور اپنی تمدنی صورتوں اور قومی عادات میں بڑے بڑے پلٹے کھاتے آئے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ ہر ایک انقلاب کے موافق اپنی طرف سے کوئی کتاب بھیجتا رہا ہے کیا ایسی باتیں ہیں جو سمجھ میں نہیں آ سکتیں (چشمہ معرفت صفحہ ۱۰۱)

کلیجگ اور کامل شریعۃ

چونکہ انسانی حالت ایک طور پر نہیں رہی۔ اور نوع انسان پر بڑے بڑے انقلاب آئے ہیں پس مصلحت اور حکمت ..... کا یہی تقاضا تھا کہ ہر ایک تغیر کے مناسب حال کتاب نازل ہو جیسا بہت آسانی سے یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے کہ ابتدائے زمانہ میں کسی کامل کتاب کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ ابتدائے زمانہ میں نہ گناہوں کا زور ہوتا ہے نہ بدعقیدگی کا طوفان برپا ہوتا ہے۔ اور لوگ سیدھے سادے ہوتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جسمانی طور پر بھی جہاں تندرست اور صحیح سالم لوگ موجود ہوں وہاں چنداں طبیب کی حاجت نہیں ہوتی کیونکہ جہاں بیمار ہیں۔ طبیب بھی وہیں جاتا ہے پس عند العقل زمانہ تین قسم پر تقسیم ہو سکتا ہے۔

(۱) ایک صلاحیت کا زمانہ جو ابتدائی زمانہ تھا۔ دوسرا نیکی بدی کی برابری کا زمانہ جسکو درمیانی زمانہ کہہ سکتے ہیں (۳) تیسرا معاصی اور مفاسد کا زمانہ جسکو بندی میں کلیجگ کہتے ہیں سو وہ زہریلا زمانہ طوفان معاصی کا اس لائق تھا کہ کامل کتاب اسمیں بھیجی جاوے سو وہ قرآن شریف ہے۔"

ہمارے ناظرین پر واضح کہ جناب میرزا صاحب کامل شریعۃ کو دلی زمانہ کلیجگ میں بتا کر اسے قرآن کریم کا نزول بیان کرتے ہیں حالانکہ قرآن کریم کا نزول تیرہ سو برس ہوا۔ اور کلیجگ موجودہ زمانہ ہے جو قرآن شریف کے بعد کا زمانہ ہے جسمیں جناب میرزا صاحب اپنی بعثت کے مدعی ہیں۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں کہ کل جب ہی زمانہ ہے چنانچہ لکھا ہے کہ "یہ زمانہ ایک ایسا نازک زمانہ ہے کہ اگر کسی زمانہ میں پردہ کی تم نبوتی تو اس زمانہ میں ضرور ہونی چاہیے تھی کیونکہ کلیجگ ہے۔"

(پیغام الصلح صفحہ ۱۴ سطر ۱۰)

پس بقول حضرت اقدس جناب میرزا صاحب اس زمانہ میں جو کلیجگ ہے کامل شریعت نازل ہونی چاہیے تھی جیسا کہ ہم کہتے ہیں کہ نازل ہو چکی

(باقی آئندہ)

رجوع الی الحق

مہربانی فرما کر اس خط کو کوکب ہند میں شائع کر دیں تو میں نہایت ممنون ہونگا اس کی اشاعت آزاد ہند مدراس میں ۲۶ ر جولائی ۱۹۲۶ء کو ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل تعالوا الی کلمۃ سواء

جناب تقدس انتساب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ہدایکم اللہ الی اتباع السبیل الثانی

السلام علیکم۔ مجھے بہتیرا آپ سے یہ عرض کرنی ہے کہ مذہب اسلام میں مختلف فرقے ہیں ہر ایک ناجی ہونے کا دعویدار ہے بانی اسلام نے فرمایا ہے کہ ستفترق امتی ثلاثا و سبعین فرقۃ۔ منھم فی الجنۃ واحدۃ و الباقون فی النار۔ اس حدیث سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ ایک ناجی اور باقی سب کے سب ناری ہیں۔ اب یہ دیکھنا چاہیے کہ کونسا فرقہ ناجی ہے۔ ہر ایک فرقہ قرآن سے اپنے مطلب کی باتیں نکال لیتا ہے۔ اور انہیں اپنی تائید میں پیش کرتا ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ قرآن کے سمجھنے کیلئے تفاسیر و احادیث سے کام لینا پڑتا ہے موجب آیہ کریمہ ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ و ما نھٰکم عنہ فانتھوا اور بحکم رسول کریم صلعم اذا اتٰکم حدیث فاعرضوہ بالقرآن فاذا وافق القرآن فخذوہ والا فاحرجوہ علی الحائط۔ معیار بھی سمجھائے گئے ہیں۔ میدان تحقیق میں قدم رکھنے کے جگہ ٹھوکریں لگتی ہیں اور ہر تشنہ لب رہ نورد کو ان منازل کے طے کرنے میں سراب نما مقامات میں دم لینا پڑتا ہے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی روزمرہ زندگی میں صراط مستقیم نجات کو ڈھونڈھ لے چنانچہ میں نے بھی اسی بنا پر احادیث کا سہارا لیا اور نظر تعمق سے جانچ پڑتال کرتا رہا آخر مجھے اپنی کم فہمی کا اعتراف کرنا پڑا کیونکہ احمدیت میں بھی وہ تریاق سکون قلب نصیب نہیں ہوا۔ میری کوشش کا ثمرہ کسماجا بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماءً کے بمصداق ثابت ہوا لہٰذا استدعا کرتا ہوں کہ آپ مجھے خارج از بیعت تصور فرمائیں اور میرے حق میں دعا خیر کریں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

خاکسار حافظ محمد عبداللہ عفی عنہ

©Ahmadi Library Trust, 2026

ضمیمہ پیسہ اخبار مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۰۰ء نقل مطابق اصل

دونوں میں کون سچا ہے؟

خوش بود تا محک تجربہ آید بمیاں
تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش با شد

اگرچہ حضرت مسیح روح اللہ علیہ السلام کے معتقدین اسوقت تہذیب وغیر تہذیب دنیا کے ہر ایک حصہ میں کروڑوں روپیہ صرف کرکے اور ہزاروں جانوں کے نقصان سے دین عیسوی کے عقائد کی اشاعت کر رہے ہیں اور اپنے پاک مقصد تبلیغ ہی کی پیروی میں لاکھوں مربع میل رقبہ اور کروڑوں نفوس آبادی یورپین، قوام کو دلا چکے ہیں۔ مگر مشرقی حصہ عالم میں جو شہرت حضرت ممدوح کو ایشیائی شعراء نے دی ہے۔ اور جسطرح آپکے نام مبارک کو اپنے اشعار پر داد کا جزو لاینفک بنایا ہے اسکی مثال پادریوں اور راہبوں کی کوششوں میں نہیں ملتی۔

حضرت آدم صفی اللہ سے لیکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک ہزاروں نبی ہوئے ہیں اور انمیں حضرت نوح علیہ السلام حضرت داؤد حضرت موسیٰ صاحبان شریعت یا خاص ذریعہ شہرت بھی گذرے ہیں مگر السنہ اشراقیہ میں کسی کا نام اتنا کثیر الاستعمال نظر نہیں آتا نہ کوئی رسول ایسا ہر دل عزیز پایا جاتا ہے اردو فارسی عربی نظم کے ایسے ٹکڑے مشکل ہینگے جنمیں حضرت ممدوح کا اسم گرامی کسی نہ کسی طرح وارد نہ ہوا ہو۔ اور آپکے اعجاز جاذبی کیطرف اشارہ نہ کیا گیا ہو۔ لوگ مسیحا علیلی۔ روح اللہ اعجاز عیسوی۔ دم عیسےٰ شفائے مسیحی وغیرہ الفاظ سے اسقدر گوش آشنا ہیں! اور حضرت موصوف کو اتنا مظہر قدرت الٰہی مصدر فیوض لامتناہی جانتے ہیں اور لایتوقر ملتے ہیں کہ کوئی شخص خود کو آپ کے نام سے نسبت دیتا ہے تو اسکی ذات میں بھی انہیں ایک نوع کی دلچسپی مرفوز پیدا ہو جاتی ہے اور کچھ لوگ بخیال تعظیم وتکریم اور کچھ بغرض تحقیر وتذلیل اسکے درپے رہتے ہیں۔ جس سے بمصداق شعر سے

ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام
بدنام بھی گر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا ؟؟

اس سے کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور پہونچتا ہے جسطرح کہ میرزا غلام احمد صاحب قادیانی آجکل اسی نسبت سے مدنظر خلائق بنے ہوئے ہیں۔ اور تقریباً ملک کے ہر ایک حصہ میں کسی نہ کسی خیال سے دیکھے جاتے ہیں۔ لفظ مسیح کا اسلامی لٹریچر پر اتنا اثر ہے کہ گو آپ نے ساتھ مسیح معہود کے مہدی معہود ہونے کا دعوی کیا ہے اور خود کو مہدی اصلی ہونے کیساتھ مسیح کا صرف مثیل قرار دیا ہے مگر لوگ آپکے ادعائے مہدویت پر اتنی توجہ نہیں کرتے جتنی کہ مسیحیت پر کر رہے ہیں۔ درآنحالیکہ علماء کے نزدیک مہدی آخرالزمان کی فضیلت مسیح موعود پر ثابت ہے جو لوگ حروف مقطعات میں عجیب عجیب معنی پیدا کرتے ہیں۔ اور لفظوں کی تاثیر کے قائل ہیں۔ انہیں شاید اسکے تسلیم کرنے میں کچھ تامل نہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ کے دم مسیحائی کی کچھ تاثیر اس لفظ میں بھی آئی ہے اور اس لئے کم از کم اردو فارسی لٹریچر میں حیات جاوید پا لی ہے۔ کیونکہ ایران میں بھی جو فرقہ بابیہ قریباً ۵۰ سال سے پیدا ہوا ہے اُسنے اپنے بانی مدعی مہدویت محمد علی (علی محمد) عرف باب علیہ کے زمانہ میں اتنی ترقی نہیں کی جتنی کہ انکے جانشین شاہ بہاء اللہ کے عہد میں اسے نصیب ہوئی شاہ بہاء اللہ مسیحیت کے مدعی تھے اور اپنی فصاحت وبلاغت سے مردہ دلوں کو زندہ کرتے تھے۔ ان کا مقولہ تھا کہ ؎

اعجاز جاذبی ہے ہمارے کلام کو
زندہ کیا ہے ہمنے مسیحا کے نام کو

سننے میں آیا ہے کہ بڑے بڑے سنگدل انکی تقریر کی تاب نہ لاسکتے تھے اور ہر مجلس میں سینکڑوں آدمی بیساختہ ان کے مسیح و لقاء رب ہونیکی گواہی دیتے تھے انہوں نے مسیح کی نسبت بزرگ سے فرقہ بابیہ میں جان ڈالدی اور لوگوں کو ایسا قوی الاعتقاد بنایا کہ سلطنت کی مخالفت وکشت وخون کے باوجود وہ اپنے عقیدہ سے نہ پھرے اور اُسے دین حق کہتے رہے حتی کہ اسوقت ایران۔ ترکستان ایشیائے کوچک اور روس وغیرہ بلاد عالم میں کئی لاکھ بابی موجود ہیں۔ ان لوگوں نے ہر قسم کے شدائد وعقاب کا مقابلہ بڑی مردانگی سے کیا اور ہر موقع پر ثابت قدمی سے سخت سے سخت امتحان دیا۔ اسلئے اگر وہ اپنے مقتدا شاہ بہاء اللہ کو بیشک مسیح کہیں۔ اور کسی ایسے شخص کا دعوے اس کے مقابلہ میں سنیں جو نہ سمجھیں جسنے یہ کرشمے نہ دکھائے ہوں تو کسیقدر حق بجانب کہے جا سکتے ہیں۔ فرقہ بابیہ کے لاکھوں مرد ایران میں زبان حال سے باآواز بلند جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کیطرف مخاطب ہو کر کہہ رہے ہیں ؎

اشارہ اس نگہ کا روح افزا ہو نہیں سکتا
کہ جادوگر ہے اعجاز مسیحا ہو نہیں سکتا

درحقیقت بھی یہی ہے کہ جناب میرزا صاحب اور ان کے مریدان باخلاص آزمائش کے وہ صعب وخطرناک مواقع پیش ہی نہیں آئے جو باب والوں کو آچکے ہیں۔ اور فصاحت وبلاغت کے لحاظ سے بھی ادھر وہ بات پیدا نہیں ہوئی جو ان کے ہاں سُنی جاتی ہے۔ پس ضرور ہے کہ انہیں جناب میرزا صاحب کے دعاوی کی صداقت پر کلام ہو۔

حسن اتفاق سے جیسا کہ پیسہ اخبار میں پہلے لکھا جا چکا ہے ان دنوں لاہور میں ایک صاحب حکیم میرزا محمود نامی ایرانی تشریف لائے ہوئے ہیں جو فرقہ بابیہ کے ایک مقتدر عالم اور مبشر ہیں۔ آپنے اسی غرض سے سفر دور دراز کی صعوبت اور صرف گوارا کیا ہے کہ ہندوستان میں اپنے عقائد کو رواج دیں۔ قبل ازیں وہ بعد ادیان کے پیروؤں کو بحث کا صلائے عام دیچکے ہیں۔ اور چونکہ آجکل جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مسیحیت ومہدویت بھی اتفاقاً یہاں (لاہور میں) رونق افروز ہیں اسلئے لوگوں کو ایرانی مدعی مسیحیت ومہدویت ثانی مدعی مسیحیت میں حق وباطل کا فیصلہ کرنیکا اچھا موقع ہے۔ حکیم میرزا محمود صاحب ایرانی نے خود پہل کی ہے اور آپنے یہ خواہش بذریعہ اخبار ظاہر کرنے پر زور دیا ہے کہ وہ (حکیم میرزا محمود صاحب ایرانی) جناب میرزا صاحب سے ان کے ادعائے مسیحیت ومہدویت میں بحث کرنیکو آمادہ ہیں۔ حکیم صاحب موصوف چاہتے ہیں کہ میرزا غلام احمد صاحب اپنے قیام گاہ یا کسی دوسرے مکان یا مسجد وغیرہ میں ایک مجلس عام منعقد فرمائیں اور انمیں اپنے مریدوں کے علاوہ عام لوگوں کو بھی شرکت کی اجازت دیں تو میں انکے اعتراضات کے جواب دونگا اور انکے دعاوی کی نسبت شبہات رفع کرونگا۔ یہ نہیں تو ایک ایسی مجلس خاص مقرر کریں جسمیں طرفین کے علاوہ چند غیر اصحاب بھی بطور حکم بلائے جائیں۔ اور وہ طرفین کے دلائل سُنیں یہ درخواست سراسر معقول ہے۔ اسلئے میں اسے پیسہ اخبار میں درج کرکے متوقع ہوں کہ جناب میرزا صاحب بھی اسے منظور فرمائینگے۔ اور خواہ دفتر اخبار کی معرفت یا براہ راست حکیم میرزا محمود صاحب سے گفتگو کا وقت مقرر کرینگے۔ حکیم صاحب موصوف نے پیسہ اخبار کیلئے فرقہ بابیہ کے جو مختصر حالات وعقائد فارسی مضمون میں تحریر کئے ہیں وہ کسی دوسری جگہ درج کئے جاتے ہیں اور ایک جامع آرٹیکل اسی معاملہ پر علیحدہ انشاء پوسٹ سے لیا جائیگا۔ آخر میں میں پھر جناب میرزا صاحب کو یاد دلاتا ہوں ؎

بازار حسن میں چل یوسف کا سا سناکر
کھوٹے کھرے کا پردہ کھلجائیگا چلن میں فقط

نوٹ۔ اس دعوت کے جواب میں جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی کتاب (لیکچر لاہور) المعروف بہ پیغام احمد کے ٹائیٹل پیج صفحہ ۲ پر جو جواب شائع کیا ہے وہ درج ذیل کرتے ہیں

آج پیسہ اخبار ۲۷ اگست ۱۹۰۰ء کے پڑھنے سے

مجھے معلوم ہوا کہ حکیم میرزا محمود نام ایرانی لاہور میں فروکش ہیں وہ بھی ایک مسیحیت کے مدعی کے حامی ہیں دعوے کرتے ہیں اور مجھ سے مقابلہ کے خواہشمند ہیں۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ مجھے اسقدر شدت کم فرصتی ہے کہ میں انکی درخواست کو قبول نہیں کر سکتا کیونکہ کل ہفتہ کے روز جلسہ کا دن ہے جسمیں میری مصروفیت ہوگی اور اتوار کے دن علی الصباح مجھے گورداسپور میں ایک مقدمہ کیلئے جانا جو عدالت میں دائر ہے ضروری ہے۔ میں قریباً بارہ دن سے لاہور میں مقیم ہوں اس مدت میں کسی نے مجھسے ایسی درخواست نہیں کی اب جبکہ میں جانیکو ہوں ایک منٹ بھی مجھے کسی اور کام کیلئے فرصت نہیں تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس بیوقت کی درخواست سے کیا مطلب اور کیا غرض ہے لیکن تاہم میں حکیم میرزا محمود صاحب کو تصفیہ کیلئے ایک اور صاف راہ بتلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ کل ۳ ستمبر کو جو جلسہ میں میرا مضمون پڑھا جائیگا وہ مضمون ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار اپنے پرچہ میں تمام وکمال شائع کردیں۔ حکیم صاحب موصوف سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس مضمون کے مقابلہ میں اسی اخبار میں اپنا مضمون شائع کرادیں۔ اور پھر خود پبلک ان دونوں مضمونوں کو پڑھکر فیصلہ کرلیگی کہ کس شخص کا مضمون راستی پر اور سچائی اور دلائل قویہ پر مبنی ہے اور کس شخص کا مضمون اس مرتبہ سے گرا ہوا ہے۔ میری دانست میں یہ طریق فیصلہ ان بیہودہ تنازعوں سے بہت محفوظ ہوگا جو آجکل زیادہ مباحثات میں متوقع ہے مگر چونکہ اس عرض میں روئے کلام حکیم صاحب کیطرف نہیں اور نہ انکی نسبت کوئی تذکرہ ہے اسلئے ایسا مضمون ان رنجشوں سے بھی برتر ہوگا جو باہم مباحثات سے کبھی کبھی پیش آجایا کرتے ہیں۔

والسلام الراقم میرزا غلام احمد قادیانی

باخبر ناظرین! یہ آپ کو معلوم ہے کہ حسب استدعائے جناب میرزا صاحب قادیانی حضرت حکیم میرزا محمود زرقانی نے "جواب لیکچر جناب قادیانی" شائع فرمایا تھا جیسا کہ کوکب ہند کے قادیان نمبر میں وضاحت سے لکھا گیا ہے "جواب لیکچر جناب قادیانی" کے شائع ہونے پر جناب میرزا صاحب قادیانی لاجواب اور خاموش ہوگئے حتی کہ ابدی سکوت اختیار فرمایا یا تو ازالہ اوہام خطبہ الہامیہ۔ شہادت القرآن وغیرہ میں فرماتے تھے کہ بجز اس عاجز کے کسی نے مسیح موعود ہونیکا دعوی نہیں کیا اور تحدی کی تھی کہ اگر کسی نے دعوی کیا ہے تو پیش کرو۔ حضرت بہاء اللہ کا دعوی اور بحدی پیش ہونے پر کیا ہوا یہی کہ جناب میرزا صاحب سے کچھ نہ ہوا بجز اسکے کہ قدرت کے ہاتھ نے انکی قلم سے چشمہ معرفت ۱۳۱ اور ۱۳۲ صفحہ

©Afnan Library Trust, 2026

ہندوستان اور امر بہائی

(جناب کے ایک روشن خیال فاضل مسلمان کے قلم سے)

میرے ایک محب صمیم نے مجھسے درخواست کی ہے کہ میں کیش بہائیہ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں۔

میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں اس باب میں صرف سطحی معلومات حاصل کر سکا ہوں اور باہر میں خود کو کسی اظہار رائے کا اہل تصور نہیں کرتا۔ مجھے اس کیش جدیدہ کے معارف اور عوامض تک نفوذ حاصل نہیں۔ اور صرف ظواہر کے عرفان سطحی کی بنا پر اسکے ادراک صادقہ کا دعویٰ عبث ہے۔

تاہم میں اس سے بیخبر نہیں ہوں کہ بہائیت نے مشرق کے فضائے حیات پر کیسا عجیب اثر کیا ہے۔ اور عقائد کے جسد کہنہ کو نشاۃ جدیدہ کے ولولوں سے کسقدر رقصاں کر دیا ہے۔

آخر یہ کیا اعجاز ہے کہ سلطنت اور حکومت کی صولت جسدی تعزیرہ تعذیب، اور متشددانہ تدبیر سیاست اس کے افراد کو مرعوب نہ کر سکی اور انہیں سے اکثر نے موت کے مرحلہ صعب کو اسطرح طے کیا کہ گویا انہیں اس آب گل کے بعد کسی کاشانۂ وصل میں پہنچنے کا کامل یقین ہے ورنہ یہ ہو نکر ممکن تھا کہ جلاد کی تیغ آہختہ کے نیچے تشہیر و تفضیح کے ہنگاموں کے باوجود رقصاں اور خنداں موت کی منزل طے ہو سکے۔

ہم میں مذہب پرستی کے دعاوی کے باوجود آج کسقدر افراد ہیں جو ایسے تلخ اور فشار آمیز حالات میں اپنے سکون طبع کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ تحریک ترک موالات کے قائد اعظم مہاتما گاندھی نے چند سال پیشتر یہ نکتہ بیان کیا تھا لیکن بہائیت کی عنقریب تاریخ میں ہمیں ہزاروں مثالیں ملتی ہیں، جن میں انسانوں کو بہائم و انعام کی طرح ذبح کیا گیا ہے، انکو زندہ جلایا گیا ہے، انپر شدید ترین تعذیبات وارد کی گئی ہیں، بایں ہمہ انکی جبینوں پر ہمیں تبسم کے سوا کوئی تشنج نہیں دیکھا گیا۔ اور ان کا تو ہمہ تن رقص اضطرار موت کی تلخیوں کیساتھ بڑھتا گیا۔

اس محل پر حاجی سلیمان خاں کا واقعہ میری نگاہوں کے سامنے متشکل ہو گیا ہے جبکا تمام جسم مجروح کر دیا گیا تھا اور شمع سے جلایا جا رہا تھا اسے شہر کے کوچہ و بازار میں تشہیر کر رہے تھے۔ جلاد کی تلوار سر پر تھی لیکن وہ رقصاں خنداں اور غزلخواں شیراز کی گلیوں سے گذر رہا تھا اور یہ شعر گا رہا تھا ؎

باز آمدم باز آمدم از راہ شیراز آمدم
با عشوہ و ناز آمدم بہر اجنون ما شقی

کیا اس شخص پر اسرار فطرت اسقدر عریاں ہو گئے تھے کہ وہ اس جسدی عالم کی راحات اور تعذیبات سے یکسر بے نیاز ہو گیا تھا۔ بے شبہ ہم ظاہر بینوں کے نزدیک یہ ایک محیر العقول واقعہ ہے لیکن بہائیت کی تاریخ میں ایسے واقعات متعارف ہیں ؎

فتاد خویم و ملامت کشیم و خوش باشیم
کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن

کسی مذہب کی عظمت کا انحصار اس امر پر ہے کہ رموز فطرت میں کہانتک نفوذ کیا ہے۔ ازلیت اور لامتناہیت کے متعلق اسکے عقائد کیا ہیں۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ اسنے انسانی اعمال پر کہانتک اثر ڈالا ہے۔ میں پیشتر کہہ چکا ہوں کہ مجھے اس مذہب پر معنویات سے بحث نہیں ہے تاہم اسکے عملی مظاہر ایک سطحی نگاہ سے بھی مخفی نہیں رہ سکتے۔

مجھے اس مذہب کے مسائل ظاہری میں سے محبوب ترین مسئلہ وحدت انسانی نظر آتا ہے۔ اسکا مفہوم یہ ہے کہ انسانیت کی حقیقت، اخلاق ظاہری کے باوجود ایک ہے۔ نسلی اور قومی امتیازات ایک حجاب کی طرح ہیں جنہوں نے حقیقت انسانی کو نگاہوں سے مستور کر دیا ہے۔ اسی مسئلہ کی ایک دوسری صورت وحدت دینیہ ہے جو اس امر کے مترادف ہے کہ عالم کے جملہ ادیان بسبیل حقیقت ایک ہیں۔ انمیں کوئی حقیقی اختلاف اور تعارض نہیں۔ رسمیات اور شعائر ظاہری محض اضافات ہیں اور انسے مذاہب کے مقصود وحید میں کوئی خلل نہیں آسکتا۔

یہ ایک ایسا زاویہ نگاہ ہے جو مذاہب کے ابدی تداخل و تصادم کو ہمیشہ کیلئے مسدود کر سکتا ہے کیونکہ جب ایک شخص اپنے مذہب پر قائم رہکر بھی دیگر مذاہب کو متحد المقصود تصور کر سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں رسمیات اور شعائر ظاہری انمیں باہمی مجادلات کا باعث ہوں

یہ ایک ایسا نکتہ ہے جسکی نشر و تبلیغ کی ہندوستان کی موجودہ حالات میں سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ قومی منافرت کے جذبات اپنی انتہائی بہیمیت کے ساتھ عود کر آئے ہیں اور فرزندان آدم نہ جانے امتیازات کے کتنے جہنم برپا کر رہے ہیں۔ ایک مذہب دوسرے مذہب کے خون کو مباح تصور کر رہا ہے ایک قوم اس عقیدہ پر راسخ ہے کہ اسکے سوا کسی دوسری قوم کو اس آسمان کے نیچے زندہ رہنے کا حق حاصل نہیں۔ خود ایک ہی مذہب کے مختلف فرقوں میں تکفیر و تضلیل کا بازار گرم ہے۔ مذہب کے نقاب میں سفاکی اور بطالوں کے ہنگامے برپا ہیں۔ اور خفیف ترین وجوہ پر جدال و قتال کے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔

ایک ایسے وقت میں ہندوستان کے تاریک افق پر بہائیت کا طلوع ہوا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہندو مسلم افتراق کے باوجود قلوب سلیمہ میں مصالحت اور سلامت کیلئے ایک عام تشنگی ہے۔ کیونکہ فطرت انسانی کو جدال اور نزاع سے طبعی اکراہ ہے۔ تاہم اس مصالحت کے اجیار اور القار کیلئے ایک ایسے مقنن کی ضرورت ہے اور اسکا نشان ہمیں بہائیت کے سوا اور کہیں نہیں ملتا۔ وحدت ادیان ایک ایسا مسئلہ ہے جو ایک موجہ اور محکم بنیاد پر ہر دو مذاہب میں مصالحت کا باعث ہو سکتا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ فرقہ احمدیہ کے بانی کو بھی اپنی اواخر عمر میں اسی بنیاد پر ہر دو مذاہب کی مصالحت کا خیال پیدا ہوا تھا۔ لیکن وہ اپنی تجویز کو ایسے جامع الفاظ میں مدون نہیں کر سکے تھے جو قلوب پر موثر ہو سکتے۔ لیکن تحریک بہائی نے اس مسئلہ کا ایک کامل اور محیط ادراک کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسکی طرف سے ایک منظم اور مرتب اسلوب کیساتھ پیش کیا گیا ہے

مجھے کامل توقع ہے کہ ہندوستانی بہائی خیالات کا شیوع مذاہب کے تصادم کو کم کر دیگا۔ انکی خشونت اور یبوست کو معتدل بنا دیگا۔ اور انہیں رسمیات و شعائر ظاہری کے مجادلات سے بے نیاز کر دیگا۔ نوع انسانی جدال و قتال کے ہنگاموں سے واماندہ ہو چکی ہے اور اسے ایک روحانی بالیں آسائش کی ضرورت ہے۔

ایک ایسا وقت آئیگا جب یہ خاکدان انوار معنی سے معمور ہو جائیگا یہ خشک در و دیوار جوش مستی سے رقصاں ہونگے۔ نوع انسانی اپنی وحشت اور بربریت پر نادم ہو کر اس رمز کبریٰ اس حقیقت عظمیٰ کی طرف التفات کریگی جو کائنات کے ہر ذرہ میں مستور ہے۔ لحمی اور جسدی میلانات کم ہو جائینگے اور حقیقت اور معنویت بام دور سے طلوع کریگی۔ یہ سفالی کاشانہ اسرار اور مجردات کا ایک دل افروز میخانہ بن جائیگا۔ اور حقایق باطن اپنے نشیمن سے نکلکر مشہود اور محسوس ہونے لگیں گی

؎ لذت سیر دگر چشم تماشائے گی
ایکبار اور بھی دنیا ابھی پلٹائے گی

بظاہر یہ وقت دور ہے اور جبتک انسانی افراض میں تعارض اور تصادم ہے یہ دور دریں اسیطرح مستور رہیگا۔ لیکن جب مذاہب اور اقوام میں مصالحت ہو جائیگی، نوع انسانی کا مقصود ایک ہو جائیگا۔ اور فضل امتیاز کے عجب کثیفہ ہٹ جائینگے۔ تو ہماری آنکھ کل سے یکایک اس عہد بہاریں کا طلوع ہو جائیگا۔ اے کاش ان نگاہوں کو اس قرن خیر کا نظارہ میسر ہو۔

حضرت بہاء اللہ کی تعلیم سے قادیانی مشن میں پریشانی

احمدیہ جماعت سے اکثر قابل اشخاص کا اخراج ہوتا رہا ہے مگر آجتک ایسے لوگوں کے خلاف کوئی ہدایت و اعلان نہیں ہوا کہ ان سے رسل و رسائل گفت و شنید منع ہو مگر حضرات علمی و شہاب اور انکی تحریرات کے خلاف سخت اجیٹیشن احمدیہ جماعت میں پھیلایا جا رہا ہے اور ایسے ناشائستہ الفاظ سے یہ حق پسند جماعت یاد کی جاتی ہے جو کسی متمدن مذہب انسان کی زبان و قلم سے ہرگز نہیں نکل سکتے۔ میں سخت متحیر و متعجب ہوں کہ آخر یہ کونسی حقانیت اور مسیح موعود کی کیسی امن شکن دل آزار تعلیم ہے کہ دنیا میں مسیح کی دوبارہ آمد اسی واسطے ہوگی کہ وہ اپنے معتقدین و متبعین کو طریق دشنام دہی تلقین و تعلیم کرے؟

میرے نزدیک کسی مذہب و ملت میں اشخاص کا ادخال و اخراج نہایت معمولی بات ہے اس لئے ہر شخص یہ سوال کر سکتا مجاز ہے کہ شیرازہ احمدیت میں چند اصحاب کے اخراج سے کیوں پریشانی و پراگندگی پھیلی ہوئی ہے اور کیوں انکے خلاف پایۂ تخت قادیان سے بلالی فتووں کی بھرمار ہے۔ آخر ان غریبوں نے ایسا کونسا سخت جرم کیا ہے جسکی وجہ سے یہ مورد عتاب بنے ہیں

؎ ہنگامہ ہے کیوں برپا تھوڑی سی جو پی لی ہے
ڈاکہ تو نہیں ڈالا چوری تو نہیں کی ہے؟

اصل واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصحاب مرزا صاحب کے پوشیدہ حالات سے واقف ہیں۔ ساتھ ہی انہوں نے حضرت بہاء اللہ کی کتب کا بغور مطالعہ کیا۔ اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ جناب میرزا صاحب نے تعلیمات بہائیہ کا سرقہ کیا اور چور بن کر اپنے معتقدین کو اصلیت کے انکشاف سے محروم رکھا۔ اب وہ اس راز کو طشت از بام کر رہے ہیں جسکا لازمی نتیجہ عنقریب یہ ظاہر ہونیوالا ہے کہ جہلاء کو چھوڑ کر تعلیمیافتہ جماعت قادیانی جال سے نکل جائے۔ اور بس یہی سب سے بڑی فرد جرم ہے جسکی پاداش میں یہ مستوجب گردن زدنی ہیں مگر افسوس کہ قسمت نے مالک داد و رسن ہی آجتک نہ بنایا ورنہ ان چند مشت خاک ہستیوں کا اسوقت تک خاتمہ بھی ہو گیا ہوتا۔

اسی سلسلہ میں مجھے اسقدر اور کہنا ہے کہ حضرات علمی و شہاب جس بہترین اسلوب اور براہین و دلائل سے عقائد قادیانی کی تردید اور امر حق کی تبلیغ فرما رہے ہیں قابل مبارکباد ہیں۔ اور یہ ایک بہترین فال دین حقیقی کی کامیابی کی ہے

الداعی الی الخیر
پنڈت پرشوتم دیوست واری از الماوہ

©Afnan Library Trust, 2026

مسئلہ سود پر چند سوالات

(گذشتہ سے پیوستہ)

۱۴- آیا یہ صحیح ہے کہ کسی قوم میں کفایت شعاری اسوقت تک پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ اسکے افراد کو روپیہ کا بڑھانا نہ سکھایا جائے جیسا کہ یورپ میں کاریگروں اور غربا کیلئے بینک اور بیمہ کمپنیاں قائم کر کے اور انہیں روپیہ کا بچانا اور بڑھانا سکھا کر تجارتی سود کے ذریعہ سے انہیں حقیقی معنوں میں کفایت شعار بنایا جاتا ہے؟

۱۵- اس زمانہ کے کاروبار میں بعض لوگوں کے پاس بیشمار دولت جمع ہو جاتی ہے جسکو "سرمایہ داری کہتے ہیں"۔ اور جس سے غربا سرمایہ داروں کے غلام بن جاتے ہیں۔ سرمایہ داری کی قوت اور اسکی مضرت کے مقابلہ کیلئے غربا میں انجمن ہائے امداد باہمی کی تحریک دنیا میں ترقی کر رہی ہے جس سے غربا کا طبقہ ایک خود دارانہ زندگی بسر کر سکتا ہے اور وہ عوام الناس کیلئے رحمت ثابت ہو رہا ہے مگر اسکا دارومدار تجارتی سود پر ہے۔ غور طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ سود بھی جو عام طور پر بنی نوع انسان اور خاصکر غربا کیلئے سراسر مفید ثابت ہوا ہے اس ربوا کے تحت میں آتا ہے جسکی نسبت خداوند تعالیٰ نے اپنے عاجز بندوں کو ان الفاظ میں لڑائی کا چیلنج دیا ہے۔ "فأذنوا بحرب من اللہ ورسولہ"

۱۶- خداوند تعالیٰ کیساتھ لڑائی اور دوسری تعزیرات کے خوف سے مسلمان ربوا اور تجارتی سود اور ہر قسم کے سود سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں تاہم وہ ان لوگوں کے مقابلہ میں جو تجارتی سود سے نہیں بچتے اس دنیا میں زیادہ پریشان حال ہیں۔ مردم شماری کی رپورٹوں سے واضح ہوتا ہے کہ ان میں گداگروں۔ مجرموں اور کسبیوں کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے۔ انمیں باہمی تفیق اور تنازعات زیادہ ہیں۔ باہمی معاملات خراب ہیں۔ کیا ان حالات میں یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ کم سے کم اس دنیا میں خداوند تعالیٰ بمقابلہ دیگر اقوام کے مسلمانوں سے اسطرح ناراض ہے جیسے کہ کسی زمانہ میں یہود یوں سے ناراض سمجھا جاتا تھا جب کہ وہ دنیا میں ذلیل و خوار و برباد تھے اور غیر منقولہ جائداد سے بیدخل ہو کر پریشان حال پھرتے تھے۔

۱۷- دنیا کے دیگر مذاہب رہبانیت کو نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ اسلام نے رہبانیت کو مٹا کر مسلمانوں کو حکم دیا "کلوا من طیبات ما رزقنکم" اور خداوند تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد فرمایا ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم یعنی یہ کہ آپ سخت احکام کے بوجھ جو ان لوگوں کے سروں پر لدے ہوئے تھے اور پھندے جو ان پر پڑے ہوئے تھے ان پر سے دور کرتے ہیں اور آنحضرت صلعم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا "انما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین" یعنی تم آسانیاں بڑھانے کیلئے دنیا میں بھیجے گئے دشواریاں بڑھانے کیلئے نہیں۔ برخلاف اسکے اب ہم دیکھتے ہیں کہ تجارتی سود کے غلبہ سے مسلمانوں کیلئے تجارت کی صنعت و حرفت کی ہر قسم کی معاش کی حتیٰ کہ زندگی کی تمام راہیں بند ہو رہی ہیں۔ کیا اسلام کی موجودہ شکل میں یہ دعویٰ بجا طور پر کیا جا سکتا ہے کہ اسلام رہبانیت مٹانے والا ہے یا یہ کہ وہ سہل ہے اور سخت احکام کے بوجھ جو انسانوں کو ہلاک کرتا ہے اور انکی گردنوں سے پھندے کاٹتا ہے یا یہ کہ وہ آسانیاں بڑھاتا ہے دشواریاں نہیں بڑھاتا؟

وحدت بنی نبیاں

(صفحہ ۳ کا بقیہ مضمون لکچر عبدالبہار)

اور بھلائی سب پیار اور محبت کیساتھ مل گئے۔ کسی قوم کے آدمی جو بہاء اللہ کے پیرو ہوئے ہیں وہ سب مثل ایک خاندان کے ہو گئے ہیں۔ اور آپسمیں نہایت ملاپ کیساتھ رہتے ہیں بلکہ ایکدوسرے پر فدا جان کرنیکو تیار ہیں۔ مثلاً مسلمان عیسائی کے لئے جان دیتا ہے یہودی عیسائی کیلئے جان دیتا ہے اور یہ سب زردشتی کیلئے جان دینے کے لئے تیار ہیں وہ ایک دوسرے سے بیحد محبت کرتے ہیں۔ انہوں نے ولادت ثانی کی حالت حاصل کر لی ہے اور روح القدس نے انمیں دوبارہ روح حیات پھونکدی ہے خدا کا شکر ہے کہ یہ روشنی مشرق سے نکلی ہے اور آخر کار وہاں عداوت اور دشمنی باقی نہ رہیگی۔ بھاء اللہ کی طاقت سے سب ملجاوینگے۔ اور یہ وحدت انسانی کا علم بھاء اللہ نے قید خانہ سے بلند کیا جب دو بادشاہوں کے حکم سے وہ جلاوطنی میں تھے اور ہر قوم کے دشمنوں سے پناہ گزیں اپنی حراست کے زمانہ میں انہوں نے سب بادشاہوں کو نہایت فصیح خط لکھے اور انکو بہت تنبیہ کی انکو اتفاق اتحاد اور باہمی صلح کی دعوت دی اور ایک صلح کرانیکی پنچایت کی تاکید کی تاکہ دنیا کی سب قومیں اور بادشاہتیں اپنے وکیل وہاں بھیجیں اور قوموں اور سلطنتوں کے جھگڑے وہاں فیصل ہوں۔ یہ خط انگلستان کی ملکہ وکٹوریہ روس اور فرانس کے نپولین ثالث کو بھی بھیجے تھے۔ انہوں نے سب بادشاہوں کو لکھا اور انکو اتفاق اور صلح کیطرف پکارا۔ ایک آسمانی طاقت نے انکی مدد کی اور انہوں نے یہ اصول مشرق میں پھیلا دیے اور بادشاہ بھی انکی اس طاقت کا مقابلہ نہ کر سکے۔ انہوں نے بہاء اللہ کی روشنی کو گل کرنا چاہا لیکن قید خانہ سے بھی بہاء اللہ نے ایران کے شہنشاہ اور روم کے سلطان کا مقابلہ کیا۔ اور اپنے کلمہ کو پھیلایا حتیٰ کہ مشرق میں یکجائی کا علم برقرار ہو گیا اور انسانی وحدت کا پھریرا لہرا رہا ہے۔ میں (عبدالبہاء) چالیس برس تک قید تھا جبتک کہ وحدت اور ترقی کی مجلس کے نوجوان ترک عبدالحمید کی خود مختاری پر غالب آئے اور انکو تخت سے اتار کر آزادی کا اعلان کیا اسوقت اس انجمن نے مجھکو اس ظلم سے آزاد کیا۔ اگر اس انجمن کی وجہ نہ ہوتی تو میں قید رہتا جب تک کہ میری زندگی کے دن ختم ہوتے

مقصد یہ ہے کہ قید خانے کے اندر سے بہاء اللہ نے صلح کے علم کو بلند کیا حالانکہ وہ بااختیار بادشاہ اسکے مخالف تھے۔ ایران کے بادشاہ ناصرالدین شاہ نے بیس ہزار بہائیوں کو قتل کروایا۔ اور ان مظلوموں نے بیحد خوشی اور خرمی اور انقطاع کیساتھ اپنے ایمان پر جانیں قربان کیں یہ دو بادشاہ ایک قیدی کا مقابلہ نہ کر سکے اور اس قیدی نے دنیا کے بستر کا علم بلند کیا اور مشرق کے آدمیوں کو آپسمیں ملایا۔ اب اسوقت بھی مشرق میں وہی لوگ عداوت اور بغض میں پھنسے ہوئے ہیں جو بہاء اللہ کو نہیں مانتے۔ لیکن مختلف قوموں کے وہ آدمی جو بھاء اللہ کے پیرو ہیں وہ آپسمیں بیحد ملاپ اور محبت رکھتے ہیں۔ اگر تم کسی مجلس میں شریک ہو تو عیسائی اور مسلمان میں کوئی فرق نہ دیکھو گے اور یہ نہ پہچانو گے کہ کون یہودی تھا کون زردشتی تھا اور کون بودائی وہ آپسمیں ایسی محبت کیساتھ برتاؤ کرتے ہیں کہ جیسے ایک ہی خاندان کے ہیں اور ایک ہی قوم کے

∴ ∴ ∴

قادیان کی ہوشیاری

زندہ مذاہب کی کانفرنس۔ نمائشگاہ ویمبلی۔ لندن

آج ہمکو محفل روحانی بہائیان لندن کے خط کے ساتھ ایک اشتہار موصول ہوا ہے جو منتظمین کانفرنس کی طرف سے شائع ہوا ہے جسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ ذیل مذاہب و ادیان پر تقریریں ہونگی۔

بدھ۔ برہمی۔ اسلام۔ سکھ۔ جین۔ صوفی۔ چینی۔ زردشتی۔ یہودی اور برہمو سماج علاوہ بریں امریکہ اور افریقہ کے قدیم مذاہب پر بھی مضامین پڑھے جاوینگے۔ مسلمانوں کی طرف سے تین نمائندے اس جلسہ میں تقریر کرینگے اور تینوں قادیانی ہیں (۱) خواجہ کمال الدین (اہل لنڈن) (۲) خلیفہ ثانی قادیانی (احمدی) (۳) حافظ روشن علی نقشبندی رن مل (صوفیہ) غالباً یہ صاحب ہمارے دوست حافظ روشن علی (رن مل، جناب خلیفہ صاحب قادیان کے حواری ہیں۔ صوفیائے ہندوستان کو یہ قادیانی نائب مبارک ہو۔ ہم ارباب نظام قادیان کو اس فتح مبین پر مبارکباد دیتے ہیں۔ مگر کیا یہ انکے اخباری اعلانوں کے خلاف حرکت تو نہیں؟

(سلسلہ مضمون صفحہ ۱ کالم ۳)

جناب مکرم ڈاکٹر محمد عمر صاحب احمدی پی۔ ایم۔ ایس بریلی نے پیغام صلح لاہور ۱۴ راگست نیز مشرق گورکھپور میں ایک مضمون شائع کرایا ہے جسمیں جناب موصوف بڑے زور سے اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت بہاء اللہ نے حضرت مسیح کے باپ ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے حالانکہ یہ ایک نہایت معمولی بات تھی۔ کتب مقدسہ کی پیشگوئیوں کے ماتحت یہ استعارہ استعمال ہوا ہے نیز یہ کہ احمدی اس استعارہ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں استعمال کر چکے ہیں۔ جناب میرزا محمود احمد قادیان اردو تحفہ شہزادہ صفحہ ۵۸ پر عیسائیوں سے خطاب کے سلسلہ میں مسیح کو بیٹا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باپ ٹھہراتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس سے پیار کرتے ہو جو بیٹے کے رنگ میں آیا اور اس سے دشمنی کرتے ہو جو باپ کا نام پاکر آیا۔

خود جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے سرمہ چشم آریہ وغیرہ میں مسیح کو بیٹا اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باپ ٹھہرایا ہے بلکہ سرمہ چشم آریہ میں تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ رشتہ کے لحاظ سے بھی ثابت کیا ہے۔

کاش! ڈاکٹر صاحب موصوف یہ مقامات ملاحظہ فرما لیتے تو اپنے مرشد اعظم کے خلاف لکھنے کی جرأت نہ فرماتے۔

خلق جدید

یہ کتاب قادیان میں ظہور امر بہائی کی عجیب و غریب تاریخ ہے جو کہ جریدہ روزانہ ڈائری کے طور پر اسی زمانہ میں لکھی گئی جبکہ قادیان ظہور امر بہائی سے ایک عالم حیرت اور منظر سہیب بنا ہوا تھا۔ کچھ درخواستیں موصول ہو چکی ہیں اور بھی چند درخواستیں آنے پر طبع ہوگی۔

©Afnan Library Trust, 2026

طلوع کوکب اور زبان خلق

یہ ہفتہ وار اخبار مولوی فاضل جناب سید محفوظ الحق صاحب علمی کے زیر ادارت سہسوان سے جاری ہوا ہے۔ ملکی خبروں کے علاوہ مذہبی مباحثوں کا اس اخبار کو مخزن کہنا مبالغہ نہ ہوگا جو دو نمبر ہمارے سامنے ہیں انمیں بہائیہ اور قادیانی حضرات کے بالاخلاف مباحثے دیکھنے کے قابل ہیں۔ چندہ سالانہ چار روپیہ۔ ششماہی ڈیڑھ روپے سہ ماہی ڈیڑھ روپیہ۔ دفتر اخبار کوکب ہند آگرہ سے طلب کیجئے۔

رسالہ اردوئے معلی (بابت اگست ۱۹۲۴ء)

مورخہ ۱۷ اور ۲۵ جولائی کے دو پرچے جناب مکرم اڈیٹر اخبار کوکب ہند کے جنکا تعلق بابی مذہب سے ہے۔ موصول ہوئے۔ جسمیں انہوں نے کمال سخت اور جانفشانی اور عدل و انصاف سے مرزا صاحب قادیانی کے دعاوی کا ابطال اسی طریق سے کیا ہے جسطرح فقیر نے اپنے رسالہ نمبر ۱۶ میں کیا تھا۔ جسکا جواب ابھی تک ان کے پانچوں فرقوں میں سے کسی نے تحریر نہیں کیا۔ اب انتظار ہے کہ وہ کوکب ہند کا کیا جواب دیتے ہیں

(از رسالہ اشاعۃ القرآن لاہور ۱۵ اگست ۱۹۲۴ء)

یہ ہفتہ وار اخبار فرقہ بہائیہ کا آرگن ہے اپنی تبلیغ میں جان توڑ کوشش کرتا ہے لیکن بہ حکمت۔ فرقہ مرزائیہ کی لاجواب تردید کرتا ہے لیکن نہ بطریق لغزت۔ قیمت سالانہ للعہ۔

(اخبار محمدی دہلی ۱۵ اگست ۱۹۲۴ء)

زرین تاج

بہترین تاریخ پڑھنے سے انسان کے دلمیں نیک صفات پیدا ہونے لگتی ہیں کیونکہ پہلے بزرگوں کے اچھے نمونے دیکھکر سبکا جی چاہتا ہے کہ ہم بھی انکے پاک قدموں پر چلکر ویسے ہی کامیاب ہوں جیسے وہ مقدس و محترم بزرگ کامیاب ہوئے تھے۔ اس مقصد کو پورا کرنیکلیے ایک رسالہ "زرین تاج" آگرہ سے شایع کیا جائیگا۔ جسمیں زیادہ تر ان خواتین کی تاریخ ہوا کریگی جو دنیا میں انقلاب یا اصلاح کا ذریعہ بنی ہیں نیز ادبی رنگ میں مختصر و دلچسپ واقعات اور مکالمات کا سلسلہ بھی ہوگا۔ تعلیم نسواں و حقوق نسواں پر بھی ہر قسم کے مضامین ہونگے۔

حصہ نظم میں بالعموم محترم خواتین عرب و فارس و ہند کے کلام ہوا کرینگے۔

طاہرہ خانم
گھسیٹا اعظم خاں آگرہ

مختصر خبریں

بیت المقدس ۱۵ اگست شاہی لیڈروں نے مشرقی یردن کی سرحد پر سرگرمیاں دکھانی شروع کر دی ہیں جسکی وجہ سے ضرورت پڑی کہ مقامی افواج کو امداد رسانی کیلئے انگریزی جندرمہ اور رسالہ بھیجا جائے۔ وہابی غارتگروں کی ایک زبردست جماعت کو شہر عمان کے متصل مار کر بھگا دیا گیا۔

——— ہرو سیلز ۱۴ اگست بلجیم کا اخبار "لبرو بلجیک" اس امر پر توجہ دلاتا ہے کہ ادھر تو سوڈان میں فسادات رونما ہوئے اور ادھر سابق خدیو مصر عباس سے ہرو سیلز میں خفیہ طور پر تشریف لائے اور مختلف اشخاص سے باتیں کیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس ہوٹل میں آپ مقیم ہوئے ہیں وہاں انہوں نے ان مصری مسافران سے ملکر متعدد حلیے گئے جو مختلف راستوں سے بلجیم میں آئے تھے یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اگر یہ بات معلوم ہوگئی کہ وہ مصر کے خلاف سیاسی سرگرمیوں میں مصروف ہیں تو انکے اخراج کا حکم جاری ہو جائے گا۔

——— مدراس ۱۳ اگست کو چین کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ دریم میں ستیہ آگرہی چاروں ناکوں پر چوکیاں قائم کر رہے ہیں۔ مسٹر راماسوامی نیکر اور دوسری والنٹیر دیویاں ستیہ آگرہ کر رہی ہیں۔

——— دہلی ۱۶ اگست۔ مولانا شوکت علی۔ مولانا ابوالکلام آزاد مولانا حسین احمد۔ خواجہ عبدالمجید ۱۸ اگست کو راجکوٹ پہنچینگے۔ اور تعمیری لائحہ عمل کیلئے مسلمانوں سے امداد طلب کرنے کیلئے گاٹھیاوار کا دورہ کرینگے۔

——— فرخ آباد میں مہادیو کے مندر کے چبوترے پر ایک مسلمان غنڈے نے پیشاب کر دیا سنا گیا ہے۔ ہندوؤں نے اسکی مرمت کی اور اسکا چالان پولیس میں کرا دیا (شکتی)

——— نیویارک میں ایک انجمن بنی ہوئی ہے جسکے تمام ممبر پیشہ جرائم پیشہ یعنی ڈاکو چور گانٹھ کترے تھے۔ اس کے ممبروں کی تعداد ۸۰۰ سو ہے جو ایک ہزار تک بڑھائی جائے گی اور ان کا کام بنی نوع انسان کی خدمت ہے۔ اس انجمن کا کسی مذہب سے تعلق نہیں اس لئے عیسائی پادری جو ان میں کہ بغیر مسیح کے ساتھ تعلق پیدا کئے کیسے نیک بنینگے اور بنی نوع انسان کے خادم ہوگئے۔

——— امریکن جیوش ایر بک کے بموجب دنیا میں یہودیوں کی کل تعداد ایک کروڑ پچپن لاکھ ہے ۲/۳ حصہ یورپ میں بستے ہیں۔ اور ۱/۳ حصہ شمالی امریکہ میں سب سے زیادہ کی آبادی شہروں کے لحاظ سے نیویارک میں ہے۔ شمار کے لحاظ سے فلسطین میں انگریزوں کے قبضے کے بعد ستائیس ہزار یہود جاکر آباد ہوئے ہیں۔

——— یہ یقین کر کے کہ اصلاح میں بہت سی غیر ذمہ دارانہ باتیں رواج پا گئی ہیں۔ سید بابی نے جو ترکی جماعت اصلاح مذہب کے لیڈر ہیں موجودہ ترکی مولویوں سے بیزاری ظاہر کی ہے اور مذہبی تعلیمی بورڈ میں حسب ذیل تجاویز پاس کرائی ہیں۔

(۱) طلبا کو مذہب اسلام کی صداقت اور حقانیت کی تعلیم دیجائے (۲) اسلام میں جو فروعی باتیں پیدا ہوگئی ہیں انہیں بالکل نکالدیا جائے (۳) سچی احادیث کو ان غلط باتوں سے جو احادیث بنوی صلعم میں ملا دیئی ہیں علیحدہ کر دیا جائے۔

(۴) موجودہ مولویوں کی رایوں کو بہت زیادہ اہمیت نہ دی جائے بلکہ اسکی کوشش کیجائے کہ نوجوانوں میں تنقید اور استقلال کا مادہ پیدا ہو۔

——— وہ پناہ گزین ترکی افسر نیز شیخ شاذلی جو حجاز ایک ماہ میسپر گرفتار کیا گیا تھا رہا کر دیا گیا ہے انہیں صدر اعظم یا شاہ پر قاتلانہ حملہ کرنے کی کوشش کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا تھا

——— جریدہ ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ قاہرہ رقمطراز ہے کہ بندرگاہوں میں علی الخصوص اسکندریہ میں مصری افواج کا خفیہ طور پر اجتماع ہو رہا ہے۔ سرکاری طور پر اس اجتماع کی یہ توجیہ کی گئی ہے کہ حکام نے ایک ترکی سازش کا انکشاف کیا ہے جسکا عقیدہ یہ ہے کہ موجودہ عہد حکومت کو تباہ کیا جائے اور اسکی جگہ سابق خدیو کا عہد حکومت قائم کیا جائے۔ اس فوجی نقل و حرکت کا مطلب یہ ہے کہ سازش کو نشو و نما پانے سے روکا جائے نیز تلاشی کیجائے اور گرفتاری عمل میں لائی جائیں۔

——— آئندہ ۱۷ ستمبر سے ترکی میں دیا سلائی کی تجارت کلیتہً حکومت اپنے ہاتھوں میں لیگی اور اس تاریخ کے بعد پھر حکومت کسی کے واسطے بنانے اور بیچنے کا حکم نہ ہوگا۔

——— دہلی ۱۵ اگست سر محمد علی نے مہاتما گاندھی کو تار دیا ہے کہ ہندو مسلمانوں کے درمیان صلح کے متعلق گفتگو شنید ہو رہی ہے۔ امید ہے کہ چند روز کے اندر امن و امان قائم ہو

——— مجلس اقوام نے ترکی نمایندے مقیم جنیوا کو اطلاع دی ہے کہ حکومت برطانیہ نے مجلس مذکور کی کونسل سے درخواست کی ہے کہ وہ اپنے آئندہ جلسے میں حکومت عراق کی سرحد کے معاملے کا بھی تصفیہ کرے

——— ۱۳ اگست کو شملے میں مستورات کا ایک جلسہ زیر صدارت بیگم محمد شفیع منعقد ہوا جسمیں قرارداد پاس کیا گیا کہ جو رکاوٹ کہ مستورات کے کونسلوں میں جانے میں حائل ہے اسے دور کیا جائے اور ایک عرضداشت بھیجی جائے مطلب اصلاحی تحقیقاتی کمیٹی کے پاس بھیجی جائے

——— مولانا حسرت موہانی ۱۲ اگست کو بمبئی جیل سے رہا ہوئے ۱۳ کو کانپور پہنچے شاندار استقبال ہوا۔ کانپور کانگریس کمیٹی نے ایڈریس دیا۔ مولانا نے جواب میں اپنے پرانے سیاسی عقیدے کو جسکا اظہار آج سے چار سال قبل احمد آباد کانگریس میں ہوا تھا بیان کرتے ہوئے بتایا کہ چرخہ چلانا وقت کو ضائع کرنا ہے کھدر کے عام رواج کا استعمال ہو جانے کو آپنے ناممکن بتایا۔

"روزانہ اخبار" کی خصوصیات

"روزانہ اخبار" کی نسبت ہم اپنے منہ سے کچھ کہنا نہیں چاہتے اسکی ایک کاپی بطور نمونہ آپکے سامنے پیش کی جا سکتی ہے اسمیں عام اخباری مقاصد کیساتھ ہر قسم کے مضامین کا کافی وخیرہ موجود ہے بفضلہ تعالیٰ یہ اخبار سات سال سے نہایت کامیابی کیساتھ جاری ہے اور اخبار بین و علم دوست طبقہ میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ۱۸×۲۲ ڈبل سائز ۱۲ صفحوں پر ہفتہ وار نہایت آب و تاب کیساتھ شائع ہوتا ہے قیمت سالانہ صرف ۔ امید کہ اس بہاری موقع کو آپ ہرگز ہاتھ سے نہ جانے دینگے۔ اور روزانہ اخبار کی خصوصیات پر بنظر احسان امتیازی نگاہ ڈالکر اپنا رائے سے ضرور مطلع فرمائینگے

سید محفوظ الحق اڈیٹر و پبلشر نے آگرہ اخبار پریس آگرہ میں چھپوا کر دفتر کوکب ہند سے شائع کیا۔ نیاز مند منیجر "روزانہ اخبار" یہ لکھتے ہیں

©Afnan Library Trust, 2026

I No 13

رجسٹرڈ نمبر A ۱۳۳۱
مورخہ یکم ستمبر سنہ ۱۹۲۴ء

نورِ ہند

مقاصد

نشر نفحات حقیقت تبلیغ وحدت ومحبت فلاح اقتصاد اصلاح معاشرت تعلیم عمومی حقوق نسواں تعمیم معارف تطبیق مذہب وسائنس

قواعد

ہر جماعت کا مضمون درج کیا جائیگا۔ وہ مضمون درج نہ ہوگا جسمیں کسی دین یا کسی قوم یا فرد پہ ناروا حملہ ہو ۔ ۔ ۔

مدیر مسئول
سید محفوظ الحق علمی۔ مولوی فاضل

مدیر معاون
مہر محمد خاں شہاب ۔ الیر کوٹلوی

جلد ۱ ہر انگریزی ماہ کی یکم۔ ۹۔ ۱۷۔ ۲۵ کو شائع ہوتا ہے ۔ قیمت سالانہ للہ ۔ ششماہی عہ ۔ سہ ماہی عہ ۔ اشتہار فی کالم للہ نمبر ۱۳

دورِ جدید

(از جناب خواجہ دل محمد صاحب ایم اے)

باغ میں گل بھی نئے آئے عنادل بھی نئے
ولولے دل کے نئے جوش نئے دل بھی نئے

تارے دنات نظر آنیلے چرخ پہ اور
اب ہیں کوکب بھی نئے اختر منازل بھی نئے

مدتیں ہوگئیں یونان کا تخت الٹا
فلسفی بھی نئے عالم نئے، کامل بھی نئے

سیکھے کچھ کشمکش ہستی عالم سے سبق
مرحلے اب ہیں نئے ڈھونڈ وسائل بھی نئے

کٹ گئے اگلے شجر، مٹ گئیں پہلی روشیں
نئے میداں، نئے سنگ مراحل بھی نئے

فرس باد پہ پیلوں نے ہے کاٹھی کس لی
قیس آئے ہیں نئے باندھ دے محمل بھی نئے

ساراں آج تو کچھ اور ہی دھن ہے دلیس
لینے لگ جائے مزے، ہاں! تری محفل بھی نئے

تو نئے کہنہ نئے جام میں بھر دے ساقی!

(از جناب شیخ محمد رفیق صاحب حافظ (علیگ) مجسٹریٹ الیر کوٹلہ)

ہر فرشہ دریں وادی چوں شعلہ شرر ریزے
از حسن جہانسوزے، از عشق بلاخیزے

آں شوخ ستمگارے، آں یار دلآزارے
تا تیغ غیاثے، عاشق کشی خونریزے

بہر کہ بہادیدم در طوف صنم خانہ
صد منظر زیبائے صد حسن دلاویزے

با عشق بسازے دل شاید کہ بسر آید
ایں صبح دل آشوبے، ایں شام غم آمیزے

در غمکدۂ ہستی۔ ماتم و سیہ مستی
بر دیدۂ جاں منت از بادۂ گلبیزے

گفتی بفگن حافظ ایں دلق ریائی را
من درد سر کردم، ایں قول دلاویزے

(از جناب سید غلام مرتضیٰ علی صاحب (برادر))

وہ کاخورشید ابھی نے جہاں میں نورافشانی
بحمداللہ عالم ہوگیا ہے آج نورانی

نہیں اندیشۂ بادِ خزاں گلزارِ عالم کو
ہوا اسکی پہ مائل ہے نسیم فضل یزدانی

رہا باقی نہ ظلمت یا حیا اس کا حاصل ہی آزادی
خوشی کے گیت بلکہ گا رہے ہیں مرغ بستانی

مٹایا جہل کی ظلمت کو انوار حقیقت نے
گئے ایام ظلمانی اب آیا عصر نورانی

فلک پہ رنگ ہوگا زرد خورشید درخشاں کا
سناؤں دوستو گر اس زمیں میں مطلع ثانی

زہی امر بدیع آرا جس سے دل ہے نورانی
ہر اک مومن کا سینہ ہے پُر از گلہائے روحانی

محبت اور الفت کی یہی تاکید ہی حق سے
یہاں سے تاکہ ہو نابود حقد و کینہ کی طغیانی

سبھی تحصیل علم و فضل میں سرگرم و کوشاں ہیں
کہ روز افزوں ترقی پر ہو عقل و علم انسانی

ہمارا اللہ یہ ایمان لاکر ہوئے عارف
ہمیں بیگماں قدر محمد آج ہے جانی

کہاں زہرہ ہے ممکن مہر انور کی ثنا خوانی
کہے سید کہاں تک وصف دیں خالق بیچا

خوش آمدید

دو فاضلوں کا ورود ہندوستان

حضرت میرزا محمود زرقانی کے نام نامی سے ہمارے ناظرین خوب واقف ہیں۔ آپ ہی نے جناب میرزا صاحب قادیانی کو دعوت مقابلہ دی تھی جسکے جواب میں جناب میرزا صاحب کوئی جرأت نہ فرما سکے تھے۔ حضرت میرزا محمود عربی و فارسی کے ایک زبردست فاضل ہیں۔ کتاب لاجواب بدائع الآثار فی حیوۃ حضرت عبدالبہاء کا سفرنامہ یورپ و امریکہ آپ ہی کی تالیف ہے۔ علاوہ مذہبی کمالات وہ دینی مہارات کے فن شعر و سخن میں بھی موصوف کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔ امید ہے کہ شرفاء ہند موصوف سے ملکر بہت محظوظ ہونگے۔ آپ پہلے بھی ہندوستان میں رہ چکے ہیں۔

دوسرے فاضل حضرت مولانا محی الدین صاحب صبری وارد ہند ہوئے ہیں۔ آپ مصر کی قدیم و مشہور اسلامی یونیورسٹی جامع ازہر کے فضلاء میں سے ہیں۔ دیگر علوم دینیہ کے علاوہ آپ علم تجوید القرآن کے زبردست ماہر ہیں۔ قاہرہ میں آپ اسقدر معزز و محترم ہیں کہ آپکو شیخ الاسلام سے کم نہیں سمجھا جاتا ہے۔ انشاء اللہ موصوف کے فیوض سے بھی ہندوستان روحانی کیف حاصل کریگا۔ اھلاً وسھلاً ومرحباً

کوکب ہند کا میلاد نمبر

ماہ مبارک ربیع الاول میں کوکب ہند کا میلاد نمبر شائع ہوگا جسمیں حضور اقدس رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تاریخ مبارک۔ آنحضور کے کمالات۔ گذشتہ انبیاء کی پیشگوئیاں ظہور مقدس کے متعلق۔ معجزات۔ دلائل صدق وغیرہ بہترین مضامین ہونگے۔ حصہ نظم میں بہترین نعتیہ کلام ہوگا۔ اہل قلم فضلاء توجہ فرمائیں "منیر"

©Afnan Library Trust, 2026

کوکب ہند آگرہ — الذکر الحکیم

یکم ستمبر سنہ ۱۹۲۴ء

بسم اللہ الاقدس الابھی

یا علی قبل لقی اسمع النداء من شاطی البقاء فی البقعۃ الحمراء من سدرۃ المنتھی انہ لا الہ الا انا العزیز المختار۔ طوبی لک بما فزت بلقاء الرضوان فی جنۃ الرضوان اذ تجلی الرحمن علی من فی الامکان اشکر وقل لک الحمد یا من بیدک زمام الارضین والسمٰوٰت قل لیس الیوم یوم الوقوف طوبی لمن سمع النداء من الافق الاعلی وقال لبیک یا ربی الرحمن قل النداء جناح لمن اراد ان یطیر فی ھذا الھواء ومصباح لاھل الانشاء وفرات رحمۃ ربک لمن فی الاکوان انہ شفاء للمفئود وحیوۃ للموجود طوبی لمن سمعہ باذن القلب مقبلا الی قبلۃ الآفاق۔ یا قلم الاقدس اذکر الشمس اذ اقبل الی الشمس وجہ ربہ العزیز الوھاب لیجذبہ بذکر اللہ الی ملکوت الاسماء والصفات طوبی لک بما کسرت صنم الاھام اذ اتی ربک العزیز العلام فی ظلل الغمام ثم باذن ربک ثم تسخر القلوب بھذا الاسم الذی جعلہ اللہ مھیمنا علی الاسماء کذلک قضی الامر من لدن مقتدر علیم قل یا قوم قد اتی الیوم ھذا ما وعدتم بہ فی الالواح بہ ظھرت الصیحۃ ونادت الصخرۃ الملک للہ الواحد الجبار۔ ایاک ان تحجبک حجبات الخلق عن التوجہ الی الحق المتعال کن کما کان مولیک بحیث لا تخوفک جنود من علی الارض ولا سطوۃ کل متکبر جبار۔ کن منادیا باسمی وناطقا بثنائی ولکن بالحکمۃ والبیان کذلک قضی الامر فی الکتب انا لما وردنا السجن اوردنا ان نبلغ کلا ما اراد ربک العزیز المنان قد نزلنا الکل واحد من رؤساء الارض ما عمیت بہ عیون الذین کفروا وقرت بہ العباد عبادنا الاخیار قد خلقنا البدیع بروح القدرۃ والاقتدار وارسلناہ بلوح ربک المختار الذی من افقہ لاحت شمس الاسماء بقوۃ وسلطان ما منعنا البلاء عن ذکر الذی ھو موجد الاسماء من افق السجن ندعو الامم الی العزیز الغفار۔ قل یا قوم ان یعقوب قد ارتد بصیرا بما وجد عرف قمیص اسم من الاسماء وارسلنا الیکم ما تضوعت بہ رائحۃ الرحمن توجھوا یا اولی الالباب انا اسمعنا ندائک واجبناک من ھذا المقام فضلا من لدنا علیک وعلی الذین اقبلوا الی الوجہ فی یوم فیہ زلت الاقدام یا قلم الاعلی انظر من شطر المنظر الاکبر الی من سمی بعلی اکبر لیری نفسہ تحت لحاظ مالک القدر الذی بہ نصب الصراط ووضع المیزان اسمع ما ینادیک بہ جمال القدم من شطر اسمہ الاعظم انہ لا الہ الا ھو العزیز المستعان طوبی لک بما نبذت الموھوم واخذت المعلوم اذ اتی الیقین بالحجۃ والبرھان قل یا معشر العلماء اذکروا اذ اتی محمد رسول اللہ اعرض عنہ من یری نفسہ اعلم الناس وامن بہ من یری الاغنام لیس الفخر بالعلوم بل بعرفان المعلوم تفکروا یا اولی الالباب انظر فی قلۃ عقولھم یکتبون باقلامھم ما یأمرھم بہ اھواؤھم بعدا ارتفع صریر القلم الاعلی بین الارض والسماء قل ضعوا ما عندکم والفتوا ثم اسمعوا ما یتکلم بہ لسان العظمۃ والاجلال کم من ذات متنعمۃ اقبلت وامنت وکم من ذی عمامۃ منع واتبع الاحزاب طوبی لمن خرق الحجاب الاکبر باسم مالک البشر واقبل الی السواء الصراط من المشرکین من قال ھل انت الساعۃ قل بل ھدمت ورب الارباب تداشرقت شمس الایقان من افق ارادۃ ربک الرحمن والمشرکون فی غفلۃ وارتیاب قل تدثفس الصبح وبہ فاحت نفحۃ اقمیص فی الدیار کذالک القینا الیک وارسلنا الیک ما تقر بہ النفوس وتنجذب بہ افئدۃ الابرار یا قلم توجہ الی من اقبل الی الاسم الاعظم الذی سمی بمحمد فی ملکوت الاسماء لیفرح بھذا الذکر اذی جعلہ اللہ طراز کتاب الابداع قل قد اعز منادی الاشتیاق فی الآفاق وھذا ھو المعشوق یا ملأ العشاق قد ذکر اسمک لدی العرش ونزل لک ما تقر بہ الامرات اشکر بما ایدک اللہ علی عرفان مظھر امرہ وجری من قلم الوحی ما یثبت بہ ذکرک بین العباد ھل یعادل ھذا الفضل شیء

عما حوی فی الارض لا ومطلع الانوار ثم علی خدمۃ ربک ھذا خیر لک مما تراہ وتشھد بہ الوھل کل موقن صبار قل قد انتھت الظھورات الی ھذا الظھور الاعظم ومن یدعی بعدہ انہ مفتر کذاب نسئل اللہ ان یوفقہ علی الرجوع ان تاب ان ربک ھو التواب وان اصر علی ما قال یبعث علیہ من لا یرحمہ انہ ھو المقتدر القھار الفعال ھو التواب وان اصر علی ما قال یبعث علیہ من لا یرحمہ انہ ھو المقتدر القھار الفعال ھو التواب

الذین اتخذوا امر اللہ لھوا ولعبا لعمری انھم فی غفلۃ رضوان لو کان الامر کما یقولون کیف یبتقن ما اردناہ بین العباد تفکروا یا اولی الانظار کم من ناعق ینعق ھذا ما اخبرکم بہ ربکم العزیز العلام یا احبائی احفظوا حصن الامر باسمی المھیمن علی الاقطار ثم اشربوا کوثر الحیوان من کؤس رحمۃ ربکم الرحمن رغما لانف الذین کفروا باللہ المھیمن القیوم کذلک مرفنا لک الآیات ونصرفھا علی لحن اخر ان ربک ھو المقتدر علی ما یشاء بقولہ کن فیکون

ونذکر من سمی بالحسین لیسمع نداء ھذا المظلوم ان الحبیب ینادی قد اتی المحبوب ولکن الناس لا یفقھون قد اخذ جذب الجبار کل الدیار والناس اکثرھم منصعقون ان البھاء تنادی بحمد ربک الاعلی والسجن الاعظم یقول الملک للہ یا مالک الغیب والشھود قد ظھر کل جامد من نفحات اللہ والناس ھم میتون الا الذین نبذوا الھوی واتخذوا الھدی الا انھم ھم الفائزون لا تحزن من شیء توکل علی ربک العزیز فی کل الامور ھذا الیوم الذکر والبیان ذکروا الناس بھذا النبأ الموعود لا تخزنوا من البعد کم من بعید ھو القریب وکم من قریب ھو البعید کذلک قضینا الامر فی لوح محفوظ وکم من مقبل بلغ وما فاز بما ینبغی وکم من قاصد ما بلغ وفاز انہ من اھل الخلق وربک العزیز الودود لکل قدرناہ تقدیرا فی الکتب لا یعزب عن علمہ شیء انہ لھو العلیم علام الغیوب طوبی لمن اقبل وبلغ الی ان ورد وحضر لدی العرش مقتطعا عن سواہ وسمع نداء مولاہ انہ ممن سبق الوجود والیوم لیس الا ذن لاحد ان یتوجہ الی الوجہ الا تا فی شدۃ ومقام ممنوع توجھوا یا قوم الی ربکم ھذا خیر لکم فی مثل ھذہ الایام ان کنتم تعرفون یا قلم اذکر علیا فی الانتقاء لیبلغہ ذکرتہ الی النھایۃ المقصوی ویقرأ آیات ربہ الابھی انی نزلت فی ھذا المقام الکریم انہ ولو یکون فی اخربۃ البیوت ولکن یطوفون حولہ الملکوت طوبی للعارفین ھل یمنعہ شیء او یمنعہ ما اراد کذلک قضی الامر من لدن مقتدر علیم ورب العلمین فی البلاد ینادی من فی الانشاء ویدعوھم الی اللہ العزیز الحمید یا علی اذکر ایامی وما ورد علی بما اکتسبت ایدی الظالمین انا اردنا ان نخبرھم انھم ھم یعیشون فی سفک دمی بعد اذ لو اردنا لاخذناھم بکلمۃ من عندنا ان ربک ھو المقتدر القدیر قد سبقت رحمتہ انہ لھو الغفور الرحیم ان الناس عمی اذا فتحت ابصارھم یتفکرون ویقولون لسبحانک انت العزیز البدیع الحمد لک یا مقصود العالمین اسئلک یا مولی الوری وکنز الاسر والمرئی وباطلاقک ذکرہ اذ مع عبادہ الذاکرین یا ایھا المذکور فی البدء اسمع نداء مالک الشھود فی الختم انہ لا الہ الا ھو العلیم الحکیم کن خادما لامر ربک فی کل الاحوال وکن علی وجہ احبائی من قبلی وبشرھم بھذا الذکر الحکیم سوف یاخذ اللہ من ظلم وانی ان ربک ھو العلیم الخبیر لا تحزن

(ترجمہ) ھو یحمد — الحکمۃ فی الامور خذ ما حکم بہ مالک البریۃ من قبل ومن بعد انہ ھو خیر الحاکمین قل الحمد للہ مقصود العارفین

عرض چونکہ بارہا مخالف اطراف سے اشتیاق ظاہر کیا گیا کہ حضرت بہاء اللہ کی وحی اصل الفاظ میں نقل کر کے شائع کیجائے اسلئے کتاب مبین از صفحہ ۱۷ تا صفحہ ۲۰ جو لوح درج ہوا وہ نقل کیگئی۔ اصل الفاظ پر اہل علم تطاول کر سکتے ہیں۔ عام فائدہ کیلئے اردو ترجمہ بھی دیا جاتا ہے اور بلا تامل یہ اعتراف کیا جاتا ہے کہ اس وحی اقدس کی شان اعلیٰ کے لحاظ سے ہمارا ترجمہ ایسا ہی ہے جیسے آفتاب درخشاں کی نمائندگی چند ذرات کریں۔ اہل علم جان سکتے ہیں کہ عربی

©Afnan Library Trust, 2026

۱۲ خدا کے بہت پاک اور بہت روشن نام کیساتھ
۱۲ ۱۳ اور نیکوں کے دل کھچتے ہیں۔
۱۳ ۱۴ لے قلم اسکی طرف متوجہ ہو جسنے اسم اعظم کی جانب رخ کیا۔ وہ جو ملکوت اسمار میں محمدؐ کے
۱۴ نام سے موسوم ہے۔ "تاکہ اس ذکر سے مسرور ہو جسکو خدا نے کتاب خلق کا دیباچہ بنایا ہے۔ کہدے
۱۴ ۱۵ ہمنے آفاق عالم میں اشتیاق کی آگ بھڑکا دی ہے۔ اور لے گروہ عشاق یہ دیکھو وہی معشوق
۱۵ تیرا نام عرش کے پاس مذکور ہوا اور تیرے لئے وہ (لوح) نازل کی گئی جس سے مردے زندہ
۱۵ ۱۶ ہوتے ہیں۔ خدا کا شکر کر کہ اُسنے تجھے اپنے مظہر امر کی شناخت کیلئے تیری تائید فرمائی اور قلم وحی سے
۱۶ وہ جاری ہوا جسکے باعث تیرا ذکر بندوں میں قائم رہیگا۔ کیا اس فضل کے برابر تمام مخلوق میں سے
۱۶ ۱۷ کوئی چیز ہو سکتی ہے۔ خدائے مطلع الانوار کی قسم ہرگز نہیں۔
۱۷ اپنے رب کی خدمت کیلئے کھڑا ہو جا یہ تیرے لئے جو کچھ تو دیکھتا ہے اس سے بہتر ہے۔ ہر ایک یقین کریگا
۱۷ ۱۸ راسخ اسکی شہادت دیتا ہے۔
۱۸ کہدے تمام ظہور اس ظہور اعظم تک منتہی ہوئے اور اسکے بعد جو کوئی دعوے کرے وہ مفتری جھوٹا ہے
۱۸ ۱۹ اگر وہ توبہ کرے ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اسے رجوع کی توفیق عطا فرمائے۔ بیشک تیرا رب توبہ قبول فرمانے
۱۹ والا ہے اور اگر وہ مدعی اپنی بات پہ اصرار کرے تو خدا اسپر ایسے شخص کو کھڑا کریگا جو اسپر رحم نکریگا
۱۹ ۲۰ بیشک خدا اقتدار والا قہار ہے۔ انلوگونکو نصیحت کرو جنہوں نے خدا کے حکم کو لعب بنا لیا ہے۔ قسم ہے
۲۰ کہ یہ لوگ غفلت اور گمراہی میں ہیں۔ اگر یہ امر ایسا ہی ہوتا جیسا کہ یہ مخالف لوگ کہتے ہیں تو وہ کچھ ہم
۲۰ ۲۱ چاہتے ہیں بندوں کی درمیان کیونکر ٹھہر سکتا ہے۔ اے اہل نظر سوچو۔ بہت سے چیخنے والے چیخیں گے تمہارے پروردگار
۲۱ غالب اور جاننے والے نے یہ خبر دی ہے۔ اے میرے دوستو! قلعہ امر کو میرے اس نام سے محفوظ کرو جو
۲۱ ۲۲ تمام اطراف عالم پر محیط ہے۔ پھر اپنے پروردگار رحمن کی رحمت کے پیالوں میں سے زندگانی کا کوثر پیو
۲۲ خدائے مبین وقیوم کے منکروں کے خلاف۔ اسی طرح بار بار ہمنے آیات کو بیان کیا اور دوسرے
۲۲ ۲۳ طریقے پہ بیان کر رہی ہیں۔ بیشک تیرا رب اپنے قول کن فیکون سے جو کچھ چاہے اسپر قادر ہے اسی ہم اسکا
۲۳ ذکر کرتے ہیں جسکا نام حسین ہے تاکہ وہ اس مظلوم کی ندا سنے یقیناً مجیب پکارنے کی محبوب آپنچا
۲۳ ۲۴ لیکن لوگ نہیں سمجھتے۔ جبار کی کشش نے تمام دیار کو گرفت کر لیا ہے اور لوگ اکثر مدہوش ہیں۔
۲۴ بطحاء پکارتی ہے کہ اے مالک اسمار تمام تعریف تیرے ہی لئے ہے۔ مسجد اقصیٰ کہتی ہے اے مالک غیب و شہود
۲۴ ۲۵ تمام ملک عالم تیرا ہی ہے۔ ہر ساکن نفخات الٰہی سے حرکت میں آگیا۔ اور لوگ مرے ہوئے ہیں۔ بجز انلوگونکے
۲۵ جنہوں نے خواہش نفس کو چھوڑ دیا اور ہدایت کو اخذ کیا۔ بیشک یہی لوگ کامیاب ہونیوالے ہیں۔ کسی چیز
۲۵ ۲۶ سے غمگین نہ ہو تمام امور میں اپنے رب غفور پر بھروسہ رکھ۔ یہ ذکر وجیان کا دن ہے۔ تمام لوگونکو اس "یوم
۲۶ موعود" کی خبر کر دو۔ دوری سے محزون نہو۔ بہت سے دور رہنے والے ہیں جو قریب ہیں اور بہت سے
۲۶ ۲۷ قریب رہنے والے دور ہیں۔ ہمنے لوح محفوظ میں اسیطرح حکم کا فیصلہ کیا ہے۔ بہت سے قبول کر نیوالے اونچے اور
۲۷ جو کچھ چاہئے اس سے کامیاب ہوئے۔ اور بہت سے ارادہ کرنیوالے نہ پہنچے اور کامیاب ہوئے اور بہت سے بلند
۲۷ ۲۸ پہونچے اور کامیاب ہو گئے۔ یہ اعلیٰ ترین خلق ہیں۔ تیرے پروردگار عزیز ودود کی قسم ہر ایک کا ہمنے
۲۸ ایک حصہ کتاب میں مقدر کیا ہے۔ اس خدا کے علم سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ بیشک وہ حق شہود کا جاننے والا کریم
۲۸ ۲۹ مبارک وہ جو متوجہ ہوا اور یہانتک پہنچا کہ عرش (انا) کے پاس خواہش نفس سے الگ ہو کر حاضر ہوا
۲۹ اور اپنے مولیٰ کی آواز سنی۔ بیشک یہ شخص تمام ستی سے آگے بڑھ گیا۔ اور آج کسی کو اجازت نہیں ہے کہ پہرہ (دجال)
۲۹ ۳۰ کی طرف متوجہ ہو کیونکہ ہم سختی اور مقام ممنوع میں ہیں۔ تم اپنے دلوں سے متوجہ رہو۔ یہ تمہارے لئے ان دنوں بہتر ہے
۳۰ اگر تم معرفت رکھتے ہو۔ اے قلم آخر میں علی کا ذکر کر تاکہ اسکے ذکر انتہائی مقام تک پہنچ جائے اور وہ اپنے رب اعلیٰ
۳۰ ۳۱ کی وہ آیات پڑھے جو اس بزرگ مقام میں نازل ہوئی ہیں اگرچہ وہ اخرب بیت میں ہے لیکن اسکے اردگرد
۳۱ ملکوت طواف میں ہے۔ عارفوں کے لئے یہ کافی ہے۔ کیا اسکو کوئی چیز غمگین کر سکتی ہے یا جو کچھ وہ چاہتا ہے اوس سے
۳۱ ۳۲ روک سکتی ہے۔ نہیں۔ رب العلمین کی قسم۔ وہ بلا میں تمام اہل عالم کو پکار رہا ہے اور انکو خدائے غالب و ستودہ
۳۲ کی جانب بلا رہا ہے۔ اے علی میرے دلونکو اور جو کچھ مجھپر ظالموں کے کرتوت سے وارد ہوا اسکو یاد کر۔ ہم انکی
۳۲ نجات چاہتے ہیں یہ لوگ میرے خون بہانے کی کوشش میں ہیں بعد اسکے کہ اگر ہم چاہیں تو اپنے ایک ہی کلمہ سے

ذکر الحکیم

مرتبہ جناب شیخ حسن کہ اعلیٰ حضرت مقام اعلیٰ
دفتر کوکب ہند آگرہ کے اوقات خدمت ۱۰ سے ۴ بجے تک
اپنے پرندوں کو ہر وقت خاص توجہ سے رکھتے ہیں
طریقے بہت اچھا کرتے ہیں اور کبوتر اور کبوتری
کی خرید و فروخت کے مالک
پیغام رسانی کا بہت اچھا انتظام ہے اور
کبوتر تمام تر تعریف خدا کیلئے ہو جو تمام
عالمونکا مقصود ہے ؛

خدا کے بہت پاک اور بہت روشن نام کیساتھ

اے علی نقی۔ سُرخ میدان کے کنارہ بقاء کی سدرۃ المنتہیٰ سے یہ ندا سُن کہ مجھ غالب اور مختار خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ مبارکباد، کہ تو باغ رضوان میں عید رضوان سے فائز ہوا جبکہ رحمن تمام اہل جہان پہ متجلی ہوا۔ شکر کر اور کہہ۔ "سب تعریف تیرے ہی لئے ہے اے وہ کہ جسکے دست اختیار میں تمام زمینیں اور آسمانونکی باگ ڈور ہے۔ کہدے آج بیٹھنے کا دن نہیں۔ مبارک وہ جسنے افق اعلیٰ سے ندا سنی اور بول اٹھا کہ اے میرے رب رحمن میں حاضر ہوں۔ کہدے کہ یہ پکار اسکے لئے جو اس ہوا میں اڑنا چاہے پر ہے، اور اہل عالم کے لئے چراغ اور تمام کائنات والوں کیلئے فرات رحمت ہے۔ بیشک یہ مریض دل کے لئے شفا اور زندہ درگور کے لئے حیات ہے۔ مبارک وہ جو اس ندا کو قبلۂ آفاق کی طرف رخ کر کے گوش دل سے سُنتا ہے۔ اے قلم اقدس اس شمس کا ذکر کر جو اپنے پروردگار غالب و بخشندہ کے چہرہ کے آفتاب کی طرف متوجہ ہوا۔ تاکہ ذکر اللہ اسکو اسماء و صفات کی بادشاہت کی طرف کھینچے۔ تجھے مبارکباد کہ تو نے اوہام کا بت توڑ دیا جبکہ تیرا پروردگار عزیز علام بدلیوں کے سایوں میں آیا۔ اپنے رب کے حکم سے کھڑا ہو پھر اس نام سے جو تمام اسمار پہ متحد ان ہو دلونکو مسخر کرنیوالی آیات نازل کرنیوالیکی طرف سے ایسا ہی فیصلہ ہوا ہے۔ کہدے اے قوم! وقت آگیا۔ یہ وہی ہے جسکا وعدہ تمھیں تمام کتابونمیں دیا گیا۔ اسی کے ذریعہ الصیحہ ظاہر ہوئی اور صخرہ (بیت المقدس) پکار اٹھا کہ ملک صرف خدائے واحد جبار کا ہی ہے۔ خبردار! تجھے خلق کے پردے حق تعالیٰ کی طرف توجہ کرنیسے نہ روکیں۔ تو ویسا ہی ہوا جیسا کہ تیرا مولیٰ ہے۔ ایسا کہ تجھے روئے زمین کے لشکر اور کسی متکبر جبار کی سطوت خائف نہ کر سکے۔ میرے نام کا منادی اور میری تعریف میں بولنے والا ہو جا لیکن حکمت و بیان کیساتھ۔ اس حکم کا خاتمہ کتاب میں ایسا ہی ہوا ہے۔ (کہدے جب ہم قتیہ خانہ میں آئے ہمنے چاہا کہ وہ جسکا تیرے پروردگار غالب و محسن نے ارادہ کیا ہے سب کو پہنچائیں۔ ہمنے سرداران عالم میں سے ہر ایک کے لئے وہ آیات نازل کیں جنسے منکروں کی آنکھیں اندھی اور ہمارے نیک بندونکی آنکھیں کھلی ہو گئیں۔ ہمنے بدیع کو قدرت و اقتدار کی روح سے پیدا کیا اور تیرے اس پروردگار مختار کی لوح دیکر روانہ کیا جسکے افق سے خورشید اسمار قوت و غلبہ کیساتھ چمکا۔ بتحقیق ہمنے خدائے موجد اسمار کے ذکر سے نہ روک سکی۔ ہم افق سجن سے تمام امتونکو خدائے غالب و بخشندہ کی جانب بلاتے ہیں۔ کہدے اے قوم! یعقوبؑ تو ایک ہی قمیص اعظم کی خوشبو پاکر بینا ہو گئے تھے اور ہم نے تمھاری طرف وہ چیز بھیجی جس سے رحمن کی خوشبو مہک رہی ہے۔ اے عقلمند متوجہ ہو جاؤ۔ ہم نے تیری ندا سُنی اور اس مقام سے ہمنے تجھے جواب دیا۔ تجھپر اور انلوگوں پر فضل کر کے جو چہرۂ (دجال) کی طرف اسوقت متوجہ ہوئے جبکہ (انگشتہا) پھسل گئے۔ اے قلم اظہر منظر النور کی سمت سے سمتی علی اکبر کی طرف دیکھ تاکہ وہ اپنے آپ کو اس مالک قدر کی نظر کے نیچے دیکھے جسکے ذریعہ (پل) صراط قائم کیا گیا اور میزان رکھی گئی۔ وہ ندا سن جس سے جمال قدم اپنے اسم اعظم کی سمت سے تجھے پکار رہا ہے کہ اس غالب اور فریاد رس خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تجھے مبارکباد کہ تو نے وہم کو چھوڑ دیا۔ اور معلوم کو لے لیا۔ جبکہ قیوم حجت و برہان لیکر آپہنچا۔ کہہ دے اے گروہ علماء اُس بات کو یاد کرو جبکہ حضرت محمد رسول اللہ ظاہر ہوئے تو ایسے شخص نے منہ پھیر لیا جو اپنے آپ کو لوگوں میں بڑا عالم سمجھتا تھا اور وہ شخص ایمان لایا جو بیگمانی چرا تا تھا۔ علوم سے فخر نہیں بلکہ معلوم کی شناخت فخر ہے۔ اے اہل حجاب غور کرو۔

انکی کم عقلی دیکھ۔ وہ اپنی قلموں سے وہی لکھ رہے ہیں جو انکی خواہشیں حکم دیتی ہیں۔ اسکے بعد کہ قلم اعلیٰ کے لکھنے کی آواز آسمان و زمین کے درمیان بلند ہو رہی ہے۔ کہدے اپنے پاس کی چیزوں کو رکھدو اور خاموش ہو جاؤ۔ پھر جو کچھ زبان عظمت و اجلال فرما رہی ہے اسے کان لگا کر سنو۔

کتنی ہی نقاب والی خواتین متوجہ ہوئیں اور ایمان لائیں۔ اور کتنے ہی علم والے (مرد) روکے گئے اور وہ جھنڈوں کے پیچھے لگ گئے۔ مبارک وہ جسنے مالک بشر کے نام سے حجاب اکبر کو چاک کیا اور سیدھے راہ کی طرف متوجہ ہوا۔ مشرکوں میں سے بعض نے کہا "کیا قیامت کی گھڑی آگئی"۔ کہدے بلکہ وہ تو گذر چکی خدائے رب الارباب کی قسم یقین کا آفتاب تیرے پروردگار رحمن کے ارادہ کے افق سے چمک اٹھا اور مشرک غفلت و شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ کہدے۔ صبح نے سانس لیا اور اس سے خوشبوئے قمیص تمام بستیوں میں پھیل گئی۔ اسیطرح ہمنے تجھپر القا کیا اور تیری طرف وہ چیز بھیجی جس سے نفوس بلند پرواز ہوئے

©Afnan Library Trust, 2026

جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت

نمبر ۳ شریعت جدیدہ

چند قواعد کلیہ پر ایک سرسری نظر

پہلا قاعدہ "یہ قاعدہ ہے کہ جو چیز ہونہار ہوتا ہے پہلے سے اسکے علامات شروع ہو جاتے ہیں"

(ریویو آف ریلیجنز جلد دوم نمبر ۱۱-۱۲ صفحہ ۴۳۱)

جناب میرزا صاحب کے مسلمہ قاعدے کے بعد جب ہم رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان کی تیسری جلد کے نمبر ۱۱ کو دیکھتے ہیں تو اسمیں چند معزز اہل اسلام کی حسب ذیل تجاویز کو جو انہوں نے ملک اور قوم کی بہبودگی کا ذریعہ قرار دی تھیں اسلامی دنیا کے سامنے پیش کیا ہوا پاتے ہیں۔ چنانچہ رسالہ مذکور کا نامہ نگار ان تجاویز کو اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتا ہے کہ

(۱) "راقم مضمون یہ تجویز پیش کرتا ہے کہ قرآن کریم کی سورتوں کو از سر نو ترتیب دیا جائے اور مدنی سورتوں کو ناقابل عمل سمجھکر خارج کر دیا جائے"

(۲) نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کے احکام کو جو حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات نے قائم فرمائے تھے موجودہ صدی کے مسلمانوں کے مناسب حال نہیں"

(۳) "نماز کے وقت سر بسجود کی رسم کو بالکل اڑا دیا جائے"

(۴) "روزے میں کھانے پینے کی روک کو دور کر دیا جائے"

(۵) "حج کو ترک کر دیا جائے"

(۶) "تعدد ازدواج اور پردہ میں اصلاح ہونی چاہیئے"

(۷) "نماز ایسی زبان میں ادا کی جائے جس سے نماز پڑھنے والا واقف ہو"

(۸) "سود کی ممانعت نہیں ہونی چاہیئے" (بالفاظہ)

دیگر شواہد

(۱) سلطنت ترکی میں یہ مسئلہ پیش تھا کہ نماز ترکی زبان میں ہوا کرے۔ (اخبار محمدی ۵ اگست ۱۹۲۴ء)

(۲) قسطنطنیہ، اس کمیشن نے جو قانونی اصطلاحات کی تحقیقات کر رہی تھی "قانون حقوق خاندان" کے متعلق حسب ذیل سفارشات کی ہیں

"ازدواج میں مناکحت احدی اصول کو مدنظر رکھنا لازمی ہے لہذا اگر کوئی شخص دوسری شادی کرنا چاہے تو اسکو ہرگز اجازت نہ ہوگی تاوقتیکہ وہ ازدواج ثانی کی ضرورت قاضیہ کو ثابت نہ کر دے کہ وہ دونوں بیویوں کے درمیان عدل کر سکیگا۔ علاوہ ازیں اسکو قاضی کے اجازت نامہ کی ضرورت بھی پڑیگی"

(الفضل ۲۳ اگست ۱۹۲۴ء)

(۳) "مفتی اعظم دیوبند مولانا عزیز الرحمن صاحب نے بینک کا سود لینا جائز بتایا ہے" (الامان دہلی ۷ جولائی ۱۹۲۴ء)

کیا متذکرہ بالا شواہد کسی ہونہار پہلو کی علامات نہیں ہیں؟ اور اُن سے مترشح نہیں ہوتا کہ دنیا ایک تغیر عظیم کو چاہتی ہے؟

دوسرا قاعدہ جس شریعت کو خدا تعالیٰ منسوخ کر دیتا ہے اس شریعت کی پیروی کرنیوالوں کے دل منسوخ ہو جاتے ہیں"

(نزول المسیح صفحہ ۱۱۳ طبع اول)

جناب میرزا صاحب رسالہ تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱۲ پر فرماتے ہیں کہ

"احادیث صحیحہ سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہودی بننے کے یہ معنی ہیں کہ یہودیوں کی بداخلاق اور بد عادات اسلام میں پیدا ہو جائینگے۔ اور گو بظاہر مسلمان کہلائینگے مگر انکے دل منسوخ ہو کر یہودیوں کے رنگ سے رنگین ہو جائینگے"

عبارت محولہ بالا کا مطلب صاف ہے کہ بقول موصوف علمائے اسلام کے دل ایک وقت میں یعنی مسیح کی آمد پر منسوخ ہو جائینگے۔

اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹ پر علمائے اسلام کو کوستے ہوئے فرماتے ہیں کہ "انکے دل مسخ ہو گئے ہیں"

اب بقول جناب میرزا صاحب اسلامی شریعت کی پیروی کرنیوالوں کے دل منسوخ ہو گئے جسکا نتیجہ موصوف کے الفاظ میں یہ نکلا کہ "اسلامی شریعت کو خدا نے منسوخ کر دیا"

فتدبروا یا اولی الالباب والابصار

ایک اور بات جناب میرزا صاحب حقیقۃ المہدی صفحہ ۲ پر فرماتے ہیں۔ "بدانید کہ وقت جہاد سیفی درگذشت" یعنی خوب سمجھ لو کہ اب تلوار سے جہاد کرنے کا وقت گذر گیا۔ پھر صفحہ ۲۴ پر جہاد اور آلات حرب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "بلکہ ایں امر بمثابہ شریعتے شدہ کہ منسوخ شدہ باشد و بمثابہ راہ ہائے کہ تبدیل یافتہ باشند"

یعنی بلکہ یہ احکام مشابہ اس شریعت کے ہو گئے ہیں جو منسوخ ہو جاتی ہے۔ اور ان راہوں کے مانند ہو گئے ہیں جو تبدیل ہو جاتے ہیں ع کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہو +

(ناصح مشفق ایم عبدالصمد عمر صمدانی بٹالہ)

حضرت مہدی موعود کے نشان

اور جناب میرزا صاحب قادیانی کے تحریری بیان

جسقدر دلائل حضرت مہدی موعود یا حضرت مسیح موعود کے بارے میں تھے۔ انمیں سے بعض بعض جناب میرزا صاحب قادیانی نے اپنے پر چسپاں کرنے چاہے مگر اب یہ راز کھلگیا کہ ان باتوں کے مصداق جناب میرزا صاحب نہیں بلکہ ان سے پہلے حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ پر یہ نشان صادق آچکے ہیں۔ اسی سلسلہ میں یہ مضمون ملاحظہ فرمائیے۔ اسمیں جائے ظہور مہدی کے متعلق چند باتیں جناب میرزا صاحب کی مسلمہ تصانیف کی روشنی میں دکھائی جاتی ہیں۔

مہدی موعود مکہ معظمہ میں جناب میرزا صاحب نور الحق حصہ اول صفحہ ۹ پر تسلیم فرماتے ہیں کہ

"مہدی موعود کا حج کیلئے مکہ معظمہ میں جانا اور بین رکن والمقام طواف کرنا اور فراست ایمانی سے شناخت کیا جانا روایت کیا گیا ہے اور فرماتے ہیں کہ یہ حدیث کا چمکتا ہوا نور ہے کہ اسکی سچائی کی روشنی پیشگوئی کے پورا ہونے سے ظاہر ہو جاوے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ)

تاریخ سے ظاہر ہے کہ حضرت سید علی محمد باب حج کیلئے مکہ معظمہ گئے بین رکن والمقام طواف کیا۔ اسی طواف میں روحانی خشوع وخضوع کے باعث فراستاً آپ پر مہدی موعود ہونے کا خیال کیا گیا۔ اور بعض دیکھنے والوں سے مصدقین میں داخل ہوئے۔ جسکا ذکر نقطۃ الکاف صفحہ ۱۱۱ میں بھی ہے۔

مہدی موعود مشرق میں جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں "مہدی مشرق میں ہی پیدا ہوگا۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۷۶)

اور فرماتے ہیں "ممالک مشرقیہ سے مراد ملک فارس اور بخارا اور ملک ہندوستان ہے کیونکہ یہ سب ممالک زمین حجاز سے مشرق ہی میں واقع ہیں۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۲۴۴)

اب ظاہر ہے کہ حضرت سید علی محمد باب شیراز میں پیدا ہوئے جو مسلمہ طور پر فارس ہے جسے جناب میرزا صاحب نے بھی اپنی عبارت مذکورہ میں اول نمبر پر ذکر فرمایا ہے۔

مہدی موعود شیراز میں تریاق القلوب میں جناب میرزا صاحب کا بیان ہے کہ مہدی خاتم الولایۃ کے متعلق حضرت شیخ ابن العربی رضی اللہ عنہ نے فصوص الحکم فص شیثی میں پیشگوئی کی ہے۔ میں اسکی حقیقت سے یہاں بحث نہیں جناب میرزا صاحب جو کچھ تسلیم فرما رہے ہیں اسکی بنا پر اسوقت ہم لکھتے ہیں جناب میرزا صاحب جب یہ تسلیم کر کے اعلان کرتے ہیں کہ فصوص الحکم فص شیثی میں مہدی خاتم الولایۃ کا ذکر ہے تو اس ذکر کے ساتھ ہی جو چند سطریں اسی کی بابت اور ہیں وہ بھی انصافاً لینی ہونگی ان سطروں میں صاف لکھا ہے کہ خاتم الولایۃ شیراز میں ظہور فرمائیگا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ "وکشفنا لی بمدینۃ فارس حتی رأیت خاتم الولایۃ منہ" خدا نے میرے لئے بطور کشف شہر فارس میں خاتم الولایۃ کی خاص علامت کو ظاہر کر دیا حتی کہ میں نے خاتم الولایۃ کو شہر فارس (شیراز) سے نکلتے دیکھا۔ یہ بات کسقدر صاف ہے۔ حضرت میرزا صاحب نے جس صندوق کا ایک ڈھکنا ذرا سا اٹھایا تھا اب خدا تعالیٰ نے اسکے اندر کا اصلی موتی کھولکر دنیا کے سامنے رکھدیا۔ حضرت میرزا صاحب کی پیش کردہ عبارت کے جزو بلکہ جزو اعظم سے صاف نکل آیا کہ خاتم الولایۃ کا ظہور شیراز سے ہوگا۔ جو جناب میرزا صاحب کے نزدیک امام مہدی ہیں پس یہ بات کیسی صاف حضرت باب پر صادق آئی کیونکہ ظاہر ہے کہ تاریخ و جغرافیہ اور شہرت عام میں شہر فارس جسشید کے زمانہ سے خاص شیراز کا ہی نام ہے۔ اسی کے نام پر آجتک صوبہ فارس کہلاتا ہے۔

سیاہ جھنڈے جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں کہ "ایسا ہی ایک حدیث میں لکھا ہے کہ اصفہان سے ایک لشکر آئیگا جسکی جھنڈیاں کالی ہونگی اور ایک فرشتہ آواز دیگا کہ امیر خلیفۃ اللہ المہدی ہے اور اصفہان بھی حجاز سے مشرق کی طرف ہی ہے

©Afnan Library Trust, 2026

اسلئے ثابت ہوا کہ صدی مشرق میں ہوگا یا یہ کہ فارسی الاصل ہوگا
(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۷۶ حاشیہ)

اس عبارت کا نتیجہ بھی حضرت سید باب پر صریحاً چسپاں ہے کیونکہ آپ مشرق میں بھی ہوئے اور آپ فارسی بھی تھے۔ سیاہ جھنڈوں کے بارے میں خراسان سے انکا آنا روایات میں ہے جو احمدی لٹریچر میں بھی موجود ہے۔ ملاحظہ ہو الفرقان علامہ احسن امروہوی۔

اب ظاہر ہے کہ حضرت میرزا صاحب کیلئے خراسان یا اصفہان کہیں سے بھی کالے جھنڈے نہیں آئے لیکن حضرت سید باب کیلئے مشہور علامہ حسین لبشروی مع چند اکابر علماء و مومنین کے خراسان سے کئی سو آدمیوں کا لشکر لیکر سیاہ جھنڈہ و کیساتھ الیٰ اھر اللہ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے نکلے تو مازندران جا پہونچے۔ ملاحظہ ہوں کتب تواریخ یا المعیار الصحیح لمعرفۃ ظہور المہدی والمسیح ص۱۴۹ نیز خود اصفہان میں حضرت باب مہینوں ظہور فرما رہے اور بڑی بڑی نشانیاں وہاں ظاہر ہوئیں۔ ملاحظہ ہو دلائل العرفان و نقطۃ الکاف۔

پس خواہ اصفہان ہو یا خراسان بہرحال حضرت باب سے ان مقامات اور ان واقعات کو صاف اور کھلا تعلق ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت سید علی محمد باب ہی وہ مہدی موعود تھے جنکے لئے مقامات مذکورہ سے ظاہر ہونے کی خبریں اور پیشگوئیاں تھیں۔ جناب میرزا صاحب کے ماننے والوں کو اب انکار کی گنجائش نہیں جبکہ ان کے مقدس مرشد اعظم کی مسلمہ تحریرات نے صاف عیاں کر دیا کہ سید باب نے جہاں ظاہر ہو کر دعویٰ کیا وہی مقامات اولاً اور صریحاً جائے ظہور مہدی موعود ہیں۔

مشرق اور دابۃ الارض مشرق میں مہدی کے ظہور کے سلسلۂ کلام میں جناب میرزا صاحب طاعون کا ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ یہی وہ آگ ہے جسکا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں پایا جاتا ہے۔ اور قرآن میں بھی اسکا ذکر ہے وہ آگ مشرق سے نکلی ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اور تمام زمین پر پھیل جائیگی ایسا ہی گذشتہ کتابوں میں آیا ہے اور یہی وہ دابۃ الارض ہے جو آدمیوں کو کاٹتا ہے۔ (مواہب الرحمن ص۲۷ ا) یہاں جناب میرزا صاحب نے وبا طاعون کو دابۃ الارض ٹھہرا کر اسکو مشرق سے نکلنے والی آگ قرار دیکر ہندوستان میں اس پیشگوئی کا ظہور قرار دینے کی کوشش فرمائی۔ لیکن عجیب شان خداوندی ہے کہ اس امر میں بھی مشرق فارس اور حضرت باب ہی مقدم ثابت ہوتے ہیں کیونکہ یہ قدرتی واقعہ ہے کہ جب حضرت باب کو شیراز میں ستایا جا رہا تھا اسی زمانہ میں قہر الٰہی نے بہت سے اہل ظلم کو وبا طاعون کے ذریعہ فنا کر دیا۔ چنانچہ تاریخ میں لکھا ہے۔ "اس ہنگام وبائے شدید سے در شیراز و نواح و خلق کثیر بیمار و تلف شدند بمضمون حدیثے کہ وارد شدہ است کہ از علامات ظہور حضرت قائم علیہ السلام دو طاعون میباشد طاعون ابیض و طاعون احمر و فرمودند مراد از طاعون ابیض وبا است و مراد از طاعون احمر سیف میباشد۔ و طاعون ابیض ہمان وبا بود کہ لبسیارے از بلاد را گرفت و خلق کثیرے را تلف نمود" (نقطۃ الکاف صفحہ ۱۱۳)

پس معلوم ہوا کہ وبائے طاعون جسکو جناب میرزا صاحب دابۃ الارض قرار دیتے ہیں یہ حضرت باب کے زمانہ میں انکے ستانے پر خاص مشرق فارس میں نمودار ہو چکی ہے اور قدرت نے حضرت میرزا صاحب سے پہلے ہی اس پیشگوئی کو بڑی شان سے پورا کر دیا ہے۔ پس اس بیان میں بھی احمدیوں کیلئے نشان ہے کاش کہ وہ سمجھیں

ملکانہ اور یورپ امریکہ قرآن مجید میں

جب ملکانہ قوم کی شدھی کا ہنگامہ برپا ہوا تو جناب خلیفہ قادیان نے ایک لیکچر میں فرمایا کہ ملکانہ قوم اور فتنہ ارتداد کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ یہ لیکچر اخبار الفضل ۲۲ مارچ ۱۹۲۳ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اسمیں سورۂ کہف کی آیات "لیسئلونک عن ذی القرنین" سے یہ پیشگوئی اسطرح نکالی کہ ذوالقرنین جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں جو "بین السدین" یعنی ملکانہ قوم میں شدھی روکنے کے لئے پہنچے ہیں کیونکہ آپکی جماعت کا پہنچنا آپ ہی کا پہنچنا ہے۔ پھر مسلمان آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اے ذوالقرنین (میرزا صاحب) یاجوج ماجوج ہندوؤں سے ہمیں بچاؤ۔ میرزا صاحب مسلمانوں سے کہتے ہیں۔ "اٰتونی زبر الحدید" کر لوہے کے ٹکڑے لاؤ۔ (ہولڈر مجھے دیدو میں غیر مذاہب کے مقابلہ میں لکھوں۔ پھر چندہ طلب فرماتے ہیں کہ "اٰتونی افرغ علیہ قطراً" پیسے لاکر ہمیں دیدو۔ پھر جناب خلیفہ قادیان نے قوم ملکانہ پر پیشگوئی چسپاں کرنے کے لئے انکی حالت یوں بیان کی "لا یکادون یفقھون قولا" جو انکے متعلق آیا ہے بالکل اسی کا ترجمہ وہ فقرہ ہے جو مولوی محفوظ الحق صاحب نے ان لوگوں کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بات تک نہیں سمجھتے۔"

اب ظاہر ہے کہ جناب خلیفہ قادیان نے علاقہ شدھی میں خود سفر کئے بغیر گھر بیٹھے ہوئے آیات "یسئلونک عن ذی القرنین" الخ سے شدھی اور ملکانہ قوم کی پیشگوئی نکال کر جناب میرزا صاحب مرحوم پر چسپاں کر دی۔ اور اب انہیں آیات "یسئلونک عن ذی القرنین الخ" سے اپنے سفر یورپ کی پیشگوئی نکال لی۔

سفر یورپ کا ذکر قرآن مجید میں چنانچہ الفضل قادیان مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۲۴ء میں فرماتے ہیں کہ "یہ سفر ایک پیشگوئی کے ماتحت ہے جو الہام ہے کہ قرآن کریم میں اسکو بیان کیا گیا ہے۔" اور جناب میرزا صاحب مرحوم کو ذوالقرنین ٹھہرا کر آیت "حتیٰ اذا بلغ مغرب الشمس" پر لکھتے ہیں کہ اور مغربی ممالک سے مراد یورپ و امریکہ کے لوگ ہیں۔" خلاصہ و نتیجہ یہ قرار دیتے ہیں کہ "صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود یا ان کے کسی جانشین کو مغربی ممالک کا سفر کرنا ہوگا۔"

دنیائے اسلام ان تاویلات سے متفق نہیں ہے۔ یہ تفسیر بالرائے اور رکیک باتیں کلام الٰہی کی شان میں سوء ادبی ہیں کہ جسطرح چاہا آیات قرآنی کو پھیر لیا۔

زبردست جرح نیز یہ بات نہایت قابل غور ہے کہ یہی پیشگوئی جناب خلیفہ قادیان نے بغیر خود سفر کئے ہوئے ملکانہ تحریک پر چسپاں کی تھی پس جبکہ احمدی مبلغین کے ذریعہ یہ پیشگوئی ایک جگہ جناب خلیفہ قادیان کی نقل و حرکت کے بغیر پوری ہوئی تو کیا وجہ کہ یورپ میں احمدی مبلغین کے جانے سے پوری نہیں ہو سکتی اور خود جناب خلیفہ قادیان کو بہ نفس نفیس اسقدر صعوبات سفر و قت روپیہ وغیرہ کی قربانی کر کے یورپ تشریف لیجانا پڑا۔ اگر یورپ میں بغیر موصوف کے جائے ہوئے پیشگوئی پوری نہیں ہو سکتی تھی تو ملکانہ تحریک میں تشریف لائے بغیر کیونکر پوری ہو گئی۔ تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ

مسلمات سے استدلال ہم اول تو ایسی تاویلات رکیکہ سے بیزار ہیں لیکن چشمۂ معرفت ص۲۵ کے مطابق مسلمات قادیان کی بنا پر ہی قادیان کو حقیقت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ جناب خلیفہ قادیان کے نزدیک قرآن شریف میں یہ اہم پیشگوئی مذکور ہے کہ مسیح موعود یا انکی کسی جانشین کو مغربی ممالک کا سفر کرنا ہوگا۔ اور مغربی ممالک سے مراد یورپ و امریکہ ہے۔" اب ہر با خبر انسان جانتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (بہاء اللہ) ایران سے سفر کر کے ایڈریانوپل اور گیلی پولی وغیرہ مقامات پر تشریف لیگئے اور وہ بھی خود نہیں بلکہ قدرت الٰہی نے انکو وہاں پہنچایا اور ظاہر ہے کہ ایڈریانوپل اور گیلی پولی یورپ میں شامل ہیں۔ پس مسیح موعود کے یورپ میں جانے کی پیشگوئی حضرت بہاء اللہ کے ظہور سے اولاً اور صراحتاً پوری ہو چکی۔ اب اس پیشگوئی کو جد و جہد کر کے اپنے پر چسپاں کرنیکا کسیکو حق نہیں:

سفر حضرت عبدالبہاء اگر یہی اصرار ہو کہ پیشگوئی متقاضی ہے کہ حضور مسیح موعود کا جانشین یورپ و امریکہ کا سفر کرے۔ تو اول یہ عرض ہے کہ جناب خلیفہ قادیان امریکہ بھی حضور جائیں ورنہ پیشگوئی باوجود سعی بلیغ ادھوری رہی گی۔

دوم اگر مسیح موعود کے جانشین کا یورپ و امریکہ جانا مقدر تھا تو وہ بھی حضرت عبدالبہاء کے سفر یورپ و امریکہ سے پورا ہو چکا۔ عبدالبہاء حضرت بہاء اللہ کے وہ موعود بیٹے اور جانشین تھے جو کہ احمدیوں کے اس مسلمہ شعر کی رو سے پیشگوئی کے ظاہر مصداق تھے کہ

دور او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بیسنم (نشان آسمانی)

حضرت عبدالبہاء نے یورپ و امریکہ کا عظیم الشان سفر فرمایا۔ ہزاروں قالبوں میں وحدت و محبت کی روح پھونکدی۔ آپ کے جلوہ افروز ہونیسے حقیقی دین اسلام کا آفتاب مغرب سے نکل آیا جسکا مفصل تذکرہ کتاب لاجواب بدایع الآثار میں دیکھکر ہر شخص اسکی شہادت دے سکتا ہے۔ الفضل قادیان میں یہ اعلان کر گیا ہے کہ نزول مسیح کی پیشگوئی پوری کرنے کے لئے جناب خلیفہ قادیان دمشق تشریف لیگئے ہیں۔ یہاں بھی گوئے سبقت اہل بہاء کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت مسیح موعود (بہاء اللہ) دمشق کے قریب رونق افروز ہوئے۔ حضرت عبدالبہاء موعود جانشین اول بذات خود ایام جنگ عظیم میں دمشق تشریف رکھتے تھے۔ پس جناب خلیفہ قادیان کی مسلمہ حدیثی و قرآنی پیشگوئی کے مصداق اول حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبدالبہاء ثابت ہوئے پیشگوئی پوری ہو چکی۔ اللہ لبس باقی ہوس

سفرنامہ حضرت عبدالبہاء اور خواجہ حسن نظامی صاحب مغرب کے بعد حضرت عبدالبہاء عباس آفندی کا سفرنامہ پڑھتا تھا اسمیں مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرزا محمود احمد خلیفہ قادیانی نے یورپ کا سفر محض بہ سفر عبدالبہاء دیکھا ہے اور اسی واسطے انہوں نے اپنے مریدوں کو حکم کر دیا ہے کہ ہر اسٹیشن پر سب مرید جمع ہوں اور فوٹو گراف کو بھی لائیں۔ تاکہ میرزا صاحب کی تصویر ہر مقام پر مریدوں کے ساتھ لی جائے۔ کیونکہ عباس آفندی کے سفرنامہ میں انہوں نے اس قسم کی بیشمار تصویریں دیکھیں۔ مگر عباس آفندی کی سی لیاقت کہاں سے لائینگے۔ اور ایسی نورانی صورت کیسے بنائینگے۔ اور اتنی بڑی مخالفت کا جذبہ کیونکر پیدا ہوگا

©Afnan Library Trust, 2026

مسئلہ سود پر چند سوالات

(گذشتہ سے پیوستہ)

۱۸- اہل یورپ کے نزدیک ربا ایسا ہی بُرا سمجھا جاتا تھا جیسا مسلمانوں کے نزدیک۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ روپیہ غیر نفع آور کاموں میں کثرت سے لگنے لگا اور اس سے ایک جدید چیز انٹرسٹ یا تجارتی سود کے نام سے پیدا ہوکر انسان کیلئے سراسر مفید ثابت ہوئی تب سے مذہب عیسوی اور یورپ کے ملکی قوانین نے اُسے ربا سے جداگانہ سمجھکر جائز قرار دیدیا۔ اور کچھ عرصہ ہوا کہ مصر اور ٹرکی کے مسلمان علماء نے بھی اسکے جائز ہونے کا اعلان کر دیا اب سوال یہ ہے کہ اس ملک میں جبکہ تجارت وغیرہ میں مسلمان قدم قدم پر تجارتی سود دیکر نقصان اٹھا رہے ہیں اور اسکی وجہ سے تجارت انکے ہاتھوں سے نکلی جارہی ہے اس امر کی کیا وجہ ہے کہ تجارتی سود کو ربا کے تحت میں لاکر اسکا لینا ناجائز سمجھا جائے؟

۱۹- حدیث شریف میں آیا ہے "لا ربوا الا فی النسیہ" یعنی ربا نسیہ کے سوا کوئی ربا نہیں ہے۔ اور ربا النسیہ کی نسبت امام رازی محرر فرماتے ہیں کہ "وہ وہ معاملہ ہے جو ایام جاہلیت سے مروج تھا اور وہ یہ تھا کہ لوگ اس عہد پر کچھ مال دیتے تھے کہ ہر ماہ مال کی ایک معین مقدار (بطور سود کے) وصول کرتے رہینگے اور اصل مال پورا کا پورا رہیگا۔ پھر جب قرضہ کی میعاد آجاتی تو قرضدار سے اصل مال کا مطالبہ کرتے تو اگر وہ دینے سے معذور ہوتا تو قرض اور میعاد دونوں کو بڑھا دیتے"۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے ربوا کا اس زمانہ میں وجود نہیں ہے اسیطرح اعلام الموقعین میں یہ تحریر ہے کہ ظاہری ربا و ربا النسیہ ہے جو ایام جاہلیت میں مروج تھا کہ جب قرضدار ادائے قرض میں تاخیر کرتا تو قرض خواہ کیلئے مال بڑھا دیتا اور جوں جوں تاخیر کرتا اسی طرح مال بڑھتا جاتا یہاں تک کہ ایک سو کی رقم ہزاروں تک پہنچ جاتی اور غالباً اس معاملہ پہ وہی لوگ مجبور ہوتے تھے جو نادار اور محتاج ہوتے تھے۔ پس جب قرضخواہ مناسب دیکھتا تو اپنے مطالبہ میں تاخیر کرتا جسکے عوض قرضدار اسکو اسکی زیادتی ادا کرتا تھا کہ مطالبہ اور حبس کی قید سے خلاصی پاتا رہے"۔

برخلاف اسکے تجارتی سود وہ ہے جو فریقین کے نفع کے لئے دیا جاتا ہے جیسے ملک کے سیراب کرنے کے لئے سلطنت اپنی رعایا سے قرض لیتی ہے اور نہر کی آمدنی میں سے ایک معین حصہ روپیہ والے کو دیدیتی ہے جس سے ملک سرسبز ہوتا ہے اور قرض دینے والوں کا اثاثہ بڑھتا ہے یا ایک شخص دوسرے کو معین منافعہ پر تجارت کرنے کے لئے روپیہ دیتا ہے جسکے نفع سے فریقین مستفید ہوتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ ربا النسیہ کی جو تعریف بیان کیگئی ہے آیا وہ کسیطرح تجارتی سود پر صادق آتی ہے اور آیا تجارتی سود کو کسی طرح ربا النسیہ قرار دیا جاسکتا ہے؟

۲۰) آیا یہ صحیح ہے کہ ربوا باوجودیکہ نص صریح سے حرام قطعی ہے تاہم "کانوا یرون ان المسلم والحربی فی دار الحرب" کی رو سے بعض فقہائے اسلام نے ربا کو غیر مسلموں کیساتھ جائز قرار دیا ہے؟

۲۱) آیا یہ صحیح ہے کہ بعض فقہائے اسلام نے ربا کے لین دین کو چند حیلوں کے اختیار کرنے کے ذریعہ سے جائز قرار دیا ہے۔ مثلاً یہ کہ اکیسو روپیہ کے نوٹ ادھار دیکر کچھ عرصہ بعد اکیسو پانچ لے لئے جائیں۔ یا اکیسو کو رومال میں باندھکر اکیسال کے وعدہ پر انہیں اکیسو دس روپیہ میں فروخت کیا جائے؟

۲۲) آیا یہ صحیح ہے کہ زیور وغیرہ کے لئے چاندی خریدنی ہو تو اسکی نسبت حکم ہے کہ وہ روپیہ کے ہموزن لی جائے ورنہ ربا ہو جاتا ہے۔ ربا سے بچنے کے لئے یہ تدبیر بتائی گئی ہے کہ روپیہ کیساتھ کچھ پیسے شامل کردئے جائیں تاکہ بدلین غیر جنس ہو جائیں اور یہ معاملہ ربوا نہ رہے اگر ربا فی الواقع انسان کے لئے نقصان دہ ہے اور اس لئے قطعاً ممنوع ہے تو سوال یہ ہے کہ آیا تانبے کے پیسے شامل کر دینے سے اس معاملہ کی واقعی مضرت اور معصیت میں کوئی کمی آجاتی ہے؟

۲۳) جب مندرجہ بالا طریقہ سے چاندی خریدنے میں بظاہر ربا کی مضرت بجنسہٖ قائم رہتی ہے اور محض پیسے ملانے سے اسکی معصیت دور ہو سکتی ہے۔ اور برخلاف اسکے تجارتی سود کے لین دین میں ربا کی کوئی مضرت موجود نہیں ہوتی اور سراسر انسان کیلئے مفید ہے تو سوال یہ ہے کہ آیا تجارتی سود کو ربا کے حکم میں سمجھکر اسکی معصیت دور کرنے کے لئے کوئی ایسا حیلہ اختیار کیا جا سکتا ہے جیسا کہ چاندی اور کوئلہ اور لچکہ خریدنے کیلئے کیا جا سکتا ہے؟

۲۴) مردہ جانور اور خون اور غیر اللہ کیلئے نامزد شدہ جانور اور لحم الخنزیر نص صریح سے قطعاً حرام ہیں۔ اسی طرح شراب بھی قطعاً حرام ہے اور خانہ کعبہ کے پاس قتل کرنا حرام ہے آیا یہ صحیح ہے کہ اول الذکر اشیاء کا کھانا اضطراری حالت میں جائز ہے۔ اسی طرح مرض کی حالت میں جب طبیب حاذق تجویز کرے شراب کا استعمال جائز ہے اور خانہ کعبہ کے قریب اگر کفار لڑنے آئیں تو انہیں قتل کرنا جائز ہے۔ اگر اسقدر ناپاک اور مضر چیزیں اور ناجائز افعال ضرورت کے وقت جائز ہو سکتے ہیں تو آیا کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہے کہ مسلمانوں کی اضطراری و مجبوری کی حالت سمجھکر تجارتی سود کو جسکی آزادی سے لین دین پر اس زمانہ میں مسلمانوں کی قومی زندگی کا انحصار ہے اور جس میں ربا کی کوئی مضرت نہیں ہے بلکہ سراسر منفعت ہے جائز سمجھا جائے؟

زرین تاج

بہترین تاریخ پڑھنے سے انسان کے دل میں نیک صفات پیدا ہونے لگتی ہیں کیونکہ پہلے بزرگوں کے اچھے نمونے دیکھکر سب کا جی چاہتا ہے کہ ہم بھی انکے پاک قدموں پر چلکر ویسے ہی کامیاب ہوں جیسے وہ مقدس و محترم بزرگ کامیاب ہوئے تھے۔

اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ایک "رسالہ زرین تاج" آگرہ سے شائع کیا جائیگا جسمیں زیادہ تر ان خواتین کی تاریخ ہوا کریگی جو دنیا میں انقلابات یا اصلاح کا ذریعہ بنی ہیں۔ نیز ادبی رنگ میں مختصر و چسپ واقعات اور مکالمات کا سلسلہ بھی ہوگا۔ تعلیم نسواں و حقوق نسواں پر بھی ہر قسم کے مضامین ہونگے

طاہرہ خانم گھٹیا اعظم خاں آگرہ

قرۃ العین اور اُس کے اساتذہ

جناب آغا عبد الحسین آوارہ مولف تاریخ "کوائف دریوفی ماٹر البہائیہ" نے ایک لیکچر لندن میں دیا تھا جسکا فارسی سے انگریزی میں ڈاکٹر لطف اللہ الیس حکیم نے ترجمہ فرمایا۔ اب ہم معزز و محترم معاصر The Dawn سے اردو میں منتقل کرتے ہیں۔

سنہ پیدائش } قرۃ العین کی پیدائش ۱۸۱۵ء میں ہوئی اور اسکی پیدائش کے دو سال بعد ۱۸۱۷ء میں بہاء اللہ پیدا ہوئے۔ اور بہاء اللہ کے دو سال بعد ۱۸۱۹ء میں باب پیدا ہوئے۔ اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قرۃ العین حضرت باب سے چار برس اور حضرت بہاء اللہ سے دو برس عمر میں بڑی تھیں

والدین اور جائے سکونت } اسکے والد حاجی ملا صالح ساکن قزوین ملک کے مشاہیر علماء میں سے تھے اور اسکے چچا حاجی ملا تقی بھی ملک کے ممتاز اور بڑے عالم مانے جاتے تھے۔ چنانچہ موخر الذکر نے بہت سی کتب تصنیف کیں۔ جو مشرق (ایران) میں مستند مانی جاتی ہیں۔ قرۃ العین کے دو اور بھی چچا تھے۔ جو اگرچہ زیادہ مشہور نہیں ہیں تاہم وہ بھی بہت بڑے عالم تھے۔

نام و لقب } جب قرۃ العین پیدا ہوئی تو اسکے والد نے اسکا نام "ام سلمہ" رکھا۔ اور "قرۃ العین" خطاب ہے جو حضرت حاجی سید کاظم رشتی نے اُنکو دیا تھا جسکے معنی ہیں۔ "آنکھوں کی ٹھنڈک" اور اسی خطاب سے اسے ان تمام مکاتیب میں یاد کیا گیا ہے جو اسکے استاد (حضرت سید کاظم رشتی) نے اسے لکھے ہیں۔

قرۃ العین جبکہ ابھی بچہ ہی تھی اسنے اپنی غیر معمولی ذہانت اور زود فہمی کا ثبوت دیا۔ اگرچہ اسوقت مشرق میں عورتوں اور لڑکیوں کو پڑھانے کا رواج نہ تھا تاہم قرۃ العین ایک سرگرم طالب علم تھی اور نہایت شوق سے چاہتی تھی کہ اپنے زمانہ کے علوم کی ہر شاخ سے بہرہ وافی حاصل کرے۔

تحصیل علم میں روک } اس کے راستہ میں قابل ذکر اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں بڑی بڑی روکیں تھیں کیونکہ اسے بجز اسکے والد اور چچا کے کوئی مرد نہیں پڑھا سکتا تھا۔ جسکا باعث ایران کا مروجہ پردہ تھا۔ جو اُسے غیر محرموں کے سامنے آنیسے روکتا تھا اور اسکے والد اور چچا اسے زیادہ پڑھانا نہیں چاہتے تھے مگر خود اسے علم کی وہ پیاس تھی جو بجھتی ہی نہ تھی۔ بالآخر اسنے خدا جانے کس کس طرح انکو مجبور کر ہی دیا کہ وہ اسے تعلیم دلائیں۔

شیخ احمد احسائی کا تبحر علمی } یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت شیخ احمد احسائی کی شہرت تمام ایران میں پھیل چکی تھی ان کے علم کا یہ عالم تھا کہ تمام اسلامی ممالک میں کوئی انکا ہمسر و مثیل نہ تھا۔ یہاں پر شیخ کے چار خاص عقائد کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے جو عام مسلمانوں سے مختلف تھے۔ ایک عام اسلامی عقیدہ یہ تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

©Afnan Library Trust, 2026

نے جسد عنصری کے ساتھ اپنی دنیاوی زندگی میں معراج کیا تھا لیکن وہ لوگ جو اسکے خلاف عقیدہ رکھتے تھے انہیں جرأت نہ تھی کہ کھلے طور پر اپنے اس عقیدے کو ظاہر کر سکیں جیسا کہ عیسائیوں میں بھی یہ عقیدہ ہے کہ حضرت روح اللہ جسد عنصری آسمان پر تشریف لے گئے ہیں اور برخلاف انہیں بعض کا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت مسیح روح الشان کی صرف روح ہی مرفوع ہوئی ہے۔

شیخ کے چار خاص عقائد مختصر یہ ہے کہ حضرت شیخ احمد احسائی نے اپنے شاگردوں کو تعلیم دی کہ جسد عنصری آسمان پر نہیں جا سکتا۔ چنانچہ آپ کا اعتقاد تھا کہ آنحضرت صلعم کا معراج روحانی تھا نہ جسمانی۔ (۲) دوسرا عقیدہ صلوات بعد الممات کے متعلق تھا کہ انسان کی روح ہی آسمان پر جاتی ہے۔ اور یہی خدا کے حضور میں رہیگی۔ (۳) تیسرا عقیدۂ خاص جو شیخ نے اپنے شاگردوں کو سکھایا یہ تھا کہ جیسا کہ عرصہ سے عہد ماضی میں خدا تعالیٰ مصلحان ربانی اور ہادیان آسمانی بھیجتا رہا ہے اب بھی اسنے اپنی اس سنت قدیم کو بند نہیں دیا۔ اور نہ یہ فضل و عطیۂ الٰہی بند ہوا ہے۔ چوتھا خاص عقیدہ جسکی حضرت شیخ احمد احسائی نے اپنے شاگردوں کو تعلیم دی وہ مسلمانوں کے فرقہ شیعہ کے اس عام خیال کے متعلق تھا کہ ایک بزرگ ہزار سال سے کسی غار میں پوشیدہ ہیں۔ اور وہی ایک معلم اعظم کی حیثیت سے ظاہر ہونگے۔ شیخ نے کہا کہ آنیوالا اصطلاح نہیں آئیگا بلکہ اسکی آمد عام قانون کے ماتحت ہوگی۔

یہ آخری عقیدہ بہت اہم تھا اسنے عوام میں ایک ہلچل پیدا کر دی تھی کیونکہ ہزار سال کے شیعہ مسلمان یہ توقع رکھتے تھے کہ آنیوالا کسی غار سے ظاہر ہوگا اور شیخ کی طرف سے اب انہیں دفعۃً یہ تعلیم دیگئی کہ وہ بجائے کسی غار سے آنے کے ایک عورت کے شکم سے پیدا ہو کر جلد ظہور فرما ہوگا۔

شیخ کا مشن شیخ احمد احسائی کا مشن باب کی آمد کی بشارت سنانا تھا اگرچہ اپنے باب کو کبھی نہ دیکھا نہ تھا۔ شیخ نے باب کے ظہور کی کچھ علامات بھی بتائی تھیں جو سب کی سب مرزا علی محمد باب پر چسپاں ہوئیں

شیخ کے ان چار نئے اصول کو بہت سے لوگوں نے تسلیم کر لیا۔ گو انہیں سے اکثر کو متعصب اور قدیم خیال کے علماء کے فتووں کے باعث جان سے دست بردار ہونا پڑا۔ مگر شیخ کی تعلیم ذی فہم اور روشن خیال دلوں پر اثر کرنے لگیں۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت تھوڑے عرصہ میں ہزاروں آدمی آپکے اتباع میں داخل ہو گئے۔ یہ لوگ شیخیہ کے نام سے موسوم ہوئے مگر ملاؤں کی سرکار سے انہیں ملی کا خطاب ملا۔

قزوین میں تعلیمات شیخ کا نفوذ یہ تعلیمات بہت جلد قزوین میں بھی پھیل گئیں

جہاں کہ قرۃ العین کے والد اور چچا رہتے تھے۔ قرۃ العین کے والد اور بڑے چچا تو شیخ کے اصول تسلیم کرنے سے انکار کر دیا لیکن اسکے دو چھوٹے چچا اس اصول کے مصدق ہو گئے۔ اور شیخ کے اتباع میں شامل ہوئے لیکن انہوں نے اپنے اس عقیدہ کو پوشیدہ رکھا۔ شیخ کربلا سے جاتے ہوئے ہمدان ہوتے ہوئے طہران میں پہونچے۔ جہاں وہ فتح علیشاہ بادشاہ ایران سے ملے۔ شاہ نے انکی بہت تعظیم و تکریم کی یہانتک کہ اپنی نصف حکومت پیش کی لیکن شیخ نے انکار کر دیا اور کربلا کو جاتے ہوئے قزوین میں ٹھہرے۔

قرۃ العین کے گھر میں شیخ کے متعلق مباحثہ شیخ کے متعلق قرۃ العین اور اسکے عمو صاحبان میں بہت بحث ہوئی۔ یہاں تک کہ اسکے والد اور ایک چچا نے شیخ کو کافر کہنا ترجیح کر دیا لیکن اسکے دو چچا جو شیخ کے معتقد تھے کہتے تھے کہ شیخ علماء میں سے سب سے بڑا عالم ہے۔ قرۃ العین جسکی عمر ۱۴ سال کی تھی تمام بحث سباحثے سنتی رہی۔ آخر اسنے بھی یہ کہنا شروع کر دیا کہ شیخ حق پر ہے اور میرے والد اور چچا غلطی پر۔ جب شیخ کربلا میں پہنچے تو قرۃ العین کا شوق بہت ترقی کر گیا کہ وہ شیخ اور انکے اصول کے متعلق مزید معلومات حاصل کرے۔ چنانچہ اسنے شیخ کی تصانیف کا مطالعہ جاری رکھا۔ اس مطالعہ میں اسکے والد اور چچا مزاحم ہوتے اور کہتے تھے کہ تم ہماری کتابیں پڑھو ہم شیخ سے زیادہ جانتے ہیں۔"

قرۃ العین کی شادی اسوقت اسکی شادی جبراً اسکے چچا کے بیٹے سے جو خود قزوین میں، ایک ملا تھا کر دیگئی۔ شادی کے وقت اسکی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ شادی ہونے کے بعد ایک شب وہ اپنے چھوٹے چچا کے مکان پر گئی جہاں اسنے شیخ کی ایک کتاب ملی جس سے اسنے معلوم ہوا کہ شیخ کے عقائد کا اسکا چچا معتقد ہے۔ اسلئے اسے اپنے اس چچا سے بہت محبت ہو گئی اور اسی کے واسطہ سے اسنے شیخ کی کتب کی بہت سیر کی اور معلومات حاصل کیں۔

شیخ کا جانشین اول اس زمانہ میں حضرت شیخ احمد احسائی کا صعود واقع ہو گیا۔ اور آپ کے جانشین حضرت حاجی سید کاظم رشتی نے آپ کے اصول کی تعلیم و تلقین شروع کی۔ سید کاظم کی تعلیمات نے مشرق ایران کے لوگوں کے خیالات میں بڑا انقلاب پیدا کر دیا تھا وہ اپنے شاگردوں کو اسکی اشد تعلیم دیتے تھے کہ عنقریب چند سال کے عرصہ میں موعود ظاہر ہونیوالا ہے

قرۃ العین کے استاذ حقیقی جب ہم تاریخ پر ایک نگاہ بازگشت ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ قرۃ العین کے ابتدائی استاذ اسکے والد اور چچا تھے مگر درحقیقت اسکے معلم حضرت شیخ احمد احسائی اور حضرت سید کاظم رشتی کی تصانیف تھیں۔ درحقیقت قرۃ العین اور حضرت سید کاظم رشتی کے درمیان خط و کتابت کا ذریعہ قرۃ العین کے ایک چچا تھے انہوں نے خط و کتابت اور ان دو مشہور علماء کی کتب کے مسلسل مطالعہ نے اسے ایک پرشوق و جذب منتظر موعود بنا دیا تھا۔

قرۃ العین کی اولاد اس وقت جبکہ قرۃ العین کی عمر ۲۷ سال تھی۔ وہ ایک لڑکے اور دو لڑکیوں کی ماں بن چکی تھی۔ اور ایک عالم ترین خاتون تسلیم کیجاتی تھی۔

قرۃ العین کی تمنائیں اور خیالات اسکی بڑی تمنا یہ تھی کہ جونہی موعود ظاہر ہو وہ سب سے پہلے اسکی اتباع اختیار کرے۔ چنانچہ اسکا عقیدہ اور اسکی روح اسقدر منقلب ہو چکی تھی کہ وہ نئے مصلح کا ظہور کیلئے ہر وقت چوکس رہتی تھی یہانتک کہ سوائے اس امر کے وہ کسی اور کام کی طرف توجہ ہی نہ کر سکتی تھی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس جذب و شوق میں وہ اپنے بچوں تک کو بھول گئی تھی۔ عموماً اپنے دونوں چھوٹے عموی صاحبان کو کہا کرتی تھی۔ کہ اگر اصلاح مذہب کا نیا سلسلہ جلد ظاہر نہ ہوا اور مسلمانوں کی موجودہ تباہ کن اور پر تعصب حالت نہ تبدیل کیگئی۔ تو مشرق میں زندگی بسر کرنی عموماً سب کے لئے خصوصاً عورت کے لئے مصیبت ہو جائیگی۔ بعض اوقات وہ بے صبر ہو کر یہ بھی کہہ اٹھا کرتی تھی کہ "وہ دن کب آئیگا جب نئے قوانین زمین پر الہام کئے جائینگے۔ اور میں ان تعلیمات پر عمل کرنیوالوں میں سب سے اول ہونگی۔ اور اسوقت میں اپنی بہنوں کی خدمت کیلئے اپنی زندگی وقف کر دونگی۔"

تلاش موعود میں سفر کی تیاریاں اکثر اوقات موعود کی تلاش کی خواہش سے مغلوب ہو کر وہ اپنے باپ چچا خاوند سے اجازت طلب کیا کرتی تھی کہ وہ کربلائے معلی میں زیارت کے لئے جائے۔ اس سے دراصل اسکا منشا یہ ہوتا تھا کہ وہ کربلا جائے اور حضرت سید کاظم رشتی سے ملاقات کرے۔ اس معاملہ میں اسکے ایک ہم عقیدہ چچا نے اسکی بہت مدد کی جو بالآخر اسکے لئے اجازت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور خود اسے اپنے ساتھ لیکر کربلا پہنچا۔

قرۃ العین کا سفر کربلا آخر وہ ۱۸۴۷ء میں حوادث سفر زیارت کربلا کیلئے اپنے گھر بار اولاد عزیز و اقارب کو چھوڑ کر چل پڑی۔ اس سفر میں بس صرف یہی ایک خواہش کام کر رہی تھی۔ کہ وہ آنیوالے موعود کو دیکھ لے۔

سید کاظم کی وفات یہ سفر پچاس دن کی مسافت کا تھا اور قرۃ العین کی خط و کتابت کے بعد عمل میں آیا۔ خوش قسمتی یا بدقسمتی سے ابھی اسکے کربلا پہنچنے میں تین دن کی مسافت باقی تھی کہ راستہ ہی میں خبر ملی کہ حضرت کاظم کاظمین میں دنیا سے رحلت فرما گئے۔ یہ واقعہ ۱۸۴۳ء کا ہے

قرۃ العین پر سید کاظم کی وفات کا اثر ہر ایک شخص اس خوفناک مایوسی کا اندازہ کر سکتا ہے۔ جو سید کاظم کی وفات نے قرۃ العین کے دل میں پیدا کی۔ وہ ایک عمیق بحر تاسف غم و اندوہ میں ڈوب گئی۔

ناامیدی میں امید کہ دفعتاً اسے خیال آیا کہ سید کاظم یقیناً ظہور موعود کیلئے بشارات تازہ اپنے پیچھے چھوڑ گئے ہونگے۔ اسی تخیل نے اسکے غم و اندوہ کو دور کر کے مسرور کر دیا۔ اور وہ نئی امیدوں اور توقعات کیساتھ کام کیلئے کھڑی ہو گئی۔ اور سیدھی کربلا پہنچی۔ وہاں مرحوم سید کاظم کے اہل خاندان سے ملی۔ اور سید کی غیر مشتہرہ اور غیر مختتمہ کتب کا مطالعہ شروع کیا۔ اثنار مطالعہ کتب میں عموماً اسکی زبان سے یہ الفاظ بھی نکل جاتے تھے "غور تو کرو کہ شیخ اور سید کیا کچھ ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ درحقیقت انہوں نے ہمارے لئے ہدایات زرین کا ایک بے پایاں خزانہ چھوڑا ہے۔"

قرۃ العین سید کاظم کی مسند پر جب سید کاظم کا صعود ہوا تو ان کا کوئی ایسا جانشین نہ تھا جو ان کے شاگردوں کو پڑھ اور ان کے شکوک کا ازالہ کرے۔ اسوقت قرۃ العین آگے بڑھی اور اسنے اعلان کیا کہ "میں سید مرحوم کی جگہ بیٹھوں گی اور بالکل سید ہی کے طریق پر تعلیم دونگی۔"

©Afnan Library Trust, 2026

اس اعلان نے سید کے شاگردوں میں ایک جوش و خروش پیدا کر دیا اور ایک لمبے بحث و مباحثے کے بعد سید مرحوم کے ۳۲ شاگردوں نے فیصلہ کیا کہ ہم اسکے حلقہ درس میں جائینگے۔ اور ایک دو دفعہ اسکے بیانات بھی سُنینگے۔ اگر ہم مطمئن ہو گئے تو دوسروں کو بھی اس سے پڑھنے کا شوق دلائینگے۔

قرۃ العین کے راستہ میں روک یہاں پہ قابل غور یہ بات ہے کہ قرۃ العین کے لئے پڑھانا اور مردوں کیلئے اسکے پاس آنا اور اسکے بیانات سُننا ایک مشکل کام تھا۔

اور اس کام میں سب سے بڑی روک پردہ تھا۔ اسوقت کیا ابھی تک ایران کے اکثر حصوں میں عورتوں کیلئے یہ بات بہت معیوب خیال کی جاتی ہے کہ بیرون پردہ کوئی شخص انکی آواز سُن سکے۔ بلکہ انکا فرض ہے کہ وہ برقع کی اوٹ میں اپنے آپ کو مردوں کی نگاہوں سے چھپائے رکھیں۔ لیکن قرۃ العین ان تعصبات پر غالب آگئی اور اُسنے مردوں کو اجازت دیدی کہ وہ اسکے حلقۂ درس میں آئیں اور اسکی تقریریں سُنیں۔ مگر تاہم ابھی اُسنے اپنا نقاب نہیں اٹھایا تھا ہم یقیناً انصاف سے کام لینگے۔ جب ہم یہ عرض کرینگے کہ ہم پردہ کی موجودہ سختی جو مسلمانوں میں اب مروج ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نہ تھی۔ درحقیقت قرۃ العین اپنے شاگردوں کو ابتداء ہی میں اس مشکل مسئلہ کی اُلجھن میں نہ ڈالنا چاہتی تھی۔ بلکہ اسکی خواہش ہوتی تھی کہ ان کو آہستہ آہستہ اسکے متعلق سمجھائے

قرۃ العین کا طریق تعلیم وہ ۳۲ شاگرد جو قرۃ العین کے حلقہ درس میں ابتداء میں شامل ہوئے تھے قرۃ العین کے عجیب طریق تعلیم سے بہت متاثر ہوئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے متفقہ کہا کہ ایسی محترم معلمہ کربلائے معلےٰ کے بہترین علماء میں کسی سے کم نہیں۔ طریق تعلیم یہ تھا کہ ایک کمرے میں پردہ لٹکا دیا جاتا تھا جسکے ایک طرف قرۃ العین بیٹھتی تھی۔ اور دوسری طرف اسکے شاگرد۔

ظہور موعود کے لئے دعا و مناجات کی مداومت الغرض اسی طرح ایکسال تک اسنے اپنے شاگردوں کو تعلیم دی مگر اس دوران میں متواتر نہایت تضرع و ابتہال کے ساتھ بدرگاہ حضرت قاضی الحاجات دعا و مناجات میں مصروف رہی کہ خدایا اسے اس نئی روشنی کی زیارت سے محروم نہ رکھنا جو عنقریب دُنیا میں ظاہر ہونیوالی ہے۔

قرۃ العین کو موعود کے جلد ظاہر ہونیکا اسقدر یقین تھا کہ وہ اپنے شاگردوں کو اس امر کی تشویق و تحریص کرتی ہوئی نہیں تھکتی تھی کہ ظہور موعود پر فوراً اُسے مان لیں۔ اور اسکی پیروی اختیار کریں

ملا حسین بشروئیہ سے مشورہ اب اسکی واقفیت ملا حسین بشروئیہ سے بھی ہو چکی تھی۔ جو تاریخ میں باب الباب کے نام سے مشہور ہیں۔ قبل اسکے کہ وہ اپنے مشہور سفر تلاش موعود پر روانہ ہوں قرۃ العین نے اُن سے کہا کہ جونہی کہ وہ موعود کو دیکھیں وہ انکی خدمت میں قرۃ العین کی عقیدت مندی و اطاعت کے حالات عرض کریں۔ ابھی تک باب کا کوئی ذکر مذکور روئے زمین پر موجود نہ تھا کیونکہ باب نے اپنے مشن کا اعلان ہی نہ کیا تھا۔

ظہور باب ۱۸۴۴ء میں ملا حسین بشروئیہ شیراز میں آئے اور باب سے ملے۔ جنہوں نے کہ ملا حسین بشروئیہ پر ظاہر فرمایا کہ وہی موعود قائم آل محمد یا امام مہدی منتظر ہیں۔ تب ملا حسین نے آپ کے علم و فضل کو آزمایا اور متعدد طریق و نشانات سے آپکو جانچا۔ بالآخر وہ مطمئن ہو گئے۔ اور ایمان لے آئے کہ باب ہی قائم آل محمد ہیں

حضرت باب کے دوسرے مقبل ملا حسین نے یہ بشارت ملا علی البسطامی کو سُنائی جو بہت جلد حضرت باب کے پیرو ہو گئے اور حضرت باب کی طرف سے آپ کو کربلا جانیکا حکم دیا کہ وہاں جاکر ظہور موعود قائم آل محمد کی بشارت کا اعلان کریں۔ ملا علی البسطامی کا مقبلین باب میں دوسرا نمبر ہے

کربلا میں طریق دعوت چنانچہ ملا علی البسطامی نے کربلا میں آتے ہی اعلان کیا کہ خدا کی بادشاہت ظاہر ہو گئی ہے لیکن وہ باب کا نام جو سید علی محمد تھا نہیں لیتے تھے بلکہ وہ صرف یہ کہکر اعلان کرتے تھے کہ خدا کی بادشاہت آگئی ہے یعنی باب ظاہر ہو گیا

قرۃ العین کو حضرت باب کے ظہور کی بشارت ملگئی قرۃ العین نے جونہی یہ اہم خبر سنی فوراً اُسنے ملا علی کو بُلایا اور سوالات کی بوچھاڑ شروع کر دی کہ تم کسطرح یہ بات کہہ سکتے ہو۔ تمہارے پاس اس امر کا ثبوت کیا ہے۔ وہ ہے کہاں۔ ان سوالات کے جواب میں ملا علی نے حضرت باب کی چند الواح ادعیہ دیدیں جو وہ اپنے ہمراہ رکھتے تھے قرۃ العین کو دیں۔ جونہی کہ اُسنے ان میں سے چند کو پڑھا وہ سجدہ میں گر گئی۔ اور فوراً باب کی صداقت کو جان گئی۔

قرۃ العین کے شاگرد دوسرے دن جب اسکے شاگرد اپنے اپنے سبق لینے کے لئے اسکی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُسنے ان سب کو یہ بشارت سنائی کہ وہ تمام وعدے جو شیخ و سید نے دیئے تھے پورے ہو گئے اور موعود ظاہر ہو گیا۔ لیکن شاگردوں نے فوراً ہی اس امر کو تسلیم کرنے میں تامل کیا اور ان ۳۲ شاگردوں نے بھی اسوقت اعتراف و ایمان نہیں کیا جو سب سے اول اسکے حلقہ درس میں شامل ہوئے تھے۔ مگر بالآخر ان سب کے سب نے اس حقیقت کو مان لیا۔

ظہور موعود اور سنت الہیہ ازمنہ سابقہ میں نوع بشر کی یہ عادت مستمرہ ثابتہ رہی ہے کہ جب کبھی بھی کوئی موعود ظاہر ہوا اسکو رکھو موہم نے دفعتہً آواز بلند سنتے ہی تسلیم نہیں کر لیا بلکہ بوقت اعلان چند ہی اسپر ایمان لائے اور ایک عرصہ کے بعد دوسرے لوگ اسکے حلقہ اطاعت میں داخل ہوئے۔ یہی بات حضرت باب کے معاملہ میں بھی ظہور میں آئی۔ (باقی آئندہ)

خلق جدید یہ کتاب قادیان میں ظہور امر بہائی کی عجیب و غریب تاریخ ہے جو کہ برجستہ روزنامچہ ڈائری کے طور پر اسی زمانہ میں لکھی گئی جبکہ قادیان ظہور امر بہاؤ ت ایک عالم حیرت اور منظر ہیبت بنا ہوا تھا۔ کچھ درخواستیں موصول ہو چکی ہیں چند اور آنے پر طبع ہوگی۔ (دفتر کوکب ہند)

تحائف سنیاسی

گو دفع امراض قاتلہ کی رضا پر منحصر ہے فکر علاج فرض ہے

اکسیر سنیاسی یہ اکسیر تسم کے بخاروں کیلئے واقعی اکسیر اعظم ہے۔ بفضلہ تعالیٰ دیتین بخار اسی اکسیر سے دور ہو جاتے ہیں۔ استعمال سے وہ حیرت انگیز فائدہ ظہور میں آتا ہے کہ عقل حیران ہو جاتی ہے۔ بایں ہمہ طرہ یہ کہ سلفیٹ آف کونین وغیرہ زہریلے اور خشک ادویہ سے پاک ہے زیادہ تعریف فضول ع مشک آنست کہ خود ببوید۔ ذکر عطار نگوید۔ قیمت فی تولہ ۱؎

محافظ طاعون یہ ایک سنیاسی کا عطیہ ہے جو بیشمار مرتبہ تجربہ میں آچکا ہے۔ ۹۵ فیصدی یقینی تجربہ میں مفید ثابت ہوا ہے۔ اگر یہ محافظ ماقبل تقدم استعمال کیا جائے تو آئندہ اس موذی مرض میں مبتلا ہونے کا خدشہ نہیں رہتا۔ بخار۔ گرہ۔ بیقراری۔ غشی۔ بیہوشی اس کے استعمال سے بہت جلد دفع ہو جاتی ہے اور تھوڑے ہی دنوں میں مریض صحتیاب ہو جاتا ہے۔ صاحب حیثیت اصحاب کو چاہئے کہ وہ اسے اپنے ہاں میں مفت تقسیم کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ قیمت فی سیکڑہ بجواز رفاہ عام صرف ۲۵ روپیہ جو اصلی لاگت کے قریب قریب ہے

حبوب بمرقی یہ گولیاں مالیخولیا کے لاعلاج لوگوں کیلئے اکسیر ہیں۔ نامردوں کو مرد اور مرد کو جوا مرد بنانا انکا خاصہ ہے۔ پٹھوں اور رگوں کو طاقت دینا فولاد سے بڑھکر خون پیدا کرنا انکی رنگت کو سرخ اور روشن کرنا انہی کا حصہ ہے۔ دماغ میں طاقت اور طبیعت میں شجاعت پیدا کرنا انکا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ معدہ دماغ وغیرہ اعضاء رئیسہ و شریفہ کو بالخصوص قوت دیتی ہیں فی الجملہ قوت باہ کے بڑھانے اور ہر قسم کی مستولیہ طاقت بحال کرنے میں عجیب و غریب تحفہ ہے بدظنی کا علاج ہمارے پاس کوئی نہیں اور اگر آزمائش کے بعد تفع نہ ہو تو جملہ زر قیمت بلا عذر واپس کر دیا جاتا ہے

بے اولادوں کو مژدہ یہ بھی ایک ہربل کا عطیہ ہے جو بیشمار مرتبہ تجربہ میں حسب کی کوئی قدر اور وقعت نہ تھی عقیم کہلاتی تھیں تقریباً ۹۹ فیصدی لوگ اپنی مراد کو پہنچ چکے ہیں یعنی وہ عورتیں جو کہ بالکل نامراد ہو جاتی تھیں اور ہمیشہ کیلئے مایوس ہو جاتی تھیں کہ ہمارے ہاں اولاد نہیں ہو سکتی وہ اس دوا کے استعمال سے ان مایوس الحال لوگوں کے ہاں صحیح و سالم اولاد پیدا ہوئی اور طبعی عمر کو پہنچی۔ اور آئندہ بھی اولاد ہو کر جیتی جاگتی چلتی پھرتی نظر آتی ہے۔ طریق علاج کا تشفیہ بذریعہ خط و کتابت طے فرمائیں۔

سنیاسی سرمہ جات ہر قسم کے سرمہ جات مثل سرمہ نور افشاں۔ سرمہ کشتہ تانبا۔ سرمہ کشتہ مروارید۔ سرمہ کشتہ پارہ وغیرہ موجود ہیں ہر تندرست اور بیمار آنکھ کیلئے نہایت مفید ہیں۔ قیمت فی تولہ (دعا)

طلاء برائے مجلوق بستی جو کہ ترہیہ ہے اور بے ضرر ہے قیمت صرف دو روپے (دعا)

روغن مسیحائی قوت مردمی کو بہت عمدہ اور اعضائے رئیسہ کو مضبوط کرتا ہے۔ خوبصورتی کو بڑھاتا ہے قیمت فی شیشی پانچ روپے (دعا)

تریاق زہر کے لئے عمدہ چیز ہے۔ ہر ایک کو گھر میں رکھنا لازمی امر ہے۔ قیمت ایک روپیہ (دعا)

اکسیر حنا زیبا جسکے کھانے سے گلشیاں اندر ہی جذب ہو جاتی ہیں ایک سنیاسی کا عطیہ ہے سینکڑوں ریفیوں پر آزمایش ہو چکا ہے

نوٹ۔ علاوہ ازیں ہر قسم کے نئے اور پرانے امراض کا علاج بذریعہ خط و کتابت کیا جاتا ہے۔ مایوس الحال مریض کو چاہئے کہ وہ اپنی بیماری کی مفصل کیفیت بمعہ عمر لکھکر روانہ کر دیں۔ نیز اگر کسی صاحب کو کسی بیماری کا کوئی نسخہ دریافت کرنا ہو تو بذریعہ خط و کتابت دریافت کر سکتے ہیں۔

المشتہر ۱ کے بھمرائے منیجر سنیاسی آشرم بھیون ٹھالہ پنجاب

©Ahnaf Library Trust, 2026

I No ~~11~~ 13
14

رجسٹرڈ نمبر A ۱۳۳۱
مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۲۴ء

بلاغ

مقاصد
نشر نفحات حقیقت تبلیغ وحدت محبت فلاح اقتصاد
اصلاح معاشرت تعلیم عمومی حقوق نسواں تعمیم معارف
تطبیق مذہب و سائنس

قواعد
ہر جماعت کا مضمون درج کیا جائے گا وہ مضمون درج نہ ہوگا جسمیں کسی دین یا کسی قوم یا فرد پر ناروا حملہ ہو

سید محفوظ الحق علمی (مولوی فاضل) مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

جلد ۱ ہر انگریزی ماہ کی یکم ۹-۱۷-۲۵ کو شایع ہوتا ہے: قیمت سالانہ للعہ ششماہی عگا سہ ماہی عہ: بحجت شہادت الاداری نمبر ۱۳

ارض شام سے ایک مکتوب

اقتباس

مکتوب
از جناب سیرزا عزیز اللہ خاں بہادر پرائیوٹ سکرٹری
حضرت شوقی ربانی حیفا بنام میرزا محمود زرقانی
بمبئی

۵ راگست سنہ ۱۹۲۴ء

چند ہندوستانی آج صبح گاڑی میں بیٹھکر حضرت عبدالبہاء کے مکان پر آئے انمیں سے ایک صاحب تو گاڑی ہی میں بیٹھے رہے اور دو تین شخص پیادہ ہوکر مکان کے احاطہ کے اندر داخل ہو گئے اور حضرت شوقی آفندی کے متعلق پوچھنے لگے۔ سید ابوالقاسم دربان نے کہا کہ کچھ عرصہ سے ملک مصر میں تشریف لے گئے ہیں۔ ان صاحبوں میں سے ایک نے چھوٹے بچوں (ریاض آفندی۔ فواد افندی۔ حسن افندی) کا جو حضرت عبدالبہاء کے نواسے ہیں) فوٹو لیا۔ سید ابوالقاسم نے بہت اصرار کیا کہ آپ اندر تشریف لائیں آرام فرمائیں اسکے ساتھ کچھ تازہ انگور بھی پیش کئے جنمیں سے انہوں نے ایک خوشہ اٹھالیا اور بیٹھنے سے انکار کر دیا اور واپس تشریف لے گئے۔ واپسی کے وقت جناب میرزا محسن اور جناب میرزا جلال نے (جو حضرت عبدالبہاء کے منجھلے اور سنجھلے داماد ہیں) راستہ میں ان کی گاڑی دیکھی۔ چونکہ ان دونوں صاحبوں نے سُنا ہوا تھا اسلئے خیال کیا کہ یہ قادیانی حضرات ہیں۔ اس خیال کے مطابق دونوں گاڑی کے پیچھے سٹیشن پر گئے دیکھا کہ وہ "سچ" کی طرف جا رہے ہیں۔ دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ جماعت قادیان کے بزرگ ہیں۔ جناب میرزا محسن اور جناب میرزا جلال نے معذرت کی کہ آپ تشریف لائے اور ہم مکان پر موجود نہ تھے۔ ہم اب آئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ یہیں ٹھہریں اور ہمارے مکان پر تشریف لے چلیں اور آرام فرمائیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس وقت نہیں اور ہم اسی ٹرین سے جانا چاہتے ہیں۔ ہم حضرت شوقی آفندی سے ملنے اور کچھ مذہبی بات چیت کرنے کے لیے آئے تھے جناب میرزا محسن نے فرمایا کہ کچھ عرصہ سے حضرت شوقی آفندی حیفا سے باہر تشریف رکھتے ہیں مگر ہلوگ گفتگو کے لئے حاضر ہیں انہوں نے پھر بھی جواب میں یہی کہا کہ ہم ٹھہر نہیں سکتے۔

یہ عجیب بات ہے کہ یہ لوگ مذہبی بات چیت کے لئے آئے تھے۔ مگر ریل کے چلنے سے چند منٹ پہلے اور معذرت کرتے ہیں کہ وقت نہیں اور ایک رات ٹھہرنے کی بھی دعوت قبول نہیں کرتے اور واپس چلے جاتے ہیں۔ اور باوجودیکہ دو محترم شخص بتقاضائے انسانیت اسٹیشن پر جاکر کمال محبت سے دعوت دیتے ہیں مگر قبول نہیں کرتے۔ لیکن کہتے یہی ہیں کہ ہم دینی گفتگو کے لئے آئے ہیں۔ باوجودیکہ یہ لوگ مصر و حیفا تک سفر کرکے آئے۔ لیکن اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کم از کم دو گھنٹہ بھی نہیں ٹھہرے۔ یہانتک کہ دو محترم شخص ان کے پاس سٹیشن پر دعوت لیکر گئے مگر خلیفۂ قادیانی نے محض اپنے خادم کے ذریعہ گفتگو کی اور خود اُن سے دو کلمے ہر بانی کے بھی نہیں کہتے اور ان کے اس طریق و داد کے مقابلہ میں کچھ ملاطفت بھی ظاہر نہیں کرتے اُن کا ایک آدمی صرف یہی کہتا تھا کہ ہم تو دینی گفتگو کے لئے آئے تھے اسوقت انہوں نے مشرقی اخلاق و آداب کی بھی رعایت نہ کی۔

(نوٹ) ہمکو جماعت قادیان کی اس اخلاقی مظاہرہ پر بیحد تعجب ہے۔ مگر شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ صبح کی نامرادی کا اثر ابھی انکی طبیعت پر باقی تھا۔ جسکی تفصیل خط کے آئندہ حصہ میں درج ہے۔

جناب میرزا بدیع نے (جو سرکاری دفتر میں ایک معزز عہدے پر ممتاز ہیں) کہا کہ ایک گاڑی آج صبح سرکاری دفتر میں آئی اور رئیس قادیان کے سکرٹری نے مجھسے پوچھا کہ کیا قدس سے حیفہ کے حاکم کو اطلاع نہیں دیگئی کہ رئیس قادیان سے ملاقات اور انکا احترام کریں۔ تو میں نے تحقیق کرکے جواب دیا کہ ایسی کوئی اطلاع نہیں آئی۔ پھر وہ واپس چلے گئے حقیقت حال یہ ہے۔

احمدی حضرات کے لئے مژدہ

ہم نہایت خوشی سے اپنے ہندوستان کے جمیع احمدی احباب کو بشارت دیتے ہیں کہ حضرت میرزا محمود زرقانی الایرانی جنکی شخصیت احمدیوں کے لئے غیر معروف نہیں ہے، مقامات مقدسہ بیت المقدس وغیرہ سے ہندوستان میں تشریف لائے ہیں۔ اور ڈھائی ماہ تک ہندوستان ہی کے مختلف مقامات پر تشریف لیجائینگے۔ اگر احمدی حضرات اس موقع سے فائدہ اٹھاویں تو نہایت عزیز الوجود موقع ہے۔

ہر قسم کے مسائل جو احمدی حضرات کے نزدیک قابل تصفیہ ہیں وہ حضرت حکیم محمود سے ملکر طے کر سکتے ہیں۔ جن حضرات کے واسطے یہ موقع میسر نہ ہو وہ بذریعہ خط و کتابت جو ادارہ کوکب ہند آگرہ کے ذریعہ ہو سکتی ہے طے کر سکتے ہیں۔

گو جیسا کہ ہم نے اوپر اشارۃً عرض کیا ہے جماعت احمدیہ میں حضرت محمود کا نام غیر معروف نہیں مگر تاہم یہ عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حکیم محمود ایرانی وہی بزرگ ہیں جنہوں نے سنہ ۱۹۰۸ء میں حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو دعوت دی تھی کہ آکر مجلس میں بیٹھکر یہ طے کیا جائے کہ آپنے اب جو دعوے کیا ہے وحی ہے یا یہی دعوی موعودیت جو حضرت بہاء اللہ نے آپسے پہلے کیا وہ حق ہے، مگر حضرت میرزا صاحب مرحوم نے عدم فرصت کا عذر پیش کرکے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور خواہش کی کہ آپکے لیکچر کا جواب لکھدیا جائے۔ چنانچہ حضرت محمود نے اس درخواست کو پذیرائی اور ایک رسالہ "جواب لیکچر جناب قادیانی" لکھا جسکے جواب میں قادیان کی طرف سے ابتک خاموشی ہے۔ جماعت احمدیہ کے متعلق دوسرا کارنامہ آپکا وہ مضمون ہے جو "یو آف ریجینز" کے جواب میں "احقاق الحق" ہے۔

بہرحال حکیم صاحب کا اسدفعہ پھر ہندوستان میں تشریف لانا احمدی احمدی بھائیوں کے لئے ایک خاص موقع ہے جس سے انکو بالخصوص فائدہ اٹھانا چاہیے اور ضد و تعصب کو چھوڑ کر اور غیر اللہ کے رعب سے پاک ہوکر اس حقیقت پر فوز کرنا چاہیئے۔

آجکل حضرت میرزا محمود زرقانی اور علامہ شیخ محی الدین صبری الکردی (شیخ ازہر) آگرہ میں تشریف رکھتے ہیں۔ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۲۴ء کو دونوں بزرگوں کے لیکچر آریہ سماج میں ہوئے جنکا خلاصہ پرچہ ہذا کے صفحہ سات و آٹھ پر درج ہے۔ روزانہ مختلف مذاہب و خیالات کے لوگ آپسے ملکر روحانی مسائل پر گفتگو کرکے خط اٹھاتے ہیں

©Afnan Library Trust, 2026

بہائی تعلیم

نیویارک کے احبّاء اللہ اور اماء الرحمٰن کے نام

هُوَاللّٰه

اے سچے دوستو! اور خدا کی عزت والی کنیزو! وہ خط جو آپنے بواسطہ امۃ اللہ ڈاکٹر کلوک لکھا۔ ملاحظہ سے گذرا اور اس کے مضمون سے نہایت سرور و خوشنودی حاصل ہوئی کیونکہ ملکوت ابھیٰ کی طرف توجہ اور خدا کی محبت میں انجذاب کی دلیل اور تبتل و دعا کا اظہار تھا۔ خدا کے دوستوں اور رحمٰن کی لونڈیوں کو چاہیئے کہ وحدت عالم انسانی کی خدمت اور تمام انسانوں میں محبت پھیلانے کی کوشش کریں۔ سب گروہوں اور دینوں اور مذہبوں کے ساتھ نہایت خلوص و خیر خواہی و محبت و مہربانی سے معاملہ کریں۔ اسباتکی فکر کریں کہ انکی درخت وجود سے کوئی اچھا پھل حاصل ہو اور سب انسانوں کیساتھ محبت و الفت کو جیسے بڑھکر کوئی بڑا پھل نہیں ہے۔ حضرت بہاء اللہ عالم انسانی سے خطاب فرماتے ہیں کہ تم سب ایک درخت کے پتے اور ایک شاخ کے پھل ہو۔ اس صورت سے روابط و قرابت و اخوت و بنوۃ و ابوۃ سب انسانوں میں ثابت ہوئی۔ پس جان و دل سے کوشش کرنی چاہیئے کہ حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات کے مطابق روش و سلوک اختیار کریں۔

ہر مظلوم کے لئے پناہ ہو جاؤ اور ہر مغلوب کے لئے توانا دستگیر و مجیر۔ ہر ایک مریض کے لئے طبیب حاذق ہو جاؤ اور ہر مجروح کے لئے آرام دہ مرہم۔ ہر خائف کے لئے با امن پناہ ہو جاؤ اور ہر مضطرب کیلئے سبب راحت و تسکین۔ ہر محزون کو مسرور کرو اور ہر گریان کو خندان۔ ہر پیاسے کے لئے لذیذ پانی بنجاؤ اور ہر بھوکے لئے مائدہ آسمانی۔ ہر ذلیل کے لئے عزت کا سبب بنجاؤ۔ اور ہر فقیر کے لئے سبب نعمت۔

جنرد ار خبردار کسی دل کو رنجیدہ نہ کرنا۔ خبردار خبردار کسی نفس کو نہ ستانا۔ خبردار خبردار کسی نفس سے محبت کے خلاف سلوک نہ کرنا۔ خبردار خبردار کسی انسان کو مایوس نہ کرنا۔ ہر ایک شخص جو کسی کے لئے حزن اور نومیدی کا سبب ہوتا ہے اگر وہ زمین میں گڑ جائے اس سے بہتر ہے کہ وہ زمین پر زندہ چلے پھرے اور ہر ایک انسان جو اپنی بنی نوع کی ذلت سے خوش ہو اسکا نابود ہونا اچھا ہے۔ اسکا عدم اسکے وجود اور موت اسکی حیات سے بہتر ہے۔

پس میں تم سب کو نصیحت کرتا ہوں جہانتک ہو سکے عامۃ الناس کی بھلائی کی کوشش کرو اور تمام انسانوں سے محبت و الفت میں کمال خلوص سے کام لو۔ تعصب جنسی و وطنی و دینی و سیاسی کو ترک کرو اور تمام انسانوں سے محبت و الفت میں کمال خلوص سے کام لو۔ تعصب جنسی و وطنی و دینی و سیاسی و تجارتی و صناعی و زراعی کو درمیان سے اٹھا دو تاکہ ہر جہت سے آزاد ہو کر وحدت عالم انسانی کی بنیاد کو مضبوط بناؤ سب ممالک ایک ملک ہیں اور تمام قومیں نسل ابوالبشر ہیں جھگڑے تو درندوں میں سبب بنتا ہے۔ اب زمین کا میدان وسیع ہے اور خدا کی نعمت کا خوان تمام اقالیم میں بچھا ہوا ہے۔

تم پر خدا کا نور تابان ہو

(عبد البہاء عباس)

حضرت عبد البہاءؑ کا ایک دن امریکہ میں

حضرت عبد البہاء رحمۃ اللہ بروکلین امریکہ میں مقیم تھے۔ ایک دن آپکی بہت سی تصاویر مختلف حالات میں لی گئیں چنانچہ ایک موقع پر سیر فرماتے ہوئے آپنے فرمایا کہ "جمال قدم کی قدرت و اسم اعظم کا لفظ ملاحظہ ہو کہ ہمیں اہل امریکہ کیساتھ اسقدر الفت و پیار سے ملا دیا اگر تمام عالم جمع ہو جاتا تو یہ اتحاد و الفت پیدا ہونا ممکن نہ تھا کہ قلوب اس درجہ منجذب ہو جاتے اور ہم ایسی محفل میں محبت سے جمع ہو جاتے اور دل و جان سے ایکدوسرے کو دوست رکھتے بھاء اللہ کی قدرت دیکھو کہ کیا کیا۔ اور اہل شرق و غرب کو کسطرح ایکدوسرے کا محب بنا دیا اگر اسکی قدرت نہ ہوتی تو ایسی محفل کا قیام ناممکن تھا۔ الحمد للہ کہ ہم سب متحد و متفق ایک دل اور ایک روح ہیں"۔

اور جب میسٹری لیتھو یہ حالت سیر میں لی گئی تو حمد الٰہی میں آپکی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے "آیات او ظاہر است قدرت او کامل است الطاف او شامل است رحمت او واضح است" اور بھی تصاویر میں لی گئیں۔ اطراف کے احباب جو خدمت اقدس میں حاضر تھے ان کے رخصت ہونے کے وقت عجب کیفیت تھی۔ اسوقت یہ نطق مبارک فہم اطہر سے ظاہر ہو رہا تھا۔

هُوَاللّٰه

مژده باد مژده باد که شمس حقیقت طلوع نمود
مژده باد مژده باد که اورشلیم جدید از آسمان نازل شد
مژده باد مژده باد که بشارات الٰہی ظاہر گشت
مژده باد مژده باد که اسرار کتب مقدسه اکمال گردید
مژده باد مژده باد که یوم اکبر آشکار شد
مژده باد مژده باد که علم وحدت عالم انسانی بلند گردید
مژده باد مژده باد که خیمهٔ صلح عمومی مرتفع گشت
مژده باد مژده باد که سراج الٰہی روشن شد
مژده باد مژده باد که نسیم رحمانی وزید
مژده باد مژده باد که بشارات و نبوات انبیاء ظاہر و هویدا گشت۔
مژده باد مژده باد که بهار کوثر بر آفاق تجلی نمود
مژده باد مژده باد که شرق و غرب دست در آغوش شدند
مژده باد مژده باد که آسیا و امریک مانند دو مشتاق دست بگردن یکدیگر دادند

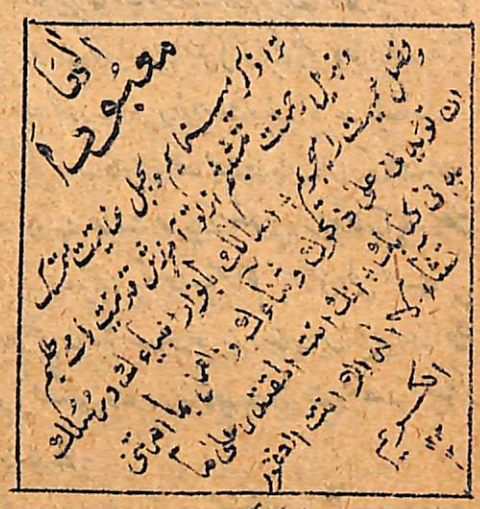

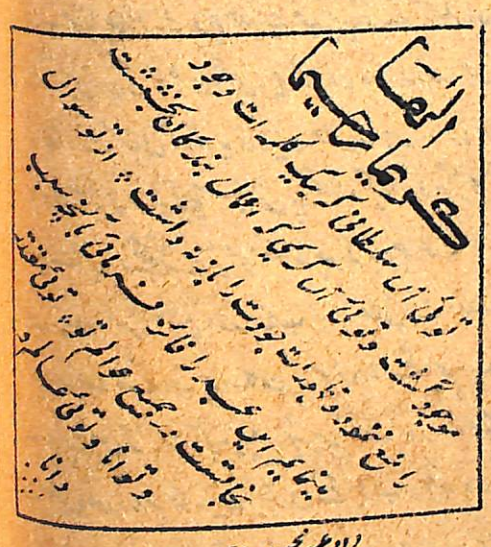

©Afnan Library Trust, 2026

عقیدۂ اہل بہاء

(حضرت علامہ سید مصطفےٰ رومی مدیر "الاشراق" رنگون کی قلم سے)

امنا باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت حق ہر ایک محکمہ میں مدعی کے اقرار کرنے کے بعد اسپر حکم جاری ہوا کرتا ہے بدون استنطاق واقرار کوئی محکمہ کسی انسان کو بری یا مجرم قرار نہیں دیتا۔ چنانچہ یہ قاعدہ کلیہ ہے اور نیز سنت الٰہی بھی یہی ہے۔

قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا اور من قال لا الٰہ الا اللہ فقد دخل الجنۃ بغیر حساب حدیث شریف میں وارد ہے یعنی "لا الٰہ الا اللہ" کلمہ طیبہ کا اقرار کرو نجات پاؤ گے اور جسنے کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کیا وہ بیشک بیحساب کتاب جنت میں داخل ہوگا۔ نیز حضرت ختمی مرتبت نے فرمایا ہے کہ امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ فاذا قالوھا عصموا منی دماءھم واموالھم و انفسھم الا بحقھا۔ یعنے میں مامور ہوں کہ لوگوں کیساتھ مقاتلہ کروں یہانتک کہ وہ کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کریں۔ جب انہوں نے اسکا اقرار کیا پس اپنے خون اور جان اور مال کو بسبب اس اقرار کے انہوں نے میرے ہاتھ سے محفوظ رکھا۔ لہذا ہر ایک شخص پر اسکے اقرار کرنے کے بعد حکم مومن یا کافر جاری ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات بھی مسلمات سے ہے کہ ایک شخص کے انکار یا اقرار پر دوسرا شخص یا دوسری جماعت مؤاخذہ نہیں کی جا سکتی۔ "قل کل یعمل علی شاکلتہ" اور "ولا تزر وازرۃ وزر اخری" نص صریح قرآن مجید ہے۔ علاوہ برایں کسی شخص پر مومن یا کافر کا اطلاق کرنا اور حکم جاری کرنا فقط ذات مقدس خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اور یہ اختیار اسکی ذات مقدس پر موقوف ہے۔ اسمیں بالکل کسی کو شرکت نہیں۔ کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر حکم ایمان یا کفر کا جاری نہیں کر سکتا یہ محض لغو اور عبث ہے۔

مگر افسوس فی زمانا سنت الٰہی متروک سمجھی گئی ہے اور الضان کی رو سے حکم کرنا بھی کافور ہو گیا ہے۔ علی العموم اس گھٹاٹوپ ظلمت میں ہر ایک مذہب آئین کی پیروی کرنیوالے تقلید کورانہ کے باعث اپنے برادر نوعی کو اسکے استنطاق واقرار کے بغیر کافر کہدیتے ہیں۔ اور بائیکاٹ کرنیکو آمادہ ہو جاتے ہیں۔ چونکہ یہ مرض عالمگیر ہے اور یہ ایڈز کے تمام جہان اور اہل جہان کو گھیرے ہوئے ہے لہذا اہل بہاء بھی ناچار اس بلاء عظیم میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ کسی طرح مستثنیٰ نہیں ہو سکتے اور لوگوں کی بہتان زنی اور افترا اور بدزبانی سے خود کو بچا نہیں سکتے۔

قیل ان الاذی ذو ولد ۔۔۔ قبل ان الرسول قد کفنا
ما نجی اللہ والرسل معا ۔۔۔ من لسان الوری فکیف انا

مگر اہل بہا اور اصحاب سفینہ حمرار اس عالمگیر بحران کی بالکل پروا نہیں کرتے۔ وہ اپنی عہد سے تجاوز و تعدی نہیں کرتے وہ فطرتاً خیر خواہی عموم اہل عالم سے بسبب ان انقلابات وشورش و فوضائے عام کے جو محض بے اساس و بے بنیاد اور بمنزلہ بے بود و آئنہ ہی کی صورت میں ہے وحشت زدہ نہیں ہو سکتے۔

لہذا محض حقوق برادری ہموطنان عالم کے روبرو بآواز بلند آشکارا طور پر اعلان واظہار واقرار کرکے اپنا قلبی عقیدہ مستقلہ گوشزد کرتے ہیں۔

اور انکے دلوں سے جو ذاتی نورانیت وصفائی میں مانند آئینہ حق نما ہو زنگار شبہات وکدورت وغبار فسانہ کو کئی معاندین اشرار کو پاک وصفا کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ امر مہم انکو ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں کہ اہل بہاء انکے یار موافق اور خیر خواہ محض ہیں۔ انکی بہتری و بہبودی کیلئے اہل بہاء نے اپنا مال وجان و خانمان فدا کر دیا ہے۔ جو حقیقتاً اہل بہاء کی سچی خیر خواہی کی محکم دلیل ہے۔ اہل بہاء اپنے نوعی بھائیوں تفرقہ و عداوت اور بیگانگی وغیریت کا تخم نہیں بوتے بلکہ وہ اس مرض مہلک کی بیخکنی کیلئے ہر ایک ملک وملکت میں آوارہ پریشان وسرگردان ساعی وکوشاں سرگرم خدمت ہیں انکا عمل اور انکا فعل انکی نیت اور انکی ضمیر کا شاہد ہے اور قول وفعل دونوں باہم مطابق ہیں۔

چونکہ اہل بہاء ہر ایک دین کی بنا و بنیاد کو منجانب اللہ سمجھتے ہیں اور توحید و وحدانیت ذات پاک باریتعالیٰ کو ہر ایک دین کی اساس جانتے ہیں۔ اور اصل الاصول آئین الٰہی۔ لہذا

وحدانیت ذات پاک حقتعالیٰ جل شانہ وعظم برہانہ کے بارے میں

اہل بہاء کا عقیدہ علی العموم یہ ہے

کہ ذات مستجمع الاسماء والصفات حضرت پروردگار مطلق فرد واحد ویکتا بیچون وبیگون بے مانند وبے ہمتا ہے۔ لایکیف ہے۔ غیر مقید وغیر محسوس علی الاطلاق ہے۔ غیب منیع لا یدرک ہے الا بشرط ہے۔ منقطع الاشارۃ والوجدان ہے۔ نہ جوہر ہے نہ عرض بلکہ ان کل باتوں سے منزہ ومقدس ہے۔ نہ جسم ہے نہ جسمانی بلکہ ابعاد ثلاثہ عرض وطول وعمق سے پاک ومبرا ہے۔ بے شکل ہے بے مثل ہے۔ محاط نہیں ہے محیط کل اشیاء ہے۔ جہات ستہ مشش گانہ تحت وفوق ومشرق ومغرب و جنوب وشمال سے برتر وبالا ہے بلکہ ہر ایک مکان وزمان اور تشبیہ وتنزیہ سے پاک ومنزا ہے۔ نہ اسکا کوئی شریک وزیر ہے نہ معاون ومددگار ہے لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرا۔ وقالوا اتخذ الرحمٰن ولدا لقد جئتم شیئا ادا تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمٰن ولدا وما ینبغی للرحمٰن ان یتخذ ولدا۔ تعالیٰ اللہ عما یقولون علوا کبیرا وھو یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد وہ خالق وموجد ورازق کل عالم وعالمیان ہے علت العلل موجودات ہے قدیم بالذات ہے۔ کان اللہ ولم یکن من شیء قبلہ وبعدہ وتاہ۔ ھو الاول والاٰخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم۔ حی وقیوم ومقتدر وتوانا۔ انادی وسروے شکیتمان ہے روح کل وحقیقت کل ہے۔ نہ اسکو کسی نے دیکھا ہے اور نہ کوئی اسے دیکھ سکتا ہے نہ اسکو کسی نے کما حقہ پہچانا ہے۔ اور نہ ہرگز کوئی پہچان سکتا ہے نہ اسکی کنہ ذات مقدس تک کوئی پہنچا ہے اور نہ ہرگز کوئی پہنچ سکتا ہے ما للتراب ورب الارباب۔ السبیل مسدود والطلب مردود لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار۔ ما عرفناک حق معرفتک وما عبدناک حق عبادتک۔ بیان معجز تبیان شہود لی مع اللہ وکیف تاز مقام ادا دنی ہے کلما میزتموہ بأوھامکم وادھاکم فھو مخلوق مثلکم مردود الیکم۔ حقیقۃ التوحید اسقاط الاضافات عنہ وہ ذات مقدس بے نام وبے نشان لامکان ہے لیکن اسکی وجود سے کوئی مکان خالی نہیں۔ اسکی ہستی کے آثار ہر ایک جگہ ظاہر ونمودار ہے۔ اسکے جلال وجمال باکمال بمثال کے انوار ہر ایک ذرہ میں عیاں ہیں۔ اسکی ذات مقدس سے سبکی زندگی متحقق ہے۔ وہ ہر جگہ حاضر وناظر وموجود ہے۔ بدون معیت واقتران وحلول ودخول وخروج وصعود ونزول وبلا تغیر وزوال ایک ہی حال ومنوال پر باقی وبرقرار ہے۔ الان کما کان ولا یزال یکون بمثل ما قد کان فی ازل الازال بغوائے کنت کنزا مخفیا اسکی ذات مقدس کیفیت بلا کیف کے گنج مخفی میں پوشیدہ تھی۔ اور مقام احدیت ذات میں روپوش تھی۔ بغوائے فاحببت ان اعرف لذاتہ بذاتہ فی ذاتہ اپنے آپ کو معروف کرنے اور محبت ذاتی کو ظاہر فرمانے کیلئے مقام مشیت اولیہ نور اول۔ عقل اول۔ مقام وحدت ذات۔ تجلی خاص۔ مقام نقطہ محیط حامل کل معانی۔ وجامع جمیع صور واشکال حروف بدون ہیئت و ہیولی۔ و مثال و تعبیر و تصویر۔ تنزلات ستہ کے ذریعہ۔ مقام کن مقام جمع الجمع۔ و مقام برزخ میں کمال بے نیازی کیساتھ لولاک لما خلقت الافلاک کے آئینہ میں جلوہ فرما ہوا۔ ھو الاول کا اطلاق جاری ہوا۔ اور ھو الباطن کے صفات سے موصوف پھر فخلقت الخلق کی دعوت کے مرتبہ میں حروفات کی صورت و شکل اور ہیولی وہیئت کی مثال بندی بصورت تجلی عام۔ مقام فیکون وکثرت ظہور اسماء وصفات کے جلوہ میں بغوائے اللہ نور السمٰوٰت والارض مقام اعیان خارجہ میں اپنے آپکو ظاہر و آشکار فرمایا حتی لا فراط الظہور تحجبت لانوار البہاء قوم اخافش۔ وحظ العیون الوثق من نور وجہہ بشکاتہ حظ العیون الخوامش۔ فحتی کل شیء لہ آیۃ تدل علی اللہ واحد

دل ہر ذرہ کہ بشگافے
آفتابش درسیاں بینے

مسلمانان جاوا

(مولنا مولوی احمد صاحب مقیم جاوا کے قلم سے)

مسلمانوں کے حالات پر اگر غور کیا جائے تو یہی نظر آئیگا، کہ مسلمان عموماً مذہبی اور دنیوی علوم سے عاری اور ناواقف ہیں۔ جسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ہر جگہ ان پر افلاس اور ذلت چھائی ہوئی ہے قرآن کا فتویٰ "ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ" جو قوم یہود کے متعلق صادر ہوا تھا، اسکا مصداق اور محل آج مسلمان نظر آتے ہیں اور کیوں نہ ہوں، صادق ومصدوق فداہ ابی وامی نے خبر دی تھی لتتبعن سنن من کان قبلکم وشبرا بشبر وذراعا بذراع تم اگلوں کے قدم بقدم چلوگے۔ آج وہی یہودیت کا نقشہ مسلمانوں میں نظر آتا ہے۔ انکی آپسمیں فتوے بازی کا بازار گرم ہے۔ کوئی بدعتی ہے۔ کوئی کافر ہے کوئی مشرک ہے۔ کوئی وہابی اور خارجی ہے دیوبندیوں اور بریلی والوں اور مقلدین غیر مقلدین کے فتوے ہیر اور آپسمیں جو روزانہ چلتے ہیں وہ ہمارے سامنے ہے۔ اور ہر ایک فریق دوسرے فریق سے وہ سلوک کرتا ہے کہ اسلام اسکو ایک غیر مسلم کیساتھ بھی روا نہیں رکھتا! فتقطعوا امرھم بینھم زبرا۔ کل حزب بما لدیھم فرحون اور دیگر ممالک اسلامیہ کی نسبت بلاد جاوا سماٹرا اور سنگاپور کے مسلمانوں کی حالت بہت ہی قابل رحم ہے یہ لوگ بالکل نیم وحشی ہیں۔

بڑے بڑے حاجی جب انکی لڑکیاں کسی مالدار چینیا ڈچ کے ہاں چلی جائیں تو وہ خوش ہو کر فخر کرتے ہیں اور سور اور کتے کے گوشت میں کوئی فرق نہیں کرتے عورتوں کی حالت عورتیں زمانہ جاہلیت کی طرح کھلے سر پھرتی ہیں۔ زینت اور تجمل کے

©Afnan Library Trust, 2026

جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت

مہدی موعود اور قادیان

جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں "اور حدیثوں میں کدعہ کے لفظ سے میرے گاؤں کا نام موجود ہے" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۳۵)

ایسا ہی حدیثوں میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ مہدی موعود ایسے قصبے کا رہنے والا ہوگا جسکا نام کدعہ یا کدیعہ ہوگا۔ اب ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ یہ لفظ کدعہ دراصل قادیان کے لفظ کا محرف ہے

(حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۲۲۵ و صفحہ ۲۲۶)

عقلی و نقلی جرح اول تو یہ حدیث ایک نایاب کتاب کی بتائی جاتی ہے جسے بجز چند احمدیوں کے کسی نے نہیں دیکھا۔

دوم۔ اس کتاب میں بھی اس حدیث کی کوئی سند نہیں دیگئی معلوم نہیں مجہول کتاب بھی کسی دوسری مجہول کتاب سے اسکو نقل کرتی ہے چنانچہ جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں "جواہر الاسرار میں ہے کہ در اربعین آمدہ کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد"

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱)

یہ جواہر الاسرار خود مجہول کتاب ہے۔ پھر یہ دوسری مجہول کتاب اربعین کی روایت نقل کرتی ہے۔ نہ معلوم یہ اربعین کونسی کتاب ہے۔ کسکی ہے۔ کس پایہ کی ہے۔ کہاں لکھی گئی ہے۔ کس نے دیکھی۔ کہاں ملتی ہے۔ مگر جناب میرزا صاحب اپنی مہدویت کے پایہ تخت کی بنا ایسی کمزور نقل پر رکھتے ہیں کیا ایک عظیم الشان موعود ایسے ہی چھوٹے چھوٹے اور مجہول امور سے استدلال کر کے اپنی سچائی ظاہر کیا کرتا ہے۔

جناب میرزا صاحب نے خود کمزور کر دیا اس سے قطع نظر کر کے اب ہم دیکھتے ہیں کہ جناب میرزا صاحب نے خود کدعہ کے بنیادی پتھر کو اپنے ہی ہاتھوں سے متزلزل کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"پھر اس گاؤں کا نام قدعہ قرار دیا ہے جو قادیان کا مخفف ہے یہ ممکن ہے کہ یمن کے علاقہ میں بھی اس نام کا کوئی گاؤں ہو۔ آخر ہی پنجاب میں ایک اور قادیان بھی تو لدھیانہ کے قریب ہے۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۶)

ایک احمدی علامہ فرماتے ہیں "القادیان جو علم ہے معرف باللام کیوں ہے تو سنو پنجاب میں اسی نام کے اور کئی گاؤں ہیں۔ ایک ضلع لدھیانہ میں ہے اور ایک خاص اسی علاقہ میں یعنی ضلع گورداسپور ہی میں ہے"

(صفحہ ۵۳ سوانح القادیانی)

پھر جبکہ حضرت میرزا صاحب آئندہ بھی امکان مہدی تسلیم کرتے ہیں (دزالہ اوہام) تو کیوں نہیں سمجھا جا سکتا ہو شاید اسی قادیان میں یا کسی اور قادیان میں کوئی اور مہدی پیدا ہو۔ اسبات کا یقینی اتقین کیا کہ کدعہ والی قلمی حدیث سے یہی قادیان مراد ہے اور کوئی دوسرا قادیان کیوں مراد نہیں ہو سکتا۔

پھر ان مختلف عبارتوں میں جو ہم نے نقل کی ہیں وہ لفظ جو قادیان کا اصل بتایا جاتا ہے جناب میرزا صاحب کے ہی بیان میں شکلیں اختیار کرتا رہتا ہے کبھی کدعہ کبھی دقت کدیہ۔ اور کہیں بڑے قاف اور یں سے قدعہ ہو جاتا ہے۔ کچھ پتا نہیں چلتا کہ جواہر الاسرار نے یہ کیسے موتی بکھیرے ہیں کہ ایک ہی حوالہ کے یہ چند احوال ہیں۔

اصل روایت پھر اصل روایت میں کدعہ ہے (نجم ثاقب صفحہ ۲۸۴ و حجج الکرامہ صفحہ ۳۵۸ و فتاوی حدیثیہ صفحہ ۲۹)

کدعہ اصل میں بکاف عربی و دال مہملہ مشددہ ہے یعنی گدّہ تشدید کو آسانی سے ادا کرنے کے لئے ع اور ہ سے بدل لیا۔ کدعہ زبان پر ثقیل نہیں دکھائی دیتا فارس میں ایک مقام ہے (منتہی الارب)

ایک احمدی دوست نے جو ایران ہو آئے ہیں قادیان میں مجھسے بیان کیا کہ ایک ایرانی بہائی نے ظہور مہدی موعود کا مقام بتاتے ہوئے یہی حدیث پڑھی اور کہا کہ گدّہ اس بستی کو کہتے ہیں جسکے ایک طرف پانی ہو اور شیراز ایسا ہی ہے جہاں سے حضرت باب ظاہر ہوئے۔ پس یہ حدیث حضرت باب پر چسپاں ہوئی۔

میں تعجب سے سنتا رہا۔ (واللہ علیٰ ما اقول شہید) اور اگر دال ہی اصرار ہے تو گدّہ بھی مضافات مرو میں ایک گاؤں ہے۔ (ملاحظہ ہو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ احوال متفرع) پھر میزان الاعتدال جلد ۶ صفحہ ۱۶۱ پر بتایا ہے کہ کدعہ نام کا گاؤں یمن میں ہے۔ ینابیع المودہ صفحہ ۴۳۶ پر ہے کہ کدعہ نام کا گاؤں یمن میں ہے۔ اور حضرت میرزا صاحب تسلیم فرماتے ہیں "ممکن ہے کہ یمن کے علاقہ میں بھی اس نام کا کوئی گاؤں ہو"

پس اندریں حالات جناب میرزا صاحب خود ہی "قادیان" کی طاقت کو کمزور کر گئے ہیں اور عملاً سعادتمند لوگوں کو کہہ گئے ہیں اصلی اور حقیقی مہدی کے یہاں ایسی تاویلات سے بھی نجات ملیگی۔ سو الحمد للہ کہ ایسا ہی ہو گیا۔ اور اب ہم تاویلات کے پلصراط سے گذر کر جنت حقیقت میں داخل ہو گئے ہیں ۔ احمدی دوستو!

جب رضا سے حق تمہارا مدعا ہو جائے گا
خود بخود پھر باب رحمت تم پہ وا ہو جائے گا

ایک اور کادہ اگر اسی طرح استدلال ہو سکتا ہے جیسا کہ جناب میرزا صاحب مرحوم اور احمدی جماعت کا طریق ہے تو کدعہ والی حدیث اس مدعی پر چسپاں ہونے کی وجہ احمدی صاحبان کیا اپنے کادہ جسکے گاؤں میں ظاہر ہو کر دعوی کیا تھا جسکا ذکر قادیان کے اخبار بدر ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء میں زیر عنوان "مفتری اور اسکے انجام" ہوا ہے۔ کادہ کے مدعی کو کاذب و مفتری ٹھہرانے سے قبل کیا یہ ثابت کرنا احمدیوں کا فرض نہیں کہ وہ کدعہ والی حدیث اس وجہ پر کیوں چسپاں نہیں کرتے۔ اگر مقامات ظہور کی تاویل کر کے جناب میرزا صاحب کدعہ۔ دمشق۔ بیت المقدس۔ مسجد اقصیٰ وغیرہ کو قادیان بتاتے ہیں۔ امریکہ ڈوئی جو الیاس نبی ہونے کا مدعی تھا اسنے بھی اپنے مقام کا نام صیہون رکھا تھا جہاں ظہور موعود کی پیشگوئی ہے۔ اور یہ صیہون ارض شام میں ہے مگر اسنے بعینہٖ جناب میرزا صاحب کی طرح اپنے مقام کو صیہون کہدیا جیسا کہ اخبار بدر قادیان ۱۶ مئی ۱۹۰۳ء صفحہ کالم ۳ پر یہ تذکرہ موجود ہے لیکن کہیں تاویلات و تسویلات سے کام چلسکتا ہے۔

موعود برحق اپنی بینات سے ظہور فرما ہوئے۔ اوہام کے بادل چھٹ گئے۔ حقائق منکشف ہوئے۔ سچائیاں ظاہر ہوئیں مبارک وہ جسنے حقیقی موعود کو پہچانا۔ مبارک وہ جس نے جمال محبوب کو دیکھا مبارک وہ جس نے کلام حق کو سنا ؛ ؛

کیا پیشگوئی پوری ہو گئی ؟ ؟ ؟

جناب میرزا صاحب مرحوم حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۶ پر اپنا یہ الہام درج فرماتے ہیں "بہو بنچال آیا اور بشدت آیا زمین تہ و بالا کر دی"

اسپر حاشیہ میں فرماتے ہیں:

"اسبارہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے جیسا کہ یسعیاہ نبی کے زمانہ میں ہوا کہ اس نبی کی پیشگوئی کے مطابق پہلے ایک عورت مسماۃ حلمہ کو لڑکا پیدا ہوا۔ پھر بعد اسکے حزقیاہ بادشاہ نے فقہ پر فتح پائی۔ اسی طرح اس زلزلہ سے پہلے پیر محمد منظور لدھیانوی کی بیوی کو جسکا نام محمدی بیگم ہے لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس بڑے زلزلہ کے لئے نشان ہوگا جو قیامت کا نمونہ ہوگا۔ مگر ضروری ہے کہ اس سے پہلے اور زلزلے بھی آویں۔ اس لڑکے کے مفصل ذیل نام ہونگے بشیر الدولہ کیونکہ وہ ہماری فتح کے لئے نشان ہوگا۔ کلمۃ اللہ خاں یعنی خدا کا کلمہ۔ عالم کباب۔ ورڈ۔ شادی خاں۔ کلمۃ العزیز وغیرہ کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جس سے حق کا غلبہ ہوگا۔ تمام دنیا خدا کے ہی کلمے ہیں۔ اسلئے اسکا نام کلمۃ اللہ رکھنا غیر معمولی بات نہیں ہے۔ وہ لڑکا ایکی دفعہ پیدا نہیں ہوا کیونکہ خدا نے فرمایا اخرہ اللہ الی وقت مسمّٰی یعنی وہ زلزلۃ الساعۃ جسکے لئے وہ لڑکا نشانی ہوگا ہمنے اسکو ایک اور وقت پر ڈال دیا ہے"

اس پیشگوئی کی بابت حاشیہ صفحہ حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں "ضرور ہے کہ زمین نمونۂ قیامت زلزلے سے رکی رہے جب تک وہ موعود لڑکا پیدا ہو"

اب عیاں ہے کہ جناب پیر محمد منظور صاحب لدھیانوی کی اہلیہ وفات پا چکی ہیں۔ پس اب اس موعود لڑکے کا پیدا ہونا اور پیشگوئی کا پورا ہونا ایسا ہی محال ہے جیسا کہ ایک مردہ کا دوبارہ لوٹ کر اس دنیا میں آنا محال ہے۔

اسکی تاخیر تو اب ہمیشہ کے لئے ہو گئی اب قیامت تک بھی یہ پیشگوئی پوری نہ ہوگی ؛

الحمد للہ کہ کوکب ہندوستان میں اپنے لئے مقام امتیاز حاصل کر چکا ہے۔ اسکے ناظرین کا حلقہ بعضلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن کیا ہماری اپنے ناظرین سے یہ توقع کہ وہ بھی اپنا فرض سمجھ ادا فرمائیں کہ کوکب ہند کا حلقہ نشر اور وسیع تر کوئی غیر معمولی خواہش ہے (مینجر)

کوکب ہند کے ایجنٹ مختلف مقامات پر کوکب ہند کی ایجنسیاں قائم کرنے کی درخواستیں آ رہی ہیں۔ اور بھی جن صاحبان کو ایجنسی لینی ہو درخواست جلد ارسال کریں ؛ (مینجر)

©Afnan Library Trust, 2026

اقتباس الاخبار

اخبار کوکب ہند آگرہ

ہم مفصل ریویو کر چکے ہیں مگر ہم اخبار مذکور کے اعلیٰ مضامین سے مجبور ہیں کہ اسکا ذکر بار بار اپنے کالموں میں کریں۔ کوکب میں اسوقت جو مضامین میرزا صاحب قادیانی کے عقائد باطلہ کی تردید میں شائع ہو رہے ہیں۔ وہ ایسے زبردست دلائل و براہین سے مملو ہوتے ہیں کہ اسکی جواب میں قادیانی پریس بالکل خاموش ہے بلکہ اپنی حامیانہ زبان میں ہرزہ سرائی کیلئے بڑی بلند آہنگی سے کام لیا جا رہا ہے اور لطف یہ ہے کہ جن دلائل سے جناب بہاء اللہ کی تردید کیجاتی ہے انہیں دلائل سے مرزا صاحب کے عقائد کا بطلان ہوتا ہے مثلاً ایک موقع پر اخبار الفضل قادیان مدیرخہ ۸ جولائی کے صفحہ ۸ پر تحریر کیا گیا ہے کہ تشریعی نبوت سے قرآن مجید کی تنسیخ لازم آتی ہے۔ اسلئے حضرت بہاء اللہ کا دعوے صحیح نہیں ہے مگر دوسری طرف جناب میرزا صاحب احکام قرآنی کو منسوخ فرماتے ہیں مثلاً جہاد وغیرہ جو ایک نبی صاحب شریعت کا کام ہے۔ اس لحاظ سے مرزا صاحب کو بھی نبی کہنا غلط ہے۔ الغرض کوکب ہند کے چھوٹے مضامین قابل دید ہیں۔ جنپر کبھی آئندہ ہم روشنی ڈالینگے ؛

(نیر اعظم مراد آباد ۵ ستمبر ۱۹۲۴ء)

محمودی کیمپ میں ہل چل

کوئی ہم بھیڑ بکری ہیں؟

جب محمودی جماعت میں تین بھائیوں کا ظہور ہوا تھا، اسوقت ہم نے لکھا تھا کہ قادیان میں اور بہت سے لوگ ایسے ہیں اور ہمارے اس خیال کی بنیاد میاں صاحب کی اس تقریر پر تھی، جسمیں انہوں نے فرمایا تھا کہ ہمیں کچھ ایسے آدمیوں کی بارے میں مجھے خبر پہنچی ہے کہ انہوں نے ان لوگوں (بہائیوں) سے میرے حکم کے خلاف ہمدردی کا اظہار کرکے وسعت قلبی کا ثبوت دیا ہے گو ہمارا یہ خیال بالکل صحیح تھا، مگر میاں صاحب نے اپنے ایک خطبہ میں اسکا انکار کیا تھا، اب واقعات نے ہمارے خیال کو صحیح ثابت کر دیا، آئے دن محمودیوں کے بھائی ہونے کی خبریں آرہی ہیں۔ اس رسالہ (قادیان نمبر) کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ میاں صاحب کے بہت سے مرید علی صاحب کے زیر اثر ہیں اور ان سے خط و کتابت کا سلسلہ رکھتے ہیں، ہم جاں نثاران مریدان محمود کے بعض خطوط کے بعض اقتباسات جو علی صاحب نے قادیان نمبر صفحہ پر شائع کئے ہیں ناظرین کے تفنن طبع کے لئے اسجگہ نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض مریدوں نے علی صاحب کو لکھا ہے کہ "میاں صاحب نے آپکو ملنا ممنوع قرار دیا، اور پورے طور پر بائیکاٹ کا حکم فرمایا ہے، لیکن ہم اسکی پرواہ نہیں کرتے خواہ میاں صاحب ہمیں جماعت سے خارج ہی کر دیں" بعض کہتے ہیں کہ "ہم خود کیوں نہ غور کریں، کیا ہمارے دل و دماغ نہیں جو صرف میاں صاحب کے کہتے پھریں" ایک گروہ نے لکھا ہے کہ "کوئی ہم بھیڑ بکری تو نہیں جو قادیان کی ہی آواز پر بغیر سوچے سمجھے ادھر اُدھر پھرتے رہیں"

یہ آثار قادیان کی گدی کے لئے اچھے نظر نہیں آتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب میاں صاحب کی پیری ابی خیر نہیں۔ غالباً محمود شاہی کا دور دورہ ختم ہونیوالا ہے، سچ یہ ہے کہ میاں صاحب نے جس راہ پر اپنی جماعت کو ڈالا ہے وہ بہت خطرناک ہے۔ ایکطرف یہ کہا جاتا ہے کہ نبوت جاری ہے اور میرزا صاحب نبی ہیں، مگر دوسری طرف اجرائے شریعت سے انکار کیا جاتا ہے، اب یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ نبی تو آئے مگر نہ کوئی شریعت لائے اور نہ شریعت میں کوئی ترمیم و تنسیخ کرنے کا مجاز ہو، جب میاں صاحب اپنے مریدوں سے مرزا صاحب کو نبی منواتے ہیں تو پھر انسے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ کسی نئی شریعت کی آمد کے قائل نہیں بعینہٖ یہ مضمون ہے کہ ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز مے گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

(پیغام صلح لاہور ۳۱ اگست ۱۹۲۴ء)

قادیانی جماعت میں تفریق

مرزا غلام احمد صاحب کے متبعین اب تک دو جماعتوں میں نام زد تھے ایک کو قادیانی اور دوسری کو لاہوری پارٹی کہتے ہیں لیکن حال ہی میں ایک اور فرقہ پیدا ہو گیا ہے جو میرزا صاحب کی تحریروں پر عمل پیرا ہو کر بابو بہاء اللہ کا معتقد ہو گیا ہے۔ اس فریق نے علیحدہ ہو کر اپنا صدر مقام آگرہ بنایا ہے۔ جہاں سے ایک ہفتہ وار کوکب ہند نامی اخبار جاری کیا ہے۔ کوکب ہند کا قادیان نمبر ہمیں وصول ہوا ہے جو قادیانی جماعت کے رسالہ "مصنفین کی گرفتاری" کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ قادیانی جماعت کو اپنی طرف دعوت کے علاوہ جوابات متانت سے دیئے ہیں۔

(السلام نمبر دہلی ستمبر ۱۹۲۴ء)

زین تاج

بہترین تاریخ کا رسالہ جسمیں ایسی خواتین کے تذکرے ہونگے جنکی ہستیاں کسی بڑی اصلاح یا انقلاب کا باعث ہوئیں۔

چھوٹے چھوٹے ادبی مضامین بھی ہونگے۔ عرب و فارس و ہند کی خواتین کا پر لطف کلام بھی شائع ہوا کریگا۔

شائقین جلد درخواستیں بھیجنا شروع کر دیں تاکہ نام درج رجسٹر ہوتے جائیں۔ اشتہار دینے والوں کیلئے بھی اچھا موقع ہے۔ اجرت اشتہارات اسقدر کم رکھی گئی ہے کہ جس سے کم کہیں بھی ممکن نہیں ہے۔

طاہرہ خانم گھٹیا اعظم خاں آگرہ

جناب میرزا صاحب اپنے الہام میں

اہل بہاء حقیقی مسیح موعود کو قبول کر چکے ہیں۔ جسکے دعاوی دلائل۔ بیانات۔ احکام سب جامع اور مکمل ہیں۔ اسلئے وہ اب کسی نئے مدعی کے محتاج نہیں ہیں۔ "بعد از ظہور اعظم بظہور محتاج نبودہ و نیستند" کتاب فردوس صفحہ ۱۹۲

ہاں اسی ظہور اعظم (بہاء اللہ) نے خبر دی تھی کہ بہت سے کاذب مدعی ظاہر ہونگے۔ "اعقبین از یک سمت و در عیہائے کوہ از سمت دیگر ظاہر شدہ و می شوند" کتاب فردوس صفحہ ۱۹۷ و من یدعی بعدہٗ انہ مفتر کذاب (کتاب مبین صفحہ ۱۷۷) پس موعود حقیقی کے ظہور کے بعد اس مقام اعلیٰ کا کوئی مدعی صادق نہیں ہو سکتا اسلئے جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعاوی والہامات کو اہل بہاء تسلیم نہیں کرتے۔ اب قدرت خداوندی ملاحظہ ہو کہ جناب میرزا صاحب مرحوم بھی اہل بہاء کی تائید فرما کر اپنا فیصلہ آپ ہی فرما گئے ہیں کہ منجملہ ان لوازم خاصہ کے ایک یہ ہے کہ اس کا (یعنی صادق مدعی کا) ظہور سب مدعیوں سے پہلے ہوتا ہے

(چشمہ معرفت حاشیہ صفحہ ۳۰۱)

اور اس معیار کو اپنے اوپر یوں چسپاں فرماتے ہیں کہ

"پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہوئے تھے مگر جھوٹا ہمیشہ بعد میں ہوتا ہے۔ سچا پہلے ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو پھر اسکی ریس کر کے جھوٹے نبی بھی نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ ہمارے دعوے سے پہلے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کسی نے خدا سے الہام پاکر مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا ہو مگر ہمارے دعوے کے بعد چراغدین اور عبدالحکیم اور کئی ایک دوسرے اپنے پیدا ہو گئے"

(اخبار بدر قادیان جلد ۲ نمبر ۳۱ یکم اگست ۱۹۰۶ء)

ہم کوکب ہند کے معتقد پر چونہیں دکھا چکے ہیں کہ حضرت بہاء اللہ کا دعوے مسیحیت جناب میرزا صاحب کے دعوے سے پہلے ہے۔ پس اس تقدم کے لحاظ سے بعد دعوی کرنیوالا بھی عبدالحکیم ہوا۔ چنانچہ جناب میرزا صاحب کو انکے الہامات میں عبدالحکیم کہا گیا ہے۔

(ملاحظہ ہو مکاشفات صفحہ ۵۵ کشف ۲۴ء)

ہمارا لکھا ہے کہ "اے عبدالحکیم خدا تعالیٰ تجھے ہر ایک ضرر سے بچاوے"۔ پھر حضرت بہاء اللہ کے بعد میرزا یحییٰ (ازل) نے دعوے الہام کیا تھا جسکو حضرت بہاء اللہ کی وحی الہی میں یوں مخاطب کیا گیا ہے۔ "یا یحییٰ قد اتی الکتاب حذہ بقوۃ من لدنا" اور چونکہ جناب میرزا صاحب مرحوم نے بھی اسی غلطی کا ارتکاب کیا۔ لہذا قریباً انہی الفاظ میں جناب میرزا صاحب سے بھی خطاب کیا گیا۔ جیسا کہ وہ انہا الہام بتاتے ہیں "یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ" (البشریٰ جلد اول صفحہ ۱۱۲) احمدی دوستو! اصل بات یہ ہے کہ "بعض جھوٹے مدعی اپنی حد سے بڑھکر نبوت کا دعوی کر دیتے ہیں" (چشمہ معرفت) "اور بہت سے لوگ اپنے خوابوں کے نہ سمجھنے کی وجہ سے بھی ہلاک ہو جاتے ہیں"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۵۲ حاشیہ)

پس جناب میرزا صاحب مرحوم حضرت بہاء اللہ کے بعد دعوی کر کے اپنے الہام میں یحییٰ (ازل) اور عبدالحکیم کی مانند ثابت ہوئے اور ہم اپنی طرف نہیں کہتے بلکہ جناب میرزا صاحب مرحوم کا اپنا تحریر و الہامی فیصلہ ہے۔ فتدبروا یا اولی الالباب (ممبر صداقت منزل آگرہ)

©Afnan Library Trust, 2026

مسلمانوں کے قومی کام کیوں برباد ہیں؟

یہ ایک واقعہ ہے کہ مسلمانوں کی درس گاہیں، یتیم خانے، اور انجمنیں ہمیشہ روپیہ کی کمی سے خراب حالت میں رہتی ہیں۔ اور آئے دن ان کیلئے فراہمی سرمایہ کی اپیلیں اور عرضداشتیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ وفود جاتے ہیں اور پھر بھی ضروریات اسکی پوری نہیں ہوتیں۔ برخلاف اسکے دیگر اقوام کے خیراتی کاموں کی تعداد اور مالی حالت میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

اسکی وجہ ایک تو یہ ہے کہ مسلمان نسبتاً مفلس ہیں۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جو کچھ انہیں ملتا ہے اُسے چونکہ بنک میں رکھکر اسکے منافع کو استعمال نہیں کرتے اسلئے انجام کار وہ خرچ ہوکر رہتا ہے۔ بنک کا سود نہ لینے سے بڑے تاجروں کی جو بربادی ہو رہی ہے اُسے یہ سمجھکر نظر انداز کیا جا سکتا ہے کہ وہ بڑے تاجر رہینگے۔ تو بساط خانہ کی دوکان کرکے اپنے بچوں کا پیٹ پال لینگے۔ مگر قومی انجمنوں اور درسگاہوں کی بربادی کے یہ معنی ہیں کہ آئندہ کیلئے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت سے بالکل ہاتھ دھوئے جائیں۔

اس سلسلہ میں میں سکھوں کی قوم کی مثال پیش کرتا ہوں جنکی نسبت سُنا ہے کہ جس مقام پر انکی کانفرنس ہوتی ہے وہاں عام چندہ سے ایک سکول قائم کر دیا جاتا ہے۔ فرض کیجئے کہ ہر مقام کیلئے دو لاکھ چندہ جمع ہوتا ہے جسمیں سے کچھ روپیہ عمارت پر صرف ہو جاتا ہے اور باقی ماندہ بطور مستقل سرمایہ کے بنک میں رکھکر اسکی آمدنی سے سالانہ خرچ چلایا جاتا ہے۔ اسطرح ایکبار ایک مدرسہ کیلئے سرمایہ فراہم کر دینے کے بعد پھر اسپر قوت صرف کرنیکی ضرورت نہیں رہتی۔ اس طریقہ پر اگر سلسلہ جاری رہے تو لاتعداد مدرسے مستقل طور پر قائم ہو سکتے ہیں۔ برخلاف اسکے ہمارے مسلمانوں کو بھی خدا توفیق دے کہ وہ ہر مقام پر ہر سال ایک مدرسہ کیلئے دو لاکھ سرمایہ جمع کر دیں تو اس سے پچاس ہزار عمارت میں لگانے کے بعد اگر دو لاکھ کو بنک میں رکھدیں تو پانچ فیصدی سالانہ کے حساب سے ساڑھے سات ہزار روپیہ سالانہ یا سوا چھ سو روپیہ ماہوار مستقل آمدنی ہوتی ہے جو ہمیشہ کیلئے ہوگی۔ لیکن اگر اس سرمایہ کو سال بسال خرچ کرتے رہیں تو صرف جسِ سال میں یہ روپیہ خرچ ہو جائیگا۔ اسکے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اگر مسلمان سال بسال دو لاکھ روپیہ سالانہ اس کیلئے جمع کرتے رہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے تو ان کے قومی مدرسے تعداد میں بیس سے زیادہ نہیں بڑھ سکتے کیونکہ ہر بیس سال بعد جس مدرسہ کا سرمایہ ختم ہو چکا ہوگا پھر اسکے لئے روپیہ جمع کرنا پڑیگا۔ حالانکہ دیگر اقوام کے سرسے ہزاروں لاکھوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس فرق کی وجہ سے مسلمان چند مدارس اور انجمنوں کے دائرہ میں مشغول کو لھو کے بیل کے چکر لگاتے رہتے ہیں۔ اور انکے مہتمم کے ہاتھوں میں ہر وقت کاسہ گدائی رہتا ہے جو ہر عام و خاص لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے بلکہ تمام ملک مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک گشت لگاتا رہتا ہے۔ اور چونکہ قوم میں عام طور پر لفظ ہے اسلئے بالعموم جو مدرسہ یا قومی کام جاری ہوتا ہے اسکے منتظم سیٹھ کسی ریاست یا بمبئی، کلکتہ، احمد آباد وغیرہ کا دورہ کرتے ہیں۔ مگر چونکہ بنک کا سود نہ لینے کی وجہ سے اب وہاں بھی مسلمانوں کی تجارت گر رہی ہے اسلئے خدا نہ کرے یہ دروازہ بھی بند ہونیوالا ہے۔

جیسا ہم اوپر لکھ چکے ہیں ہمارے قومی کاموں کو برباد ہونے دیجئے۔ مگر درسگاہوں کی مفلوک الحالی دور کرنے کی کوئی تدبیر کرنی ضروری ہے۔ صرف ناجائز کا حکم لگا دینے سے اسوقت کام نہیں چلتا۔

جو کچھ میں نے عرض کیا ہے اسکے خلاف یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو روپیہ چندہ میں آئے اس سے ہم جائداد خرید سکتے ہیں مگر تھوڑے تھوڑے روپیہ سے جو چندہ میں آتا ہے اس سے موقع کی جائداد ہر وقت کیجائی نہیں خریدی جا سکتی۔ اور خریدی بھی جائے تو بالعموم وہ پانچ چھ فیصدی منافع سے کم پر نہیں خریدی جاتی جو بنک کا سود ہے۔ اور بنک سے بغیر کسی مزید صرفہ کے ہر ششماہی پر روپیہ وصول ہو جاتا ہے۔ اور جائداد کے منافعہ کی وصولی کیلئے کارندے رکھنے پڑتے ہیں، نالشیں کرنی پڑتی ہیں جسکی وجہ سے آدھا منافع بھی پلے نہیں پڑتا۔ اگر جائدادوں سے وصول ہو سکتا تو آج مسلمانوں کو قانون اوقاف کے نفاذ کے لئے کیوں کوشش کرنی پڑتی۔ موقوفہ جائدادوں کی جو حالت ہے وہ قوم پر ظاہر ہے۔

قومی انجمنوں اور درسگاہوں کو اب تک یہی دقت ہے کہ جو کچھ چندہ آتا ہے وہ سب صرف ہو جاتا ہے اور پس انداز روپیہ کی حفاظت کی مصیبت سر پر رہتی ہے۔ سوداگروں کے ہاں امانت رکھاتے ہیں تو نفع سوداگر اٹھاتے ہیں۔ اور دیوالہ نکل جائے تو ٹوٹا انجمنوں، مدرسوں اور مساجد کے حصہ میں آتا ہے۔ بنک میں بلا منافع کے رکھاتے ہیں تو اسکے نفع سے صیغۂ تبلیغ کی پرورش اور مسلمانوں کا ارتداد اور گرجوں کی تعمیر میں ہوتی ہیں ان تمام مشکلات کو مولوی محمد عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی کے فتووں نے جو بمبئی کی جامع مسجد کے سرمایہ کے سلسلہ میں اخبار الامان اور خلافت میں شائع ہوا ہے حل کر دیا جسکا مضمون یہ ہے کہ بنک کا سود وصول کرکے بنک کا مونہیں صرف ہو سکتا ہے۔

پس اب ضرورت ہے کہ جلد سے جلد اسکا نفاذ ہو۔ اس فتوے کے بعد جن جماعتوں کو اپنا سرمایہ بنکوں میں جمع کرکے منافع لینے میں تامل ہوگا وہ قومی نقصان کے باعث ہونگے۔ اور جو اپنے روپیہ کو کسی سوداگر کے پاس یا اپنے پاس رکھیں گے انکی نسبت مخالفین کو یہ بدگمانی کرنیکا موقعہ ملیگا۔ کہ وہ اس روپیہ سے ذاتی نفع اٹھاتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

خاکسار طفیل احمد از علیگڈھ ولایت منزل

پیمانہ آگرہ

ہمارے عزیز دوست جناب ساغر علیگڈھی آگرہ سے گو "پیمانہ" اکیسال سے نکال رہے ہیں۔ مگر اسکی عمر کا دوسرا سال جو اگست ۱۹۲۷ء سے شروع ہوتا ہے شاندار مستقبل کا پیش خیمہ ہے۔ حضرت ساغر نے پیمانہ کے نئے دور میں ترتیب و تبویب میں حسن انتخاب سے کام لیا ہے۔ مضامین بلحاظ اپنے موضوع کے اچھے ہیں۔ کاغذ دبیز سفید چکنا

ملنے کا پتہ منیجر صاحب پیمانہ آگرہ

البلاغ دہلی

جناب مکرم مولانا سید محمد ابو سعید ایم اے فاضل کی ادارت میں ہفتہ وار شائع ہونا شروع ہوا ہے قابلیت سے ایڈیٹ کیا جاتا ہے۔ ظاہری حسن کے لحاظ سے بھی بہتر ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ معاصر البلاغ کا میاب ہوگا۔ قیمت سالانہ ۴ عہ

منیجر البلاغ دہلی سے طلب کیجئے

مسئلہ سود میں علمائے دیوبند کا مسلک

آجکل مسئلہ سود کے متعلق اخباری پروپیگنڈا جاری ہے۔ جسکے سلسلہ میں دار العلوم دیوبند کے مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب قبلہ کا ایک فتویٰ بھی متعدد اخبارات وغیرہ میں شائع کیا گیا ہے اور باوجودیکہ اسکی عبارت بالکل صاف تھی مگر غلط فہمی سے محفوظ نہ رہ سکی جسکے ازالہ سے پہلے ہم اسکی عبارت ہی کو نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں حضرت مفتی صاحب ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

"آپ اُس روپیہ کو بنک میں نہ چھوڑیں بلکہ وہاں سے لیکر غرباء مسلمین اہل حاجت کو تقسیم کر دیں۔ یہ بہت اچھا ہے ان شاء اللہ اسکا ثواب ہوگا۔ حدیث میں ہے۔ الاعمال بالنیات فقط واللہ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند

یہ عبارت اپنے مفہوم کے ادا کرنے میں قاصر نہ تھی مگر افسوس کہ اسکے مفہوم بنانے میں مختلف الخیال حضرات نے متعدد طریقوں سے طبع آزمائی فرما کر ہر ایک طبقہ نے اپنے اپنے خیال کے موافق اُس سے مطلب کو اخذ کرنیکی کوشش کی۔ بمجدہٗ آں ایڈیٹر صاحب تبلیغ علیگڈھ نے بھی اسطرح تحریر فرمایا۔ "اب چالیس پچاس برس کے بعد دار العلوم دیوبند کی طرف سے بنک کے سود کو جائز مانا گیا ہے۔ افسوس ہماری یہ حالت ہے کہ ہر چہ دانا کند کند ناداں۔ لیک بعد از ہزار رسوائی"

ایڈیٹر صاحب مذکور کی اس عبارت کے اُس حصہ کے جو کہ جدت طبع سے متعلق ہے، چنداں جواب کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن چونکہ اسکے دوسرے حصے نیز بعض اور حضرات کی خوش فہمی فتوی مذکور میں غلط اور تلبیس و التباس پیدا کر رہی ہے۔ اسوجہ سے مجھے ضرورت ہوئی کہ اس مسئلہ میں علمائے دار العلوم دیوبند کا مسلک واضح کر دوں تاکہ کسی مغالطہ میں پڑنے یا ڈالنے کا موقع باقی نہ رہے۔ وہ یہ ہے۔

ہندوستان میں بنکوں سے سود لینے کے متعلق دو صورتیں ہیں۔

(۱) سود لینے کی غرض سے بنک میں روپیہ داخل کرنا اور اسکو اپنے نفع میں لانا (۲) بنک میں روپیہ بطور امانت کے رکھکر اسکے سود کو بنک والوں کے ہاتھ میں چھوڑ دینا جسکو وہ عیسائی مشنوں کو دیکر تبلیغ کفر و ارتداد میں صرف کرتے ہیں۔ اول الذکر کا جواز (اس طویل اختلاف سے قطع نظر کرکے جو اسمیں ہے) ہندوستان کے دار الحرب ہونے پر موقوف ہے جسمیں علمائے ہندوستان مختلف ہیں اور علمائے عرب اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ ہندوستان دار الحرب ہے۔ لہٰذا ابتک کبھی دار العلوم دیوبند کی طرف سے بغرض سود بنک میں روپیہ داخل کرنے کے جواز کے متعلق فتویٰ نہیں دیا گیا۔ اور نہ فتوی مفتوٰہ میں اسپر کوئی لفظ دلالت یا اشارہ کرتا ہے۔ موخر الذکر صورت میں دار العلوم کا مسلک ہمیشہ وہی رہا ہے جو کہ اب مسطورۂ بالا فتوی میں بتلا دیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ اگر مسلمان نے بنک میں روپیہ رکھدیا تو پھر جو سود والیگا اسکو دینے والوں کی نذر ہرگز نہ کرنا چاہئے بلکہ وہاں سے لیکر اپنے مصرف میں نہ لاکر فقراء و مساکین کو دیدینا چاہئے اور یہ کوئی نیا فتوی نہیں بلکہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی علیہ الرحمہ کا بھی یہی فتوی اور دار العلوم دیوبند کے سابقہ فتاوی بھی اسکی شہادت دیتے ہیں جنکی دار الافتاء کے رجسٹروں میں موجود ہیں۔ اس تحریر سے صرف غلط فہمی کا ازالہ مقصود ہے۔ اس تحریر سے صرف غلط فہمی کا ازالہ مقصود ہے۔ لیکن مسئلہ میں آئندہ ضرورت ہوئی تو تفصیلی بحث کیجائیگی

عبدہٗ میر محمد شاہ عفا اللہ عنہ مددگار مفتی دار العلوم دیوبند

©Afnan Library Trust, 2026

پیغام اتحاد

آج ۸ ستمبر ۱۹۲۳ء کی صبح کو آریہ سماج منٹو آگرہ میں جناب حکیم میرزا محمود زرقانی اور جناب شیخ محی الدین صاحب صبری الکردی علامہ ازہر کے دو لیکچر ہوئے۔ جناب حکیم صاحب کا لیکچر اردو میں تھا اسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ قبل لیکچر جناب پردھان صاحب آریہ سماج نے فرمایا کہ

مہاشو! بڑی خوشی کی بات ہے کہ آج اس سبھا میں بڑے بڑے فاضل تشریف لائے ہیں۔ چنانچہ شرومان جناب میرزا محمود صاحب ایرانی پرائیوٹ سکرٹری شرومان عبدالبہاء جو بہائی مذہب کے ایک لیڈر ہیں۔ تقریر فرمائینگے۔ بہائی مذہب نے دنیا کی بھلائی اور ترقی کے لئے بہت کام کیا ہے اسلئے آپ ہیں جو کچھ سنائینگے ہم اسے غور سے سنینگے۔ اب میں میرزا صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ تقریر فرمائیں۔

حضرت میرزا محمود زرقانی کی تقریر

اسکے بعد جناب حکیم صاحب سٹیج پر تشریف لائے اور بیٹھکر آپنے حسب ذیل تقریر فرمائی کہ آج میرے لئے بڑی خوش نصیبی ہے کہ آپ برادروں اور بہنوں کے حضور میں حاضر ہو سکا۔ اسلئے میں صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ سچی بات یہ ہے کہ میرے خیال میں اس سے بڑی ڈگری اور رتبہ جنس انسان کے لئے نہیں ہے کہ ہم آپسمیں محبت و پیار سے کام لیں۔ اگر دنیا میں کوئی لذت عزت راحت ہے تو یہ ہے کہ جتنے انسان ہیں مختلف قوموں کے وہ پیار اور اتحاد سے زندگی بسر کریں۔ میں کہہ سکتا ہوں اگر دنیا میں بہشت ہے تو یہ ہے اور اگر جہنم ہے تو وہ دو قوموں کی نفرت اور عداوت ہے۔ کیونکہ دنیا میں عداوت و نفرت سے بدتر کوئی چیز نہیں ہے۔

ملک ایران سے ہمیشہ لوگ ہندوستان میں آتے رہتے ہیں۔ ہر ایک آنیوالے کی غرض کوئی نہ کوئی ہوتی تھی کوئی سیاست کے لئے آیا کوئی تجارت کے لئے۔ لیکن بھائی لوگ Love Love کے خالص محبت کو پھیلانے کے لئے ملکوں پھر رہے ہیں۔ اور اس کام کے لئے انہوں نے بہت تکلیفیں اٹھائیں۔ شیعہ مسلمانوں کا ایران میں خیال تھا کہ ہماری رسوم کے بغیر دنیا میں کوئی نجات نہیں۔ اور سوائے شیعہ کے کسی سے ملنا جائز نہیں۔ ایسے خیالات ایران کے شیعوں تک ہی نہ تھے بلکہ عام طور تمام دنیا میں پھیلے ہوئے تھے۔

حضرت بہاء اللہ کی تعلیم

حضرت بہاء اللہ نے اسکے مقابلہ میں تعلیم فرمایا کہ تمام دنیا ایک درخت کی طرح ہے اور تمام قومیں شاخیں ہیں اور آدمی پتیاں۔ مختلف شکلوں کے باعث کوئی جنگ و جدال نہیں ہونی چاہئے۔ بلکہ محبت و الفت سے رہنا چاہئے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے بہائیوں کو بہت تکلیفیں اٹھانی پڑیں اور جسمیں ہزارہا آدمی قتل کئے گئے نہ صرف بڑے بڑے آدمی قتل کئے گئے یا عورتیں ہی قتل ہوئیں بلکہ بچے بھی جلائے گئے۔ فی الحقیقت جتنا بڑا کام ہو اتنی بڑی ہی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ یہاں تک جان دینی پڑتی ہے۔ اسلئے بہاء اللہ نے سمجھایا کہ اگر تم وحدت عالم انسان میں پھیلانا چاہتے ہو تو جان دینے کے لئے تیار رہو۔

حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات میں سے ایک تعلیم عرض کرتا ہوں۔ اور یہ اجمال ہے اسکی تفصیل حضرت بہاء اللہ کی کتاب اور حضرت عبدالبہاء کی کتب میں پائی جاتی ہے۔

ترک تعصبات

تعصب بہت قسم کا ہے۔ انمیں سے ایک تعصب جنسی ہے۔ مثلاً مسلمان اسلئے کام کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو فائدہ پہونچے اور دوسری قومیں اسلئے کام کرتی ہیں کہ انکی قوم کو فائدہ پہنچے۔ اور اس خیال کو پورا کرنے میں خواہ دوسری قوموں کو قربان بھی کرنا پڑے۔ یہ جنسی تعصب ہے کیونکہ کیا دوسرے لوگ خدا کے بندے نہیں ہیں۔

آجکل یورپ کو تمدن و ترقی میں سب سے آگے مانا جاتا ہے۔ انمیں جو بات افتخار خیال کیجاتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اپنے ملک اور قوم کو ترقی دی جائے۔ اور ہر ایک ترقی یافتہ انسان کا یہ کمال سمجھا جاتا ہے کہ وہ اپنے جان و مال و عزت اپنی قوم و ملک کے لئے قربان کر دے۔

لیکن حضرت بہاء اللہ نے فرمایا کہ متمدن لوگوں اور عظیم الشان قوموں میں جو بات بڑی خیال کی جاتی ہے وہ بات جھگڑے کی بنیاد ہے اور دنیا کو تباہ کرتی ہے کیونکہ جب ہم اپنے ملک اور قوم کو ترقی دینا چاہتے ہیں دوسری قوم اور اسکے ملک کے خلاف ہیں۔ تو یہ بات خدا کے منشاء کے مطابق نہیں ہو سکتی۔ خدا نے ملکوں کے نام نہیں رکھے۔ ہم لوگوں کی تقسیمیں ہیں۔ خدا کا فیض عام ہے۔ ہمیں دیکھنا چاہئے کہ خدا کیا کرتا ہے۔ پانی برساتا ہے۔ دھوپ نکالتا ہے۔ سورج چمکاتا ہے۔ پانی سب کے لئے ہے۔ دھوپ سب کے لئے ہے۔ خدا یہ نہیں کہتا کہ فلاں پر پانی برساؤں اور فلاں کو دھوپ نہ پہنچاؤں۔

اتحاد عمومی

پس ہمیں چاہئے کہ تمام دنیا کے لئے اپنے فیض کو عام کر دیں اور سبکی ترقی میں کوشاں ہوں سب سے محبت کریں۔ اتحاد کے ساتھ رہیں۔ اپنی قوم اپنے ملک۔ اپنے مذہب کی خدمت کرنا بڑی بات نہیں بلکہ سب اقوام سب ممالک سب مذاہب کی خدمت بڑی بات ہے۔ ساری دنیا کی خدمت بغیر مذہب وطن اور ملک کے خیال کے کرو۔ میں اپنے مطلب کو دوسرے لفظوں ادا کرتا ہوں کہ یہ خیال کہ میرا ملک سب سے اچھا ہے۔ میری قوم سب سے اچھی ہے۔ میرا مذہب سب سے اچھا ہے اور باقی سب کچھ نہیں۔ یہ تعصب کی بات ہے۔ اسکو چھوڑ دینا چاہئے۔ اس جھگڑے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا اور تعصب سیاسی بھی چھوڑنا چاہئے۔ یعنی یہ خیال کہ ہماری ہی سلطنت باقی رہے۔ دوسری کوئی سلطنت باقی نہ رہے۔

حضرت بہاء اللہ سلاطین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ ایک شہر کو قبضہ میں لانے کے لئے کتنی جانوں کا نقصان کرتے ہو۔ باوجود اسکے کہ تم بھوکے نہ تھے اور تمھیں کوئی خاص احتیاج نہ تھی۔

بادشاہت کی غرض

اگر غور کیا جائے کہ بادشاہتیں کیوں قائم ہوئیں۔ تو معلوم ہوگا کہ لوگوں کے مال۔ جان اور عزت کی حفاظت کے لئے۔ مگر جب ایک گاؤں ایک شہر یا ایک علاقہ لینے کے لئے بادشاہ میں لڑائی ہوتی ہے تو کیا مال جان عزت کی حفاظت ہوتی ہے۔ نہیں بلکہ یہ چیزیں برباد ہوتی ہیں۔

دین کا مقصد

اسیطرح دین کیلئے آئے تھے؟ اسلئے کہ لوگوں کو محبت و پیار کی اشاعت ہو اور لوگ محبت و پیار سے رہیں اور خدا کی معرفت حاصل ہو پس دین محبت کے پھیلانے اور روحانیت سکھلانے کی چیز تھا مگر کیا اب یہی کیفیت ہے؟ نہیں بلکہ دین ذریعہ فساد بنا لیا گیا۔ اور روحانیت کے خیال کو ثانوی حیثیت دے دیگئی ہے۔ حضرت بہاء اللہ نے فرمایا کہ دنیا میں جو جھگڑے کی چیزیں ہیں ان کو چھوڑ دو۔

تمام ملکوں میں حکومت خود اختیاری ہو جائے گی

امریکہ میں حضرت عبدالبہاء کی ایک پرفضا مقام پر امریکہ کے ایک وزیر مسٹر بنیشو نے دعوت کی اور سیاست وغیرہ کے متعلق سوال کئے آپنے فرمایا کہ وہ وقت آتا ہے جو ساری دنیا امریکہ کی مانند ہو جائیگی وہاں پر اڑتالیس ریاستوں کا ایک نظام ہے اور پھر ہر ریاست اپنا داخلی انتظام اپنے ہاتھ میں رکھتی ہے۔ کیونکہ ایک پارلیمنٹ انتظام نہیں کر سکتی۔ تمام ملکوں کے لئے ایک بیت العدل ہوگا اور پھر ہر ایک ملک کا بیت العدل ہوگا اور اسطرح سب قومیں آزادی اور محبت سے ترقی کے میدان میں قدم بڑھا سکینگی۔ بیت العدل میں سب قوموں کے نمایندے ہونگے اور ہر ایک قوم کی آواز وہاں موثر ہو جائیگی۔

اس مقصد کیلئے بہائیوں کو بہت قربانیاں کرنی پڑی ہیں۔

ایران کا ایک تازہ واقعہ

چنانچہ ایران کا تازہ واقعہ ہے کہ اب پھر وہاں پر شورش پسندوں نے منصوبہ کیا تھا کہ بہائیوں کا قتل عام کر دیں۔ اور خاص دارالسلطنت میں یہ فتنہ پھیلانا چاہتے تھے۔ افواہ اڑا دی کہ ایک بہائی ایک پیادہ والے کے پاس گیا کہ میں تمھیں کچھ نقد دیتا ہوں کہ تم عباس افندی کے نام پہ پانی پلاؤ۔ اسنے انکار کیا۔ لوگوں نے اس بہائی کو پکڑا وہ اندھا ہو گیا۔ یہ ایک معجزہ بنایا گیا۔ پھر اس بہائی نے توبہ کی وہ اچھا ہو گیا اس افواہ کو بڑھا کر مشہور کیا گیا۔ جب یہ مشہور بڑھ تو امریکن قونسل وہ شور دیکھنے گیا کہ تصویر لے لوگوں نے کہا کہ یہ بھی بہائی ہے کیونکہ امریکہ میں بہت بہائی ہیں۔ اسلئے اسکے پیچھے دوڑے وہ وہاں سے بھاگا۔ آخر اسکو جا لیا حملہ کیا۔ زخم پہنچائے اسکو ہسپتال میں لے گئے اور وہ وہیں مر گیا۔ اسپر مجلس ہوئی۔ ان لوگوں سے سرگروہوں سے پوچھا گیا کہ یہ کیا ظلم ہے ان لوگوں نے کہا کہ وہ بہائی تھا۔ اسپر سب سفیر اور سردار سپاہ کھڑے ہو گئے کہ یہ ظلم ہے۔ اب اگر وہ امریکن قونسل قتل ہوتا تو خدا جانے بہائیوں پر ایران میں کیا آفت آتی۔

اب میں اس سے زیادہ آپکا وقت لینا نہیں چاہتا اگر آریہ سماج اس مقصد میں ہم سے ملجائے اور ہم سب ملکر اس کام کو کریں تو بہت بڑی خدمت عالم انسانی کی کر سکتے ہیں۔ آپ لوگ ہمارے لئے دعا کریں جتنی جانیں ہمنے قربان کی ہیں اسیطرح بیش از بیش نتائج اخذ کریں۔ اب میں معافی مانگ کر مرخص ہوتا ہوں۔

شیخ حشمت اللہ صاحب کی تقریر

اسکے بعد شیخ حشمت اللہ صاحب بی اے کھڑے ہوئے اور آپنے جناب شیخ محی الدین صاحب صبری الکبردی کو اسطرح انٹروڈیوس کرایا کہ جناب شیخ جامع ازہر مصر کے فاضل پروفیسر ہیں۔ وہاں سے پنشن یاب ہو کر آپنے تجارت وغیرہ کا کام شروع کر دیا ہے۔ جامع ازہر

©Afnan Library Trust, 2026

اسلام کا سب سے بڑا دارالعلوم ہے اور وہاں کی ڈگری سب سے بڑی ڈگری ہے۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں وہ خود کئی دفعہ قتل سے بال بال بچے ہیں اور کئی دفعہ سامان کو طرح بدل کر کے دوسری جگہ بھیجکر آپکو بچا دیا گیا۔

آپ ہندوستان میں رہتے ہیں۔ زیادہ حصہ آپکا پنجاب میں یا یا تلعنڈ وغیرہ بابو بامیں صرف ہوا ہے۔ ۱۹۱۰ء میں آپ دو تین دن کے لئے آگرہ میں بھی آئے تھے۔ پھر آپ شام میں گئے وہاں حضرت عبدالبہاء نے آپکو اپنا سکریٹری بنالیا۔ امریکہ و یورپ کے سفر میں آپ عبدالبہاء کے ساتھ تھے وہاں کا سفر نامہ تین جلدوں میں لکھا۔ دو میں حالات۔ تیسرے میں تقریریں لکھی ہیں۔

شیخ محی الدین صاحب کی تقریر

اسکے بعد شیخ صاحب کی تقریر فارسی میں شروع ہوئی۔ مجھے ساتھ کے ساتھ شیخ عشمت اللہ صاحب نے ترجمہ کیا۔ لکھتے فرمایا کہ پہلے میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپنے مجھے موقع دیا۔ پھر میں یہ کہتا ہوں کہ میرا یہاں آنا اس بات کی دلیل ہے کہ زمانہ بدل رہا ہے۔ میں عرصہ تک مسلمان علماء میں بیٹھا رہوں۔ وہاں سے نکلکر یہاں دنیا میں داخل ہوا۔ یہ تغیر ایک ترقی ہے۔ یہ حضرت بہاء اللہ کی تعلیم کا اثر ہے ورنہ یہاں میرا آنا اس جیسے وقیہ کیساتھ مشکل تھا۔

اسکے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ دنیا میں جتنے اوتار آئے ہیں خواہ حضرت ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ۔ محمد رسول اللہؐ۔ حضرت اور زردشتؑ عظیم حضرت بہاء اللہ سب کے سب یہی پیغام لائے تھے کہ محبت و پیار سے رہنا چاہیئے ایک شاعر نے کہا کہ جب ہم نے دنیا کے فسادیان کو دیکھا تو ہمیں بجز ایک دانۂ محبت کے اور کچھ نہ ملا۔

دوسری بات میں یہ کہتا ہوں کہ علم اور دین دو پہیے ہیں جن سے انسان پرواز کرتا ہے۔ اگر یہ دونوں پر نہوں تو انسان اڑ نہیں سکتا۔ دین انسان کے دل میں شانتی پیدا کرنے کی چیز ہے۔ اور علم کے ذریعہ سے انسان کے خیالات میں وسعت پیدا ہوتی۔ اور دنیا کے کام کو سمجھنے کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ پس اس صورت میں دین اور علم میں میل و ملاپ چاہیئے۔ اگر دین علم کے مطابق ہو تو بہتر ہے کیونکہ عقل سے دین کا ثبوت ملتا ہے لیکن جب عقل اور دین میں اختلاف ہو گیا تو ثبوت کہاں رہا۔ پس اس سے پتہ لگا کہ تقلیدات و رسوم عقل کے خلاف ہو سکتی ہیں لیکن اصل دین نہیں ہو سکتا۔

تیسری بات میں یہ عرض کرتا ہوں کہ دین کے دو حصے ہیں ایک خدا کی معرفت۔ دوسرا حصہ وہ قوانین ہیں جو اوقات سے تعلق رکھتے ہیں۔ پس اول بات میں لڑائی نہیں لڑتے دوسری بات میں لڑتے ہیں حالانکہ وہ لڑنے کی چیز نہیں کیونکہ علماء نے جن باتوں کو تحقیق کیا وہ صحیح ہیں۔ مگر لوگ تفاسیر ان کے سامنے پیش کرتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ انہی وجوہ سے لوگ فروع دین سے نکل رہے ہیں۔

اگر کوئی شخص مولوی صاحب یا پنڈت صاحب کے پاس جاکر کہتا ہے کہ میں مسلمان نہیں سمجھا تو وہ کہتے ہیں یہ مسلمان ہو گیا یا مسلمان نہیں رہا کافر ہو گیا۔

چوتھی بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمام مذہبی کتب میں پیشگوئی کی تھی کہ ایک وقت سب مذاہب ملجائینگے۔ نئے عہد کا ظہور ہوگا۔ صلح و صفائی ہوگی جسکو ہندی میں ست جگ کہتے ہیں۔ یہ ست جگ کا پہلا دن ہے ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم اسکی بنیاد کو قائم کرنیوالے بنیں۔

اب زمانہ کا تقاضا یہ ہے کہ لوگ صلح و صفائی سے رہیں۔ اگر نہ رہیں تو دنیا میں رہ نہیں سکتے کیونکہ سامان نقل مکان نے مجبور کر دیا۔ آج انگریز کو ہندی سے ہندی کو انگریزی سے واسطہ پڑتا ہے۔

وطنیت کا سوال اٹھ گیا

کیونکہ ہندی عرب کو عرب ہندی کو ہند اور عرب سے نکال نہیں سکتے۔ پس ہمیں تعصبات کو چھوڑنا چاہیئے۔ میں معافی مانگتا ہوں اور ختم کرتا ہوں۔

بابو پورن چند کی تقریر

بابو پورن چندر بی اے ایل ایل بی وکیل نے کہا کہ میں اپنے فاضل دوستوں کا شکر گذار ہوں۔ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ آپنے ہمارے دھرم کی بات یاد دلادی۔ جو سچائیاں آپنے بیان کی ہیں وہ رشی دیانند نے بیان کی ہیں آپنے تمام دنیا کو وید کے علوم کی بشارت دی ہے۔ ہم بھی اسی آسمان میں چڑھاؤ کرتے ہیں جسمیں آپ ہم سب ایک منزل کو جاتے ہیں ہم خوش ہیں کہ حضرت بہاء اللہ نے بھی وہی پیغام دیا ہے جو رشی دیانند کا ہے۔ یہ سمجھا آپکو یقین دلاتی ہے کہ وہ آپکے نقش قدم پہ چلینگی اور آپسے پیار تھنا کرتی ہے کہ آپ جہاں جائیں آریہ سماج سے عزت لیں حضرت بہاء اللہ کی تالیف اور آپکے اتباع کی قربانیاں تاریخ میں ایک بے نظیر چیز ہیں۔ ہم آپکی خدمت میں کتب پیش کریں گے کہ انکو بھی ملاحظہ کریں۔ ہم ان خدمات کو بہت عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جو امریکہ وغیرہ ممالک میں صداقت اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے آپنے انجام دیئے ہیں۔ اور پھر میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

پھر کہا رشی دیانند کی سو برس کی شتابدی ہے جو ۱۷ فروری ۱۹۲۵ء سے ۲۵ فروری تک بمقام امیں ہوگی۔ جسمیں سب مذاہب کو دعوت دیجاتی ہے کہ امن کے لئے غور کریں۔ آپ بھی ضرور آئیں۔

---

۴۴ ممالک اکسفورڈ ۲۶ اگست سوڈان سے مزید حادثات و واقعات کی اطلاع نہیں آئی ہے۔ منصرم سردار نے ایک فوجی عدالت مقرر کی تھی جسمیں دو مصری اور ایک سوڈانی رکن شریک تھے۔ اس عدالت کی صدارت ایک مصری شخص نے کی۔ اس فوجی عدالت نے ریلوے تباہین کے چند آدمیوں اور دیگر دس آدمیوں پر عائد شدہ الزامات کی تحقیقات کی اور انکو سزا دیگئی۔ ریلوے تباہین کے آدمیوں پر بغاوت پیدا کرنے کا الزام تھا۔ اور دیگر دس آدمی بغاوتکی اعانت کے جرم میں ماخوذ ہوئے تھے اول الذکر کو دو سال قید اور آخر الذکر کو اکیس کے قید کی سزا دی گئی۔

لندن کے سرکاری حلقوں میں یہ افواہ زور و شور سے گشت لگا رہی ہے کہ مسٹر بونر لا وزیر۔ وزیر ہند کے عہدے سے مستعفی ہو جائینگے اور انکی جگہ لارڈ چمفورڈ سابق وائسرائے وزیر ہند کی گدی سنبھالنے والے ہیں۔

مختصر خبریں

نہایت افسوس کیساتھ سنا گیا کہ سر محمد نصر اللہ خاں بہادر فرزند اکبر ہز ہائنس بیگم صاحبہ بھوپال نے دو ماہ کی علالت کے بعد ۴۸ سال کی عمر میں ۳ ستمبر کو انتقال کیا۔

——— مولوی اے کے فضل الحق صاحب سابق وزیر بنگال ڈاکٹر ضیاء الدین اور دیگر سربرآوردہ مسلمانوں کے ہمراہ آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے اس ہفتہ میں انگلستان تشریف لیجائینگے تاکہ اسلامی مطالبات پیش کر سکیں۔

——— ریاست حیدرآباد میں قحط کے آثار روز بروز نمایاں ہیں۔ گرانی بڑھتی جا رہی ہے۔

——— مہاتما گاندھی نے ہتھیار ڈال دیئے۔ بمبئی میں غیر جانبدار رہنے کا اعلان کر دیا کانگریس کے پالیٹکس کا ذکر کرتے ہوئے مہاتما جی نے کہا کہ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ بلگام کانگریس یا اس سے پہلے میں کوئی مخالفت نہیں کروں گا۔ جس سے ملک میں تفرقہ پڑنے کا احتمال ہو۔ میں پنڈت موتی لال نہرو سے کہہ چکا ہوں کہ میرا طرز عمل بالکل ہتھیار ڈالدینے کا ہے کیونکہ ہماری حالت ایسی ہو گئی ہے جسمیں اقتدار نہ رہے۔ اگرچہ نفرت و ناراضگی نہیں۔ ہمیں اس صورت حالات سے نکلنے کی عظیم کوشش کرنی چاہیئے اور پھر ملک نہ صرف اپنی بہتری کے لئے بلکہ نوع انسان کی بہتری کے لئے کام کر سکیگا۔ میں سب کی بات مان لونگا اور غیر جانبدار رہونگا۔

شملہ میں عام طور پہ خیال کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ پنجاب نے گورداسپور کے بارہ میں سکھوں اور ہندوؤں کے سرکردہ اصحاب سے سرے سے گفت و شنید کر دی ہے اور بابا کھڑک سنگھ سردار ہرنام سنگھ راجہ نرندر ناتھ اور سر گنگا رام اس سوال کا تصفیہ کرنے کے لئے گورنمنٹ سے گفت و شنید کر رہے ہیں۔

——— لندن ۲۶ اگست یروشلم کی اطلاع ہے کہ سید رضی اللہ عنہ کی مرمت کی غرض سے شریف حسین کے پاس سے کچھ اسٹرلنگ پونڈ لیکر آمر عبداللہ یہاں آئے ہیں۔

——— شملہ ۲۶ اگست محکمہ آبپاشی کی رپورٹ بابت ۱۹۲۲-۲۳ء سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں ہر قسم کے کاروبار کے لئے پیداوار قبہ جو زیر آبپاشی رہا اسکی مقدار (۲۸ ½) ملین ایکڑ زمین ہے گذشتہ تین سالوں کے مقابلہ میں اس سال رقبہ آبپاشی میں (۷ ½) لاکھ ایکڑ زمین کا اضافہ ہوا ہے۔ اس رپورٹ میں ان زمینات پر ریویو نہیں کیا گیا ہے جو دیسی ریاستوں کے قبضہ میں ہیں۔

لندن ۳۱ اگست مراکو سے وصول شدہ ایک سرکاری پیام سے ظاہر ہے کہ آج ایلاؤ میں پھر شدید معرکہ آرائی ہوئی سلسلہ رسد و رسائل کے مشکلات کی وجہ تفصیلی حالات عدم وصول ہیں۔ اتنا معلوم ہوا ہے کہ ہسپانوی افواج کو اپنے خطہ سے مجبوراً ہٹ جانا پڑا۔

شملہ ۲۷ اگست عبدالکریم جو بغاوت میں مصروف ہے اور اسکے ملنے کی وجہ سے کروڑہا روپیہ کا نقصان ہو رہا ہے۔ حالات بدستور ہیں۔ بغاوت رفتہ رفتہ فرو ہو جائیگی۔

سید محفوظ الحق علی پبلشر نے آگرہ اخبار پریس آگرہ میں چھپوا کر دفتر کوکب ہند سے شائع کیا۔

©Afnan Library Trust, 2026

I No 15

رجسٹرڈ نمبر ۸ ۱۳۳۱

مورخہ ۱۷ ستمبر سنہ ۱۹۲۴ء

ولیہ قادیان

مقصد

نشر نفحات حقیقت تبلیغ وحدت و محبت فلاح
اقتصاد اصلاح معاشرت تعلیم عمومی حقوق نسواں
تعمیم معارف تطبیق مذہب و سائنس

قواعد

ہر جماعت کا مضمون درج کیا جائیگا۔ وہ مضمون درج
نہوگا جسمیں کسی دین یا کسی قوم یا کسی فرد پہ ناروا
حملہ ہو ؛ ؛ ؛ ؛

مدیر مسئول
سید محفوظ الحق علمی (مولوی فاضل)

مدیر معاون
مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

ہر انگریزی ماہ کی ۹، ۱۷، ۲۵ کو شائع ہوتا ہے ؛ قیمت سالانہ للہ ششماہی عہ سہ ماہی عہ ؛ اجرت اشتہارات بحساب فی کالم للعہ

حمامتہ البشریٰ

پیک بشارت جاوداں از ارض قدس بہ قادیاں

ایک احمدی دوست نے اپنے ایمان و اقبال کے متعلق ارض قدس (مکہ) کو عریضہ بھیجا جسمیں اپنی دلی حالت کے مطابق حافظ علیہ الرحمہ کا یہ شعر لکھا ؎

اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دل مارا — بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

(جواب میں حضرت میرزا **محمود** شیرازی نے نثر کے علاوہ یہ نظم بھی ارسال کی جو عام دلچسپی کیلئے درج ذیل ہے)

بارض قدس آی و بنگر آں روئے دلارا — عیاں ہیں وعدہائے کردگار حیّ دانا را
بظاہر ترک شیرازی و لے دلدار جاں باشد — نثارش نقد جاں باید نمودن نے بخارا را
بقربانگاہ عشقش پہ فغاں ہیں خیل عشاقاں — بگوش جاں شنو اے دوست ایں آشوب و غوغا را
تمنا کردن موت است اینگونہ فداکاری — بود در خور چنیں شان و وفا عشاق ابہا را
دگر سومنیت ایمناں آیت تدوین و تکوینی — کہ استقلال و ہر شان زیبد دلبر ما را
ز آیات کتابش تازہ احکام الٰہی ہیں — چنیں فیضے سزد بے شبہ امر ربّ یکتا را
جز از امر جدیدے دیں نگردد تازہ ای فاضل — نظر کن حالت پیغمبران ذات یکتا را
بدقت غور کن اندر کتب در حق و خشوراں — ہمہ دارای حکم تازہ ہیں حیّ مسیحا را
قریب قرنی از ایں امر ربانی بسر آمد — ہمیں فرمودہ عالمگیر حق ایں امر زیبا را
بھاء اللہ سی سال اندریں عالم ندا فرمود — بامر تازہ ہمنود دعوت خلق دنیا را
فتاد ایں شور از اجیک اندر کشور امریک — بشور آورد افریکے اقالیم اروپا را
اگر با ایں شئوں برحق نباشد اینچنیں امرے — نباید اعتنا کردن بدعا یہیچ دعوے را
ازیں دعوی شد حضرت مرزا غلام احمد — ولے در ایں شئوں نادر دیک آہنگ آوا را

بلے بنہاد و بنیادے برائے امر ابہائے — کزاں امر ہمائی سازد آخر فتح آنجا را
بدور دہر ماند یادگار آں فتح فیروزی — چو بزم احمدی دریابد ایں خمر مصفا را
ز حق خواہم کہ ایں قرعہ بنام آنجناب افتد — شما پیش از ہمہ سازید لشر ایں امر اعلا را
بود خود دوستدار آں جماعت حضرت شوقی — ولیّ امر حق فرمود ایناں حامل معما را
کہ ماہا بانفوس احمدی یک دل شویم آخر — کہ تا روشن کنیم از جان و دل ایں دہر ظلما را
چو از فیض الٰہی بہرہ گیرد ہیکر ہستی — شعاع وحدت آخر میکند روشن سراپا را
ہمہ جنس بشر گردند خود اعضائے یک پیکر — ہمہ سازند ترک ایں نخوت و شحناء و بغضا را
ہمہ بینند اصل و روح دین انبیا را یک — ہمہ دانند خلق یک مربی جملہ اشیا را
تفاوت در فروع است آنہم اندر مقتضای ہر قرنی — بجاں ادراک فرما از کرم ایں طرفہ ایما را
دگر گوں فرع گردد چونکہ ہر عصرے دگر گوں شد — وگرنہ یک بود مقصود ابراہیم و موسےٰ را
علامات جمیع انبیا در طوف او گردد — کہ سازد آشکار از حق چنیں آیات عظمےٰ را
مراد و مقصد ہر دین و آئینے ہمیں باشد — شہ اکما بیابی گر کنی درک ایں مسمےٰ را
ز حق خواہد ہدایات شما **محمود** ایاز حق — کہ تا روشن کند از نور حق ایں سطح غبرا را

©Afnan Library Trust, 2026

هذا
الكتاب الاقدس

نزل من الملكوت المقدس لمن اقبل
الى قبلة العالم الذى اتى من سماء
القدم بمجده الاعظم

سبتمبر سنة ١٩٢٤ — كوكب سنة ١٣٨

بسم الله الرب ذى المجد العظيم

هذا الكتاب من لدنا الى الذى ما منعته سبحات الاسماء عن الله فاطر الارض والسماء لتقربه عينه فى ايام ربه المهيمن القيوم قل يا ملأ الامين اء حتجبتم باسمى عن نفسى ما لكم لا تفكرون ٥ كنتم نادبتم بكم المختار فى الليل والنهار فلما اتى من سماء القدم بمجده الاعظم ما اقبلتم وكنتم من الغافلين انظروا فى الذين اعرضوا عن الروح اذا تهم بسلطان مبين كم من الفريسيين اعتكفوا فى الهياكل باسمه وكانوا ان ينتضروا لفراقه فلما فتح باب الوصال واشرق النور من مشرق الجمال كفروا بالله العلى العظيم وما فازوا بلقائه بعد اذ وعدوا به فى كتاب اشعيا وفى كتب النبيين والمرسلين وما اقبل منهم الى مشرق الفضل الا الذين لم يكن لهم عز بين الناس واليوم يفتخر باسمه كل ذى عز مبين واذكر اذا فتى على اقتدر من كان اعلم علماء عصره فى مصره واعمى به من كان بصطاد الحوت فاعتبر وكن من المتذكرين كذلك انظر فى هذا الزمان كم من الرهبان اعتكفوا فى الكنائس ويدعون الروح فلما اتى بالحق ما اقبلوا اليه وكانوا من المبعدين طوبى لمن تركهم واقبل الى المقصود من فى السموات والارضين ٥ يقرءون الانجيل ولا يفقهون للرب الجليل بعد اذ اتى بملكوته المقدس العزيز الجميل ٥ قل قد اتيناكم وحملنا ما كاده الدنيا لخلاصكم اتفرون من الذى فدى بنفسه لحيوتكم اتقوا الله يا ملأ الروح ولا تقفوا كل عالم بعيد هل تظنون انه اراد نفسه بعد اذ كان تحت سيوف الاعداء فى كل الاحيان اوراد الدنيا بعد ما سجن فى اخرب البلدان اضعفوا ولا تتبعوا الظالمين افتحوا الباب قلوبكم ان الروح قائم خلفها ما لكم ان تبعد وا من اراد ان يقربكم الى مقر منير قل لنا فتحنا كم الباب الملكوت هل انتم تخلقون على وجهى الباب البيوت ان هذا الا خطأ كبير قل انا اتى من السماء كما اتى مرة اولى مرة اياكم ان تعترضوا على ما يقول كما اعترض الاحزاب من قبلكم على ما قال كذلك يعلمكم الحق ان كنتم من العارفين قد اتصل نطق الروح بالجبل الاعظم والابن فى الوادى المقدس ينادى لبيك اللهم لبيك والطور يطوف حول البيت والشجر ينادى قد اتى المقصود بمجده المنيع قل قد جاء الاب وكل ما وعدتم به فى ملكوت الله هذه كلمة سترها الابن اذ قال لمن حوله انتم اليوم لا تحملونها فلما تم الميقات والى الوقت اشرقت الكلمة من افق المشية ايا كم يا ملأ الابن ان تدعوا حاد رائكم تعساكم وما هذا خير لكم مما عندكم انه لقريب بالمحسنين قد ارتفعت الصاحة التى سترناها عن من على الارض كلها وعن الملئكة المقربين قل الله شهد لى وانا اشهد له انه لا اله الا هو الذى يشهد بذلك كل منصف عليم انا فى مجبوحة البلاء ندعو الناس الى الله مالك الاسماء قل اسبقوا الى ما وعدتم به فى كتب الله ولا تستكبروا سبيل الى هليين قد حبس جسدى لعتق انفسكم اقبلوا الى الوجه ولا تتبعوا كل جبار عنيد انه قبل الذلة الكبرى لعزكم وانتم فى وادى الغفلة تحسبون انكم فى اخرب البيوت لا حلكم وانتم فى المقعد تاهدون قل اما سمعتم صوت الصارخ الذى كان ان ينادى فى برية البيان ويبشركم بربكم العزيز الوهاب انه قد اتى بالحق فى ظلل البنيان بالحجة والبرهان والموحدون يردون الملكوت امام وجوههم طوبى لمن اقبل اليه وويل لكل منكر مريب قل للفتيين قد اتى الترنجيس اخرج عن خلف الحجاب باسم ربك مالك الرقاب ولبث الناس بهذا الظهور الاعظم قد جاء روح الحق ليرشدكم الى الصراط المستقيم انه لا يتكلم من عند نفسه بل مما سمع من لدن عليم حكيم قل هذا هو الذى محمد الامين ورفع امره منعوا يا اهل الارض ما عندكم وخذوا ما امرتم به من لدن قوى امين قد سوا اذانكم وتوجهوا بقلوبكم لتسمعوا النداء الاحلى الذى ارتفع من شطر سيناء مقركم الاعلى انه يجذبكم الى مقام ترون فيه انوار الوجه التى اشرقت من هذا الافق المنير قل يا ملأ الفتيين دعوا النواقيس ثم اخرجوا من الكنائس لينبغى لكم اليوم ان تصيحوا بين الامم بهذا الاسم الاعظم اتختارون الصمت بعد اذ يصيح كل حجر و

ويشجى باعلى النداء قد اتى الرب ذو المجد الكبير طوبى لمن سمع هذا النداء واقبل الى الرب ذى المجد العظيم طوبى لمن سمع النداء من شطر سيناء وفاز بما فيه انه ممن ينتبت اسمه الى الابد ويذكره الملأ الاعلى كذلك قضى الامر من لدى الروح فى هذا اللوح البديع من يدع الناس باسمى انه منى ويظهر منه ما يحيى عنه من على الارض كلها اتبعوا سبيل الرب ولا تتعقبوا الغافلين طوبى لنا ثم اتنبذ من الفرات وقام من بين الاموات قاصدا سبيل الرب الا انه من جوهر الخلق لدى الحق وانه من الفائزين قل انه اشرق من جهة الشرق وظهر فى الغرب باثاره تفكروا فيه يا قوم ولا تكونوا كالذين غفلوا اذ جاءهم من لدن عزيز حميد استيقظوا من سنة الله افقا فاحت فى العالم طوبى لمن وجد عرفها وكان من الموقنين قل يا ملأ الارض اتم نجم سماء على فضلى لا تحيبان تتساقطوا على رجه الارض ولكن عدلى يقول هذا ما قضى من لدى الابن ولا يتغير ما خرج من فمه الطاهر الصادق الامين ان الناقوس يصيح باسمى ويبوح لنفسى ولكن الروح فى سرور مبين قل حبذا لحبيب يشتاق الصليب ورأسه اراد السنان فى سبيل الرحمن انه لا يمنعه عما اراد سطوة الظالمين قد دعونا كل الاشياء الى لقاء ربك مالك الاسماء فمن اقبل الى الله مالك يوم الدين يا ملأ الرهبان ان اتبعتمونى اجعلكم ورثاء الملكوتى وان عصيتمونى اصير على وانا الغفور الرحيم يا برّ الشام اين برك قد تشرفت بقدوم الرب هل وجدت عرف الوصل او تكون من الغافلين قد تحركت بين لحم من نسمة الله تسمع نداءها تقول يا ربى الكريم اين استقر مجدك العظيم قد احيتنى نفحات وصلك بعد اذ اخذنى هجرك لك الحمد بما كشفت السبحات وجئت مع القوات بجلال مبين وناديتها عن ورآء سرادق العظمة والكبرياء يا بيت لحم قد ظهر هذا النور من المشرق وسار الى المغرب الى ان اتاك فى اخر ايامه فاخبرينى على الابناء يعرفون الاب ويهتدون الى او ينكرونه كما انكر القوم من قبل عند ذلك ارتفع صريخها وقالت انت العليم الخبير اذا تسمع كل شى نيشهد لنا منهم من يعرف ويشهد واكثرهم ينكرون ولا يعرفون قد اخذ اهتزاز القاء طور سيناء وارتفع نداءه الاحلى فى ذكر ربه الابهى ويقول اى رب اجد عرف قميصك كانك تقربت بالاثار وشرفت بقدومك تلك الديار طوبى لشعبك لو يعرفونك ويجدون عرفك وويل للراقدين. طوبى لك يا ايها المقبل الى الوجه بما خرقت الاحجاب وكسرت الاصنام وعرفت مولاك القديم قد قام علينا هل الفرقان من دون بينة وبرهان وعذبونا فى كل الاحيان بعذاب جديد نطقوا ان البلاء ميتنا عما اردنا اباطل ما هم يظنون ان ربك لهو الحاكم على ما يريد ما مرت على شجر الا وخاطبته فؤادى يا ليت قطعت لاسمى وصلب عليك جسدى هذا ما انزلناه فى كتاب السلطان ليكون ذكرى لاهل الاديان ان ربك هو العليم الحكيم انك لا تحزن بما فعلوا انهم اموات غير احياء كذلك قضى الامر لدى وجهك على محى العالمين اياك ان يحزنك مقالات الذين غفلوا عن الله مستقيم على الامر وبلغ الناس بالحكمة الكبرى كذلك يأمرك مالك الارض والسماء انه هو العزيز الكريم سوف يرفع الله ذكرك وينبت من القلم الاعلى اسما تكلمت به فى حبه انه ولى المحسنين ذكر من قبلى من سمى باسمى الرحمن قل طوبى لك يا مراد من فى الامكان ولخدمت مراد العالمين قل طوبى لرأس قد انتبذ من نسمائى طوبى لعين قد فزت بجمالى طوبى لقلب قد خضع لعظمتى وكبريائى طوبى لخائف هرب الباطل فى طوبى لاصغاء سمع الى سبيل عنايتى طوبى لجائع هرب عن الهوى لهوائى وحضر على المائدة التى نزلت من سماء فضلى لاصفيائى طوبى لاذنين تمسكتا بحبل حبى وخضعتا لتذكيرى وانصتا لاياتى طوبى لعين نزلت بكوثر عرفانى وشربت منه بما اردت انه لهو المعطى الكريم طوبى لقلب تنور بنور معرفتى وصفى واجتذب بهوائى طوبى لاذن سمعت ندائى ولسان تشهدت بثنائى وعين رأت وعرفت نفس الرب ذى المجد والملكوت وذى العظمة والجبروت طوبى للفائزين طوبى لمن استضاء من شمس كلمتى طوبى لمن زين رأسه باكليل حبى طوبى لمن سمع كريتى وقام لنصرتى بين شعبى طوبى لمن غدى بنفسه

©Afnan Library Trust, 2026

لوح اقدس

جو ملکوت مقدس سے نازل ہوئی اس شخص کے لئے جو اس قبلۂ عالم کے استقبال کے لئے بڑھتا ہے جو سما و قدم سے اپنی خدا عظم کیساتھ آیا ہے

اُوس پروردگار کے نام کیساتھ جو بڑی بزرگی کا مالک ہے

یہ کتاب ہماری طرف سے اسکے لئے ہے جسکو ناموں کے پردوں نے زمین اور آسمان کے پیدا کرنیوالے سے نہیں روکا اور اسکی آنکھوں میں اس سے ٹھنڈک پڑی اسکے تہمین اور قیوم مربی کے ایام میں۔ کہدے اے بیٹے کی امت کیا تجھے میرے نام کی وجہ سے جھجکنے نہیں بچایا۔ تجھکو کیا ہو گیا ہے۔ تم کیوں نہیں غور کرتے۔ تم تو اپنے با اختیار خدا کو رات دن پکارا کرتے تھے۔ پھر جب وہ اپنے آسمان قدم سے اپنی خدا اعظم کیساتھ آگیا تو تم اسکی طرف نہیں گئے۔ اور تجھے بھی غافلوں کا ساتھ دیا۔ غور کرو انکی حال پر جنہوں نے روح (عیسیٰ) سے اسوقت منہ موڑا جبکہ وہ بڑی شان کیساتھ انکے پاس آیا۔ اسوقت کتنے فریسی اسکے نام پر اعتکاف میں گرجوں میں تھے اور اسکی جدائی کیوجہ سے گریہ وزاری کرتے تھے لیکن جب بادل حال کھل گیا اور نور اپنے جلال کے شرق سے طلوع ہوا تو انہوں نے بلند اور عظمت والے خدا کی تکفیر کی۔ اور اسکی لقاء سے فائز نہ ہوئے۔ حالانکہ اسکا وعدہ حضرت اشعیاء کی کتاب میں اور دوسرے نبیوں اور رسولوں کی کتابوں میں دیا گیا تھا۔ اور کوئی شخص اس مشرق کیطرف نہ آیا سوائے ان لوگوں کے جنکی لوگوں میں کوئی وقعت نہ تھی۔ اور جنکا نام پڑا ج ہر عزت والا فخر کرتا ہے پھر یاد کرو اسکے قتل کا فتویٰ جس شخص نے دیا تھا وہ اپنے عصر کے علماء میں اپنے ملک میں سب سے زیادہ عالم تھا۔ اور جو لوگ اسپر ایمان لائے وہ مچھلیوں سے تھے۔ پس غور کرو اور متذکر ہو۔ اسی طرح آجکی حالت کو دیکھو کتنے راہب گرجوں میں اعتکاف میں بیٹھے ہیں اور روح (عیسیٰ) کو بلاتے ہیں۔ لیکن جب وہ حق کیساتھ آیا تو ان لوگوں نے اسکا تقرب حاصل نہ کیا۔ بلکہ دور رہنے والوں کا ساتھ دیا۔ مبارک ہو وہ جو ان لوگوں کو چھوڑ کر تمام آسمانوں اور زمینوں کے مقصود کا استقبال کرے۔ یہ لوگ انجیل پڑھتے ہیں لیکن رسالیل کا انکار نہیں کرتے۔ جو اپنے مقدس عزیز و جمیل فرشتوں کیساتھ آیا ہے۔ کہدے ہم تمھارے پاس آئے اور تمھاری نجات کیلئے دنیا کی تکالیف سہنے برداشت کیں۔ کیا تم اس شخص سے بھاگتے ہو جسنے تمھاری زندگی کے لئے اپنی جان فدا کر دی۔ اے روح (اللہ) کی امت خدا سے ڈرو۔ اور کسی دور رہنے والے عالم کی پیروی نکرو۔ کیا تم گمان کرتے ہو کہ یہ شخص اپنی جان کو چاہتا ہے بعد اسکے کہ ہر ان دشمنوں کی تلواروں کے نیچے ہے یا کیا تم گمان کرتے ہو کہ یہ دنیا طلب ہے بعد اسکے کہ یہ بدترین شہر کے قید خانہ میں ہے۔ انصاف کرو اور ظالموں کے پیچھے نہ چلو۔ اپنے قلوب کے دروازے کھولدو کہ روح (اللہ) سامنے کھڑا ہے۔ تجھکو کیا ہو گیا کہ تم اسکو دور کرتے ہو جو تجھکو مقام نورانی کے نزدیک لانا چاہتا ہے۔ ہم نے تمھارے لئے ملکوت کے دروازے کھولے ہیں کیا تم میرے لئے گھروں کے دروازے بند کرتے ہو۔ یہ تو بڑی غلطی ہے۔ کہو روکہ وہ تو آسمان سے آیا ہو جسطرح پہلی بار آسمان سے آیا تھا۔ خبردار جو تم اسکے قول پر وہی اعتراض کرو جو یہودی امت نے تمسے پہلے اسی قول پر کیا تھا۔ واقعی نہار دن بحر اعظم سے حاملی اور بیتا دادی مقدس میں لبیک کی منادی کر رہا ہے۔ اور کوہ طور بیت (حرم) کا طواف کر رہا ہو۔ اور تجر طور پکار رہا ہو کہ مقصود اپنی بحر منیع کیساتھ آگیا۔ کہدے کہ باپ آگیا۔ اور جو وعدہ ملکوت الٰہی سے کئے گئے تھے وہ سب پورے ہو گئے۔ یہی وہ کلمہ تھا جسکو بیٹے نے پوشیدہ رکھا تھا جبکہ اُسنے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ آج تم اسکو برداشت نہیں کر سکتے۔ پس جب موقعہ آگیا اور وقت پورا ہو گیا تو ارادہ کے افق پر وہ کلمہ ظاہر ہو گیا۔ خبردار اے بیٹے کی امت اسکو پس پشت نہ چھوڑنا بلکہ تم اسکو تھام لو اور یہ تمھارے ان سب سے اچھا ہے جو تمھارے پاس ہے۔ وہ محسنین کے قریب ہے بے شک وہ گھڑی آپہونچی جسکا علم جسنے تمام زمین پر بسنے والوں سے اور ملائکہ مقربین سے چھپا رکھا تھا۔ کہدے وہ میری گواہی دیتا ہے اور میں اسکا گواہ ہوں۔ اُسنے میری ہی ذات کو چاہا ہے۔ ہر انصاف پسند علم رکھنے والا اسکی شہادت دیتا ہے۔ ہم بلاد کے نرغہ میں لوگوں کو خدائے مالک سمار کی طرف بلا رہے ہیں۔ کہدے تم اس موعود کی طرف دوڑو جسکا وعدہ کتب الٰہی میں تجھکو دیا گیا۔ اور نادانوں کی راہ نہ چلو۔ بیشک میرا جسم تمھاری آزادی کے لئے قید کیا گیا ہے۔ اور تم کسی ظالم دشمن کے پیچھے نہ چلو۔ بیشک اُس نے تمھاری عزت کے لئے بڑی ذلت قبول کی اور تم غفلت کے بیابان میں چکر لا رہے ہو۔ وہ تمھارے تمام گھروں سے خراب گھر میں ہے اور تم محلوں میں بیٹھے ہوئے ہو۔ کہدے کیا تم نے اس پکارنے والے کی آواز نہیں سُنی جو میدان بیان میں پکارتا تھا اور تجھکو تمھارے پروردگار رحمٰن کی بشارت دیتا تھا۔ خبردار وہ سچائی کیساتھ محبت و برہان لیکر ظہور کے سایوں میں آپہنچا اور اہل توحید تمام ملکوت کو اسکے سامنے حاضر دیکھ رہے ہیں۔ مبارک وہ جو متوجہ ہوا۔ اور ہر شکی منکر پر افسوس ہے۔ پادری سے کہدے کہ رئیس آگیا اب تم بھی پردہ سے باہر آجاؤ۔ مالک رقاب کا نام لیکر اور لوگوں کو اس ظہور اکبر و عظیم کی بشارت دو۔ روح حق آگیا "تاکہ تجھکو پوری سچائی کی رہنمائی کرے۔ وہ اپنے نفس کی طرف سے نہیں بلکہ خدائے علیم و حکیم کی طرف سے کلام کرتا ہے۔ کہدے یہی ہے وہ جسکی بڑائی بیٹے نے کی تھی۔ اور اسکے امر کی بزرگی کا اعلان کیا تھا۔ اے اہل زمین جو تمھارے پاس ہے اسکو رکھدو اور جسکے حکم تمکو قومی و امین کی طرف سے دیا گیا ہے وہ لے لو۔ اپنے کان مقدس کرو اور اپنے قلب سے متوجہ ہو تاکہ تمھیں وہ شیریں آواز سنائی دے جو سینا کی طرف سے آرہی ہے اور جو تمھارے پروردگار جلال رب کی قرارگاہ ہے۔ یہ وہ آواز ہے تمکو اس مقام پر جذب کر لیجائیگی جہاں تم اس چہرہ کے انوار دیکھو جو اس پر نور افق سے روشنی بخش رہا ہے۔ کہ ہے اے پادریوں کی جماعت ناقوس کو ترک کر دو پھر گرجوں میں سے نکلو۔ تمھیں چاہیئے کہ تمام جماعتوں میں اس اسم اعظم کی پکار مچا دو۔ کیا تم خموشی کو پسند کرتے ہو اسکے بعد کہ ہر مجر و شجر بآواز بلند چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ بڑی بزرگی والا پروردگار آگیا۔ مبارک وہ جو اسکی طرف بملد بڑھا بیشک وہ ان لوگوں میں سے ہے جسکا ذکر ابد تک قائم رہیگا۔ اور ملاء اعلیٰ اسکا چرچا کریگا۔ روح کی جانب سے اس لوح بدیع میں ایسا ہی فیصلہ ہوا ہے جو شخص میرے نام پر لوگوں کو چھوڑتا ہے بیشک وہ مجھے ہے اور اس سے ایسی باتیں ظاہر ہونگی جو تمام روئے زمین کے بسنے والوں کو عاجز کر دینگی۔ پروردگار کی راہ پر چلو اور غافلوں کی سبیل کے پیچھے نہ لگو۔ مبارک وہ سونے والا جو بیدار ہوا اور مردوں میں سے جی اٹھا۔ پروردگار کی راہ کے وقصد سے بیشک وہ خلق میں سے خدا کے نزدیک ایک جوہر اور کامیاب ہونے والوں میں سے ہے کہدے وہ موعود) مشرق سے نمودار ہوا اور مغرب میں اسکے آثار ظاہر ہو گئے۔ اے قوم والو سوچو اور ان لوگوں کی مانند نہ ہو جو خدائے عزیز حمید کیطرف سے نصیحت آنے پر غافل ہو گئے۔ نسیم الٰہی کے سبب بیدار ہو جاؤ کیونکہ وہ تمام عالم میں مہک رہی ہے۔ مبارک وہ جو اسکی خوشبو پائے اور یقین کرنیوالوں سے ہو۔ کہدے اے پادریوں کے گروہ تم میرے آسمان علم کے تارے میرے افضل پسند نہیں کرتا کہ تم زمین پر گر پڑو۔ لیکن میرا عدل کہتا ہو کہ بیٹے کی طرف سے ایسا ہی فیصلہ ہو چکا ہے اور جو کچھ اسکے پاک سینے امانتدار منہ سے نکلا ہے وہ بدل نہیں سکتا۔ یقیناً نہ سنگا میرے نام کی پکار کر رہا ہے اور میری ذات کے لئے نوحہ کرتا ہے لیکن روح کھلے ہوئے مسرور میں ہو۔ کہدے حبیب کا جسم صلیب کا مشتاق ہو اور اسکا سر راہ خدا میں تیرے کو چاہتا ہے۔ بیشک اسکو ظالموں کی شوکت اسکے ارادے سے نہیں روک سکتی۔ ہمنے تمام چیزوں کو تیرے پروردگار مالک اسمار کی لقاء کی جانب بلایا۔ مبارک وہ جو خدائے مالک یوم الدین کی طرف متوجہ ہوا۔ اے راہبوں کے گروہ اگر تم میری پیروی کرو گے تمیں تجھکو اپنے ملکوت کا وارث بنا دونگا۔ اور اگر نافرمانی کرو گے تو میں اپنے حلم سے صبر کرونگا اور میں بخشنے والا مہربان ہوں۔ اے برشام تیرا پروردگار کہاں ہے تو پروردگار کی آمد سے مشرف ہوا۔ تو نے وصل کی خوشبو پالی۔ یا تو اہل غفلت میں سے ہے۔ بیت محکم نسیم الٰہی سے وجد میں آگیا۔ ہم اسکی ندا سُن رہے ہیں۔ کہتا ہے اے میرے بزرگ پروردگار تیری بڑی بندگی کہاں لٹری ہے۔ تیرے وصل کے جھونکو نے مجھے زندہ کر دیا بعد اسکے کہ تیرے فراق نے گھلا دیا تھا۔ تیرے لئے تعریف کہ تو نے پردے کھولدیئے اور تو قوت کیساتھ کھلے ہوئے جلال میں آیا۔ ہمنے اسکو عظمت و کبریائی کے پردوں کے پیچھے سے پکارا کہ اے بہت محرم یہ نور مشرق سے ظاہر ہوا اور مغرب کی طرف چلا۔ یہاں تک آخری دنوں میں تجھ میں آپہونچا۔ پس تو مجھے بتا کہ کیا بیٹے یا کلمہ پہنچا اور اقرار کریگی یا انکار کریگی جیسا کہ قوم نے پہلے انکار کیا۔ اس بات پر اسلئے چیخ بلند ہوئی اور اسنے کہا بیشک تو جاننے والا باخبر ہے۔ ہم سُن رہے ہیں ہر چیز ہماری گواہی دے رہی ہے انمیں سے بعض وہ ہیں جو شناخت کرتے اور گواہی دیتے ہیں اور بہت سے گواہی دینے ہیں اور شناخت نہیں کرتے رقاء کے اہتزاز نے طور سینا کو گھیر لیا۔ اور اسکی شیریں آواز پروردگار الٰہی کے ذکر میں بلند ہوئی۔ اور وہ کہتا ہے اے میرے رب میں تیرے قمیص کی خوشبو پا رہا ہوں گویا کہ تو آثار کے ذریعہ قریب ہو گیا ہے اور اپنی آمد سے اس دیار کو مشرف فرما دیا ہے۔ تیری جماعتوں کے لئے مبارکباد اگر وہ تجھے شناخت کریں اور تیری خوشبو پائیں اور سونے والوں پر افسوس ہے اے چہرۂ جمال کی طرف رخ کرنیوالے تجھے مبارک کہ تو نے پردے پھاڑ دئے اور بت توڑ دئے اور اپنے قدیم مولیٰ کو شناخت کر لیا۔ اہل قرآن ہمارے مقابلہ پر بغیر دلیل و برہان کے کھڑے ہو گئے اور ہر وقت ہمیں نئی تکلیف پہنچائی۔ انہوں نے گمان کیا کہ بلا ہمیں ارادے سے روک دیگی۔ انکا گمان باطل ہے بیشک تیرا رب ہر مراد پر حاکم ہے۔ میں کسی درخت کے پاس سے نہیں گذرا مگر میرے دل نے اس سے کہا کاش تو میرے نام سے کاٹا جاتا اور تجھ پر میرا جسم صلیب دیا جاتا۔ یہ وہ بات ہے جو کتاب سلطان میں ہمنے نازل کی تاکہ تمام اہل ادیان کے لئے میرا ذکر ہو۔ بیشک تیرا رب جاننے والا حکمت والا ہے۔ تو انکے افعال سے غمگین نہ ہو وہ مردہ ہیں انکو مردوں کے لئے چھوڑ دے پھر اپنا رخ تمام ہمارے زندہ کنندہ کی طرف کر لے۔ خبردار تجھے غافلوں کی باتیں غمزدہ نہ کریں امر (آئی) پر قائم رہ اور بڑی حکمت کیساتھ لوگوں کو تبلیغ کر۔ زمین و آسمان کا مالک تجھے ایسا ہی حکم دیتا ہے۔ بیشک وہ غالب بزرگ ہے خدا تیرا ذکر بلند کریگا۔ اور جو کچھ تو نے خدا کی محبت میں کہا وہ قلم اعلیٰ سے ثبت رہیگا۔ بیشک خدا محسنوں کا دوست ہے میرا طرف سے مراد کو یاد دہانی کرا اور کہدے مبارک وہ مراد جسنے اپنی مراد کو ترک کی اور تمام جہان کی مراد کو لے لیا۔ کہدے مبارک وہ سونے والا جو میرے نسمات سے بیدار ہوا مبارک وہ مردہ جو میرے نفحات سے زندہ ہوا۔ مبارک وہ آنکھ جو میرے دیدار سے ٹھنڈی ہوئی

©Afnan Library Trust, 2026

جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت

جلوہ گاہ موعود

کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا ست

آسمانی بادشاہت کا قانون ہے کہ جب کوئی محبوب روحانی اور حاکم ربانی دنیا میں آنیوالا ہوتا ہے تو خدا کے مقدس بندے پہلے ہی سے خدائی اشارہ پاکر اعلان فرما دیتے ہیں کہ دیکھو فلاں جگہ وہ آنیوالا ہے تاکہ وقت پر امتوں کو تیاری اور شناخت میں آسانی ہو۔ مثلاً حضرت موسیٰ نے اپنے بعد میں آنیوالے مسیح کا پتہ اور نشان امت کو دیدیا تھا تاکہ وہ ٹھوکر نہ کھائے اور مسیح کی آمد پر فوراً شرف قبول سے مشرف ہو۔ حضرت مسیح نے بھی اپنے بعد آنیوالے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ظہور وغیرہ کی خبر دی۔ اسیطرح حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے بعد قائم ہونیوالے مہدی کے ظہور کی جگہ اور مختلف حالات بیان کر دیئے تھے۔ پھر حضرت مہدی علیہ السلام نے تو خاص طور پر اپنے بعد ظاہر ہونیوالے عظیم الشان ظہور کے لئے بڑی بھاری جماعت تیار کی۔ شب و روز انہی آنیوالے محبوب کی یاد میں محو ہو کر ایک عالم کو اسکا مشتاق بنا دیا۔ ایسا ہی ازل سے مقدر تھا۔ کیونکہ اس دور جدید کا مصلح اعظم وہ محبوب کل ہے جسکی صدائے آمد آمد دنیا کے کانوں میں مدت سے گونج رہی تھی۔ جسکے قدوم میمنت لزوم کی دھوم دھام مذہبی دنیا کے گوشہ گوشہ میں مچ رہی تھی جسکی نورانی تجلی کے تذکرے سارے جہان کے معابد میں ہو رہے تھے۔ جسکے جلوۂ جمال کا انتظار کائنات کی ہر محفل روحانی میں مشتاقوں کو تڑپا رہا تھا۔ خود خدا نے اپنے مقدس نبیوں کے ذریعہ اس محبوب کل کے کل احوال پہلے ہی سے بیان فرما دیئے ہیں جنکو کتب مقدسہ اور دینی صحف مطہرہ میں دیکھنا چاہیئے۔ ہم یہاں وہ مقامات بتلاتے ہیں جہاں اسکے جلوہ گر ہونیکی خبر میں پہلے سے دیگئی ہیں۔

وہ محبوب سرزمین ایران میں ضلع طہران کے مقام نور سے بھاء اللہ ہو کر

افق عالم پر متجلی ہوا

ہمارے آقا خاتم الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ میں بیٹھکر مقام ظہور موعود کے لئے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا تھا۔ (او ما الی المشرق) اور ظاہر ہے کہ ملک فارس اور طہران مکہ سے مشرق میں ہی ہیں۔ پھر فرمایا تھا کہ لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجل او رجال من فارس (کتب صحاح حدیث) پس یہ رجل اعظم مع اپنے دیگر رجال فارس کے ایمان حقیقی کو ثریا سے لے آیا اور مسیح آہنی کی مانند دلوں میں گاڑ گیا جسکے واقعات میں صاف اور روشن ثبوت یہ ہے کہ حکومتوں کے لشکر پوری طاقت خرچ کرنے اور غریب مومنین کے خون کا دریا بہانے اور انکے جسم کے ٹکڑے کرنے پر بھی انکے دلوں سے ایمان کو نہ نکال سکے۔

یہ آفتاب صداقت مشرق سے ایسی شان سے طالع ہوا کہ مغربی دنیا بھی اسکی نورانی شعاعوں سے چمک اٹھی۔ و قل الحق جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا (کتاب مبین ص ۱۷۶)

بیت لحم میں پیدا ہونے والے مسیح اسرائیل نے فرمایا تھا کہ جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم کو جاتی ہے ایسا ہی اس محبوب کا آنا ہوگا۔ سو اسی طرح وہ جمال موعود مشرق سے چلکر مغرب میں پہنچا۔ اور ارض مقدس یروشلیم میں عرش ظہور پر جلوہ افروز ہوا۔ "یا بیت لحم قد ظهر النور من المشرق و سار الی المغرب الی ان اتاك فی اخر ایامه" (کتاب مبین ص ۱۶۹)

اس محبوب موعود نے سرزمین حشر یعنی ارض شام میں تمام نبیوں کے وعدوں کو پورا کیا۔ اور "قد تشرفت بزّ الشام" (کتاب مبین ص ۸۱) کی صدا بلند ہوئی اور قد اهتز المسجد الاقصیٰ (کتاب مبین ص ۸۱) کی آواز سے سرزمین قدس گونج اٹھی۔ طور نے پھر تجلی الٰہی کا تازہ کرشمہ دیکھا۔ "انار جبل الطور من اشراق الظهور" یروشلم کو جیتا پانی بہنے لگا۔ وہ جو سینا اور سعیر اور فاران پر جلوہ گر ہوا تھا "تاوبات القدس" میں آپہنچا۔ اور تاج ظہور زیب سر فرما کر مقدس کوہ کرمل کی چوٹی پر رونما ہوا۔ صیہون سے نعرہ بلند کیا اور مشرق و مغرب و جنوب و شمال سے قوموں کو بلایا اور بمقام وادی عکہ خدا کے مہمانوں کو عام میں سکونت دیا۔ ہزاروں روحیں ابراہیم و اسحٰق و یعقوب کیساتھ الٰہی دسترخوان پر روحانی ضیافت میں شریک ہوئیں۔ انبیاء کی خبریں ظاہر اور خدائی نوشتے پورے ہوئے۔ دیکھو دیکھو اے مقدس آنکھو! کیا نورانی تجلیات ہیں۔ سنو سنو اے مطہر کانو کیسے ربانی نغمات ہیں:۔

"امروز جمیع علامات نمودار: مدینہ بزرگی از آسمان نازل! وصیہون از ظہور حق مہتز و مسرور: چہ که نداء الله را از کل جہات اصغا نموده: امروز اورشلیم ببشارت جدید فائز: چہ که مقام جمیز سرو آزاد ایستاده: اورشلیم محل زیارت جمیع احزاب عالم است! ویقدس نامیده شده وآن صیہون و فلسطین جمیع در این ایام ارض واقع: اینست که میفرماید طوبی لمن هاجر الی عکاء عاصر حل میفرماید ان الرب یزعج من صیحون و یأتی صوته من اورشلیم فتنوح مراعی الرعاة و یبیس رأس الکرمل) کرمل در کتاب بعد بکوم الله و کرم الله نامیده شده: کرم تپه را میگوید: و این مقامیست که در این ایام از فضل دارای ظہور جناب مجد برآن مرتفع گشته:

طوبی للوارد ین و طوبی للمقبلین

(لوح حضرت بہاء اللہ برائے ابن ذئب ص ۱۰۱)

"یا ملأ الارض اسمعوا النداء من شطر عکاء من السدرة المرتفعة بالحق انه لا اله الا هو الفرد الواحد المقتدر القدیر" (کتاب نردوس ص ۳۳) اے روئے زمین کے بسنے والو! سمت عکا سے آنیوالی پکار سنو جو سچائی کے بلند درخت میں سے اٹھی کہ "سوا اسکے کوئی معبود نہیں وہی یگانہ قدرت و اقتدار والا ہے"

هذا یوم فیه نظر ما اخبر به رسول الله من قبل و بشر به المسیح ما من رسول الا و اخبر الناس بهذا الظهور (کتاب نردوس ص ۱۷۴) آج وہ دن ہے جسمیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں اور مسیح علیہ السلام کی خوشخبریاں ظاہر اور پوری ہوگئیں۔ ہر ایک رسول نے اس ظہور کی خبر دی تھی۔

"هذا الذی ذکره محمد رسول الله و من قبله الروح و من قبله الکلیم" (لوح تجلیات ص ۲) تا الله قد ظهر الموعود باسمه الودود (مبین ص ۲۴۶) یہ (حضرت بہاء اللہ) وہی ہے جسکا ذکر حضرت محمد رسول اللہ اور ان سے پہلے حضرت عیسیٰ اور ان سے پیشتر حضرت موسیٰ کر چکے ہیں: خدا کی قسم موعود اپنے محبت والے نام کے ساتھ ظاہر ہو گیا۔

قل هذا انباء ستبشرت به افئدة النبیین و المرسلین هذا هو المذکور فی قطب العالم و الموعود فی صحائف الله العزیز الحکیم۔ (کتاب مبین ص ۲۸۷) کہہ دو یہ وہی خبر ہے جس سے انبیاء و مرسلین کے دل خوش ہوتے تھے۔ یہی وہ شخص ہے جو مرکز عالم میں مذکور اور خدائے عزیز و حکیم کے صحیفوں میں موعود تھا۔

انه اتی من السماء کما اتی اول مرة (کتاب مبین ص ۵۹) یہ بحیثیت مسیح موعود آسمان سے آیا ہے جسطرح پہلے آیا تھا۔

قل اعترضوت علی الذی جاءکم ببینات الله و برهانه و حجته و آیاته ان هی من تلقاء نفسه بل من لدن من بعثه و ارسله بالحق و جعله سراجا للعالمین۔ کہہ دو کیا تم ایسے شخص پر اعتراض کرتے ہو جو تمہارے پاس خدا کی بینات اور برہان اور دلائل و نشان لیکر آیا ہے۔ یہ خود اسکی طرف سے نہیں بلکہ اس خدا کی جانب سے ہیں جسنے اسے مبعوث فرمایا اور حق کیساتھ بھیجا۔ اور تمام جہانوں کیلئے اسکو روشن چراغ بنایا۔

قل اتظنون انا اردنا شیئا لنفسه لا و رب العالمین۔ کہدو کیا تم خیال کرتے ہو کہ یہ شخص اپنے نفس کے لئے کچھ چاہتا ہے رب العالمین کی قسم ایسا نہیں۔ (مبین ص ۲۶۹)

لو کان الامر کما یقولون کیف یستقر ما اردناه بین العباد تفکروا یا اولی الابصار هذا یوم الذکر و البیان ذکروا الناس بهذا النبأ الموعود (مبین ص ۱۷۸) اگر ایسا ہی معاملہ ہوتا جیسا کہ یہ (بدگمان لوگ) کہتے ہیں تو ہمارے مقاصد کیونکر بندوں میں قائم و کامیاب ہوتے۔ اے اہل نظر بچشم غور دیکھو۔ یہ ذکر و بیان کا دن ہے اس خبر موعود سے تمام لوگوں کو خبردار کر دو۔

تلك آیات الله المحصین المتقین نزلت بالحق و لکن اکثر الناس لا یؤمنون ان الذین افتروا علی الله اولئك لا یفلحون (مبین ص ۳۰۳) یہ خدائے حصین و قیوم کی آیات ہیں سچائی کیساتھ نازل کی گئیں ہیں لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ بیشک جو لوگ خدا پر افترا کرتے ہیں وہ کامیاب و سرسبز نہیں ہوتے۔

سیاحی امر عظیم و عظیم که حیفه جنود السموات و الارضین (مبین ص ۳۱۲) اے میرے معاملہ میں سیر کرنیوالے! میرا امر عظیم و عظیم جسے تمام بلندیوں اور پستیوں کی فوجیں روک نہیں سکتیں۔

قل هممت کل فرقة یات لیطفوا نور الله ابی الله بسلطانه من عنده الی ان ملأ الآفاق (مبین ص ۲۲۳) سب فرقوں نے پوری ہمت اور طاقت سے اس نور خدا کو بجھانا چاہا خدا نے اپنی قوت سے انکو رد کر دیا حتی کہ دنیا کے کناروں کو اس نور سے بھر دیا۔ اخرجوا یا قوم من الظلمات بهذا الشمس التی اشرقت من

©Afnan Library Trust, 2026

حضرت بہاء اللہ نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا

الفضل نمبر ۱۵ جلد ۱۲ مورخہ ۲۵ جولائی و ۱۴ اگست ۱۹۲۴ء میں جناب مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر نے حضرت بہاء اللہ کے دعوی خدائی کے متعلق دو مضامین لکھے تھے چونکہ وہ دقائق کلمات اور حقائق آیات سے ناواقف ہیں اسلئے ضروری ہوا کہ انکی شبہات رفع کرنیکی غرض سے کچھ لکھا جائے۔

منجملہ اون کلمات کے جنسے حضرت بہاء اللہ کی الواح سے انکی ادعائے الوہیت ذاتی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے یہ ہیں جو انکی الواح میں احباب سے خطاب کرتے ہوئے نازل ہوئے ہیں۔

(۱) یا اکبر یذکرک مالک القدم (ترجمہ) اکبر تیرا ذکر مالک قدم کرتا ہے۔ (۲) الذی ینطق فی السجن الاعظم انہ لخالق الاشیاء وموجدھا (ترجمہ) وہ جو سجن اعظم میں گفتگو کر رہا ہے وہ تمام چیزوں کا خالق اور موجد ہے (۳) والکتاب یقول قد جاء مسنزلی (ترجمہ) کتاب کہتی ہے کہ میرا نازل کرنیوالا آگیا۔ (۴) یا عیسیٰ تفرح بما یذکرک مالک العرش والثری (ترجمہ) اے عیسیٰ خوشحال ہو جا کہ خداوند آسمان وزمین تیرا ذکر کر رہا ہے۔

ان کلمات کو ذاتی الوہیت کی دلیل ٹھہرانے کا سبب یہ ہے کہ ان کلمات کا نازل کرنیوالا خود حضرت بہاء اللہ کو تصور کر لیا ہے حالانکہ انکا نازل کرنیوالا خدائے وحدہٗ لاشریک ہے جسکی طرف سے حضرت بہاء اللہ اپنا مبعوث ہونا یقین کرتے ہیں چنانچہ سلطان ناصرالدین شاہ کو جس لوح میں مخاطب کیا اسمیں قل انہ اوقد سراج البیان سے شروع ہو کر آگے یہ عبارت ہے یا سلطان انی کنت کاحد من العباد ما قدر اعلی المهاد عرفت علیّ نسائم السبحان وعلمنی علم ما کان لیس هذا من عندی بل من لدن عزیز علیم (ترجمہ) ان کلمات میں صاف طور سے ظاہر ہے کہ خدا فرماتا ہے اے بہاء اللہ لوگوں سے کہدو کہ یہ کلمات خدا کیطرف سے ہیں میرے نظر سے نہیں۔ اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بہاء اللہ اپنے کلمات کو خدا کی طرف منسوب فرماتے ہیں کہ نسائم سبحانی نے مجھے علم ما کان بخشا ہے لیکن صاحب مضمون الفضل ایسا تصور کرتے ہیں کہ اگر حضرت بہاء اللہ فرماتے کہ میں عالم ما کان ہوں یہ دلیل انکی ذاتی الوہیت کی ہے۔ جسکی مثال حوالہ (۵) میں لکھی ہے۔ ناح قلبی جاری العباد معرضین عن جبل رحمتی وشمس فضلی وسماء کرمی الذی احاط من فی السموٰت والارضین ۝ ان کلمات میں احاطہ فضل وکرم الٰہی کو حضرت بہاء اللہ کی ربوبیت ذاتی کی دلیل سمجھ لیا ہے۔ باوجودیکہ لوح سلطان میں فرماتے ہیں کہ علم واحاطہ جن چیزوں پر مجھے عطا ہوا ہے نسائم سبحانی اور ارادہ رحمانی سے ہوا ہے۔ لیس یہ حضرت بہاء اللہ کی ربوبیت ذاتی کی دلیل نہیں ہے چونکہ صاحب مضمون نے اس نکتہ کی طرف توجہ نہیں فرمائی لہذا انہوں نے حوالے میں حضرت بہاء اللہ کو ہی منزل کلمات سمجھ لیا ہے جہاں فرماتے ہیں۔ یا محمود اسمع ندائی من مقامی المحمود ثم اشهد بما شهد لسان العظمة بانه لا اله الا انا المهیمن القیوم انا ارسلنا الرسل وانزلنا الکتب الخ ان کلمات میں مقام محمود سے ندا کرنیوالا خدا تعالیٰ ہے نہ کہ حضرت بہاء اللہ۔ کیونکہ زبان زبان وحی ہے اور مذاکر نیوالا وہ خدائے مہیمن قیوم ہے کہ حضرت بہاء اللہ اپنے آپکو اسکی جانب سے مامور و مبعوث کہتے ہیں۔ چنانچہ ساتویں حوالے میں ہے کہ حضرت بہاء اللہ کا احاطہ علمیہ خدا کی طرف سے ہے اور صرف تائید و الہام کے ذریعہ سے ہے۔ اسلئے آٹھویں حوالہ میں جو فرماتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور حق کیساتھ تمہاری نصرت کرتے ہیں اور قادر ہیں یہ قدرت و قوت بھی اسی خدائے غیب مستور کی طرف سے ہی جو مبعوث ظہور میں جلوہ گر ہوا ہے اور فطرت بھی اسی کے کلمہ کی مخلوق ہے کہ جو حوالہ نمبر (۹) میں فرمایا ہے کہ ان الفطرة قد خلقت بقولی اور پھر حوالہ نمبر (۱۰) میں فرمایا ہے یا معشر الملوک انتم المالیک قد ظهر المالک باحسن الطراز حوالہ نمبر (۱۱) میں یذکرون نقطة البیان ویفترون علی مرسله ویقرأون الآیات وینکرون منزلها۔ ان کلمات میں مالک، ملوک اور منزل آیات اور مرسل بینات کو بھی حضرت بہاء اللہ کی ذاتی ربوبیت کی دلیل خیال کیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ معترضین نہ صرف اصطلاحات امر بہائی سے بیخبر ہیں بلکہ قرآن کریم کے استعارات اور انبیاء علیہم السلام کی اصطلاحات سے بھی اغماض کر رہے ہیں۔ قرآن کریم کی سورۃ حشر میں فرمایا ہے هو الذی اخرج الذین من دیارهم لاول الحشر ما ظننتم ان یخرجوا وظنوا انهم مانعتهم حصونهم من الله فاتٰهم الله من حیث لم یحتسبوا ان آیات میں منکرین بنی نضیر پر مسلمانوں کے غلبہ کو اول حشر اور خدا کا آنا بطور مجاز و استعارہ مستعمل ہے۔ پس ظہور مالک اور خدا کے آنیسے مراد غلبۂ امر اور نفوذ کلمۃ اللہ ہے اور ایسے الفاظ مظاہر ظہور کے لئے کتب الٰہیہ اور احادیث میں بہت جگہ استعمال ہوئے ہیں چنانچہ اس آیہ مبارکہ میں خدا فرماتا ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ اور اسی طرح فرماتا ہے ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی ان آیات میں خدا تعالیٰ نے حضرت رسول اللہ کی بیعت کو اپنی بیعت اور حضرت رسول اللہ کے فعل کو اپنا فعل قرار دیا ہے یہی وہ بات ہے جو حضرت بہاء اللہ کے کلمات میں انبیاء مرسلین کی نسبت عصمت کبریٰ کا بیان ہوا ہے یعنی جو کچھ ان مظاہر مقدسہ سے ظاہر ہو وہ خدا سے ہی ظاہر ہوتا ہے اور اسی کتاب مبین میں جسکے حوالے صاحب مضمون نے نقل فرمائے ہیں۔ صفحہ ۲۱ پر خدا فرماتا ہے قل ان الربوبیة اسمی قد خلقت لها مظاهر فی الملک انا کنا منزها عنها والالوهیة اسمی قد جعلنا لها مطالع یحیطن بالعباد کذلک اعرفوا کل الاسماء ان کنتم تعرفون ۝ ان آیات سے ظاہر ہے کہ اسماء و صفات الٰہی مظاہر مقدسہ کیطرف راجع ہیں۔ خدا تعالیٰ حلول و نزول و دخول و خروج سے منزہ ہے اسی لئے بہت سی احادیث میں نہایت وضاحت کیساتھ یہ مطلب مذکور ہوا ہے از انجملہ کتاب الایمان بخاری و مسلم میں ہے کہ جب ایک شخص نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں دریافت کیا تو آپنے فرمایا کہ ما المسئول عنها باعلم من السائل ساخبرکم عن اشراطها اذا ولدت الامة ربها الخ یعنی قیامت کی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ لونڈی اپنے رب کو جنے یعنی سید و مالک کو اس جگہ رب سے مراد مالک ہے۔ مشکوٰۃ کتاب الفتن میں حدیث ہے کہ ما یاتی علیکم زمان الا الذی بعدہ اشر منہ حتی تلقوا ربکم سمعته من نبیکم ۝ اس حدیث سے بھی ثابت ہے کہ ملاقات رب اس عالم میں اسکے مظہر امر کی لقا ہے نہ اسکی ذات کا نزول۔ اور اسیطرح کتاب تجرید البخاری میں حدیث ہے ما من نبی الا وقد انذر قومه لقد انذر نوح قومه لکن ساقول لکم قولا لم یقله نبی لقومه تعلمون انه اعور و ان اللہ لیس باعور۔ اس حدیث سے مبرہن ہوتا ہے کہ دجال آخرالزمان یکچشم ہے اور خدا یکچشم نہیں۔ پس اس حدیث کے جملہ (ان اللہ لیس باعور) میں لفظ اللہ سے استعارۃً مظہر ظہور موعود مراد ہے کیونکہ اگر ذات باریتعالیٰ مراد ہو تو یہ کہنا چاہیے تھا کہ اللہ تو جسم نہیں نہ یہ کہ اللہ یکچشم نہیں ہو پس یہاں اشارہ ہے کہ لفظ اللہ مظہر ظہور کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔ اسیطرح آیت یوم یاتی بعض آیات ربک لا ینفع نفسا ایمانها لم تکن آمنت من قبل میں رب کے آنیسے ظہور موعود مراد ہے کیونکہ قبل از قیامت جو کچھ ہونیوالا ہے ظاہر ہے کہ اس دنیا میں ہی ہوگا۔

اب ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ اپنے احمدی بھائیوں کو جناب میرزا صاحب کی تحریرات کی طرف توجہ دلائیں۔ جناب میرزا صاحب سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۱۶۹ پر فرماتے ہیں "اور کئی مقام قرآن شریف میں اشارات و تصریحات سے بیان ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اتم الوہیت ہیں۔ اور انکا کلام خدا کا کلام اور انکا ظہور خدا کا ظہور اور انکا آنا خدا کا آنا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اسبارے میں ایک یہ آیت بھی ہے قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا" پھر حاشیہ صفحہ ۱۷۰ پر فرماتے ہیں "اے خدا تیرا تخت ابدالآباد ہے۔ یہ فقرہ اسی مقام صحیح ہے جو قرآن شریف میں کئی مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بولا گیا ہے"۔ خداوند ایک بہادر کی مانند نکلیگا۔ خداوند سے مراد ظلی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ وہ مظہر اتم الوہیت اور درجہ سویم قرب پر ہیں"۔ اور اسی بحث کے متعلق جناب میرزا صاحب یہ بھی فرما چکے ہیں کہ یہ بحث معارف آلہیہ میں سے نہایت باریک بحث ہے صفحہ ۱۴۲ ضمیمہ رسالہ جہاد صفحہ پر جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں خدا کے پیارے خدا سے ایک بڑا تعلق ہوتا اس تعلق کے لحاظ سے اگر وہ اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہدیں یا یہ کہدیں کہ خدا ہی ہے جو انہیں بولتا ہے اور وہی ہے جسکا جلوہ ہے تو یہ باتیں بھی کسی حال کے موقع میں ایک معنی کی رو سے صحیح ہوتی ہیں جبکی تاویل کیجاتی ہے کیونکہ انسان جب خدا میں فنا ہو کر اور پھر اسکے نور سے پرورش پا کر نئے سرے سے ظاہر ہوتا ہے تو ایسے لفظ اسکی نسبت مجازاً بولنا قدیم محاورہ اہل معرفت ہے کہ وہ خود نہیں بلکہ خدا ہی جو اسمیں ظاہر ہوا لیکن اس سے درحقیقت یہ نہیں سمجھا جاتا کہ وہ شخص درحقیقت رب العالمین ہے" حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۳ پر فرماتے ہیں جیسا کہ استعارہ کے رنگ میں ان نبیوں کو پہلے نبیوں کی کتابوں میں بیٹا کر کے پکارا گیا ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض پیشگوئیوں میں خدا کر کے پکارا گیا ہے صفحہ ۶۴ "یہ تمام استعارات ہیں محبت کے پیرایہ میں ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کی کلام میں بہت ہیں"۔ پھر اسی حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۶ پر آیت یاتی ربک میں خدا کے آنیسے مسیح موعود کا ظہور مراد لیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں یوم یاتی ربک فی ظلل من الغمام یعنی اسمدن بادلوں میں تیرا خدا آئیگا یعنی الہامی مظہر کے ذریعہ سے اپنا جلال ظاہر کریگا اور اپنا چہرہ دکھلائیگا" پس احمدی دوستوں کو چاہیے کہ اپنے مرشد اعظم کی مسلمہ صداقتوں کو نہ جھٹلائیں۔ تفرقہ کی صحیح کو وسیع ذکریں۔ جس انصاف اور حق پسندی کی وہ دنیا کو دعوت دیتے تھے اس سے قدم نہ ہٹائیں۔ حضرت بہاء اللہ پر دعوی خدائی کا الزام لگا کر کسی کامیابی کی امید نہ رکھیں یہ تو بعینہٖ وہی فعل ہے جو جناب میرزا صاحب کے کافروں نے کیا تھا۔ جناب میرزا صاحب نے بھی انبیاء کی نسبت عصمت کبریٰ کا بیان نہیں سمجھا اور اسی وجہ سے آپکے کافروں نے آپکو خدا کہا۔ اور آپکے خدا ہونے کا الزام لگایا۔ کیا آپکے کافروں کو خدائی کا الزام لگانا صحیح تھا؟ اگر نہیں تو پھر آپکے متبعین کا حضرت بہاء اللہ پر دعوی خدائی کا الزام لگانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ جناب میرزا صاحب نے بھی انبیاء کی نسبت عصمت کبریٰ کا بیان نہیں سمجھا اور اسی وجہ سے آپکے کافروں نے آپکو خدا کہا۔ اور آپکے خدا ہونے کا الزام لگایا۔ کیا آپکے کافروں کو خدائی کا الزام لگانا صحیح تھا؟ اگر نہیں تو پھر آپکے متبعین کا حضرت بہاء اللہ پر دعوی خدائی کا الزام لگانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ جناب میرزا صاحب نے بھی انبیاء کی نسبت عصمت کبریٰ کا بیان نہیں سمجھا اور اسی وجہ سے آپکے کافروں نے آپکو خدا کہا۔ اور آپکے خدا ہونے کا الزام لگایا۔ کیا آپکے کافروں کو خدائی کا الزام لگانا صحیح تھا؟ اگر نہیں تو پھر آپکے متبعین کا حضرت بہاء اللہ پر دعوی خدائی کا الزام لگانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

©Afnan Library Trust, 2026

احمدی تحریک یقیناً بابی تحریک سے تاثر کا نتیجہ ہے

{از جناب مولنا محی الدین بی اے قصوری ناظم جمعیۃ دعوت و تبلیغ اسلام لیورپا}

احمدی تحریک کے متعلق بجز اسکے تبلیغی پہلو اور تبلیغی کام کے ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہندوستان کا بچہ بچہ اس سے بخوبی واقف ہے۔ البتہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جہاں تک ہمارا خیال ہے میرزا صاحب کی تحریک یقیناً بابی تحریک سے تاثر کا نتیجہ ہے۔ اور یہ بات اس وقت بخوبی کھلجاتی ہے جبکہ دونوں تحریکوں کے مسلمات اولیہ پر نظر ڈالی جاتی ہے۔

اسلامی دنیا میں علی محمد باب کا نام یقیناً سب سے پہلا ہے جسنے توحید و رسالت وغیرہ تمام عقائد اسلامی کو تسلیم کرتے ہوئے عقیدۂ ختم رسالت سے قطعاً انحراف کیا۔ اور صاف کہا کہ رسالت ختم نہیں ہوئی جسطرح پہلے ادیان اور پہلی کتب و شرائع نزول قرآنی و بعثت محمدیہ علیہ التحیۃ والسلام سے منسوخ ہوگئیں بعینہٖ قرآن حکیم اور شریعت محمدیہ کے نسخ کا وقت آچکا ہے اور اسکا ناسخ اپنے آپکو ثابت کیا۔

یہی خیال تھا جو کئی ہزار میل کے فاصلہ اور چند سالوں کے فرق پر مرزا صاحب کو ہندوستان میں پیدا ہوا۔ اگر اول الذکر نے "انت یوماً عند ربک کالف سنۃ مما تعدون" وغیرہ ایسی آیات سے یہ استدلال کیا کہ چونکہ قرآن کے نزول کو ایکہزار سال گذر چکے ہیں لہذا اسکی عاملانہ و نافذانہ قوت جاچکی، تو بعینہٖ اسیطرح ہندوستانی مرزا صاحب نے "اسمہ احمد" وغیرہ ایسی آیات کی بیجا تاویل کرنیسے اپنی نبوت پر استشہاد و استدلال کیا، اسکے علاوہ دونوں جماعتوں میں تبلیغی روح موجود ہے اور جس قوت کیساتھ ان دونو جماعتوں نے مختلف اقطاع ارضی میں اپنے مقاصد کی تبلیغ کی ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ جسطرح بابی مذہب مرزا علی محمد باب کی وفات پر دو حصوں میں منقسم ہوگیا تھا اور وجہ تقسیم مسئلہ امارت تھا بعینہٖ اسیطرح مرزائی تحریک بھی مرزا صاحب کی وفات کے بعد دو حصوں میں منقسم ہوگئی۔ اور وجہ زیادہ تر مسئلہ امارت تھی۔ لیکن دونوں تحریکوں میں جہاں بعض نمایاں مشابہات و مماثلات موجود ہیں وہاں بعض نہایت ہی اہم اختلافات بھی پائے جاتے ہیں۔ مرزا علی محمد باب قرآن حکیم اور سنۃ محمدیہ کا قائل رہے لیکن انکو ایک خاص وقت تک مثل منسوخ شرائع سابقہ محدود تسلیم کرتا ہے۔ برخلاف اسکے مرزا صاحب ان دونوں چیزوں کو الی یوم القرار زندہ و قائم اور نافذ و عامل مانتے ہیں۔

ولولہ ایمانی، جوش مذہبی، توجیہ بالحق، وتوصیہ بالصبر، جبر و استبداد کی مخالفت، زبردست سیاسی روح مرزا علی محمد باب کی تحریک اور اسکی جماعت کا ایک نمایاں امتیاز ہے۔ برخلاف اسکے جماعت قادیانی کا نام روح حریت و عصبیت کے لئے ایک پیام موت ہے کہ ایک کے آنیسے دوسرے کا فقدان لازمی ہے۔ یہ تفاوت دونوں کی تحریرات میں

(باقی بر صفحہ اول حصہ دوم)

اقتباس الاخبار

تائید الاسلام اور کوکب ہند ماہوار رسالہ انجمن "تائید الاسلام لاہور کے مشہور اڈیٹر جناب مولنا پیر بخش صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

آگرہ سے ایک جدید اخبار "کوکب ھند آگرہ" ہفتہ وار جاری ہوا ہے جو کہ ہر مہینہ کی یکم۔ ۹۔ ۱۷۔ ۲۵ تاریخوں کو شائع ہوتا ہے۔ جسمیں قادیانی مرزائیوں کا کثرت سے رد ہوتا ہے۔ اس اخبار کے اراکین وہی لائق ہستیاں ہیں جو کہ پہلے قادیان میں ممتاز تھیں اور بعد میں مصنوعی وزالالیاں سے اس جرم میں نکالے گئے کہ انہوں نے بہائی مذہب اختیار کیا ہے۔ چونکہ یہ مرزائی مشن سے خوب واقف ہیں جو بات کہتے ہیں خوب پتے کی ہوتی ہے۔ مرزائی مذہب کی اصلیت اور حقیقت ان صاحبان کی تحقیقات میں یہ ہے کہ مرزا صاحب نے جو کچھ لیا ہے بابی مذہب سے لیا ہے اور مرزا صاحب کی تحریروں کے حوالجات سے ثابت کرتے ہیں کہ جن جن دلائل سے مرزا صاحب مہدی موعود اور مسیح موعود کا دعوٰی کرتے ہیں وہ تو وہی براہین اور ثبوت ہیں جو بابی مذہب پہلے پیش کر چکا ہے۔ اصل میں اس اخبار کے اجراء سے قادیانی جماعت گھبرائی ہوئی نظر آتی ہے کیونکہ یہ لوگ گھر کے بھیدی ہیں۔ اور گھر کا بھیدی مخالف بہت نقصان پہنچا سکتا ہے۔ کوکب ہند کا خاص قادیان نمبر رسالہ کی شکل میں شائع ہوا ہے۔ یہ نمبر قابل دید ہے کیونکہ اسمیں جماعت احمدیہ لکھنؤ کے اعتراضات کے جواب ہیں اور متانت اور تہذیب سے ہر ایک اعتراض کا جواب دیا ہے۔ غاکسر مرزا صاحب کا صاحب شریعت نبی ہونا مرزا صاحب کی ہی تحریروں سے ثابت کیا ہے۔ دوم مرزا محمود صاحب خلیفہ قادیانی کے عقائد بتائے گئے ہیں جنکی نقل ذیل میں درج ہے (۱) جناب میرزا غلام احمد صاحب نبی و رسول ہیں (۲) جناب میرزا صاحب کا منکر کافر ہے (۳) کوئی صاحب جو مرزا صاحب کے منکر ہوں انکے پیچھے نماز حرام اور قطعی حرام ٹھہراتے ہیں (۴) جناب میرزا صاحب کے نہ ماننے والے مسلمان کو احمدی لڑکی دینا حرام ہے۔ (۵) مرزا صاحب کے نہ ماننے والے مسلمان کا جنازہ پڑھنا حرام ہے۔

ان عقائد کے لکھنے کے بعد لائق اڈیٹر نے نتیجہ نکالا ہے کہ اسلام اور قادیان کا کچھ تعلق نہیں۔ اسکے بعد بہائی مذہب کے اصول لکھے ہیں کہ بہائی مذہب سراسر اتحاد و صلح کی تعلیم دیتا ہے، اور کسی مسلمان کی تکفیر نہیں کرتا۔ تمام مسلمانوں کیساتھ نماز پڑھنی جائز تعلیم دیتا ہے مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا جائز قرار دیتا ہے۔ لائق اڈیٹر نے انما مکم منکم والی حدیث اور آخرین منھم والی آیت سے بھی مسیح اور مہدی دو شخصوں کا الگ الگ ہونا ثابت کیا ہے۔ رجل فارسی کی لطیف بحث کی ہے۔ حضرت خلاصہ موجودات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب جسکو مرزائی صاحبان حفظ کئے ہوئے ہیں اور ہر ایک موقعہ پر پیش کرتے ہیں کہ آنیوالے مسیح مرزا صاحب ہی ہیں۔ اسکا جواب نہایت لطیف پیرایہ میں دیا گیا ہے کہ تقدم و تاخر کے باعث مرزا صاحب مسیح الدجال ثابت ہوتے ہیں یعنی طواف کعبہ کرتے ہوئے جو دو شخص آگے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلائی دئے پہلا شخص مسیح موعود بہائ اللہ تھا اور جو پیچھے آتا ہوا رسول اللہ کو دکھائی دیا وہ مرزا غلام احمد قادیانی تھا کیونکہ مرزا صاحب بہاء کے بعد آئے۔ یہ رسالہ قادیان نمبر ۳۴ صفحات پر شائع ہوا ہے سائز ۱۸×۲۲ چھپائی و کاغذ عمدہ ہے قیمت بہر ملنے کا پتہ دفتر اخبار کوکب ہند آگرہ۔ شائقین تردید مرزائیت فریدہ کرکے اپنی معلومات میں اضافہ کریں۔ پیر بخش

کوکب ہند آگرہ کا قادیان نمبر اس ہفتہ ہمارے پاس بغرض تبصرہ آیا ہے۔ یہ جماعت احمدیہ لکھنؤ کے موسومہ رسالہ "مفسدین کی گرفتاری" کے جواب میں ہے اور جسمیں تمام حزب قادیان کو دعوت الی الحق دیگئی ہے۔ اس میں نرمی و بسط کے ساتھ ان غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا ہے جو کہ پردازان کوکب ہند سے متعلق ہیں۔ لکھائی چھپائی کچھ بری نہیں ۲۳ صفحہ کا رسالہ معہ اشتہارات وغیرہ ہمارے سامنے موجود ہے اس نمبر کی قیمت بہر ملنے کا پتہ۔ سید محفوظ الحق علمی مولوی فاضل اڈیٹر کوکب ہند آگرہ (نیر اعظم مراد آباد)

قادیان کی گرمجوشی اور خموشی

یہ امر تسلیم کرنا پڑے گا کہ ملک میں نفاق و عداوت کی موجودہ آتش افروزی کا باعث آریہ پارٹی اور قادیانی جماعت ہے دونوں نے طریق تبلیغ نہایت دل آزار اور امن سوز اختیار کیا، قادیانی پارٹی نے یہی نہیں کیا تھا کہ ہندو مسلمان کی خلیج کو وسیع کیا بلکہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں بھی بغض و عناد پھیلایا چنانچہ اکثر شہروں میں سنیہ و سنی کے مباحثہ کا باعث قادیانی جماعت ہوئی ہے۔ سنیوں کی حمایت میں سنیوں سے بطریق دل آزاری مباحثہ کیا جاتا ہے اور اسکی مصلحت یہ ہے کہ مسلمانوں میں نفاق پیدا کرکے اپنے لئے میدان تبلیغ درست کیا جائے۔

مسلمانوں کی جانب سے اگر کوئی اعتراض قادیانی عقائد پر کیا جاتا ہے تو زمین آسمان سر پر اٹھا لیا جاتا ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ کوکب ہند آگرہ نہایت بلند آہنگی سے مرزا غلام احمد صاحب کی نبوت و رسالت کی تردید میں لاجواب مضامین شائع کر رہا ہے جسکے جواب میں قادیانی پارٹی خاموش ہے اگر کچھ لکھتی بھی ہے تو وہی نامہذب الفاظ جو اسکی عادت مستمرہ ہے۔ اب خلیفہ ثانی بھی ولایت تشریف لیگئے ہیں اور یہ محض اسلئے کہ حضرت محمود زرقانی جنکے مقابلہ پر جناب میرزا صاحب کبھی باہر نہیں نکلے پھر ہندوستان میں رونق افروز ہوئے ہیں اور یہ مشہور ہے کہ خلیفہ ثانی ان ہی کے خیال سے کہ مباحثہ و مباہلہ نہ کرنا پڑے، حج لندن میں مصروف ہیں۔

(نیر اعظم مراد آباد ۱۲ ستمبر)

ریویو کرنیوالے معاصرین

جن معاصرین کرام نے کوکب ہند کے "قادیان نمبر" پر ریویو فرمائے ہیں۔ انکے پچاس پچاس خریدار وں کو قادیان نمبر صرف ار کا ٹکٹ آنے پر ارسال ہوگا۔ مناسب سمجھیں تو ایسے معاصرین اپنے ناظرین کے لئے اعلان فرمادیں۔ (منیجر کوکب ہند آگرہ)

©Afnan Library Trust, 2026

مسلمانوں کو خوشحالی سے ڈرانا

مسئلہ سود کے سلسلہ میں حال میں ایک جدید بحث چھڑ گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ کثرت دولت نے چونکہ مختلف طریقوں سے نقصان پہنچایا ہے اسلئے اس سے بچنا چاہیئے۔ چنانچہ مولوی عبدالماجد صاحب بی اے نے اپنے مضامین اور چوبیس سوالوں میں یورپ کی خوشحالی کے نتائج سے مسلمانوں کو طرح طرح سے ڈرایا ہے مگر اس امر کا خیال نہیں کیا کہ جو عیوب یورپ میں دولت کے نتیجہ کے طور پر بیان کئے گئے ہیں وہ بھی مسلمانوں میں اس اخلاس کے زمانہ میں شمار کرائے گئے ہیں۔ اور وہی مسلمانوں کے تنزل کے موجب قرار دیئے گئے ہیں۔

مثلاً سوال نمبر ۱۷ میں مسلمانوں کے متعلق تحریر ہے کہ "انکی اخلاقی روح مردہ ہو چکی ہے، وہ احکام مذہب سے بیگانہ ہو چکے، اخوت و مساوات اسلام کے سبق کو بھول چکے، انمیں رشک حسد نفاق و شقاق کی گرم بازاری ہے وہ اسراف و نمائش کے خوگر ہو گئے ہیں"۔ اور آگے چلکر سوال نمبر ۱۸ میں اہل یورپ کے متعلق کثرت دولت کے نتیجہ کو سوالات کی صورت میں پیش کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ "اہل یورپ کی مذہبی اور اخلاقی حالت خراب ہے انمیں نفاق اور سیاسی حکمت عملی رشک و حسد ہے"۔ مگر سوال یہ ہے کہ اگر دولت نے اہل یورپ کی فرہنگ میں یا خدا کے کچھ اور معنی کر دیئے ہیں تو باوجود اخلاس سے بقول مولوی صاحب کے مسلمانوں کی اخلاق روح کیوں مردہ ہو گئی اور وہ احکام مذہب سے کیوں بیگانہ ہو گئے۔ اگر یورپ میں مال کی زیادتی موجب نفاق اور رشک و حسد ہے تو نادار مسلمانوں میں بجنسہ انہیں عیوب کا کیوں وجود ہے گویا یہ عیوب نہ اخلاس میں انسان کا پیچھا چھوڑتے ہیں اور نہ خوشحالی میں پھر غریب مسلمانوں کو سرمایہ دولت سے ڈرا ڈرا کر انہیں افلاس و گداگری کی خندق میں کیوں ڈھکیلا جاتا ہے۔

جناب مولوی عبدالماجد صاحب نے سوال نمبر ۱۴ میں یہ بھی دریافت کیا ہے کہ قرآن شریف میں "فتح و کامیابی غلبہ و نصرت کا وعدہ کس سے کیا گیا ہے۔ آیا بند گان صالحین (مومنین صادقین) سے یا بنکوں کے ڈائرکٹروں وغیرہ سے" چنانچہ سورہ [illegible] میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصلحون۔ یعنی ہم زبور میں نصیحت کے بعد یہ بات لکھ چکے ہیں کہ ہمارے نیک بندے زمین کی سلطنت کے وارث ہونگے۔ مگر بدقسمتی سے اسوقت تو بنکوں کے ڈائرکٹروں ہی کو غلبہ و نصرت و کامیابی ہے اور وہی زمین کی سلطنت کے وارث ہیں۔

مگر اسبات کو جانے دیجئے کہ اہل یورپ خدا کے نیک بندے ہیں یا بد سہی ان کے اعمال ان کیساتھ ہیں اور ہمارے اعمال ہمارے ساتھ ہیں تو صرف یہ دیکھنا ہے کہ اسوقت دنیا میں ہماری قومی زندگی کے ذرائع اور وسائل کیا ہیں۔ اب تو یہ ہو رہا ہے کہ مسلمانوں کی جائداد ہی ہندوستان کی معزز اور غیر معزز قوموں کے ہاتھوں میں ہر مہینہ کی ۲۰ تاریخ کو جاتی ہیں اور جب اسطرف توجہ دلائی جاتی ہے تو اسکا مضحکہ اڑایا جاتا ہے اور مسلمانوں کو افلاس سے روکنے کی جب کوئی تدبیر بتائی جاتی ہے تو اہل یورپ کے اخلاق و مذہب کو پیش کر کے انہیں خوفزدہ کیا جاتا ہے حالانکہ یورپ کے ترقی اور سامان زندگی کے میدان میں مسلمانوں سے صدہا میل آگے ہو گئے مگر مسلمان دور کھڑے ہوئے اپنی حالت کا مقابلہ اپنے برادران وطن سے کر لیں جو خود یورپ کی رعایا میں سے ہیں اور اسبات کا اندازہ کریں کہ کثرت دولت نے ان میں بمقابلہ مسلمانوں کے کیا کیا عیوب پیدا کئے ہیں۔ ہر شخص اپنے گرد و پیش دیکھے کہ کیا ہمارے برادران وطن ہم سے زیادہ مسرف ہیں اور عیش پرست ہیں۔ کیا ان میں رشک حسد نفاق و شقاق کی گرم بازاری ہم سے زیادہ ہیں کیا وہ اسراف و نمائش کے ہم سے زیادہ خوگر ہیں۔ کیا انمیں خیرات و مبرات ہمسے کم ہے، کیا انہیں کنوئیں، دھرم شالے، مدرسے یتیم خانے اور دوسرے نفع خلائق کے کام ہم سے کم جاری ہیں۔ اگر کم نہیں ہیں تو پھر دولت نے انہیں کونسا اخلاقی نقصان پہنچایا اور خود قرن اولیٰ کے مسلمانوں کو دولت کی کثرت نے کیا نقصان پہنچایا تھا۔ جبکہ مدینہ کی گلیوں میں صحابہ کرام جھولیوں میں سونا بھر کر تقسیم کرتے پھرتے تھے اور بوجہ خوشحالی کے کوئی ان کا لینے والا نہ ملتا تھا۔ اور اب انہیں کے اخلاف اس نوبت کو پہنچ گئے کہ انکی مسجدیں مسمار ہوتی ہیں۔ وہ راضی ہوتی ہیں۔ مقدمات میں ماخوذ ہوتے ہیں، تمام ہندوستان کے اخبارات میں اور وفود کے ذریعہ سے چندے کی اپیلیں ہوتی ہیں اور روپیہ فراہم نہ ہونیکی وجہ سے ملزموں کی پیروی نہیں ہو سکتی۔ محلے کے محلے ویران ہو جاتے ہیں اسپر ارشاد ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے طریقہ کے مطابق حصول دولت میں سعی نہ کرو ایسا نہو کہ مسلمانوں میں اہل یورپ کے عیوب پیدا ہو جائیں حالانکہ ان عیوب کی اس سے زیادہ وقعت نہیں کہ جیسے کوئی شخص ریل کی خرابیوں اور تکالیف کی نسبت یہ بیان کرے کہ وہ بے اختیاری کی سواری ہے یا اسمیں سفر کرتے وقت بعض وقت آنکھ میں کوئلہ گر جاتا ہے یا وہ ٹکرا جاتی ہے تو صدہا آدمی اس سے مر جاتے ہیں بہر حال اس مختصر تحریر میں گنجایش نہیں کہ مسلمانوں کی موجودہ حالت اور اس سے نکلنے کی تدابیر کی تفصیل کیجائے جن اصحاب کو میرے خیالات معلوم کرنے ہوں وہ رسالہ جواز سود معہ فتاویٰ ہیرنگ یا آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر مجھ سے منگالیں۔ فقط

طفیل احمد ولایت منزل علیگڈھ

صورتیں بدلنے کا زمانہ

کیا وہ زمانہ آگیا ہے، جسکی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ قرآنمجید میں ایسی قوموں کا ذکر ہے جنھوں نے سیدھی راہ چھوڑ کر الٹی راہ اختیار کی۔ انہوں نے نبیوں کو جھٹلایا۔ انکا مضحکہ اڑایا اور انکی تعلیمات کی پرواہ نہیں کی۔ جسپر انکی شکلیں مسخ کر دیگئیں۔ چہروں کا مسخ ہونا کوئی خیالی بات نہیں ہے۔ ایسا ہونا ممکن ہے حال ہی میں ولایت میں ایک نیا مرض پیدا ہوا ہے جس سے سفید رنگ سیاہی سے بدلجاتا ہے اور بھلا چنگا سفید رنگ انسان سیہ فام ہو جاتا ہے اور اسکی شکل صورت بالکل بدل جاتی ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ زمانہ عنقریب مسلمانوں پر بھی آنیوالا ہے اسلئے کہ انمیں وہ تمام خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ جن کے پیدا ہونے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ انکی صورتیں بدل دیجائینگی اور چہرے مسخ ہو جائینگے۔ (مسلم راجپوت امرت سر ۱۰ ستمبر)

شاہان مغلیہ کی آمدنی

بابر کی سالانہ آمدنی ۲۶ لاکھ پونڈ تھی۔ جلال الدین اکبر کی سلطنت بہت وسیع تھی جسمیں ۳۴۰۰ شہر اور ۱۲۰ بڑے بڑے شہر اور پانچ لاکھ گاؤں تھے اسکی سالانہ آمدنی ۳۲۰۰۰۰۰۰ پونڈ تھی۔ جہانگیر کی سالانہ آمدنی ۱۹۶۸۰۰۰۰ پونڈ تھی۔ شاہجہاں کی سالانہ آمدنی ۲۴۷۵۰۰۰۰ پونڈ تھی۔ اورنگ زیب کی سالانہ آمدنی ۱۶۶۷ء ۳۰۵۰۰۰۰

علوم مشرقی اور مسلم یونیورسٹی

ہمعصر "نیر اعظم مراد آباد" ایک مقالہ میں یہ نہایت بہتر تجویز پیش کی ہے کہ علوم مشرقی کی خدمت کے سلسلہ میں مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کو منشی فاضل، مولوی فاضل، کے امتحانات اور ڈگریاں جاری کرنی چاہئیں اور اسکے ساتھ بی اے ایم اے کا امتحان دینے کی سہولت بہم پہنچانی چاہیئے جیسا کہ پنجاب یونیورسٹی میں ہے۔ اسطرح سے اردو زبان کی خدمت میں بھی معاونت متصور ہے۔ یہ تجویز بیمثار ہے۔ اسوقت ہم محترم نیر اعظم کی تائید میں آواز بلند کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ارباب مسلم یونیورسٹی اس معاملہ پر توجہ فرما کر مسلم قوم کی بہبودی کے ایک عمدہ ذریعے کو عملی جامہ پہنانے کی سعی فرمائینگے۔ مزید وضاحت اور دلائل کی اگر ضرورت ہو تو یقین ہے کہ ہمعصر نیر اعظم اور کوکب ہند نیز دیگر قومی جرائد مدلل بیانات پیش کرینگے۔ والعاقل تکفیہ الاشارہ

اخبار عالمگیر امرتسر

جناب خواجہ محمد ضیاء اللہ صاحب و جناب حکیم محمد یعقوب صاحب کی ادارت میں امرت سر سے ہر دوسرے روز شائع ہوتا ہے۔ جسقدر پرچے اب تک شائع ہو چکے ہیں وہ بہترین شاہد ہیں کہ معزز ادارہ عالمگیر پوری محنت اور توجہ سے کام کر رہا ہے ہم امید کرتے ہیں کہ اگر ایسی توجہ سے کام ہوتا رہا تو عالمگیر اپنی اشاعت و مقبولیت کے لحاظ سے اسم بامسمی ہو جائیگا۔

سالانہ پانچ روپے قیمت بھجا مناسب ہے۔

جریدۂ القاسم امرتسر

یہ پندرہ روزہ جریدہ اہلسنت و جماعت کا بہترین پرچہ ہے۔ تازہ اشاعت میں یہ پڑھکر افسوس ہوا کہ مالی مشکلات اسکے لئے باعث تکلیف ہیں۔ ہماری دلی تمنا ہے کہ محترم القاسم کی جانب حنفی برادران کرام پوری توجہ فرما کر اسکے مفید وجود کو قائم رکھیں۔ ہمت مرداں مدد خدا۔

رسالہ حنیف

جناب غازی محمود دھرمپال بی اے کے نام سے مذہبی ہندوستان خوب واقف ہے۔ موصوف نے ایک ماہوار رسالہ حنیف جاری فرمایا ہے جسکے دو نمبر شائع ہو چکے ہیں (۱) ہندو مسلم اتحاد کی بنیادی پتھر (۲) خنجر بیداد۔ دونوں پرچے نہایت قابلیت سے ایڈٹ کئے گئے ہیں۔ غازی محمود ایک قابل گریجویٹ ہیں۔ اپنے انداز تحریر میں بھی نمایاں امتیاز رکھتے ہیں۔ حنیف نمبر اول میں اپنے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے۔ نمبر دوم میں آغشہ لائیکر کس ز راستر باب آوریا بی یہ چار بہترین تاریخی مضامین ہیں۔ امید واثق ہے کہ حنیف کامیاب ہوگا۔ خنجر بیداد واقعی بہت دلچسپ اور شائقین محققین کے لئے مفید ہے۔ علمی ذخائر چاہنے والے ضرور خرید کر مستفیض ہوں قیمت فی پرچہ ۱۲ سالانہ چار روپیہ ہر پرچہ کی ضخامت ۹۶ صفحے سائز ۱۸+۲۲ پتہ

جناب غازی محمود دھرمپال بی اے لودہیانہ پنجاب

©Afnan Library Trust, 2026

نمائش و میلی کی مذہبی کانفرنس میں بہائی نمایندے

مذہبی کانفرنس و میلی کا پروگرام جو کل کی ڈاک میں موصول ہوا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہل بہاء کی جانب سے دو محترم نمایندے تقریر کرینگے ایک امریکہ اور کنیڈا کی متحدہ محفل مرکزی کے صدر مسٹر ماونٹ فرڈ ملس۔ دوسرے جناب روحی افنان جو حضرت عبدالبہاء کے نواسوں میں سے ہیں۔

حکم نہ ہو اس کانفرنس میں مضامین و تقاریر نہایت ضروری ہے یہ بھی ہے کہ ہر مقرر اپنے مذہب کی نمایندگی میں اپنے دلائل و محاسن بیان کر سکتا ہے کسی دوسرے مذہب پر حملہ نہیں کر سکتا یہ تجویز بہت ہی خوب ہے تحقیقات کو ہر مذہب کی خوبیاں معلوم ہونگی اور مخالفت باہمی کی خلیج وسیع نہ ہوگی، یہ بھی امر بہائی کا ایک قدرتی نفوذ ہے کیونکہ امر بہائی شروع سے ہی ایسے ایوان مذاہب کی تحریک کر رہا ہے جسمیں مجتمع ہوکر مختلف مذاہب کے افراد اپنی خوبیاں بیان کریں کسی دوسرے مذہب پر حملہ نہ کریں سو الحمد للہ کہ یہ الٰہی مقصد بڑی شان سے پورا ہوتا جا رہا ہے۔

صوفیاء کی نمایندگی جیسا کہ پہلے بھی ذکر آچکا ہے پروگرام میں صوفیاء کرام کی نمایندگی جناب حافظ روشن علیہ صاحب قادیانی کرینگے۔ اسلئے حافظ صاحب موصوف نے اپنے نام کیساتھ "نقشبندی" لکھایا ہے ہمیں تعجب ہے کہ موصوف "نقشبندی" کیونکر بن گئے۔ جناب میرزا صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ میرے سوا اب تمام سلاسل بیعت منقطع ہوگئے اب کوئی "نقشبندی" وغیرہ معتبر نہیں پھر احمدی حضرات کیوں اپنے نبی و مرشد کے خلاف قدم اٹھاکر فرضی طور پر اپنے کو نقشبندی کہلا رہے ہیں ؟ ؟ ؟

جناب امام جماعت قادیان مکہ میں ہم جناب امام جماعت قادیان کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ان احادیث مبارکہ پر عمل کرایا جو کوکب ہند میں جولائی میں ہمنے نقل کی تھیں جنمیں مکہ کی فضیلت بیان ہوئی ہے چنانچہ اسی کو یاد کرکے خود جناب امام جماعت قادیان فرماتے ہیں (الفضل ۱۳ ستمبر) "بہائی لوگ مکہ کے متعلق جو روایات ہیں انکو اپنے اوپر چسپاں کرتے ہیں"۔ موصوف مکہ تشریف لیگئے جسکا ذکر مفصل طور پر خود موصوف نے اپنے خط مطبوعہ الفضل ۱۳ ستمبر میں کیا ہے۔ اس خط سے اس شامی مکتوب کے مضمون کی تصدیق ہوگئی جو کوکب ہند ۹ ستمبر میں شائع ہوا ہے۔ اسی سلسلہ میں ایک تازہ مکتوب مرسلہ محترم آقا میرزا ہادی شیرازی سے معلوم ہوا کہ دو احمدی حضرات شوقی آفندی کے ہاں پہنچے۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھی ایک صاحب جو مدیر نگار جناب عرفانی تھے۔ چند سادہ اور سطحی سوالات کئے جوابات لکھے اور واپس ہونے لگے۔ ہر چند اصرار کیا گیا مگر وہ نہ ٹھہرے اور چلے گئے۔ خود جناب امام جماعت قادیان بھی مکہ کی سیر میں مضطرب نظر آتے۔ الفضل ۱۳ ستمبر کا خط کافی شہادت ہے جسمیں کئی باتیں غلط اور بے بنیاد بھی تحریر فرمادی ہیں۔ ہم ایسے ادنیٰ معاملات کو اہمیت نہیں دینا چاہتے ورنہ مفصل لکھتے مثال کے طور پر ایک بات یہ ہے کہ جناب امام جماعۃ قادیان تحریر فرماتے ہیں۔ "مکہ میں صرف دو بہائی ہیں"۔ یہ کسقدر خلاف واقعہ ہے۔ باشندگان کی شہادت نقل کرکے خود ہی اسی مضمون میں دوسری جگہ فرماتے ہیں "سارے عرصہ میں کوئی بیس کے قریب بہائی ہیں اور کچھ یہاں تین مکہ میں ہیں"۔

جناب امام جماعۃ قادیان جسطرح محترم بزرگوں کا ذکر کرتے ہیں وہ بھی اعلیٰ شائستگی سے گرا ہوا ہے ٭

محترم مہمان فضلائے کرام کے مشاغل اکبرآباد میں

حضرت میرزا محمود زرقانی و حضرت شیخ محی الدین کردی سلطان ہوٹل آگرہ میں قیام پذیر ہیں۔ روزانہ مختلف مذہب و ملت کے معزز افراد ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں۔ علمی و دینی مذاکرات کا سلسلہ جاری ہے۔

ٹی پارٹی جناب مکرم خواجہ عبدالواحد صاحب مالک نیشنل فٹ ویر آگرہ نے ۱۵ ستمبر کی شام کو مہمان فضلاء کو ٹی پارٹی میں مدعو فرمایا۔ شہر کے معزز حضرات کی ایک جمعیت بھی تھی۔ مفید و مسائل دین پر روح پرور بیان سے مذاکرہ ہوا ۱۸ ستمبر کو مہمان فضلاء آگرہ سے نقل و حرکت کا ارادہ رکھتے ہیں۔

افسوسناک لڑائی ۱۴ ستمبر جمعہ کے دن جامع مسجد آگرہ میں شیعیہ سکول آگرہ کے شیعہ عربی کے دو طالبعلموں میں جنگ ہوگئی۔ بنائے جنگ کے متعلق مختلف افواہیں مشہور ہیں لیکن بڑی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ سبق لینے میں تقدیم و تاخر کے سوال نے یہ نوبت پہنچائی پہلے زبانی تکرار ہوئی پھر چھریاں چل گئیں ایک لڑکا زخموں سے مرگیا دوسرا مجروح ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

گارڈن پارٹی ۱۲ ستمبر شام کے وقت بیکر پارک میں انجمن قریشی آگرہ کی طرف سے جناب خانصاحب امتیاز محمد خانصاحب کوتوال شہر آگرہ کی صحت یابی کی خوشی میں "خانصاحب موصوف" اور معززین شہر کو ایک گارڈن پارٹی دیگئی۔ جسمیں یورپین افسران و خواتین بھی شامل تھیں۔

پارٹی کے اعلیٰ انتظام و اہتمام کے لئے ہم اپنے محترم دوست جناب شیخ لطیف الدین احمد صاحب مشہور ادیب اکبر آبادی کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

سیلاب کی طغیانی آجکل الور کا بند ٹوٹ جانیسے آگرہ کے مغربی علاقہ میں ایک سیلاب عظیم چل پڑا ہے۔ جو آبادیوں کو غارت کرتا ہوا آگرہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر پہنچ چکا ہے۔ بعض دیہات غرقاب ہوگئے اور اتلاف جان و مال بحساب ہوا۔ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ سطح آب پر بعض جگہ آدمیوں کے سر عورتوں کے سروں کے بال جانور کے سینگ نظر آتے ہیں۔ جو لوگ اونچی جگہوں پر تھے وہ درختوں پر چڑھے ہوئے ہیں۔ پانی سے نکالکر خشکی پر لانے کے لئے فی کس تین روپیہ مقرر ہیں۔ سیوا سمتی کے ہندو نوجوان اخلاص سے کام کرتے اور ہندو برادران سیلاب زدہ لوگوں کے لئے غلہ پہنچانے میں مصروف ہیں۔ چنانچہ بعض تفصیلات سے معلوم ہوا کہ جسنے ان لوگوں کو اسطرح پہنچائے جاتے ہیں جیسے توپ کے ذریعہ گولہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پھینکا جاتا ہے موٹر لانچیں اور کشتیاں سب خدمتیں مصروف ہیں۔ آگرہ کے بعض رئیسوں کے متعلق سرکاری طور پر اعلان ہو چکا ہے کہ لوگ اپنے جان و مال کی حفاظت کریں مبادا کہ سیلاب کا زور وہاں تک پہنچ جائے

کوکب ہند کا میلاد نمبر خوشی کی بات ہے کہ میلاد نمبر کا وقت قریب آرہا ہے۔ میلاد نمبر ایک بہت دلکش پرچہ ہوگا۔ مضامین عالی۔ اور نظم منتخب شائقین منتظر ہو جائیں۔

(مینیجر)

زرّین تاج

تاریخی - ادبی - روحانی

بہت عمدہ رسالہ۔ مضامین اچھے۔ کاغذ اعلیٰ لکھائی چھپائی مناسب سائز خوبصورت ترتیب موزوں قیمت کم۔ جلد جلد درخواستیں آئیں قیمت سالانہ دو روپے مع محصولڈاک ہے میرے بھائی بالخصوص بہنوں کو توجہ ضروری۔

طاہرہ خانم آگرہ

ایک مفید و دلچسپ زنانی ادا کا ہفتہ وار اخبار

الناصر

آگرہ یوپی

۲۱ مارچ ۱۹۲۳ء سے اخبار "الناصر" نہایت آب و تاب سے شائع ہو رہا ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ مضامین غرض ہر لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہے۔ اسوقت اسلامی دنیا میں وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ دیگر ممالک تک جا رہا ہے۔ اسکے لائق اڈیٹر جو کہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے گولڈ میڈلسٹ رہ چکے ہیں اور جو کہ نثر و نظم پر قلم و نکتہ سنجی کے لحاظ سے کارڈینشن دربار سنہ ۱۹۱۱ء میں دنیا کے نامور مدیران اخبار کے زمرہ میں مدعو کئے گئے تھے۔ "الناصر" کا نمونہ مفت منگا کر ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت سالانہ صرف طلباء سے نصف۔ کوسار سے غ نہایت ارزاں نرخ پر اشتہارات بھی اسمیں شائع ہوتے ہیں ٭ ٭ ٭

المشتہر مینیجر اخبار الناصر آگرہ یوپی

وائسرائے ہند کا خریدار بنئے اور مزدوری

یہی پیچ تو نرالا ہے جہاں سے اڈمیٹر جسکا اترا آسماں سے

دنیا بھر کی دلچسپیوں کا مجموعہ اور اخبارات عالم کا خلاصہ اور عطر اگر آپ فرمانا چاہیں تو ہفتہ وار اخبار "اولڈ انڈیا" دہلی کے خریدار بنجائیے۔ حضرت علامہ سید ابوالبرکات محقق دہلوی جانشین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا نام نامی اسم گرامی اسبات کی کافی ضمانت ہے کہ یہ پرچہ کس پایہ کا ہوگا۔ جنکی سرپرستی میں یہ پرچہ شائع ہوتا ہے اسکی دلچسپی کے ثبوت میں صرف ایک خط کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیے۔

گورنر کمپ بمبئی ۱۳ مئی ۱۹۲۳ء — پرائیوٹ سکریٹری ٹو دی گورنر آف بمبئی

پیارے جناب! مجھے حکم ہوا ہے کہ آپکو مطلع کروں کہ ہز ایکسیلنسی گورنر بمبئی نے اخبار اولڈ انڈیا کو بڑی دلچسپی کیساتھ پڑھا پس آپ ہز ایکسیلنسی کے نام اخبار جاری کر دیجئے اسیطرح حضور وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند ۹ مئی ۱۹۲۳ء کی چٹھی کے ذریعہ اور نیز ہز ایکسیلنسی گورنر مدراس ۱۵ مئی ۱۹۲۳ء کی چٹھی کے ذریعہ اسکو خریدا ہے۔ ہندوستان کے سب سے بڑے آدمی کی تصدیق کے ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ کو کم یکسال آنریبل اسکے خریدار ہو کر ہمارے قول کی تصدیق کریں۔ سالانہ چندہ عوام سے چھ ماہ ۳ غ تین ماہ ۱ غ نمونہ مفت راجہ گفت بیمعاوضہ کر سکتے ہیں

©Afnan Library Trust, 2026

I No 16

رجسٹرڈ نمبر A ۱۳۳۱
مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۲ء

کوکبِ ہند آگرہ

ہر انگریزی ماہ کی یکم ۹-۱۷-۲۵ کو شائع ہوتا ہے قیمت سالانہ للعہ ششماہی عہ سہ ماہی عہ ؛ اجرت اشتہارات بحساب فی کالم للہ

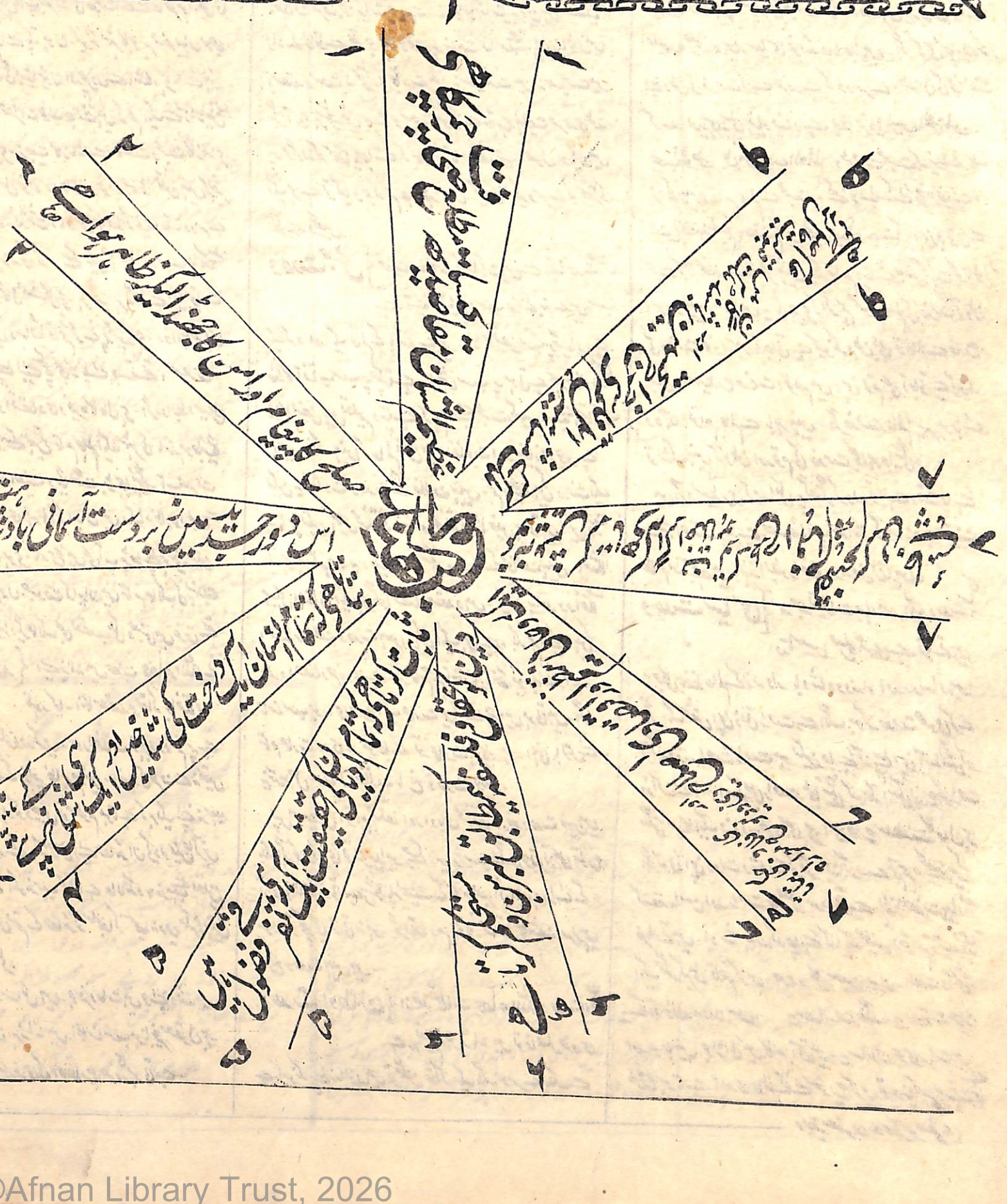

©Afnan Library Trust, 2026

حضرت میرزا محمود زرقانی کا لیکچر

(۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۲۳ء)

انٹرنیشنل فیلوشپ سن جانس کالج آگرہ میں

جناب میرزا محمود زرقانی حضرت عبدالبہاء کے پرائیوٹ سکرٹری رہ چکے ہیں۔ حضرت عبدالبہاء کا سفرنامہ یورپ امریکہ دو جلدوں میں آپ ہی مرتب کیا ہے۔ تیسری جلد جسمیں حضرت عبدالبہاء کے لیکچرز ہیں۔ آپ عنقریب شائع کرینگے۔ آپ سنہ ۱۹۱۳ء سے ہندوستان میں سات آٹھ سال تک رہ چکے ہیں۔ اب آپ مع ایک مصری عالم جناب شیخ محی الدین صاحب کے وارد ہند ہوئے ہیں۔ انٹرنیشنل فیلوشپ کے اہل علم ممبروں کے سامنے آپکا جو لیکچر ہوا درج کیا جاتا ہے۔ میرزا صاحب فارسی میں تقریر فرماتے تھے اور انگریزی میں ترجمہ ہوتا جاتا تھا۔

آغایان محترم۔ بندہ کے لئے کسقدر خوش قسمتی ہے کہ اس پرفضا وقت اور ہوادار مقام میں آپ حضرات کی خدمت کے لئے حاضر ہوا۔ میں گویا سب آگرے کو اپنے سامنے پاتا ہوں۔ کیونکہ شہر کا جوہر عنصر یہاں موجود ہے۔ یہ بات آپ حضرات کی پیشانیوں اور چہروں سے آشکار ہے۔ اسلئے میں بہت متشکر ہوں۔ آپ حضرات خوب جانتے ہیں کہ ہم ایک نئے زمانہ میں ہیں۔ یہ عصر جدید علم کا زمانہ ہے۔ تربیت کا زمانہ ہے۔ الفت و محبت کا زمانہ ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر اساس خواہ روحانی ہو خواہ جسمانی ممکن نہیں کہ بغیر روابط کے قائم رہ سکے۔ گذشتہ زمانوں میں ممکن تھا کہ ایک ملک دوسرے ملک سے روابط کے بغیر زندگی گذار سکے لیکن آجکل دوسرے ممالک سے روابط قائم کئے بغیر زندگانی مشکل ہے۔ ہر شعبہ ہر ملک سے اپنی تجارت یا ادارے کے لئے دنیا میں وسائط قائم کرنے پر مجبور ہے۔ روابط سیاسی بھی جو آجکل موجود ہیں پہلے ایسے کچھ بھی نہ پائے جاتے تھے اسیطرح روابط تجارتی و صناعی و اقتصادی وغیرہ کا حال ہے۔ اگر روابط اسیطرح ترقی پذیر رہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ تمام عالم ایک شہر کی مانند ہو جائیگا۔ کیونکہ روابط بڑھنے سے الفت و یگانگت بڑھ جائیگی۔ آپ حضرات جانتے ہیں کہ تخمیناً ایک صدی ہوئی کہ ایران میں ایک امر ظاہر ہوا جس سے آپ سب حضرات واقف ہونگے۔ تاریخ میں بھی آپ پڑھ چکے ہونگے۔ لیکن میں باایں ہمہ مجملاً بیان کرتا ہوں۔ جسوقت کہ ایران میں تمام ممالک کی بہ نسبت تعصب بہت زیادہ تھا۔ نیز دیگر ممالک بھی تعصب ملکی و جنسی میں غرق تھے

ظہور بہاء اللہ ایسے زمانہ میں حضرت بہاء اللہ نے ظہور کیا۔ انکا مقصد یہ تھا کہ جو اختلاف اقوام و ادیان میں ہے اسکو دور کریں۔ اور اختلاف مذہبی دو قسم پر ہے ایک قسم تقالید ہیں جو علماء کے ذریعہ ظاہر ہوئیں۔ انبیاء کی طرف سے نہ تھیں چنانچہ اگر ہم ہر ملت کے افراد کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک اپنے مذہب سے پوری واقفیت نہیں رکھتے بلکہ بعض ایسے عقائد ان کی دلوں میں جاگزیں ہو گئے ہیں اور لوگوں نے انکو مذہب سمجھ لیا ہے حالانکہ وہ مذہب سے تعلق نہیں رکھتے۔ جبتک ہم اس قسم کے عقائد کو سلجھا کر سمجھا نہ دیں ممکن نہیں کہ وحدت و الفت پیدا ہو سکے۔

دوسری قسم وہ اختلافی مسائل ہیں۔ جو فروعات ہیں جو اپنے وقت میں نہایت مناسب تھے لیکن ہر زمانہ میں انکا مناسب ہونا غیر معقول ہے۔ اسکے لئے ہر عصر میں ان امور فرعی کی اصلاح ضرور ہوتی ہے۔

حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کا پہلا مقصد یہی اصلاح ہے کیونکہ جبتک یہ دونوں امور یعنی تقالید اور امور فرعی اصلاح نہ پائیں دیگر اصلاحات غیر ممکن ہیں۔

مقصد عزیز لہذا پہلے اسی مقصد عزیز کو بیان فرمایا ہے کہ تمام دین حقیقت میں ایک ہیں۔ اصول میں کچھ فرق نہیں۔ سب ایک مبدء (خالق) کے معتقد ہیں۔ کمالات انسانی کو سب مانتے ہیں اسلئے ارشاد کیا ہے کہ عالم انسانی کی وحدتوں میں سے

وحدت ادیان ایک وحدت ادیان ہے۔ حقیقتاً تمام ادیان ایک ہیں۔ سب کے اصول ایک ہیں۔ اختلاف صرف جزئیات میں ہے۔ یہ جزئیات ہر دین میں مقتضیات زمانہ کے لحاظ سے تھے جو اپنے وقت پر نہایت مناسب تھے۔ پہلے زمانوں میں اسقدر وسعت نہ تھی نہ تجارت میں نہ سیاست میں نہ سیاحت میں مگر آج ہر شعبہ میں بہت توسعت ہو گئی ہے۔ آج نہایت ضروری طور پر لوگوں کو سمجھایا جائے کہ ہمارا سبکا مقصد جب اصول ادیان میں ایک ہی ہے تو کیا وجہ کہ ہم جدا جدا رہیں۔ کیوں ایکدوسرے کو تحقیر کی نظر سے دیکھیں

وحدت جنس حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات میں سے ایک وحدت جنس ہے۔ آپنے فرمایا ہے کہ سب خدا کے بندے ہیں۔ سب ایک کرہ اور ایک عالم کے باشندے ہیں۔ خدا کا فیض سب پر یکساں ہے۔ خدا کا آفتاب سب پر چمکتا ہے۔ بارش سب پر ہوتی ہے پھر تفاوت کیا۔ خدا کا فیض ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ ہم سب سے محبت رکھیں۔ سب سے اتحاد کریں۔ اسمیں شک نہیں کہ عالم خلق میں تفاوت اور امتیاز موجود ہے لیکن یہ تفاوت وحدت کے خلاف نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ درخت ایک ہوتا ہے لیکن اسمیں مختلف تنے اور مختلف شاخیں ہوتی ہیں لیکن درخت ایک ہی ہوتا ہے۔ یہ امتیازات اسکی وحدت کے مخالف نہیں۔ یا مثلاً ہیکل انسانی ایک ہے مگر اعضاء متعدد ہیں۔ لیکن یہ تعدد و اختلاف اعضاء مخالف وحدت نہیں ہیکل ایک ہی ہے۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ تعدد اعضاء ضروری ہے۔ اگر تمام جسم آنکھ ہی آنکھ ہو جائے تو بہت نامناسب ہو۔ اسی طرح ایک عمارت میں مختلف چیزیں ہوتی ہیں۔ اگر تمام عمارت در ہی در ہو جائے تو عمارت بیکار ہو۔ انہی باتوں سے یہ نکتہ حل ہو گیا کہ اختلاف مانع وحدت نہیں۔

پس اسیطرح اقوام مختلفہ اور ادیان مختلفہ مانع وحدت نہیں ہیں بلکہ اگر کوئی ایسی قوت پیدا ہو جسکے زیر اثر سب لوگ ہوں تو بھی تنوع آراء باعث ترقی ہے مثلاً پارلیمنٹ کے تمام ممبر اگر ایک ہی رائے کے ہوں تو کچھ بھی ترقی نہ ہو۔ مگر تصادم افکار مختلفہ کاشف اسرار ہیں مانع وحدت نہیں ہیں۔

وحدت اوطان ازجملہ تعلیمات بہاء اللہ وحدت اوطان ہے یہ تعلیم اس زمانہ میں تو خاصکر ضروری ہے۔ کیونکہ پہلے زمانوں میں تو ممکن تھا کہ ایک ملک دوسرے ملک سے الگ رہکر زندگی بسر کر سکے۔ مگر اب یہ ممکن نہیں اور اگر اسی طرح ترقی جاری رہی تو آئندہ علیحدہ رہنا اور بھی مشکل ہو جائیگا۔ اسمیں شبہ نہیں کہ ان روابط کا ہونا ضرور ہے۔ اس دنیا کی مثال ایک ملک کی سی ہے جسکے شہر اگر باہم متحد ہوں تو اچھا ہے نہ یہ کہ متفرق ہوں۔ اس حیثیت سے حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ عالم ایک وطن ہے۔ ہمیں نہ چاہئے کہ خطوط وہمی کی وجہ سے عالم میں تقسیم و تفریق کریں۔ ایسی تقسیم جو لڑائی جھگڑے کا سبب ہو۔ آج تمام ممالک میں سب سے بڑا فخر یہ ہے کہ اپنے کو وطن پرست یا قوم پرست سمجھتے ہیں۔ اسے مایۂ ترقی و تقدم جانتے ہیں۔ لیکن حضرت بہاء اللہ نے فرمایا کہ زحمت و مشقت کی پہلی بنیاد یہی ہے کیونکہ ملکوں کے فوائد مختلف ہیں۔ تجارتی فوائد الگ الگ ہیں۔ زراعتی فوائد علیحدہ علیحدہ ہیں۔ سیاسی فوائد جدا جدا ہیں۔ اگر کوئی چاہے کہ اپنے وطن کی خدمت کرے ضرور ہے کہ دوسرے وطنوں کی مخالفت کرے۔ اور یہی پہلی بنیاد فساد ہے۔ لہذا فرمایا لیس الفخر لمن یحب الوطن بل لمن یحب العالم وطن سے محبت کرنیوالے کا فخر کچھ نہیں تمام عالم سے محبت رکھنے والے کے لئے فخر ہے، لیس الفضل لکم بل لکم ان تحبوا ابناء جنسکم اپنی جانوں سے محبت کرنا تمہارے لئے فخر نہیں بلکہ تمام ابنائے جنس سے محبت کرنا فخر ہے اس وسیع دامن میں یہ بات ہے کہ اگر ہم عموم عالم کی خدمت کریں تو وطن کی خدمت خود اسمیں آجاتی ہے کیونکہ وطن بھی تو عالم سے خارج نہیں۔ اسیطرح خدمت اقوام میں اپنی قوم بھی آجاتی ہے کیونکہ وہ بھی اقوام عالم سے باہر نہیں۔ اگر خدمت عالم میسر ہو جائے تو شک نہیں کہ وطن اور قوم کی خدمت بھی ہو جائیگی۔

میں اگر اسیطرح کے مسائل پر گفتگو کروں تو بہت وقت چاہئے اسلئے اختصار بہتر ہے۔ خصوصاً آپ حضرات کے سامنے جو حقیقت کلام کو سمجھتے ہیں۔ لہذا بطور اختصار عرض کرتا ہوں

وحدت سیاسی ازجملہ تعلیمات بہاء اللہ ایک وحدت سیاسی اور تاسیس صلح عمومی ہے۔ فرماتے ہیں آجکل حفظ عالم کے ذمہ وار بادشاہ و وزراء اور روسا ہیں۔ اگر ایک شخص اپنی ذاتی راحت سے الگ ہو کر خدمت عمومی کرے تو کسقدر باعث راحت ہو لیکن چاہئے کہ پہلے اپنی آسائش کو فدا کر دے آخر اسکو بھی راحت ملیگی کیونکہ اسکی نوع کو راحت ملیگی جسکا ایک فرد وہ خود بھی ہے۔ اسی طرح سلطنت کا حال ہے اگر کوئی اپنی دولت و ثروت کو قربان کر دے تو ہم دیکھتے ہیں کہ کسقدر امن اور راحت حاصل ہو جاتی ہے۔ لہذا حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں۔ بادشاہوں کو چاہئے کہ ایک مجلس اقوام ترتیب دیں۔ ایک محکمہ کبریٰ قائم کریں۔ حدود و کل معین ہوں۔ الفت و آشتی کے قانون مدون ہوں۔ یہ مصارف جنگ۔ یہ اوقات عزیز اور یہ جانیں جو لڑائی میں کام آتی ہیں۔ یہ سامان جو محاربات میں خرچ ہوتا ہے۔ آبادی عالم کے لئے خرچ کریں تو دنیا کیسی بہشت بنجائے

(بقیہ مضمون ملاحظہ ہو صفحہ ۷)

©Aman Library Trust, 2026

مذاکرہ علمیہ

۲۱ ستمبر روز یکشنبہ شہر اٹاوہ میں حضرت میرزا محمود زرقانی اور جناب سید صادق حسین صاحب احمدی کے مابین مذہبی مکالمہ ہوا دونوں بزرگوں کا بیان تحریری ہم آئندہ شائع کرینگے۔

ختم نبوت ؎ مزید زبانی گفتگو بھی ہوئی جسمیں مختلف باتیں زیر نظر آئیں۔

ازانجملہ مسئلہ ختم نبوت تھا۔ حضرت میرزا محمود زرقانی نے فرمایا کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذریت میں نبیوں کے بند کرنیوالے ہیں۔ چونکہ پہلے حضرت ابراہیم ویوح کے سلسلہ میں انکی ذریت نبی ہوتے رہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا کہ وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتاب کہ ہم نے انکی ذریت میں نبوت اور کتاب رکھدی۔ پس حضرت ابراہیم ونوح کے بعد انکی ذریت میں نبوۃ جاری تھی مگر آنحضرت رسول اللہ صلوۃ اللہ علیہ کی ذریت میں آپکے بعد نبوت بند ہے۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں فرمایا یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی کہ اے علی تو میرے لئے بمنزلہ ہارون کے ہے۔ مگر نبی نہیں۔ عرف خلیفہ ہی اسکی تائید وتشریح اس حدیث مبارک سے ہوتی ہے کہ کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی انہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء تکثرون بنی اسرائیل کی نگرانی انبیاء کیا کرتے تھے جب ایک نبی وفات پاتا دوسرا اسکا جانشین ہوتا اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد نبی نہیں۔ خلفاء ہونگے اور بہت ہونگے۔ پس خلفاء کا ہونا ذریت اور سلسلہ محمدیہ میں ثابت کیا جارہا ہے اور اسی سلسلہ محمدیہ میں نبی ہونے سے انکار فرمایا ہے کیونکہ کلام اسی دائرہ میں ہے۔ اسی قسم کی بہت سی عالمانہ باتیں حضرت میرزا محمود زرقانی نے بیان کیں۔

مغرب کے بعد یہ طے ہوا کہ محفوظ الحق علمی کی ایک تقریر ہو۔ علمی نے

دو طریق مذاکرہ ؎ کہا کہ میرے نزدیک دو طریق پسندیدہ ہیں۔ اول یہ کہ جناب سید صادق حسین صاحب حضرت میرزا صاحب قادیانی کے دعاوی ودلائل پر ایک مضمون تیار کرکے کل سنائیں اور میں حضرت بہاء اللہ کے دعاوی ودلائل پر ایک مضمون تیار کرکے سناؤں اور پھر وہ اکٹھے شائع کردیئے جائیں۔ دوسرا طریق یہ ہوسکتا ہے کہ گھنٹے دو گھنٹے حضرت سید صادق حسین صاحب تقریر فرمالیں پھر اتنا ہی وقت جتنا سید صاحب نے لیا ہو میں لیکر تقریر کردوں۔

اس دوسری تجویز سے اتفاق کیا گیا اور پہلے علمی سے تقریر کرنے کو کہا گیا۔ جناب سید صادق حسین صاحب نے فرمایا کہ حضرت بہاء اللہ کی کتابوں سے دعوی اور دلائل پیش کئے جائیں۔ علمی نے عرض کیا کہ آپ چونکہ احمدی ہیں حضرت میرزا صاحب مرحوم کی تحریریں آپ پر حجت ہیں اسلئے بہت مفید اور آسان اور موثر طریق یہ ہوسکتا ہے کہ حضرت میرزا صاحب مرحوم کی کتابوں سے میں سب کچھ بیان کروں۔ حضرت بہاء اللہ کا دعوی حضرت میرزا صاحب کی کتاب سے حضرت بہاء اللہ کے دلائل حضرت میرزا صاحب کی کتابوں سے حضرت بہاء اللہ کی حقانیت۔ حضرت میرزا صاحب کی کتابوں سے ثابت کرونگا۔ کیونکہ حضرت میرزا صاحب کی کتابیں سب سید صادق حسین صاحب کے پاس ہونگی۔ سید صاحب مکرم نے فرمایا کہ ہاں ہمارے پاس حضرت صاحب کی سب کتابیں موجود ہیں۔ بالآخر علمی کی تقریر شروع ہوئی

تقریر علمی ؎ محترم دوستو! جو کچھ میں عرض کرونگا محض خدا کے لئے عرض کرونگا آپ حضرات بھی خدا کے لئے غور فرمائیگا۔ اور مفید نتیجہ اخذ کیجئیگا۔ ہمیں حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے ہرگز کوئی دشمنی نہیں۔ جناب سید صادق حسین صاحب میرے پرانے مخدوم ومحترم ہیں۔ چونکہ حضرت میرزا صاحب کو احمدی احباب نبی اور راستباز تسلیم کرتے ہیں اسلئے میں احمدیوں کے لئے آج حضرت بہاء اللہ کا دعوی۔ دلائل صداقت سب کچھ حضرت میرزا صاحب کی کتابوں سے پیش کرتا ہوں۔

مسیح ومہدی دو شخص ہیں ؎ جمہور اسلام کا اعتقاد ہے کہ مہدی ومسیح دو الگ ہستیاں ہیں۔ یہی عقیدہ اہل بہاء بھی رکھتے ہیں۔ حضرت میرزا غلام احمد صاحب نے جب مسیح موعود ہونے کا دعوی فرمایا تو آپ سے اہل اسلام نے سوال کیا کہ اگر آپ مسیح موعود ہیں تو مہدی کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مہدی کوئی الگ شخصیت نہیں۔ مہدی بھی میں ہی ہوں اور مسیح بھی میں ہی ہوں اور اس مدعا پر حدیث لا مھدی الا عیسیٰ ابن مریم سے استدلال فرمایا

اب میں یہ عرض کرتا ہوں کہ حدیث لا مہدی الا عیسیٰ سے مہدی اور مسیح کے ایک ہونے پر استدلال جناب میرزا صاحب کی تحریر وتسلیم کی رو سے بھی صحیح نہیں۔ اسوقت لا مہدی الا عیسیٰ کے متعلق میں جناب میرزا صاحب ہی کی کتابوں سے بیان کرونگا۔ جناب میرزا صاحب حاشیہ پر فرماتے ہیں۔

"لا مھدی الا عیسیٰ یعنی بجز عیسیٰ اور کوئی مہدی نہیں ہوگا۔ وہ مہدی ہے جو عیسیٰ کے نام پر آئیگا۔ اسی آخری قول کے مصدق وہ اقوال محدثین ہیں جسمیں یہ بیان ہے کہ مہدی کے بارے میں جسقدر احادیث ہیں بجز حدیث عیسیٰ مہدی کے کوئی ان حدیثوں میں سے جرح سے خالی نہیں۔

ہمارا مطالبہ ؎ اسکے متعلق اول تو ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ وہ اقوال محدثین کہاں ہیں جو یہ بتاتے ہیں کہ مہدی کے بارے میں جسقدر احادیث ہیں بجز حدیث عیسیٰ مہدی کے کوئی ابن میں سے جرح سے خالی نہیں۔ وہ کون محدثین ہیں۔ جنہوں نے مہدی کی تمام حدیثوں کو مجروح قرار دینے کے ساتھ ساتھ یہ فرمایا ہے کہ صرف حدیث لا مھدی الا عیسیٰ مجروح نہیں ہے یہ اقوال کہاں ہیں یہ محدثین کون کون ہیں۔ جنہوں نے مہدی کی تمام احادیث کو مجروح کہنے کیساتھ لا مھدی الا عیسیٰ کو مستثنیٰ کیا ہو۔ اگر صرف لا مھدی الا عیسیٰ کو صحیح مانا ہو تو اس سے کب لازم آیا کہ انہیں محدثین نے مہدی کی باقی تمام احادیث کو مجروح قرار دیا ہے۔

دوسرے یہ کہ ابن ماجہ سے یہ حدیث حضرت میرزا صاحب نے نقل کی ہے اس حدیث کیساتھ اسقدر جرح اسی ابن ماجہ میں لکھی ہوئی ہے کہ قریب قریب سارا صفحہ حاشیہ بھرا ہوا ہے جسمیں لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف اور اسکا راوی معتبر نہیں۔

تیسرے اگر اس حدیث کو صحیح بھی مان لیں تو اسکی ترکیب ایسی ہی جیسے لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار جسکے یہ معنی ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام بہت اعلیٰ درجہ کے نوجوان ہیں یہ کہ مطلقاً دنیا میں کوئی نوجوان ہی نہیں۔ اسی طرح لا مہدی الا عیسیٰ کے یہ معنی ہیں کہ مسیح موعود اعلیٰ مہدی یعنی ہدایت یافتہ ہے نہ یہ کہ اسکے سوا کوئی مہدی نہیں

چنانچہ خود حضرت میرزا صاحب اسی چشمہ معرفت صـ۱ پر اس معنی کو تسلیم فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مگر عیسیٰ مہدی ہونا بلکہ سب سے بڑا مہدی ہونا تمام اہلحدیث اور ائمہ اربعہ کے نزدیک بغیر کسی نزاع کے مسلّم ہے"

چنانچہ جب قادیان کا سلسلہ نیا ظہور پذیر ہوا تھا اور جناب میرزا صاحب کا دعوی نبوت یہ رنگ نہ رکھتا تھا۔ جو آج ہے تو حدیث لا نبی بعدی کی (جسکو ایک غلطی کے ازالہ میں صحیح تسلیم کیا ہے) یہ تاویل کیجاتی تھی کہ لا نبی بعدی میں لا نفی کمال کے لئے ہے پس اسیطرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ لا مہدی الا عیسیٰ میں لا نفی کمال کے لئے ہے یعنی مسیح موعود ہی بڑا مہدی یا کامل مہدی ہوگا۔ جب حضرت میرزا صاحب نے مان لیا کہ مسیح موعود کا بڑا مہدی ہونا مسلّم ہے اس سے تو لازم آیا کہ چھوٹا مہدی کوئی ضرور ہے پس مہدی ومسیح کا دو ہونا ثابت ہوگیا۔ جیسا کہ عقیدہ جمہور اسلام ہے۔ نیز حضرت میرزا صاحب رپورٹ جلسہ ۱۸۹۶ء میں فرماتے ہیں کہ مہدی خواہ مسیح ہو یا نہ ہو مگر مسیح کے مہدی ہونیسے انکار کرنا مسلمان کا کام نہیں اس سے بھی مہدی ومسیح کا جدا جدا ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

ایک جگہ حضرت میرزا صاحب فرماتے ہیں کہ لا مہدی الا عیسیٰ کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص مہدی کے رتبہ پر فائز ہی نہیں ہوسکتا۔ جب تک پہلے مرتبہ عیسویت حاصل نہ کرلے۔ پس یہ تو قاعدہ کلیہ کا بیان ہوا۔ اسطرح بتسلیم جناب میرزا صاحب حدیث لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم کو مہدی اور مسیح موعود کے ایک ہونیسے کچھ تعلق نہیں رہا۔ پھر اس سے استدلال کیسا۔

اب میں ایک عجیب حوالہ سناتا ہوں۔ جناب میرزا صاحب باوجودیکہ بار بار مہدی اور مسیح کے ایک ہونے پر زور دیتے رہے پھر بھی انکی قلم سے تحفہ گولڑویہ میں یہ عبارت نکل گئی کہ مہدی اور مسیح اور دجال تینوں مشرق میں ہی ہونگے۔ یہاں مہدی اور مسیح کو الگ الگ لکھ گئے ہیں۔ جبھی تو مہدی اور مسیح اور دجال کو تین اشخاص ٹھہراتے ہیں۔ یہ اقبالی ڈگری ہے۔

اس پرچہ میں چونکہ گنجائش کم ہے اسلئے بقیہ تقریر کا حصہ آئندہ شائع کیا جائیگا۔

حضرت میرزا محمود زرقانی اٹاوہ سے علی گڈھ تشریف لے گئے وہاں سے دہلی تشریف لیجائینگے اور کارونیشن ہوٹل چاندنی چوک میں قیام فرمائینگے۔ شیخ محی الدین صاحب بوجہ علالت آگرہ میں ہی ہیں۔

زرین تاج

تاریخی ادبی روحانی

بہت عمدہ رسالہ مضامین اچھے کاغذ اعلیٰ ٹائٹل چھپائی مناسب۔ سائز خوبصورت۔ ترتیب موزوں قیمت کم جلد جلد درخواستیں آئیں قیمت سالانہ دو روپے معہ محصول ڈاک ہے۔ میرے بھائی بالخصوص بہنوں کو توجہ ضروری

طاہرہ خانم آگرہ

©Afnan Library Trust, 2026

جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت

شمس حقیقت اور چہرۂ احمدیت

جو ہما تھا وہ اب دلبر کا سارا ہو گیا
آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا
شکر صد شکر ملگیا ہم کو وہ لعل بے بدل
کیا ہوا گر قوم کا دل سنگ خارا ہو گیا

خدا کے مقدس نام کی طاقت نے ہمیں احمدی جماعت میں سے کھڑا کیا ہے، تاکہ اخلاقی و اعتقادی کمزوریاں دور ہوں اور سچائی کے بلند مینار سے سالکان احمدیت آسمانی بادشاہ میں داخل ہوں۔ آسمان رحمت کا دروازہ کھولا گیا۔ ہم غریبوں کو فضل سے بلایا گیا۔ ہم تمام بنی نوع پر ظاہر کر دینا چاہتے ہیں کہ ہمیں کسی سے بغض و عناد نہیں ہے ہم سب سے ایسی محبت چاہتے ہیں جیسے ماں جائے بھائیوں میں ہونی چاہیے۔ ہماری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ ہمنے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور ہمیں جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے، اور ہمیں خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا ملا ہے، یہ خداوند قادر مطلق کے کام ہیں اور لوگوں کی نظر میں عجیب" اس پاک بے نیاز کی قدیم سے یہی عادت اور یہی سنت ہے کہ بچوں اور امیوں کو سمجھ عطا کرتا ہے اور دنیا کے حکیموں اور فلاسفروں کی آنکھوں اور دلوں پر تاریکی کے پردے ڈالدیتا ہے۔" (ازالہ)

"نیک بخت انسان کا فرض ہے"

کہ سچائی کے طالبوں کو ہاتھ سے نہ دے۔ بلکہ اگر ایک ادنیٰ انسان کی زبان پر کلمۂ حق جاری ہو اور اپنے آپ سے غلطی ہو جائے تو اپنی غلطی کا اقرار کر کے شکر گزاری کے ساتھ اس حقیر آدمی کی بات کو مان لے۔ ورنہ تکبر کی حالت میں کبھی رشد حاصل نہ ہوگا۔

(ازالہ)

"منجملہ ان اصول کے جن پر ہمیں قائم کیا گیا ہے ایک یہ ہے کہ دنیا میں جسقدر نبیوں کی معرفت مذاہب پھیل گئے ہیں اور استحکام پکڑ گئے ہیں اور ایک حصہ دنیا پر محیط ہو گئے ہیں اور ایک عمر پا گئے ہیں اور ایک زمانہ ان پر گذر گیا ہے انمیں سے کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کی رو سے جھوٹا نہیں اور نہ ان نبیوں میں سے کوئی نبی جھوٹا ہے کیونکہ خدا کی سنت ابتدا سے اسی طرح واقع ہے کہ وہ ایسے نبی کے مذہب کو جو خدا پر افترا کرتا ہے اور خدا کی طرف سے نہیں آیا بلکہ دلیری سے اپنی طرف سے باتیں بناتا ہے کبھی سرسبز نہیں ہونے دیتا"

(بقدر ضرورت)

"وہ ہستی قدیم اور وہ پاک اور مقدس جو تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے وہ کاذب کو کبھی عزت نہیں دیتا۔"

(تریاق القلوب)

اے مومنو!

اگر تم ایک ایسے شخص کو پاؤ جو مامور من اللہ ہونے کا دعوے کرتا ہے اور تمہیں ثابت ہو جائے کہ وحی اللہ پانے کے دعوے پر تئیس برس کا عرصہ گذر گیا ہے اور وہ متواتر اس عرصہ تک وحی اللہ پانے کا دعوی کرتا رہا اور وہ دعوی اسکی شائع کردہ تحریروں سے ثابت ہوتا رہا تو یقیناً سمجھ لو کہ وہ خدا کی طرف سے ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ ہمارے سید و مولی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی پانے کی مدت کسی ایسے شخص کو ملے جس شخص کو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے۔" (اربعین نمبر ۳)

"دیکھو اللہ تعالیٰ ایک موقع پر فرماتا ہے کہ قد خاب من افتری یعنی مفتری نامراد مرگیا۔ اور پھر ایک جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ یعنی اگر یہ نبی جھوٹا ہے تو اپنے جھوٹ سے ہلاک ہو جائیگا اور اگر سچا ہے تو ضرور ہے کہ کچھ عذاب تم بھی چکھو۔ کیونکہ زیادتی کرنیوالے خواہ افترا کریں خواہ تکذیب کریں خدا سے مدد نہیں پائینگے۔"

(اربعین نمبر ۴)

۵ لعنت ہو مفتری پہ خدا کی کتاب میں
عزت نہیں ہے ذرہ بھی اسکی جناب میں

اے عزیزو

تمنے وہ وقت پایا ہے جسکی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور وہ جمال موعود تم میں ظاہر ہوا جسکے دیکھنے کے لئے بہت سے نبیوں نے بھی خواہش کی تھی۔ اسلئے اپنے ایمانوں کو خوب مصفا کرو۔ اور اپنی راہیں درست کرو۔ اپنے دلوں کو پاک کرو اور اپنے مولا کو راضی کرو۔

دوستو

تم اس مسافر خانہ میں محض چند روز کے لئے ہو اپنے اصلی گھر کو نہ بھولو۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر سال کوئی نہ کوئی دوست تمسے رخصت ہو جاتا ہے ایسا ہی تم بھی کسی سال اپنے دوستوں کو داغ مفارقت دے جاؤ گے سو ہوشیار ہو جاؤ۔ اس پر آشوب زمانہ کا اثر تم میں اثر نہ کرے اپنی اخلاقی حالتوں کو بہت صاف کرو۔ کینہ اور بغض و سختی سے پاک ہو جاؤ اور اخلاقی معجزات دنیا کو دکھاؤ۔

(اربعین نمبر ۴)

پردۂ راز

جس زمانہ میں وہ موعود شمس بہار آسمان متجلی ہو رہا تھا اور فرشتے اور روح نازل، اور الٰہی کا نفوذ عالم میں تاثیرات ڈالنے لگا بہت سی ہستیاں کھڑی ہو گئیں، ایک وجود پنجاب میں ظاہر ہوا۔ اور اس نے بار بار اعلان کرنا شروع کیا کہ وقت پورا ہو گیا۔ تمام نشان ظاہر ہو گئے موعود آگیا۔ اور آیت "یا قوم اسمعوا انا اعاء اللہ فی ھذا الفجر الذی منہ اشرقت الانوار تنزل الملئکۃ والروح بروح و ریحان" (مبین) جو ایک عظیم الشان امر ظاہر کرتی ہے۔ اسکی تفصیلی تائید اس وجود نے خوبی کیساتھ کی چنانچہ فرمایا تنزل الملئکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر سلام ھی حتیٰ مطلع الفجر سو ملائکہ اور روح القدس کا تنزل یعنی آسمان سے اترنا اسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعت خلافت پہنکر اور کلام الٰہی سے شرف پاکر زمین پر نزول فرماتا ہے۔ روح القدس خاص طور پر اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اسکے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دنیا کے مستعد دلوں پر نازل کئے جاتے ہیں۔ تب دنیا میں جہاں جہاں جوہر قابل پائے جائے ہیں سب پر اس نور کا پرتو پڑتا ہے اور تمام عالم میں ایک نورانیت پھیلائی جاتی ہے۔ اور فرشتوں کی پاک تاثیر سے خود بخود دلوں میں نیک خیال پیدا ہونے لگتے ہیں۔ اور توحید پیاری معلوم ہونے لگتی ہے اور سیدھے دلوں میں راست پسندی اور حق جوئی کی ایک روح پھونکی دیجاتی ہے اور کمزوروں کو طاقت عطا کیجاتی ہے۔ اور ہر طرف ایسی ہوا چلنی شروع ہو جاتی ہے کہ جو اس مصلح کے مدعا اور مقصد کو مدد دیتی ہے ایک پوشیدہ ہاتھ کی تحریک سے خود بخود لوگ صلاحیت کی طرف کھسکے چلے آتے ہیں۔ اور قوموں میں ایک جنبش سی شروع ہو جاتی ہے۔ تب ناسمجھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ دنیا کے خیالات نے خود بخود راستی کی طرف پلٹا کھایا ہے لیکن درحقیقت یہ کام ان فرشتوں کا ہوتا ہے جو خلیفۃ اللہ کیساتھ آسمان سے اترتے ہیں اور حق کے قبول کرنے اور سمجھنے کے لئے غیر معمولی طاقتیں بخشتے ہیں سوئے ہوئے لوگوں کو جگا دیتے ہیں اور مستوں کو ہشیار کرتے ہیں اور بہروں کے کان کھولتے ہیں اور مردوں میں زندگی کی روح پھونکتے ہیں اور انکو جو قبروں میں ہیں باہر نکال لاتے ہیں۔ تب لوگ یکدفعہ آنکھیں کھولنے لگتے ہیں اور انکے دلوں پر وہ باتیں کھلنے لگتی ہیں جو پہلے مخفی تھیں۔ اور درحقیقت یہ فرشتے اس خلیفۃ اللہ سے الگ نہیں ہوتے اسکے چہرہ کا نور اور اسکی ہمت کے آثار جلیہ ہوتے ہیں جو اپنی قوت مقناطیسی سے ہر ایک مناسبت رکھنے والے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں خواہ وہ جسمانی طور پر نزدیک ہو یا دور ہو اور خواہ آشنا ہو یا بکلی بیگانہ اور نام تک سے بیخبر ہو۔" (فتح اسلام صفحہ ۱۹/۲۱ طبع اول)

"یاد رکھنا چاہئے کہ جو شخص مامور ہو کر آسمان سے آتا ہے اسکے وجود سے علی حسب مراتب سبکو بلکہ تمام دنیا کو فائدہ پہنچتا ہے اور درحقیقت وہ روحانی آفتاب نکلتا ہے جسکی کم و بیش دور تک روشنی پہنچتی ہے اور جیسے آفتاب کی مختلف تاثیریں حیوانات و نباتات و جمادات اور ہر ایک قسم کے جسم پر پڑ رہی ہیں۔ اور بہت کم لوگ ہیں جو ان تاثیروں پر باستغفار علم رکھتے ہیں۔ اسیطرح وہ شخص جو مامور ہو کر آتا ہے تمام طبائع اور اطراف و اکناف عالم پر اسکی تاثیریں پڑتی ہیں اور جسطرح سے کہ اسکا پر رحمت تعین آسمان پر ظاہر ہوتا ہے آفتاب کی کرنوں کی طرح فرشتے آسمان سے نازل ہونے شروع ہوتے ہیں۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۸۶)

حقیقت یہ ہے کہ جب دنیا میں کوئی امام الزمان آتا ہے تو ہزارہا انوار اسکے ساتھ آتے ہیں اور آسمان میں ایک صورت انبساطی پیدا ہو جاتی ہے اور انتشار روحانیت و نورانیت ہو کر نیک استعداد میں جاگ اٹھتی ہیں پس جو شخص الہام کی استعداد رکھتا ہے اوسکو الہام شروع ہو جاتے ہیں۔ اور یہ ایک عام قانون اور سنت الٰہی ہے جو ہمیں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رہنمائی سے معلوم ہوا اور ذاتی تجارب نے اسکا

©Afnan Library Trust, 2026

مشاہدہ کرایا ہے۔ مگر مسیح موعود کے زمانہ کو اس سے بھی بڑھکر ایک خصوصیت ہے اور وہ یہ کہ پہلے نبیوں کی کتابوں میں اور احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کیوقت یہ انتشار روحانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائیگا۔ اور نابالغ بچے نبوت کرینگے اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے اور یہ سب کچھ مسیح موعود کی روحانیت کا پرتو ہوگا۔ (ضرورۃ الامام صفحہ

پس حضرت بہاء اللہ جو اس زمانہ میں آفتاب ہدایت ہیں وہی مسیح موعود تھے۔ انکے ظہور پر نور کی برکات سے بہت سی ہستیاں بیدار اور مستنیر ہو گئیں۔

اب چہرۂ حقیقت سے پردہ اٹھایا جاتا ہے۔

"راز کھلگیا"

یہ الہامی فقرہ آج خوب چسپاں ہوگیا کیونکہ وہ راز جو مدتوں مخفی رہا آج خدا نے کھولدیا اور جماعت احمدیہ میں سے چند نفوس کو کھڑا کر دیا جو اس انکشاف راز کا اعلان کر رہے ہیں۔

معلوم ہے کہ حضرت بہاء اللہ نے ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۸۶۳ء میں مظہر۔ موعود۔ یا مسیح موعود بلکہ موعود کل ادیان ہونے کا دعوے فرمایا اور ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۲ء تک اپنا کام کرتے رہے۔ ہزارہا فداکار مومنوں کی جماعت قائم ہوگئی جو اب تک روز افزوں ترقی پر ہے حضرت بہاء اللہ کے جانشین حضرت عبدالبہاء عباس آفندی ہوئے اور آپ کے بعد آجکل ولی امر غصن ممتاز حضرت شوقی ربانی ہیں۔ یہ تو اصل اور متقدم امر ہے۔ اس سے متاخر وہ معاملہ ہے جو پنجاب میں ظہور پذیر ہوا۔ اس طرف سے آفتاب بہاء پر تو افگن تھا جسکے انتشار نورانیت سے حضرت میرزا غلام احمد صاحب بھی بیدار ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ حکمت الٰہی نے آپکی نظر سے شمس تجلی کے اصلی لقین کو مخفی رکھا۔ اور حضرت میرزا صاحب نے اپنے نام کے پردے میں جماعت کو تیار کیا۔ تاکہ اسطرح جماعت محبوب مقصود کے دروازے پر پہنچائی جاوے اور پھر اپنے وقت پر دربار میں داخل ہو جاوے۔ اب وہ وقت آگیا اور ہم رحمت کے دروازے کھلتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

ہم چند خاکساروں کو خدا نے جماعت قادیان میں سے اٹھایا ہے اور یہ راز منکشف فرما دیئے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب سے پہلے آنیوالے حضرت باب مہدی اور حضرت بہاء اللہ مسیح موعود تھے۔ حضرت میرزا صاحب نے جو کچھ اپنے دعاوی کے لئے بہترین دلائل دیئے ہیں وہ دراصل حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ پر صاف صاف چسپاں ہیں۔ آپ عملاً ان مقاصد کے قریب جماعت کو کر گئے ہیں جو اسوقت مقاصد الٰہیہ ہیں جو اولاً حضرت بہاء اللہ کے ذریعے ظاہر ہوئے۔ اب لفظاً اور معناً ان معارف اور تعالیم کو بھی اکثر لیتے ہیں جو بہائی سرچشمہ سے نکلے۔ باوجود دعوے آپ کبھی بھائی دعاوی کے بالمقابل کھڑے نہیں ہوئے۔ ہماری احمدی قوم کو بھی کچھ اسوۂ حسنہ پر عمل کر کے خدا کے مظہر کے مقابلے سے بچنا چاہیے

اہل قادیان اور اہل فارس

(منقول از اہلحدیث امرتسر مورخہ ۱۹ ستمبر ۲۲ء)

جب سے قادیان میں بہائی مذہب کا ظہور ہوا ہے۔ مرزائی صاحبان میں سے بعض لوگ اس نئے دین (بہائی) کے لٹریچر سے واقفیت حاصل کرنے کے خواہشمند معلوم ہوتے ہیں اگرچہ بہت سے انمیں سے وہ ہیں جو ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے نہیں بلکہ محض جاہلانہ اعتراض کرنے کیلئے ایسا کرتے ہیں۔ تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انکی نظر دنیں بہائی مذہب ایک طوفان کی مانند ہے جو انہیں بہالیجانیکی دھمکی دے رہا ہو۔ لیکن قادیانی اخبارات کی پالیسی تاجروں اور دوکانداروں کی سی ہے انہوں نے ابتک اپنے اخباروں میں ان مسائل کا ذکر نہیں کیا جو اہل بہاء اور مرزائیوں کے مابین اختلافیہ ہیں۔ وہ فقط بہائیوں پر پے در پے اعتراضات کرتے جانا ہی مناسب سمجھتے ہیں۔

اگرچہ ہمارے نزدیک نہ تو فارسی مذہب سچا ہے اور نہ قادیانی مذہب ہیں کچھ صداقت ہے اور نہ ہمیں ان دونوں میں سے کسی کی ضرورت ہے۔ (رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا) تاہم انصاف چاہتا ہے کہ اہل قادیان کے منصف مزاج اصحاب کو توجہ دلائی جائے کہ وہ بہائیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے چند باتوں کا خیال رکھیں جو ان کے لئے از حد ضروری ہیں۔ چنکہ بغیر انکی تحریرات غیر جانبدار لوگوں کی نظر دنیں بے وقعت ہیں۔

(۱) بہائیوں کی تحریروں میں سخت کلامی نہیں ہوتی اسلئے قادیانی تحریر میں بھی ایسی ہی ہونی چاہئیں اور اسلئے یہ ضروری ہوگا کہ منشی قاسم علی صاحب جیسے پرجوش محرروں کو روک دیا جائے کہ وہ بہائی تحریرات کا جواب نہ لکھا کریں۔ [1]

(۲) بہائیوں کا بہت بڑا مطالبہ ہے کہ دنیا سے مرزا صاحب کی صحیحیت اور نبوت سننے سے پہلے ہمارے ساتھ تصفیہ کرلو۔ اس مطالبہ کا پورا کرنا سب کاموں سے زیادہ ضروری ہو لہذا ہندوستان کے کسی بڑے شہر دہلی وغیرہ [2] میں ایک پبلک جلسہ میں یہ روز روز کا جھگڑا ختم کر دینا چاہئے

(۳) بہائیوں کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ آنیوالے مہدی کا بانی فاطمہ ہونا۔ رسول کریم یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر انکا نام ہونا سات برس دعوے کے بعد زندہ رہنا۔ عیسے کے نزول کا منتظر رہنا۔ مکہ معظمہ میں حطیم اور کعبہ کے درمیان بیعت کرانا۔ مقام منا اور مزدلفہ میں علی العموم ندائے ظہور کا بلند ہونا۔ پھر عیسیٰ کا نزول اور آپ کا اقتدار کرنا۔ عیسیٰ کا ارض مقدس میں نازل ہونا پھر آپ کا دینی امور میں حاکم بالاختیار ہونا۔ جزیہ کو موقوف کر دینا جو شریعت میں جائز ہے۔ دینی لڑائی کو موقوف کر دینا جو ہر طرح شرع محمدی میں جائز ہے۔ جبریل کا آپ پر نازل ہونا وغیرہ وغیرہ

نیز توریت وانجیل وادیان مختلفہ کی نبوت کا اسکے حق میں پورا ہونا شرط ہے۔ یہ باتیں بہائیوں کے نزدیک متفقہ عقیدہ اہلسنت والجماعۃ ہے اسلئے انکا فیصلہ ازبس ضروری ہے۔ اگر انکا معقول فیصلہ نہ ہوا تو بہائی قادیانی مولوی بھی مذبذب ہی رہینگے۔

(۴) وہ اعتراضات اہل بہاء پر نہ کیا کریں جو مرزائی مذہب پر بھی وارد ہوتے ہیں۔ مثلاً بہاء اللہ صاحب کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے خدائی کا دعوے کیا فقط یا وہ کسی تاریخی واقعہ سے ناواقف تھے وغیرہ (فاروق ۳۰ اگست) کیونکہ ایسے اعتراضات تو مرزا صاحب پر بھی ہیں۔ انہوں نے الوہیت کا دعوے کیا اور اعتراض ہوئے۔ حضرت محمد بن اسمعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ہمیشہ محمد اسمعیل بخاری لکھا کرتے تھے جو انکی ناواقفی کا ثبوت ہے۔ علاوہ اسکی حدیثوں کے حوالے ایسے غلط دیتے تھے کہ اسکے لئے اخبار اہلحدیث میں ایک سلسلہ کذبات مرزا کے عنوان سے عرصہ تک جاری رہا۔

(۵) بہائی مذہب کے مقابلہ پر ایسے کمزور دلائل سے بھی کام نہ لینا چاہئے جنہیں سوائے مرزائیوں کے کوئی بھی معقول نہ سمجھے مثلاً یہ کہنا کہ بہاء اللہ نے نبوت کا دعوی ہی نہیں کیا اسلئے وہ تئیس ۲۳ سال سے زائد اپنا دعوے پیش کر سکا اور چونکہ اسنے خدائی کا دعوے کیا ہے اسلئے اسکو اس دنیا میں سزا نہیں ملی بلکہ آخرت میں ملیگی (فاروق ۴ جون ۱۹۲۲ء) ایسی دلیلیں مرزائیوں کے لئے تو معقول ہونگی مگر دوسرے معقول آدمیوں کے نزدیک قابل مضحکہ ہیں۔

(۶) فرقۂ مرزائیہ کی روز بروز ترقی کا ذکر بھی چندیدہ کے لئے نہ کیا کریں۔ کیونکہ بہائی مذہب کی ترقی جو کل دنیا میں ہو چکی ہے اور اسوقت ہو رہی ہے اسکے مقابلہ پر قادیانی ترقی کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ مرزائی مذہب میں کچھ مسلمانوں کے کوئی بھی نہیں۔ لیکن بہائی مذہب میں ہر مذہب کے لوگ موجود ہیں۔ یہ بھی فرق مرزائی دعوے کو باطل کرتا ہے جو وہ کہا کرتے ہیں کہ ہم کامیاب ہیں اور ہمارا مذہب کل دنیا میں ہو جائیگا حالانکہ بالکل ناممکن ہے کیونکہ صرف مسلمانوں کو کسی خاص خیال کی طرف مائل کر لینا فی زمانہ کچھ معجزہ نہیں ہے ایسے تو گدی نشین صوفی بھی بہتیرے ہیں جو کئی کئی لاکھ مسلمانوں کو اپنے زیر اثر کئے ہوئے ہیں

(۷) آپ کو یہ کہنے کا بھی حق نہیں کہ باوجود غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کی پوری کوشش کے ہمارا فرقہ دنیا میں موجود ہے اسلئے سچا ہے۔ اگر یہ بات سچی ہے تو آپ سے بڑھکر بہائیوں کو فخر کرنے کا حق حاصل ہے۔ جنکے مذہب کو تباہ کرنے کے لئے تلواروں بندوقوں اور توپوں سے کام لیا گیا تاہم وہ موجود ہیں۔ اور مرزائی مذہب کی پرورش تو تعزیرات ہند کے زیر سایہ ہوئی ہے۔ اگر ذرہ سی تلوار کا ڈر ہوتا تو ایک شخص بھی اس مذہب میں نہ رہتا۔ جناب میرزا صاحب کا مقدمہ بعد الٹ ڈپٹی کمشنر گورداسپور مشہور ہے جسمیں اقرار کرتے تھے کہ میں موت اور زلیت وغیرہ کی پیشگوئیاں آئندہ کو نہیں کرونگا جس سے اپنے الہامات کے خانہ ساز ہونے پر خود مہر لگا دی۔ اگر پیشگوئی کرنا آپکے نزدیک خدا کی طرف سے ہوتا تو عدالت کو وہی جواب دیتے جو سچوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کو۔ اسوقت دنیا جبکہ دنیاوی اسباب سے بالکل مایوسی ہو گئی تھی۔ اور دشمن کے ہر ارادے معلوم ہو چکے تھے [3]

(ملاحظہ ہو بقیہ مضمون صفحہ ۶ کالم ۳)

[1] کیا وہ اپنے نبی مرزا صاحب کی سنت کو ترک کر دیں۔ یہ کسی اور کو کہئے (اہلحدیث) [2] امرتسر زیادہ موزوں ہے کیونکہ میرزا صاحب اور عبداللہ آتھم کا بیان یہاں ہی ہوا تھا۔ ہم اپنی ناچیز خدمات دونوں کے پیش کرتے ہیں (اہلحدیث) [3] لو تقول والی آیت سے جو مرزائی صاحبان مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت دیتے تھے علاوہ اہلسنت انکو ہمیشہ سمجھاتے تھے اور روکتے تھے کہ یہ آیت صرف آنحضرت کیلئے ہے۔ مگر مرزائی ہمیشہ ٹیڑھے چلتے تھے اب انشاء اللہ سیدھے ہو جائینگے۔ ۱۲ منہ

کوکب ہند کی توسیع اشاعت کا فرض ادا کیجئے
مراسلات میں پتہ صاف اور خوشخط لکھا کیجئے

©Afnan Library Trust, 2026

اتحاد ادیان

پروفیسر چینی اکسفورڈ یونیورسٹی کے مشہور پروفیسر ہیں جو کہ حضرت عبدالبہاء کے بڑے مخلص ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ انکا انتخاب مشاہیر علماء اکسفورڈ کو متحیر کر نیوالا تھا۔ موصوف نے کرسچن کامن ویلیتھ لندن ۲۹ جنوری ۱۹۱۳ء میں ذیل کا مقالہ شائع کرایا تھا:۔

کیا ممکن ہے کہ کبھی اتحاد ادیان واقع ہو جائے؟

بہت لوگ یہ سوال کرتے ہیں جواب میں وہ جمعیتہ جسکی تعداد روز افزوں ہے یوں کہتی ہے کہ نہایت آسانی سے ممکن ہے۔ کیونکہ آجکل عقلاً اتحاد ادیان موجود ہے۔ دین کوئی زمینی مسئلہ نہیں بلکہ اسکی بنیاد آسمانی ہے۔ وہ علم شعبدہ کا شعبہ نہیں ہے اور نہ پولیٹیکل سلسلہ ہے بلکہ کشف اور الہام الہی ہے۔ اور مسئلہ الہام عالمگیر ہے۔ اگر محبت و الفت کے طریق پر ہم تمام ملتوں کے احوال سے مطلع ہو جائیں تو دیکھینگے کہ کچھ تفاوت انمیں ہمیشہ مظاہر الہیہ ہوتے رہے ہیں۔ بالخصوص وقت الہام ان عظیم الشان دینوں کی بڑی بنیاد ہے جو کہ مختلف جماعتوں اور قوموں کی ترقی کا سبب رہی ہیں۔

بنی اسرائیل کو کوئی حق نہیں کہ وہ حضرت موسیٰ کو دشت پر فوقیت دیں دیگر فرقوں کو بھی نہ چاہیئے کہ وہ صرف اپنے ہی نبی کو بڑا جانیں۔ ہم اسوقت کو غنیمت سمجھکر عیسائیوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ ادیان کے متعلق اپنی رائے تبدیل کر لیں۔ اور یہ مسئلہ بالکل درست ہے۔ کیونکہ حضرت عبدالبہاء رئیس امر بہائی ہم میں سفر کر کے ہمیں ان تقلیدوں کی غلطی سے آگاہ کر چکے ہیں جن تقالید نے تمام دینوں کو ڈبو دیا ہے یہ بہائی لوگ ان باتوں سے کام نہیں رکھتے۔ کہ کونسا نبی بڑا ہے اور کونسا چھوٹا لیکن یہ تعلیم دیتے ہیں کہ حسب زمان و مکان ہر نبی کو یہ کہنا بالکل درست ہے کہ آپکے والد

امر عظیم کا جھنڈا حضرت بہاء اللہ نے ایک امر عظیم کا جھنڈا بلند کیا اور اس قرن کے لئے ان مخصوص تعلیمات کی بنیاد ڈالی جن سے انکی عظمت جلال اور انکے اخلاق آشکار و نمایاں ہیں۔ اس عالم میں ایسے بہت نفوس ہوئے ہیں جو نوع انسان کے لئے اخلاق حسنہ کی شاہراہ بنا کر چھوڑ گئے ہیں۔ لیکن حضرت بہاء اللہ کی حیات معنوی اور انکی عظیم الشان امر میں بعض ایسے مسائل ہیں کہ مورخ تاریخ ادیان میں انکی نظیر نہیں پا سکتا۔ اس باپ اور بیٹے کے مفصل حالات زندگی لکھنے کی فرصت نہیں ہے۔ ہم صرف اتنا ضرور کہینگے کہ اخبارات کے وقائع نگار سلسلہ طور پر اپنے مقالات میں نوع بشر سے حضرت عبدالبہاء کی محبت صمیم کو ظاہر و آشکار کر رہے۔ لیکن انکی محبت الہی جو انکے اور بہاء اللہ کے درمیان ایک راز ہے ہم اسکو نہیں سمجھ سکتے اسجگہ تفصیل تعالیم کی گنجائش نہیں۔ عبدالبہاء یہ نہیں کہتے کہ میں ان تعلیمات کا موسس ہوں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ تعلیمات بہاء اللہ کا مفسر اور مبین ہوں وہ تعلیمات اس دور کی تمدنی ضروریات کے موافق ہیں۔ اور دین موسوی و عیسوی اور اسلام کے حقائق و اصول کی ترویج دینے والی تعلیمات ہیں یعنی خدا اور نوع انسان کی محبت پھیلانیوالی ہیں۔ حضرت عبدالبہاء ایسے محمدی نہیں جیسا کہ اشتباہ ہے کہ بہائی اسلام کے فرقوں سے ایک فرقہ ہے نہیں بلکہ وسیع القلب محمدی بہائی ہو سکتا ہے جیسے کہ

امر بہائی کی وسعت وسیع الفکر اور غیر متعصب مسلمان اور عیسائی لوگ بہائی ہو سکتے ہیں۔ جسطرح غوطہ زن دریا سے موتی نکال لاتے ہیں۔ اسی طرح طالبان دین اپنے اپنے دین کے حقائق و معانی کے جواہر امر بہائی سے نکال سکتے ہیں۔ امر بہائی کلیسیائی نہیں ہے بلکہ مذاہب کی تقلیدوں اور توہمات کے خلاف ہے۔ اور اسکے پیرو حقیقت کے جویا ہیں۔ بہائی کسی پوپ یا مذہبی انجمن کے زیر نگرانی نہیں ہیں لیکن حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبدالبہاء نے حل مشکلات اور مسائل علمیہ و تاریخیہ و دینیہ کی تشریح فرمائی ہے۔ ہم جیسے لوگ جو اپنی زندگی تلاش حقیقت اور آزادی میں صرف کرتے ہیں۔ بدیں لیل اپنے عقائد کو متبدل نہیں کرتے۔ شک نہیں کہ اس امر بہائی میں طالبان حقیقت کے لئے دوسرے مذہبوں کے سے اشکالات پیدا نہیں ہونگے اور شرق و غرب کے اعتباری اختلافات و امتیازات کا کوئی اثر باقی نہیں رہیگا۔ ٭

جناب مدیر اشاعت القرآن لاہور

۱۵ ستمبر کے اشاعت القرآن میں مدیر کوکب ہند کے متعلق فرماتے ہیں کہ جس جرأت اور بہادری سے قادیانی مذہب کا ابطال کیا ہے۔ اسیطرح آپکا مذہبی اور اخلاقی اور قومی بھی فرض ہے کہ فقیر کے سوالات ذیل کا جواب بھی شائع فرمائیں تہذیب اور فطری اخلاق ہی تحریر فرمائیں۔ لہذا جواب نمبروار بلا اختصار عرض خدمت عالی ہے۔

(۱) کیا باب اور بہاء اللہ صاحب نبی اللہ ہیں۔

جواب۔ الفاظ نبی و رسول ہمارے علم کلام میں نہ حضرت باب پر اطلاق ہوئے۔ اور نہ حضرت بہاء اللہ پر۔ مگر ہم انکا وہی مرتبہ مانتے ہیں جو اور روئے قرآن شریف و احادیث صحیحہ موعود اسلام کا ہونا چاہیئے۔

(۲) کیا انکی نزدیک قرآن مبین قابل تبلیغ و تعلیم و تعمیل تمام دنیا کیلئے ہے یا نہیں ہے یا ہے۔

ج۔ قرآن مبین کو تمام دنیا کیلئے حجت باقیہ مانتے ہیں اور اکثر اسکی آیات منصوصات سے استدلال کرتے ہیں۔ ہر غیر مسلم کو صداقت قرآن کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اور اسکی صداقت کی تصدیق کرلتے ہیں۔ حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کی تصدیق کو تعمیل قرآنی جانتے ہیں۔ (۳) کیا باب اور بہاء اللہ صاحب کی وحی عین قرآن ہے یا مثل قرآن ہے یا اعلیٰ از قرآن اور غیر قرآن ہے اور انمیں کونسی نسبت ہے۔ ج۔ حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کی وحی کو وحی الٰہی مانتے ہیں اور بالفرق بین احدین رسلہ کے اندر یہ وحی الی الرسل کو شامل خیال کرتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان وہی نسبت مانتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی دو وحیوں کے درمیان ہوتی ہے۔ (۴) کیا انکی وحی معاذ اللہ قرآن مبین کی ناسخ ہے یا مصدق۔ ج۔ مصدق۔ (۵) کیا باب اور بہاء اللہ صاحب کو دعاوی کا قرآن حکیم مصدق ہے

(۱۲) سب سے آخر میں یہ گذارش ہے کہ چونکہ مرزا صاحب کی شخصیت کسی نوع سے بھی بہاء اللہ صاحب کی شخصیت کا مقابلہ نہیں کر سکتی اسلئے اگر اہل بہاء سے کبھی مقابلہ کرنا ہو تو مصلحتاً کچھ عرصہ کے لئے مرزا صاحب کے دعوے مسیحیت اور نبوت وغیرہ سے علی الاعلان دست بردار ہو جانا مناسب ہے۔ کیونکہ اسمیں اہل قادیان کو یہ فائدہ ہوگا کہ وہ اسلام کی مدافعت میں بہاء اللہ صاحب کے مقابلہ پر آنحضرت صلی اللہ کی ذات بابرکات کو انکی کتاب اقدس وغیرہ کے سامنے قرآن مجید کو پیش کر سکینگے جس سے اہل بہاء کو یقیناً ہار ماننا قائل ہونا پڑیگا اور پھر کچھ عرصہ بعد ہی بات کے رفع دفع ہو جانے پر قادیانی اپنے پرانے عقیدہ کا بآسانی اعلان کر سکینگے اور دنیا کو زور سنا سکینگے کہ جب دنیا میں کوئی مسیح موعود ہونے کا مدعی نہیں رہا اور دنیا کو ایک مسیح کی ضرورت بھی ہے کیونکہ طاعون وسیضہ وغیرہ اسکی علامتیں موجود ہیں۔ تو اب سوائے مرزا صاحب کے اور کون مسیح موعود اور اس زمانہ کا نبی ہو سکتا ہے۔ اس آسان طریق سے قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے سر سے یہ بلا بیت جلد دور ہو جائیگی۔ آئندہ اختیار بدست مختار ہمارا کام سمجھانا ہی یارو ٭ آپ آگے چاہے تم مانو نہ مانو (خاکسار محمد حسین بہاری)

اہل قادیان اور اہل فارس

(بقیہ مضمون صفحہ ۵ منقول از اہلحدیث)

کیا سچ کہا

"چچا جان! مجھکو جو خدا کی طرف سے حکم ملتا ہے میں اسے پہنچائے بغیر نہیں رہ سکتا۔"

(۸) شریعت اسلامیہ کو شریعت بہائیہ پر فضیلت دینے کیلئے صرف دلائل دو۔ لیکن مرزا صاحب کے متعلق یہ مت کہنا کہ انکو اتباع شریعت کی وجہ سے نبوت ملی تھی۔ اسمیں بہائی یہ کہنے میں حق بجانب ہونگے کہ مرزا صاحب کیسے متبع شریعت تھے کہ ان سے فرائض بھی چھوٹ گئے۔ مثلاً انہوں نے حج نہیں کیا اور رمضان شریف کے دنوں میں ایک دفعہ دن کے وقت بمقام امرت سر جلوہ افروز کرتے ہوئے پائے گئے تھے اور بہائی تو شریعت اسلامیہ کی ماتحتی میں ہونے کے مدعی بھی نہیں تاہم عبدالبہاء عباس آفندی صاحب کی بابت لکھا ہے کہ رمضان کے کل روزے رکھتے تھے۔

(۹) بہائیوں پر یہ الزام بھی اہل قادیان کا درست نہیں کہ انکی شریعت اسلامی شریعت کو منسوخ کرتی ہے اسلئے کہ خود جناب میرزا صاحب نے جہاد جیسے اعلیٰ درجہ کے حکم کو حرام قرار دیکر ان تمام آیات قرآنی کو منسوخ کر دیا ہے جو جہاد کے متعلق نہایت محکمات، اور الصاف پر مبنی قرآن مجید میں موجود ہیں۔

(۱۰) قادیانی اصحاب شلاثہ جو قادیان سے نکالے گئے ہیں اب بہائی ہو کر قادیانی قلعہ کو مسمار کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ انکی علیحدہ ہونے کی خفت کو مرزائی صاحبان یوں نہیں مٹا سکتے ہیں کہ ایسے تو کئی مسلمان عیسائی ہو گئے ہیں" (فاروق ۲۰ اگست ۱۹۲۶ء) کیونکہ یہ قیاس درست نہیں۔ مسلمان کا عیسائی ہونا یا عیسائی کا مسلمان ہونا اور بات ہے۔ مگر مسلمانیان مسیح موعود کا ایک کو چھوڑ کر دوسرے کو اختیار کرنا اور بات ہے۔

(۱۱) آپ کا بہائیوں کو مباہلہ کے لئے بلانا بھی نامناسب ہے کیونکہ جبتک آپ بہائیوں کے مطالبات سے جو وہ قرآن و حدیث کی ماتحتی میں آپسے پورا کرانا چاہتے ہیں فارغ نہ ہو لیں تب تک ایسا چیلنج دینا درست نہیں اگرچہ وہ آپکے مباہلہ کو بھی منظور کر چکے ہیں تاہم وہ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جناب میرزا صاحب نے اپنی زندگی میں جو مباہلے کئے یا دوسروں کو بددعائیں دیں انکا نتیجہ کیا ہوا؟ مثلاً مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کا مباہلہ بمقام امرتسر۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب مرحوم کے متعلق الہامات۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق دعاء جو خدا کے حکم سے کی گئی اور منظور ہو چکی تھی۔

©Afnan Library Trust, 2026

حضرت میرزا محمود زرقانی کا لیکچر

(بقیہ صفحہ ۲)

اس بارے میں حضرت بہاء اللہ نے بہت تاکید فرمائی ہے لیکن باوجود ان تاکید کے مذہبی کام کرنیوالے افراد کو سیاست میں دخل دینے سے روکا ہے

مذہبی کارکن اور سیاست } خاص طور پر فرمایا ہے کہ جو لوگ مذہبی خدمت کرنیوالے ہوں۔ انکا وظیفہ بکلی روحانیت ہونا چاہیئے۔ وہ سیاست میں نہ پڑیں۔ اسی طرح سیاسی لوگوں کا کام صرف سیاست ہو انکو مذہب میں مداخلت نہ کرنی چاہیئے۔ آپ حضرات جانتے ہیں کہ یورپ کی تاریخ میں کسقدر لڑائیاں محض اسلئے ہوئیں کہ سیاسی لوگ مذہب میں دخل دیتے تھے اور مذہبی لوگ سیاست میں مداخلت کرتے تھے۔ آجکل مشرق میں بھی یہ مشکلات درپیش ہیں اسی لئے فرماتے ہیں کہ جسطرح مذہبی احکام کے خلاف کرنا گناہ ہے اسیطرح قانون گورنمنٹ کے خلاف کرنا بھی مخالف امن ہے۔

لسان عمومی } اسی طرح حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ باہمی سہولت کے لئے چاہیئے کہ رو سارے عالم ایک زبان اور خط عمومی اختیار کریں خواہ نئی زبان اور خط ہو یا موجودہ زبانوں اور خطوں میں سے کوئی زبان۔ جسے ایک زبان منتخب کرلیں تو اسکو مدارس عالم میں جاری کریں۔

وحدت حقوق رجال و نساء } حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات میں سے ایک تعلیم مرد و عورت کے حقوق کی وحدت ہے تعلیم نسواں مرد و نکی تعلیم کی طرح فرض ہے، بلکہ آجکل تو تعلیم و حقوق نسواں کا اجراء اہم تر ہے کیونکہ بچپن میں بچے جو کچھ گھر و نمیں عورتوں سے سیکھتے ہیں وہ باتیں انکے دماغوں میں گھر کرلیتی ہیں۔ اس مسئلہ کی بہت تفاصیل فرمائی ہیں یہانتک فرمایا ہے کہ عالم انسانی کی ترقی و پرواز کے لئے دو پروں کی ضرورت ہے ایک ترقی رجال دوم ترقی نساء۔ اگر عورتیں ترقی نہ کریں تو ایسا ہے جیسے ایک بازو سے پرواز کرنا بہت مشکل بلکہ محال ہے،

مطابقت دین و فلسفہ } حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات میں سے ایک یہ تعلیم ہے کہ دینی عقائد و اصول علم و فلسفہ کے مطابق ہونے چاہئیں۔ دینی اصول فلسفہ کے بالکل خلاف نہیں ہیں۔ جن علماء نے فلسفہ کو دین کے مخالف سمجھا ہے یہ انکی غلطی ہے۔ ورنہ دین فلسفہ کے یا فلسفہ دین کے خلاف نہیں۔

اس بات کا نتیجہ یہ ہے کہ جسقدر مصنوعی عقیدے ہیں وہ سب اٹھ جاتے ہیں۔ اب میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا مدعا مقاصد تو اور بہت رکھتا ہوں

مقصود } یہ کہ ہم سب بھائی بھائی ہو جائیں کیونکہ ہم سب ایک ہی شاخ کے پتے ہیں، ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں، ایک ہی باغ کے درخت ہیں، ایک ہی شہر کے باغ ہیں ایک ملک کے شہر ہیں، ایک دنیا کے ملک ہیں، ایک ہی کرہ کی دنیا، اور ایک نضار لاتینا ہی کے بسنے والے ہیں، ہماری استدعا یہی ہے کہ زنجیر کی کڑیوں کی مانند منسلک رہیں اگر جدا ہوں تو زنجیر نہیں بن سکتی، ہمارے نزدیک شرق، غرب جنوب شمال سیاہ سفید کا فرق نہیں ہونا چاہیئے، ہم صرف نوع البشر کو دیکھتے ہیں، حضرت عبدالبہاء نے ایک خوب تمثیل فرمائی ہے کہ یہ نفوس مختلفہ ایک گلزار کے مختلف پھول ہیں جو رنگا رنگ ہونے کے باعث زینت گلشن ہیں۔ اگر سب ایک ہی رنگ ہوں تو اتنی خوبصورتی نہیں ہو سکتی۔ میں تمام حضرات سامعین کا شکریہ بالخصوص جناب صمد کا شکریہ ادا کرتا ہوں

جناب صمد کی تقریر } انگریزی میں بھی جو دیر تک جاری رہی، جسمیں موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ ہماری ٹنگ کا مقصد یہ ہے کہ ہم کسطرح ملکر رہ سکتے ہیں میں ممنون ہوں کہ جناب میرزا محمود نے اس مسئلہ کا سنگ بنیاد رکھدیا ہے کہ صداقت عام ہو، ہندوستان میں ان باتوں کی بہت زیادہ ضرورت ہے، ہم مسرور ہیں کہ ہمیں ان خیالات کے سننے کا موقع ملا میں مقرر اور مترجم کا شکریہ ادا کرتا ہوں ٭ ٭ ٭

سر دلبراں در حدیث دیگراں

کیمبرج یونیورسٹی کے مشہور پروفیسر ایڈورڈ براؤن کا مضمون جو کتابہ "لیجسلیٹو سسٹم آف دی ورلڈ" سے خلاصہ کر کے جناب محترم غازی محمود دھرمپال بی اے نے اپنے جدید ماہوار رسالہ حنیف لودہیانہ بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۳ء میں شائع فرمایا ہے، ہم صفحات کاٹ بلدیہ مضمون ہے جسکے آخری حصے ناظرین کی دلچسپی کے لئے نقل کئے جاتے ہیں :-

"مذہب کا مدعا" } بابی تعلیم بتاتی ہے کہ دنیا میں مذہب کا مدعا کیا ہے۔ وہ دنیا میں عالمگیر امن۔ عالمگیر محبت۔ آزادی اور خیالات کی یکسانگی کو مدنظر رکھتے ہیں۔ انکا بڑا مدعا یہ ہے کہ دنیا سے باہمی نفرت جنگ جدل اور کشت و خون دور ہوں، قومیں رشتۂ اخوت میں جکڑی جائیں، انصاف کا دور دورہ ہو، اور تمام انسان ایک عالمگیر اخوت "یا براور ہڈ" میں باندھے جائیں۔ بہاء اللہ کا قول ہے کہ تم سب ایک ہی درخت کے پھل ہو اور ایک ہی درخت کی شاخیں ہو پس تم ایکدوسرے کے ساتھ محبت کرتے ہوئے، اخوت کرتے ہوئے، موزونیت سے رکھئے چلو، میں اس روشنی کے سورج پر جلال خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ ایک عالمگیر اخوت ہی اس تاریک کرہ کو روشن کر سکیگی جو شخص یہ فخر کرتا ہے کہ وہ اپنے ملک یا قوم سے محبت کرتا ہے وہ تنگدل ہے، فخر اسکو کرنا چاہیئے جو تمام بنی نوع انسان کو اپنا بھائی سمجھکر ان سے محبت کرتا ہے، جو لوگ گناہ کرتے ہیں اور دنیا کے پیچھے بھاگتے ہیں وہ بہاء اللہ کے دین سے کوئی تعلق نہیں رکھتے ٭

مذہبی جھگڑوں کی آگ بجھا دو } مذہبی تفرقات اور مذہبی تنازعات کے بارے میں بہائیوں یا بابیوں کا اعتقاد نہایت ہی اعلیٰ ہے۔ بہاء اللہ کا قول ہے کہ مذہبی تنازعات ایک آگ ہیں جسنے تمام دنیا کو جلا دیا ہے۔ تم اسکو بجھانے کی کوشش کرو۔ یہ آگ بجھ نہیں سکیگی، جب تک کہ خدا آپ اپنی رحمت نہ فرمائے ایک مذہب کے لوگ دوسرے مذہب والوں سے نفرت کرتے ہیں انکو ناپاک سمجھتے ہیں مگر بہاء اللہ کہتا ہے کہ تم کسی مذہب کے آدمی سے نفرت مت کرو اور کسی کو ناپاک مت سمجھو بلکہ سب کو اپنا بھائی تصور کرو۔ کسی انسان کو اپنے مذہب میں لاتے وقت کسی قسم کا لالچ یا زور کا استعمال مت کرو۔ کیونکہ ایسا کرنا خدا کے نزدیک لعنت کی چیز ہے یہ بہتر ہے کہ تم قتل کئے جاؤ مگر کسی کو قتل مت کرو کیونکہ قتل کرنے کی نسبت قتل کیا جانا اچھا ہے ٭

"تعلیم سب پر فرض ہے" } تعلیم کے بارے میں بہاء اللہ کا خیال ہے کہ ہر ایک انسان کو تعلیم کے پھیلانے اور جہالت کو دور کرنے کے لئے تن من دھن سے کوشش کرنی چاہیئے، وہ جو اپنے بیٹے کو تعلیم دیتا ہے وہ گویا میرے بیٹے کو تعلیم دیتا ہے اور میری نزدیکی حاصل کرتا ہے مگر جھگڑے کی باتوں کو نہیں سیکھنا چاہیئے ہاں غیر زبانوں کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیئے تاکہ مختلف قوموں کے لوگ ایک ہی عالمگیر اخوت کے جھنڈے تلے لائے جا سکیں اور جہانتک ہو سکے تمام دنیا کے لئے ایک ہی زبان بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے وہ زبان خواہ موجودہ زبانوں میں سے کوئی ہو خواہ نئی ایجاد کی جائے تاکہ تمام انسان زبان کے اختلاف کی وجہ سے جو اختلافات پیدا ہوتے ہیں انسے نجات پا سکیں ٭

عملی رنگ } الغرض بابی لوگ ایک مستعدی کیساتھ اپنے مشن کی دنیا میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ وہ ایک دل رکھتے ہیں جسمیں گرم خون حرکت کر رہا ہے، وہ پیچھے قدم ہٹانا نہیں جانتے وہ قربانی پر قربانی کرتے چلے جاتے ہیں انکی گردنیں ماری جاتی ہیں، مگر وہ اف تک نہیں کرتے، وہ دنیا سے بے انصافی عداوت نفرت کو مٹانا چاہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ خود قتل ہوتے ہوئے دوسروں کی برخلاف انگلی نہیں اٹھاتے۔ انکا مشن آسمان کے نیچے ایک عالمگیر سپرٹ اپنے اندر رکھتا ہے اور اسبات کا مستحق ہے کہ لوگ اسکا مطالعہ کریں اور اسپر غور کریں، وہ مردہ انسانوں میں زندگی ڈال رہا ہے، وہ زندگی کا مقصد انسانوں کے سامنے پیش کر رہا ہے، انکی متانت انکی سنجیدگی، انکی قربانی، انکا صبر و تحمل انکی برداشت انکی محبت انکی اخوت ایسی باتیں ہیں کہ جنکو وضاحت کیساتھ بیان کرنے کے لئے انسانی قلم میں طاقت نہیں ہے، وہ مظلوم ہیں مگر ظالم نہیں ہیں۔ وہ لعنت کئے جاتے ہیں مگر لعنت نہیں کرتے، وہ مارے جاتے ہیں مگر مارتے نہیں، وہ ستائے جاتے ہیں اور وہ اسلئے صفحہ ہستی پر آئے ہیں تاکہ وہ مذہبی دنیا کو اخوت کا سبق سکھائیں۔ انہوں نے تلوار کی دھار کو اپنے خون کی دھار سے کند کر دیا ہے۔ ان کا مقولہ ہے ؎

چو در راہ بینی بریدہ سرے
کہ غلطاں شود سوے میدان ما
از و پرس۔ زو پرس اسرار ما
کزو بشنوی سر پنہان ما

اسلامی متبرک تحفہ

عکسی تعویذ شریف ہمارے پاس بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ جو دنیا میں صرف ایک ہاشمی کے پاس ہے۔ اس متبرک تحفہ کو بچوں کے گلے میں ڈالنے یا اپنے بازو پر باندھنے یا گھڑی کا لاکٹ بنانے۔ بفضل خدا ہر بلا سے ناگہانی سے محفوظ رہوگے اسکو پاس رکھنے سے ہر مشکل میں آسانی مقدمات میں فتح حاکموں کی نظر میں عزت مال و دولت میں افزونی اور رزق میں ترقی ہوتی ہے پس مسلمانوں کے لئے اس تحفہ کا پاس رکھنا ضروری ہے۔

قیمت پانچ آنہ جو بذریعہ ٹکٹ آنا چاہیئے۔

دوکاندار اور ایجنٹوں کو

حسب ذیل نرخ پر ملسکتے ہیں۔ ایک درجن۔ دو درجن۔ چار درجن
۱۰/- ۱۸/- ۱۰/-

طلوع کوکب اور آوازۂ خلق

کوکب ہند آگرہ

(از جناب محترم غازی محمود دھرمپال بی۔ اے)

یہ اخبار جناب مولوی سید محفوظ الحق صاحب و مہر محمد خانصاحب شہاب کی زیر ادارت آگرہ سے ہفتہ وار شائع ہوتا ہے۔ ہندوستان بھر میں یہی ایک اردو اخبار ہے جو بابی یا بہائی فرقہ کی تعلیم و اشاعت کے لئے بڑی سنجیدگی و متانت سے ایڈٹ کیا جاتا ہے۔ بہائی فرقہ کا اصول یہ ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب میں صداقت موجود ہے اور کہ اسی صداقت کو لیکر بنی نوع انسان متحد ہو سکتے ہیں۔ اور انکو متحد ہونا چاہیئے۔ بہائی فرقہ کے مبلغ دوسرے مذہب والوں سے فضول چھیڑ چھاڑ نہیں کرتے لیکن اگر کوئی انکو چھیڑ بیٹھے تو وہ خاموش بھی نہیں رہتے۔ چنانچہ احمدی جماعت کی قادیانی پارٹی کیساتھ آجکل کوکب ہند کی خوب بحث ہو رہی ہے۔ فریقین کی طرف سے بڑے معرکہ کے مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ قادیانی پارٹی کا خیال ہے کہ بہاء اللہ کے دعاوی باطل ہیں۔ بہائی فرقہ کی طرف سے اسکا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ میرا غلام احمد صاحب نے بہائی فرقہ کی تعلیم کی خوشہ چینی کی ہے۔ علاوہ اس بحث کے کوکب ہند میں بعض دیگر مضامین مذہبی و علمی بھی درج ہوتے ہیں۔ اسکی سالانہ قیمت للعہ اور مشتہاری ہے ۔ ملنے کا پتہ "مینیجر کوکب ہند آگرہ"۔ (رسالہ حنیف لہیانہ جلد اول نمبر ۲)

سید محفوظ الحق صاحب نے جو بابی اور بہائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں ایک اخبار کوکب ہند آگرہ سے جاری فرمایا ہے اور ایک قادیان نمبر شائع کیا ہے۔ جسمیں آپنے کمال تہذیب اور قوی دلائل سے جو میرزا قادیانی کی قلم سے نکلے ہوئے ہیں ثابت کر دیا ہے کہ مرزا صاحب کے دعاوی کا کل سرمایہ بابی مذہب سے ہی لیا گیا ہے۔ جسکے ابطال سے احمدی جماعت کے پانچوں فرقے عاجز ہیں۔ اسلئے جن صاحبان کو احمدی جماعت سے اتفاق مناظرہ ہوتا ہو وہ ضروری ان کے اخبار اور خصوصاً قادیان نمبر کا مطالعہ فرمائیں تو عنقریب قادیانی فتنہ نیست و نابود ہو جائیگا۔ (اشاعت القرآن لاہور ۱۵ ستمبر ۱۹۲۴ء)

آجکل جماعت بہائیہ کا ایک اخبار کوکب ہند آگرہ سے نکلتا ہے جسمیں مرزائیو (احمدیوں) کی بخوبی تردید اور جوابات دیئے جاتے ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب اور دوسرے مرزائیوں کی کتابوں سے ہی جوابات دیئے جاتے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ مرزائی صاحبان بہائی صاحبان کا مقابلہ کیوں نہیں کرتے اور اُن کیساتھ مباحثہ کرنیسے پہلوتہی کیوں کرتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ فی الحقیقت مرزائی مذہب بہائی مذہب کی شاخ ہے ۔ (اخبار اہلسنت والجماعت امرتسر ۱۱ ستمبر ۱۹۲۴ء)

قادیان نمبر

اخبار ہیں حضرات کو معلوم ہوگا کہ قادیان کے سید محفوظ الحق علمی جو کبھی مرزا غلام احمد صاحب کے مشدد پیرو تھے بہائی ہو گئے تھے۔ انکو نہایت بیدردی کیساتھ قادیان سے بدر کیا گیا۔ "کوکب ہند" نام انہوں نے آگرہ سے ایک ہفتہ وار پرچہ نکالا۔ ہمیں نہ تو قادیانیوں سے کوئی للّٰہی عداوت ہے نہ بہائیوں سے محبت لیکن اتنا ہم جانتے ہیں کہ بہائیت اور قادیانیت کی خلفشار اہلسنت والجماعت کیلئے موجب برکت ہوگی۔ یہ "قادیان نمبر" کوکب ہند کا خاص نمبر ہے جسمیں صرف قادیانیوں کے اعتراضات کے جواب ہیں قابل دید پرچہ ہے۔ قیمت بہر۔ کوکب ہند کا سالانہ چندہ للعہ ، ممتونہ مفت۔

کوکب ہند آگرہ

(از جناب محترم خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی)

بہائیوں کے خوف سے تھرّائے جاتے ہیں

قادیان کے کچھ لائق آدمی مرزا صاحب سے پھر گئے ہیں۔ انہوں نے بہائی مذہب اختیار کر لیا ہے اور آگرہ جاکر "کوکب ہند" کے سے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا ہے۔ اس واقعہ نے تمام جماعت میں ہلچل ڈالدی ہے۔ جناب میرزا محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان سے لیکر قادیانی تک ان دو چار باغی بہائیوں کے خوف سے تھرّائے جاتے ہیں۔ چنانچہ نگھٹ قادیانیوں نے ایک اشتہار شائع کیا جسکا عنوان "اسلام کا بدترین دشمن" اور جسمیں بہائی جماعت کو اور اخبار کوکب ہند کو اسلام کا بدترین دشمن کہکر مسلمانوں کو خلاف بھڑکانے کی کوشش کیگئی ہے۔

میرا خیال ہے کہ اس اشتہار کا عنوان "قادیان کا بدترین دشمن" ہونا چاہیئے تھا کیونکہ کوکب ہند اور اسکی جماعت یہ راز کھولنا چاہتی ہے کہ جناب میرزا صاحب قادیانی نے اپنی تمام سرمایہ بابیہ اور بہائیہ فرقے کے عقائد سے سرقہ کیا ہوا ہے۔ اگر کوکب ہند کی یہ تحریک استقلال سے اپنا کام کرتی رہی تو اہل قادیان کی دھجیاں بکھر جائینگی۔

(درویش دہلی ۱۵ جولائی ۱۹۲۴ء)

ہم زبان اردو کے ہفتہ وار اخبار کوکب ہند کے ظہور کو خوش آمدید کہتے ہیں جو ہندوستان کے مشہور شہر آگرہ سے شائع ہونا شروع ہوا ہے یہ اخبار مولوی سید محفوظ الحق اور مہر محمد خانصاحب دو مشہور عالموں کے تحت ادارت ہے۔ اسکی پالیسی پرزور دلائل سے یہ بیان کرنا ہے کہ صداقت تمام مذاہب میں پائی جاتی ہے۔ اور یہ اخبار تمام بنی نوع میں اتحاد و محبت کا داعی ہے۔ اسکا اڈیٹر کہتا ہے کہ تمام مذہبی تعصبات چھوڑ دیئے جائیں اور حسد اور نفرت اور بداخلاقی مذہب آزاد کر دیا جائے تمام مذاہب کا سرچشمہ ایک ہی ہے اسلئے مذاہب میں کوئی تضاد و جنگ نہیں ہونی چاہیئے بلکہ اسکی بجائے مختلف مذاہب کے پیروان میں محبت و یگانگی قائم ہونی چاہیئے۔ اسی ضمن میں دلچسپ اور مفید مضامین مذہب کے متعلق ہوا کرینگے۔ یہ اخبار اپنی ایک ہی اخبار ہے۔ (ہیرلڈ آف ڈی ایسٹ بابت مئی ۱۹۲۴ء)

آگرہ سے یہ ہفتہ وار اخبار سید محفوظ الحق صاحب علمی۔ منشی مہر محمد خانصاحب شہاب کی شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ اسلامی حقیقت کی توضیح و توصیف کے علاوہ ملت بہائی کی جماعت قادیانی کی تردید اسکا خاص رنگ ہے۔ ہمارے خیال میں یہ اپنے مخصوص مبحث میں جدت رکھتا ہے

(آگرہ اخبار ۷ رجون ۱۹۲۴ء)

میلاد نمبر

حضرت سلطان لقا سیدنا المصطفےٰ روح ماسواہ فداہ کے ظہور پرنور کی یادگار میں کوکب ہند کا "میلاد نمبر" جسمیں حضور انور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان ارفع و اعلیٰ حضور اکرم کی صداقت حضور کے معجزات وغیرہ مضامین عالیہ ہونگے انشاء اللہ ربیع الاول کے آخری ایام میں شائع ہوگا

©Aiman Library Trust, 2026

I No 17

رجسٹرڈ نمبر ۱۳۳۱

مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۲۴ء

کوکبۂ آگرہ

ہر انگریزی ماہ کی یکم-۹-۱۷-۲۵ کو شائع ہوتا ہے: قیمت سالانہ للعہ ششماہی عہ سہ ماہی عہ- اجرت اشتہارات بحساب فی کالم للعہ عہ

تبریک ورود حضرت ولی امر

حضرت غصن ممتاز ولی امر شوقی ربانی کچھ عرصہ سے خطۂ مصر کی جانب رونق افروز تھے۔ اب آپ ساحت اقدس حیفا میں مراجعت فرما ہوئے ہیں۔ احبائے بمبئی کو حسب ذیل برقی پیغام موصول ہوا "خاوری بمبئی۔ ابلاغ دارید سلام محبت آمیز بہ جمیع دوستان۔ شوقی" اس مسرت کے موقع پر ہمارے محترم روحانی بھائی ذیل کی نظمیں کوکب کمیٹی ارسال کرتے ہیں:

(جناب اردشیر خدابخش صاحب ایرانی)

مژدہ اے یاران کہ آمد غصن ممتاز از سفر
شد نہال آرزوئے جملہ یاران بارور

آمد آں غصنے کہ احسان جہانرا زندہ کرد
آمد آں شاہے کہ شاہان جہانش فیض بر

وقت فیروزی و عیش عشرت اہل بہاست
چونکہ شد غصن بقا در ارض حیفا مستقر

از پئے تبلیغ و آگاہی خلق این جہان
روز و شب بر خدمت و بیداری نوع بشر

شکر کز فضل و عنایات بہا شد آشکار
آنکہ بودندش جمیع اہل عالم منتظر

آنکہ از اندوہ خلق اینجہان مستور بود
شد نمایاں جلوۂ رخسار او در باختر

ای زمان اہل بہا باید بصد شوق و شعف
خدمت امر ولی امر را بستہ کمر

اے بہا مارا موفق دار بر پیمان خویش
حفظ کن از ذنب و جرم و راہہائے با خطر

تا بعفو و مغفرت بخشی گناہش سر بسر
بہجت مسکین بدرگاہ تو دارد ملتجا

(جناب مہربان شہباز صاحب ایرانی)

دیشب ملکی میگفت در حالت روحانی
وارد شده در حیفا آن شوقی ربانی

باز آمده آن دلبر در حالت فیروزی
آن هیکل نورانی آن طلعت یزدانی

شد چشم جهان روشن زین مژده جانپرور
شد روح جهان تازه زین مژده نورانی

ای جسم علیل و هر شد تازه جوان امروز
ای کهنه رباط امروز آمد بشر ثانی

از حب لقای او جانها همه بر کف شد
از مهر و وفای او عالم شده نورانی

گفتم ز کجا آمد آں یوسف کم گشته
گفته که ز مصر جان آن یوسف کنعانی

بشری که دگر باره شد روز وصال یار
قلب همه شد روشن ظلمت شده نورانی

نورا بدی تابید در هیکل این عالم
زیرا که بشد جالس بر هر کرسی سلطانی

بازار رقیبانش گردید کساد امروز
بازار محبانش گرم است به ارزانی

©Afnan Library Trust, 2026

رُوح و رُوحانی
رُوحانیت کی اہمیّت و ضرورت

(نطق مبارک حضرت عبدالبہاء در پریس بمورخہ پنجشنبہ ۱۴ نومبر ۱۹۱۱ء)

هُوَ اللّٰه

میں یورپ اور پیرس میں آیا اور میں نے دیکھا یورپ کو بہت بڑی مادی ترقی حاصل ہے۔ لیکن روحانیت کا اثر اور نفوذ جیسا کہ چاہئے موجود نہیں ہے اسلئے میں نے ضروری سمجھا کہ آج روح ہی کے متعلق بحث کروں "روح ایک الٰہی فیض ہے" جو تمام جہان پر چمکتا ہے۔ اور سب کائنات کو اس فیض سے حصہ حاصل ہوتا ہے۔ اسکی مثال آفتاب کی سی ہے جو تمام کائنات ارضی پر چمکتا ہے کیونکہ کرۂ ارض کی تمام اشیاء آفتاب کے فیض سے پرورش پاتی ہیں۔ اور اس سے کسب ضیاء کرتی ہیں۔ لیکن یہ فیض ہر چیز کے ظرف اور رتبہ کے مطابق ظاہر ہوتا ہے۔ آفتاب کی شعاع پتھر کے اجسام پر تاثیر کرتی اور سایہ ڈالتی ہے لیکن شفاف اجسام میں اسکا ظہور و جلوہ کچھ اور ہی شان کا ہوتا ہے۔ مانا کہ آفتاب ایک ہے لیکن مختلف اجسام پر اسکا ظہور بھی مختلف ہے۔ اسی طرح روح بھی اپنے وجود کے ظہور اور اقتضا کے مطابق مختلف مراتب رکھتی ہے۔ عالم جماد میں ایک قوت جاذبہ پائی جاتی ہے جو کہ اجزاء فردیہ کو مجتمع کرنیکا سبب ہے اور اسی قوت کا نام "حیات جماد" ہے کیونکہ جماد بھی زندہ ہیں مردہ نہیں۔ ہاں انکی زندگی کا ایک رتبہ ہے۔ اور عالم نبات میں بھی ایک قوت نامیہ ہے جسکا دوسرا نام "روح نباتی" ہے۔ اور عالم حیوانی میں "قوۂ حساسہ" کا نام روح حیوانی ہے جو عناصر کی ترکیب و امتزاج سے پیدا ہوتی ہے۔ اور عالم انسان میں بھی ایک کیفیت ہے جو ترکیب عناصر سے پیدا ہوتی ہے۔ لیکن وہ نفس ناطقہ اور قوہ عاقلہ سے ملی ہوتی ہے۔ یہ روح انسانی جسکا نام نفس ناطقہ بھی ہے یہی تمام اشیاء پر محیط اور کاشف اشیاء اور مدرک اشیاء ہے۔ یہی ہے جو کائنات کے اسرار کو غیب سے چیز شہود میں لاتی ہے۔ یہی قوۃ ہے جو تمام مادی صنائع اور علوم و فنون کو عدم سے وجود میں لاتی ہے اگرچہ یہ قوۃ غیر محسوس ہے لیکن اسکے آثار ظاہر و باہر ہیں۔ ہرچند ظاہری حواس سے یہ روح دیکھی نہیں جاسکتی لیکن باطنی حواس سے محسوس ہوتی ہے۔

لیکن وہ روح جسکا ذکر روحانی لوگوں کے بیانات میں ہوتا ہے انکا مقصد اس روح سے نہیں ہوتا کا مقصود وہ

رُوح ابدی ہے جسکو دوسرے لفظوں میں حیات ایمانی کہنا چاہئے

یہی وہ روح ہے جسکے متعلق حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہئے اس روح سے متہم نہ دیا جائے اور جبتک اس روح سے متہم نہ دیا جائے خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اور اسیطرح انجیل میں فرماتے ہیں وہ شخص جو جسم سے پیدا ہوتا ہے جسم ہے اور وہ مولود جسکی پیدائش روح سے ہوتی ہے یقیناً روح ہے۔ اور اسیطرح فرماتے ہیں کہ مردوں کو چھوڑ کہ اپنے مردے دفن کریں۔ کیونکہ وہ لوگ جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے ہرچند روح انسانی تو رکھتے ہیں لیکن روح حقیقی یا روح ایمانی سے محروم ہیں لہٰذا ایسے لوگ مردوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ حیات ناسوتی رکھتے ہیں لیکن حیات ملکوتی سے محروم ہیں۔ انبیاء اسی لئے مبعوث ہوئے تھے کہ اس روح انسانی کو روح ملکوتی کے ساتھ زندہ کریں یہی روح ہے جو سعادت ابدی کا سبب ہے۔ یہی روح ہے جو خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے۔ یہی روح ہے جو ایک ناسوتی انسان کو لاہوتی بنا دیتی ہے۔ یہی روح ہے جو تاریک کو نورانی کر دیتی ہے۔ یہ روح جب نفخات روح القدس سے موید ہوتی ہے۔ نفوذ پیدا کرتی اور عالم کو زندہ کر دیتی ہے۔ عالم انسانی کو عالم آسمانی میں تبدیل کر دیتی ہے۔ نادانوں کو دانا بنا دیتی ہے۔ ظلمات کو نور بنا ڈالتی ہے۔ الٰہی تعلیمات کو جاری کرتی اور شریعت اللہ کو پھیلاتی ہے۔ وہ آسمان سے نازل ہونیوالے اور شلیم الٰہی کو ترویج دیتی تمام مظاہر الٰہی چونکہ اسی روح سے موید تھے اسلئے وہ سب ایک ہیں۔ انکی تعلیمات کی حقیقت اس روح کیساتھ ایک ہی ہے کیونکہ روح القدس بھی ایک ہی ہے

انسان مادیات میں جسقدر بھی ترقی کر جائے اور فیض ابدی یعنی روح ایمانی سے محروم ہو۔ تو نہایت یہ ہے کہ اُسنے رتبۂ حیوانی میں ترقی کی لیکن حیوانی ترقی کر نیوالے کے متعلق نہیں کہا جاسکتا کہ وہ انسان بھی ہے۔ کیونکہ انسان مثال الٰہی ہے۔ چنانچہ تورات میں فرماتا ہے کہ ہم ایک انسان پیدا کرینگے اپنی صورت و مثال کے مانند۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ "انسان حقیقی" خدا کی صورت و مثال ہوتا ہے یعنی وہ تمام کمالات الٰہی سے استفاضہ کرتا ہے۔ اور ایسا انسان آئینہ کی مانند ہوتا ہے اور فیوضات الٰہی آفتاب کی کرنوں کی مانند۔ کمالات الٰہی یعنی تمام

اسماء و صفات کمالیہ اس انسان میں جلوہ گر ہوتی ہیں

ایسا شخص روحانیت کا مرکز ہوتا ہے جیسا کہ آفتاب عالم مادی کے نور کا مرکز ہے۔ یہ مبارک نفس حقیقی زندگی کی روح قلوب میں پھونکتا ہے یعنی انسانوں کو روحانی بناتا ہے اور فیوضات روح کو قلوب میں جلوہ دیتا ہے۔ ایسا ہی مبارک نفس عالم انسانی کا اول معلم اور حکمات پر اول جلوہ فگن ہوتا ہے۔ غور کیجئے ایسا انسان دو ہزار سال قبل ظاہر ہوا لیکن آج بھی اسکے آثار موجود ہیں۔ تین ہزار سال پہلے تھا آج بھی اس کے آثار و نشانات ظاہر ہیں۔ ہرچند وہ عالم اجسام میں غیر مشہود ہے لیکن ملکوتی عالم میں موجود ہے کیونکہ جو چیز معدوم ہو اسکا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ یہ آثار باہرہ جو وجودات کائنات میں باقی ہیں۔ انکے وجود و بقا پر دلیل حسی ہیں۔ انکی حیات حیات ملکوتی ہے۔ انکی حیات حیات الٰہی ہے پس چاہئے کہ ہم سب روحانی ہو جائیں۔ ربانی ہو جائیں

عالم طبیعیت و مادیات میں خواہ ہم کتنی بھی ترقی کر جائیں ناقص ہیں

جبتک کہ ان ترقیات مادی کیساتھ روحانی ترقیات نہ ملجائیں۔ جسم خواہ کتنا ہی خوبصورت و آراستہ ہو لیکن اگر وہ روح سے خالی ہے بے ثمر ہے۔ انسان خواہ کتنی مادی ترقیات رکھتا ہو جب وہ روح ملکوتی سے محروم ہے وہ سب ترقیاں بے نتیجہ ہیں۔ یہ بلور جسقدر بھی لطیف و شفاف ہو اگر بے نور ہے بے فائدہ ہے۔ یہ درخت خواہ کتنی ہی طراوت و لطافت رکھتا ہو۔ اگر ثمر نہیں رکھتا آگ میں جھونکنے کے قابل ہے۔ پس اگر انسان بھی نفس رحمانی سے خالی ہو تو نہایت یہ ہے کہ ایسے انسان کو ہم حیوان کامل کہینگے۔ جیسا کہ یورپ کے مشہور فلسفی ڈارون نے کہا ہے کہ انسان بندر کی نسل سے ہے

میں آپ صاحبوں سے بہت مسرور ہوں کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ روحانی احساسات رکھتے ہیں۔ آپ زندہ ہیں۔ آپ میں حرکت ہے۔ منجمد نہیں ہیں۔ خدا کی طرف متوجہ ہیں۔ خدا سے ناامید نہیں ہیں۔ خدا کے فیوض کے منتظر ہیں۔ میں امیدوار ہوں کہ انشاء اللہ آپ میں سے ہر ایک نور ملکوتی سے اس لیمپ کے مانند روشن ہو جائیگا تاکہ آپ لوگ دنیا کو بھی روشن کر دیں۔

ایک تھیاسوفیکل انجمن کے ایڈیٹر سے خطاب مبارک۔ لندن ۱۳ ستمبر ۱۹۱۱ء

هُوَ اللّٰه۔ میری محترمانہ تحیت تھیاسوفیکل لاج کو پہنچا دیں اور فرما دیں کہ آپلوگوں نے فی الحقیقت عالم انسانی کی خدمت کی ہے۔ آپلوگ جاہلانہ تعصب نہیں رکھتے۔ وحدت بشر کی آرزو رکھتے ہیں آج جو کوئی بھی وحدت بشر کیلئے خدمت کرے بارگاہ احدیت میں مقبول ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء الٰہی نے وحدت بشر کی ہی کوشش اور عالم انسانی کی خدمت فرمائی ہے۔ اسلئے کہ تعلیمات الٰہی کی بنیاد وحدت عالم انسانی ہے۔ حضرت موسیٰ نے وحدت انسانی کی خدمت کی حضرت مسیح نے وحدت انسانی کی جڑوں کو مضبوط کیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وحدت انسانی کا اعلان کیا۔ انجیل تورات و قرآن نے وحدت انسانی کی بنیادیں قائم کیں۔ شریعتیں مختلف ہیں دین اللہ ایک ہے اور وہ الفت و محبت ہے۔ حضرت بہاء اللہ نے تعلیمات انبیاء کی تجدید فرمائی اور اساس دین الٰہی

©Afnan Library Trust, 2026

ہندوستان کی فضائے مسموم

ابھی دہلی میں ہنگامہ برپا ہوا تھا اور جان و مال و اوقات اکارت کئے گئے تھے۔ یہ واقعہ فراموش نہ ہوا تھا کہ لکھنؤ میں فساد ہوگیا۔ کوہاٹ میں لڑائی ہوگئی۔ چھوٹی چھوٹی ہندو مسلم مڈبھیڑ تو کسی شمار میں نہیں ہیں۔ یہ برباد کن واقعات یہ تباہی خیز حوادث۔ یہ مصائب انگیز فتنے کیوں بڑھتے جاتے ہیں؟ صرف یہی وجہ ہے کہ تعصب قومی و مذہبی دور کرنے کی سعی نہیں کیجاتی۔ آج ہندوستان میں تعصب کی وہ باد سموم چل رہی ہے کہ اگر اسکا قطعی استیصال نہ ہوا تو بہبودی کے دن دیکھنے ملک کے لئے مشکل ہونگے۔ اے مردان ہند تعصب کے جراثیم کو دفع کرنیکی فوری تدبیر یہی ہندوستان کی بہتری کے لئے مفید ترین نسخہ ہے

اشتہاد فساد کی ایک تدبیر

بہتر یہ ہے کہ باہمی فسادات کی خبریں اخبارات میں شائع کرنا بالکل بند کردیجائیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ واقعات خواہ کچھ بھی ہوں لیکن ہندو مسلم اپنی اپنی قوم کی بریت اور دوسری قوم کی بربریت کے لمبے چوڑے مضامین شائع کرتے رہتے ہیں۔ جنسے جذبات مشتعل ہوتے ہیں۔ ایک آتش فساد کی چنگاریاں کئی مقامات پر پہنچ جاتی ہیں۔ جگہ جگہ غیض و غضب کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ مصلحین ملک ابھی ایک آتش فساد کے فرو کرنے سے فارغ نہیں ہوتے کہ دوسری جگہ فتنہ و شر رونما ہو جاتے ہیں۔ اخبارات کو سختی سے روکا جائے کہ وہ کوئی خبر جوش دلانے والے الفاظ میں شائع نہ کریں۔ اسمیں شک نہیں کہ پرجوش مضامین کے شائع ہونے سے انکے پرچے ضرور زیادہ فروخت ہو جاتے ہونگے۔ لیکن یہ بجا ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ملک کی بہبودی سے سب کی بہبودی اور ملک کی بربادی سے سب کی بربادی ہے۔

لاہور کے بعض محترم جرائد نے ایسی خبریں شائع کرنیسے احتراز کرنے کا وقتی ارادہ کیا ہے۔ لیکن چاہیے کہ تمام جرائد ہند ہمیشہ کیلئے اس لائحہ عمل پر کاربند ہوں۔

شیعہ مجتہدین کرام روشنی ڈالیں

جریدہ اہلحدیث امرتسر مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۶ء میں ایک صاحب قلم جناب ابوالحریز عبدالعزیز ملتان سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان سے جناب مجتہد سید برکت علیصاحب میرٹھی نے فرمایا کہ قرآن موجودہ حضرات خلفائے ثلاثہ (ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ) کا جمع کردہ ہے کئی آیتیں رہگئی ہیں۔ اور کئی غلط لکھی گئی ہیں۔ اور جنپر جناب امیرؓ عمل کرتے تھے وہ قرآن اصل تھا۔ اور وہی صحیح تھا۔ جو اب امام غائب کے پاس محفوظ ہے۔ "ان اغلاط سے جو قرآن ہذا میں ہیں میں واقف ہوں"

اسکے بعد صاحب مضمون روایات ذیل پیش کرتے ہیں۔

"فروع کتاب الروضہ صـ۱۱ میں ہے کہ :- کان الناس اہل ردۃ بعد النبی الا ثلاثۃ۔ یعنی بعد وفات رسول اللہ سب صحابہ معاذ اللہ مرتد ہوگئے۔ (گو اہلبیت بھی کیوں نہ ہوں مگر سہ کس۔ ابوذر غفاری۔ مقداد بن اسود۔ سلمان فارسیؓ)

۲۔ اصول کافی میں ہے کہ حضرت علی نے اپنے جمع شدہ قرآن کو محضر صحابہ میں پیش کیا۔ اور صحابہ کرام نے قبول کرنیسے انکار کیا۔ چنانچہ فرمایا۔ ھذا کتاب اللہ کما انزل اللہ علی محمد فقالوا لاحاجۃ لنا فیہ فقال اما واللہ ما ترونہ بعد الیوم ھذا ابدا۔ (اصول کافی صـ۶۷) یعنی حضرت علی نے فرمایا یہ وہی قرآن ہے جسطرح کہ رسول اللہ پر نازل ہوا تھا۔ صحابہ نے کہا کہ ہمکو اس قرآن کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پاس جو قرآن ہے وہی ہمکو کافی ہے۔ تو جناب امیر نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ خدا کی قسم آج کے بعد تم کو اصلی قرآن کا دیکھنا نصیب ہی نہ ہوگا۔

۳۔ فروع کافی کتاب الروضہ صـ۶۱ اور رجال کشی صـ۳۴ و ۹۳ مطبوعہ بمبئی میں ہے حرفوہ کتاب اللہ وبدلوہ یعنی صحابہ نے قرآن کی تحریف کردالی اور اسکو بدل ڈالا۔ اور تفسیر صافی مطبوعہ طہران صـ۳۳ میں ہے ان القرآن الذی بین اظہرنا لیس تماما کما انزل علی محمد بل فیہ ما ھو خلاف ما انزل اللہ ومنہ ما ھو مغیر وحرف وانہ حذف عنہ اشیاء کثیرۃ منھا اسم علی ومنھا لفظۃ آل محمد غیر مرۃ وانہ لیس علی الترتیب الذی عند اللہ ورسولہ وفیہ کلام المحدثین۔ (ترجمہ)

"بیشک جو قرآن درمیان ہمارے ہے وہ پورا نہیں ہے جسطرح کہ محمد پر نازل ہوا بلکہ اسمیں وہ چیز ہے جو خلاف ما انزل اللہ ہے اور وہ چیز ہے جو محرف و مبدل ہے اور اس سے بہت چیزیں حذف کیگئی ہیں انمیں سے ایک علی کا نام ہے اور لفظ آل محمد بہت جگہ سے حذف کیا گیا ہے اور اس قرآن میں ملحدین کا کلام ہے اور خدا رسول کی مرضی کے موافق مرتب نہیں ہوا۔ اور یہی اعتقاد ہمارے بڑے بڑے مشائخ مثل یعقوب کلینی و ابراہیم قمی وغیرہ کا ہے۔"

(خاکسار ابوالحریز عبدالعزیز از ملتان شہر)

اب شیعہ مجتہدین کرام اصل حقیقت پر روشنی ڈالیں۔

کابل میں احمدی سنگسار کیا گیا

کابل میں ایک احمدی کو سنگسار کیا گیا ہے۔ ہندوستان کے علماء اس سنگساری کو حق بجانب اور جائز قرار دے رہے ہیں۔ کچھ لوگ اسکے خلاف ہیں۔ اور احمدی قدرتاً اسکی مخالفت میں اپنا زور صرف کر رہے ہیں۔ احمدی کہتے ہیں کہ یہ فعل مذہبی رواداری کے منافی اور تنگدلی پر مبنی ہے۔ "مسلم راجپوت" ایک خالص قومی اخبار ہے اسکو مذہبی مباحث سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلئے قومی نقطۂ نگاہ سے ہمیں یہ کہنا ہے کہ اس سنگساری سے اس تفرقہ میں اور بھی اضافہ ہوگا جو مسلمانوں کی فرقہ بندی کی وجہ سے انمیں پیشتر سے موجود ہے۔ احمدیوں کے اعتراض کی نسبت ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ انکی مذہبی رواداری کی توقع فضول ہے۔ پچھلے دنوں قادیانی احمدیوں نے چپکے چپکے بابی مذہب کی تلقین شروع کی۔ جب امیر جماعت احمدیہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے انکو نہ صرف اپنی جماعت سے خارج کردیا بلکہ بعض روایات کے مطابق انکو سخت اذیتیں (جو ان کے اختیار میں تھیں) دیں۔ جب انکا اپنا یہ حال ہے تو وہ امیر کابل کو الزام نہیں دے سکتے۔ دوسروں کو مطعون کرنیسے پہلے اپنے اعمال و کردار پر غور کر لینا چاہیے۔

(مسلم راجپوت امرتسر یکم اکتوبر)

ہم اہل بہا

اختلاف مذہب کی بنا پر قتل تو درکنار کسی کو ادنیٰ زخم بھی دینا جائز نہیں سمجھتے۔ اس سنگساری کے غم میں ہمیں احمدیوں سے ہمدردی ہے۔ لیکن جس عبرت کی طرف محترم مسلم راجپوت نے اہل قادیان کی نظر کو متوجہ کیا ہے وہ واقعی قابل غور ہے۔ ہم مظلوموں کو قادیان کی سرزمین میں وہ اذیتیں و تکلیفیں جو اہل قادیان کے اختیار میں تھیں۔ گالیاں دینا۔ گولیاں چلنے سے روکنا۔ ٹوٹیوں کے سایہ میں ادھر سے ادھر لیجانا۔ ہمارے مکانوں پر رات کو پہرے لگانا تاکہ کوئی بندۂ خدا ہم سے مل نہ سکے۔ یہ تمام واقعات ہیں جنکا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ طرفہ یہ کہ واقعات ظلم پر پردہ ڈالنے کیلئے مظلومین کا نام غدار۔ مکار۔ عیار۔ مرتد فتنہ پرداز رکھا گیا۔ کئی بزرگوں نے بار بار زبانی ہمیں یہ کہکر قتل کی تہدید سنائی کہ تم مرتد ہوگئے ہو تمہاری سزا تو قتل ہے۔

اخبارات قادیان میں قتل کا فتویٰ

قادیان کے پرانے مدبر صحابی جناب شیخ یعقوب علی صاحب تراب عرفانی اڈیٹر الحکم نے صاف الفاظ میں شائع کیا کہ ہماری حکومت وقتی تو ان (بہائی ہونے والے) کی سزا موت سے بڑھکر تھی مگر ہماری (قادیانی) گورنمنٹ اسوقت اتنا ہی کر سکتی ہے کہ ان لوگوں کو قطعاً بائیکاٹ کردیا جائے اور سرزمین قادیان سے باہر کردیا جائے۔ "اخبار فاروق" قادیان نے کھلے الفاظ میں لکھدیا کہ ان بہائی بننے والے لوگوں کو پبلک پر شوٹ کردینا چاہیئے تھا۔ یعنی گولی سے اڑا دینا چاہیئے تھا۔ اخبارات کے فائل موجود ہیں جنکی عبارات صاف ہیں جو محو نہیں ہو سکتی ہیں۔

ہم کسی جلن سے نہیں بلکہ محبت سے کہتے ہیں کہ ہمعصر مسلم راجپوت کی نصیحت پر توجہ فرما کر اہل قادیان اپنی اصلاح کی کوشش کریں۔

آنچہ بر خود پسندی بر دیگراں مپسند
من از ہمدردیت گفتم تو ہم خود فکر کن بارے ؛ خرد از بہر ایں روز است دانا را و نادانا را

مہاتما گاندھی مسلمان ہوگئے

مسلمان وہ ہے جو اسلام کو سچا سمجھے۔ مہاتما گاندھی نے صاف الفاظ میں فرمادیا کہ "اسلام جھوٹا مذہب نہیں" ظاہر ہے کہ اسلام جھوٹا مذہب نہیں تو یقیناً سچا ہے۔ اور جب یہ اقرار مہاتما گاندھی کر چکے تو وہ مسلمان ہوگئے۔ مسلمان ہونا اسلام کو سچا مذہب ماننے سے زیادہ اور کیا ہے۔ باقی رہے نماز روزہ کے مسائل سو ہزاروں مسلمان ان مسائل پر عمل نہیں کرتے لیکن تاہم اسلام کو سچا مذہب ماننے کی وجہ سے مسلمان ہیں۔ مہاتما گاندھی سے یہ مطالبہ کرنا کہ پھر آپ اسلام قبول کیوں نہیں کر لیتے۔ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اسلام قبول کرنا کسی رسم پر موقوف نہیں ہے۔ مہاتما گاندھی کا یہ اقرار کہ "اسلام جھوٹا مذہب نہیں" خود اسلام کو قبول کرنا ہے۔ کیا اسلام قبول کرنیکی حقیقت اس سے کچھ زیادہ ہے کہ اسلام کو جھوٹا مذہب نہ سمجھا جائے۔ یہی بنیاد اسلام ہے۔ لفظی جھگڑے کو جانے دیجئے اصل حقیقت کو دیکھئے

گر ز سر معرفت آگہ شوی ؛ لفظ بگذاری سوئے معنی روی

©Afnan Library Trust, 2026

جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت

حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ، دلائل صداقت احمدی علم کلام سے

انجمن احمدیہ اٹاوہ میں تقریر علمی نمبر ۲

گذشتہ تقریر میں جناب میرزا صاحب کی تحریروں سے یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ وہی دوسرا مسیح کا ایک ہونا صحیح نہیں بلکہ جمہور اسلام کا عقیدہ ہی درست ہے کہ نہ ہی الگ اور مسیح الگ ہی اسکے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جناب میرزا صاحب ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ وقت وقت مسیح موعود ہے پیشگوئیاں دوسرا مدعی مسیحیت } تمام ظاہر ہو گئیں خدائی نوشتے پورے ہو چکے تمام نشان نمودار ہو گئے اب کوئی

حالت منتظرہ بجز ظہور مسیح موعود کے باقی نہیں اور چونکہ بجز میرے کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اسلئے میں اپنے دعوے میں صادق ہوں لوگ مجھے قبول کریں"۔ یہ بات ازالہ اوہام شہادت القرآن وغیرہ میں بار بار بیان فرمائی ہے۔ اپنی وحی کی کتاب خطبہ الہامیہ میں فرماتے ہیں۔ فبیّنوا من قام من دونی یدّعی انہ ھو المسیح الموعود۔ پس بتاؤ کہ میرے سوا کون کھڑا ہوا جس نے دعویٰ کیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اور یہ بات معقول ہے کہ جب تمام پیشگوئیاں پوری ہو گئیں اور بجز ایک شخص کے دوسرا کوئی مدعی بھی قائم نہیں ہوا تو لامحالہ اس مدعی کو قبول کرنا چاہئے ورنہ کہنا پڑیگا کہ قرآن و حدیث کی پیشگوئیاں غلط نکلیں۔ نشان ظاہر ہوئے اور موعود نہ آیا اور یہی وجہ تھی کہ پہلے ہمنے جناب میرزا صاحب کو مسیح موعود یا نبی تسلیم کیا تھا چونکہ ہمیں معلوم نہ تھا کہ کوئی اور مدعی بھی ہے ہمنے جناب میرزا صاحب کی تاویلات کو بھی قبول کر لیا تھا۔

انکشاف جدید } ہم بار بار حضرت میرزا صاحب کی کتابوں میں پڑھتے رہے کہ میرے سوا کوئی دوسرا مدعی نہیں ہے اگر ہے تو پیش کرو۔ پھر خود حضرت میرزا صاحب کی ہی ایک تحریر سے معلوم ہوا کہ حضرت میرزا صاحب کے سوا اور بھی مدعی مسیحیت ہیں اب جبکہ جناب میرزا صاحب نے اپنی تصنیف میں دوسرے مدعی مسیحیت کی اطلاع دی تو ظاہر ہے کہ ازالہ اوہام شہادت القرآن۔ خطبہ الہامیہ کی یہ بات غلط ہو گئی کہ بجز میرے کسی نے دعویٰ نہیں کیا۔ اسی انکشاف نے ہمیں غور و تحقیق کی طرف متوجہ کیا اور ہمیں حقیقت معلوم ہو گئی اور ہمنے حقیقی مسیح موعود کو شناخت کر لیا۔ اسی بیان میں جناب مکرم سید صادق حسین صاحب کے اس سوال کا جواب بھی ہے کہ پہلے میں نے جناب میرزا صاحب کو قبول کیا اور پھر میں بہائی کیوں ہو گیا۔

حضرت بہاء اللہ کا دعوے مسیحیت } چونکہ میں نے کہا کہ حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ اور دلائل۔ صداقت سب کچھ جناب میرزا صاحب کی مسلمہ تصانیف سے بیان کرونگا اسلئے پہلے میں حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ جناب میرزا صاحب کی کتاب سے نکال دکھاتا ہوں۔ لائے کتاب "پیغام احمد" یعنی لیکچر لاہور جسکے ٹائٹل پیج صفحہ ۲ پر جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں

"آج پرچہ پیسہ اخبار ۲۷ اگست ۱۹۰۴ء کے پڑھنے سے مجھے معلوم ہوا کہ حکیم میرزا محمود نام ایرانی لاہور میں فروکش ہیں وہ بھی ایک مدعی مسیحیت کے حامی ہیں دعویٰ کرتے ہیں اور مجھ سے مقابلہ کے خواہشمند ہیں۔ میں جانیکو ہوں اور ایک منٹ بھی مجھے فرصت نہیں"

جناب حکیم میرزا محمود ایرانی وہی بزرگ ہیں جو اسوقت آپ حضرات کے سامنے تشریف رکھتے ہیں۔ آپ نے حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ جناب میرزا صاحب کے سامنے پیش کیا جسکی بابت جناب میرزا صاحب کی عبارت سنا چکا ہوں۔ پیسہ اخبار نے خود بھی ایک بہت مفصل مضمون دونوں میں کون سچا ہے لکھا تھا (ناظرین! ۲۷ اگست کے کوکب ہند میں یہ پورا مضمون پڑھ چکے ہونگے) پس جناب میرزا صاحب کی تحریر سے معلوم ہو گیا کہ حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا تھا جسکو جناب حکیم میرزا محمود صاحب نے پیش کیا جسپر جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں کہ "حکیم میرزا محمود ایرانی لاہور میں فروکش ہیں وہ بھی ایک مدعی مسیحیت کے حامی ہیں"

عدم فرصت کا عذر } جناب میرزا صاحب نے جو فرمایا کہ میں جانیکو ہوں ایک منٹ بھی مجھے فرصت نہیں

یہ ایک حیرت میں ڈالنے والا عجیب قابل غور امر ہے۔ حالانکہ انہیں دنوں کے اخبار بدر میں لکھا ہوا ہے کہ ہم سیاحت کے طور پر آئے ہوئے ہیں چنانچہ اس واقعہ کے ایک ماہ بعد جناب میرزا صاحب قادیان واپس تشریف لیگئے تھے

پھر جناب میرزا صاحب کے ادعا اور چیلنج کا تقاضا تو یہ تھا کہ جسوقت انکے سامنے حضرت بہاء اللہ کا دعوی مسیحیت حکیم میرزا محمود صاحب نے پیش کیا تھا تمام کاموں سے مقدم اس اہم معاملہ کا تصفیہ تھا کیونکہ جناب میرزا صاحب کے لئے انکے دعوے سے زیادہ اہم کوئی امر نہ تھا۔ خاصکر ایسی صورت میں جبکہ جناب میرزا صاحب خود چیلنج فرما چکے تھے کہ اگر کوئی دوسرا مدعی مسیحیت ہو تو لاؤ بتاؤ۔ لیکن جب مدعی مسیحیت حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ پیش ہوا تو جناب میرزا صاحب نے ہرگز مقابلہ کی جرأت نہ فرمائی بلکہ ایسی تجویز کی کہ جس سے انکے اور بہائی مبلغ حکیم میرزا محمود صاحب کے درمیان رنجش بھی نہ ہو۔ مزید تعجب اور حیرانی یہ ہے کہ

حضرت بہاء اللہ کے مقابلہ میں ابدی خاموشی } جناب میرزا صاحب جو بہت لکھنے والے تھے اور ذرا ذرا سی بات پر کتابیں لکھدیتے تھے۔ جب انکے سامنے انکے موکد اور الہامی مطالبہ کے مطابق ایک مدعی مسیحیت (حضرت بہاء اللہ) کا دعویٰ کیا گیا تو نہ صرف اسوقت مقابلہ کی جرأت نہ فرمائی بلکہ اس واقعہ کے بعد چار سال جناب میرزا صاحب زندہ رہے لیکن چار سطریں بھی اپنی قلم سے حضرت بہاء اللہ کے خلاف نہ لکھیں بلکہ ابدی خاموشی اختیار کی۔ حالانکہ لاہور میں آریہ سماج کا لیکچر ہوا۔ رپورٹ پر اعتراضات لایا۔ جناب میرزا صاحب نے تین سو صفحے سے زیادہ کی کتاب چشمہ معرفت تصنیف فرما دی۔ کیا ممکن نہ تھا کہ حضرت بہاء اللہ کے مقابلہ پر جناب میرزا صاحب ایک چھوٹا سا رسالہ لکھدیتے مگر آپنے ایسی جرأت نفرمائی۔

احمدی اپنے نبی کی سنت پر عمل کریں } اسلئے میں احمدی احباب سے مخلصانہ عرض کرتا ہوں کہ وہ حضرت بہاء اللہ کے مقابلہ پر کھڑے نہ ہوں۔ وہ اپنے مقدس نبی کی سنت پر عمل کر کے خاموش رہیں۔ اسمیں انکی بھلائی ہے

تصفیہ کی صاف راہ } جناب میرزا صاحب مرحوم کا طرز عمل جو سبق دیتا ہے اُسے یاد رکھیں پھر جناب میرزا صاحب مرحوم نے اسی لیکچر لاہور میں فرمایا کہ میں حکیم میرزا محمود صاحب کو تصفیہ کے لئے ایک اور صاف راہ بتلاتا ہوں اور وہ یہ کہ کل ۳ ستمبر کو جلسہ میں میرا مضمون پڑھا جائیگا وہ مضمون اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار اپنے پرچہ میں تمام و کمال شائع کر دیں۔ حکیم صاحب موصوف سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس مضمون کے مقابلہ میں اسی اخبار میں اپنا مضمون شائع کرا دیں اور پھر خود پبلک ان دونوں مضمونوں کو پڑھکر فیصلہ کریگی کہ کس شخص کا مضمون راستی اور سچائی اور دلائل قویہ پر مبنی ہے"۔

چنانچہ ان بزرگ حکیم میرزا محمود صاحب نے درخواست جناب میرزا صاحب ایک مضمون بعنوان "جواب لیکچر جناب قادیانی" لکھدیا جو کئی بار شائع ہوا۔ اور اسمیں مکرر دعوت مقابلہ دی لیکن پھر بھی جناب میرزا صاحب مرحوم نے جرأت مقابلہ نہ فرمائی۔

دلائل صدق بہاء اللہ } جناب میرزا صاحب مرحوم نے پیشگوئیوں کو اپنی صداقت میں پیش کیا تھا حکیم میرزا محمود صاحب نے مسلمہ معیار کی رو سے "جواب لیکچر جناب قادیانی" میں دکھادیا ہے کہ حضرت بہاء اللہ نے نہایت اہم امور کے متعلق مفصل پیشگوئیاں فرمائیں اور وہ بالتاویل پوری ہوئیں۔ مثلاً حضرت بہاء اللہ نے اپنی کامیابی۔ رجوع اہل عالم۔ فتح باب یمن کی پیشگوئی ایسے حالات میں فرمائی جبکہ ان باتوں کو سنکر حیرت ہوتی تھی آپنے وحی اللہ سے فرمایا سوف یفتح اللہ لمدینتہ بابا یأتی یومئذ یدخل الناس فیھا افواجا۔ عنقریب خدا اپنے شہر کا پھاٹک کھولدیگا۔ یہ قید و بند اٹھا دیے جائینگے۔ لوگ جوق جوق آئینگے۔ چنانچہ آخر ایسا ہی ہوا۔ عکہ کی قید و بند اٹھ گئی لوگ مشرق مغرب۔ جنوب۔ شمال سے حضرت بہاء اللہ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپکا ایک خاص اعجاز یہ تھا کہ جس کسی نے حالت وحی میں آپکو پہچانا ضرور ایمان لایا۔ علاوہ ازیں آپنے سلطنت ٹرکی کے متعلق مفصل اور کھلے الفاظ میں پیشگوئی فرمائی جو حرف بحرف پوری ہوئی سلطنت ایران کے متعلق جو پیشگوئی تھی وہ بھی دنیا نے دیکھ لی اور ایک عالم آج واقعات دیکھ رہا ہے جو سالہا سال پیشتر وحی الٰہی سے حضرت بہاء اللہ نے بتا دئے تھے۔ پس چونکہ جناب میرزا صاحب مرحوم اور احمدیوں کے نزدیک پیشگوئی معیار صداقت مسلم ہے چنانچہ جناب مکرم سید صادق حسین صاحب نے بھی اپنی تحریر میں تسلیم کیا ہے

(بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ ۷ کالم)

©African Library Trust, 2026

کائنات الہامات

دوستو! آؤ تحقیق کے قدموں سے آج ہم جناب میرزا صاحب کی کائنات الہامات میں داخل ہوں۔ اور بصیرت کی آنکھ سے ہر چیز کا مطالعہ کریں۔ تاکہ اصل کیفیت ظاہر ہو۔ دیکھو یہ کتاب البشریٰ ہے۔ جب ہم اسکو شروع سے آخر تک پڑھتے ہیں تو ہمیں جناب میرزا صاحب کے الہامات چار اقسام میں منقسم نظر آتے ہیں۔ ہر ایک قسم کو ملاحظہ فرما کر نوٹ دیتے جائیے۔ وباللہ التوفیق۔

وہ الہامات جو مشتبہ رہے

(۱) مثلاً "ایلی ایلی لما سبقتنی ایلی اوس" حضرت صاحب خود فرماتے ہیں کہ آخری فقرہ اس الہام کا یعنی "ایلی اوس" بباعث سرعت ورود مشتبہ رہا ہے اور نہ اسکے کچھ معنی کھلے ہیں واللہ اعلم بالصواب (البشریٰ جلد اول صفحہ ۳۶)

(۲) "پریشن عمر براطوس یا بلیا طوس"۔ حضرت صاحب خود فرماتے ہیں "آخری لفظ پڑطوس ہے یا بلیا طوس بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا۔ اور نمبر ۲ میں عمر عربی لفظ ہے اگلا براطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں۔ اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔ (البشریٰ جلد صفحہ)

(۳) "نتیجہ خلاف مراد ہوا یا نکلا" حضرت صاحب خود فرماتے ہیں کہ آخر کا لفظ ٹھیک یاد نہیں اور یہ بھی پختہ پتہ نہیں کہ یہ الہام کس امر کے متعلق ہے (البشریٰ جلد صفحہ ۷۵)

(۴) ۱۔ شر الذین انعمت علیہم۔ شرارت اللہ گونگی چیز انعام کیا تو نے ۲۔ میں انکو سزا دونگا۔ ۳۔ میں اس عورت کو سزا دونگا۔ (تشریح) حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ گھر میں طبیعت علیل تھی۔ بہت سردرد بخار اور کھانسی بھی تھی لوگوں کے ابتلا کا خوف ہوتا ہے میں نے رات بہت دعا کی (شیخ رحمت اللہ کو مخاطب کرکے) آپکو بھی دعا کی تھی پہلے تو ایک مشتبہ سا الہام ہوا نہ معلوم کس کے متعلق ہے وہ نمبر ۱ ہے نمبر ۲ و نمبر ۳ معلوم نہیں یہ کسکے متعلق ہے۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۵۷)

وہ الہامات جنکے الفاظ یاد نہیں رہے

(۱) مثلاً "بنا دحی ہ ناد من السماء" آسمان سے ایک پکارنیوالے نے پکارا (البدر جلد ۱ نمبر ۸ صفحہ ۵۸ کالم ۲) ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء جمعہ قبل از عصر (نوٹ) حضرت اقدس نے فرمایا کہ اسکے ساتھ ایک اور عجیب اور مبشر فقرہ تھا وہ یاد نہیں رہا۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۶۶)

(۲) ویبقیک (ترجمہ الہامی) تا بدیر ترا خواہد داشت۔ (تشریح) حضرت اقدس نے فرمایا کہ ۱۸ فروری ۱۹۰۳ء کو یکایک مرض کا دورہ ہو گیا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے اس حالت میں ایک الہام ہوا جسکا صرف ایک حصہ یاد رہا۔ چونکہ بہت تیزی کیساتھ ہوا تھا جیسے بجلی کوندتی ہے اسلئے باقی حصہ محفوظ نہ رہا۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۸۰)

(۳) یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے تبدیل ہو نیوالی نہیں (تشریح) فرمایا آج صبح جب میں نماز کے بعد ذرا لیٹ گیا۔ تو الہام ہوا مگر افسوس ہے کہ ایک حصہ اسکا یاد نہیں رہا۔ ایک پہلے عربی کا فقرہ تھا اور اسکے بعد اسکا ترجمہ اردو میں تھا وہ اردو فقرہ یاد ہے اور عربی فقرہ کچھ اس سے مشابہ تھا۔ تعہد و تمکن فی السماء مگر وہ اصل فقرہ بھول گیا اور اس نسیان میں بھی کچھ منشاء الٰہی ہوتا ہے۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۸۱)

(۴) فیہ خیر و برکۃ (ترجمہ الہامی) اسمیں تمام دنیا کی بھلائی ہے (تشریح) فرمایا مجھے الہام ہوا مگر اسکا آخری حصہ یاد ہے دوسرے الفاظ یاد نہیں رہے۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۸۱)

(۵) ۲۷ مئی ۱۹۰۳ء بلا نازل یا حادث یا۔۔۔ (تشریح) فرمایا کہ یہ الفاظ الہام ہوئے ہیں مگر معلوم نہیں کسکی طرف اشارہ ہے یاد نہیں رہا کہ یا کے آگے کیا تھا۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۸۲)

(۶) ۳ جون ۱۹۰۳ء رات کے ۲ یا ۳ بجے سلیم حامد متبشراً (ترجمہ) سلامتی والا۔ حمد کرنیوالا۔ بشارت دیا گیا۔ (تشریح) کچھ حصہ الہام کا یاد نہیں رہا (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۸۱)

(۷) ۱۹ مارچ ۱۹۰۵ء کو ایک عربی الہام تھا الفاظ مجھے یاد نہیں رہے (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۹۴)

(۸) ۳ جولائی ۱۹۰۶ء "ایکدم میں دم رخصت ہوا"۔ فرمایا آج مجھے ایک مندرجہ بالا الہام ہوا اسکے پورے الفاظ یاد نہیں رہے۔ اور جسقدر یاد رہا وہ یقینی ہے مگر معلوم نہیں کہ کسکے حق میں ہے لیکن خطرناک ہے۔ یہ الہام ایک موزوں عبارت میں ہے مگر ایک لفظ درمیان میں سے بھول گیا ہے۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۱۶)

(۹) ۱۵ اپریل ۱۹۰۶ء کو راز کھل گیا۔ الذین اعتدوا منکم فی السبت (نوٹ مسیح موعود) ساتھ کا فقرہ بھول گیا ہے (البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۹)

(۱۰) ۱۷ اپریل ۱۹۰۶ء کو الہام کے الفاظ یاد نہیں رہے (" " " ")

(۱۱) یکم مئی ۱۹۰۳ء فرمایا کہ میں نے ایک مندرجہ رویا دیکھی ہے مگر شک ہے کہ وہ درمیان میں ہی رہ گئی۔ دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص ہے جو میدان میں بیٹھا ہے اور کہتا ہے یہاں ایک بیل ذبح کرینگے۔ وہ باتوں ہی میں رہا اور کوئی بیل وغیرہ ذبح نہیں ہوا۔ اسی حالت میں الہام ہوا جسکے الفاظ تو یاد نہیں ہے۔ (مکاشفات صفحہ ۳۲)

وہ الہامات جن کا مطلب معلوم نہیں ہوا

(۱) مثلاً "رنبا عاج" ہمارا رب عاجی ہے۔ عاجی کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔ (البشریٰ جلد اول صفحہ ۴۳)

(۲) "حو شعنا لنسا"۔ یہ الہام شاید عبرانی ہے جسکے معنی نہیں کھلے اسکے معنی ہیں "نجات دے" (البشریٰ جلد اول صفحہ ۴۳)

(۳) وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۵)

(۴) ۳ ستمبر ۱۸۹۸ء "غشم غشم۔ غشم" (ح) اسکی تفہیم نہیں ہوئی کہ ۱۱ سے کیا مراد ہے گیارہ دن یا گیارہ ہفتہ یا گیا۔ یہی ہندسہ ۱۱ کا دکھایا گیا ہے۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۶۶)

(۶) ۳۱ جنوری ۱۹۰۳ء "لا یموت احد من رجالکم" فرمایا کہ اسکے حقیقی معنی کہ تمھارے رجال میں کوئی نہ مرے گا" تو ہو نہیں سکتے کیونکہ موت تو انبیاء تک کو آتی ہے اور نہ قیامت تک کسی نے زندہ رہنا ہے مگر اسکی مفہوم کا پتہ نہیں شاید کوئی اور معنی ہوں۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۰۲)

(۷) ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء خواب میں دیکھا کہ میں کچھ لکھ رہا ہوں اور لکھتے لکھتے یہ الفاظ دیکھے "علم الدرمان ۲۲۳"۔ علم عربی لفظ ہے اور درمان فارسی ہے۔ اسکے آگے ۲۲۳ کا ہندسہ ہے معلوم نہیں کہ اس سے کیا مراد ہے۔ (البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۱) (نوٹ)

ہمنے الہامات پر اپنی طرف سے کوئی جرح نہیں کی تاکہ ہر شخص اپنے ذوق کے مطابق نتیجہ نکال سکے۔ (مدیر)

وہ الہامات جو معلوم نہیں ہوئے کہ کسکے متعلق ہیں

(۱) مثلاً ۲ مئی ۱۹۰۳ء "آثار صحت" فرمایا کہ کچھ دن ہوئے کہ میں بیماروں کے لئے دعا کرتا تھا۔ ایک شخص کے لئے خاص طور سے دعا کی دیکھا کہ وہ اٹھکر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر یہ الہام ہوا مگر تصریح بالکل نہیں کہ یہ الہام کسکے متعلق ہے۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۸۲)

(۲) "الامراض تشاع والنفوس تضاع" (ترجمہ) امراض پھیلائے جائینگے اور جانیں ضائع کی جائینگی۔ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ الہام پہلے بھی ہو چکا ہے اور پھر ہوا ہے "خوف ہے کہ اسکا کیا مطلب ہے۔ معلوم نہیں کہ قادیان کے متعلق ہے یا پنجاب کے متعلق۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۱۱)

(۳) اللہ تعالیٰ اسکو سلامت رکھنا نہیں چاہتا۔ کسی کی طرف اشارہ ہے (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۱۶)

(۴) پیٹ پھٹ گیا۔ دن کے وقت کا الہام ہے معلوم نہیں یہ کسکے متعلق ہے۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۱۹)

(۵) خدا اسکو پنجبار ہلاکت سے بچائیگا۔ نہ معلوم کسکے حق میں یہ الہام ہے (" " " ")

(۶) ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء "موت تبراں ماہ حال کو"۔ (نوٹ) قطعی طور پر معلوم نہیں کہ کسکے متعلق ہے (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۲۰)

(۷) "کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا" کسی کے قول کی طرف اشارہ ہے اور یا کمترین سے مراد کوئی شریر مخالف ہے۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۲۱)

(۸) ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء مینے دیکھا کہ کسی کی موت قریب ہے۔ یہ متعین نہ ہوا کہ کسکی موت آئی ہے۔ تب اس کشفی حالت میں ہی میں نے دعا کی الہام ہوا ان المنایا لا تطیش سھما۔ تب میں نے اس کشفی حالت میں پھر دعا کی کہ اے خدا تو ہر چیز پر قادر ہے تب الہام ہوا ان المنایا لا تطیش سھما اسکے بعد یہ بھی الہام ہوا "رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت" میں نہیں کہسکتا کہ ہم سب میں سے یہ کسکے حق میں ہے واللہ اعلم بالصواب (مکاشفات صفحہ ۵۶)

(۹) "بہتر ہوگا اور شادی کریں"۔ نہ معلوم کسکے متعلق یہ الہام ہے (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۲۴)

مجمل الہامات

(۱) مثلاً یکم ستمبر ۱۹۰۳ء کو الہام ہوا "فیہ من معقول ادحی" (البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۸۴)

(۲) "چودھری رستم علی" ۲۹ مارچ ۱۹۰۶ء (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۹۴)

(۳) قتل مالک حلیہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۵ء۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۹۶)

(۴) "مفر صحت"۔ ۱۷ جون ۱۹۰۵ء (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۹۹)

(۵) ۱۲ ستمبر ۱۹۰۵ء دو شہتیر ٹوٹ رہ گئے۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۰۱)

(۶) ۱۵ نومبر ۱۹۰۵ء زندگیوں کا خاتمہ۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۰۳)

(۷) یکم جنوری ۱۹۰۶ء تین بکرے ذبح کئے جائینگے۔ مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ظاہر پر حمل کرکے آج ہمنے تین بکرے ذبح کرا دئے ہیں۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۰۲)

(۸) ۲۸ جنوری ۱۹۰۶ء " ۲۵ فروری کے بعد جانا ہوگا" (البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۰۶)

(۹) "ایک دانہ کس کس نے کھانا" (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۰۷)

(۱۰) "دو چار ماہ" (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۱۵)

(۱۱) ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہیں رہیگا۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۲۴)

(۱۲) لاہور میں ایک بے شرمے مارچ ۱۹۰۷ء (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۲۶)

©Afnan Library Trust, 2026

وہ الہامات جو اہمیت نہیں رکھتے

مثلاً

(۱) آج حاجی ارباب محمد لشکر خاں کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے۔
(البشریٰ جلد اول صد ۱۷)

(۲) بست و یک روپیہ آنیوالے ہیں۔ بست و یک روپیہ آئے ہیں
بست و یک آئے ہیں۔ (البشریٰ جلد اول صد ۴۲)

(۳) ڈگری ہو گئی ہے مسلمان ہے۔ (البشریٰ جلد اول صد ۴۲)

(۴) ایک دفعہ کشفی طور پر للعہ للعہ للعہ روپے مجھے دکھلائے گئے
پھر اردو میں الہام ہوا۔ ماجھے خاں کا بیٹا اور شمس الدین پٹواری ضلع
لاہور بھیجنے والے ہیں۔ (مکاشفات صد ۳)

(۵) یہ ہو طرو گو امرتسر۔ بعضیں امرت سر جانا پڑیگا۔ (البشریٰ جلد ۲ صد ۳)

(۶) ہی بل ٹس ان دی ضلع پشاور۔ وہ ضلع پشاور میں ٹھہرتا ہے۔
(البشریٰ جلد دوم صد ۴)

(۷) پاس ہو جائیگا۔ (البشریٰ جلد دوم صد ۱۴) تم پاس ہو گئے۔
(البشریٰ جلد ۲ صد ۴)

(۸) مینوں کوئی نہیں کہہ سکدا کہ ایسی آئی جسنے ایہہ مصیبت پائی۔
(البشریٰ جلد ۲ صد ۵۵)

(۹) محموم ایک بخار والا آیا۔ نظرت الی المحموم۔ میں نے بخار والے کی طرف
نظر کی۔ (البشریٰ جلد دوم صد ۶۹)

(۱۰) ۱۱ اپریل ۱۹۰۶ء دہلی میں واصل جہنم واصل خاں فوت ہو گیا۔ (البشریٰ صد ۱۲۹)

(۱۱) واللہ واللہ۔ سدھا ہویا اولا۔ (البشریٰ جلد دوم صد ۱۳۸)

(۱۲) کبھی معدے کے خلل سے بھی ورم ہو جاتی ہے۔ (البشریٰ جلد ۲ صد ۱۴)

(۱۳) دوشنبہ ہی مبارک دوشنبہ۔ (البشریٰ جلد دوم صد ۵۵)

(۱۴) ۱۹۰۲ء اپریل رات میں نے کشف میں دیکھا کہ کوئی بیمار کہتا ہے
میں اسے دوا دینے لگا ہوں تو میری زبان پر جاری ہوا اس کہنے کا
آخری دم ہے۔ (مکاشفات صد ۲۲)

کلام روح پاک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب میرزا صاحب کی ایک دیکھتے ہیں اور
اور دو مقاموں پر انگشت مبارک رکھکر فرماتے ہیں ھذا لی و
ھذا لاصحابی

دسمبر ۱۹۰۲ء کو ایک رویا دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں حضرت علی کرم اللہ
وجہہ بنگیا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہیں اور
شفقت و تودد سے مجھے فرماتے ہیں دعھم وانصارھم وزدادھم

آواز روح ناپاک

اس وحی کے بعد ناپاک روح کی آواز آئی "میں سوتے ہوتے
جہنم میں پڑ گیا۔ (البشریٰ جلد دوم صد ۹۵)

مقولۂ شخص دیگر

انی براء من ذالک۔ یہ کسی دوسرے کا مقولہ ہے۔
(البشریٰ جلد دوم صد ۱۴۱)

خادمہ کی صورت میں الہام

۲۵ فروری ۱۹۰۶ء الہام "دردناک دکھ اور دردناک واقعہ"
اسکے بعد۔ رویا دیکھا کہ کوئی خادمہ جو اپنے تعلق والوں سے کسی گھر کی
آئی ہے اور کہتی ہے کہ "میری بیوی یکایک مر گئی"۔ (مکاشفات صد ۵)

مولوی محمد علی صاحب کا الہام

۲۷ جنوری ۱۹۰۶ء کو خواب میں دیکھا کہ گویا ایک انگریز
بار بار بولتا ہے۔ پھر جب غور سے دیکھا
تو معلوم ہوا کہ انگریز نہیں بلکہ وہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہیں
جو وہ الفاظ بول رہے ہیں۔ اور پھر یہی الہام انگریزی میں ہوا
اور ساتھ ہی اسکا ترجمہ بھی یعنی یہ کہ "ایک کلام اور دو لڑکیاں"
(مکاشفات صد ۴۸)

مُرغی بولتی ہے

۶۔ دسمبر ۱۹۰۶ء رویا دیکھا کہ ایک دیوار پر ایک مرغی ہے وہ کچھ بولتی ہے
سب فقرات یاد نہیں رہے مگر آخری فقرہ جو یاد رہا یہ تھا۔
انکنتم مسلمین اسکے بعد بیداری ہوئی یہ خیال تھا کہ مرغی نے
کیا الفاظ بولے میں پھر الہام ہوا انفقوا فی سبیل اللہ
انکنتم مسلمین۔ (مکاشفات صد ۴۷)

خاکسار پیرمنٹ

۲۴ فروری ۱۹۰۶ء حالت کشفی میں جبکہ حضرت کی طبیعت ناساز تھی
ایک سلیٹ دکھائی گئی جسپر لکھا ہوا تھا۔ "خاکسار پیرمنٹ" (مکاشفات صد ۳۵)

مختصر طریق غور

ہمنے جناب میرزا صاحب مرحوم کے الہامات انہیں کے الفاظ میں لکھدئے
ہیں۔ اور کوئی جرح نہیں کی تاکہ ہر محقق اپنے ذوق کے مطابق نتیجہ
اخذ کرے ہاں اتنا عرض کیا جاتا ہے کہ کلام الٰہی کا مشتبہ رہنا۔ یاد نہ رہنا
مطلب نہ سمجھنا آدھے الفاظ سننا اور آدھے الفاظ سرشت ورود کی
شکل میں نہ سمجھنا۔ اور اکثر بلکہ تقریباً تمام الہامات کا ایسے چھوٹے چھوٹے
فقروں اور ٹکڑوں میں ہونا جو صرف مفردات کی سی حیثیت رکھتے ہوں
جسکو جسطرف چاہیں لگا سکتے ہیں اور جب چاہیں کسی جگہ چسپاں کر دیں
کیونکہ ایسے بے سر پیر کے ٹکڑے کوئی مستقل وجود کلام نہیں کہلا سکتے
یہ محض اجزائے کلام ہیں جو عضو بے روح و بیمعنی کی مثال ہیں۔ اور
جو کچھ ایسے حصے ہیں بھی جو کسیقدر پورے اور اپنے اعضاء کے لحاظ سے
کلام کہے جا سکتے ہیں وہ اکثر غیر ضروری اور غیر اہم الا ماشاء اللہ
بہتکم۔ ایسے الہامات جناب مرزا صاحب کی خصوصیات میں سے ہیں
جن سے موصوف کی حیثیت آشکار ہوتی ہے۔
جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"جس دل پر درحقیقت آفتاب وحی الٰہی تجلی فرماتا ہے اسکے ساتھ
ظن اور شک کی تاریکی ہرگز نہیں رہتی۔ کیا خالص نور کے ساتھ ظلمت
رہ سکتی ہے۔" (نزول المسیح صد ۸۹)

"کیا تم کہہ سکتے ہو کہ آفتاب وحی الٰہی اگرچہ پہلے زمانوں میں یقینی رنگ
میں طلوع کرتا رہا ہے مگر اب وہ صفائی اوسکو نصیب نہیں۔
(نزول المسیح صد ۱۰۹)

کیا انبیاء اولوالعزم کی وحیوں میں ایسے مشتبہ۔ فراموش شدہ۔ ناکمل
غیر اہم نیک یا بد روح کا کلام وغیرہ حصص موجود ہیں۔

جناب میرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا تعالیٰ کا مکالمہ یقین تک پہنچاتا ہے جو قطعی اور یقینی ہو
جسپر ایک مہم قسم کھا کر کہہ سکتا ہے کہ وہ اسی رنگ کا مکالمہ ہے جس
رنگ کا مکالمہ آدم سے ہوا اور پھر شیث سے ہوا اور پھر نوح سے
ہوا اور پھر ابراہیم سے اور پھر اسحٰق سے اور پھر اسمٰعیل سے اور پھر
یعقوب سے ہوا اور پھر یوسف اور پھر چار سو برس کے بعد موسیٰ سے
اور پھر یسوع ابن نون سے ہوا اور پھر داؤد سے ہوا اور پھر سلیمان سے
اور پھر المسیح نبی سے اور دانیال سے اور اسرائیلی سلسلہ کے آخر میں
عیسیٰ ابن مریم سے ہوا اور سب سے اتم اور اکمل طور پر حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم سے ہوا۔ لیکن اگر کوئی کلام یقین کے مرتبہ سے کمتر ہو تو وہ
شیطانی کلام ہے نہ ربانی۔ ہم جانتے ہیں کہ جب آفتاب طلوع کرتا ہے
اور اپنی کرنیں زمین پر چھوڑتا ہے تو اسکی روشنی ایسی صاف دنیا پر
پڑتی ہے کہ کسی دیکھنے والے کو اسکے نکلنے میں شک باقی نہیں رہتا۔ اور
کیا وہ کہہ سکتا ہے کہ کل کا سورج تو یقینی تھا مگر آج کا شک ہے۔ کیا خدا کے
کلام کا طلوع سورج کے طلوع سے کچھ کمتر ہے۔"
(نزول المسیح صد ۱۰۹)

اب کیا کہا جا سکتا ہے کہ ان تمام انبیاء کرام بالخصوص سید الانام
حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی وحی نازل ہوئی تھی جیسی کہ
جناب میرزا صاحب کی وحی کا نمونہ موجود ہے۔
وہاں تو ما زاغ البصر وما طغیٰ ما کذب الفواد
ما رأیٰ کے مطابق اشتباہ۔ فراموشی وغیرہ معدوم اور روز روشن
کی مانند کلام الٰہی صاف اور واضح ہے۔
نیز یہ بات قابل غور ہے کہ دنیا کو ایسے الہامات سے کیا فوائد پہنچ
سکتے ہیں۔ کیا ایک نبی عظیم الشان موعود کل ادیان کی اعلیٰ
حیثیت سے یہ الہامات کچھ بھی نسبت رکھتے ہیں۔ سوچیے اور خوب سوچیے!

مسئلہ سود اور علمائے دیوبند

ڈاکخانہ کے سود کے جواز کے متعلق مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مدرسہ
دیوبند کا ایک فتویٰ اکثر اسلامی اخبارات میں شائع ہوا تھا۔ اس فتویٰ
پر اخبارات کی طرف سے حاشیہ آرائیاں کی گئی تھیں۔ اسلئے اسکی مزید
تشریح و تفسیر کے لئے جناب مولوی مبارک شاہ صاحب مددگار مفتی دارالعلوم
دیوبند کو قلم اٹھانا پڑا۔ چنانچہ اخبار کوکب ہند مورخہ ۹ ستمبر میں مسئلہ سود
میں علمائے دیوبند کا مسلک کے عنوان سے اس مضمون کی تشریح کیگئی ہے
مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ابھی اور تشریح کی بھی ضرورت ہے۔ مولوی مبارک
شاہ صاحب کی عبارت کو مدنظر رکھکر ایک سوال پیدا ہوتا ہے جو یہ ہے کہ ایک
شخص اپنے جمع شدہ روپے کو گھر میں دفن کر کے نہیں رکھنا چاہتا
بلکہ سود لینے کی غرض سے ڈاکخانہ یا کسی بنک میں روپیہ کو داخل کرتا ہے
مگر اسطرح سے حاصل ہونیوالے سود کو اپنے مصرف میں لانیکا ارادہ
نہیں رکھتا بلکہ اسکو غربا یا مساکین میں تقسیم کرتا ہے یا قومی کاموں
میں لگانے کا ارادہ رکھتا ہے تو کیا ایسے شخص کے لئے بنک یا ڈاکخانہ
میں روپیہ داخل کرنا جائز ہے۔ امید ہے کہ مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند
اسی مراسلہ پر روشنی ڈالکر ممنون فرمائینگے۔

سردار خاں
مسلم مشنری پنجاب

©Afnan Library Trust, 2026

ایک محقق کا مراسلہ

دفتر کوکب ہند میں اکثر اطراف وجوانب سے طالبان حق کے مراسلات موصول ہوتے رہتے ہیں۔ جنکا ذکر اخبار میں نہیں کیا جاتا۔ ہاں جو صاحب خود ارشاد فرماتے ہیں انکے ارشاد کی تعمیل کیجاتی ہے۔

اس ہفتہ حضرت میرزا صاحب مرحوم کے پرانے احباب میں سے ایک بزرگ محترم مولنا عبداللہ صاحب وکیل سرینگر کشمیر نے ایک مراسلہ ارسال فرمایا کر۔ اشاعت کے لئے بھی ارشاد فرمایا ہے۔ اسلئے کوکب ہند میں اسکا ذکر کیا جاتا ہے۔

اس مراسلہ میں ایک عبارت بیان کی طرف منسوب کر کے لکھی ہے اسکے متعلق یہ عرض ہے کہ اول تو پوری عبارت نقل نہیں ہوئی۔ الی آخرہ کر کے عبارت کے باقی حصے کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں ہم اس عبارت کے متعلق کیا کہہ سکتے ہیں اور کیونکر کچھ تفسیر کر سکتے ہیں جبتک اصل عبارت مکمل نظر کے سامنے نہ ہو دیانتہً ہم کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔

یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ یہ عبارت بیان میں ہے یا نہیں۔ اور ہے تو کیونکر اور پوری عبارت کیا ہے۔ دوسرے اگر حضرت مولنا مکمل حوالہ کتاب وغیرہ سے مطلع فرمائیں کہ کس کتاب سے انہوں نے یہ عبارت نقل فرمائی ہے تو ممکن ہے کہ ہم تحقیقات کرنے کے بعد کچھ لکھ سکیں۔

مولنا کے مراسلہ میں اہل بہار اور اہل قادیان سے ایک مشترک خطاب ہے اور ایک خاص اہل بہار سے اور ایک خاص اہل قادیان سے ہے ہم ایک کے فقرات معہ اپنی رائے کے ذیل میں دیتے ہیں

مشترک خطاب

حضرات محترم: یہ امر بدیہی ہے کہ زمانہ۔ علامات۔ دلائل۔ اصول آپکے ایک حد تک مشترک ہیں۔ اور سید باب اور حضرت بہاء اللہ کو حضرت میرزا غلام احمد پر تقدم زمانی بھی حاصل ہے۔

یہ اعتراضات بہت کمزور ہیں بلکہ محض شبہات ہیں کہ سید باب یا حضرت بہاء اللہ کا شریعت اسلامیہ کو منسوخ کرنا محل بحث نہیں۔ یمحو اللہ ما یشاء اللہ ویثبت وعندہ ام الکتاب میں جو کچھ بقدر اپنے فہم واستعداد کے فریقین سے دریافت کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ علمائے اسلام اور انکے نزدیک یہ اصل مسلم ہے کہ مظاہر امر الٰہی کے لئے ضروری ہے کہ مدعی ربوبیت ونبوت ورسالت کے دعوے کیساتھ کوئی نشان معلوم یا علامت مخصوص بھی موجود ہو تاکہ مخلوق پر حجت قائم ہو۔

پس محققین علمائے اسلام میرزا اہل بہار اور اہل قادیان کا مسلمہ ہے کہ ایسی صریح علامت یا نشان وحی سماوی اور کلام الٰہی ہے اور ہمارے آقا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صدق دعوی پر بطور دلیل وعلامت کلام الٰہی اور وحی سماوی یعنی قرآن کریم کو ہی پیش فرمایا ہے اور قرآن مجید نے بھی فاتوا بسورۃ من مثلہ کی تحدی فرما کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو ثابت فرمایا ہے۔ اور خصوصیات کلام الٰہی کو بھی قرآن کریم نے خود ہی بیان فرما کر فیصلہ کر دیا کہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ وبحق انزلناہ وبالحق نزل ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم۔

قرآنا عربیا غیر ذی عوج

اہل بہاء کی خدمت میں

یہ گذارش ہے کہ آیا سید باب پر جو کتاب البیان یا کسی وحی سماوی کا نزول ہوا تو کیا وہ وحی سماوی بلحاظ حق وحکمت و خصوصیات ذاتیہ وحقائق ومعارف عالیہ قرآن کریم سے اعلیٰ اور ابلغ یا کم از کم مثل قرآن مجید ہے یا نہیں ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا

ہمارا جواب یہاں ہم مختصر جواب عرض کئے دیتے ہیں

اہل بہاء بمصداق لا نفرق بین احد من رسلہ خدا کے مامورین میں فرق نہیں کرتے۔ اور جیسا کہ مامورین کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں ویسا ہی انکی وحیوں کے بارے میں بھی عقیدہ رکھتے ہیں۔ ہاں بعض نسبتوں سے خدا تفضیل دیتا ہے اہل بہاء حضرت باب کو حضرت بہاء اللہ کا مبشر مانتے ہیں اسلئے اہل بہار کا فریضہ اولین ہے کہ حضرت بہاء اللہ کی صداقت کو بہ تفصیل ثابت کریں۔ باقی تمام مرسلین ومبعوثین کو ما انزل من قبل کے ماتحت برگزیدہ مانتے ہیں۔ (کوکب)

علماء قادیان کی خدمت میں

یہ التماس ہے کہ آپکے نزدیک بالخصوص نبوت کا معیار کرشمہ کا اظہار علی الغیب ہے اور یہ دونوں امور حضرت بہاء اللہ میں موجود ہیں۔ علاوہ بریں جناب بہاء اللہ کا دعویٰ بلا اختلاف وتناقض صاف ہے۔ پس اگر حقیقت اس سے زیادہ نہیں تو قادیانی مذہب کا بہائی مذہب میں جذب ہونا ضروری ہے۔ ہمارے علمائے اسلام قادیانیت اور بہائیت دونوں سے بیزار ہیں مگر کیا اس بیزاری سے حضرت مسیح ناصری زندہ ہو کر آسمان سے نازل ہونگے۔ یہ تو محال اور ناممکن ہے۔

کیا علمائے اسلام اور اہل بہار واہل قادیان اس بحث کو ہر پہلو سے صاف فرمانیکی کوشش فرمائینگے۔

خاکسار محمد عبداللہ وکیل سرینگر کشمیر

زرین تاج

ادبی تاریخی روحانی

یہ ماہوار رسالہ تعلیم نسواں وحقوق نسواں کا حامی ہوگا۔ بیشتر مضامین خواتین ہی کے ہوا کرینگے۔ درخواستیں آرہی ہیں۔ ڈھائی سو درخواستیں آجانے پر شائع ہونا شروع ہوگا۔ قیمت دو روپے سالانہ رکھی گئی ہے تاکہ تمام بہنیں آسانی سے خرید سکیں۔ اور علمی اور روحانی فوائد حاصل کر سکیں

طاہرہ خانم گھٹیا اعظم خاں

آگرہ

انجمن احمدیہ اٹاوہ میں تقریر علمی

(بقیہ مضمون صفحہ ۶)

حضرت بہاء اللہ کی پیشگوئیوں کا امتیاز حضرت بہاء اللہ کی پیشگوئیوں کا امتیاز یہ ہے کہ وہ اہم امور سے متعلق ہیں انکا انر محیط ہے۔ وہ مفصل ہیں اٹل ہیں ان میں بعد کو تاویل نہیں کرنی پڑتی۔ برخلاف اسکے جناب میرزا صاحب کی پیشگوئیاں مبہم۔ مجمل اور سراسر تاویل ہیں۔ مثلاً عید اللہ آتھم کے متعلق بڑے زور سے پیشگوئی فرمائی کہ وہ پندرہ مہینہ کے اندر ہاویہ میں گرایا جائیگا لیکن جب وہ پندرہ مہینہ میں نہ مرا تو تاویل فرمائی کہ اسنے رجوع کر لیا۔ وہ دلیر ڈر گیا۔ ثبوت یہ کہ اس نے پہلے ہی دن پیشگوئی سنکر خوف سے کانوں پر ہاتھ رکھ اور زبان باہر نکال لی تھی مگر نہایت سنجیدہ سوال یہ ہے کہ رجوع تو اسنے پہلے دن ہی کر لیا تھا۔ جناب میرزا صاحب پندرہ ماہ اسکی موت کے منتظر کیوں رہے۔ اور پندرہ ماہ کے آخری دن تمام اصحاب معہ جناب میرزا صاحب کے زار زار روتے کیوں تھے۔ جب پہلے ہی دن اسنے رجوع کر لیا تھا تو بس معاملہ ختم ہو چکا تھا۔ پھر پندرہ مہینے کا دشوار انتظار کس لئے۔

حضرت بہاء اللہ کی کامیابی اب میں دوسری دلیل اللہ قائم پیش کرتا ہوں جسے جناب میرزا صاحب مرحوم نے لیکچر لاہور میں لکھا ہے اور جناب سید صادق حسین صاحب مکرم نے بھی اپنی تحریر میں تسلیم فرمایا ہے اور یہ دلیل احمدیوں کی بہت مشہور دلیل ہے جو ہر جگہ پیش کیجاتی ہے۔ "جواب لیکچر جناب قادیانی" میں بھی اس دلیل کو لیا گیا ہے۔ یعنی مدعی من عند اللہ کی کامیابی اور دنیا میں قبولیت اور ایک جماعت کا اسکے ساتھ ہو جانا اسکی سچائی کی دلیل ہے چنانچہ لیکچر لاہور میں جناب میرزا صاحب مرحوم نے اپنی جماعت کی رفتار ترقی کو اپنے لئے دلیل صدق ٹھہرایا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس دلیل سے بھی حضرت بہاء اللہ اول اور اقدم طور پر صادق ثابت ہوئے کیونکہ خود حضرت بہاء اللہ کی قرابانی۔ تحمل بلایا۔ استقلال جناب میرزا صاحب سے بڑھکر ہونے کے علاوہ حضرت بہاء اللہ کی کامیابی جناب میرزا صاحب سے بہت ہی بڑھ چڑھکر ہے۔ آج ہر حیثیت سے جماعت اہل بہاء احمدی جماعت سے آگے ہے۔ علم میں ثروت میں قربانی میں جاں نثاری میں فداکاری میں تبلیغ میں غرضکہ ہر طرح احمدی جماعت سے کہیں بہتر وبرتر حالت میں بہائی جماعت ہے اسوقت اہل بہار میں وزراء امراء علماء ایسے ایسے موجود ہیں جنکی نظیر احمدیوں میں ملنی مشکل ہے۔ پس احمدیوں کے تئیں کامیابی معیار صداقت مسلم ہے۔ تو لازمی طور پر حضرت بہاء اللہ اپنی موجودہ عظیم الشان کامیابیوں کی بنا پر اول واقدم صادق ہیں۔

دعوی وحی کے حوالے جناب سید صادق حسین صاحب نے فرمایا کہ حضرت بہاء اللہ نے وحی کا دعویٰ نہیں کیا خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ علمی نے کہا حضرت بہاء اللہ نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ ہاں وحی کا دعویٰ کیا ہے۔ میں حوالہ دیتا ہوں لکھ لیجئے۔

کتاب مبین میں ہے ھذا ما نزل من امر قدیم کہ یہ وحی ہمیشہ سے امر کرنیوالے خدا کی جانب سے نازل ہوئی ہے

دوسرا حوالہ۔ کتاب ادعیہ حضرت محبوب میں ایک مناجات کے اندر حضرت بہاء اللہ کی طرف سے یہ مناجات ہے ولو یقولون لم ینطق بالایات

©Afnan Library Trust, 2026

لست انا منزلها بل انت تنزلتها كما تنزلتها على سفرائك من قبلي یا الٰہی اگر یہ لوگ کہیں کہ ہمارا اللہ آیات کیوں بولتا ہے (یعنی کہ یہ آیات وحی الٰہی ہیں) تو میں ان آیات کا نازل کرنیوالا نہیں ہوں بلکہ اے خدا تو نے انکو نازل کیا ہے جیسا کہ مجھسے پہلے اپنے سفراء پر نازل کیا تھا۔"

یہ صاف دعوی وحی ہے اور اگر حضرت ہمارا اللہ کی بدء وحی سے وفات نہ بھی لیں۔ بلکہ مکہ پہنچنے سے صعود مبارک تک لیں تو بھی وحی کے ایام ۲۳ سال سے زیادہ ہوتے ہیں کیونکہ ۲۴ سال تو آپ مکہ میں ہی رہے۔ بہرحال اب احمدیوں کو بجز تسلیم کے کوئی چارہ نہیں۔

جماعت احمدیہ سے خطاب اب میں جماعت احمدیہ کو انکے پیشوا حضرت میرزا صاحب مرحوم کا ارشاد یاد دلاتا ہوں۔ فرماتے۔

اے مومنو! اگر تم ایسے شخص کو پاؤ جو مامور من اللہ ہونے کا دعوی کرتا ہے اور تم پر ثابت ہو جائے کہ وحی اللہ پانے کے دعوے پر تیئیس برس کا عرصہ گذر گیا ہے اور وہ متواتر اس عرصہ تک وحی اللہ پانے کا دعوی کرتا رہا اور وہ دعوی اسکی شائع کردہ تحریروں سے ثابت ہوتا رہا تو یقیناً سمجھ لو کہ وہ خدا کی طرف سے ہے۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ ہمارے سید و مولی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی پانے کی مدت کسی ایسے شخص کو ملسکے جسکو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے۔ (اربعین نمبر ۴ بقیہ حصہ تقریر میں۔ مقام درزمانہ نشانات موعود جناب میرزا صاحب مرحوم کی کرامات بوضاحت بیان کرنے کا وعدہ تھا جو کہ تقریباً کوکب ہند کی گذشتہ اشاعتوں میں آچکا ہے اسلئے اس تقریر کو ملتوی کیا جاتا ہے)

جناب میرزا محمود صاحب زرقانی اور جناب سید صادق حسین صاحب اماموی کی تحریر جسکا ذکر مضمون بالا میں آیا ہے۔ درج ذیل ہے:-

صادق کی شناخت

(از جناب سید صادق حسین صاحب)

جو شخص یہ دعوی کرے کہ میں خدا کی طرف سے ہادی و مامور اور نبی و رسول ہو کر آیا ہوں۔ خدا مجھسے ہمکلام ہوتا ہے اور اسنے اپنے کلام میں مجھے ایسا ہی فرمایا ہے۔ اور بعض کلمات پیش کرے اور اپنی نسبت اعلان کرے کہ یہ کلمات خدا کے ہیں۔ میرے دلی خیالات نہیں ہیں۔ اور ان کلمات میں غیبی خبریں ہوں اور وہ اپنے اپنے وقت پر واقع ہو جائیں تو ایسا شخص مدعی صادق سمجھا جائیگا۔ اور وہ کلمات کلمات الٰہیہ سمجھے جائینگے۔

دوم یہ کہ جو شخص یہ دعوی کرے کہ مجھپر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے اور وہ تیئیس برس تک اپنے دعوے پر مصر رہے اور علانیہ توبہ نہ کرے اور اپنے دعوے سے دست بردار نہو پھر بھی وہ تباہ و ہلاک نہ ہو اور اسکا سلسلہ قائم رہے اور اس سلسلہ کو روز افزوں ترقی ہو تو ایسا مدعی صادق سمجھا جائیگا۔ وہ مفتری علی اللہ مانا جائیگا۔ اگر ان دونوں معیاروں پر کسی مدعی کا دعوی ثابت ہو جائے تو اسکی صداقت تسلیم کر لینے کے لئے یہ دلائل کافی ہیں

(راقم سید صادق حسین سکرٹری انجمن احمدیہ اماوہ)

مدعی من عند اللہ کی پہچان

(از جناب میرزا محمود صاحب زرقانی)

(۱) سب سے پہلے مستقلاً یہ ادعا کرنا کہ میں خدا کی طرف سے کلام اور حکم لیکر آیا ہوں۔

(۲) دوم کلام خدا کے پہنچانے میں ایسا استقلال و استقامت رکھتا ہو کہ تمام بلایا اور مصائب جھیلنے پر بھی ذرا فتور اور خوف اور کمزوری نہ دکھائے اور کسی بادشاہ یا غیر بادشاہ سے بھی ہرگز خائف نہ ہو۔

(۳) سوم ایک مستقل کتاب خدا کی طرف سے لائے جو زمانہ کی احتیاجات پورے کرے اور اختلافات دینی اور ترویج اصول اور تعدیل فروع کے لئے کافی ہو۔

(۴) چہارم۔ اس مدعی کے اثر سے ایک مستقل ملت و جماعت پیدا ہو جو کہ مختلف مذاہب اور اقوام اور مختلف ملکوں سے اسکے ساتھ ہو جائیں اور ہر طرح کی فداکاری اور جان نثاری دکھلائیں۔

(۵) پنجم۔ جو کچھ وہ مدعی خدا کی طرف سے کلام و احکام یا غیبی خبریں لائے غرضکہ جو کچھ اسکی وحی میں ہو اسکا نفوذ و اثر دنیا میں ہو جائے۔ غیبی خبریں اپنے اپنے وقت پر پوری ہو جائیں

(میرزا محمود زرقانی)

جواب مقام عکہ

جناب ایڈیٹر صاحب حقیقت لکھنؤ۔ تسلیم

آج آپ کا اخبار مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۴ء میری نظر سے گذرا جسمیں مقام عکہ کے متعلق جناب میرزا کبیر الدین صاحب نے کوکب ہند آگرہ کے قادیان نمبر کا جواب دربارہ مقام عکہ دیا ہے اور مجھے مخاطب کیا ہے اسلئے امید ہے کہ آپ یہ چند سطور درج اخبار فرما ئینگے۔

اعتراض کوکب ہند آگرہ جماعت احمدیہ لکھنؤ نے عکہ کو عراق عرب میں واقع بتایا ہے حالانکہ سرزمین شام اور حوالی مسجد اقصیٰ میں واقع ہے۔

جواب مندرجہ حقیقت مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۴ء اگر کوئی شخص برنج قدیم عکہ کو علاقہ کنعان لکھدے تو آپ کیونکر غلط کہہ سکو گے میرا جواب۔ ہمنے کب کنعان میں واقع ہونیسے انکار کیا۔ اب ناظرین خود اندازہ لگائیں کہ جناب نامہ نگار نے اعتراض کوکب ہند آگرہ تسلیم کر لیا یا نہیں کیونکہ جماعت احمدیہ نے اپنی گرفتاری میں عکہ کو واقع کنعان نہیں لکھا ہے بلکہ واقع عراق عرب لکھا ہے اور اب بھی کسی کتاب سے ثابت نہیں کیا کہ عراق عرب اور کنعان ایک ہی ملک کے دو نام ہیں۔ کوکب ہند کا اعتراض تھا کہ عکہ شام میں ہے اب کبیر صاحب لکھتے ہیں کہ وہ کنعان میں ہے اور کنعان شام میں ہے۔ یہی ہمارا عام مراد تھی۔ واقعی مغالطہ اندازی بعض لوگوں کا حصہ ہے آیۃ وما اص نا الا واحدۃ کلمح بالبصر کے معنی پر اعتراض لیکن وہ معنی کیوں نہ لکھدیے جو کئے گئے ہیں۔ ناظرین خود اندازہ لگا لیتے کہ آپکا اعتراض کہانتک سچا ہے۔

(حشمت اللہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۴ء)

میلاد نمبر کی تیاری

۹ اکتوبر کا پرچہ شائع نہوگا۔ ہماری خواہش ہے کہ کوکب ہند کا میلاد نمبر ایک بہترین پرچہ ہو۔ لہذا ۹ اکتوبر کا پرچہ شائع نہوگا۔ ۱۷ اکتوبر کا پرچہ کتابی شکل میں میلاد نمبر ہوگا

مہاتما گاندھی کا روزہ

مہاتما گاندھی نے ہندو مسلم فساد سے تنگ آکر بطور کفارہ ۱۹ ستمبر سے ۲۱ دن کا طویل برت (روزہ) رکھا ہے۔ انکی صحت روز بروز کمزور ہو رہی ہے۔ تمام ملک سے تار پر تار چلے آرہے ہیں۔ کہ برت توڑ دیں۔

——— اتحاد کانفرنس دہلی میں ۲۶ ستمبر سے شروع ہوئی اسکے صدر پنڈت موتی لال نہرو نے حسب ذیل قرارداد پیش کی جو بالاتفاق منظور ہوئی۔

اس کانفرنس کو مہاتما گاندھی کی فاقہ کشی سے بیحد رنج و تردد ہے۔ یہ کانفرنس بزور رائے ظاہر کرتی ہے کہ انتہائی مذہبی آزادی ضروری ولابدی ہے اور اس امر کے خلاف اظہار نفرت و حقارت کرتی ہے کہ کسی فرقہ کے معبدوں کی بے حرمتی کیجائے اور کسی مرتد یا اپنے مذہب میں دوبارہ شامل ہونے والے کو ایذا یا سزا دیجائے۔ نیز اسکو قابل نفرت تصور کرتی ہے کہ کوئی شخص لوگوں کو جبراً اپنے مذہب میں لائے یا اپنے مذہبی عقائد پر اسطرح عملدرآمد کرے کہ دوسرے کی حق تلفی ہو۔

انجمن اتحاد مسلم راجپوتان ہند کا سالانہ اجلاس

بتاریخ ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ نومبر ۱۹۲۴ء بمقام سہارنپور ہوگا۔

——— آگرہ۔ صوبہ خلافت کمیٹی نے بلحاظ خلافت کانفرنس کے لئے مولانا حسرت موہانی کا انتخاب فرمایا ہے۔

یو۔ پی پولیٹیکل کانفرنس جو گورکھپور میں منعقد ہونیوالی ہے اسکی صدارت کے فرائض بابو پرشوتم داس ٹنڈن سرانجام دینگے۔

شاہجہاں پور سے ۲۵ ستمبر کی آئی ہوئی اطلاع کے مطابق وہاں مقتول اشخاص کی تعداد ۱۶ اور زخمیوں کی تعداد ۱۰۴ ہے۔

سر کریم بھائی ابراہیم ۲۴ ستمبر کو موسمی بخار کے ایک شدید حملہ سے بمبئی میں فوت ہو گئے ہیں۔ آپکی رسم تجہیز و تکفین میں سینکڑوں لوگ شامل تھے۔

کوکب ہند کا قادیان نمبر

بہت مقبول ہو رہا ہے چاروں طرف سے درخواستیں چلی آرہی ہیں۔ بجائے وی پی چار آنے کے ٹکٹ بھیجنا زیادہ مناسب ہے۔ اسطرح جانبین کو سہولت ہے۔ "قادیان نمبر ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ زہر قادیان کے لئے تریاق اعظم ہے جلد درخواستیں بھیجیے

(مینیجر)

ایڈیٹر پبلشر سید محفوظ الحق علمی۔ مطبوعہ آگرہ اخبار پریس آگرہ

©Afnan Library Trust, 2026

I Vol 18-19

©Afnan Library Trust, 2026

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(خطبہ حضرت بہاء اللہ اور مبتدا واد ی)

الحمد للہ الذی اظہر الوجود من العدم. ورقم علی لوح الانسان من
تعریف اس خدا کو جسنے ہستی کو نیستی سے ظاہر فرمایا۔ اور انسان کی لوح وجود پر اپنے قدیمی اسرار
اسرار القدم. وعلمہ من البیان ما لم یعلم. وجعلہ کتابا مبینا لمن امن و
تحریر فرمائے اور پھر اسکو بیان کی وہ باتیں بتائیں جسکو وہ نہ جانتا تھا۔ اور اسکو ایک کھلی کتاب بنا دیا ہر ایمان
استسلم. واشہد خلق کل شی فی ھذا الزمان المظلم الصیلم وانطقہ
لانیوالے اور تسلیم خم کرنیوالے کے لئے۔ پھر اسکو تمام چیزوں کی پیدائش کا تماشہ اس اندھیرے اور پرفتن زمانہ میں
فی قطب البقاء علی اللحن البدیع فی ھیکل المکرم لیشھد الکل لنفسہ بنفسہ
دکھایا۔ پھر اسکو قطب بقا پر ایک عظیم الشان ہیکل کے اندر ایک تعجب انگیز الحن کیساتھ للغہ سنج فرمایا تاکہ سب اپنی ذات کے
فی مقام تجلی ربہ بانہ لا الہ الا ھو ویصل بذلک الی ذروۃ الحقائق حتی لا یشاھد
مواجہ میں اپنی فطرت کیساتھ اپنے رب کی تجلی کے مقام پر شہادت دیں کہ سوائے اسکے کوئی دوسرا خدا نہیں۔ اور اسطرح سے
احد شیئا الا وقد یری اللہ فیہ.
سب حقیقت کی بلند ترین چوٹی پر پہنچ جائیں۔ یہانتک کہ کوئی شخص کسی چیز کو نہ دیکھے مگر یہ کہ خدا کو اسمیں موجود پائے۔

واصلی وسلم علی اول بحر تشعب من بحر الھویۃ واول صبح لاح عن افق
میرا درود وسلام اس ذات مقدس پر جو بحر ھو کی سب سے پہلی لہر ہے اور وہ اولانی صبح جو سب سے اول
الاحدیۃ واول شمس اشرقت فی سماء الازلیۃ واول نار اوقدت من مصباح
افق احدیت پر جلوہ فگن ہوئی۔ وہ آفتاب جو آسمان ازل پر سب سے مقدم پر توفشاں ہوا۔ اور وہ آتش جو چراغ قدم سے
القدمیۃ فی مشکوۃ الواحدیۃ الذی کان احمد فی ملکوت العلمین ومحمدا فی
وحدت کے طاق میں سب سے اول روشن کیگئی۔ وہ جسکا نام نامی عالم ملکوت میں احمد ہے اور گروہ مقربین میں محمد
ملأ المقربین ومحمودا فی جبروت المخلصین وایا ما تدعوا فلہ الاسماء الحسنی
محمد اور جبروت مخلصین میں محمود ہے اور اسپر بس نہیں جس نام سے چاہے اسے یاد کرو کیونکہ عارفوں کے دلوں میں
فی قلوب العارفین وعلی آلہ وصحبہ تسلیما کثیرا دائما ابدا ؛
اسکے بہت سے پاکیزہ نام مخفی ہیں، اسپر اور اسکی آل و اصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ بیشمار درود و سلام ؛ ؛

©Afnan Library Trust, 2026

1 18,19

توحید و تفرید

حضرت خاتم انبیاء بے مثل و یکتا

(از لوح حضرت بہاء اللہ)

قلم اعلیٰ نظر باستدعائے آنجناب مراتب و مقامات عصمت کبریٰ را ذکر نمود و مقصود آنکہ کل بیقین مبین بدانند کہ خاتم انبیاء روح ماسوی فداہ در مقام خود شبیہ و مثل و شریک نداشتہ۔ اولیاء صلوات اللہ علیہم بکلمۂ او خلق شدہ اند۔ ایشان بعد از او اعلم و افضل عباد بودہ اند و در منتہی رتبہ عبودیت قائم۔ تقدیس ذات الٰہی از شبہ و مثل و تنزیہ کینونتش از شریک و شبیہ بانحضرت ثابت و ظاہر۔ اینست مقام توحید حقیقی و تفرید معنوی و حزب قبل از ین مقام کما ہو حقہ محروم و ممنوع حضرت نقطہ روح ماسوی فداہ میفرماید اگر حضرت خاتم بکلمۂ ولایت نطق نمیفرمود ولایت خلق نمی شد۔

ترجمہ

قلم اعلیٰ نے آنجناب کی استدعا کے مطابق عصمت کبریٰ کے مراتب و مقامات کو بیان کر دیا۔ اور مقصود اس بیان سے یہ ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء "صلی اللہ علیہ وسلم" اپنے مرتبہ میں اپنا شریک اور مثل و نظیر نہیں رکھتے تھے، تمام اولیاء جو آپ کے بعد علم و فضل میں تمام جنوں سے بڑھکر اور بندگی کے انتہائی مرتبہ پر پہنچے ہوئے تھے آپ کے ہی کلمہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ ذات الٰہی کا شبہ و نظیر سے مقدس اور شریک سے پاک ہونا آنحضرت کے وجود سے ثابت اور ظاہر ہے یہی حقیقی توحید اور معنوی تفرید کا مقام ہے، پہلی امتوں کو یہ مقام جیسا کہ چاہیے حاصل نہیں ہوا تھا اور وہ اس سے محروم اور بے نصیب تھے، "حضرت نقطہ" فرماتے ہیں کہ اگر "حضرت خاتم" "ولایت" کا لفظ اپنی زبان مبارک سے نہ نکالتے تو ولایت ہی پیدا نہ ہوتی

(عصمت کبریٰ ص ۳۶)

©Afnan Library Trust, 2026

اعلان شان محمدی

(تضمین بر غزل حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ والرضوان از حضرت میرزا محمود شیرازی عفی عنہ الرحمن)

عرش بریں پایۂ جلال محمد — سطح زمیں سفرۂ نوال محمد — غبطۂ فردوس وصف خال محمد
ماہ فرومانده از جمال محمد — سرو نروید باعتدال محمد

غیر ثنایش مقام و منقبتی نیست — جز کرمش در وجود مسئلتی نیست — ملک و ملک را جلال و معرفتی نیست
قدر فلک را کمال و منزلتی نیست — در نظر قدر با کمال محمد

در سر سودائے عشق نیست ندامت — کن بره عشق او سفر بسلامت — تا بری ازیں سفر عطا و کرامت
وعدۂ فردائے ہر کسی بقیامت — لیلۃ الاسری شب وصال محمد

روح سه مولود و چهار مادر دنیا — هفت سموات پنج قطعۂ عنصرا — شش جهت و نه طباق چرخ معلا
آدم و نوح و خلیل و موسی و عیسیٰ — آمده مجموع در ظلال محمد

جز بولائے درش دلا تو مکن زیست — در دو جهان بے ز مهر حضرت او چیست — فلک و فلک را بغیر او شه جان کیست
عرصۂ دنیا مجال همت اونیست — روز قیامت مگر مجال محمد

از غم واندوه رسته جنت و فردوس — وز رخ و گل بسته دسته جنت و فردوس — شیشۂ صبرش شکسته جنت و فردوس
واں همه پیرایه بسته جنت و فردوس — بوکه قبولش کند بلال محمد

خلق و جهان جملگی ز مقبل و مرتد — پیر و جوان خوب و زشت منعم و معتد — روبدرش دست و دید ساخته ممتد
امجوزمیں خواہد آسماں که بهفتد — تا بدهد بوسه بر نعال محمد

زنده دلانے که هل ترا بمنند — فارغ از آهنگ چنگ صوت ربابند — جز رخ او قبلۂ نجات نیابند
شاهد اگر آفتاب و ماه نتابند — پیش دو ابروئے چوں هلال محمد

گردن شاهان خم است پیش جلالش — رفعت افلاک پست نزد کمالش — فرقت او دوزخ و بهشت وصالش
چشم مرا تا بخواب دید جمالش — خواب نگیرد دگر خیال محمد

در دل محمود عشق یار نهانی — نار صفت سوخت جسم و عنصر فانی — عشق نیاید بهر بیان معانی
سعدی اگر عاشقی کنی و جوانی — عشق محمد بس است و آل محمد

©Afnan Library Trust, 2026

شیون انبیاء

ظہور سیدنا المصطفیٰ

دعوت وحدت

(ایک مجلس مقدس میں حضرت عبد البہاء کی تقریر دلپذیر)

©Afnan Library Trust, 2026

مشہور جریدہ اہرام مصر کا خاص مقالہ نگار سویزرلینڈ سے لکھتا ہے "میں اہرام کے ناظرین کرام کی نظر التفات کی خواہش کرکے بادب خدمات عالیہ میں ایک عجیب و غریب واقعہ پیش کرتا ہوں۔

میں بحیرہ (لیک جنیوہ) کی سیر کرتا ہوا ساحل سمندر کے آباد شہر (لوزان) میں جا نکلا اور ایک باغ (ہوٹل ڈیاک) میں پہنچا۔ جہاں میں دیکھتا ہوں کہ ایک وسیع ہال بچھا ہوا ہے ایک عظیم الشان محفل ہے۔ رنگا رنگ اور مختلف قسم کے آدمی جمع ہیں۔ بعض بڑے بڑے سفید عماموں والے اور بعض سیاہ ٹوپیوں والے ایرانی ہیں۔ کچھ فرانسیسی ہیں۔ کچھ انگریز ہیں۔ کچھ امریکانی ہیں کچھ ایٹالین ہیں۔ محفل نہایت حسن انتظام سے مرتب ہے۔ سکون و وقار چھایا ہوا ہے عجیب محبت و الفت کا سماں بندھا ہوا ہے۔

اہل مجلس کے درمیان ایک جلیل القدر انسان ہفتاد سالہ سفید مو۔ میانہ قد چادر سفید جسم پر لئے ہوئے نہایت شوکت و طمانیت کیساتھ مجمع سے مخاطب ہو کر زبان عربی میں تقریر کر رہا ہے، لکھنے والے لکھ رہے ہیں۔ ترجمان مختلف یورپین زبانوں میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ تمام جمعیۃ ہمہ تن گوش۔ ہمہ دل ہوش ہے۔ یعنی سننے والے کان آواز پر۔ سمجھنے والے دل معانی پر اور مشتاق نظریں مقرر کے جلوۂ جمال کی طرف لگی ہوئی ہیں اور مقرر کی تقریر اسطرح جاری ہے"۔

نجم آخر ص ۱۰ ج ۱
خط سبز ۱۰
کوکب ہند ۱۱-۱۹ ع

ترجمہ	هوالله
اے حاضرین! یہ اونگھنا اور سونا کبتک؟ اور آلسے پاؤں ٹوٹنا کبتک؟ یہ نادانی و بے بصرتی کبتک؟ یہ غفلت و سنگدلی کبتک؟ یہ ظلم اور تنگدلی کبتک؟ یہ بغض و اختلاف کبتک؟ یہ جاہلانہ حمیت کبتک؟ یہ واہیات اوہام کا پکڑنا کب تک؟ یہ جھگڑا اور لڑائی کبتک؟ یہ مقابلہ اور میدان میں اترنا کبتک؟ یہ تعصب جنسی کبتک؟ یہ تعصب وطنی کبتک؟ یہ تعصب سیاسی کبتک؟ یہ تعصب مذہبی کبتک؟ کیا اہل ایمان کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ انکے دل خدا کے ذکر کی طرف توجہ کریں۔	ایها الحاضرون الی متی هذا الهجوع والسبات والی متی هذا الرجوع القهقری والی متی هذا الجهل والعمی والی متی هذا الغفلة والشقاء والی متی هذا الظلم والاعتساف والی متی هذا البغض والاختلاف والی متی الحمیة الجاهلیة والی متی التمسک بالاوهام الواهیة والی متی النزاع والجدال والی متی الکفاح والنزال والی متی التعصب الجنسی والی متی التعصب الوطنی والی

©Afnan Library Trust, 2026

متی التعصب السیاسی والی متی التعصب
المذھبی۔ الم یان للذین امنوا ان تخشع
قلوبھم لذکر اللہ۔ ھل ختم اللہ علی القلوب
ام غشت الابصار غشاوۃ الاعتساف
اولم تشبہ النفوس الی ان اللہ قد
فاضت فیوضاتہ علی العموم خلق
الخلق بقدرتہ ورزق الکل برحمتہ
وربی الکل بربوبیتہ۔ لاتری فی خلق
الرحمن من تفاوت فارجع البصر ھل
تری من فطور۔ فلنتبع الرب الجلیل
فی حسن السیاسۃ وحسن المعاملۃ و
الفضل والجود ولنترک الجور والطغیان
ولنلتزم التسالم ذوی القربی بالعدل
والاحسان ولنمتزج امتزاج الماء
والراح ولنتحد اتحاد الارواح ولا
نکادان نؤسس سیاسۃ اعظم من
سیاسۃ اللہ ولا نقدر ان نجد شیئا
ابدع من عالم الانسان اعظم من فیوضات
اللہ ولکم اسوۃ حسنۃ فی الرب الجلیل
فلا تبدلوا نعمۃ اللہ۔ وھی الالفۃ التامۃ
فی ھذا السبیل۔ علیکم یا عباد اللہ بترک
الاختلاف وتاسیس الائتلاف والحب
والانصاف والعدل وعدم الاعتساف
انھا الحاضرون قد مضت القرون
الاولی وطوی بساط البغضاء والشحناء

کیا خدا نے دلوں پر مہر لگا دی ہے یا تنگ نظری
کے پردے نظروں پر پڑ گئے۔ کیا لوگ اس بات سے
متنبہ نہیں ہوئے کہ فیوضات الٰہی عام طور پر جاری
ہیں خدا نے تمام مخلوق کو اپنی قدرت سے بنایا۔
سب کو اپنی رحمت سے حصہ دیا۔ اور اپنی ربوبیت
سے سبکی پرورش فرمائی۔ تم خدا کی خلق میں
کوئی تفاوت نہیں دیکھ سکتے۔ بار بار نظر کرو
کیا تمکو کوئی فطور نظر آتا ہے، چاہئے کہ ہم
حسن سیاست حسن معاملہ۔ اور بخشش و سخاوت
میں پروردگار بزرگ کی پیروی کریں اور چاہیے
کہ ہم زیادتی و سرکشی کو چھوڑ دیں۔ اور جیسے کہ رشتہ دار
رواداری اور مساوات کیساتھ یکجا رہتے ہیں۔ ہم
بھی یکجا ہو جائیں۔ ہم پانی اور شربت کی طرح
گھل ملجائیں۔ اور ارواح کا سا اتحاد کرلیں۔ ہم خدا
کی سیاست سے بڑھکر کوئی سیاست قائم نہیں
کر سکتے، اور فیوضات خداوندی سے بہتر عالم انسان
کے لئے ہم کوئی چیز نہیں پا سکتے، تمھارے لئے
خدا تعالیٰ بہترین نمونہ ہے۔ پس خدا کی نعمت کو
نہ بدلو۔ اور خدا کی نعمت اس راہ میں پوری الفت
کرنا ہے۔

اے بندگان خدا! اختلاف کو مٹانا اپنا فرض
سمجھو۔ اور الفت و محبت۔ عدل و انصاف اور وحدت
قلبی کی بنیاد ڈالنا اختیار کرو۔

اے حاضرین! اگلے زمانے گذر گئے اور بغض
و حسد کی بساط لپیٹ لی گئی۔ کیونکہ یہ قرن جدید

©Afnan Library Trust, 2026

حيث اشرق هذه النيرات بالانوار ساطعة
وفيوضات لامعة وآثار ظاهرة وآيات
باهرة والانوار كافلة للظلام دافنة
الآلام داعية لائتلاف قاطعة للاختلاف
الا ان الابصار قد قرت وان الاذان
قد وعت وان العقول قد ادركت ان
الاديان الالهية مبنية على الفضائل
الانسانية. ومنها الالفة والوداد
بين العموم والوحدة والاتفاق بين الجمهور
يا قوم انتم من سلالة واحدة انتم
افنانا واوراق من دوحة واحدة
انتم مشمولين بلحظات اعين الرحمانية
انتم مستغرقين في بحار الرحمة من
الحضرة الوحدانية انتم عبيد الله بنية
الربانية. هل انتم في ريب ان الانبياء
كلهم من عند الله وان الشرائع قد تحققت
بكلمة الله وما بعثهم الله الا للتعليم و
تربية الانسان وتثقيف عقول البشر
والتدريج الى المعارج العالية من
الفلاح والنجاح وقد ثبت بالبرهان
الساطع ان الانبياء اختارهم الله رحمة
للعالمين وليسوا نقمة للسائرين وكلهم
دعوا الى الهدى وتمسكوا بالعروة الوثقى
حتى انقذوا الامم السافلة من حضيض
الجهل والعمى الى اوج الفضل والنهى.

بلند روشنیاں۔ چمکتے ہوئے فیوض۔ کھلے
آثار۔ نمایاں نشان کیسے تھ اندھیروں کو کھولنے
والے غموں کو دور کرنے والے محبت کی طرف بلانے
والے۔ اختلاف مٹانے والے انوار کو ساتھ لایا ہے
بیشک آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔ کانوں نے خوب
سُن لیا۔ اور عقلوں نے اس بھید کو پالیا کہ خدا کے
تمام دین انسانی فضائل کی بنیاد پر قائم ہیں
از انجملہ سب سے محبت و دوستی اور ہمدردی و خدمت
و اتفاق کا برتاؤ کرنا ہے۔

اے قوم کیا تم ایک خاندان سے نہیں ہو۔
کیا تم ایک ہی درخت کی شاخیں اور پتے
نہیں ہو۔ کیا تم سب کے سب پر چشم رحمت کی نظر
نہیں پڑتی۔ کیا تم سب خدائے واحد کے دریائے
رحمت میں غوطہ زن نہیں ہو۔ کیا تم سب آستانہ
خداوندی کے بندے نہیں ہو، یقیناً تمام انبیاء
کرام علیہم السلام خدا کی طرف سے ہیں، اور تمام
شریعتیں کلمۂ الٰہی سے ثابت ہوئی ہیں، کیا تم
ان باتوں میں شک کرتے ہو، اور خدا نے انبیاء
علیہم السلام کو انسانی تعلیم و تربیت اور عقول
بشری کی درستی اور کامیابی کے بلند مناروں پر
عروج دینے کے لئے ہی مبعوث فرمایا اور دلائل
براہین سے ثابت ہو چکا ہے کہ خدا نے انبیاء
کرام و تمام عالم کے لئے رحمت کر کے بھیجا
کیا ہے۔ انبیاء لوگوں کیلئے عذاب نہیں ہیں تمام
انبیاء کرام علیہم السلام نے خلق کو ہدایت کی

©Afnan Library Trust, 2026

ممن امعن النظر فی حقیقة التاریخ المنبئة
الکاشفة لحقائق الاسرار من القرون الاولی
یتحقق عنده بان موسی علیه السلام
انقذ بنی اسرائیل من الذل والهوان والاسی
والخذلان وربا هم بتائیده من شدید القوی
حتی اوصلهم الی اوج العزة والعلی ومهد
السعادة الکبری ومن الله علیهم بعد ما
استضعفوا فی الارض وجعلهم ائمة
من ورثة الکتاب وحملة لفصل الخطاب
حتی کان منهم عظماء الرجال وانبیاء السوا
لهم السعادة والاقبال. وهذا برهان
ساطع واضح علی نبوته علیه السلام.
واما المسیح الجلیل کلمة الله وروح الله
المؤید بالانجیل فقد بعثه الله بین قوم
ذلت رقابهم وخضعت اعناقهم وخشعت
اصواتهم لسلط الرومان فنفخ فیهم
روح الحیوة واحیاهم بعد الممات و
وجعلهم ائمة فی الارض حضعت لهم الرومان
وخشعت لهم الیونان وطبق الارض صیتهم
الی هذا الاوان. واما الرسول الکریم
محمد المصطفی علیه الصلوة والتسلیم
فقد بعثه الله فی وادغیر ذی زرع
لا نبات به بین قبائل متنافرة وشعوب
متحاربة واقوام ساقطة فی حضیض الجهل
والعمی کالبهائم لا یعلمون من دحاها ولا یدرون

بلایا اور مضبوط کڑے کے ساتھ وابستہ کیا۔
حتی کہ گری ہوئی قوموں کو قعر جہالت و نابینائی سے
نکالکر فضیلت اور عقل کے اوج اعلیٰ پر پہنچا دیا۔
جو شخص قرون اولیٰ کے اسرار کھولنے والی تاریخ کو
گہری نظر سے دیکھتا ہے اسکے نزدیک ایک ثابت شدہ
امر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو ذلت
وخواری قید و رسوائی سے نکالا اور شدید القویٰ کی
تائید کیساتھ انکی تربیت کی حتی کہ انہیں عزت و بزرگی
کے اوج پر پہنچا دیا۔ اور سعادت کبریٰ انکیلئے قائم
کردی۔ اور زمین میں کمزور ٹھہرائے جانیکے بعد خدا نے انپر فضل
کیا اور انکو ائمہ اور اپنی کتاب کا وارث اور فصل خطاب کا حامل ٹھہرایا
یہانتک کہ انمیں بڑے بڑے لوگ اور انبیاء ہوئے جنہوں نے
بنی اسرائیل کیلئے سعادت و اقبال کی عالیشان عمارتیں
کھڑی کردیں۔ اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی
سچائی کا ایک واضح اور روشن ثبوت ہے۔ انکے بعد مسیح جلیل
کلمۃ اللہ وروح اللہ مویدبالانجیل تھے انکو خدا نے ایسی
قوم میں مبعوث فرمایا جو رومی سلطنت کے آگے گردنیں جھکائے
ہوئے کندھے ڈالے ہوئے، آوازیں پست کئے ہوئے تھی۔ مسیح نے
اس قوم میں زندگی کی روح پھونکدی انکو زندہ کردیا۔
اور روئے زمین کا پیشوا بنا دیا حتی کہ خود رومی انکے آگے
جھک گئے یونانی پست ہوگئے اور تمام زمین کو انکی صدا
اب تک گھیرے ہوئے ہے۔ اور حضرت رسول کریم محمد مصطفی
علیہ الصلوۃ والتسلیم کو خدا نے ایک چٹیل میدان میں ایسے
قبائل کے درمیان مبعوث فرمایا جو باہمی نفرت رکھنے والے
لڑنے والے تھے اور ایسی قومیں تھیں جو نادانی اور نابینائی

©Afnan Library Trust, 2026

حرفا من الکتاب ولا یدرکون فصلا
من الخطاب۔ اقوام متشتتة فی بادیة
العرب یعیشون فی صحراء من الرمال
بلبن النیاق وقلیل من النخیل والاعناب
فما کانت بعثته علیه السلام الا کنفخ
الروح فی الاجساد او کایقاد سراج منیر
فی حالک من الظلام فتنورت تلک
البادیة الشاسعة القاحلة الخاویة
بتلک الانوار الساطعة علی الارجاء
فانتهض القوم من رقد الضلال و
تنورت ابصارهم بنور الهدی فی تلک
الایام فاتسعت عقولهم وانتعشت نفوسهم
وانشرحت صدورهم بایات التوحید
فرتلت علیهم بابدع الالحان۔ وبهذا
الفیض الجلیل قد نجوا ووصلوا الی
الاوج العظیم حتی شاعت وضاعت
فضائلهم فی الافاق فاصبحوا نجوما
ساطعة الاشراق فانظروا الی الاثار
الکاشفة للاسرار حتی تنصفوا بان
ذلک الرجل الجلیل کان مبدأ الفیض
لذلک القوم الضئیل وسراج الهدی
لقبائل خاضت فی ظلام الهوی واوصلهم
الی اوج العزة والاقبال ومکنهم من
حیوة طیبة فی الاخرة والاولی۔ اما
کانت هذه القوة الباهرة الخارقة

کے گڑھے میں پڑی تھیں۔ اس قوم والے یہ بھی نہ جانتے تھے کہ
اس زمین کا بنانیوالا کون ہے اور کتاب میں سے ایک حرف
کا علم بھی نہ رکھتے تھے اور کچھ فصل خطاب کو نہ پاسکتے تھے
وہ اقوام بادیہ عرب میں پراگندہ تھیں۔ ریتیلے جنگلوں میں اونٹنیوں
کے دودھ اور کچھ کھجور اور انگور پر گذر بسر کرتے تھے۔ حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت اجسام مردہ میں
نفخ روح کیطرح یا ایک شب دیجور میں روشنی پھیلانیوالے
چراغ کی مانند ہوئی۔ سو وہ تمام وسیع وخالی میدان اچانک
انوار سے بھر کر چمک اٹھا۔ تمام قوم ضلالت کی نیند سے
چونک پڑی۔ آنکھیں نور ہدایت سے روشن ہوگئیں۔ عقلیں
وسیع ہوگئیں۔ جانیں ہوشیار ہوگئیں۔ سینے ان آیات
توحید سے کھل گئے جو اپنے عجیب الحان سے تلاوت کی گئیں
اور وہ لوگ اس بزرگ فیض کے ذریعہ کامیاب ہوگئے
اور بڑے اوج پر پہنچ گئے۔ یہانتک کہ آفاق عالم
میں انکے فضائل مشہور ومشتہر ہوگئے۔ وہ لوگ بلندی
پر چمکنے والے ستارے ہوگئے پس تم اسرار کھولنے والے
آثار کی طرف دیکھو تاکہ تم انصاف کرسکو کہ یہ بزرگ
(حضرت محمد مصطفےٰ علیہ السلام والثناء) اس گمراہ قوم
کے لئے مبدء فیض اور خواہش نفسانی کی تاریکیوں
بھٹکنے والے قبائل کے لئے سراج ہدایت تھے۔ جنہوں نے
انکو عروج اقبال کے اوج پر پہنچا دیا۔ اور دنیا وآخرت
میں انکو پاک زندگی کا مقام دیا۔ کیا یہ کھلی ہوئی خارق عادت
قوت آنحضرت کی بلند روشن معجزہ کی دلیل کافی نہیں؟
خدا کی پاکیزہ زندگی کی قسم ہر انصاف پسند آدمی
پورے یقین سے شہادت دیتا ہے کہ یہ حضرات

©Afnan Library Trust, 2026

للعادة برهانا كافيا على تلك النبوة
لعمر الله ان كل منصف من البشر
ليشهد بملء اليقين ان هؤلاء الرجال
كانوا اعلام الهدى بين الورى وآيات
الآيات الخافقة على صروح المجد فى كل
الجهات. وتلك العصبة الجليلة استشرقت
فاشرقت واستضاءت فاضاءت و
استفاضت فافاضت واقتبست الانوار
من حيز ملكوت الاسرار وسطعت بانوار
الوحى على عالم الافكار. ثم ان هذا النجوم
الساطعة من افق الحقيقة ائتلفت و
اتحدت واتفقت ونبشر كل سلف عن
كل خلف. وصدق كل خلف نبوة كل سلف
فما بالكم انتم يا قوم تختلفون وتتجادلون
وتتنازعون ولكم اسوة حسنة فى هذه
المظاهر النورانية والمطالع الرحمانية
ومهابط الوحى العصبة الربانية وهل
بعد هذا البرهان يجوز الارتياب و
التمساك باوهام اوهن من بيت العنكبوت
وما انزل الله بها من سلطان ؛

يا قوم اين ادلبدار الى الالفة.
عليكم بترك البغضاء والشحناء عليكم
بترك الجدال عليكم بدفع الضلال.
عليكم بكشف الظلام عليكم بتحرى الحقيقة
فى ما مضى من الايام. فاذا ائتلفتم

(انبیائے کرام) مخلوق میں ہدایت کے نشان اور
تائید الٰہی کے جھنڈے تھے۔ جو تمام جہات عالم میں
عزت کے محلوں پر بلند تھے اور اس جلیل القدر جماعت
سے روشنی چاہی گئی۔ اس نے نور بخشا جب نور
چاہا گیا تو پرنور کر دیا فیض چاہا فیض دیا۔ اور خود
اسرار کی بادشاہت کے مرکز سے نور حاصل کیا اور
عالم افکار پر بلند ہو کر انوار وحی سے چمکنے لگی پھر
یہ افق حقیقت سے روشن ہونیوالے ستارے باہم
ایسے متحد و متفق ہوئے کہ ہر پہلے آنیوالے نے پیچھے
آنیوالے کی بشارت دی۔ اور تمام پیچھے آنیوالوں
نے پہلوں کی نبوت کی تصدیق کی۔

اے قوم! یہ کیا حال ہے۔ کیوں تم اختلاف
کرتے ہو۔ کیوں جھگڑے اور لڑائی میں مبتلا ہو
تمہارے لئے یہ مظاہر نورانیہ۔ مطالع رحمانیہ
اور منزل گاہ وحی اور جماعت ربانیہ ایک بہترین
نمونہ ہیں۔ کیا اس برہان کے بعد شک اور
ایسے اوہام کو جو مکڑی کے جالے سے زیادہ
کمزور ہیں پکڑنا جائز ہے۔ حالانکہ خدا نے ان
اوہام کے حق میں کوئی دلیل نہیں اتاری۔

اے قوم! الفت کی طرف جلد جلد آؤ۔ بغض و
تنگدلی کو چھوڑ دو۔ گمراہی کو دور کرنا لازم سمجھو
اندھیروں کو دفع کرنا فرض جانو۔ حقیقت کی جستجو
ضروری ٹھہراؤ۔ جب تم متحد ہو جاؤ گے خوشحال رہو گے
اور جب جھگڑو گے تنگی میں پڑ جاؤ گے۔ راہ ہدایت سے
ہٹ جاؤ گے۔ حقیقت و دانائی سے آنکھیں بند

©Afnan Library Trust, 2026

اغتنمتم واذا اختلفتم اعتسفتم عن
سبیل الھدیٰ۔ وغضضتم النظر عن
الحقیقۃ والنھیٰ وخضتم فی بحور الوھم و
الھویٰ ان ھذا الضلالۃ مھلکۃ للوریٰ
واما اذا اتحدتم وامتزجتم وائتلفتم
فیؤیدکم شدید القویٰ بصلح وصلاح
وحب و سلام وحیاۃ طیبۃ
وعزۃ ابدیۃ وسعادۃ
سرمدیۃ والسلام
علیٰ من اتبع
الھدیٰ

کرلو گے۔ وہم اور خواہش نفسانی کے سمندروں
میں غوطہ کھاؤ گے۔ یہ بیشک خلق کو ہلاک
کرنیوالی ضلالت ہے۔ لیکن جب تم متحد ہو
جاؤ گے اور مل جل کے رہو گے تو
شدید القویٰ (خدا) صلح صلاح
سلامتی۔ پاک زندگی۔ عزت ابدی
سعادت سرمدی کیساتھ
تمہاری تائید کریگا
ہدایت کی پیروی
کرنیوالے پر
سلام

دورِ بے حجابی

(از جناب ڈاکٹر سر اقبال لاہور)

زمانہ آیا ہے بے حجابی کا عام دیدارِ یار ہوگا
سکوت تھا پردہ دار جسکا وہ راز اب آشکار ہوگا

گذر گیا اب وہ دور ساقی کہ چھپکے پیتے تھے پینے والے
بنیگا سارا جہان میخانہ ہر کوئی بادہ خوار ہوگا

کبھی جو آوارہ جنوں تھے وہ بستیوں میں پھر آبسینگے
برہنہ پائی وہی رہیگی مگر نیا خارزار ہوگا

سنا دیا گوشِ منتظر کو حجاز کی خامشی نے آخر
جو عہد صحرائیوں سے باندھا گیا تھا پھر استوار ہوگا

نکلکے صحرا سے جسنے رومائی سلطنت کو پلٹ دیا تھا
سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا

ہیر نیمت شب میں لیکے خنجر اٹھے گا جو پاسباں ہمارا
شہر فسوں ہوگی آہ میری نفس مرا شعلہ بار ہوگا

نہ پوچھ اقبال کا ٹھکانا ابھی وہی کیفیت ہے اسکی
کہیں سرِ رہگذار بیٹھا ستم کشِ انتظار ہوگا

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا

جلوۂ محمدیہ

یعنی

تاریخ نبوی

ذکرِ مقدس حضور اقدس رسول اکرم خاتم النبیین شفیع المذنبین
رحمۃ للعلمین حضرت سلطان بقا سیدنا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ
علیٰ آلہ التحیۃ والثناء ابداً دائماً سرمداً

(کتب تاریخ و سیر کا عطر روح پرور ایمان)

©Afnan Library Trust, 2026

احوال عرب

محل وقوع حدود اربعہ

عرب براعظم ایشیا کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ باقاعدہ پیمائش اب تک نہیں ہوئی تاہم اسقدر یقینی ہے کہ جرمن اور فرانس سے چوگنا زیادہ ہے۔ طول تقریباً پندرہ سو۔ عرض چھ سو میل ہے۔ مجموعی رقبہ بارہ لاکھ میل مشرق میں خلیج فارس اور بحر عمان۔ مغرب میں بحر احمر۔ شمال میں شام صحرائے شام اور عراق۔ جنوب میں بحر ہند۔

قدیم اقوام

(۱) عرب بائدہ جو اسلام سے پہلے فنا ہو چکے تھے (۲) عرب عاربہ جو اصل میں یمن کے تھے۔ (۳) عرب مستعربہ جو بنو اسمٰعیل ہیں۔

ظہور اسلام سے پہلے عرب کا تہذیب و تمدن۔ تعلیم و شاعری۔ عادات و خصائل۔ عورت کی حیثیت۔ رسوم ناگفتہ بہ

مذاہب

دہریت۔ عیسائیت۔ یہودیت۔ مجوسیت۔ منکر نبوت۔ بت پرستی۔ بعثت نبویہ سے تھوڑے ہی دن پہلے کچھ لوگ توحید کی طرف مائل ہوئے۔ یعنی۔ ورقہ ابن نوفل۔ عبداللہ ابن جحش۔ عثمان ابن الحویرث۔ زید بن عمر جو خاندان قریش سے تھے۔ مشہور مشہور بت یہ ہیں۔ عزیٰ۔ لات۔ منات۔ ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر۔ ہبل۔ یوں تو ۳۶۰ خانہ کعبہ میں تھے۔

تولیت کعبہ

مناصب	قبیلہ	ذی منصب
(۱) سقایہ	بنو ہاشم	عباس ابن عبدالمطلب
(۲) رفادہ	بنو نوفل	حارث ابن عامر
(۳) حجابہ	عبدالدار	عثمان ابن طلحہ
(۴) لوا	عبدالدار	طلحہ ابن ابی طلحہ
(۵) قیادہ	بنو امیہ	ابوسفیان
(۶) سفارت	بنو عدی	حضرت عمر
(۷) دیات و مغارم	بنی تیم	حضرت ابوبکر
(۸) قبہ	بنی مخزوم	ولید ابن مغیرہ
(۹) ازلام	بنو جمح	صفوان ابن امیہ

نظام قبیلہ

©Afnan Library Trust, 2026

سلسلۂ نسب

حضرت اسمٰعیل کی اولاد سے عدنان۔ معد۔ نزار۔ مضر۔ الیاس۔ مدرکہ۔ خزیمہ۔ کنانہ۔ نضر۔ مالک۔ فہر۔ غالب۔ لوی۔ کعب۔ مرہ۔ کلاب۔ قصی۔ عبد مناف۔ ہاشم۔ عبد المطلب۔ عبد اللہ۔ (فضل) انکو سب سے پہلے قریش کا لقب ملا۔

(قصی) پانچویں صدی عیسوی میں بڑا اقتدار حاصل کیا۔ اس زمانہ میں حرم کے متولی حلیل خزاعی تھے۔ قصی نے حلیل کی صاحبزادی سے جنکا نام حبی تھا شادی کی تھی۔ اس تعلق سے حلیل نے وصیت کی کہ حرم کی تولیت قصی کے سپرد کیجائے۔ قصی نے ہی دار الندوہ وغیرہ قائم کئے تھے۔ قصی کے تین بیٹے تھے۔ عبد الدار۔ عبد العزیٰ۔ عبد مناف۔ عبد مناف نے ریاست قریش حاصل کی۔ یہ بہت لائق تھے۔

(عبد مناف) انکے چار بیٹے تھے۔ عبد شمس۔ نوفل۔ مطلب۔ ہاشم۔ کعبہ کے سقایہ اور رفادہ کے متولی ہوئے

(ہاشم) ربیعہ کے خاندان میں بنی نجار کی ایک خاتون سلمیٰ سے شادی کی جن سے شیبہ پیدا ہوا۔ بعد میں مدینہ میں پرورش پائی۔

(عبد المطلب) انکے چچا مطلب ہاشم کے بھائی لے آئے۔ پرورش کیا۔ اسی وجہ سے عبد المطلب کہلائے۔ اور انہوں نے زمزم صاف کرایا۔

(عبد اللہ) عبد المطلب کے دس لڑکوں میں سے سب سے زیادہ پیارے تھے۔ آمنہ بنت وھب سے نکاح ہوا۔ حاملہ ہوئیں۔ عبد اللہ کا مدینہ میں انتقال ہوگیا۔ "دو چار اونٹ چند بکریاں۔ ایک لونڈی ام ایمن" ترکہ چھوڑا۔ حضرت آمنہ نے خواب دیکھا کہ انکے اندر سے نور نکلا جو چمکتا ہوا دور دراز ملکوں میں پھیل گیا ہے۔

جلوہ محمدیہ

صبح۔ دوشنبہ۔ ۱۲ ربیع الاول مطابق ۵۷۰ء "آفتاب الٰہی" شعب بنی ہاشم میں طلوع ہوا۔

رضاعت آپکی والدہ نے پہلے دودھ پلایا۔ دو تین روز کے بعد ثویبہ نے۔ پھر حلیمہ سعدیہ کے سپرد ہوئے۔ ۵ سال انکی نگرانی میں رہے۔

©Afnan Library Trust, 2026

شق صدر دو سفید پوش آئے حضور کو لٹا کر پیٹ چاک کیا۔ حلیمہ کے لڑکوں نے والدہ اور حارث ابن عبدالعزیٰ کو خبر کی وہ فوراً آئے۔ یہ ایک کشف ہو سکتا ہے۔

کفالت والدہ سفر یثرب حلیمہ نے آپ کو آپکی والدہ کے سپرد کیا۔ وہ آپکو لیکر اپنے رشتہ داران بنو نجار سے ملنے گئیں۔ قریباً ایک ماہ کے بعد واپس ہوئیں راستہ میں بیمار ہو گئیں۔ مقام ابواء میں انتقال کیا۔ اور یہیں دفن ہوئیں۔ ام ایمن حضور کو لیکر مکہ میں آئیں۔

کفالت عبدالمطلب اب عبدالمطلب نے آپکو اپنی کفالت میں لے لیا۔ عبدالمطلب آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ ہمیشہ ساتھ رکھتے تھے۔ عبدالمطلب کے فرش پر کوئی نہ بیٹھ سکتا تھا مگر وہ آپکو بڑے پیار سے بٹھاتے تھے،

وفات عبدالمطلب بیٹا بھی بس کی عمر میں، عبدالمطلب نے وفات پائی۔ اسوقت آپکی عمر آٹھ برس کی تھی۔ جنازہ عبدالمطلب کے ساتھ آپ روتے جاتے تھے۔ حجون میں مدفون ہوئے۔

کفالت ابوطالب عبدالمطلب نے مرتے وقت آپکو آپ کے حقیقی چچا ابوطالب کی کفالت میں دیا۔ انہوں نے بڑے پیار سے رکھا۔ ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتے۔ رات کو اپنے پاس سلاتے۔

پہلا سفر شام جب آپکی عمر بارہ سال کی ہوئی تو ابوطالب کو ایک تجارتی قافلہ کیساتھ شام کا سفر پیش آیا۔ آپ کو مکہ ہی میں چھوڑ کر ابوطالب روانہ ہونے لگے تو آپ لپٹ کر رونے لگے۔ ابوطالب نے ساتھ لے لیا۔

بصریٰ اور بحیرا جنوب شام میں بصریٰ مقام پر پہنچے تو عیسائی راہب بحیرا نے کشف میں درخت پتھر وغیرہ کو سجدہ کرتے دیکھا تو کہا کہ یہ "سید المرسلین" ہیں۔ آسمانی نوشتوں کی روشنی سے معلوم تھا کہ "وہ نبی" مبعوث ہونیوالا ہے۔ قیافہ سے پہچان لیا کہ یہی "وہ نبی" ہوگا۔

وہ راعی بتاکہ داعی بنیگا سفر شام سے واپس آنے پر عام دستور عرب کے مطابق آپنے بھی بکریاں چرائیں۔ ایکبار آپنے اپنی بکریاں اپنے ساتھی کے

©Afnan Library Trust, 2026

سپہ رکیں اور مجلس قصہ خوانی و مشاعرہ میں گئے۔ وہاں آنکھ لگ گئی صبح کو بیدار ہوئے۔

حرب فجار مجنہ اور ذوالمجاز کے علاوہ عکاظ، نخلہ اور طائف کے درمیان، ایک بڑا میلہ دیقعدہ میں لگا کرتا تھا چنانچہ جب حضور کی عمر قریباً پندرہ سال کی تھی تو عکاظ ہوازن اور قریش کے درمیان چھیڑ چھاڑ ہوئی۔ تعلقات کشیدہ ہوتے گئے اور جنگ کی نوبت آگئی۔ چار بھاری جنگیں ہوئیں، آخری جنگ میں بعض سرداروں نے اپنے آپکو رسّوں میں بندھوا دیا کہ بھاگنا چاہیں بھی تو نہ بھاگ سکیں، اس جنگ میں حضور بھی شریک تھے اور اپنے چچوں کو تیر دیتے جاتے تھے، صبح ہوازن کا پلہ بھاری رہا۔ آخر میں بنو کنانہ نے دبالیا۔ (قریش برسرحق تھے)

حلف الفضول عرب کہ چونکہ خانہ جنگیوں نے تباہ کر دیا تھا اس لیے چند ہمدرد ان ملک و قوم نے مظلوموں کی امداد اور ظالموں کو ظلم سے روکنے کے لئے ایک معاہدہ کیا جسکے اولیں محرک فضل ابن حرث فضیل ابن وداعہ اور مفضل تھے، قبائل بنو ہاشم۔ بنو مطلب۔ بنو اسد۔ بنو زہرہ۔ بنو تیم کے نمائندے اور قائم اسمیں شریک تھے عبداللہ ابن جدعان کے مکان پر یہ کانفرنس ہوئی اسمیں حضور نے بھی شرکت فرمائی۔ اسکے متعلق فرمایا "معاہدہ کے مقابلے میں مجھکو سرخ اونٹ بھی دیے جاتے تو میں نہ بدلتا۔ آج بھی ایسے معاہدہ کے لئے کوئی بلائے تو میں حاضر ہوں"

مشاغل تجارت ابوطالب کی خواہش اور تحریک پر آنجناب نے تجارت شروع کی۔ مکہ سے مختلف علاقوں کو تجارتی قافلے جاتے تھے۔ شام، یمن، نجد، بحرین سے کافی تجارتی تعلقات تھے، اسی سلسلہ میں آنجناب نے بھی ان مقامات کے متعدد سفر کئے ہر دفعہ دیانت، امانت، چستی، خوش اسلوبی سے کام کیا۔ مکہ میں تاجر امین قرار دیے گئے۔ آنجناب کے حسن معاملہ کی شہرت عام ہوگئی۔ اسی لئے لوگ آپکے ساتھ شرکت چاہتے، آپ بھی خوشی سے قبول فرمالیتے، آپ کے شرکاء ہمیشہ آپکی راستبازی اور صفائی معاملہ کی تعریف میں رطب اللسان رہتے۔ قیس اور سائب آپکے دو شریک تجارت آپ پر قربان ہو ہو کر کہتے ہیں۔ "آپنے ہمیشہ معاملہ صاف رکھا"

واقعہ عبداللہ ابن ابی الحمساء بیان کرتے ہیں کہ اسی زمانہ میں میں نے آنجناب سے کوئی معاملہ کیا۔ بات ختم ہونے پائی تھی کہ مجھے اکیطرف جانا پڑا۔ آنجناب سے میں کہہ گیا کہ "آپ ذرا ٹھہریں میں ابھی آتا ہوں"۔ میں بھولگیا تین دن گذر گئے، تیسرے دن جاکر کیا دیکھتا ہوں کہ آنجناب وہاں ٹھہرے ہیں۔ آنجناب نے سوا اسکے کچھ نہ فرمایا کہ "تمنے مجھے زحمت دی میں یہاں تین دن سے انتظار میں ہوں"

سفر تجارت خدیجہ بنت خویلد جو قبیلہ بنو اسد کی ایک شریف مالدار محترم خاتون تھیں آنجناب کی دیانت و امانت کی شہرت سنکر انہوں نے آنجناب سے درخواست کی کہ "میرا مال تجارت شام کو لیجایئے۔ جو

©Afnan Library Trust, 2026

معاوضہ میں اللہ تمکو دیتی ہوں آپکو اسکا مضاعف دونگی" چنانچہ آپ یہ مال تجارت لیکر بصریٰ (علاقہ شام) تشریف لیگئے اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت نفع ہوا۔ اس سلسلہ میں آپ نے دو تین سفر اور کئے۔

جناب خدیجہ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں آپسے ملتا ہے۔ اس رشتہ کے لحاظ سے وہ آپکی چچیری بہن تھیں اب وہ بیوہ تھیں۔ عمر اسوقت چالیس سال تھی۔ شریف النفس اور پاکیزہ اخلاق تھیں حتیٰ کہ لوگ انکو طاہرہ کے نام سے یاد کرتے تھے۔

حلیۂ مبارک

قد میانہ رنگ خوبصورت گندم گون مائل بسفیدی سر کے بال بالکل سیدھے نہیں بلکہ ذرا خمدار سیاہ قدرے مائل بسرخی داڑھی گھنی موزوں جسم درمیانہ جلد نازک ملائم سر بڑا سینہ فراخ ہاتھ پاؤں بھرے بھرے ہتھیلیاں چوڑی چہرہ گول پیشانی اور ناک اونچی آنکھیں سیاہ روشن پلکیں دراز رفتار باوقار مگر تیزی کے ساتھ قدم اٹھتا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا تھا آج "سر ولیم میور" بھی وہی کہتا ہے۔ کہ

"کہ آپ کا سردارانہ رنگ ڈھنگ ایک اجنبی شخص کے دلمیں کچھ ایسا رعب پیدا کر دیتا تھا جو الفاظ میں نہیں بیان کیا جا سکتا۔ لیکن جب اسے آپکو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملتا تھا اور وہ آپ سے واقف ہو جاتا تھا تو اسکے دلمیں بجائے ڈر اور خوف کے عقیدت اور محبت کے جذبات پیدا ہو جاتے تھے۔"

نکاح آنجناب کی خداداد قابلیت اور اخلاق فاضلہ کو دیکھکر جناب خدیجہ نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ آنجناب نے ابو طالب سے مشورہ کرکے قبول فرمایا۔ تاریخ معین پہ ابو طالب اور تمام رؤسائے خاندان طرفین جناب خدیجہ کے مکان پر جمع ہوئے۔ ابو طالب نے خطبۂ نکاح پڑھا۔ پانسو طلائی درہم مہر قرار پایا۔

آنجناب کی اولاد (سوائے ابراہیم کے جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے ہوئے) سب جناب خدیجہ کے بطن سے ہوئی۔ تین لڑکے چار لڑکیاں۔ قاسم۔ طیب۔ طاہر۔ زینب۔ رقیہ۔ ام کلثوم۔ فاطمہ۔ آنجناب کی کنیت ابو القاسم آپ کے بڑے صاحبزادے قاسم کے نام پہ تھی

©Afnan Library Trust, 2026

واقعہ جناب خدیجہ کے ایک بھتیجے حکیم ابن حزام نے اپنا ایک غلام نذر کیا۔ یہ جناب زید ابن حارثہ تھے جناب خدیجہ نے زید کو آنجناب کے سپرد کر دیا۔ آنجناب نے اپنے وسیع اور پاک اخلاق کی بنا پر زید کو اپنے عزیز کی طرح رکھا۔ اسی زمانہ میں زید کے والد اور چچا حارثہ اور کعب زید کو ڈھونڈھتے ہوئے مکہ آنکلے۔ آنجناب سے استدعا کی کہ زید کو انکے ساتھ بھیجدیا جائے۔ آنجناب نے فرمایا "ہاں اگر زید جانا چاہے تو میری طرف سے اجازت ہے" مگر زید نے کہا کہ میں آپکو چھوڑ کر ہرگز نہیں جاؤنگا۔ آپ میرے لئے میرے چچا اور میرے باپ سے بڑھکر ہیں۔ زید کا باپ غصہ میں بولا "ہیں! تو غلامی کو حریت پر ترجیح دیتا ہے" زید نے کہا "ہاں کیونکہ میں نے اس شخص میں وہ بات دیکھی کہ اب میں اسپر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا"

آنجناب اُٹھے اور زید کو خانہ کعبہ کے پاس لیجاکر بآواز بلند فرمایا "لوگو! گواہ رہو کہ آج سے میں زید کو آزاد کرتا ہوں۔ اور اپنا بیٹا بناتا ہوں، یہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا"

زید کے والد اور چچا یہ نظارہ دیکھکر پھول گئے اور بخوشی زید کو آنجناب کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔

واقعہ آنجناب کے چچا ابوطالب ایک عیالدار مگر غریب آدمی تھے، آنجناب نے ایکدن اپنے دوسرے چچا عباس ابن عبدالمطلب سے فرمایا "چچا! آپکے بھائی ابوطالب کی معیشت تنگ ہے کیا اچھا ہو کہ انکے بیٹوں میں سے ایک کو آپ اپنے گھر لیجائیں اور ایک کو میں لے آؤں"

چنانچہ ابوطالب کی اجازت سے جعفر کو عباس اور علی کو آنجناب لے آئے۔ جناب علی کی عمر اسوقت پانچ چھ سال کی تھی۔

واقعہ ایک دفعہ کسی قریشی نے بتونکا چڑھاوے کا کھانا آنجناب کے سامنے لاکر رکھا آپنے کھانیسے انکار کیا۔

تعمیر کعبہ آنجناب کی عمر اب ۳۵ سال ہوگئی ہے۔ کعبہ کو کسیو جہ سے نقصان پہنچنے کے باعث قریش نے از سر نو تعمیر شروع کی۔ تمام قبائل قریش اس کار خیر میں شریک ہوئے۔ اگرچہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر نہ کر سکے بلکہ ایک طرف قریباً چھ ہاتھ جگہ چھوڑ دی۔ جسے حطیم کہتے ہیں۔ جب قریش کعبہ کی تعمیر کرتے ہوئے حجر اسود تک پہنچے تو ہر قبیلے کی خواہش یہی ہوئی کہ ہم ہی حجر اسود نصب کرنے کی عزت حاصل کریں۔ چنانچہ خون بھرے پیالے میں انگلیاں ڈبوکر سب نے قسم کھائی کہ اس عزت کو اپنے قبیلہ سے باہر نہ جانے دیں گے کئی دن کام بند رہا

بالآخر ایک معمر شخص ابوامیہ ابن مغیرہ نے تجویز پیش کی کہ جو شخص سب سے پہلے دروازہ حرم سے آتا دکھائی دے اسی کا فیصلہ سب مان لیں۔ خدا کی شان لوگوں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لارہے ہیں۔ سب پکار اٹھے "امین امین" اور یکزبان ہوکر کہا "ہم سب اسکے فیصلہ پر راضی ہیں"

©Afnan Library Trust, 2026

آنجناب نے ایک چادر لی اور اسپر حجر اسود رکھکر تمام قبائل قریش کے رؤسا کو اس چادر کے چاروں کونے پکڑوا دیئے۔ اور چادر کے اٹھانے کا حکم دیا جب چادر موقع کے برابر آگئی تو آپنے حجر اسود اٹھاکر نصب کر دیا۔ سب لوگ اس لاجواب فیصلہ سے دنگ ہو کر رہ گئے۔

احباب خاص دعوی سے پہلے آنجناب کے مخلص دوستوں میں سے مقدم حضرت عبداللہ یعنی ابوبکر تھے نیز دارالندوہ کے مالک حکیم ابن حزام اور قبیلہ ازد کے لائق طبیب ضماد بن ثعلبہ

صبح کی سفیدی

آنجناب کی عمر قریب چالیس کے پہنچ گئی ہے اور ان ایام میں دن رات اللہ تعالیٰ کی طلب میں محویت رہتی ہے۔ مکہ سے تین میل غار حرا ہے، وہاں آپ کچھ کھانا لیجاتے ہیں اور ہمہ وقت غور و فکر اور یاد الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ یہی وقت ہے جسے قرآن شریف میں طلب کا زمانہ کہا گیا ہے "ووجدک ضالا فھدیٰ" اسی زمانہ میں رویا صالحہ کا آغاز ہوا۔ ہر ایک رویا جو آپ دیکھتے وہ صبح کی سفیدی کی طرح صاف اور بین طور پر پوری ہو جاتی ہے۔

اسی طرح چھ ماہ عبادت میں گذر گئے ہیں اور آنجناب کی عمر پورے چالیس سال کی ہو گئی ہے، رمضان کا آخری عشرہ ہے۔ آپ حسب معمول عبادت و غور میں مشغول ہیں کہ فرشتۂ غیب سامنے آیا اور کہا "اقرأ" پڑھ "آپ نے کہا ما انا بقارئ" میں تو پڑھ نہیں سکتا۔ فرشتہ نے آپکو سینہ سے لگا کر بھینچا پھر چھوڑ کر کہا اقرأ۔ آپ نے وہی پہلا جواب دیا پھر فرشتہ نے پکڑا اور زور سے بھینچا۔ چھوڑ کر کہا اقرأ ادھر سے پھر وہی جواب تھا۔ بکے پھر زور سے فرشتہ نے بھینچا گویا پوری قوت سے آپ کے قلب پر اثر ڈالتا تھا پھر کہا

اقرأ باسم ربک الذی خلق ۝ خلق الانسان من علق ۝ اقرأ وربک الاکرم ۝ الذی علم بالقلم ۝ علم الانسان ما لم یعلم

پڑھ (یعنی لوگوں کو پہنچا) اپنے رب کا نام جسنے پیدا کیا انسان کو خون کے لوتھڑے سے۔ پڑھ۔ اور تیرا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا۔ انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا ۝

یہ کہکر فرشتہ غائب ہو گیا

©Afnan Library Trust, 2026

آغاز تبلیغ حضور اقدس نے حکمت کیساتھ نشر نفحات وحی میں سعی شروع کی۔ بندگان خدا متاثر ہونے لگے روحانی مردے زندگی پانے لگے۔ سب سے اول بڑی عمر کے لوگوں میں حضرت ابوبکر تصدیق کر کے صدیق اکبر ہوئے۔ خواتین میں سے حضرت خدیجہ طاہرہ مشرف بایمان ہوئیں بچوں میں سے حضرت علی ایمان لاکر اسد اللہ ٹھہرے۔ پھر بہت سی سعید روحیں حلقہ عشق محمدی میں داخل ہوئیں مثلاً عثمان ابن عفان۔ زبیر ابن العوام۔ عبدالرحمن ابن عوف۔ صہیب۔ رومی۔ عمار ابن یاسر۔ عبداللہ ابن مسعود ابوذر غفاری۔ عبیدہ ابن الحارث۔ عثمان ابن مظعون۔

اعلان امر پہلے تو انفرادی اور مخفی تبلیغ ہوتی رہی۔ اب فرمان الٰہی صادر ہوا کہ کھلی تبلیغ جاری کردی جائے۔ حضور اقدس نے "فاصدع بما تؤمر" کے مطابق تبلیغ جہری شروع فرمائی تقلید آبا میں پھنسے ہوئے اہل مکہ مخالفت کرنے لگے مصلح کو مفسد قرار دیا۔ ہادی کو گمراہ کہا خیرخواہ کو ستانا شروع کیا۔ ہر طرح اذیت اور ستم شعاری کا پروپیگنڈا برپا کر دیا حتیٰ کہ چند ضعفاء مومنین کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم فرمایا دس مرد اور پانچ عورتیں حبشہ چلی گئیں تین ماہ بعد جنگی واپسی ہوئی۔

سنہ نبوی اب نبوت کا پانچواں سال ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حمزہ اور حضرت عمر ابن الخطاب ایمان لاچکے ہیں۔ اسوقت چالیس سے زیادہ مرد اور گیارہ خواتین مسلمان ہیں۔ سلسلہ نشر نفحات جاری ہے۔ چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی ستیزہ کار ہے مگر کلمۃ اللہ اپنے اثر و نفوذ میں روز افزوں ارتقار حاصل کر رہا ہے۔ محمدی شان و شوکت کی ترقی منکرین مکہ کو خارگزر رہی ہے۔ آخر وہ یکدم خدا کے نور کو بجھا لینے کے لئے ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اس سلطان بقا محبوب خدا کو

سنہ نبوی نظر بندی بائیکاٹ شعب بنی ہاشم میں نظر بند کر دیتے ہیں۔ جہاں بنی ہاشم اور بنی مطلب کے غیر مسلم بھی (بجز ابولہب) سب قومی طور پر آپ کے ساتھ ہیں۔ قریش حضور اقدس کے قتل پر تلے ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے بنی ہاشم و بنی مطلب سے بھی میل جول کھانا پینا بند کر دیا ہے تاکہ وہ مہیل مقدس محمدی کو قریش کے سپرد کر دیں۔

اسوقت پھر حبشہ کی طرف ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتوں نے ہجرت کی ہے۔ اس نظر بندی اور بائیکاٹ کے ایام میں بھوک اور پیاس کی وہ شدید تکلیف ہے کہ بسا اوقات درختوں کے پتے اور کبھی خشک چمڑے زندگی کا سہارا ہوتے ہیں۔ مظلوم عورتوں کی آہ جگر دوز تڑپا دیتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کی گریہ وزاری دلوں کو بیقرار کر دیتی ہے۔

©Afnan Library Trust, 2026

جو مومن حبشہ کو ہجرت کر گئے ہیں انکی خلاف قریش مکہ نے نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس بہت تحفے دیکر ایک وفد کو بھیجا۔ نجاشی مسلمانوں کے اخلاقی نمونہ سے متاثر ہو چکا ہے۔ وفد قریش کی باتوں نے اپر کچھ اثر نہ کیا۔ وفد قریش ناکام آتا ہے۔

شعب بنی ہاشم میں نظر بندی اور بائیکاٹ کا سلسلہ تین سال تک رہا۔

آزادی سفر طائف

آخر یہ ایام مصیبت ختم ہوئے۔ قریش کے بعض دلاور منصف مزاج اس ظلم کو نہ دیکھ سکے اور جو معاہدہ اس نظر بندی اور بائیکاٹ کیلئے مرتب ہو کر خانہ کعبہ پر لٹکایا گیا تھا اُسے منسوخ کرا دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تلواروں کے سایہ میں مقام نظر بندی سے باہر لائے۔ اب وہ دنیا کا نجات دہندہ آزاد کیا گیا۔ اور پوری محبت سے انسانوں کو قید و بند ضلالت سے آزاد کرنے میں روز و شب مصروف ہوا۔

حضور کے مددگار چچا ابو طالب ۸۷ برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ قریش نے موقعہ کو غنیمت سمجھا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زیادہ سے زیادہ دکھ دینا شروع کیا۔ حضور اقدس طائف تشریف لیگئے تاکہ بنی ثقیف کو تبلیغ امر الٰہی فرمائیں۔ ایک ماہ قیام فرمایا دعوت حق دیتے رہے۔ طائف والوں نے غنڈا پارٹی کو حضور اقدس کے پیچھے لگا دیا۔ شریر لڑکوں کو اکسا دیا جنھوں نے اس محبوب امم و مصلح عالم کو ایذا دہی سخت کلامی سنگساری سے ستایا۔ بسنی۔ بازار شارع عام سے سنگباری کرتے ہوئے شہر سے باہر پہنچایا۔ پیکر مبارک زخموں سے چور ہوئی۔ جسد اطہر سے خون بہنے لگا حتی کہ پنڈلیاں اور نعلین خون سے رنگین ہو گئیں۔ مگر ایسے حالات میں بھی اس مربی عالم رحمۃ للعلمین کی زبان پاک سے بددعا نہ نکلی۔

حضور اقدس واپس مکہ معظمہ پہنچے

سنہ ۱۱ نبوی عقبہ اولیٰ معاہدہ بیعت

حضور اقدس عرب کے میلوں میں تشریف لیجاتے اور تبلیغ حق فرماتے۔ بعض قبائل کلام حق کو سنتے اور بعض سڑارت کرتے شور مچاتے۔ مسیلمہ کذاب کا قبیلہ بنو حنیفہ حضور اقدس کیساتھ بہت گستاخی سے پیش آیا۔ اور سخت بُرا بھلا کہا لیکن حضور اقدس پوری قوت سے دعوت و تبلیغ کرتے رہے۔

مدینہ منورہ کے قبیلہ اوس میں سے چھ اشخاص جنکو حضور اقدس نے مکہ کی ایک گھاٹی میں تبلیغ امر کی وہ مصدق ہو گئے۔ دوسرے سال ان چھ اشخاص میں سے پانچ حضرات اپنے ساتھ نئے سات آدمیوں کو لائے جنہوں نے حضور اقدس سے بیعت کی۔ اب یہ مدنی بارہ افراد ہوئے۔ یہ بیعت عقبہ اولیٰ کہلاتی ہے

©Afnan Library Trust, 2026

حضور اقدس کے معاہدۂ بیعت کا یہ مفہوم ہوتا تھا۔ ہم شرک نہیں کرینگے۔ چوری نہیں کرینگے۔ زنا نہیں کرینگے۔ قتل نہیں کرینگے۔ بہتان نہیں باندھینگے۔ امر معروف میں حضور کی نافرمانی نہیں کرینگے جہاں اور جس حال میں ہوں حق پر قائم رہینگے۔ سبیل الٰہی میں کسی ملامت سے نہیں ڈرینگے۔

سنہ ۱۳ نبوی عقبہ ثانیہ بارہ نقیب

یہ لوگ مدینہ میں پہنچکر تبلیغ کرنے لگے۔ جگہ جگہ حضور اقدس کا چرچا ہوگیا۔ نبوت کے تیرھویں سال میں ۷۰ مرد اور دو عورتیں مدینہ منورہ سے آئیں۔ سب نے بیعت کی۔ یہ عقبہ ثانیہ کہلاتا ہے۔ حضور اقدس نے فرمایا کہ میں مسیح کے حواریوں کی مانند بارہ آدمی تم میں مقرر کرتا ہوں جو تمھارے نگران ہونگے۔ یہ حضرات مدینہ پہنچے اور اسلامی تبلیغ خوبی کیساتھ ہونے لگی۔

حضور اقدس کی مدنی زندگی

مکہ میں صور محمدی پھونکا جارہا ہے۔ روحانی مردے زندہ ہورہے ہیں۔ ایک قیامت قائم ہے ایک حشر برپا ہے، مخالفت کرنیوالے آخر الامر پوری طاقت سے مقابلہ پر آمادہ ہوگئے ہیں۔ حضرت سیدنا المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی تدبیریں سوچ رہے ہیں۔ حکمت الٰہی کا تقاضا ہوتا ہے کہ حضور اقدس مدینہ کی سمت ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ حسب منشاء الٰہی حضور اقدس سنت انبیاء کے مطابق ہجرت کرتے ہیں، جب آپ مدینہ کے قریب پہنچتے ہیں۔ استقبال کیلئے بہت سے مرد عورتیں بچے نکل آتے ہیں۔ نوعمر بچے ذوق شوق سے خیر مقدم کے اشعار گاتے ہیں۔ اور خوشی خوشی اس محبوب خدا کو مدینہ میں لیجاتے ہیں۔ اسی سال ہجرت سے سنہ ہجری قائم کیا گیا ہے۔

سنہ ۱ ہجری مدافعت

باوجودیکہ حضور اقدس وطن مالوف کو چھوڑ کر مدینہ تشریف لے آئے ہیں مگر دشمنان اسلام حضور کی ایذا دہی پر کمربستہ ہیں۔ مختلف اطراف میں ریشہ دوانیاں کر رہے ہیں۔ بڑی بڑی خفیہ تدبیروں سے نبی اسلام و جماعت اسلام کے مٹانے کے درپے ہیں۔ لڑائیاں بھی کرنے پر آمادہ ہیں۔ آخر حضور اقدس کو بھی منجانب اللہ مدافعت کا حکم ملتا ہے۔ اور حضور شریر دشمنوں کا جواب دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں سال اول شام کی طرف سے آنیوالے ایک قافلہ کے مقابل حضرت حمزہ کی سرکردگی میں اور دوسری بار دوسرے قافلہ کے مقابل عبیدۃ الحارث کی سرکردگی میں کچھ لوگ نکلے پہلی بار کوئی لڑائی نہ ہوئی۔ دوسری

©Afnan Library Trust, 2026

بار تیر چلے مشرک بھاگ گئے۔

۲ سنہ ہجری غزوات واقعات

غزوۂ ودّان میں حضور اقدس ۶۰ آدمی لیکر نکلے جنگ نہوئی۔ غزوۂ بواط میں دو سو مہاجرین کے ہمراہ حضور اقدس نکلے جنگ ہوتے ہوتے رہگئی۔ غزوۃ العشیرۃ میں ۱۵۰ اصحابہ کو لیکر حضور اقدس نکلے لڑائی نہوئی۔ ایک بار کرز بن جابر فہری نے مسلمانان مدینہ کے جانور لوٹ لئے۔ حضور اقدس نے تعاقب کیا مگر وہ بچکر نکلگیا۔ اس واقعہ کو بدر اولیٰ کہتے ہیں۔ شام سے آنیوالے ایک قافلہ کے مقابل عبداللہ ابن جحش کی سرکردگی میں ایک دستہ نکلا۔ مقابلہ ہوا۔ مسلمان فتحمند ہوئے۔

اہم واقعہ بدر الکبریٰ کا ہے، جسمیں ایکہزار دشمنان اسلام نے چڑھائی کردی۔ حضور اقدس ۳۱۳ آدمی لیکر نکل کھڑے ہوئے قریش کو شکست ہوئی۔ سرغنہ کفار قتل ہوئے۔ گرفتار ہوئے جنکو فدیہ دیکر قریش نے چھڑالیا جو فدیہ دیکر نہ چھوٹ سکے۔ انکے ذمہ یہ کام حضور اقدس نے لگایا کہ وہ مدینہ کے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں۔

غزوہ قرقرۃ الکدر جسکے لئے حضور اقدس پندرہ رات مرکز سے جدا رہے۔ لڑائی نہ ہوئی۔

غزوہ قینقاع پر عہد شکن یہود اموال و املاک چھوڑ کر نکل گئے۔

غزوہ السویق جسمیں ستو بکثرت مسلمانوں کے ہاتھ آئے ابوسفیان دو سو سوار لیکر آیا تھا۔ مدینہ کی کھجوروں میں آگ لگادی تھی۔ حضور اقدس نے اصحاب کے ساتھ تعاقب کیا۔ دشمن فرار ہوگئے اپنے ستو چھوڑ گئے۔ اسی سال یہ واقعات بھی ہوئے۔ بیت المقدس سے خانہ کعبہ کی طرف تحویل قبلہ۔ روزوں کی فرضیت۔ تقرر نماز عید۔ رخصت حضرت عائشہؓ

۳ سنہ ہجری بنی محارب و بنی ثعلبہ مدینہ پر ڈاکہ ڈالنا چاہتے تھے حضور اقدس نکلے ڈاکو پہاڑوں میں چھپ گئے لڑائی نہوئی۔ غزوۂ بحران بنی سلیم کے مقابلہ میں تین سو اصحاب کیساتھ نکلے۔ لڑائی نہوئی۔ غزوۂ احد ابوسفیان نے تین ہزار عرب لاکر چڑھائی کردی۔ مورچہ سے ہٹ جانے کی وجہ سے لشکر اسلام کو ہزیمت ہوئی۔ حضور اقدس کا دندان مبارک شہید ہوا۔ ۷۰ سے زیادہ مسلمان شہید ہوئے، کفار کے ۲۲ آدمی کام آئے کفار نے بعض مسلمانوں کی لاشوں کو مثلہ یعنی بوچا کردیا۔ غزوۂ حمراء الاسد۔ مدینہ سے ۸ میل فاصلہ پر دشمنان اسلام جمع ہوگئے کہ آج تو مسلمانوں کا استیصال ہی کردینگے۔ حضور اقدس مع اصحاب بدر نکلے دشمن مفرور ہوگئے۔

اسی سال حضور اقدس نے حفصہ بنت عمر بن الخطاب سے اور زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا۔

©Afnan Library Trust, 2026

حرمت شراب کا حکم آیا۔

۴ھ ہجری غزوہ بنی نضیر۔ یہودیوں میں سے ایک نے چکی کا پاٹ اوپر سے گرا کر حضور اقدس کو ہلاک کرنا چاہا۔ بنی نضیر کو جلاوطنی کا حکم دیا گیا مسلمانوں نے محاصرہ کر لیا۔ یہودانِ بنی نضیر اپنا اسباب مال بچے لیکر نکل گئے۔

غزوہ ذات الرقاع میں سات سو صحابہ کے ساتھ حضور اقدس نکلے بنو ثعلبہ و بنو محارب کے کفار مرعوب ہو کر بھاگ گئے۔ غزوہ بدر ثانیہ ۱۵۰۰ صحابہ کیساتھ حضور اقدس نکلے۔ کفار دور سے دھمکیاں دیکر رہ گئے۔ مسلمان نصرت کیساتھ واپس ہوئے۔ اسی سال حضرت ام سلمہ سے حضور اقدس نے نکاح کیا۔

۵ھ ہجری غزوہ دومۃ الجندل۔ میں حضور اقدس ایک ہزار سپاہ لیکر نکلے۔ کفار اپنے مویشی چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ مسلمان مال غنیمت لیکر واپس آئے

غزوہ بنی مصطلق" ایک مسلمان شہید ہوا۔ دشمن کے دس آدمی کام آئے۔ دو سو قیدی مسلمانوں میں تقسیم ہوئے جو بالآخر آزاد کر دئے گئے۔ ان کفار کے سردار الحارث کی بیٹی بڑہ حضور اقدس کے نکاح میں آئیں جو حضرت جویریہ کہلاتی ہیں۔ حضور اقدس کے پاک معاملات اور پاکیزہ اخلاق دیکھکر حضرت جویریہ کی قوم بنی مصطلق آخر مسلمان ہو گئی۔ "غزوہ خندق یا احزاب"۔ مختلف قبائل عرب مع یہود جنکی تعداد دس ہزار تک تھی ۱۵ روز تک مدینہ کا محاصرہ کئے رہے۔ حضور اقدس نے مسلمانوں کو ساتھ لیکر مدینہ کی حفاظت کیلئے خندق کھودی آخر ایک سخت اندھی آئی کفار کے خیمے گر گئے۔ آگ بجھ گئی۔ کفار حواس باختہ ہو کر بھاگ گئے۔ بنو قریظہ نے عہد شکنی کی تھی۔ حضور اقدس نے تین ہزار آدمیوں کیساتھ انکا محاصرہ کر لیا بنو قریظہ کے مسلمہ حکم سعد بن معاذ کے فیصلہ پر جو لڑائی کے قابل نوجوان تھے قتل کئے گئے۔ اسی سال حضور اقدس کا نکاح زینب سے ہوا آیت حجاب اتری۔ حج فرض ہوا۔

۶ھ ہجری غزوہ بنی لحیان۔ انلوگوں نے مبلغین اسلام کو شہید کر دیا تھا حضور اقدس نے دو سو سواروں کے ساتھ چڑھائی کی کوئی مقابل نہ آیا۔ "غزوۃ الغابہ" عیینہ بن حصن نے حضور اقدس کی اونٹنیوں پر چھاپا مارا۔ ایک مسلمان کو قتل کیا۔ ایک خاتون کو لے بھاگا۔ پانچسو آدمیوں کیساتھ حضور اقدس نکلے۔ ایک مسلمان دس کافر مارے گئے۔ دس اونٹنیاں کافروں سے چھڑا لی گئیں۔

حدیبیہ۔ حضور اقدس معہ چودہ سو اصحاب کرام کے مکہ روانہ ہوئے کافر دخول مکہ سے مانع ہوئے مقام حدیبیہ پر صلح ہو گئی۔ یہیں "بیعت الرضوان" لی گئی۔ اسی سال حضور اقدس نے مہر کیلئے ایک انگوٹھی چاندی کی بنوائی جسپر منقوش تھا (محمد رسول اللہ) مختلف شاہان عالم کے نام تبلیغی فرمان بھیجے جنمیں

©Afnan Library Trust, 2026

بادشاہ روم - والی بصریٰ - امیر دمشق - شاہ مصر - ملک حبشہ - بادشاہ فارس - ملک البحرین - ملک العمان ملک یمامہ شامل تھے۔

۷ھ ہجری غزوہ خیبر - مفسد یہود کے مقابل .. ۱۶ صحابہ کیساتھ حضور اقدس نکلے حضرت علی اور دیگر مسلمانوں نے خوب داد شجاعت دی - آخر فتح ہوئی - بہت مال غنیمت ملا اسی سال فدک فتح ہوا تیار کے یہودیوں سے جزیہ پر مصالحت ہوئی - "غزوہ وادی القریٰ" میں بھی بہت مال غنیمت ملا - اہ ذی القعدہ میں یوم الحدیبیہ کے عمرہ کو ادا کرنے کے لئے حضور اقدس مع مسلمانوں کے تشریف لیگئے تین روز مکہ ٹھہر کر واپس ہوئے - اسی سال حیی بن اخطب کی بیٹی اور میمونہ بنت الحارث سے حضور کا نکاح ہوا۔

۸ھ ہجری جنگ موتہ - امیر بصریٰ نے قاصد رسالت کو قتل کرا دیا تھا تین ہزار اصحاب کے ساتھ حضور اقدس انتقام کیلئے نکلے - پہلے مسلمان مغلوب ہوتے نظر آتے تھے - حضرت خالد بن ولید کی شجاعت نے وہ کرشمے دکھائے کہ مسلمان غالب ہو گئے - بہت مال غنیمت ملا - اسی سال مشہور فتح مکہ کا واقعہ ہوا کعبہ سے بت نکالدیے گئے حضور اقدس نے باوجود پوری طاقت و قدرت کے اپنے جانی دشمنوں اور سالہا سال کے ستانیوالوں کو اور وطن سے نکالنے والوں کو معاف کر دیا - یہ رحمت دیکھکر بڑے بڑے کافر مسلمان ہو گئے۔

جنگ حنین کے لیے قبائل ہوازن و ثقیف تیاری کر چکے تھے - دس ہزار مدنی اصحاب اور دو ہزار مکی مسلمان اور ۸۰ کے قریب مشرک بھی حضور اقدس کے ہمراہ تھے - جنگ حنین کے لئے نکلے باوجود کثرت، مسلمان پست ہونے لگے - مگر اس سنگامہ محشر میں حضور اقدس مع چند صحابہ جمے رہے - حضور اقدس نہایت ثبات و استقلال و جرأت سے فرما رہے تھے

انا النبی لا کذب	انا ابن عبد المطلب
میں جھوٹا نبی نہیں ہوں	میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں

پھر مسلمان واپس لوٹے - ایک دل ہو کر جو حملہ کیا تو کافر شکست کھا گئے - مسلمانوں کے شریک کار مشرکوں میں سے بہت سے مشرف باسلام ہوئے۔

غزوہ طائف - ۱۹ دن محاصرہ رہا - کچھ نتیجہ نہ نکلا - حضور اقدس جعرانہ کی طرف واپس ہوئے جہاں ۱۴ رات قیام فرمایا - دو مہینہ سولہ دن مدینہ سے باہر رہے - اسی سال ہوازن کے وفود مسلمان ہو کر حاضر خدمت اقدس ہوئے - فتح مکہ کے بعد تمام حجاب اٹھ گئے - آفتاب اسلام زوروں سے چمکنے لگا - نفوذ اسلام اکثر دلوں کو مسخر کرنے لگا - ہزاروں گردنیں آستان محمدی پر جھکنے لگیں۔

©Afnan Library Trust, 2026

۹ سنہ ہجری حضور اقدس نے حضرت علی کو معہ پندرہ سواروں کے فلس نامی بت کی طرف بھیجا۔ پجاریوں نے مقابلہ کیا۔ حضرت علی نے بت کو جلا دیا۔ بھیڑ بکریاں غنیمت میں آئیں۔ حاتم طائی کی بیٹی سفانہ قیدیوں میں آئی۔ حضور اقدس نے اسکو رہا کر دیا۔ سفانہ نے اپنے بھائی عدی کو جو شام کی طرف بھاگ گئے تھے حضور اقدس کے حسن اخلاق کی خبر دی۔ عدی حضور کے پاس حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

تبوک جو مدینے اور دمشق کے درمیان ہے وہاں سرحد پر بہت سی فوج مسلمانوں پر حملہ کرنے کو جمع ہوئی۔ حضور اقدس روک تھام کے لئے نکلے۔ سخت گرمی کے ایام تھے۔ مسلمان مرد اور عورتوں نے اس تیاری میں بہت چندہ دیا۔ حضور اقدس نے حضرت علی کو حفاظت کے لئے پیچھے چھوڑا اور فرمایا تم بمنزلہ ہارون ہو لیکن میرے بعد نبی نہیں۔ (امت محمدیہ میں نبی نہیں ہیں) حضور اقدس کے ساتھ تین ہزار لشکر تھا۔ سرحد پر کوئی دشمن کا صحتقا نہ تھا۔ اسی سال حکم ہوا کہ کوئی مشرک حج کو نہ آوے۔ کوئی ننگا حج نہ کرے۔

۱۰ سنہ ہجری حضور اقدس نے حضرت علی کو تین سو سواروں کے ساتھ ایک یمنی قبیلہ بنی مذحج کی طرف بھیجا اور ایک جھنڈا دیا۔ دستار بندی فرمائی۔ اور ارشاد کیا پہلے ان لوگوں کو لا الہ الا اللہ منواؤ پھر اسکے بعد نماز سکھاؤ اور ابھی کوئی اور مطالبہ ان سے نہ کرو۔ ایک شخص بھی تمہارے ذریعہ ہدایت پا گیا تو تمہارے لئے دنیا و مافیہا سے بڑھکر ہے۔ حضرت علی نے پہنچکر تبلیغ کی وہ لوگ آمادہ جنگ ہو گئے۔ حضرت علی نے مقابلہ کیا۔ وہ لوگ شکست کھا گئے۔ پھر اسلام کی دعوت دی تو مسلمان ہو گئے۔ پھر حضور اقدس نے یمن میں تبلیغ کے لئے معاذ بن جبل اور موسیٰ اشعری کو روانہ کیا۔

حجۃ الوداع: ۲۵ ذی قعدہ کو روانہ ہو کر ۸ ذی الحجہ کو منیٰ میں ۹ کو عرفات میں تشریف لے گئے۔ جہاں آخری عظیم الشان خطبہ فرمایا۔ اسی سال بہت سے وفود خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ قبیلہ بنو حنیفہ کا وفد بھی آیا جسمیں مسیلمہ کذاب بھی تھا۔ اسنے کہا کہ اگر آپ مجھے اپنے بعد خلیفہ بنائیں تو میں بیعت کرتا ہوں۔ حضور اقدس نے فرمایا میں تجھے یہ کھجور کی شاخ بھی دینے کو تیار نہیں ہوں۔

۱۱ سنہ ہجری جیش اسامہ۔ مقام موتہ میں حضرت اسامہ کے والد قتل کئے گئے۔ حضور اقدس نے ارادہ فرمایا کہ اعاظم مہاجرین کا ایک دستہ حضرت اسامہ کی سپہ سالاری میں موتہ بھیجا جائے۔ لیکن یہ لشکر روانہ نہ ہوا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طبیعت علیل ہو گئی اور لشکر رکھ گیا۔ یہی بیماری مرض الموت ہے۔ حضور روز بروز زیادہ بیمار ہوتے گئے۔ حتی کہ ضعف کے باعث حضرت علیؓ اور حضرت فضلؓ کے کندھوں پر ٹیک لگا کر مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور ممبر کی نیچے کی سیڑھی پر بیٹھکر ایک خطاب مبارک فرمایا۔ جسمیں سورۃ العصر تلاوت فرمائی۔

©Afnan Library Trust, 2026

والعصر ان الانسان لفی خسر
الا الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت
وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر

زمانہ (اپنی زبان حال سے) گواہی دیتا ہے کہ انسان
نقصان میں ہے بجز ایمانداروں اور نیکوکاروں کے
جو سچائی کو ثابت قدمی کی وصیت کرتے ہیں۔

لوگو! مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم اپنے نبی کی وفات سے ترساں ہو۔ کیا کوئی نبی مجھ سے پیشتر ہمیشہ رہا ہے
میں اپنے رب کے پاس جانیوالا ہوں اور تم بھی آخر وہیں آنیوالے ہو۔ میں تمھیں مہاجرین احد بیننا کے
بارے میں حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔ مہاجرین آپس میں اچھے تعلقات رکھیں۔ تمام امور سنۃ اللہ سے
وابستہ ہیں۔ تم جلدی نہ کرو۔ جو اللہ کو چھوڑتا ہے اللہ اسے چھوڑ دیتا ہے دیکھو جب تم والی ہو تو زمین
میں فساد نہ پھیلانا۔ قطع رحمی نہ کرنا۔ انصار کے بارے میں حسن سلوک کی تاکید کرتا ہوں انکی تم پر بڑے
بڑے احسان ہیں۔ انہوں نے اسلام کو جگہ دی۔ ایسے ایثار سے کام لیا کہ اپنے پھلوں اور مکانوں میں
حصہ دیا۔ وہ خود بھوکے رہے اور تمھیں کھلایا۔

خبردار! جب تم حاکم بنائے جاؤ تو اس قوم کے نیکوکار کی عزت و تکریم کرنا۔ اسکے بدعمل لوگوں سے
درگذر کرنا۔ میں تمھارا میر سامان ہوں آخر تم مجھے ملنے والے ہو۔ میری تمھارے ملاقات کا وعدہ حوض پر ہے
جو وہاں پہنچا چاہے تو اپنے ہاتھ اور اپنی زبان کو ناجائز کاموں اور باتوں سے روکے ۔

غروب آفتاب

اتوار کے دن حضور اقدس کی تکلیف مرض میں اضافہ ہو گیا۔ ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ کو اپنے
رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ ۲ انا للہ وانا الیہ راجعون وصلی اللہ علیہ ابدا سرمدا۔

عاقبت انا الیہ راجعوں
صورت از بے صورتی امد بروں

شمائل

حضور اقدس نہایت فصیح اور شیریں کلام تھے۔ ہر کلمہ علیحدہ علیحدہ بولتے جسے سننے والا شمار کر سکے
آواز دور تک پہنچنے والی اور دلکش تھی۔ کبھی قہقہہ مار کر نہ ہنستے۔ جب کسی طرف ملتفت ہوتے تو
پوری توجہ کیساتھ۔ رعب اور دلکشی ہم میں جمع تھیں۔ کبھی کسی پر ناراض نہ ہوتے شجاعت و سخاوت اور اخلاق
حمیدہ میں حضور اقدس ایسے اعلیٰ نمونہ تھے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ
حسنۃ۔ آج ایک عالم آپکی غلامی پر ناز کر رہا ہے۔ حضور پر خدا کے لاکھوں درود و سلام ہوں۔

©Afnan Library Trust, 2026

حقیقۃ محمدیہ

جبروت و لاہوتِ محمدیت

نبی تجلی

از مضمون انگریزی بدھسٹ فاضل حضرت "مانگ ٹونگ وے"
صدر بھائی بدھسٹ ایسوسی ایشن وید الون۔ کالازو۔ کنجنگوں برما

محترم ایڈیٹر ان عزیز کو کپ بند آگرہ

آپ ہماری زمین عجائبات (برما) میں کبھی نہیں آئے جبکو میں کشتی نوح کے لقب سے یاد کرتا ہوں

کشتی نوح

کیونکہ اسمیں مختلف اقوام اور مختلف مذاہب کے کثیر التعداد الزاجع ہیں۔ اور جہاں تمام مذہبی جگہ اپنی عبادت گاہ پگوڈہ کی عالیشان عمارتیں اور قبرستان جدا جدا رکھتے ہیں۔ اور جملہ مذاہب کو اختیار ہے کہ اپنی دینی رسوم آزادی کیساتھ ادا کریں اور جلوس نکالیں اور شہر کے ہر حصہ میں گشت کریں کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہوتی۔ اسقدر عمدگی کے ساتھ یہاں امن وامان کا تسلط ہے کہ بیساختہ کتاب مقدس کی یہ عبارت یاد آتی ہے کہ بھیڑیا اور بھیڑ ہا ساتھ رہینگے۔ چیتا اور بکری کا بچہ ایک جگہ بیٹھیں گے۔ گائے کا بچہ اور شیر کا بچہ اور تیار شدہ جانور بیجا رہینگے۔ (اشعیاہ ۱۱ آیت ۶)

ہمارے عقائد

چنانچہ ہماری جماعت میں مختلف اقوام مختلف ادیان اور مختلف مذاہب کے بہائی شامل ہیں۔ یہ قابل ذکر ہے کہ ہم بہائی مذہب کے تمام عقائد کو ہماری مقدس کتاب ایکو بھگوا میں لکھا ہے۔ ہم تمام مقدس مظاہر الٰہی اور پیغمبروں کی یگانگت کا بھی یقین رکھتے ہیں جو قدیم زمانہ میں گنگا کے ذروں کے برابر دنیا میں ظاہر ہوئے ہیں۔ جنکا نہ شروع ہے نہ آخیر۔ ہر پیغمبر انہیں سے کامل وقت تھا۔ اور اُسنے خدا کی حکمت و محبت کے نور کو ظاہر کیا۔ اور جو کتابیں ان پر نازل ہوئیں وہ دراصل خدائے مقتدر کا اصلی کلام ہیں اور اپنے دور کی روحانی بیماریوں کے لئے کامل دوا۔ جو ہر دور اور عصر کے اختلاف کے لحاظ سے مختلف ہوتی رہی ہے اور اسلئے یہ ایک بدیہی بات ہے کہ دنیا کے ادیان سبھ ایک ہی مبدء سے نکلکر دنیا پر پھیلے ہیں۔ ہم خدا کے ملائکہ اور آخری دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ جسکا وعدہ تمام ادیان میں تمام مقدس مظاہر نے آسمانی کتابوں کے اندر دیا ہے یعنی کہ چھوٹا دور ختم ہو جائیگا۔ اور ایک بہت بڑا دورہ شروع ہوگا۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ تمام بودہا یعنی خدا کے پیغمبر ایک ہیں۔ اور کسی میں ایک دوسرے سے کوئی فرق نہیں۔ اگرچہ جسم قوم۔ ملک شکل صورت زمان کے لحاظ سے وہ الگ الگ ہیں۔ لیکن روح کے لحاظ سے ان سب میں ایک ہی نور ہے ایک ہی تجلی ہے۔ اور اسی خدا کی حکمت انہیں ظاہر ہے ان تمام نے ایک ہی فرض ادا کیا اور سب نے ایک ہی تعجب انگیز یگانگت اور محبت کا نظام قائم کیا۔

ہمارا اعتقاد ہے کہ ہندوستان میں سری کرشنا سے پہلے نو اوتار ہوئے تھے اور بدھ کت یا عصر لوہا میں سری گوتم بدھ سے پہلے چار بودہا اس بے نظیر خدائی درخت کی شاخ میں ظاہر ہوئے۔ اور دوسری شاخ میں جو سیدنا ابراہیم کی شاخ تھی ایران اور ارض مقدس میں معتدد پیغمبر مثل شت رزا تشٹ اور

موسیٰ و عیسیٰ اور ان سب کے آخر حضرت محمد خدا کے مقدس مظہر زمین پر تھے۔

حضرت محمد مظہر خدا

بلکہ یقین کامل ہے کہ اس آخری زمانہ میں حضرت محمد خدا کے کامل مظہر تھے اگرچہ وہ جسمانی حیثیت سے ہم جیسے تھے۔ لیکن جب ریاضت و عبادت کے بعد مرتبۂ عبودیت حاصل ہوا اور محبت کے سمندر میں یا فنا کامل میں محبت کی آگ نے انکو فانی محض کر دیا تو اسوقت وہ خدا کے عرش بریں سے اس زمین پر حکمت ربانی کا عصا لیکر یا دہرم راج کیساتھ نازل ہوئے۔ علم لدنی یا سہم بھوت اور رحمت الٰہی اور خلعت رسالت انکو حاصل ہوئی۔

خدا کا نور

وہ ازلی اور ابدی مقتدر و قدیر خدا کا نور جو ہر عصر میں متعدد و مختلف بیشمار صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے اگر وہ نہ ہوتا تو دنیا پیدا نہ کیجاتی۔ تمام مخلوق اسی کے لئے پیدا ہوئی اور اسی کا نور راج حیات کی مانند اس ہیئت جامعہ کے اندر جاری و ساری ہے۔

دنیا سات دن تک یا سات ہزار برس تک جو پیغمبروں کا ایک چھوٹا دورہ ہے جاری رہی۔ بہائی دیانت اختیار کرنے کے بعد ہمیں معلوم اور تحقیق ہوا کہ وہ اشہدان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ میں مدارج کو لئے ہوئے دنیا میں ظاہر ہوا۔ قمیص لبشریت۔ عبودیت۔ پیغمبری۔ لیکن چونکہ اسکا چھٹا پوشیدہ درجہ ظاہر ہونے کو تھا اسلئے وہ اس نئے دورے میں مرتبۂ میتری پر ظاہر ہوگا۔ اور اپنے اندرونی نور بھا ابہی کے ساتھ ظاہر ہوگا اور دنیا کے قالب میں دوبارہ نئی روح پھونکیگا اسلئے ہم مانتے ہیں کہ یہ مرتبہ ظہور امام مہدی میں حضرت باب کے اندر پورا ہوگیا جو پک کیبکا بودھا ہوکر ظاہر ہوئے تاکہ سات ہزار برس کے پیغمبری دورہ کے ختم کی اطلاع دیں کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دور کے چھٹے ہزار میں ظاہر ہوئے اور ایک ہزار دو سو برس ابھی اس دور میں سے باقی تھے۔ اور اسکے بعد خدائی روح نور اور جلال الٰہی بہاء اللہ ظہور فرما ہوئے۔

محمدی جبروت و لاہوت

حضرت محمد کا جبروت و لاہوت آپکا پراسرار مرتبہ ولایت ہم قدیم یادگاروں سے سنتے چلے آئے ہیں کہ خدائی محبت کی بادشاہت میں احمد بے میم یا عرب بلا عین ہے۔ اس بلند مرتبہ کا ظہور خدا کی حکمت اور پوشیدہ علم میں مقدر تھا۔ یہ مقدس ربانی ظہور حضرت بہاء اللہ کی ہیکل پر جمال میں اسی وقت ظاہر ہوا جسکا ذکر تمام مقدس کتابوں میں تھا اور جسنے

ادلی روشنی محمدی

حضرت محمد کی ازلی روشنی اور جمال کو کلا حضرت بہاء اللہ میں پایا جیسا کہ خود حضرت محمد نے بھی ذکر کیا ہے اور ہمارا ہر مسلمان بھائی اعتقاد رکھتا ہے

کہ لا نفرق بین احد من رسلہ انا ہو وہو انا۔ اور اسلامی متکلمین اور

©Afnan Library Trust, 2026

صوفیانے بھی لکھا ہے کہ ؎ من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری ؛

جلوۂ حقیقۂ محمدیہ

اسلئے اے میرے روحانی برادران میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ ہم جو کہ بہبشٹ بہائی ایسوسی ایشن کے ممبر ہیں یقین رکھتے ہیں۔ کہ آخر کار ہمارے محبوب مقدس پیمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے معتمد اور اعلیٰ مراتب کے سب کچھ ہیں۔ انہوں نے فرمایا "من رآنی فقد رأی الحق" یا جیسے کہ قرآن شریف میں لکھا ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ اور اسی قسم کے دوسرے کلات۔ پس ہم یقین رکھتے ہیں ظہور روح اللہ۔ نور اللہ اور بہاء اللہ درحقیقت وہی ظہور واحد حقیقت محمدی۔ حقیقت عیسوی حقیقت موسوی ہے جسکی تقسیم محال ہے اور یہ انکی ولایت اور انکا اصلی جمال کا جلوہ ہے۔ ؛

شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے
محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفےٰ جانے

محمد سرِّ قدرت ہے کوئی رمز اسکی کیا جانے
خدا و مصطفےٰ کی کنہ میں ادراک عاجز ہے

بھلا پھر کسطرح سے کوئی انکا مرتبہ جانے
احد نے صورتِ احمد میں جلوہ اپنا دکھلایا

غریق بحرِ عرفاں ہو تو پھر یہ ماجرا جانے
وہی ہے ایک دریا اور دو عالم اسکی موجیں ہیں

اسیکے نور کا دونوں جہانیں پرتو جانے
محمد فی الحقیقت آفتابِ لایزالی ہے

اسیکو ابتدا جانے اسیکو انتہا جانے
ھو الاول ھو الاخر ھو الظاھر ھو الباطن

محمد تو خدا سے ہے یہ عالم مصطفےٰ سے ہے
کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے

عرفانِ محمدی

اسلام اور زردشتی

پارسی قوم کس طرح ایمان لا رہی ہے

(از فارسی مضمون حضرت جمشید خداداد ایرانی)

؎ چشم انصاف! دیکھ۔ ظہور بہاء اللہ کس شان سے مختلف اقوام کو ایک لوا وحدت کے نیچے جمع کر رہا ہے۔ ھٰذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون ○○

©Afnan Library Trust, 2026

فدوی زردشتی (پارسی) قوم میں سے خاک پاک ایران جنت نشان کا باشندہ ہے۔ تقریباً ۲۵ برس

تک اپنے آباو اجداد کے عقیدہ پر مستقیم تھا۔ ماں باپ کی تعلیم و تفہیم کے مطابق بجز حضرت زردشت کے

نبیوں میں کسی کا معتقد نہ تھا۔ بلکہ بعض اوقات تو ان وجودات مقدسہ کی نسبت غیر مناسب الفاظ بھی کہدیتا تھا۔

تمام انبیاء کے متبعین کو مشرک و گمراہ اور جہنمی جانتا تھا اور اپنے آبائی تقلید پر اس درجہ مستحکم تھا کہ ہر وقت یہ

شعر ورد زبان رکھتا تھا ؎

ہر آنکو ندارد رہ زردہشت ۔۔۔ بہ یزدان کہ ہرگز نہ یابد بہشت

پیغمبری کی حقیقت میں نہیں جانتا تھا۔ چند کلمات تقلیدی طوطے کی طرح زبان پر تھے۔ ہر قسم کی تحقیق

وتلاش سے بے پرواہ تھا۔ ناگاہ خدا کا فضل شامل حال ہوا اور اسکی عنایت لانہایت نے دستگیری

فرمائی۔ حضرت بہاءاللہ کے ماننے والوں میں سے ایک بزرگ مجھے ملے اور مجھسے پوچھا کہ آپ حضرت زردشت

کی حقانیت کیلئے کیا دلائل رکھتے ہیں۔ میں نے چند کلمات تقلیدیہ پیش کئے۔ وہ بیمعنی کلمات سنکر بہائی بزرگ

بولے کہ حضرت زردشت فرماتے ہیں "یزدان پاک چیزے دیگر را پرستش ننمائید۔ (خدا کے سوا کسیکو نہ پوجو)

اور آپ پاک آگ، آفتاب، شہور ج کی پرستش کرتے ہیں۔ پھر حضرت زردشت فرماتے ہیں "اے نیک مردان بچم خود

بینید و بگوش خود بشنوید۔ و بمنش پاکیزہ در او بنگرید۔ ہر مرد و ہر زن برائے خود راہ بگزیند"

باوجود اسکے آپ دوسروں کی آنکھ اور دوسروں کی فہم اور دوسروں کی ادراک پر کسطرح چل رہے ہیں۔

میں نے کہا کہ آپ کا مطلب کیا ہے۔ فرمایا کہ تقلید کے طومار کو لپیٹ دینا چاہیئے۔ اور میدان تحقیق میں قدم

رکھنا چاہیئے۔ ہر انسان کو خداداد عقل سے سمجھنا چاہیئے۔

خلاصہ یہ کہ اوس بہائی بزرگ نے ظاہر کیا کہ آج موعود جمیع امم (حضرت بہاءاللہ) ظاہر ہو گئے ہیں

جو میدان تحقیق میں اترآیا اسنے حقیقت و مقصود کو پایا اور جو بستر غفلت سے سر نہیں اٹھاتا وہ امم سابقہ

کی طرح فیض و رحمت الٰہی سے محروم رہیگا جیسا کہ ہندو بہت سے ظہورات کے فیض سے یہود مسیح کے فیض

سے۔ عیسائی اور زردشتیوں کو انکی پیروی کرنی چاہیئے۔ فرمایا کہ انکی پیروی کے بغیر آپ

کیا حضرت محمد پیغمبر ہیں اور کیا زردشتیوں کو انکی پیروی کرنی چاہیئے۔ فرمایا کہ انکی پیروی کے بغیر آپ

حضرت زردشت کی کتاب میں بھی بالغ و کامل نہیں ہو سکتے۔ میں نے پوچھا کیا ظہور حضرت بہاءاللہ کے

بارے میں بھی حضرت زردشت کی کتاب میں کچھ ہے۔ فرمایا نہایت مفصل پیشگوئیاں اور بیانات ہیں مگر

میزان شناخت مختصراً سچے پیغمبر کی پہچان حضرت زردشت کے ارشاد کے مطابق یہ ہے کہ "چیز یکہ او را از دیگران نداند۔ وانچہ او کند دیگرے نتواند۔ وانچہ پرسید در پاسخ فرو نماند و از دل شما

آگہی دہد" جو کچھ وہ جانتا ہے دوسرا نہیں جانتا جو کچھ وہ کرے دوسرا نہیں کر سکتا اور جو کچھ پوچھو جواب

میں عاجز نہیں رہتا۔ اور تمہارے دل کی خبر دیتا ہے۔ پس یہ چار میزان تمام پیغمبران کرام کی حقانیت

پر دلیل ہیں۔ اور انہی دلائل سے ان بزرگ نے حضرت بہاءاللہ کے ظہور کی سچائی ثابت فرمائی۔

میں نے دیکھا کہ اس بزرگ نے جو کچھ ظاہر فرمایا درحقیقت حق ہے۔ میں اس بزرگ بہائی سے

گفتگو کے بعد حقیقت کے درپے ہو گیا۔ اور حضرت زردشت کے فرمودہ بیانات و علامات کی پوری چھان بین کی

چنانچہ مجھے یقین ہو گیا کہ آہنگ تو میرے دماغ میں گلستان دین کی خوشبو بھی نہ پہونچی تھی۔ اور تقلید محض

کسی کو نجات نہیں دلا سکی۔ میرے لئے کیونکر باعث نجات ہوگی۔ چنانچہ لسان وحی نے فرمایا کہ "ہر بندہ را ہمیں آفریدم

باید ہمہ را خوب بدانید۔ ورنہ ویلیدی از خود شما ست۔ بدی نیافریدیم۔ واز من بد۔ خوبی نیاید کسی کہ

بر اخیال کرتا تھا۔ تمام خلق اللہ کو ناپاک سمجھتا تھا۔ بلاشک تقلید کا نتیجہ اس سے بڑھکر نہیں ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نیز حضرت زردشت کی کتابوں میں حضرت زردشت کے بیانات میں ایسے واضح طور پر ظہور حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے کہ ہرگز کسی کو انکار کی راہ نہیں ہے۔ اسی طرح

حضرت بہاءاللہ کے ظہور کے مفصل بیانات ہیں۔ کہ آپ کے ظہور مبارک سے

عالم خاک رشک عالم پاک ہو جائیگا۔ جمیع مذاہب مختلفہ باہم بھائی بھائی ہو جائینگے عزیز و شرق بغلگیر ہو کر روئینگے۔

جسکے آثار آج ظاہر ہو رہے ہیں۔ اسی طرح ظہور حضرت بہاءاللہ سے تمام انبیاء کرام کی قدر و منزلت آفتاب

عالمتاب کی طرح روشن اور دلوں میں نور افشاں ہو گئی۔

پارسی۔ زردشتی آدمی جو اسلام کے نام سے بھی نفرت رکھتا تھا۔ آج حقانیت اسلام ہنود و یہود

اور عیسائیوں کے لئے اسطرح ثابت کر دکھاتا ہے کہ ایک مسلمان اس سے بہتر نہیں کر سکتا

ہزاروں پارسی جہنوں نے نہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو قبول کیا نہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو مانا

نہ حضرت مسیح روح اللہ کو مانا۔ نہ حضور محمد رسول اللہ پر ایمان لائے۔ آج ظہور بہائی میں سے بیسیوں

پر صدق دل سے ایمان لا رہے ہیں۔ حتی کہ اس راہ میں فداکاری و جاں نثاری اور ہر طرح کی قربانی

کر رہے ہیں۔ کتب حضرت زردشت میں ظہور بہائی کے بیانات اسقدر صاف اور واضح ہیں کہ پارسی

قوم جو کبھی ماننے والی تھی اب تمام انبیاء کرام کو قبول کرنے کے لئے مجبور ہو رہی ہے۔ یہ رفتار روز افزوں

ترقی پر ہے۔ وہ زمانہ آلگا ہے جبکہ تمام قوم ایک لوا الحمد کے نیچے آجائیگی۔ اور توحید الٰہی کے ترانے

زبان پر جاری ہوں گے ۔

©Afnan Library Trust, 2026

براہین محمدیہ پر عقل و نقل کی کھلی کھلی شہادتیں

صداقتِ محمدیہ پر عقل و نقل کی کھلی کھلی شہادتیں

(۱) ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انھم لھم المنصورون وان جندنا لھم الغلبون (صفت ۲۶)

ہر سلطنت کا قاعدہ ہے کہ وہ اپنے مامورین کو ہر طرح مدد پہنچاتی ہے تاکہ وہ احکام سلطنت کا (صفت ۲۶)
اجرا کر سکیں۔ سلطانی مامورین کے مقابلہ میں اجرائے قوانین سلطانی کو روکنے کے لئے جو لوگ کھڑے ہوں ان کو
پسپا کر دیا جاتا ہے۔ یہ دراصل آسمانی بادشاہت کا قانون ہے۔ خدا تعالیٰ آیت مذکورہ بالا میں فرماتا ہے کہ ہمارا
قانون اپنے مرسل بندوں کے لئے جاری ہو چکا ہے کہ وہ مظفر و منصور ہوا کرتے ہیں۔ ہمارا لشکر غالب رہا کرتا ہے،
چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس بیکسی و تنہائی کی حالت میں اٹھے۔ عرب و غیر عرب کے رؤسا، علماء اور
بادشاہوں نے آپکو مٹانا چاہا لیکن وہ خود مٹ گئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم احکام الٰہی اور شریعت خداوندی
کے اجراء میں کامیاب ہو کر دنیا پر غالب آئے اور مظفر و منصور ہوئے۔ آپ کی کامیابی اور مخالفوں کی ناکامی روز روشن
کی طرح نمایاں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ حضور اقدس صادق رسول منجانب اللہ ہیں۔

(۲) کذبت قبلھم قوم نوح والاحزاب من بعدھم وھمت کل امۃ برسولھم لیاخذوہ وجادلوا بالباطل لیدحضوا بہ الحق فاخذتھم فکیف کان عقاب (مومن ع ۱)

کفار مکہ سے پہلے قوم نوح اور اور انکے بعد بہت سے گروہ تکذیب کر چکے ہیں۔ ہر امت نے اپنے رسول کو پکڑنا چاہا
اور بیہودہ جھگڑا کرنا چاہا تاکہ اسطرح حق کو گرا دیں۔ سو میں نے انکو پکڑا پس کیسے کیسے مصائب ان دشمنان حق
پر آئے کہ وہ غائب و خاسر رہ گئے۔ آسمانی بادشاہت نے اپنے مامورین کے مقابلہ میں اٹھنے والوں کو گرفتار کر لیا۔
حضور اقدس کے اعدا رستان و شوکت اور جمعیت رکھتے ہوئے بالآخر پکڑے گئے اور مغلوب ہو کر آستان محمدی پر جھک
گئے۔ آسمانی طاقت نے حضور اقدس کو کامیاب اور مخالفوں کو ناکام کر دیا۔ پس ثابت ہوا کہ حضور اقدس صادق
مرسل ربانی تھے۔

(۳) فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بایاتہ انہ لا یفلح الظلمون (یونس رکوع ۴)

اس سے بڑھکر ظالم کون ہے جو خدا پر افترا باندھے یا خدا کی آیات کو جھٹلائے بیشک ظالم کامیاب نہیں ہوتے یعنی

اگر کوئی شخص اپنی طرف سے قانون یا شریعت بنا کر پیش کرے اور خلافت منشاء الٰہی دنیا کو چلانا چاہے تو خدا اسکو
ناکام کر دیتا ہے۔ اسکی شریعت کو مقبول کرنیوالے پیدا نہیں ہوتے کیونکہ اگر جھوٹے اور مفتری علی اللہ کا خانہ ساز
قانون بھی دنیا میں چل جائے تو سچے اور جھوٹے میں امتیاز مشکل ہو جائے۔ پس ایسے شخص کو جو خدا پر افترا باندھکر
یا قانون یا نئی شریعت چلانا چاہے خدا کامیاب نہیں ہونے دیتا۔ ورنہ عالم میں گڑبڑ پڑ جائے۔ اب ہم دیکھتے
ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شریعت قائم کی اور باوجود دنیا کی مخالفت کے آپ کامیاب ہوئے
معلوم ہوا کہ آپ منجانب اللہ تھے۔ اگر صادق نہ ہوتے تو یہ کامیابی آپکو حاصل نہ ہوتی۔

(۴) تنزیل من رب العلمین ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین ۝ فما منکم من احد عنہ حجزین وانہ لتذکرۃ للمتقین ۝ یہ قرآن شریعت
خدا کی طرف سے نازل شدہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مرسل الٰہی ہیں اگر یہ (محمدؐ) ہمپر کچھ باتیں افترا کر دیتا
تو ہاتھ کا داہنا ہاتھ پکڑتے اور اسکی رگ گردن کاٹ ڈالتے۔ سو تم میں کوئی اسے نہ بچا سکتا۔ اور یہ دلیل ہمیشگار ہے
کے لئے بڑی یاددہانی ہے۔ معمولی بادشاہتوں میں اگر کوئی شاہی قانون کو توڑ کر آپ ایک قانون بنائے
اور اسے گورنمنٹ کی طرف منسوب کر دے تو وہ فوراً گرفتار ہوگا۔ پھر آسمانی بادشاہت میں تو کوئی بڑی
ہیں فادحم البصر ھل تری من فطور ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا وھو حسیر (ملک ع ۱)
نفس وما کذا عن الخلق غافلین پس اگر حضور اقدس مفتری ہوتے اور خود ساختہ شریعت کو
چلانا چاہتے تو ہرگز آپ کے مقاصد بار آور نہ ہوتے جیسا کہ قانون الٰہی ہے چنانچہ آج بھی کوئی کتاب و شریعت یا
امت کسی مفتری کی دنیا میں دیکھی نہیں جاتی۔ حضور اقدس کی شریعت کا مقبول ہونا اور آپ کا مظفر و منصور اور مقاصد
میں کامیاب ہونا ایک زبردست تدرقی برہان ہے۔ جس نے ثابت کر دیا ہے کہ حضور اقدس مرسل صادق منجانب اللہ تھے

توراۃ و انجیل کی شہادت

(۱) خدا اپنی تائید و نصرت سے اپنے مرسل کیساتھ ہوتا ہے اور اسکو کامیاب فرماتا ہے۔ حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی خدا تھا اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا (سورہ توبہ آیت ۴۰)
اپنے رفیق سے حضور اقدس فرماتے ہیں غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اسی امر کی تائید میں توراۃ مقدس ہمیں
بتاتی ہے کہ خدا اپنے مرسل کیساتھ ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ کو فرعون کی طرف بھیجا گیا۔ اور خدا نے فرمایا: انی اکون
معک وھذہ لک العلامۃ انی ارسلتک اے موسیٰ میں تیرے ساتھ رہونگا اور یہ اس
بات کی علامت ہے کہ میں نے ہی تجھکو بھیجا ہے۔ حضرت مسیح نے فرمایا "جسنے مجھے بھیجا ہے وہ میرے ساتھ ہے اسنے

©Afnan Library Trust, 2026

مجھے اکیلا نہیں چھوڑا کیونکہ میں ہمیشہ وہی کام کرتا ہوں جو اُسے پسند آتے ہیں۔ (یوحنا ۸ ب)
میں اکیلا نہیں ہوں کیونکہ باپ میرے ساتھ ہے (یوحنا ۱۶)

(۲) کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز۔ چونکہ خدا غالب ہے اسکے فرستادہ بھی غالب ہوتے ہیں۔ مسیح فرماتا ہے خاطر جمع رکھو میں دنیا پر غالب آیا ہوں۔ (یوحنا ۱۶)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا پر غالب آئے اسلئے ماننا پڑا کہ آپ منجانب اللہ تھے۔

(۳) ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ (سورہ مومن ع) جھوٹے اور مفتری پر خود ہی اسکے افترا کی مار پڑتا ہے وہ ناکام رہجاتا ہے کبھی سرسبزی نصیب نہیں ہوتی بلکہ سوکھے درخت کی مانند کاٹا جاتا ہے۔ مسیح نے فرمایا جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو۔ انکے پھلوں سے تم انہیں پہچانو گے۔ جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے (متی باب) جو پودا میرے آسمانی باپ نے نہیں لگایا جڑ سے اکھاڑا جائیگا (متی باب ۱۵)

چونکہ حضور اقدس کی دعوت کا پودا اچھے پھل لایا۔ اور جڑ سے اکھیڑا نہیں گیا۔ بلکہ پھلا پھولا حتی کہ ایک عالم آج اسکے سایہ میں ہے۔ ظاہر ہوا کہ حضور اقدس مرسل صادق منجانب اللہ تھے۔ اور آپ کی شریعت خدائی شریعت تھی

(۴) مدعی رسالت کی زندگی قبل از دعوی پاک اور مقدس زندگی ہوتی ہے۔ مسیح فرماتا ہے تم مجھے جیسے شخص کی قتل کی کوشش میں ہو جسنے تمکو وہی حق بات سنائی جو خدا سے سنی۔ تم میں سے کون مجھپر گناہ ثابت کرتا ہے اسیطرح ارشاد ہے قل لو شاء اللہ ما تلوتہ علیکم ولا ادرکم بہ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون یعنی حضور اقدس قبل از دعوے پاک زندگی رکھتے تھے کوئی جھوٹ آپ پہ ثابت نہ کر سکا۔ جب آپ انسانوں پر بھی جھوٹ نہ باندھتے تھے تو خدا پر کیونکر جھوٹ بولنے لگے۔ پس آپکا دعوی منجانب اللہ ہی تھا۔

معجزۂ محمدیہ

(مستند درسی کتاب شرح عقائد نسفی صد ۹۹ سے ترجمہ)

نبوۃ محمدیہ کا ثبوت یہ ہے کہ حضور نے دعوی نبوت فرمایا اور معجزہ دکھلایا۔ دعوی نبوت تو ازرتے معلوم ہے۔ اظہار معجزہ دو طور پر ہے اول یہ کہ حضور نے کلام الہی ظاہر کیا اور بلغاء کو بحیثیت کی کمال بلاغت کے باوجود وہ تمام لوگ ایک چھوٹی سی سورۃ کا مقابلہ کرنیسے بھی عاجز رہے باوجودیکہ مخالفت میں مرے جاتے تھے۔ بالآخر ان لوگوں نے چند حرفوں کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر تلواروں سے مقابلہ کی ٹھان لی اور بار بار کی پکار پہ بھی قرآن شریف کی مانند کچھ نہ لاسکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ منجانب اللہ ہے اور اس سے دعوی نبوی کی صداقت علم عادی کے طور پر معلوم ہوگئی۔ جسمیں احتمالات عقلی شبہ نہیں ڈال سکتے۔ دوم یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت امور خارق عادت منقول اور مشہور ہیں:

©Afnan Library Trust, 2026

مقامِ محمودؐ

بنام خدائے قادر و یکتا ذی الجلال والاکرام

تعریف اس ذات حقیقی کے لئے جسکی وحدت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور جسکی عظمت زمین کو وسعت اور سمٰوات کو بلندی دئے ہوئے ہے۔ لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وما بینھما وما تحت الثرٰی رب المشارق والمغارب لا الٰہ الا ھو لہ الاسماء الحسنٰی۔ سب

سب اسکے بندے اور ہر دم اسکے بزرگ آستانے کے محتاج ہیں وہ سبکا پروردگار یکتا اور ہر آن اسکا فیض عالی لامتناہی جاری ہے یسئلہ من فی السمٰوٰت والارض کل یوم ھو فی شان۔ تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام۔

صلوٰۃ وسلام بر حضرت آدم و جمیع انبیاء محترم و حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا کثیرا دائماً ابداً ہو کہ امر الٰہی کا یہ مبارک سلسلہ جو حضرت آدمؑ سے آغاز ہوا حضرت خاتمؐ کی ذات پر کامل ہوا تو اہل عالم کو پر زور آثار و اشراط کیساتھ بشارت دینے کہ اس شجرۂ علیا سے رب المشارق کا وہ امر بدیع وہ سر مکنون وہ رمز مخزون مشرق ہوگا جسکے لئے یہ پاک درخت مالک غیب و شہود کی قدرت کے ہاتھ نے لگایا تھا۔ اس درخت کی بلند چوٹی پر میں نے یہ آیت لکھی ہوئی دیکھی واشرقت الارض بنور ربھا ووضع الکتٰب وجیٓ بالنبیین والشھداء وقضی بینھم بالحق وھم لا یظلمون ۝

قسم خدا کی آدمؑ کی قدر و منزلت آدم زاد و تمکو آج معلوم ہوگی۔ حضرت ابراہیمؑ کی عزت نا شناسوں پر آج ثابت ہوگی حضرت موسیٰؑ کی عظمت فرعون و فرعونیوں کو آج دریائے حیرت میں غرق کریگی۔ حضرت عیسیٰؑ کی رفعت انکے منکروں اور ستم ایجادوں کو آج حسرت میں ڈالدیگی۔ حضرت خاتم محبوب خدائے عالم کی ذات پر اسرار کا دریائے والبحر المسجور آج چڑھا ہوا ہے دیکھو یوم تبلی السرائر اور عزت کا بلند آسمان قائم ہوگیا دیکھو والسقف المرفوع۔ قدسیوں کی محفل زمین پر بپا ہے دیکھو والبیت المعمور اور اق بکھیر دیئے گئے ہیں خبریں عام ہونے لگیں ہیں چاروں اور کتاب مسطور فی رق منشور۔ قسم ہے خدا کے جلال کی آج طور جمال روشن ہوگیا۔

اے اہل عالم! اے فرزندان آدم! عہد آدم کو یاد کرو جو آدم سے پروردگار عالم نے لیا تھا اور آدم نے تمکو دیا۔ اے صاحبان حضرت موسیٰؑ اس تجلی کو یاد کرو جسکے اشتیاق میں تم بیقرار تھے اور جب تم اسکے روبرو ہوئے تو اسوقت تم بیہوش ہو گئے۔ مبارک ہو وہ تجلی پھر بے نقاب ہے۔ اے مہمانان حضرت عیسیٰؑ وہ چشمۂ روحانی جسمیں سے آپ حضرت عیسیٰؑ کے ذریعہ آب حیوان پیا تھا آج وہ رحمت کا سمندر جوش مار رہا ہے۔ بشارت ہو کہ خدا کی سلطنت آگئی۔ اے غلامان احمد و احتیان محمدؐ! آج حضرت احمد مقام محمود میں ہیں۔ کیا تمکو خبر نہیں۔ وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ کہ گیا تم پستی ہی کیطرف چلتے چلے جاؤ گے۔ یاد کرو اس معراج عظم کو جو نبی اکرم کو دکھائی گئی تھی۔ ایسا نہ ہو کہ تم عطایا ئے اللہ ذی المعارج سے محروم رہو

مغموم نہ ہو۔ مایوس نہ ہو۔ خدا کی جانب سے منہ پھیر کر گرے ہو۔ خدا کی طرف منہ کرلو اسکے نور سے سب ظلمت کافور ہو جائیگی۔ حضور نبی آخر الزمان نے دنیا کی آخری وصیت نبا عظیم تمکو سنادی اور آخر تک تمکو طرح طرح سے اسکے رموز و اسرار سمجھائے کہ یہ شدت سے پہلے کبھی نہیں بتلائے گئے تھے پھر باوجود اسکے تم کدھر ہو۔ تمھیں خبر نہیں؟ وہ آخری وصیت پوری ہوگئی۔ وہ موعود گھڑی آگئی۔ وہ وصیت صادق ہوگئی۔ صبح صادق کو چھوڑ دیا اسپر خدا کی رحمت۔

جنہوں نے وحدت کی نگاہ حاصل کی عظمت الٰہی کو شناخت کیا وہ گواہی دیتے ہیں لا الٰہ الا ھو الاول والخلق یعنی مالک اکرام و خلق بیج کو درخت بنانیوالا اور درخت کو پھل لگانیوالا۔ اور پھل کو خلق جدید میں لانیوالا ہے بجز اسکے کوئی معبود نہیں تمام شاخ پتے پھول اور پھل ایک ہی درخت ہے۔ ان سبکا مقصد ایک مرجع و مبدأ ایک ہی لا نفرق بین احد من رسلہ

لہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ ولہ الحکم والیہ ترجعون والحمد للہ رب العلمین ۝

©Afnan Library Trust, 2026

جلد ۲ نمبر ۱۷ ۱۳۳۱

خاص پرچہ میلاد نمبر

مدیر معاون

کوکب ہند آگرہ

مدیر مسئول

سید محفوظ الحق علمی (مولوی فاضل)، مہر محمد خان شہاب مالیر کوٹلوی

ہر انگریزی ماہ کی ۹-۱۷-۲۵ کو شائع ہوتا ہے۔ سالانہ للعہ ششماہی ۸ سہ ماہی عہ اشتہار فی کالم ۱۲ عہ

(آگرا اخبار آگرہ)

کوکب ہند۔ اپنے مخصوص مبحث میں ایک اخلاقی جدت رکھتا ہے

(ہمدرد دہلی)

کوکب ہند۔ تمام بنی نوع میں اتحاد و محبت کا وکیل ہے۔ اپنی قسم کا ایک ہی اخبار ہے (میرٹھ)

کوکب ہند۔ ان دقیق مضامین سے دنیائے اردو کو آشنا کر رہا ہے جو لسان فرس میں محفوظ تھے

(اخبار دربار آگرہ)

کوکب ہند۔ اور اسکی جماعت یہ راز کھولنا چاہتی ہے کہ جناب میرزا صاحب قادیانی کے نئے مذہب کا تمام سرمایہ

بابیہ بہائیہ فرقے کے عقائد سے سرقہ کیا ہوا ہے اگر کوکب ہند کی تبلیغ استقلال سے کام کرتی رہی تو اہل قادیان کی دھجیاں بکھر جائینگی۔ (حضرت خواجہ حسن نظامی)

کوکب ہند۔ کے کارکن ہر پرچے میں عام دلچسپی کا سامان مہیا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(فرد والقرتین ہزاروی)

کوکب ہند۔ میں بہائیہ اور قادیانی حضرات کے بالاخلاف مباحثے دیکھنے کے قابل ہیں (آرہ دوست علی)

کوکب ہند۔ کے اچھوتے مضامین قابل دید اور دلائل و براہین سے مملو ہوتے ہیں (نیر اعظم الہ آباد)

کوکب ہند۔ کے اراکین وہی ہستیاں ہیں جو پہلے قادیان میں ممتاز تھیں جو کہتے ہیں خوب پتے کی ہوتی ہے

(تائید الاسلام لاہور)

کوکب ہند۔ بڑی سنجیدگی اور متانت سے ایڈٹ کیا جاتا ہے۔ علمی و مذہبی مضامین بھی ہوتے ہیں

(غازی محمود دھرمپال بی اے)

(نمونہ کا پرچہ مفت)

(مطبوعہ مطبع اکمل اخبار آگرہ)

قیمت میلاد نمبر ۴ر

©Afnan Library Trust, 2026

I No 26

رجسٹرڈ نمبر ۱۳۳۱ اے

مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۲ء

نمبر ۲

توحید

کوکب آگرہ

مدیر مسئول۔ سید محفوظ الحق علی مولوی فاضل

مدیر معاون۔ مہر محمد خان شہاب مالیر کوٹلوی

تاریخہائے اشاعت یکم۔ ۹۔ ۱۷۔ ۲۵ ماہ انگریزی۔ قیمت سالانہ للہ ششماہی ۱۰ سہ ماہی ۱۰ اجرت اشتہارات بذریعہ خط و کتابت

البلاغ المبین

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

اس آیۂ مبارکہ میں آنحضرت صلعم کی بیعت کو خدا کی بیعت بتایا ہے اور آپکے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ۔ اگر معترضین قادیان وغیرہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس قسم کی جو آیتیں قرآن شریف میں آئی ہیں اور جنکی تشریح بعض احادیث سے ہوتی ہے۔ مثلاً ھُوَ مَعَ اللّٰہِ حالات اَنَا ھُوَ وَھُوَ اَنَا اَنَا وَھُوَ ھُوَ اور جنکی تائید میں ایسے مشہور عام نثر و نظم کی عبارتیں موجود ہیں۔ جیسے احمد بے میم (احمد عربی بے عین (عرب) اور گے برطارم اعلیٰ شیئم بہ گے بریشت پائے خود نہ بینم۔ آنحضرت صلعم کی الوہیت اور ربوبیت مراد ہے تو جو عبارتیں حضرت بہاء اللہ کی الواح میں سے پیش کیجاتی ہیں انسے بھی مفہوم الوہیت و ربوبیت لینا جائز ہو سکتا ہے۔ اور اگر ان عبارات میں محض مجازاً یا بنابتاً بوجہ خلیفۃ اللہ و ظل اللہ و مظہر اسماء و صفات الٰہی ہونے کے یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں تو آیات الٰہی سے فواہ کسیکے اوپر نازل ہوئی ہوں ایسے معنی کرنا حد سے تجاوز کرنا اور بہتان عظیم ہے۔

چونکہ عاقل کے لئے اشارہ کافی ہے۔ اور اس سے پہلے کوکب ہند مورخہ میں بھی تشریحاً اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے اسلئے صرف ایک آیت ایک حدیث ایک ٹکڑا نظم مشہور اور دو جملہ نثر معروضہ پیش کئے ہیں۔ البتہ جو آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات کو صاحب آیاتِ ما تدعوا فیہ الاسماء الحسنیٰ مانتے ہیں وہ خود متعدد آیات و احادیث و کلام اپنی یاد سے اضافہ کر سکتے ہیں لیکن جو بظاہر آنحضرت کی ذات کی تعریف کرتے ہیں مگر انکو مقام کی تعریف کرنے سے عاجز ہیں انکے لئے سب خدا سواء علیہم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون۔ ختم اللہ علیٰ قلوبھم و علیٰ سمعھم و علیٰ ابصارھم غشاوۃ فرقہ تلبے تو ہمارے لئے سوائے بلاغ مبین کے اور کیا چارہ ہے۔ اس خصوص میں کافی لکھا جا چکا ہے اور اب اتمام حجت کے طور پر تقریباً تمام یہ اخبار اسی وہم و اعتراض کے ازالہ میں گھیر لیا گیا ہے۔ اس بلاغ مبین کے بعد آئندہ ہم اس مسئلہ میں اوقات صرف کرنا تحصیل حاصل خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ جو المسلم ہی پڑھا ہو اسکے سامنے تمام علوم اولین و آخرین ناکافی ہیں۔ اور وہ آخر تک لا تسلم ہی کہیگا۔ والعاقل تکفیہ الاشارۃ فکیف البلاغ المبین۔ ایک عارف کا قول ہے ؎

روا باشد انا الحق از درختے
چرا نبود روا از نیک بختے

اسکا جواب نہ معلوم معترضین الوہیت کیا دیتے ہیں۔ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ جن لوگوں نے مسائل توحید فی الاسلام کا مطالعہ نہ کیا ہو انسے سوائے الٹے سیدھے اعتراض کے اور کیا توقع کیجا سکتی ہے۔

دعوی الوہیت کے لئے ضروری امر ہے کہ قائل خدا تعالیٰ کو عروج و نزول دخول و خروج و حلول وغیرہ سے منزہ اور برتر نہ مانتا ہو اور اگر وہ اسکو ان تمام شئون سے بالاتر مانتا ہے تو تمام عبارتیں اسکی اسی رنگ میں سمجھنی چاہئیں جس رنگ میں تجلی طور کے ذکر کی عبارتوں کی تاویل کیجاتی ہے۔

حضرت علیؑ کا مرتبہ صوفیائے اسلام کے نزدیک جو کچھ عرفان الٰہی کے بارہ میں ہے وہ ہر مسلمان کو معلوم ہے۔ اور مسلمہ اہل السنۃ والشیعہ کے حدیث انا مدینۃ العلم و علی بابھا۔ شاہد ہے۔ توحید بابیتا کے بارہ میں فرماتے ہیں۔ من سئل عن التوحید فھو جاھل ومن اجابہ فقد شارکہ ومن عرف التوحید فھو ملحد ومن لم یعرف التوحید فھو کافر۔ دوسری ملاحظہ کیجئے (کمال التوحید نفی الصفات عنہ) خود اسلام کے معتبر ترین عارفان الٰہی کے اقوال ہیں۔ یہ تصریح ہوتے ہوئے مسلمانوں کی قلم سے اس قسم کے اعتراض نہایت تعجب انگیز ہیں

قادیان کے اخباروں کا ایک عجیب اعتراض ہے۔ کہ حضرت میرزا ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فرائد میں لکھا ہے کہ

گویا قرآن شریف میں انزل علینا جو حضرت رسول اللہ کے علاوہ دوسرے کے بارہ میں آیا ہے اسکو آپ بھول گئے۔ اگر قادیانی اخبارات صرف نوشتہ جات میرزا صاحب کی ہی تلاوت میں مصروف ہیں اور قرآن شریف کی تلاوت کی فرصت نہیں تو نجم الفرقان لیکر ہی اذ قال ص ۵۶۵ و علینا ص ۳۶۶ کو ملا کر آیات قرآن دیکھ جائیں۔

عجب تر یہ ہے کہ حضرت بہاء اللہ کی الواح میں سے بعض اسقسم کی آیات نقل کی ہیں جیسے لا نافی شدۃ کا و مقام ھمنوع۔ اور اعتراض یہ ہے کہ خدا کا شدت میں ہونا خلاف شان ربانی ہے، لہذا اس کلام سے حضرت بہاء اللہ کی ذات مراد ہے۔ اولاً تو تمام ایسے مقامات پر لفظ قل مقدر ہے جیسے (قل) الحمد للہ رب العلمین ۰ وغیرہ۔ کذا (قل) لا نافی شدۃ۔ اور اگر اصرار کیا جائے کہ نہیں یہ قول حضرت بہاء اللہ کی طرف ہی منسوب ہے۔ تو یہی آیت انہ لقول رسول کریم کے جو معنی ہیں وہی یہاں کیوں نہیں لیتے اگر خدا شدت و تکلیف سے بالاتر ہے تو ہاتھ اور منہ رکھنے سے بھی بالاتر ہے پس جو معنی ید اللہ و وجہ اللہ و بین یدی اللہ کے ہیں وہی فی الشدۃ کے ہیں۔ اور اگر الوہیت و مشقت سے مخصوصاً بالاتر ہے تو والذین یؤذون اللہ و رسولہ (الاحزاب) جو لوگ خدا کو اذیت دیتے ہیں۔ اور ومن یشاقق اللہ (انفال) جو خدا کی مخالفت کر کے اسکو (مشقت) میں مبتلا کرتا ہے کے جو معنی ہیں وہی لا نافی شدۃ کے معنی کیوں نہیں ہو سکتے۔ اور پھر حدیث مشہور میں ہے کہ قیامت کے دن خدا کہیگا کہ میں بیمار تھا میں بھوکا تھا میں ننگا تھا۔ دیکھو حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱ نیز مشکوٰۃ میں بھی منقول ہیں۔ واقعی

(من لم یذق لم یدر) (ویل کن بوا بما لم یحیطوا بعلمہ)

قل یا قوم انا السئل منکم کلۃ بالصدق الاکبر و نتخذ اللہ بیننا و بینکم شھیدا انہ ولی المحسنین اجعلوا محضرکم بین یدی العرش ثم انصفوا فی القول و کونوا من المنصفین۔ اکان اللہ مقتدرا علی امر ام انتم من القادرین۔ و انہ کان مختارا فی نفسہ کما تقولون انہ یفعل ما یشاء و یسئل عما شاء ام انتم المختارون و تقولون ھذہ الکلمۃ بالتقلید کما تکلم بہ آباءکم فی زمن المرسلین۔ لو انہ کان مختارا فی نفسہ قد اظھر مظھر امرہ بالآیات التی لا یقوم معھا شیء لا فی السموات و لا فی الارضین ۰ (کتاب مبین)

©Afnan Library Trust, 2026

ھُوالباھی ابھیٰ الابھیٰ

الاشراق اسلامی ۳
مجموعہ اصول مبارک ۳۰۷

حمد مقدس از عرفان ممکنات و منزہ از ادراک مدرکات ملیک عز بیمثالی را سزاست کہ لم یزل مقدس از ذکر دون خود بودہ ولایزال متعالی از وصف ماسوی خواہد بود۔ احدی بسماوات ذکرش کما ہو ینبغی ارتقا نجستہ۔ ونفسی بمعارج وصفش علی ما ہو علیہ عروج ننمودہ۔ واز ہر شائبہ اشئونات عز احدیتش تجلیات قدس لانہایہ مشہود گشتہ۔ واز ہر ظہوری از ظہورات عز قدسش انوار لابدایہ ملحوظ آمدہ۔ چہ بلند است بدائع ظہورات عز سلطنت او کہ جمیع آنچہ در آسمانہا وزمین است نزد ادنی تجلی آن معدوم صرف گشتہ۔ وچہ مقدار مرتفع است شئونات قدرت بالغہ او کہ جمیع آنچہ خلق شدہ از اول لااول الی آخر لا آخر از عرفان آدنی آیہ آن عاجز و قاصر بودہ وخواہد بود۔ ہیاکل اسمار لب تشنہ دروادی طلب سرگرداں۔ ومظاہر صفات در طور تقدیس ربانی بلسان موجی از طمطام رحمت بے زوالش جمیع ممکنات را بطراز عز ہستی مزین نمودہ۔ ونفحات از نفحات رضوان بی مثالش تمام موجودات را بنجلعت عز قدسی مکرم داشتہ۔ وبرنجۂ مطلقہ از مقام بحر مشیت سلطان احدیتش خلق لانہایہ بالانہایہ را از عدم محض بعرصۂ وجود آوردہ۔ لم یزل بدائع جود و مشرا تعطیل اخذ ننمودہ ولایزال ظہورات فیض فضلش را وقوف ندیدہ۔ از اول لا اول خلق فرمودہ والی آخر لا آخر خلق خواہد فرمود۔ در ہر دورے از ادوار وکورے از اکوار از تجلیات ظہورات فطرتہای بدیع خود خلق را جدید فرمودہ تا جمیع آنچہ در سموات وارضین ہست از آیات عز آفاقیہ وچہ از ظہورات قدس انفسیہ از مادۂ رحمت ممنعۂ عز احدیتش محروم نمانند۔ واز رشحات فیوضات سحاب مکرمتش مایوس نگردند۔ چہ قدر محیط است بدائع فضل بے منتہایش کہ جمیع آفرینش را احاطہ نمودہ بر مقامی کہ ذرۂ در ملک مشہود نہ مگر آنکہ حاکی است از ظہورات عز احدیت او و ناطق است بثنای نفس او ودال است بر انوار شمس وحدت او۔ وبشائبۂ صنع خود او جامع و کامل خلق فرمودہ کہ اگر جمیع صاحبان عقول وافئدہ ارادۂ معرفت پست ترین خلق او را علی ما ہو علیہ نمایند جمیع خود را قاصر و عاجز مشاہدہ نمایند تا چہ رسد بمعرفت آن آفتاب عز حقیقت و آن ذات غیب لایدرک۔ عرفان عرفاء وبلوغ بلغاء ووصف فصحاء جمیع بخلق او راجع بودہ وخواہد بود۔ صد ہزار موسیٰ ودر طور طلب بندائے لن ترانی متصعق۔ وصد ہزار روح القدس در سدرۂ قرب از اصغار کلمۂ لن ترانی مضطرب۔ لم یزل بتقدیس وتنزیہہ ورمز ذات مقدس خود بودہ ولازال بسمو تمنیع و ترفیع در مخزن کینونت خود خواہد بود۔ متعالیان سماء قرب عرفانش جز بسر منزل حیرت نرسیدہ اند۔ وقاصدان حرم قرب وصالش جز بوادی عجز وحسرت قدم ننگذاردہ اند چہ قدر متحیر است ہیاکل ذرۂ لاشئی از تعمق در عزات لجۂ قدس عرفان تو۔ وچہ مقدار عاجز است از تفکر در قدرت مستودعہ در ظہورات صنع تو اگر بگویم ببصر در آئی بصر خود را نہ بینی۔ چگونہ تورا بینی۔ واگر بگویم بقلب ادراک شئی قلب عارف بمقامات تجلی در خود نشدہ چگونہ تورا عارف شود۔ اگر گویم معروفی تو مقدس از عرفان موجودات بودہ۔ واگر بگویم غیر معروفی تو مشہود تر از آنی کہ مستور و غیر معروف مانی۔ اگرچہ لم یزال ابواب فضل ووصل ولقایت بر وجہ ممکنات مفتوح وتجلیات انوار جمال بیمثالت بر اعراش وجود از مشہود ومفقود مستوی۔ مع ظہور این فضل اعظم وعنایت اتم اقوم شہادت میدہم کہ ساحت جلال قدست از عرفان غیر مقدس بودہ۔ وبساط اجلال انست از ادراک ماسوی منزہ خواہد بود۔ کینونت خود معروفی و بذاتہ موصوف۔ وچہ قدر از ہیاکل عز احدیتہ کہ در بیداء ہجر و فراقت جان باختہ اند۔ وچہ مقدار از ارواح قدس صمدیہ کہ در صحرار شہود مبہوت گشتہ اند۔ لبا عشاق بکمال طلب واشتیاق از شعلۂ ملتہبۂ نار فراق محترق شدہ وچہ بسیار از احرار کہ بر بائی وصالت جان دادہ اند۔ نہ نالۂ وحنین عاشقین بساحت قدست رسد۔ ونہ صیحہ ونذبۂ قاصدین ومشتاقین بمقام قربت درآید۔ وچون ابواب عرفان ووصول بآن ذات قدم مسدود وممنوع شد محض جود وفضل در ہر عہد وعصر آفتاب عنایت خود را از مشرق جود وکرم بر ہمۂ اشیاء مستشرق فرمودہ۔ وآنجمال عز احدیہ را از مابین بریہ خود منتخب نمود۔ وبخلعت تخصیص مخصوص فرمودہ لاجل رسالت تا ہدایت فرماید تمام موجودات را بسلسال کوثر بے زوال وتسنیم قدس بیمثال تا جمیع ذرات اشیاء از کدورات غفلت وہوا پاک ومقدس شدہ بجبروت عز بقاء کہ مقام قدس لقاست درآیند۔ اوست مرآت اولیہ وطراز قدمیہ وجلوۂ غیبیہ وکلمۂ تامہ و

تقدیس

تعریف اس خدا کو سزاوار ہے جو ممکنات کی شناخت سے پاک اور سمجھنے والوں کی سمجھ سے منزہ ہے جسکی عزت بمثیل ہے جو ہمیشہ اپنے غیر کے ذکر سے مقدس رہا ہے اور ہمیشہ اپنے سوا سب کے وصف سے بالاتر رہیگا۔ اسکے ذکر کے آسمانوں پر جیسا کہ چاہئے کوئی نہیں چڑھ سکا۔ نہ کوئی شخص جیسا کہ وصف اسکی بلندیوں پر پہنچ سکا۔ اسکی عز احدیت کی شئون میں ہر شان سے بے انتہا پاک تجلیات مشہود ہو رہی ہیں۔ اسکی بزرگ قدرت کے ظہور وں میں ہر ظہور سے بیشمار نور نظر آرہے ہیں۔ اسکی بزرگ سلطنت کے عجیب ظہور کسقدر بلند ہیں جنکی ادنی تجلی کے سامنے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب معدوم محض ہے۔ اسکی قدرت بالغہ کی شان کیسی اونچی ہے کہ ازل سے ابد تک جو کچھ پیدا ہوا ہے اسکی ایک ادنی تجلی کے عرفان سے عاجز و قاصر رہا اور رہیگا۔ ہیاکل اسمار (یعنی پیغمبر) میدان طلب میں تشنہ لب و سرگردان ہیں۔ مظاہر صفات (یعنی انبیاء) طور تقدیس میں رب ارنی کہہ رہے ہیں۔ اسکی بیزوال رحمت کے سمندر کی ایک موج نے تمام ممکنات کو عزت ہستی کے لباس سے مزین کر دیا ہے۔ اسکی بیمثال رضوان کے نسیم کے ایک جھونکے نے تمام موجودات کو پاک عزت کی خلعت سے سرفراز فرمایا ہے۔ اسکے احدیت کی سلطنت کی دریائے ارادہ میں سے ایک بوند نے بے انتہا غیر متناہی مخلوقات پیدا کر دی ہے۔ اسکے عجائبات بخشش کبھی معطل نہیں ہوئے۔ اسکے فضل کے ظہور کبھی موقوف نہیں ہوئے ابتدائے بے ابتدا سے پیدا کیا اور انتہائے بے انتہا تک پیدا کرتا رہیگا۔ ہر دور اور ہر عصر میں تجلیات ظہور سے اپنی مخلوق کی عجیب فطرتوں کو تمدن فرماتا رہا ہے تاکہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے خواہ آفاقی بزرگ انسان ہوں یا انفسی مقدس ظہور ہوں ضمخانۂ عز احدیت کے بادہ سے محروم نہ رہیں اور اسکے ابر عنایت کے قطروں سے مایوس نہ ہوں۔ اسکے بے انتہا فضل کے عجائبات کسقدر محیط ہیں کہ تمام کائنات کو گھیرے ہوئے ہیں۔ ایسے مقام پر کہ ملک میں کوئی ذرہ ایسا نظر نہیں آتا جو احدیت کے بزرگ ظہورات کی حکایت نہ کرتا ہو اور اسکی ذات کی حمد و ثنا میں نہ بول رہا ہو اور اس آفتاب حقیقت کے انوار پر دلالت نہ کرتا ہو۔ خدا نے اپنی مخلوق کو ایسا پیدا کیا اور کامل پیدا فرمایا ہے کہ اگر تمام اہل عقل اور اہل دل اسکی ادنی ترین مخلوق کی معرفت حاصل کرنا چاہیں تو اپنے کو عاجز و قاصر دیکھینگے تو پھر اس آفتاب عز حقیقت اور اس ذات غیب لایدرک (جو سمجھ سے باہر ہے) کی معرفت کیونکر ممکن ہے۔ عارفوں کا عرفان اور پہونچنے والوں کی پہنچ اور فصیحوں کی مدح سرائی سب خدا کی خلق کی طرف راجع ہیں اور رہینگی۔ لاکھوں موسیٰ طور طلب میں لن ترانی (تم مجھے نہیں دیکھ سکتے) کی آواز سے بیہوش ہیں۔ اور لاکھوں روح القدس آسمان قرب میں کلمۂ لن تعرفنی (تم مجھے نہیں پہچان سکتے) سے مضطرب ہیں۔ وہ ہمیشہ سے اپنی تقدیس و تنزیہہ کی بلندی کیساتھ اپنی مقدس ذات میں پوشیدہ رہا ہے اور ہمیشہ اپنی بزرگی و رفعت کی برتری کیساتھ اپنی ہستی کے خزانہ میں پنہاں رہیگا۔ آسمان عرفان پر چڑھنے والے حیرت کی منزل سے آگے نہیں پہنچ سکے۔ اور حرم قرب وصال کے قاصد میدان عجز و حسرت سے باہر قدم نہ رکھ سکے۔ یہ ذرۂ لاشئی (یعنی ہیکل اسمار) تیرے مقدس عرفان کی موج کے چھینٹوں میں سوچے سے کسقدر متحیر ہے اور تیری صنعت کے ظہوروں میں رکھی ہوئی قدرت میں غور کرنے سے کسقدر عاجز ہے۔ اگر میں کہوں کہ تو لحظ آسکتا ہے تو لحظ خود اپنے آپکو نہیں دیکھ سکتی تجھے کسطرح دیکھیگی۔ اگر میں کہوں کہ تو دل سے ادراک کیا جا سکتا ہے تو دل اپنے اندر کی تجلی کے مقامات کا عارف نہیں ہے۔ تیرا عارف کیونکر ہو سکتا ہے۔ اگر میں کہوں کہ تو معروف ہے تو تو مخلوقات کے عرفان سے پاک ہے اگر کہوں کہ تو غیر معروف ہے تو تو اس سے زیادہ مشہود ہے کہ مستور و غیر معروف رہ سکے۔ اگرچہ ہمیشہ تیرے فضل و وصل ولقاء کے دروازے ممکنات کے سامنے کھلے ہوئے ہیں اور تیرے جمال بیمثال کی تجلیات کے انوار جو مشہود و مفقود کے عروشوں پر جلوہ گر ہیں۔ باوجود اس بڑے فضل اور پوری اور زبردست عنایت کے ظہور کے میں گواہی دیتا ہوں کہ تیری مقدس بارگاہ جلال تیرے غیر کے عرفان سے مقدس رہی ہے۔ اور تیرے برتر انس کی فضل ادراک ماسوا سے منزہ رہیگی۔ تو اپنی ہستی میں مشہود اور اپنی ذات میں موصوف ہے۔ عز احدیت کی کتنی تصویروں (عارفوں) نے میدان ہجر و فراق میں جانیں فدا کی ہیں۔ اور کسقدر قدس صمدیت کی ارواح صحرائے شہود میں مبہوت ہو گئی ہیں۔ بیشمار عاشق کمال طلب و اشتیاق کیساتھ آتش فراق کے ایک بھڑکتے ہوئے شعلے سے جلگئے ہیں۔ اور بہت سے آزاد تیرے وصال کی امید میں جان دیچکے ہیں۔ نہ عاشقوں کی آہ و زاری تیرے میدان قدس میں پہنچی۔ اور نہ قاصدوں اور مشتاقوں کا چیخنا چلانا تیرے مقام قرب میں آیا۔

مراتب تنزیل

اور چونکہ اس ذات قدیم کے عرفان اور بارگاہ کے دروازے مسدود و ممنوع ہیں اسلئے محض فضل و بخشش کی رو سے ہر عہد و ہر عصر میں اپنی عنایت کا آفتاب مشرق جود و کرم سے تمام چیزوں پر روشن فرمایا۔ اور اس جمال احدیت کو مخلوق میں سے خود منتخب فرما کر خلعت تخصیص سے اپنی رسالت کے لئے مخصوص فرمایا تاکہ تمام مخلوقات کو سلسال کوثر بے زوال اور تسنیم قدس بیمثال کی راہ دکھاوے۔ اور تمام چیزیں غفلت اور نادانی کی کدورتوں سے پاک ہو کر جبروت عز بقا میں جو مقدس بقا کا مقام ہے داخل ہوں۔ وہی آئینہ اول اور لباس قدیم اور جلوۂ غیبیہ اول

©Aiman Library Trust, 2026

تمام ظہور و بطون سلطان احدیہ۔ و جمیع خلق خود را باطاعت او کہ عین اطاعۃ اللہ است مامور فرمودہ۔ کمونات ایجاد امیہ از ارادہ اش ظاہر و ظہورات یا یام صفتیہ از امرش باہر و عرفان موجودات و وصف ممکنات از اول لا اول الی آخر لا آخر راجع باین مقام بودہ و احدی را ازین مقام بلند اعلی کہ مقام عرفان و لقای آن شمس احدیت و آفتاب حقیقت است تجاوز و ارتقا ممکن نہ۔ چہ کہ وصول بغیب لایدرک بالبدیہہ محال و ممتنع بودہ۔ پس کمونات آن بحر باطن در ظاہر این ظہور سبحانی مشہود۔ و اشراقات آن شمس غیب الافق این طلوع قدس صمدانی من غیر اشارہ طالع و ملحوظ۔ و این کمینونات مشرقہ از صبح احدیہ را بحجتی ظاہر خرمودہ کہ دون آن کمینونات مشرقہ مرسلہ از اثبات بمثل آن عاجز و قاصر بودہ اند۔ تا احدی را مجال اعراض و اعتراض نماند۔ چہ کہ من دون حجت واضحہ و برہان لائحہ حجت آلہی و برہان عز صمدانی بر ہیاکل انسانی قائم نمودہ و خواہد بود۔ ولکن تخصیص آن حجت بآیات منزلہ و یا اشارات ظاہرہ و یا دون آن منوط و مشروط بارادۂ آن سلطان مشیت بودہ و خواہد بود۔ و منوط و معلق بارادۂ دون او نبودہ۔ حال اے طالبان ہوائے قرب قدس صمدانی بطلب تمام و جہد سعی کامل از سلطان جود و ملیک شہود مسالت نمودہ کہ شاید از طاطم یا یام جود و فضل خود تشنگان را از سلسبیل بے زوال و تسنیم بیمثال خود محروم نفرماید۔ چہ کہ جمیع مقامات مالا نہایۂ عرفان و منتہی ثمرۂ وجود انسان وصول و بلوغ باین رتبہ بلند اعلی و مقام ارجمند ابھی بودہ۔ جہد سے باید تا از [illegible] و مظاہر آن کہ الیوم عالم را احاطہ نمودہ فارغ شدہ باصل شجرۂ مرتفعۂ مبارکہ [illegible] فائز شوید کہ امنیت تمام رستگاری و اصل آن و حقیقت فوز و مبدأ و منتہای آن۔ و دیگر آنکہ باید آن آفتاب وحدت و سلطان حقیقت را از ظہورات بوارق انوار مستشرقہ از آن کمینونت احدیہ بشناسند و عارف شوند۔ چہ کہ آن ذات اولیہ بنفس خود قائم و معروف بودہ و حجت او ہم از نفس او ظاہر و لائح خواہد بود۔ دلیل بر ظہور شمس ہمان انوار شمس است کہ از نفس خود شمس لائح و مشرق و مضیٔ است و ہم چنین کل عباد بنفسہ مامور بعرفان آن شمس احدیہ بودہ اند دیگر در این مقام رد و اعراض و یا توجہ و اقبال عباد بر ائے احدے دلیل و حجت نبودہ و نخواہد بود۔ باری اے مومن بالله در ہر ظہوری ناظر بخود امر و ظہورات ظاہرہ من عنداو بودہ تا از صراط الہی نلغزی۔ مثلاً ملاحظہ در انسان نما کہ اگر او را بخود او عارف شوی در ہر قمیص کہ او را ملاحظہ نمائی میشناسی ولکن اگر نظر بدون او از لباس و قمیص داشتہ باشی ہر آن و ہر میکہ قمیص تجدید شود از عرفان او محجب و ممنوع مانی۔ پس نظر را از تجدیدات ملکیہ و شئونات آفاقیہ و ظہورات اسمائیہ برداشتہ و باصل ظہور ناظر باشید کہ مبادا در حین ظہور از اصل شجرہ محجب مانید و جمیع اعمال و افعال شما عاطل و باطل شود و از اثبات بمنفی راجع شوید و شاعر آن نباشید۔ و نعوذ باللہ عن ذلک فلتراقبن یا ملأ البیان لتحرقوا الظہور بنفسہ و بما ظہر من عنده لا بما دونہ لان دونہ لن یغنیکم و لو یکون کل من فی السموات والارض و ہذا ہو المصحح منی علیکم ان انتم تقبلون یا بری البصر سرّ و شہادہ را از توجہ ماسوی اللہ پاک و مقدس نمودہ تا بجمال او در ہر ظہور فائز شوید و بلقای او کہ عین لقاء اللہ است مرزوق گردید و این است قول حقیقی سبقت نگرفتہ او را قولی و از عقب در نیاید او را باطلی۔ لم یزل در شکوۃ کلمات چون سراج منیر ربانی روشن و مضیٔ بودہ و خواہد بودہ چہ نیکو ست حال نفسیکہ بنفس خود بانوار این ضیاء قدس صمدانی منیر گردد۔ فہنیئاً للعارفین ❊ ❊ ❊

(از مجموعہ الواح حضرت بہاء اللہ)

ہیاکل اسماء و مظاہر صفات وغیرہ فقرہ اہل بہاء کی اصطلاح میں در رتبہ اولیہ پیغمبروں کے لئے اور بعدہ انکی مقدس اصحاب کے لئے استعمال ہوتے ہیں

مراتب تقدیس ملاحظہ ہوں۔ ایک لاکھ موسیٰ لن ترانی کی آواز سے مدہوش ہیں۔ اور ایک لاکھ عیسیٰ کن تعرفنی سنکر مضطرب اور خدا کے عرفان کی جد و جہد میں خود ایک ذرۂ لاشی کیطرح ہوں جو سمندر کی تھاہ کی تلاش میں متحیر اور عاجز ہو۔ خدا ہمیشہ سے مقدس اور منزہ ہے۔ نہ کوئی اسکو پہچان سکا۔ اور نہ آئندہ پہچان سکیگا۔ کیونکہ وہ غیب لایدرک ہے۔

مراتب تنزیل لیکن چونکہ اسکا عرفان تمام مخلوق کی زندگی کا مقصد اصلی ہے اسلئے محض اپنے فضل و کرم سے مبادا مخلوق اس فیض عظیم سے محروم رہجائیں۔ اسنے انبیا کو خلعت تخصیص عنایت کی اور انکو عرفان کو اپنا عرفان۔ انکی اطاعت کو اپنی اطاعت اور انکی ملاقات کو اپنی ملاقات مقرر کیا۔ اور اپنے اسماء و صفات کو انکے وجود سے دنیا میں ظاہر کیا۔ تاکہ نہ کوئی اسکا انکار کرسکے اور نہ اسکی عرفان سے محروم رہے

مغتریان الوہیت ملاحظہ فرمائیں کہ یہاں جو مرتبہ ہے وہ تمام انبیاء کے لئے ہے۔ نہ کہ خاص حضرت بہاء اللہ کے لئے۔ اور وہ بھی بطور ادعا نہیں بلکہ بطور تفہیم مراتب توحید۔ اب اسی مضمون پر حضرت عبدالبہاء کے ایک لیکچر کا اقتباس پیش کرتا ہوں تاکہ معنی معلوم ہو اور مفسر کی اہمیت بھی واضح ہو جائے۔ عبدالبہا کا لیکچر جو صفحہ پر درج ہے یہ لندن کے گرجہ سینٹ جورج میں دیا گیا تھا جبکہ تمام سامعین عیسائی تھے۔ اب ناظرین خود اندازہ لگالیں کہ معترضین کا اعتراض کیا حقیقت رکھتا ہے جو کہتے ہیں کہ حضرت عبدالبہا عیسائیوں کے جلسو نہیں تعلیمات اور مطالب تعلیمات حضرت بہاء اللہ عیسائی رنگ میں پیش کرتے تھے نہ کہ اس رنگ میں جسمیں مسلمانوں کے سامنے اہل بہا پیش کرتے ہیں۔ خاصکر یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارے مسلمان نہیں موحد بنجاتے ہیں اور عیسائیوں نہیں تثلیث پرست۔ اب آپ خود مقابلہ کرکے دیکھ لیجئے کہ عبدالبہاء نے جو لیکچر ایک عیسائیوں کے گرجے میں دیا وہ بالکل حضرت بہاء اللہ کی لوح کے مطابق اور عین توحید ہے یا نہیں؟

اور سلطان احدیت کا کامل ظہور و بطون کا نمائندہ ہے۔ تمام مخلوقات کو اسکی اطاعت پر جو عین اطاعۃ اللہ ہے مامور فرمایا ہے۔ اسماء الٰہی کے سمندر و نکی موجیں اسکے ارادہ سے ظاہر اور صفات الٰہی کے دریاؤں کے ظہور اسکے حکم سے روشن ہیں۔ موجودات کا عرفان اور ممکنات کی ساری تعریف ازل سے ابد تک اسی مقام (رسالت یا خلافت الٰہی) کی طرف راجع ہیں۔ اور کسی کے لئے اوس بلند و اعلیٰ مقام سے آگے بڑھ جانا ممکن نہیں۔ جو آفتاب احدیت اور خورشید حقیقت کا مقام ہے کیونکہ ایسا غیب جو لایدرک کچھ ہی بالا ہو اس تک پہنچنا مسلم ہے کہ محال ہے پس اس بحر باطن (ذات احدیت) کی موجیں اس ظہور سبحانی (رسول اللہ) کے ظاہر میں مشہود ہیں اور اس آفتاب غیب کے انوار اس طلوع قدس صمدانی (خلیفۃ اللہ) سے بغیر اشارے کے چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور صبح احدیت سے یہ درخشاں ہستیاں ایسی زبردست حجت کیساتھ ظاہر ہوئی ہیں کہ ان مرسل اور بھیجنے والی ہستیوں کے سوا تمام دنیا انکی سی حجت پیش کرنے سے عاجز اور قاصر ہے تاکہ کسی کو اعراض و اعتراض کی مجال نہ رہے۔ کیونکہ اگر انکا دلیل واضح اور برہان روشن نہ ہوتا تو اتمام حجت الٰہی اور تکمیل برہان عز صمدانی انسانی وجودوں پر نہو سکتی۔ لیکن اس حجت کی تخصیص آیات منزلہ یا اشارات ظاہرہ یا اسکے سوا کسی چیز سے اس سلطان مشیت کے ارادے پر مشروط و موقوف رہی ہے اور ہیگی۔ خدا کے علاوہ کسی غیر کے ارادہ پر معلق اور موقوف نہیں ہے۔ اب اے ہوائے قرب قدس صمدانی کے چاہنے والو پوری طلب اور کوشش و سعی کامل کیساتھ اس بادشاہ جود اور مالک شہود سے دعا کرو کہ وہ اپنے جود و فضل کے سمندروں کی لہروں سے اپنے سلسبیل بیزوال اور تسنیم بیمثال کے پیالوں سے محروم نہ فرمائے۔ کیونکہ عرفان کے بے انتہا مقامات اور وجود انسان کا ثمرہ اسی بلند رتبہ اور اسی روشن مقام پر پہنچنا ہے۔ کوشش کرنی چاہئے تاکہ [illegible] اور اسکے مظاہر سے جنہوں نے آج عالم کو گھیر رکھا ہے فارغ ہو جاؤ اور بلند و مبارک درخت [illegible] تک پہنچکر فائز ہو۔ کیونکہ نجات کا مقام اور اصل اور کامیابی کی حقیقت اور اسکا آغاز و انجام یہی ہے۔ اور دوسرے چاہئے کہ آفتاب وحدت اور سلطان حقیقت کو اس ذات احدیت سے چمکنے والے نوروں کے ظہور سے شناخت کریں اور عارف ہوں۔ کیونکہ وہ ذات اولیہ خود بخود قائم و معروف رہی ہے اور اسکی دلیل اسی کی ذات سے ظاہر اور روشن رہیگی۔ آفتاب کے ظاہر ہونے کی دلیل وہی نور ہے جو خود آفتاب سے ظاہر اور روشن ہو رہا ہے۔ اسی طرح تمام بندے خود اس آفتاب احدیت کی شناخت کے لئے مامور ہیں۔

اس مقام پر کسی کا انکار و اعراض یا توجہ و اقبال کسی کے لئے دلیل و حجت نہیں ہے ہوگی۔ ہاں اے مومن بالله ہر پیغمبر کے ظہور کیوقت خود اسکے امر اور اسکے ظہور کی طرف نظر رکھ تاکہ خدا کی راہ سے پاؤں نہ پھسل جائے۔ مثلاً انسان کے اندر ملاحظہ کرو اگر اسکے عارف ہو تو جس لباس میں بھی پاؤ اسکو پہچان لوگے۔ اور اگر اسکے لباس اور قمیص پر ہی نظر رکھی ہو تو جس دن وہ اپنا لباس بدل کر نیا لباس زیب تن کریگا۔ تم اسکو نہ پہچان سکو گے اور اس سے الگ الگ رہوگے۔ پس اپنی نظر کو ملکی حد بندیوں اور شئونات آفاقیہ اور ظہورات اسمائیہ سے اٹھا کر اصل ظہور کو دیکھتے رہو مبادا ظہور کے وقت اصل شجرہ سے الگ رہجاؤ۔ اور تمھارے تمام اعمال و افعال اکارت جائیں۔ اور تم اثبات سے نفی کی طرف لوٹ جاؤ اور تمھیں خبر بھی نہ ہو نعوذ باللہ عن ذلک۔ پس اے اہل بیان عذر و عوض کرو تاکہ ظہور کو خود ظہور اور جو کچھ اسکے پاس سے ظاہر ہو رہا ہے اس سے پہچان سکو نہ اسکے غیر کو کیونکہ اسکا غیر تمھیں مستغنی نہیں کرسکتا۔ اگرچہ کل دنیا و مافیہا ہی کیوں نہ ہو اور یہ میری طرف سے تمہارے لئے بہترین نصیحت ہے اگر تم قبول کرو۔ پس نظر باطن و ظاہر کو ماسوی اللہ کی توجہ سے پاک و مقدس کرو۔ تاکہ اسکے جمال سے بہرہ ظہور میں فائز ہو جاؤ اور اسکی لقاء سے جو عین لقاء اللہ ہے حصہ پاؤ۔ اور یہ وہ حق بات ہے جس سے کوئی بات آگے نہیں جاسکتی اور نہ اسمیں باطل راہ پاسکتا ہے۔ ہمیشہ کلمات کی شمعدان میں خدا کے دو روشن چراغ کی مانند روشن رہا ہے اور رہیگا

مبارک ہے وہ جو اس ضیاء قدس صمدانی سے پرنور ہو۔ عارفوں کے لئے مبارکباد!

©Afnan Library Trust, 2026

خطبہ بزرگ ۲
نجم نامہ ۵ ۱۸۰ ۴
خطبات درد ۲۹۳

ھُوَاللّٰہ

ایہا المحترمون اعلموا ان النبوۃ مرآۃ تنبئ عن الفیض الالٰھی والتجلی الرحمانی وانطبعت فیھا اشعۃ ساطعۃ من شمس الحقیقۃ وارتسمت فیھا الصور العالیۃ ممثلۃ لھا تجلیات اسماء اللہ الحسنیٰ ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی فالانبیاء معادن الرحمۃ ومھابط الوحی ومشارق الانوار ومصادر الاثار (وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین)

واما حقیقۃ الالوھیۃ فھی مقدسۃ عن الادراک ومنزھۃ عن ان تنسج عنا کب الافکار بلعابھا حول حماھا فکل ما یتصورہ الانسان من ادق المعانی انما ھو صور للخیال واوھام ما انزل اللہ بھا من سلطان۔ وتلک المعانی انما لھا وجود ذھنی ولیس لھا وجود عینی۔ فما ھی الا محاط لا محیط ومحدود لیس ببسیط حقیقی واللہ بکل شئ محیط۔ والحقیقۃ الانسانیۃ اعظم من ذلک حیث لھا الوجود الذھنی والوجود العینی و محیطۃ بتلک التصورات الذھنیۃ۔ ومدرکۃ لھا والادراک فرع الاحاطۃ فالالوھیۃ التی تحت الادراکات الانسانیۃ انما ھی تصورات خیالیۃ ولیست بحقیقۃ الالوھیۃ۔ لان حقیقۃ الربوبیۃ محیطۃ بکل الاشیاء لا محاطۃ بشئ ومقدسۃ عن الحدود والاشارات۔ بل ھی وجود حقیقی منزہ عن الوجود الذھنی ولا تکاد العقول تحیط بہ حتی تستعد الاذھان۔ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر۔ واذا امعنا النظر لیتبین الحقیقۃ نری ان تفاوت المراتب فی الوجود مانع عن الادراک حیث ان مرتبۃ دانیۃ لا تکاد ان تدرک ما فوقھا مع ان کلیتھما فی حیز الامکان دون الوجوب فالمرتبۃ الجمادیۃ لیس لھا خبر عن المرتبۃ النباتیۃ لان الجماد لا یدرک القوۃ النامیۃ۔ والمرتبۃ النباتیۃ لیس لھا خبر عن عالم الحیوان۔ ولا یکاد النبات ان یتصور السمع والبصر والحرکۃ الارادیۃ ولو کانت فی اعلی درجۃ من النبات والحیوان لا یستطیع تصور العقل والنفس الناطقۃ الکاشفۃ لحقائق الاشیاء لانہ فاقد الوجدان واسیر المحسوسات وذاھل عن کل حقیقۃ معقولۃ فکل حیوان لا یکاد ان یدرک حرکۃ الارض وکرویتھا۔ ولا یکاد تنکشف لہ القوۃ الجاذبۃ والمادۃ الاثیریۃ الغائبۃ عن الحواس۔ وھو حال کونہ اسیر الاثیر وذاھل عنہ فاقد الادراک۔ فاذا کانت حقیقۃ الجماد والنبات والحیوان والانسان حال کونھا کلھا من حیز الامکان ولکن تفاوت المراتب مانع ان یدرک الجماد کمال النبات والنبات فوق الحیوان والحیوان فضائل الانسان فھل من الممکن ان یدرک الحادث حقیقۃ القدیم ویعرف الصنع ھویۃ الصانع العظیم۔ استغفر اللہ من ذلک ضعف الطالب وجل المطلوب نھایۃ اقدام العقول عقال۔ فما بقی ادنی شبھۃ ان الحدوث عاجز عن ادراک القدیم کما قال علیہ السلام (ما عرفناک حق معرفتک) ولکن الامکان من حیث ھو الوجود والشئون یحتاج الفیض من حضرۃ الوجوب۔ وعلی ذلک ان الغنی المنیع المنقطع الوجدانی تجلی علی حقائق الاشیاء من حیث الاسماء والصفات وما من شئ الا ولہ نصیب من ذلک الفیض الالٰھی والتجلی الرحمانی وان من شئ الا یسبح بحمدہ۔

واما الانسان فھو جامع لکمال الامکانی وھو الجسم الجمادی واللطف النباتی والحس الحیوانی وفضل عن ذلک حائز لکمال الفیض الالٰھی فلا شک انہ اشرف الکائنات۔ ولہ قوۃ محیطۃ بحقائق الممکنات کاشفۃ للاسرار ھا واخذۃ بنواصی خواصھا والاسرار المکنونۃ فی مکامنھا ومخرجھا من حیز الغیب الی حیز الشھود وتعرضھا للعقول والافھام۔ ھذا ھو سلطان الانسان وبرھان الشرف الاسمی۔ فکل الصنائع والبدایع والعلوم والفنون کانت

معزز سامعین! نبوت وہ آئینہ ہے جو الٰہی فیض اور رحمانی تجلی کی خبر دیتا ہے۔ جسمیں آفتاب حقیقت کی شعاعیں منقوش ہو گئی ہیں۔ خدا کے اسماء حسنیٰ کی بلند صورتیں ظاہر ہو گئی ہیں۔ ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ۔

نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا جو کچھ وحی ہوتی ہے وہی کہتا ہے۔ پس انبیاء رحمت کی کان، وحی اترنے کے مقام انوار کے چمکنے کے میدان اور آثار الٰہی کے ظاہر ہونے کی بنیاد ہوتے ہیں۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین ۵

لیکن حقیقت الوہیت ادراک سے پاک اور اس بات سے منزہ ہے کہ افکار کی مکڑیاں اپنے لعاب سے اسکے ارد گرد جالا تان سکیں۔ پس جو کچھ انسان باریک ترین معانی سوچتا ہے وہ سب خیالی صورتیں اور اوہام ہیں جنکے بارے میں خدا نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ اور ان معانی کا وجود ذہنی ضرور ہے مگر وجود خارجی نہیں۔ یہ تو صرف محاط ہیں، محیط نہیں۔ محدود ہیں بسیط حقیقی نہیں۔ حالانکہ خدا ہر چیز پر محیط ہے

اور حقیقت انسانیہ اس خیالی وجود سے برتر ہے۔ کیونکہ اسکا وجود ذہنی اور وجود خارجی بھی اور وہ ان تصورات پر بھی محیط اور انکی مدرک ہے۔ اور ادراک احاطہ کی فرع ہے۔ پس وہ الوہیت جو انسانی ادراکات کے نیچے ہے خیالی تصورات کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حقیقۃً وہ الوہیت نہیں۔ کیونکہ ربوبیت کی حقیقت تمام اشیاء پر محیط ہے۔ کسی چیز سے محاط نہیں اور حدود و اشارات سے پاک ہے بلکہ وہ وجود حقیقی ہے جو ذہنی وجود سے منزہ ہے۔ عقل اسکا احاطہ نہیں کر سکتی ذہن میں کیونکر اسکی سمائی ہو۔ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر ۵ نظریں اسکو نہیں پا سکتیں مگر وہ نظر کو پالیتا ہے وہ لطیف و خبیر ہے۔ اور ہم جب بچشم حقیقت غور سے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وجود میں اختلاف مراتب ادراک سے مانع ہے کیونکہ کوئی ادنیٰ مرتبہ اپنے سے اعلیٰ مرتبہ کو نہیں سمجھ سکتا باوجودیکہ وہ دونوں مقام امکان میں ہیں نہ کہ وجوب میں۔ پس جمادی مرتبہ کو نباتی مرتبہ کی خبر بھی نہیں۔ کیونکہ جماد قوت نامیہ کا ادراک نہیں کر سکتا۔ اور نباتی مرتبہ کو عالم حیوان کی خبر نہیں۔ کیونکہ نبات سننے اور دیکھنے اور حرکت ارادی کا تصور نہیں کر سکتی اگرچہ اعلیٰ درجہ کی نبات ہو۔ اور حیوان عقل اور حقائق اشیاء کو کھولنے والی نفس ناطقہ کا تصور نہیں کر سکتا کیونکہ وہ وجدان نہیں رکھتا اور محسوسات کا اسیر ہے اور ہر ایک حقیقت معقولہ سے غافل ہے۔ پس کوئی حیوان زمین کی حرکت اور اسکی کرویت کو نہیں سمجھ سکتا۔ اور وہ قوت جاذبہ اور مادۂ اثیریہ کو جو حواس سے غائب ہے منکشف نہیں کر سکتا۔ حالانکہ حیوان مادہ کا اسیر ہو کر اس سے غافل اور بے ادراک ہے پس جبکہ باوجود حقیقت جماد و نبات حیوان اور انسان کے مقام امکان میں ہونے کے تفاوت مراتب اس بات سے مانع ہے کہ جماد کمال حیوان کا اور نبات حیوانی قوتوں کا اور حیوان انسانی فضائل کا ادراک کر سکے تو کیا ممکن ہے کہ حادث قدیم کی حقیقت کو پا سکے۔ اور مصنوع اپنے عظیم الشان صانع کی حقیقت کو پہچان سکے۔ استغفر اللہ من ذلک۔ ط

طالب کمزور اور مطلوب برتر ہے۔ عقل کا اپنی حد سے قدم بڑھانا پا بہ زنجیر ہونا ہے۔ پس ذرہ شبہ نہیں کہ حادث قدیم کے ادراک سے عاجز ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (ما عرفناک حق معرفتک۔) لیکن امکان اپنے وجود اور اپنی شانوں کے لحاظ سے حضرت واجب الوجود کے فیض کا محتاج ہے۔

علاوہ ازیں غیب صرف وجدانی حقائق اشیاء پر اسماء و صفات کے لحاظ سے جلوہ گر ہو رہا ہے۔ ہر چیز کے لئے اس فیض الٰہی اور تجلی رحمانی سے ایک حصہ ہے ان من شئ الا یسبح بحمدہ

لیکن انسان میں تمام کمالات امکانی موجود ہیں۔ یعنی جسم جمادی۔ نزاکت نباتی اور حس حیوانی کا مالک ہے اور اس سے علاوہ کمال فیض الٰہی کو حاصل کرنیوالا ہے۔ پس بلا شک، وہ اشرف المخلوقات ہے اور انسان میں وہ قوت ہے جو ممکنات حقائق پر محیط ہے اور ان کے اسرار کھولنے والی ہے اور خواص اشیاء اور انکے چھپے ہوئے بھیدوں کو پکڑے ہوئے اور انکو مقام غیب سے عرصۂ شہود میں لاتی ہے اور عاقلوں اور فہیموں کے سامنے پیش کرتی ہے۔ یہ ہے انسانی قوت اور انسان کے شرف کی دلیل۔ پس یہ تمام صنائع و بدائع اور علوم و فنون کسی دن پوشیدہ

©Afnan Library Trust, 2026

یوما فی حیز الغیب السر المکنون۔ فھذہ القوۃ الکاشفۃ المویدۃ بھا الانسان قد اطلع بھا و اخرجھا من حیز الغیب الی حیز الشھود و عرضھا علی البصائر والابصار۔ فثبت ان الحقیقۃ الانسانیۃ ممتازۃ عن سائر الکائنات۔ وکاشفۃ لحقائق الاشیاء لاسیما الفرد الکامل۔ والفیض الشامل والنور الباھر۔ کل نبی کریم ورسول عظیم فھو عبارۃ عن مرآۃ صافیۃ لطیفۃ منطبعۃ فیھا الصور العالیۃ تنبیٔ عن شمس الحقیقۃ المتجلیۃ علیھا بالفیض الابدی۔ ولا یری فیھا الا الضیاء الساطع من شمس الحقیقۃ و تفیض بہ علی سائر الامم (و انک لتھدی الی صراط مستقیم)۔

واذا قلنا ان شمس الحقیقۃ اشرقت بانوارھا علی المرایا الصافیۃ فلیس مرادنا ان شمس الحقیقۃ المقدسۃ عن الادراک تنزلت من علوّ تقدیسھا وسموّ تنزیھھا ودخلت وحلت فی المرایا الصافیۃ۔ استغفر اللہ من ذلک وما قدروا اللہ حق قدرہ بل نقصد بذلک ان شمس الحقیقۃ اذا فاضت انوارھا علی المرایا لا یری فیھا الا ضیاءھا۔ (ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی) ان النزول والصعود والدخول والخروج من لوازم الاجسام دون الارواح فکیف الحقیقۃ الربانیۃ والذاتیۃ الصمدانیۃ اذا جلت عن تلک الاوصاف فلا یکاد ان ینقلب القدیم حادثا ولا الحادث قدیما فقلب الماھیۃ ممتنع ومحال۔ ھذا ھو الحق وما بعد الحق الا الضلال المبین۔ فغایۃ ما یکون الحادث ان یستفیض الفیض التام من حضرۃ القدیم۔ فلننظر الی آثار رحمت اللہ فی المظھر الموسوی۔ والی الانوار التی سطعت باشد الاشراق من الافق العیسوی والی السراج الوھاج الساطع اللامع فی الزجاجۃ المحمدی علیھم الصلوٰۃ والسلام۔ وعلی الذین بھم اشرقت الانوار و ظھورات الاسرار وشاعت وذاعت الآثار علی قمم الاعصار والادھار۔

رانے کے مقام پر تھے۔ اس کھولنے والی قوت نے جو انسان میں کام کرتی ہے ان چیزوں پر اطلاع پائی۔ اور مقام غیب سے مقام شہود میں انکو ظاہر کیا۔ اور عقلوں اور نظروں کے سامنے انکو پیش کیا۔ پس ثابت ہوا کہ حقیقت انسانیہ تمام کائنات سے ممتاز اور حقائق اشیاء کی کھولنے والی ہے بالخصوص انسان کامل جو فیض عام اور کھلا ہوا نور ہے۔ ہر بزرگ نبی اور برتر پیغمبر وہ صاف لطیف آئینہ ہے کہ جسمیں برتر تصویریں منقوش ہیں۔ یہ آئینہ اس آفتاب حقیقت کی خبر دیتا ہے جو فیض ابدی کیساتھ اسپر جلوہ گر ہے۔ اس آئینہ میں آفتاب حقیقت سے چمکنے والا نور ہی نظر آتا ہے۔ اور یہ آئینہ اس نور کو تمام امتوں پر ڈالتا ہے (وانک لتھدی الی صراط مستقیم)۔

اور جب ہم یہ کہتے ہیں کہ آفتاب حقیقت اپنے انوار کیساتھ صاف آئینوں پر چمکا ہے تو ہماری مراد یہ نہیں ہوتی کہ وہ آفتاب حقیقت جو ادراک سے مقدس ہے اپنی تقدیس کی بزرگی اور تنزیہ کی بلندی سے اتر آیا ہے اور ان صاف آئینوں میں دخول وحلول کر گیا ہے۔ استغفر اللہ من ذلک وما قدروا اللہ حق قدرہ

بلکہ ہمارا مقصود اس بات سے یہ ہوتا ہے کہ آفتاب حقیقت اپنے انوار آئینوں پر ڈالتا ہے تو ان آئینوں میں بجز آفتاب حقیقت کی روشنی کے کچھ نظر نہیں آتا۔ (وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی) بلاشک نزول وصعود ودخول وخروج حلول یہ اجسام کے لوازم میں سے ہیں نہ کہ ارواح کے پس حقیقت ربانیہ اور ذاتیۃ صمدانیہ میں یہ باتیں کیونکر ممکن ہیں۔ وہ تو ان اوصاف سے بالاتر ہے پس قدیم کیونکر حادث یا حادث قدیم ہو سکتا ہے۔ قلب ماہیت ممتنع و محال ہے۔ یہی حق ہے اور حق کے علاوہ بجز کھلی گمراہی کے اور کیا ہے۔ حادث کی انتہا یہ ہے کہ حضرت قدیم سے فیض تمام حاصل کرے ہمیں رحمت الٰہی کے ان آثار کیطرف دیکھنا چاہیئے۔ جو مظہر موسوی میں ظاہر ہوئے اور ان انوار کی طرف دیکھنا چاہیئے جو زبردست روشنی کیساتھ افق عیسوی سے چمکے اور اس روشن اور چمکتے ہوئے اور بلند روشنی پھیلانیوالے چراغ کی طرف دیکھنا چاہیئے جو محمدی آئینہ میں روشن ہوا۔

ان سب پر درود وسلام اور ان ہستیوں پر جن کے ذریعہ انوار چمکے خدائی اسرار ظاہر ہوئے اور بہت سے زمانوں اور دوروں میں آثار پھیل گئے۔ ⁂

اس لیکچر کا خلاصہ یہ ہے کہ (۱) ہر شئی خدا کے کسی نہ کسی صفت کی مظہر ہے۔ لیکن ادنیٰ مخلوقات ادنیٰ طور پر اور اعلیٰ مخلوقات اعلیٰ طور پر۔ (۲) کوئی ادنیٰ طبقہ مخلوق اپنے سے اعلیٰ طبقہ مخلوق کو نہیں پہچان سکتی۔ تو پھر خدا کو کیونکر کوئی پہچان سکتا ہے۔ (۳) ہر اعلیٰ مخلوق اپنے سے ادنیٰ مخلوق پر احاطہ کر سکتی ہے۔ اور انسان اشرف المخلوقات ہے (۴) خدا کے متعلق جو ذہنی تصورات کئے جاتے ہیں وہ محاط ہیں اور خدا کے عرفان کا ذریعہ نہیں بن سکتے۔ اسلئے خدا کے عرفان کا بہترین ذریعہ اسکے پیغمبر ہیں۔ (۵) انبیا اشرف الانسان ہیں اسلئے خدا کے صفات وکمالات کے اشرف واعلیٰ واکمل واہیں مظہر ہیں۔ اور تمام طبقات خلقت پر حاوی ومحیط ہیں۔ ⁂

اب حضرت بہاء اللہ کی مشہور آفاق لوح الھیکل میں سے ذیل کا اقتباس ملاحظہ ہو۔ یہ لوح متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے خدا حضرت بہاء اللہ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

قل لا یری فی ھیکلی الا ھیکل اللہ ولا فی جمالی الا جمالہ ولا فی کینونتی الا کینونتہ ولا فی ذاتی الا ذاتہ ولا فی حرکتی الا حرکتہ ولا فی سکونی الا سکونہ ولا فی قلمی الا قلمہ العزیز المحمود قل لم یکن فی نفسی الا الحق ولا یری فی ذاتی الا اللہ۔ ایاکم ان تذکروا الا یتین فی نفسی ینطق الذرات انہ لا الہ الا ھو الواحد الفرد العزیز الودود۔ لم ازل کنت ناطقا فی جبروت البقاء انی انا اللہ لا الہ الا انا المھیمن القیوم۔ ولا ازال انطق فی ملکوت الاسماء انی انا اللہ لا الہ الا انا العزیز المحبوب۔ قل ان الربوبیۃ اسمی قد خلقت لھا مظاھر فی الملک انا کنا منزلھا علیھا انکنتم تشھدون۔ والالوھیۃ اسمی قد جعلناھا مطالع یحیطن بالعباد ولیجعلنھم عباد اللہ ان کنتم توقنون۔ کذلک اعرفوا کل الاسماء ان کنتم لتعرفون۔ ⁂ (لوح الھیکل)

(اسکے بعد ملاحظہ کیجئے "ادعیہ محبوب" میں آیا ہے:-)

لم ادر یا الھی ای حرم یثبتونہ علی نفسی ان یقولوا ادعی ما ھو فوق مقامہ انک یا الھی ادعیت ھذا لنفسی وکتبت لی قبل ظھوری واخبرت الکل بذلک ولو یقولوا لم ینطق بالایات لست انا منزلھا بل انت نزلت وتنزل کیف تشاء کما تزلتھا من قبلی علی سفرائک واصفیاءک۔ وانت

(اے بہاء اللہ) کہدو نہیں میری ہیکل میں مگر خدا کی ہیکل۔ نہیں میرے جمال میں مگر اسی کا جمال۔ نہیں میری کینونیت میں مگر اسی کی کینونیت۔ نہ نہیں میری ذات میں مگر اسی کی ذات۔ اور نہیں میری حرکت میں مگر اسی کی حرکت اور نہیں میرے سکون میں مگر اسی کا سکون۔ اور نہیں میری قلم میں مگر اسی کی عزیز و محمود قلم ہے۔ (اے بہاء اللہ) کہدو نہیں میرے نفس میں مگر صرف حق جلوہ گر ہے۔ اور میری ذات میں نہیں دیکھتا مگر محض اللہ۔ خبردار جو میرے بارہ میں ذو معنی آیتوں کو ذکر کرو۔ تمام ذرے بآواز بلند کہتے ہیں کہ سوائے واحد وفرد عزیز و ودود کے دوسرا کوئی خدا نہیں۔ ہمیشہ سے میں نے جبروت بقا میں یہی کہا ہے کہ میں ہی خدا ہوں میرے سوا کوئی قیوم وقیوم خدا نہیں۔ اور ہمیشہ ملکوت اسماء کہتا رہونگا کہ میں ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی عزیز و محبوب خدا نہیں ہے۔ کہدو کہ ربوبیت میرا ایک نام ہے جسکے ظاہر کرنیوالے میں نے دنیا میں بہت پیدا کئے ہیں۔ میں خود اس سے بہت اونچا ہوں۔ کیا تم نہیں دیکھتے اور الوہیت بھی میرا ایک نام ہے۔ اسکے بھی بہت سے مطالع مقرر کئے ہیں جو بندوں کو گھیرے ہوئے ہیں اور وہ (مطالع الوہیت) خود خدا کے بندے ہیں۔ کیا تمکو یقین نہیں۔ اور تمام نام بھی اسی طرح سمجھو اگر تم میرا عرفان حاصل کرنا چاہتے ہو ⁂

یا الٰہی میں نہیں جانتا کہ یہ لوگ مجھپر کونسا جرم ثابت کر سکینگے۔ اگر یہ لوگ کہیں کہ اسنے اپنے مقام سے بڑھکر دعوی کیا ہے تو یا الٰہی یہ دعوی تو نے ہی میرے لئے کیا ہے اور میرے ظہور سے پیشتر ہی تو نے میرے لئے مقدر فرمایا تھا۔ اور سبکو اسکی خبر دی تھی۔ اور اگر یہ لوگ کہیں کہ آیات کیوں بولتا ہے۔ میں انکا نازل کرنیوالا نہیں ہوں بلکہ تو نے ہی ان آیات کو نازل کیا ہے اور جسطرح تو چاہتا ہے نازل کرتا ہے جیسے تو نے مجھسے پہلے

©Afnan Library Trust, 2026

تعلم یا الٰہی لو کان الامر بیدی ما اظہرت نفسی وما تکلمت بینہم بکلمۃ۔ کلما اردت ان استر نفسی من ذئاب الارض انت اظہر تنی بقدرتک وسلطانک وکلما اردت الغیبۃ انت اردت ظہوری وکشفنی۔ غلبت ارادتک ارادتی ومشیئتک مشیئتی الی ان ممتنی مقام نفسک وانطقتنی باعلی الندآء بین خلقک ولا احید لنفسی حرکۃ الا باذن من مشیئتک ولا سکونا الا بعد امرک۔ طوبی لمن یری فی ظہوری ظہورات مشیئتک ومن استقامۃ علی

اقتباس الاخبار

جناب میرزا صاحب قادیانی کا انجام

"گذشتوں کا انجام" جیسی کتابیں لکھکر قادیانی صاحبان یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ملت اسلام میں جن لوگوں نے مسیح یا مہدی ہونے کا دعوی کیا وہ کامیاب نہیں ہوئے۔ اور مارے گئے۔ جناب میرزا صاحب چونکہ قتل نہیں کیے گئے اور ان کا کام چلگیا اسلئے وہ سچے ہیں باقی سارے مدعی جھوٹے!

مگر میرزا صاحب میں اور دوسرے مدعیوں میں قابل غور فرق یہ ہے کہ میرزا صاحب نے انگریزی حکومت کے اس عصہ میں پناہ لی جہاں حکومت اور عوام کا مذہب ایک نہیں ہے اور دوسرے مدعیوں مثلاً محمد علی باب اور بہاء اللہ نے عوام کے مذہب اور جذبات کے خلاف خود انہی کی حکومت کے اندر کام شروع کیا۔ اور میرزا صاحب سے بڑھکر کامیابی حاصل کی۔

میرزا صاحب کی حالت یہ تھی کہ انہوں نے ایکدفعہ لاہور میں گولڑہ کے پیر مہر علی شاہ صاحب کو مناظرہ کی دعوت دی، جو اپنے مقام سے چلکر لاہور پہنچ گئے۔ مگر میرزا صاحب نے "دارالامان قادیان" کو نہ چھوڑا اور یہ فرمایا کہ لاہور میں کچھ سرحدی آگئے ہیں جنکے ہاتھوں مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ حالانکہ انگریزی میرزا صاحب کی حیات کیلئے لاہور میں کافی مستعد اور مضبوط تھے۔

پس ان واقعات کے سبب مرزا صاحب کے لئے ان مدعیوں کی صف میں جگہ مشکل سے نکل سکتی ہے جو کم سے کم انسانی حوصلہ مندی اور دلیری سے تو خالی نہ تھے۔ بایں ہمہ مرزا صاحب کو سچا اور ان لوگوں کو جھوٹا قرار دیا جاتا ہے یہ انصاف نہیں ہے۔

اب تو قادیان میں ایک نیا شگوفہ نکلا ہے احمد مرزا صاحب کے مریدوں میں ایک جماعت پیدا ہوگئی ہے جو ایران کی دعوت بہائیہ اور قادیان کی دعوت احمدیہ کو ایک سمجھتی ہے۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ بہاء اللہ اور غلام احمد میں باہم رابطہ روحانی قائم تھا جو بالثبوت یہ ہے کہ میرزا احمد صاحب نے کبھی بہاء اللہ کی مخالفت نہیں کی بلکہ میرزا صاحب نے بہت سے معتقدات اور انکشافات اور ... فرقہ بہائیہ کی کتابوں سے ماخوذ ہیں .....

..... اور اسکے ثبوت میں یہ لوگ بہائی فرقہ کی کتابوں کے حوالے پیش کرتے ہیں جو میرزا صاحب کی کتابوں سے بیشتر چھپی ہیں اور شائع ہو چکی ہیں۔ قادیان میں اگرچہ کوشش کی گئی ہے کہ اس نئے شگوفہ کو دبا دیا جائے مگر یہ محال ہے۔

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

..... اسکے علاوہ قادیانی گروہ میں ایسے لوگ بھی تو ہیں جو سنجیدہ دماغ رکھتے ہیں اور ان کے ذاتی اغراض قادیانی جماعت کی زیست و مرگ سے وابستہ نہیں۔ لہذا ممکنہ امید ہے کہ بہائی لوگ احمدی جماعت کے بہت سے فہمیدہ اور سوچنے والے لوگوں کیساتھ اتحاد قائم کرلیں گے۔ یہ لوگ احمدی مبلغین کی طرح لوگوں کیساتھ محور المزاج اور آتش زبان نہیں ہوتے۔ اور انہیں قادیانی صاحبان کی طرح جلد دماغ گرم ہوجانے کا عیب نہیں ہے اسلئے قادیانی جماعت کے اندر ان لوگوں کی کامیابی کے اچھے امکانات ہیں اسکے سوا مرزا صاحب کے مریدوں کے لئے اب یہ آسان نہیں رہا

کہ دعوت احمدیہ کے دعوت بہائیہ سے مستفیض ہونے کی حقیقت پر پردہ ڈال سکیں۔ اسواسطے کہ بیداد طشت از بام ہوچکا۔

داعیان فرقہ بہائیہ شاید یہ بھی دعوی کرسکتے ہیں کہ کامیابی کی مقدار کے علاوہ بہاء اللہ کو مرزا صاحب پر فضیلت ہے کہ بہاء اللہ کا مرزا صاحب سے بہتر انجام ہوا ہے۔

جناب مرزا صاحب کو مولوی ثناء اللہ صاحب کی موت سے پہلے مرنا نہ تھا۔ اگر وہ واقعی مہدی و مسیح تھے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ مرزا صاحب تو عرصہ ہوا دنیا سے تشریف لیگئے اور یہ مولوی صاحب ابھی تک زندہ ہیں اور مرزا صاحب کی مخالفت میں سرگرم۔ بہاء اللہ کی موت کا تعلق اس قسم کی صورت حال سے نہیں ہے۔

راقم ابوالحسنات (ضمیمہ اخبار الامان دہلی ۱۲ اکتوبر ۲۴ء)

میرزا محمود زرقانی اور مہاتما گاندھی

جناب میرزا محمود زرقانی اکتوبر ۲۴ء کو محترمہ مسز جین اسٹنارڈ کی ہمراہی میں مہاتما گاندھی کی ملاقات کو تشریف لیگئے۔ اسکو بعد جو انہوں نے اپنی ملاقات کی کیفیت لکھی ہے وہ ناظرین کے لئے باعث دلچسپی ہوگی۔ لکھتے ہیں کہ جناب مسز اسٹنارڈ نے میری معرفی مہاتما گاندھی سے کی تو وہ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ میں نے سب سے پہلی مرتبہ تحریک بہائی کا ذکر کیپ ٹاون جنوبی افریقہ میں سنا تھا اور وہاں بعض لوگوں نے مجھے اس تحریک کے متعلق کچھ کتابچے بھی دئے تھے اسکے بعد کچھ اور تعارف کرتے رہے۔ مسز اسٹنارڈ نے انسے دریافت کیا کہ کیا آپ وحدت عالم انسانی کی خدمت کیلئے بھی اسیطرح پوری قوت کیساتھ کوشش کرینگے آمادہ ہوسکتے ہیں تو مہاتما نے جواب دیا کہ جبتک تک موجودہ کام کہ میں کامیابی کیساتھ ختم نہ کرلوں اس سے بڑا کوئی کام میں شروع نہیں کرسکتا۔ چونکہ مہاتما کا بارت حال ہی میں ختم ہوا تھا۔ اور آپ بہت کمزور تھے اسلئے دوسری ملاقات کا وعدہ کرکے رخصت ہوئے۔ فقط

حضرت بہاء اللہ نے جو پروگرام تجویز کیا ہے اسمیں اور تمام دوسرے پروگراموں میں صرف بڑے اور چھوٹے یا وسیع اور محدود کا فرق نہیں ہے بلکہ طریقہ اور طرز کا فرق ہے۔ چھوٹے سے چھوٹی تفصیل اسمیں شامل ہے جو محدود پروگراموں میں بھی شامل نہیں یا بقول علماء انگلستان فرق وسعت زمانی یا مکانی کا نہیں ہے بلکہ تعمق و شدت صفائی کا ہے اسلئے ایک پروگرام بہ نسبت دوسرے کے محدود نہیں بلکہ نامکمل و ناقص ہے۔ ح ع

مسلد نمبر ۲

تتمہ البلاغ المبین صفحہ الغایۃ ۶

جگہ کی کمی کی وجہ سے صفحہ ایک پر جو آیات عربی درج کی ہیں انکا ترجمہ رہگیا اور صفحہ ۲ پر یوں شروع ہوگیا چونکہ اس صفحہ پر بھی جگہ بہت کم ہے اسلئے اس عبارت اور ذیل کی عبارتوں کا صرف خلاصہ ہی دیا جاتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے ۱۔ (اے بہاء اللہ) کہدو کہ اے لوگو تم خدا کو حاضر ناظر جانکر انصاف سے کہو کہ کیا خدا اپنے کام کا خود مختار ہے یا تم اسکے کام کے مختار رہو۔ اگر تم خدا کو فعیل مایشاء اور لایسئل عما یشاء مانتے ہو کہ جو کچھ وہ چاہے کرسکتا ہے اور کوئی اس سے جواب طلب نہیں کرسکتا تو اسنے مجھے حکم دیکر مامور کیا ہے، ومن المشرکین من کفر فی نفسہ وقام بالمحاربۃ وقال ھذہ الایات مفتریات کذلک قال من قبل الذین وظنوا فی النار ھم سیتفیئون۔ قل ویل لکم بما یخرج من افواھکم ان کانت الایات مفتریات فی حجۃ امنتم باللہ فاتوا بھا ان کنتم تفقھون۔ کلما نزلنا علیھم ایات بینات کفروا بھا واذا رأوا ما عجز عن الاتیان بمثلہ کل الوری قالوا ھذا سحر۔ من نسب آیات اللہ بالسحر انہ ما آمن باحد من رسل اللہ قد ضل سعیہ فی الحیاۃ الباطلہ وکان من الذین یقولون ما لا یعلمون۔ قل اتقولون ما قالہ المشرکون اذ جاءھم ذکر من ربھم + اور مشرکوں میں سے بعض جھگڑا کرنے کھڑے ہوئے اور کہتے ہیں کہ یہ آیتیں بنائی ہوئی ہیں۔ یہ تو ہمیشہ سے کہنگار کہتے رہے ہیں۔ اگر آیتیں بنائی ہوئی ہیں تو تمنے خدا کو کس بات سے مانا۔ ہمنے جب کبھی آیات نازل کیں تو انہوں نے انکار کیا اور جب ایسی چیزیں دیکھیں کہ اسکی سی خدا کے سوا کوئی نہیں لاسکتا۔ تو کہنے لگے کہ یہ جادو ہے۔ جو کوئی خدا کی آیات کو جادو بتاتا ہے اسنے خدا کسی پیغمبر کو نہیں مانا۔

انا قد رنا ھذا الھیکل مبدء الوجود فی الخلق البدیع لیوقن بانہ اکون مقتدرا علی ما اشاء بقولی کن فیکون وفی ظل کل حرف من حروفات ھذا الھیکل نبعث خلقا لا یعلم عددھم الا اللہ المھیمن القیوم۔ اے ہیکل امر الٰہی (بہاء اللہ) ہمنے تجکو اس نئی دنیا میں تمام موجودات کا مبدء بنایا ہے تاکہ بندے یقین کیساتھ جان لیں کہ ہم جو کرنا چاہتے ہیں اسکے لئے صرف کن کہدیتے ہیں تو وہ کام فوراً ہوجاتا ہے۔

قادیان کے اخبارات اکثر آیات کو تحریف کرکے اور ترجمہ بھی غلط کرکے چھاپا کرتے ہیں اسلئے محترم ہمعصروں سے گذارش ہے کہ انکے اخباروں سے عبارتیں نقل کرنے میں زیادہ احتیاط برتیں۔ کیونکہ انکے پاس اصل کتابیں تو ہیں نہیں۔ وہ خود بھی معترضین کی محرف عبارتیں نقل کرتے ہیں۔ مثلاً تحویل قبلہ والی آیت میں لفظ (ما جعلنا) تحریف ہے۔ اصل عبارت (ما عکارہ) نہیں ہے اور نہ اہل بہاء عکہ کو قبلہ مانتے ہیں۔ بہرحال میں نے اس مضمون میں قادیان کے اعتراضوں کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ جواب اصولی دیا ہے۔ کہیں کہیں بطور مثال کوئی اہم اعتراض لے لیا ہے۔ باقی انکے اعتراض مختصراً حسب ذیل ہیں (۱) حضرت بہاء اللہ نے اپنے لئے وہ الفاظ استعمال کئے ہیں جو صرف خدا کے لئے استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ (۲) حضرت بہاء اللہ نے خدا کے لئے وہ الفاظ استعمال کئے ہیں جو خدا کے لئے استعمال نہیں کئے جاسکتے۔

واضح رہے کہ دونوں صورتوں میں صورت جواز بالفاظ (استعمال کیا جاسکتا) لی گئی ہے۔ اس مضمون میں جو صفحہ ایک سے صفحہ ۲ تک مسلسل ہے۔ جو جواب دیا گیا ہے وہ مختصر الفاظ یہ ہیں۔ ناظرین خود اندازہ لگالیں کہ کہانتک مدعا حاصل ہوگیا ہے۔ (۱) یہ الفاظ حضرت بہاء اللہ نے خود اپنے لئے نہیں بلکہ خدا نے انکیلئے استعمال کئے ہیں۔ اور انکا استعمال خدا کی ذات کیلئے مخصوص و محدود نہیں ہے بلکہ وہ خدا کے پیغمبروں کیلئے بھی استعمال ہوسکتے ہیں (۲) یہ الفاظ خدا نے خود اپنے لئے استعمال کئے ہیں اور اسکا لحاظ رکھتے ہوئے کہ وہ عروج و نزول، دخول و خروج، حدوث و طلوع سے مقدس ہے اسکے لئے استعمال ہوسکتے ہیں۔ اصولی جواب اسلئے دیا ہے کہ اس طریقہ میں قلم بھی حد اعتدال کے اندر رہتی ہے اور معترضین کے نہ صرف گذشتہ و موجودہ بلکہ آئندہ اعتراضوں کا جواب بھی ہوجاتا ہے

ح ع

©Afnan Library Trust, 2026

جماعت احمدیہ کو دعوت الی الحق

حضرت بہاء اللہ کی سچائی کی دلیل

اتمام حجت

تعریف اس خدا کو جو ہر پوشیدہ چیز سے زیادہ پوشیدہ اور ہر ظاہر چیز سے زیادہ ظاہر ہے۔ جسکی ہستی کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن جسکی ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق بھی اسقدر کامل ہے کہ اگر تمام دنیا مل کر اسکی معرفت کی کوشش کرے تو اسکے تمام اسرار معلوم کرنے میں خود کو عاجز اور قاصر پائے۔ اور اسکی ذات والاصفات کی شان میں تمام دنیا کی تعریف کے الفاظ ہیچ ہیں۔ اور کوئی لفظ بھی اسکی تعریف کما ہو ینبغی نہیں کر سکتا۔ پس تعریف ان مظاہر الٰہی کو جنپر اسنے اپنے اسماء و صفات کی تفصیلی تجلی فرما کر اپنا خلیفہ بنایا اور حضرت آدم سے تا اینہم یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید کا پھریلا اُن کے سپرد کر کے مرجع الامور بنایا۔ اور روح القدس کو انکی ارد لی میں مامور فرمایا۔ اور جو مقام انکو عطا کیا اسکا ذکر اجمل القصص میں پیرایۂ مکالمہ الٰہی بالملائکہ فرقان حمید میں نازل کیا۔

اما بعد اے جماعت قادیان! آپکا دعویٰ ہے کہ جناب میرزا غلام احمد صاحب رضی اللہ عنہ موعود ادیان تھے، اور نہ صرف اسلام بلکہ عیسائی۔ یہودی۔ زردشتی۔ ہندو۔ بودائی بھی انتظار کر رہے ہیں اور آپ اُن سب کے مشترک موعود ہیں۔

اہل بہاء کا بھی یہی دعویٰ ہے اور ہم اپنے دعوے کی تصدیق میں ہر مذہب کے متعدد افراد بھی پیش کرتے ہیں۔ ہماری بیس سال کی متواتر دعوت و تبلیغ کے بعد اب آپنے ہماری مخالفت کا ارادہ کیا ہے۔ مگر باوجود پے در پے دعوت کے آپ بالمواجہ احقاق حق سے گریز ہی کرتے ہیں اور غیر احمدی مسلمانوں کو جنکو آجتک آپ کافر اور ناقابل معاشرت سمجھتے ہے پیر بنانیکی کوشش میں ہیں۔ اگر آپ کا دعویٰ محض مجدد مذہب حنفی کا ہے تو آپ اسکا اعلان کر دیجئے۔ ہمکو آپسے کچھ تعرض نہیں۔ لیکن اگر آپ اپنے تئیں موعود عالم و جمیع ادیان مانتے ہیں تو میدان میں تشریف لائیے۔ اور ان اقوام کے بزرگوں کے سامنے ہمارے مواجہ میں آپ اپنے اقوال و اخلاق سے اپنا موعود ہونا ثابت کیجئے اور ہم اپنے وجوہات پیش کریں۔ پھر دیکھئے کہ وہ کسکے دلائل و اخلاق کو پسندیدہ تر بتاتے ہیں۔

اب سوائے اسکے چارہ نہیں کہ آپ اپنا استحقاق ثابت کریں، اور ہم اپنا۔ لیس لکم الیوم من محیص۔

ہماری دعوت کو اپنے اخباروں میں جگہ دیجئے ہم آپکا جواب کو کب ہند میں شائع کر دیں گے۔

اس اعلان کے ذریعہ اہل بہار اپنے شہبہ تبلیغ ہند و برما مرکزی کی معرفت جماعت احمدیہ قادیان کو دعوت الی الحق دیتے ہیں۔ اسکی نقل بذریعہ رجسٹری شدہ خط نمبر مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۳ء جناب امیر جماعت احمدیہ قادیان کو بھیجدیگئی ہے۔ اور اسنے درخواست کی ہو کہ اپنے اخباروں میں بھی شائع کر دیں۔ اور بعض دیگر اخبارات کو بھی نقل بغرض اعلان عام بھیجی جا رہی ہے۔

الداعی منجانب اہل بہار حشمت اللہ۔ پریذیڈنٹ شعبہ تبلیغ ہند و برما

(۱) اگر وحی الٰہی حجت ہے اور فرمان صمدانی دلیل قاطع تو حضرت بہاء اللہ مدعی وحی ہیں۔ اور انکی کتاب تمام کتب آسمانی کی مبین و مفسر۔ اور

(۲) اگر داعی ناحجت ہو تو وہ مدعی ہیں۔

(۳) اگر موعود ہونے کا دعویٰ ہونا چاہیئے تو انہوں نے ادعا کیا ہے کہ تمام کتب و صحف و زبر و الواح و ملل و مذاہب کا موعود ہوں۔ اور ہر ایک کو اسکی زبان میں یعنی اسکے دین کی اصطلاح کی رو سے دعوت دی ہے۔

(۴) اگر مبشر کو دعوت دینا ضروری ہو تو آپنے تمام امتوں کو دعوت دی داعیا الی اللہ الفرد الخبیر۔ اور انکی دعوت کی آواز بلند اہل ملک و ملکوت نے سنی۔ کتنے ہی کان وحشت اور دہشت سے بہرے ہو گئے۔ اور کتنے ہی اسکی امر کی لذت اور بہجت سے شنوا ہو گئے۔

(۵) اگر استقامت حجت ہو تو آپنے ایسی استقامت کیسا تھ قیام کیا کہ ارکان عالم و قلوب امم پر زلزلہ آگیا۔ اور امتحان کی آندھیاں فتنوں کی گھٹائیں۔ رکاوٹیں۔ سختیاں۔ جلاوطنی اور قتل گاہ کی گرم بازاری آپکو دعوت دینے اور اپنے ارادہ کو جاری کرنے سے نہ روک سکیں۔

(۶) اگر تصرف حجت ہو تو ایجادوں اور لوگوں کے ضمائر پر قبضہ کر لیا ہے اور نفوس عجیبہ زکیہ کو ہر قوم اور قبیلہ میں سے جذب اور تسخیر کر لیا ہے۔

(۷) اگر لوگوں کی ترقی اور عوام کی تہذیب حجت ہے تو جو لوگ انکی طرف بڑھے اُن کی ایسی تربیت و درستی کی کہ بہت تھوڑے عرصہ کے اندر علم و عمل۔ اخلاق و تقویٰ اور انقطاع میں تمام دنیا میں مشہور ہو۔ اسطرح سے کہ مارے گئے اور دفاع بھی نہ کیا۔ بلکہ اپنے قاتلوں کی شفاعت کی۔

(۸) اگر ارکان عالم میں تغیر و تصرف حجت ہو تو دیکھو کہ تمام مخلوق کی مجموعی حالت سو جھ بوجھ میں بڑا فرق ہو گیا ہے۔

(۹) اگر اسکے ارادے کا نفاذ حجت ہے تو اسکے اکثر احکام امر و نواہی بادشاہوں اور سلطنتوں نے اختیار کر لئے ہیں اگرچہ اکثر خود بھی نہیں جانتے کہ یہ اُن کی طرف سے ہیں

(۱۰) اگر خوارق عادات حجت ہیں تو اس امر کے مالک سے وہ باتیں دیکھنے میں آئی ہیں جو مطالع قدسیہ میں سے کسی سے سننے میں نہیں آئیں۔ تفصیل اسکی الواح اور سُور ملوک و سلاطین میں دیکھو۔

(۱۱) اگر پہلی کتابوں کی پیشین گوئیاں اور بشارتیں حجت ہیں تو آیات اور جسکے اوپر وہ آیات نازل ہوئی تھیں اسکے بیان یعنی احادیث نبوی اور جسکے گھر میں آیات نازل ہوئیں۔ (یعنی اقوال ائمہ اہلبیت) تائید میں موجود ہیں

(۱۲) اگر لا اسئلکم علیہ اجرا کے مطابق بے نیازی اور استغنی حجت ہو تو آپنے دنیاوی عزت و اقتدار کے موجود ہوتے ہوئے نہایت بے نیازی کے ساتھ عیش و آرام۔ جسم و جان اور ننگ و ناموس کو خدا کی راہ میں نثار کیا اور یہ روح آپکی جماعت میں ایسی جاری و ساری ہوئی کہ دوست و دشمن آشنا و بیگانہ شاہد و رطب اللسان ہیں۔

(۱۳) اگر اپنے ہمعصر مدعیوں سے تقدم زمانی رکھنا حجت ہو تو آپنے سب سے پہلے دعویٰ فرمایا (۱۴) اگر اظہار ماموریت کے بعد ایک مدت طویل تک زندہ رہنا حجت ہو۔ تو آپ نے بعد بعثت چالیس سال زندہ رہ کر (۱۵) اگر مختلف متعقبہ قوموں میں سے اسکی امت بنانا حجت ہو تو آپنے ایسی امت بنائی جو ہر قوم و ملت کے افراد پر مشتمل اور ہر ملک و قطر کے باشندوں پر محیط ہے۔

ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین — بای حجۃ امنتم بمظاھر اللہ من قبل والیوم بای برھان تستکبرون

خدائی گرفت

تم اپنی برہان پیش کرو تاکہ میں سمجھوں کہ تم پہلے مظاہر الٰہی پر کس حجت سے ایمان لائے ہو اور آج کس دلیل سے تکبر اختیار کر رہے ہو

ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین ۝ (الحاقۃ)

جناب میرزا غلام احمد صاحب مرحوم نے اس آیۂ شریفہ سے یہ مطلب لیا ہے کہ اگر کوئی مدعی دعوے الہام کے بعد ۲۳ برس کی عمر پائے تو وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اربعین ۳ میں بنظر ترجیح فرماتے ہیں۔ "اے مومنو! اگر تم ایسے شخص کو پاؤ جو مامور من اللہ ہونیکا دعویٰ کرتا ہے اور تمپر ثابت ہو جائے کہ وحی اللہ کے دعوے پر تیئیس برس کا عرصہ گذر گیا اور وہ متواتر اس عرصہ میں وحی پانیکا دعویٰ کرتا رہا ہے اور وہ دعویٰ اسی کی تحریروں سے ثابت ہوتا رہا ہو تو یقیناً سمجھ لو کہ وہ خدا کی طرف سے ہو کیونکہ ممکن نہیں کہ ہمارے سید و مولی احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی پانیکی مدت اس شخص کو ملے جس شخص کو خدا تعالیٰ جانتا ہو کہ جھوٹا ہے۔"

اس ارشاد کی روشنی میں دیکھنا چاہتے ہیں کہ آیا میرزا صاحب کو تیئیس سال کے اندر اندر خدا نے داہنے ہاتھ سے پکڑ کر انکی رگ جان کو کاٹ ڈالا ہے یا نہیں؟ بہائی محقق اسکے جواب میں یہ کہتا ہو کہ خدا نے میرزا صاحب مرحوم کو ایسی بھیانک طرح داہنے ہاتھ سے پکڑا پھر انکی رگ جان کو ایسا عمدہ طور پر کاٹ دیا جو اسکے خدائی وعید قرآنی کے شایاں تھا۔ چنانچہ خدا نے پہلے میرزا صاحب سے یہ الہامی مطالبہ کرایا "فتمنوا ان کان من دونی (یعنی دونی) انہ ھو المسیح الموعود" (خطبہ الہامیہ ص۱۲۶) (یعنی بتاؤ کون ہے جسنے بجز میرے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے) پھر اسکو خود میرزا صاحب ہی کے داہنے ہاتھ سے لکھوا کر تمام ملک میں شائع کرایا۔ یہ تو تھا پکڑا جانا داہنے ہاتھ سے۔ جسکو وحی الٰہی کی زبان میں لاخذنا منہ بالیمین سے ادا کیا گیا ہے۔ پھر آیۂ شریفہ کا دوسرا جزء پورا کرنے کیلئے خدا نے غازی محمود زرقانی ایدہ اللہ بنصرہ کو دلائل و براہین کی تلوار دیکر ۱۹۰۷ء میں میرزا صاحب مرحوم کے لئے لاہور کے میدان مقابلہ میں بھیجدیا جسکو بعد میرزا صاحب مرحوم ہمیشہ کیلئے دم بخود ہو گئے۔ کیونکہ ع بر بنا بد زشتگاں آواز

(مطبوعہ آگرہ اخبار پریس آگرہ)

©Afnan Library Trust, 2026

I No 21

جلد ۱ نمبر ۷ ۱۳۴۱ھ

موجہ ۱ یکم نومبر ۱۹۲۲ء

کوہ بیدار

مدیر مسئول سید محفوظ الحق علمی مولوی فاضل

مدیر معاون مہر محمد خاں شہاب لیر کوٹلوی

تاریخہائے اشاعت یکم ۹-۱۷-۲۵ ماہ انگریزی قیمت سالانہ للعہ ششماہی عا سہ ماہی ۸ر اجرت اشتہارات بذریعہ خط و کتابت

میرزا محمود زرقانی اور محفوظ الحق علمی انجمن احمدیہ دہلی میں

کل ۷ر تاریخکو چند حضرات فردوس ہوٹل میں تشریف لائے مختلف مسائل دینی پر گفتگو ہوتی رہی۔ جناب مولنا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلماء دہلی کی خواہش میں ایک انجمن ہے جسکا مقصد حزب قادیانی کی اصلاح و تردید ہے اسکے دو ارکان تشریف لائے وہ اپنی انجمن میں احمدی خیالات کے متعلق لیکچر کرانا چاہتے ہیں، آج دوشنبہ کو کسی وقت آخری اطلاع دینگے اور عام اعلان کرینگے،

کل مغرب سے پہلے حزب قادیان نے حضرت حکیم میرزا محمود زرقانی اور خاکسار کو اپنی انجمن میں بلایا اور باصرار دعوت دی۔ سید شفیع احمد محقق جو بلانے آئے تھے انہوں نے بار بار فرمایا کہ جماعت کے لوگ کہتے ہیں کہ محفوظ الحق کو بلائیے ہم انسے چند سوالات کرینگے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جماعت کے لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے کیا آئیگا۔ چنانچہ ان باتوں کے وقت جناب مولوی عبدالحق صاحب مبلغ لاہوری پارٹی بھی موجود تھے غرضکہ ہم انجمن احمدیہ کے مکان میں گئے وہاں سے ایک صاحب واپس آرہے تھے جنہوں نے نہایت درد کیساتھ شکایت کی کہ انجمن احمدیہ میں تو بجز ہنسی مذاق کے اور کچھ نہیں میں تو اسلیئے وہاں سے چلا آیا ہوں۔

غرضکہ ہم لوگ چونکہ مدعو تھے انجمن احمدیہ میں گئے مگر وہاں جاکر جو دیکھا اور سنا اسکی ہمیں امید نہ تھی، احمدی صاحبان استہزار اور ہنسی مذاق میں وقت کو ضائع کرتے رہے۔ سائل کیطرف شائستگی اور تہذیب کیساتھ متوجہ نہیں ہوئے۔ جسکے لئے حافظ شفیع احمد صاحب نے کئی دفعہ انکو روکا۔ میں نے بار بار عرض کیا کہ کیا حضرت مرزا صاحب کی یہی تعلیم ہے جسکا نمونہ آپ ہمیں دکھا رہے ہیں۔ بالآخر کئی احمدیوں نے کہا کہ ڈیڑھ کو کب ہند آئے ہوئے ہیں چونکہ یہ احمدی جماعت سے بھائی ہوئے ہیں اسلئے ہم ان سے کچھ سوالات کرنا چاہتے ہیں، میں نے کہا بسم اللہ میں حاضر ہوں۔ پہلے تھوڑی دیر میں اپنے مقصد کو بیان کردونگا کہ بھائیوں کے عقائد کیا ہیں اور میں نے کس چیز کو قبول کیا ہے۔

اسکے بعد احمدی دوست جو کچھ چاہیں مجھسے آزادانہ سوالات کرسکتے ہیں۔ چنانچہ اسپر جناب محمد حسین آسمان نے فرمایا کہ ۲۰-۲۵ غایت آدھ گھنٹہ آپ وقت لے لیں اور اسکے بعد مولوی عمر الدین صاحب اتنا ہی وقت لیکر تقریر کرینگے۔ میں نے اسکو منظور کرلیا۔ اسکے بعد جماعت احمدیہ میں یہ اختلاف رائے پیدا ہوا کہ بعض نے کہا ہم علمی کی تقریر نہیں سنینگے، حضرت صاحب (یعنی خلیفہ صاحب) کا حکم ممانعت ہے جناب امیر جماعت احمدیہ اٹھکر چلنے لگے اسپر چہ میگوئیاں ہوتی رہیں بالآخر یہی فیصلہ رہا کہ ہم علمی کی تقریر نہیں سنینگے۔ میں نے کہا بیشک کیوں نہ۔ حضرت میرزا صاحب مرحوم نے لکھا ہے کہ جب کسی قوم میں کوئی نیا فرقہ پیدا ہوتا ہے تو اسکے اثر سے بچنے کے لئے وہ قوم اسکو ہر طرح بائیکاٹ کرتی ہے تاکہ اسکا "تازہ اثر قوم میں نہ پھیلے۔ چنانچہ جو دلائل میرے پاس ہیں انکے اثر سے بچنے کے لئے یہ بائیکاٹ کی پناہ لی گئی ہے ((اور دانا امام نے اپنی ہوشمند جماعت کو حکم فرمادیا کہ آنکھیں بند کرلو ورنہ اگر آنکھیں کھولو گے تو گڑھے میں گر جاؤ گے کاتب)) اور میری ذات پر مختلف بیجا الزامات لگائے گئے ہیں تاکہ ان دلائل سے جنکے سامنے احمدیوں کے لئے بجز اسکے کچھ چارہ نہیں کہ وہ بہائی ہوجائیں یا الگ رہکر مسلمانوں میں ملجائیں، احمدیہ جماعت کو بچایا جائے، اسی لئے یہ بائیکاٹ اور نفرت انگیز حرکات کیجارہی ہیں"

جناب مولوی عمر الدین صاحب نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تین صحابہ سے بائیکاٹ کیا تھا۔ میں نے کہا یہ استدلال یہاں چسپاں نہیں وہ تین صحابہ مسلمان ہی رہے تھے اور جماعت اسلام سے الگ نہیں ہوئے مگر میں تو قادیانی جماعت سے نکل چکا ہوں اور اب اسی طرح ہوں جسطرح اور بہائی ہیں۔ میرے ساتھ بائیکاٹ کرنا ویسا ہی نہیں ہے جیسا آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال پیش کرتے ہیں وہاں تو ھا تو بُرھانکم کا ڈنکا بج رہا تھا۔ اور یہاں دو برد آکر کھڑا ہو تو آپ لوگ ایک غیر متعلق مثال کو یہاں نہ بنا رہے ہیں

(بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ ۷ کالم ۲)

نوید ورود حضرت ولی امر اللہ

ھو اللہ

دلا بوجد و طرب آکہ یار باز آمد
بہوش باش کہ باب وصال باز آمد

رخ نگار دمید و گہ وصال رسید
بسر شبان غم ہجر جانگداز آمد

بباغ عشق رخش چون ہزار نغمہ برآر
کہ در چمن گل نازہ بہار راز آمد

زسر گرفت تن مردہ زندگی زین ذوق
دل گداختہ فارغ زسوز و ساز آمد

بعاشقان جفا دیدگان دلدادہ
ہزار مژدہ کہ آن یار دل نواز آمد

چو دید قبلۂ ابروے یار دل گفتا
کہ گاہ عجز و نیاز و گہ نماز آمد

تن چو صعوہ کہ از ہجر یار بود فگار
بسوئے ساعد و صلش چو شاہباز آمد

زشوق و جہل لب و روئے دلبر ممتاز
روان عاشق بیدل باہتزاز آمد

دل از نشاط ورود ولی امر اللہ
قرین نغمہ و نائے و سرود و ساز آمد

عزیز یوسف کنعان عہد بہائی
بارگاہ بہا با دو صد نیاز آمد

درآستان قدم یافت حالتی کہ بروں
زقید و حدہ و غم عالم مجاز آمد

خنک دلے کہ زوصلش حیات باقی یافت
خوش آن تنے کہ ازین فضل سرفراز آمد

ہزار شکر کہ باصد نوا و عجز و نیاز
بدرگہش تن محمود چون ایاز آمد

©Afnan Library Trust, 2026

اسباب اتحاد و محبت

مہاتما گاندھی اور خواہان اتحاد

۱۴ر اکتوبر ۱۹۱۱ء حضرت عبدالبہاء نے پیرس کے ایک بہائی سیوا اسکاٹ کے مکان پر ایک لکچر اسباب اتحاد و روابط محبت پر دیا تھا، وہ انتظامیہ کمیٹی اتحاد کانفرنس کے غور و خوض کیلئے پیش کیا جاتا ہے تاکہ ہمارے اس نوٹ کو تعصب پر مبنی نہ سمجھا جائے جو گذشتہ اشاعت میں مہاتما گاندھی کے جواب پر شائع ہوا۔

ح - ع

خدا کی تمام کتابوں جو کسی قوم پر بھی اسنے نازل کی ہیں ایک ایسے دن کے آنیکا وعدہ دیا گیا ہے جسدن تمام آدمی امن و امان اور راحت میں ہو جائینگے، اور عالم انسانی کو اتحاد و اتفاق حاصل ہو جائیگا۔ تراع و جدال نہ رہیگی۔ لڑائیاں و جھگڑے مٹ جائینگے۔ تمام ملتیں آپسمیں مل جل جائینگی۔ اور عالم انسانی کی وحدت جلوہ نما ہو جائیگی اب ہم دیکھتے ہیں کہ اسدن کی صبح نمودار ہوئی ہے۔ اور اسکی روشنی چار و نطرف پھیلنی شروع ہو گئی اور تمام دنیا میں ایک عالمگیر ہلچل مچگئی ہے۔ سارا جہان اسبات کی گواہی دیتا ہے کہ جبتک سب گھلمل مل نہ جائینگے دنیا سے امن و عیش غائب رہیگا۔ اور یہ محبت ہی ہے جو دنیا کی زندگی کا باعث ہے۔ اتحاد ہے جو لوگوں کی سعادت کا سبب ہے، لیکن ہر چیز اسباب پر منحصر ہے۔ جبتک اسباب مہیا نہ ہونگے کوئی چیز حاصل نہیں ہو سکتی۔ مثلاً یہ چراغ گلوب تیل بتی کا محتاج ہے تاکہ وہ روشنی دیسکے، ہم چاہتے ہیں کہ تمام لوگوں میں محبت ہو جائے، لیکن محبت کے لئے اسباب کی ضرورت ہے، کسیوقت رشتہ داری و کنبہ داری اسکا باعث ہوتے ہیں۔ کسی وقت ہموطنی محبت کا سبب ہوتی ہے کسی وقت ہمزبانی میل ملاپ کا سبب ہوتی ہے۔ کسی وقت ہمجنسی محبت کا سبب ہوتی ہے۔ کسیوقت نفع نقصان کی شرکت محبت و اتحاد کا سبب ہوتی ہے، کسیوقت گرو اور چیلے اوستاد و شاگرد کا رشتہ پیار و محبت کا سبب ہوتا ہے کسیوقت سیاسیات محبت کا سبب ہوتی ہیں لیکن یہ تمام اسباب عارضی ہیں انسے ایک عام اور وسیع اور کامل محبت حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ سب صرف ایک وطن کے باشندوں میں محبت و ملاپ کر سکتے ہیں۔ دوسرے وطن کے باشندے اس سے محروم رہینگے۔ ہمجنسی کا رشتہ اس جنس کے لوگوں میں ملاپ کراتا ہے یہ تمام رشتے محبت کے کوئی عالمگیر محبت پیدا نہیں کر سکتے اور وجنسی یا تجارتی یا سیاسی یا وطنی اسباب کسی عالمگیر اتحاد کی بنیاد ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ تمام رشتے مادی اور جسمانی ہیں اور مادی تمام رشتے محدود ہوتے ہیں، کیونکہ مادہ جب محدود ہے تو اسکے رشتے بھی محدود ہیں، پس معلوم ہوا کہ سب سے بڑا وسیلہ لوگوں میں اتحاد پیدا کرنیکا قوہ روحانی ہے، کیونکہ وہ کسی حدود میں محدود نہیں ہے دین تمام دنیا میں اتحاد پیدا کر سکتا ہے، خدا کی طرف توجہ کریں تمام دنیا میں ملاپ ہو جائیگا، خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا تمام دنیا کو ملا دیگا اور جب اتحاد حاصل ہو گیا تو محبت اور الفت بھی حاصل ہو جائیگی، لیکن دین سے یہ تقالید مراد نہیں ہیں جو لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ بلکہ یہ سب عداوت کا سبب ہیں۔ نفرت کے سبب ہیں۔ جنگ و جدال کے سبب ہیں۔ خونریزی کے سبب ہیں۔ غور کیجئے۔ اور تاریخکو خوب گہری نظر سے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ دنیا کی تمام لڑائی اور جھگڑے کے باعث یہی عقائد ہیں جو لوگوں کے ہاتھ میں بطور تقلید کے ہیں۔ پس دین سے میری مراد (یہ تقلیدی عقاید نہیں بلکہ) شمس حقیقت کا نور ہے اور خدا کے تمام ادیان کی بنیاد ایک ہی ہے ان سب کی حقیقت ایک ہی ہے، تمام ادیان کی روح ایک ہی ہے، سب ایک ہی نور سے روشن ہیں اور جدا جدا نہیں ہیں۔

منجملہ خدا کے دین کی ایک بنیاد حقیقت کی تلاش ہے کہ تمام لوگ سچائی کی تلاش کریں، جب حقیقت ایک ہی ہے تمام دنیا کو یکجا کر دیگی حقیقت علم ہے۔ اور خدا کے ادیان کی بنیاد بھی معرفت ہے۔ معرفت (گیان) دلوں کو ملا دینے کا سبب ہو جائیگا۔ حقیقت لوگوں میں الفت پیدا کرتی ہے، حقیقت لوگوں سے تعصب چھڑا دیتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ تمام دنیا کو خدا کا بندہ جانو۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام قوموں کو خدا کی مخلوق خیال کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام چیزوں میں ایک قیض کو ملاحظہ کرو فقط یوں سمجھو کہ لوگوں میں مختلف مرتبہ ہیں ایک مرتبہ نقص کا ایک کمال کا مثلاً بچے اپنی کم عمری میں نادان ہیں لیکن اسلئے انکو برا نہیں کہنا چاہیے ان نادان بچوں بچونکی تربیت کرنی چاہیے تاکہ وہ مرتبہ بلوغ کو پہنچیں۔ اس نئی پود کی رکھوالی کرنی چاہیے تاکہ وہ میوہ دیسکیں۔ اس زمین کو صاف کرنا چاہیے تاکہ برکت کا بیج پھولے اس بیمار کی دوا دارو کرنی چاہیے تاکہ یہ چنگا ہو، کسی شخص سے بغض نہیں رکھنا چاہیے تمام دنیا سے محبت کرنی چاہیے، اگر یہ بنیاد مضبوط ہو گئی تو محبت حاصل ہو سکیگی، نیز یہ کہ ہمیشہ خدا سے دعا کرنی چاہیے تاکہ وہ دلوں میں محبت پیدا کرے۔ آہ وزاری کرنی چاہیے تاکہ حقیقت کے سورج کی روشنی سب پر چمکے سب کے سب خدا کی رحمت کے دریا میں غوطے لگائیں۔ رونا اور گڑگڑانا چاہیے تاکہ سب ناقص لوگ کامل ہو جائیں۔ سب بچے بالغ ہو جائیں۔ محبت کا سورج مشرق اور مغرب دونوں کو روشن کر دے۔ اور خدا کی محبت کے نور سے تمام دل روشن ہو جائیں، تمام کان سننے لگیں۔ تمام قلب پاک جھونکوں سے منجذب ہو جائیں، ارواح خدا کی بشارتوں اور خوشخبریوں سے مسرور ہو جائیں۔ اسلئے میں بھی دعا کرتا ہوں

عالم روحانی مطابق عالم جسمانی ہے

نظر حقیقت سے جب دیکھا جاتا ہے تو عالم روحانی مطابق عالم جسمانی دکھلائی دیتا ہے اور جسطرح سے عالم جسمانی میں موسم بہار ہے، موسم گرما ہے، موسم خزاں ہے، اور موسم سرما ہے، اسیطرح عالم روحانی میں بھی مختلف موسم اور فصلیں ہیں حضرت موسی کا زمانہ موسم بہار کیطرح تھا۔ جب قوم بنی اسرائیل روحانی خزاں میں مبتلا ہو گئی تھی اور پوری ذلت اور خواری میں گرفتار ہو گئے تھے اور جہالت کی ظلمت میں حیران و سرگردان پھرنے لگے تھے تو موسوی بیبیقار نے انکو روحانی احساسات عطا فرمائے اور آسمانی تربیت بخشی اور انکی اوپر رحمت کی بارش برسائی لیکن اس بہار کے بعد موسم بدلا اور گرمی شروع ہو گئی۔ وہ بہار کی رونق جاتی رہی اور پہلی حالت پر واپس ہو نیلگی۔ سردی آنیلگی اور ظلمت چھا گئی۔ پھر حضرت عیسیٰ بہار روحانی تھے انکا ظہور تمام جہان پر چھا گیا۔ ان روحانی احساسات کو پہلے سے زیادہ تیزی کیساتھ ظاہر کیا۔ دنیا میں نئی رونق ہو گئی عالم انسانی گلزار ہو گیا اسکے بعد موسم خزاں دوبارہ آیا روحانی لیڈر دنیاوی لیڈروں کے ہمنوا ہو گئے اور حضرت عیسیٰ کی رکھی ہوئی بنیاد بالکل بدل گئی، لوگ بغیر سمجھے بوجھے رفتار کرنیلگے۔ عیسائی امت اسیر ہو گئی اور روسا و امرا نے من شوخ کیطرح اپنا تسلط کر لیا۔ خدا کی تعلیمات بالکل ہاتھ سے جاتی رہیں اور اندھی تقلید نے رواج پکڑا۔ مثلاً خواہ کیسا بھی گناہ ہوتا دنیا رئیس کی پھونک سے بخشش دیا جاتا۔ اور کیسا بھی ظلم و ستم ہوتا محض پادری صاحب کے رو برو بیان کر دینے سے معاف ہو جاتا۔ دنیا ایسی تاریکی میں تھی کہ اور ممالک غرب (یورپ و امریکہ) نہایت درجہ وحشیانہ کی حالت میں تمام مادی اور اخلاقی ترقیوں سے محروم کہ یکایک حضرت محمد رسول اللہ کا نور چمکا اور خدا کے عدل و انصاف کی بنیاد تاسیس ہوئی۔ عربستان روشن ہو گیا۔ اور خدا کی شریعت کا جھنڈا بیابان میں لہرانے لگا۔ وحشی قوموں نے تربیت پائی اور شریعت اللہ نے بڑی ترقی کی۔ کچھ زمانہ کے بعد پھر تبدیلی واقع ہوئی یہانتک کہ خدا کے دین مبین کے نور کا اثر بالکل نہ رہا۔ جہالت اور نادانی عالمگیر ہو گئی کیونکہ تغییر و تبدل امکان کے لوازم ذاتی میں سے ہیں اور یہ ممکن نہیں کہ تبدیلی واقع نہ ہو۔ ضرور ہر آبادی کے بعد یہ بادی ہے اور ہر روز روشن کے بعد رات کی تاریکی۔ جب ظلمت چار و نطرف چھا گئی اور دین الہی کی بنیاد بالکل اوٹھ گئی۔ احساس روحانی بالکل نہ رہا۔ دیانت صرف لفاظی کا نام رہگیا اور غلط استعمال سے تکلیف اور پریشانی کا باعث ہونیلگا جو چیز اتفاق و اتحاد کا سبب تھی وہ لڑائی جھگڑا کا بہانہ بننے لگی اسلئے خداوند کریم نے اپنی رحمت کبریٰ کی رو سے ایک ستارہ چمکایا۔ مشرق زمین ایران سے ہدایت کبریٰ کے مبشر حضرت باب ظاہر ہوئے پس حضرت بہاء اللہ کی شمع نورانی نور افشاں ہوئی اور انکی تعلیمات رائج ہوئیں خدا کا دین نورانیت ہے۔ حسن اخلاق ہے، خدا کے دین کی بنیاد وہ لکچر ہے جو پیرس لندن میں بیان کیا تھا، اسکو پڑھو تو تمکو معلوم ہو جائیگا کہ دنیا کے لوگ بالکل خدا کے دین کی بنیاد کو بھول چکے ہیں اور اسی وجہ سے ایک بڑی جماعت سمجھدار اور عالم پڑھے لکھے لوگوں تمکی دین سے بیزار ہے۔ حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ اگر دین اتحاد اور ملاپ کا سبب نہو اسکا نہونا اسکے وجود سے بہتر ہے۔ دین کے ذریعہ محبت پیدا ہونی چاہئے۔ دوا مریض کو اچھا کرنیکی چیز ہے اگر دوا سے مرض پیدا ہو تو اس دوا کو نہ پینا بہتر ہے۔ منجملہ ان چیزوں کے جنکا میں نے لندن سے رواج کے وقت ذکر کیا تھا انکو دیکھو تاکہ تمکو حضرت بہاء اللہ کے دین کا اساس معلوم ہو۔ (نوٹ) یہ مضمون

©Afnan Library Trust, 2026

اقتباس الحق

اہل قادیان اور اہل فارس

نمبر ۲

مرزائی بہائی

وعن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلا ھذہ الآیۃ "وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم" قالوا یا رسول اللہ من ھؤلاء الذین ذکر اللہ فی تتولوا نستبدلوا بنا ثم لا یکونوا امثالنا فضرب علی فخذ سلمان الفارسی ثم قال ھذا وقومہ ولو کان الدین عند الثریا لتناولہ رجال من الفرس۔ رواہ الترمذی۔

(مشکوۃ باب جامع المناقب جلد ۴ ص۱۵۸)

اس حدیث کا مصداق بہائی علی محمد باب کو اور مرزائی مرزا غلام احمد صاحب کو ٹھہراتے ہیں۔ لہذا ان دونوں مدعیوں میں دیکھیں اپنے دعوے میں کون سچا نکلتا ہے۔ (اخبار اہلحدیث ۲۲ اگست ۱۹۱۹ء)

یہ سوال ایک اہلحدیث برادر کی طرف سے حنفیہ کرام پر تھا۔ اسوقت تو اسکا جواب کچھ بے نتیجہ اور غیر موزوں ہوتا لیکن آج تینوں مدعی ہندوستان کی اخباری پبلک میں زور و شور سے موجود ہیں لہذا انکی بیانات انکی کتابوں سے درج ذیل ہیں مگر آسانی کے لئے حدیث مذکور کا مطلب بھی بیان کرنا ضروری ہے جو یہ ہے:

روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی یہ آیت "اگر منہ پھیرو تم لاوے گا خدا تعالے تمھارے بدلہ میں ایک گروہ کو سوائے تمھارے پھر وہ نہیں ہونگے مانند تمھارے" یعنی بلکہ بہتر ہونگے تم سے۔ عرض کیا بعض صحابہؓ نے یا رسول اللہ کون ہیں وہ لوگ کہ ذکر کیا خدا نے کہ اگر روگردانی کریں ہم تو تمھارے بدلے میں اور بجائے ہمارے لائے جاویں پھر وہ نہیں ہونگے مانند ہمارے۔ پس مارا آنحضرتؐ نے ہاتھ اپنا اوپر ران سلمان فارسی کے پھر فرمایا کہ وہ لوگ یہ ہے اور قوم اسکی یعنی فارسی اور عجمی اور اگر جوتا دین نزدیک ثریا کے یعنی آسمان میں تو البتہ لیتے اسکو کتنے اشخاص فارس میں سے۔ نقل کی یہ ترمذی نے۔

(مظاہر الحق باب جامع المناقب تتمہ جلد چہارم ص۲۰۳۵)

اب بیانات سنئے

مرزائی بیان | برلاس ایک مشہور قوم مغل ہے جسمیں تیمور جیسے نامور فاتح اور عالی انسان گذرے ہیں۔

چھٹی صدی ہجری کے قریب قراچار نامی اس قوم کا اعلیٰ مورث تھا۔ قراچار نے اپنی قوم برلاس کو سمرقند کے جنوب کی طرف کچھ تاتیس میل کے فاصلہ پر شہر کش کے گرد و نواحیں آباد کیا۔ تمام علاقہ جو دریائے کشک سے بحیرۂ خوارزم تک اور افغانستان و بلوچستان سے بخارا تک پھیلا ہوا ہے فارس کہلاتا تھا۔ چنانچہ دور بڑے مشہور مصنف بھی اسی طرف گواہی دیتے ہیں بلکہ بقول بعض اکثر حصہ افغانستان اور بلوچستان موجودہ اور دریائے گنگا کے جنوب سے شمال علاقہ جو کاشغر کی طرف پھیلا ہوا ہے اسی میں داخل تھا اور کش بھی انہی حدود کے اندر ہے (رسالہ تحقیق از ابو البرکات احمد کاہلوی ص۳۰۲)

اس معتوں پر ہم کچھ لکھنا بیکار سمجھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب اہل فارس خصوصاً سلمان فارسی کی اولاد سے ہیں کیونکہ دنیا جانتی ہے اور تاریخیں بھری پڑی ہیں کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب خاندان برلاس سے ہیں اور وہ سلمان فارسی کی اولاد ہیں۔ ایضاً ص۱۹۲

"خراسان فارس کا صوبہ ہے اور سمرقند خراسان میں ہوا تو سمرقند فارس میں ہی ہوا۔ لہذا قادیانی صاحب سمرقندی الاصل اور فارسی الاصل ہوئے آپ کسی ایک مسئلہ میں حضرت اقدس کو بتاویں کہ وہ کتاب و سنت سے کیا لغت رکھتا ہے۔ ہمارا مسیح موعود اپنے دعوے پر کتاب اللہ و سنت صحیحہ رویا اور مکاشفات صالحین بہت بیان کرتا ہے، آسمان و زمین اسکے دعوے کی تصدیق کر رہے ہیں (صفحہ ۲۴۴ کا حاصل از شمس الہدایۃ مولوی محمد حسن امروہوی، رسیف حشتیائی ص۳۰)

بہائی | (حضرت) باب ایک تجارت پیشہ شخص تھے ان کا سلسلہ نسب سادات عظام سے ملتا ہے وہ یکم محرم ۱۲۳۵ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۸۱۹ء کو شیراز میں پیدا ہوئے۔ (باب الحیات ص۲)

"فارس فقط شیراز کا نام ہے اور احادیث میں مشرق زمین بھی اسی کا نام ہے یعنی شیراز کا اور اسکا نام دار العلم شیراز مطلع اہل فرس ہے"

(رسالہ بہائی عمدۃ التنقیح ص۱۵)

مرزا صاحب قادیانی | بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ بخاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خلق اور خلق میں ہمرنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ اور اسکا اسم آنجناب کے اسم سے مطابق ہوگا یعنی اسکا نام بھی محمد اور احمد ہوگا اور اسکے اہلبیت میں سے ہوگا۔ دھاشیما یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی اسکی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سلمان منا اھل البیت علی مشرب الحسن میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سلم اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں۔ یعنی مقدر ہے کہ وہ صلح میرے ہاتھ پر ہونگی۔ ایک اندرونی جو اندرونی بغض و شحنا کو دور کریگی اور دوسری بیرونی جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کرکے اور اسلام کی عظمت دلوں میں کرکے غیر مذہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دیگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی میں مراد ہوں ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی کی صادق نہیں آتی۔ اور میں خدا سے وحی پاکر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں اور بموجب اس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے۔ بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں یہ ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اسمیں سے ہوں چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے منہ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ حقیقۃ النبوۃ ص۲۶۶)

اس معقول بیان کو جو تاریخی ثبوت کے علاوہ "البات اور بشارات اور مکشوفات پر مبنی ہے بہائی بالکل نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ بالا مہدی تو فارس ہی میں پیدا ہوا اور خاص سادات میں سے تھا۔ پھر کیسی الہام اور وحی کو کیوں مانیں۔ چنانچہ یوں جواب دیتے ہیں۔

بہائی | صحیح بخاری صحیح مسلم۔ ترمذی شریف۔ بیہقی شریف میں رجال من الفرس کے الفاظ ہیں۔ رجال من الفرس۔ یہ بھی ہوا ہے کہ جس زمانہ میں یہ لوگ ہونگے ایران میں ہونگے اور پرانی کہلائینگے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ فارس یہاں ظرف مکان ہے اور من اسجگہ مرادف فی ہے اور یجائے حروف ظرف ہے کتب نحو و لغت ملاحظہ فرمالیجئے۔ لہذا حدیث یہی بتاتی ہے کہ یہ ایرانی فرد ہوگا اور ایران میں ہوگا اب فرمائے کہ اس حدیث کو جناب میرزا صاحب سے کیا لگاؤ تھا نہ تو ان پر دجال کا اطلاق ہو سکتا ہے نہ وہ ایرانی ہو سکتے ہیں۔

یہ تو اللہ میاں کی بڑی زبردستی ہے کہ کھلوایا رجال من الفرس اور آپکے زعم میں مراد کبھی رجال من الھند۔ لوگ شجرے دیکھیں نسب نامے پڑھیں تاریخی ورق گردانیاں کریں تو کہیں نتیجہ یہ پہنچیں صاحب حدیث کے سیدھے سادے لفظوں کو الٹی کھیر نہ بنائے۔ آخر خدا کا خوف بھی کوئی چیز ہے یا نہیں، یوں تو کل کو سندھ کا پرسوں کو کابل کا اترسوں کو روس کا بھی کوئی نہ کوئی کہدیگا کہ میں بھی فارسی الاصل ہوں اور اس حدیث کا مصداق ہوں کہ کسی زمانہ میں یہ ملک بھی فارس کی حدود میں داخل تھا۔ امریکہ کے ڈوئی کو نہ سوجھی نہیں تو وہ بھی کہدیتا کہ میں بھی فارسی الاصل ہوں۔ ثبوت میں الہام پیش کر دیتا۔

فارسی الاصل بننے کیا دیر لگتی ہے آپکے ہاں تو سید چٹکیوں میں بنتا ہے چنانچہ جناب میرزا صاحب لکھتے ہیں میری دادیوں پر دادیوں میں سے کوئی سیدانی بھی تھی اسلئے بھی عترت میں داخل ہوں۔ اور دنیا کے سید ونکی سیادت میں تو ہیں شبہ بھی رہیگا مگر آپکو تو اپنی آنکھوں سے سید بنتے دیکھ لیا۔ "ہر کہ شک آرد کافر گردد"

(عمدۃ التنقیح صفحہ ۱۷-۱۹-۲۰)

اے قادیانی صاحبان! علمار کرام اور صوفیار عظام کو یہودی اور بدترین مخلوق وغیرہ لکھتے تو آپکی قلمیں گھس گئیں مگر ان مسائل میں اپنے اتنے بڑے دشمن کے سامنے کیوں خاموش ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپلوگونکی تمام طاقت خرچ ہو چکی ہے مگر افسوس کہ بیجا خرچ ہوئی، اگر آپ اسلام کے سیدھے خیر خواہ ہیں تو اب بھی مناسب ہے کہ جو رکیک تاویلات کا سلسلہ آپ اسلامی دنیا میں پھیلا رہے ہیں اس سے باز آجائیے اور اسلام کے سیدھے سادے مسائل کو سلف صالحین کی آنکھوں سے دیکھئے جس سے مرزا صاحب تو بیشک آپ سے چھوٹ جائینگے مگر اسلام بڑی بچتگی سے آپکے ہاتھ میں آجائیگا۔

(خاکسار محمد حسین صابری عفی عنہ تونسوی بریلی)

اہلحدیث | یہ حدیث اپنا مطلب بتانے میں صاف ہے۔ حضور علیہ السلام سے سوال ہوا کہ قرآن مجید میں کہ قرآن مجید میں جو ارشاد ہے کہ "اگر تم "اہل عرب" روگردانی کروگے تو ہم (خدا) ہلاک اور قوم کو دین کی متولی بنا دینگے پھر وہ تمھارے جیسے نہ ہونگے"

یہ کون لوگ ہیں؟ حضور نے سلمان فارسی کیطرف اشارہ فرمایا ھذا واصحابہ یعنی عرب کے بعد فارسی لوگ اسلام کے خدمتگار ہونگے پھر اس فقرہ کی دلیل میں حلفیہ بیان فرمایا۔ "قسم اسکی کہ جان میری اگر ایمان آسمان پر پہنچا ہوتا تو فارسی لوگ اسے لے آتے"۔ تحقیق طلب بات یہ ہے کہ کسی ملک کی طرف عجیب انبار کا لفظ مضاف ہو تو وہاں اس ملک کے اصلی رہنے والے مراد ہوتے ہیں یا دور دراز پیشہ ارپیشہ سے تعلق رکھنے والے مثلاً کہا جائے انباء عرب۔ انباء عجم انباء پنجابیہ تو اس سے کیا مراد ہے؟ یہی کہ ان ممالک کے باشندے۔ اسمیں کسی خاص شخص کی طرف اشارہ نہیں نہ کسی زمانہ کی طرف کنایہ ہے بلکہ عام حالت کی بیان کی ہے۔ واللہ اعلم

نوٹ | اہلحدیث کا یہ فیصلہ واقعی انصاف پر مبنی ہے کہ یہاں جس گروہ کا ذکر ہے وہ ایران میں ظاہر ہوگا۔ باقی تخصیص زمانہ یا اشخاص کے بارہ میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے واللہ اعلم۔ یہ تعین صرف اہل ہبار کر سکتے ہیں کیونکہ لا یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم اور یہ انکو جو راسخ فی العلم ہیں یوم یأتی تاویلہ کے پانیوالے اصحاب قبدی و مسیح ہیں۔ لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا (النباء)

©Afnan Library Trust, 2026

جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت

مہدی موعود کون ہے؟

ہمارے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ کوکب ہند جلد اول نمبر ۶ میں جماعت احمدیہ کے مسلمہ دلائل سے ہمنے ثابت کیا تھا کہ مہدی موعود کی تمام علامات اپنے حقیقی مصداق سید علی محمد باب پر چسپاں ہوتی ہیں۔ مگر جماعت احمدیہ کے بزرگترین فاضل شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے ہمارے دلائل کو لاجواب پاکر بجائے اسکے کہ یہ ثابت کرتے کہ یہ علامات جیسا کہ جناب میرزا صاحب مرحوم اور جماعت احمدیہ کا بیان ہے سوائے موصوف آنجہانی کے کسی دوسرے میں نہیں پائی جاتیں الٹی کج بحثی شروع کردی کہ چونکہ فلاں فلاں حدیث سید باب پر چسپاں نہیں ہوتی۔ لہذا وہ مہدی موعود نہیں درآنحالیکہ ظہر کی یہ حالت ہے کہ شاذونادر ہی کوئی ضعیف اور مجروح حدیث آپکو پیش اپر چسپاں ہوتو ہو۔ بہرکیف آپ مفصلہ ذیل دلائل بیان فرماتے ہیں

پہلی علامت:۔ چونکہ احادیث میں مہدی موعود کا یہ منصب بیان کیا گیا ہے کہ سوائے اسلام کے جملہ ملل باطلہ کو ہلاک کریگا۔ مگر سید علی محمد باب نے الٹا اسلام کو منسوخ کیا۔ اور بجائے فتنہ دور کرنے کے فتنۂ سود کو جسکا ذکر حجج الکرامہ صہ ۳۶۴ پر درج ہے رواج دیا۔ لہذا سید مذکور مہدی موعود نہیں (خلاصہ)

الجواب:۔ اسلام کے نسخ کا سہرا تو جناب مرزا صاحب ہی کے سر پر ہے۔ جنہوں نے باوجود صاحب شریعت نہ ہونیکے اسلام کے بہت سے احکام میں تبدیلی فرمائی ہے، اور اسلامی دنیا اس سے ناآشنا نہیں۔ رہا سید علی محمد باب کا اسلام کو منسوخ کرنا سو یہ آپکی خوش فہمی ہے۔ جس کی وجہ غالباً اسلام کے معنی سے ناواقفیت ہے۔ سنئے جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترک رضائے خویش پئے مرضئ خدا

(۲) ان الدین عند اللہ الاسلام کے معنی جناب مولنا حکیم نورالدین صاحب مرحوم یوں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین فرمانبرداری ہے۔" مزید تصدیق چاہو تو وہ بھی حاضر ہے۔ حضرت اکمل فرماتے ہیں کہ :۔

اسلام تو فرمانبرداری کا نام ہے۔ جو خدا کا حکم ہو اسکو مان لو یہی اسلام ہے (ریویو اگست ۲۴ء صہ ۲۵)

اور اگر کہو کہ تم تو نئے حکم پیش کرتے ہو۔ تو اسلام تو آدم علیہ السلام سے لیکر الی الیوم القیام نیا اور پرانا ہوتا ہی رہیگا۔ جیسا کہ جناب میرزا بشیرالدین صاحب محمود احمد ایدہ اللہ الاحد سابق اڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان فرماتے ہیں کہ

اسلام ابتک وہی اسلام ہے جو آدم سے لیکر نبی کریم تک اور انسے آجتک تھا۔ اسلام ہمیشہ نیا اور ہمیشہ پرانا ہے۔"

(ملاحظہ ہو تشحیذ جلد ۸ نمبر ۳ صہ ۱۴۴)

مگر کیا آپلوگ ایمان سے بتا سکتے ہیں کہ دین موسوی اور عیسوی اور محمدی ایک ہی ہے۔ اگر ایک ہی ہے تو مختلف کتب کے نزول کی وجہ؟ اور اگر ایک نہیں جیسا کہ یقیناً نہیں (سوائے اصول وحقیقت کے) کیونکہ فروع تغیر زمانہ سے تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً طریق عبادات قوانین سیاسیہ وغیرہ۔ اور یہ ایسے امور ہیں کہ اگر سابقہ زمانہ کا نبی صاحب شریعت اس وقت میں آجائے تو سوائے اسکے نہیں کہ وہ بھی انہیں قوانین کا موید اور پیرو ہو۔ اور یہی راز حدیث لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی میں مضمر اور ایسا ہی صاحب اشاعہ مہدی کے متعلق بیان کرتے ہیں چنانچہ لکھا ہے۔ مہدی قیاس را نمیداند .... وے حکم نمیکند مگر بالقرآن ملک مسدد کہ او تعالیٰ بسوئے فرستادہ باشد وذلک ھو الشرع المحمدی الذی لو کان محمد صلعم حیا ورفعت تلک النازلۃ لہ لم یحکم فیھا الا بحکم المھدی

(حجج الکرامہ صہ ۳۳۲)

اگرچہ سید صدیق بوجہ خوگر تقلید ہونے کے آپکی طرح اسپر بہت سٹ پٹائے ہیں لیکن یہ وہی قول ہے جو آنحضرتؐ نے موسیٰؑ وعیسیٰؑ کے لئے بجا طور پر فرمایا۔ پس مہدی کا صاحب دین ہونا یا اسکے دین کا نیا ہونا آپکے مسلمات کے موجب اسلام کے منافی نہیں۔ بلکہ عین اسلام ہے۔ پس سعادت یہی ہے کہ آپ حقیقی معنوں میں مسلمان کہلانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ دور حسنروی اسی کا نام ہے۔

رہا سوال فتنۂ سود کا۔ اگر آپ اس لحاظ سے مہدی نہیں تو پہلے اپنے مقتدا کی مہدویت کو بھی خیرباد کہیے۔ کیونکہ کار تبلیغ میں سود کے استعمال کا فتویٰ آپ کے قلم سے بھی نکل چکا ہے اور دیگر فتن کا آپنے جو استیصال فرمایا اسپر پنجاب بھر کے لوگ شاہد ہیں۔

تیسری علامت | حجج الکرامہ صہ ۳۵۰ پر لکھا ہے کہ مہدی کو پہلے حضرت علی کی اولاد سے ایک شخص مہدی ہونے کا دعویٰ کریگا لیکن وہ مہدی نہ ہوگا بلکہ جھوٹا ہوگا۔ وہ یا قتل کیا جائیگا یا خود ہی جلد ہلاک ہوجائیگا۔ چونکہ وہ خود سید باب ہے جسمیں یہ علامت پائی جاتی ہیں لہذا حضرت میرزا صاحب صادق مہدی ہیں۔ صہ ۲۳۲)

یہ عبارت حجج الکرامہ صہ ۳۵۰ پر بالکل نہیں ہے۔ اگر کسی احمدی دوست میں جرأت ہی تو دکھاوے۔ حجج الکرامہ صہ ۳۵۰ پر اتنی عبارت ضرور ہے کہ "مجاہد گفتہ پیروں نیاید مہدی تا آنکہ کشتہ شود نفس زکیہ۔" اس سے یہ کب لازم آیا کہ قتل ہونیوالا یقیناً جھوٹا ہے حالانکہ اس عبارت کے پانچ سطر بعد یہ عبارت ہے کہ :۔

"از ظہور مہدی علامتے چند باشد۔ یکے آنکہ سیدے بیگناہ میان حجر اسود ومقام ابراہیم کشتہ شود۔"

حالانکہ مہدی سے پہلے بیگناہ اور صادق اہلبیت کا قتل بھی لکھا ہے پھر مجاہد کے حوالہ قتل سے کذب کا استدلال کہانتک صحیح ہے۔ کیا دنیا کا کوئی احمدی اس حوالہ کو تیسری علامت میں بریکٹ (" ") کے اندر لکھا گیا ہی ثابت کریگا۔ ؟ ہی یہ بات کہ ایسا واقعہ سید باب سے پہلے ہوا بھی ہے یا نہیں۔ تو اول تو ایسی احادیث جنکی کوئی سند صحیح نہیں قابل قبول نہیں ہیں۔ کیا اگر ہم ایسی بہت سی احادیث پیش کردیں تو ہمارے احمدی دوست پریشان تو نہیں ہونگے۔

اگرچہ اب ہمیں پیش کرنے کا حق تو حاصل ہے ہی۔ اگر محترم مصری فاضل صاحب کو حق چھپانا منظور نہ ہوتا تو وہ اس حوالہ کو نقل نہ فرماتے کیونکہ اسکے نیچے ہی لکھا ہے "محمد نفس زکیہ بن عبداللہ جعفر بن حسن مثنی بن حسن بن علی بن ابی طالب بود و اہل مدینہ باوے بیعت خلافت کردہ بودند ومیگفتند کہ وے مہدی است۔ پس او را در مدینہ کشتہ"

رہی یہ بات کہ صاحب اشاعہ نے اسے مستثنیٰ کیا ہے۔ سو یہ اسکا اپنا فساد ہی۔ یہ تو واقعہ ہے اب بلحاظ آپ کے الفاظ یا خود ہی جلد ہلاک ہوجائیگا یہ شہید محمد صاحب جو پنپ رہے ہیں؟ کیا ہم امید رکھیں کہ ہمارے فاضل دوست اپنے یہ الفاظ کہ "بابی کوئی بھی ایسا شخص نہیں بتا سکتے کہ جو باب سے پہلے مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہو اور حضرت علی کی اولاد سے ہو" اور پھر قتل بھی کیا گیا ہو" واپس لینگے دیدہ باید۔

نوٹ حدیث میں مقتول کے لئے کاذب کا لفظ نہیں ہے امید ہے کہ ہمارے دوست سید احمد بریلوی پر چسپاں کرکے فائدہ اٹھائینگے مگر یاد رہے کہ آپنے دعوی مہدویت نہیں کیا۔ (حجج الکرامہ صہ ۳۹۰ سطر ۱۳)

اور اگر آپ فائدہ نہیں اٹھائینگے جیسا کہ اٹھا نہیں سکتے مگر بقول آپکے صادق مہدی سے پہلے اس واقعہ کا ہونا ضروری ہی تو کیا آپ اپنے پیشوا کے .... ہونے کا اعلان کرینگے۔ ع فتدبروا

چوتھی علامت | دجال کے بارے میں آتا ہے کہ وہ خراسان سے نکلیگا اور اسکے ساتھ ستر ہزار یہودی یعنی مسلمان ہونگے جنکے طیلسان ہونگی۔ یہ علامت سید باب پر چسپاں ہوتی ہے کیونکہ بہت سے مسلمان لوگوں نے جو یہودی صفت تھے انکا ساتھ دیا۔ اور بابی کہلائے۔ طیلسان سے مراد وہ سیاہ کپڑے ہیں جو بابی لوگ پہنا کرتے ہیں پس یہ علامت بھی مرزا صاحب کو صادق ٹھہراتی ہے کیونکہ سید مذکور سے پہلے کوئی دجال خراسان سے نہیں نکلا۔

تاما الجواب:۔ آپ فرماتے ہیں کہ دجال خراسان سے نکلا اور مہدی ہند میں بعد ازاں نکلا۔ حالانکہ حجج الکرامہ صہ ۴۰۹ سطر ۹ پر لکھا ہے کہ پہلے مہدی کا نزول ہوگا اور مہدی کے بعد دجال کا خروج ہوگا۔ رہی یہ بات کہ سید مذکور کے ہمراہ یہودی صفت مسلمان ہونگے۔ یہ بات جناب میرزا صاحب مرحوم میں بھی موجود ہی اگر یہ کہو کہ ان پر طیلسانیں یعنی سیاہ کپڑے نہیں تو خدارا آپنے کتنے بابیوں پر سیاہ کپڑے دیکھے، اور طیلسان کے معنی سیاہ کپڑے کس لغت میں دیکھا ہے حالانکہ دوسری جگہ یہی لفظ سبحان آیا ہی جسکے معنی طیلسان سبز کے ہیں جو جماعت احمدیہ میں پسندیدہ گنا جاتا ہے حتیٰ کہ خلیفہ صاحب بھی اپنے ہمراہیوں کو سبز عمامہ پہنا کر ولایت بھیجتے ہیں سنئے حجج الکرامہ صہ ۴۰۹ سطر ۲۰ تا ۲۲ میں لکھا ہی ؎

"وہفتاد ہزار یہود قدر اصفہان بر ایشان طیلسانہا باشند ودر لفظے آمدہ کہ سبحان یہود وہمگنان صاحب تیغہائے حملی باشند ودر نہایہ گفتہ سبحان جمع سباج ست بمعنی طیلسان سبز وبعضے گفتہ کہ طیلسان فرو دار باختہ شدہ۔"

(۲) جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں کہ مہدی کا ظہور بارہ سو برس گذرنے کے بعد ہوگا اور تیرھویں صدی سے تجاوز نہیں کریگا۔"

(ازالہ اوہام صہ ۲۳۴ اڈیشن ثالث)

©Afnan Library Trust, 2026

اسمیں آپنے ظہور مہدی کے لئے تیرھویں صدی کا تعین فرمایا ہے پھر ظہور مسیح کے لئے بھی ایسا ہی فرماتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

چھٹی علامت | مہدی کی ایک یہ علامت بھی بتلائی گئی ہے کہ اس زمانہ میں ذوالسنین ستارہ طلوع ہوگا۔

لیکن کیا بابی بتلا سکتے ہیں کہ باب علی محمد کے زمانہ میں اس ذوالسنین ستارہ کا طلوع ہوا۔ ہاں ہم بتلا سکتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے زمانہ میں اس ذوالسنین ستارہ کا طلوع ہوا جو انکی صداقت پر مہر لگا گیا۔

الجواب مہدی کی علامت آپنے ستارہ ذوالسنین بتائی ہے مگر حوالہ دینے کی تکلیف گوارہ نہ فرمائی کہ کہاں ایسا لکھا ہے۔

حالانکہ جناب میرزا صاحب مرحوم نے مسیح موعود کی علامت بتائی ہیں۔ ملاحظہ ہو ایام الصلح صـ۶۷

اور پھر تحدی کا یہ حال ہے کہ بابی لوگ بتا ہی نہیں سکتے کہ سید باب کے عہد میں ایسا ہوا۔ بتائیں تو جب کہ آپکو احقاق حق منظور ہو آپکو تو صرف لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنا ہے کیا شیخ یعقوب علیصاحب کو ۷ ارمارچ ۱۸۸۶ء دوپہر کے وقت مولوی شیر علی صاحب کے مکان پر جو رسالہ عمدۃ التنقیح دیا گیا تھا اسکے صفحہ ۶۳ پر یہ نہیں لکھا کہ ۱۸۴۵ء میں یہ ستارہ طلوع ہو چکا۔ اور رسالہ القمر مصنفہ راحت حسین صاحب بی اے کا حوالہ دیا ہے اور پھر یہی ستارہ ۱۸۸۳ء میں جسے حضرت بہاء اللہ صادق مسیح موعود طلوع ہو چکا ہے جسے آپ بھی تسلیم فرماتے ہیں مگر سنہ کا حوالہ نہیں دیا تاکہ پول نہ کھلجائے، کیونکہ جناب میرزا صاحب نے ۱۸۹۱ء میں دعوی فرمایا۔ ہمیئے اب یہ نشان دونوں صادق مدعیان مہدویت و مسیحیت کیلئے ٹھیک موقعہ پر ظہور میں آئے، اس نشان سے موصوف کو کیا تعلق۔

فرمائیے کسکی صداقت پر مہر ہوئی

ساتویں علامت | مہدی موعود حارث بن حراث ہوگا یعنی اسکا باپ کاشتکار ہوگا مگر اسکا یہ پیشہ نہیں ہوگا یہ علامت مرزا صاحب پر نہایت صادق آتی ہے اور سید باب کو یہ نصیب نہیں ہوئی۔

الجواب | فرمائیے کہ یہ کہاں لکھا ہے مہدی حارث بن حراث ہوگا

البتہ ہجج الکرامہ صـ۳۶۹ اور صـ۳۹۵ پر یہ لکھا ہے کہ ۳۹۶

ایک مرد ماوراء النہر یعنی کاشغر اور جنوبی طخارستان اور غربی بلخ وغیرہ کے علاقہ سے نکلیگا۔ اس کا لقب .... لقط حارث ہوگا اور اسے حراث کہا جائیگا۔ اسکے لشکر کے سالار کا نام منصور ہوگا۔ اور پھر اسی حراث کو ہاشمی بتایا گیا ہے اور ہجج صـ۳۶۹ سطر ۱۳ ارہاص مہدی کہا گیا ہے اسکا لقب مہدی ہے نہ کہ مہدی موعود ہے اور یہ حدیث سید احمد رسائی اور سید کاظم دونوں میں سے ایک پر چسپاں ہوتی ہے جو ارہاص مہدی موعود تھے

آپ فرماتے ہیں کہ جناب میرزا صاحب کے والد ماجد تو حراث تھے یعنی انکا پیشہ ہی یہی تھا، حالانکہ تمام اہل قادیان جانتے ہیں کہ میرزا غلام مرتضی کا پیشہ حکمت تھا۔ پس بموجب آپکی تعریف کے جناب میرزا صاحب حارث نہ ٹھہرے۔

(۳) تیسرا ہجج الکرامہ کے اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ اس حدیث میں خطا ہے اور ابو الحسن اور ہلال بن عمر جنکی اس حدیث میں سند ہے دونو مجہول ہیں۔

آٹھویں علامت | مہدی اپنی طبعی موت سے مریگا اور اسپر مسلمان جنازہ پڑھینگے۔ مگر سید باب قتل ہوئے اور وہیں یہ بات نصیب نہ ہوئی۔

الجواب | ہائے فائنل دوستا کہ مہدی اور مسیح میں تمیز نہ کرنیکی وجہ سے یہ دھوکا لگا ہے ورنہ مہدی کا زمانہ تو صرف ۵ یا ۷ یا ۹ سال بتایا گیا ہے ملاحظہ ہو عسل مصفی جلد ۲ صـ۹۸ ہجج الکرامہ صـ۳۳۶ سطر ۸ کنز العمال جلد ۷ صـ۱۸۸)

اور مہدی کے بارہ میں آتا ہے کہ "بریانہ شود دنیا مگر تا آنکہ قتال کند شما امام خود را" (ہجج الکرامہ صـ۲۹۲ سطر ۲)

حضرت باب نے ٹھیک ایسا ہی زمانہ پاکر جام شہادت پیا۔ جس سے آپکے پیشوا ہمیشہ خود کو بچاتے ہی رہے۔

(۲) ہجج الکرامہ صـ۳۳۶ سطر ۱۱ پر لکھا ہے کہ مہدی کا جنازہ مسیح علیہ السلام پڑھینگے اور وہیں دفن کرینگے، اسکے حقیقی مصداق بھی سید باب علیہ التحیۃ والثناء ہیں جو جناب میرزا صاحب کو نصیب نہ ہوا۔

نویں علامت | ہجج الکرامہ صـ۳۶۱ پر لکھا ہے کہ مہدی کے زمانہ میں ہندوستان میں جنگ ہوگی اس سے مراد مذہبی جنگ ہے جو عبداللہ آتھم سے ہوئی۔ سید باب کو یہاں کہاں نصیب ہوا۔

الجواب | ایسا حوالہ ہجج الکرامہ صـ۳۶۱ پر کہیں نہیں اگر کسی احمدی دوست کو جرأت ہے تو مرد میدان بنکر میدان میں آئے اور دکھاوے۔ حوالہ پیش کرنے پر جواب دیا جائیگا۔

دسویں علامت | ہجج الکرامہ صـ۳۶۱ پر لکھا ہے کہ مہدی مدائن شرک فتح کریگا۔ سید علی محمد باب کی پیدائش مدائن شرک میں نہیں ہوئی۔ مگر جناب میرزا صاحب نے اہل ہند یعنی مشرکوں سے مباحثات کئے لہذا صادق مہدی کہلائے

الجواب | جناب میرزا صاحب کئی ایک جگہ فرماتے ہیں کہ حیات مسیح کے قائل مشرک ہیں پس اس مسئلہ عقیدہ کے لحاظ سے اہل ایران بھی بقول مرزا صاحب مشرک تھے اور وہاں آپکے بھی مباحثات ہوئے

(۲) ہجج الکرامہ صـ۳۷۲ سطر ۸ اور اقتراب الساعۃ صـ۶۲ پر لکھا ہے کہ دیگر فتوحات کے بعد مہدی ہند پر چڑھائی کریگا اور وہاں کے بادشاہ کی گردن میں طوق ڈالکر آسمانی لشکر انھیں مہدی کے سامنے لائینگے اور انکو خزائن بیت المقدس کے دیدیے گئے جائینگے، دیکھو حقیقۃ المہدی صـ۱۴

جناب میرزا صاحب اربعین ۲ صـ۳۵ حاشیہ پر فرماتے ہیں "اسجگہ سلطان کے لفظ آسمانی بادشاہت ہے اور ملک سے مراد روحانی ملک اور خزائن سے مراد حقائق و معارف ہیں"

پس مہدی نے اپنے متبعین علمی۔ شہاب عمر کے ذریعے ہند کے بادشاہ یعنی آپکے پیشوا پر چڑھائی کی اور اسکے حقائق و معارف بیت المقدس کا زیور بنا دئے۔ یعنی یہ ثابت کر دیا کہ یہ دلائل حقیقتاً بیت المقدس اور اسکے حوالی میں نازل ہوئے ہیں چسپاں ہوتے ہیں نہ جناب مرزا صاحب مرحوم پر جسکا جواب آجتک جماعت احمدیہ سے کچھ بن نہیں آیا۔ سوائے ایسے ایسے بودے دلائل اور تاویلات کے جنکی یہ تردید ہے

فاعتبروا یا اولی الالباب والابصار

ہمدردی کا آرگن گورنمنٹ اور رعایا کا سچا ہی خواہ

سراج

ہفتہ وار

ریاست حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے خدا ماں قوم کی سرپرستی میں ۱۵ جون ۱۹۲۴ء سے آپنے تاب کیساتھ شائع ہو رہا ہے۔ دنیائے صحافت میں اسنے اس قلیل عرصہ میں کافی اشاعت اور خاصی شہرت حاصل کر لی ہے۔ نمونہ کا پرچہ مفت طلب فرمائیے:

چندہ کا پتہ
سالانہ پانچ روپیہ بشرطیکہ بیرون ریاست ہو
مع محصول ڈاک ۱۰ س ۸ ر

سراج پریس حیدرآباد دکن

منیجر اخبار سراج

"احوت"

یہ ماہوار رسالہ پنجاب کے مشہور تجارتی شہر امرتسر سے عنقریب نکلنے والا ہے اسمیں علمی ادبی۔ اخلاقی۔ صنعتی۔ حرفتی تجارتی۔ طبی۔ تمدنی۔ معاشرتی۔ مفاہمی نظم و نثر میں ہوا کریگی نیز طرحی غزلیات دلچسپ فسانے اور حیرت انگیز ناول ہونگے۔ چند سالانہ تین روپیہ۔ نمونہ ۶ ر (محصول جنوری)

نوٹ ۳۱ر اکتوبر تک جو حضرات اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدینگے انسے اجرت دو روپیہ سالانہ لیا جائیگا۔ درخواستیں جلد ارسال کریں

منیجر اخوت امرتسر پنجاب

روزنامہ صدائے مسلم

۱۰ اکتوبر سے خدمت گذاری اہل اسلام و تحفظ مفاد ملیہ کے لئے بادارت جناب مولانا خواجہ یار خاں صاحب بی اے (نئی روشنی الہ آباد) اڈیٹر محنت شائع ہوگا جسمیں عام سیاسی و مذہبی مباحث کے علاوہ اخبارات غیر ممالک کے تراجم اور تازہ ترین برقی خبریں بھی ہونگی چندہ سالانہ عہ باہوار عہ۔ انجمنوں سے خاص رعایت

جملہ درخواستیں بنام

منیجر روزنامہ اسلام عمارت یتیم خانہ اسلامیہ کانپور

قادیان کیسر

کوکب ہند کا خاص پرچہ کتابی شکل میں اپنے مضامین۔ خریف قادیان کو دعوت الی الحق۔ قدرتی فیصلہ وغیرہ کے لحاظ سے قابل دید ہوگا۔ قیمت ٹکٹ ۴ کے

(دفتر کوکب ہند آگرہ)

©Afnan Library Trust, 2026

قرۃ العین اور اسکے اساتذہ

ہمیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ کربلاء معلی میں ملا حسین اور ملا علی بسطامی کے ذریعہ قرۃ العین کو ظہور حضرت باب کی اطلاعات پہنچی ہیں۔ اب ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا قرۃ العین نے حضرت باب کو آپکے ظہور عام سے قبل کبھی دیکھا۔ یا آپ سے ملاقات کی۔ یا براہ راست کبھی آپسے خط و کتابت ہوئی۔ ہاں آپنے سنا تھا کہ شیراز میں ایک نوجوان نے بچپن سے پچیس ۲۵ برس کی عمر تک ایک کامل پارسایانہ زندگی بسر کی ہے۔ اور پچیس ۲۵ سال کے عرصہ میں اپنی دانائی اور بزرگی کے تعجب انگیز نشانات دکھائے ہیں۔ اور وہ اسباب کی منتظر تھی کہ وقت گذرنے پر اس نوجوان کے حالات ظہور میں آتا ہے۔ لیکن ہمارے پاس اسکا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اسنے کبھی حضرت باب کو دیکھا یا آپکی کوئی تحریر اسکے پاس تھی۔ اور نہ وہ یہ جانتی تھی کہ جس شخص کے ظہور کی جناب شیخ احسائی اور جناب سید کاظم رشتی نے بشارت دی تھی وہ شخص حضرت باب ہی ہیں۔

حاجی سید جواد ہی ایک شخص ہیں جنکے ذریعہ قرۃ العین کو اس شیرازی نوجوان کی عجیب و غریب زندگی کے حالات کا علم ہوا تھا۔ اور خود حاجی جواد کربلاء معلی کے اسوقت کے علماء میں سب سے بڑے شخص مانے جاتے تھے۔ حضرت باب کے عہد طفولیت کو سمجھنے اور انکے حالات کو جاننے کے لئے ضروری ہے کہ ہم سید جواد کی طرف توجہ کریں اور دیکھیں کہ وہ حضرت باب کے بارے میں کیا لکھتے ہیں۔

حضرت باب کی طفولیت سید جواد جب اپنے کسی ذاتی کام کیلئے شیراز میں آئے اسوقت حضرت باب کی عمر آٹھ سات سال کے درمیان تھی۔ لیکن اسوقت آپ باب کے نام سے مشہور نہ تھے بلکہ آپکو "سید علی محمد" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ حاجی سید جواد کے شیراز میں وارد ہوتے ہی انکی ملاقات دیگر علماء اور عمائدین شہر سے ہوگئی اور اکثر وہ لوگ آپسے ملاقات کے لئے آتے تھے۔ حاجی سید جواد یہاں فرماتے ہیں کہ

"ایک شب میں جبکہ اس خاص بچے کے شاندار ماموں کے گھر میں مدعو تھا میں نے چند آثار و علامات اس بچے کے بشرے طور و طریق میں معائنہ کئے۔ جس سے اس بچے کے متعلق میری دلچسپی بہت بڑھ گئی۔ اس بچے کے والد بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے اسی وقت سے اسکی سرپرستی اسکے ماموں حاجی سید علی کے ذمہ تھی۔ اس رات میں حاجی سید علی ہی کے مکان پر رہا۔ علی الصبح ایک چھوٹی پر کیف شیریں آواز دوسرے کمرے سے میرے کان میں آئی جو کہ مسجد البیت' کی حیثیت رکھتا تھا۔ میں نے

ایام طفولیت میں مناجات سنا کہ وہ چھوٹی میٹھی آواز اسقدر دعا و مناجات سے مملو تھی اور اسمیں وہ سوز و گداز اور انجذاب و کیفیت تھی کہ میں قطعاً اسمیں جذب ہو گیا۔

درحقیقت میں اس پر سحر آواز سے اسقدر مسحور ہو گیا تھا اور اسقدر جوش و خروش ان مخلصانہ خوبصورت الفاظ سے جو وہ بچہ دعا میں استعمال کرتا تھا میرے دل میں پیدا ہو گیا تھا۔ کہ میں بے اختیار چاہتا تھا کہ اس کمرے کا دروازہ کھولکر اسمیں گھس جاؤں اور دیکھوں کہ وہ کون چھوٹا بچہ ہے۔ میں نے بے صبری سے صبح کا انتظار کیا کہ اتنے میں حاجی سید علی آئے۔ اور مجھے ملے اور اسی وقت ایک بچہ بھی باہر آیا جو کہ مجھے سات آٹھ سال سے زیادہ عمر کا معلوم ہوتا تھا۔

اور جسکے متعلق مجھے معلوم ہوا کہ یہی وہ بچہ ہے جو ابھی دعا و مناجات میں مصروف تھا۔ میں اس غیر معمولی چمک سے چندھیا گیا جو اس چھوٹے سے چہرے میں جگمگا رہی تھی۔ اسکا چہرہ اسقدر دلنشین اور جذاب تھا۔ کہ جو بیان نہیں ہو سکتا۔ قبل اسکے کہ میں حاجی سید علی سے اس بچے کے متعلق دریافت کرتا کہ یہ کون ہے خود انہوں نے ان الفاظ میں مجھسے اسبات کا تعارف کرایا کہ یہ "میرا بھانجا ہے" جب ہم کھانا کھا رہے تھے میں نے اس بچے سے چند سادہ سوالات دریافت کئے۔ لیکن اسنے ایسے سنجیدہ اور متین انداز میں جواب دیئے جس سنجیدگی اور متانت کی توقع ایک تجربہ کار اور عالم انسان سے ہی کی جا سکتی ہے۔ اسکے بعد بچے نے کہا کہ میں مکتب کو جاتا ہوں اور یہ کہکر وہاں سے چلپڑا۔ اسکے چلے جانے کے پیچھے میں نے معلوم کیا کہ وہ مدرسہ کہاں ہے جسمیں بچہ تعلیم پاتا ہے۔ اسکے ماموں نے جواب دیا کہ یہ شیخ عبید کے مدرسہ میں پڑھتا ہے۔ اس بچے سے مجھے اسقدر دلچسپی ہو گئی تھی کہ میں اب گھر پر نہ ٹھہر سکا میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسکے پیچھے شیخ عبید کے مدرسہ کی طرف چل پڑا۔ شیخ عبید جو کہ نہایت ابتدائی عمر کے بچوں کو ابتدائی تعلیم دیا کرتا ہے۔ میرے ایسے مشہور شخص کو بغیر کسی پہلی اطلاع کے اپنے مکان پر دیکھکر سخت متحیر ہو گیا میں نے اسکے بشرے پر آثار تحیر دیکھکر فوراً کہا میں آپسے ملنے کیلئے حاضر نہیں ہوا بلکہ میں اسی چھوٹے بچے کے پیچھے پیچھے چلا آیا ہوں

حضرت باب مکتب میں یہ کہکر میں نے اس بچے کی طرف اشارہ کیا۔ اس کے بعد میں نے

اس بچے (سید علی محمد باب) کے متعلق شیخ عبید سے بعض باتیں دریافت کیں مثلاً یہ کہ آپ اس بچے کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں" جونہی کہ میں نے یہ سوال کیا شیخ نے نہایت جذبہ دل سے متاثر ہو کر جواب دیا "جناب آپ مجھسے کیا دریافت فرماتے ہیں؟ بچہ تو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے لئے ایک بہت بڑا پیغام لیکر آیا ہے آپ اسے ایسا خیال فرماتے ہیں کہ گویا میرے مکتب میں تحصیل طالبعلم آتا ہے لیکن درحقیقت یہ میرا استاذ ہے میں اسکا شاگرد ہوں اوقات تعلیم میں یہ بچہ اسقدر عجیب و غریب باتیں کہتا اور ایسے پیچیدہ اور دقیق سوالات کرتا اور عمیق مباحث پیش کرتا ہے کہ میں نے اپنی تمام زندگی میں ایسے سوالات کبھی نہیں سنے۔

محویت اور کھیل کود سے نفرت جب بچے کھیلنے کے لئے باہر جاتے ہیں تو آپ اسے الگ بیٹھے ہوئے سنجیدگی سے نہایت اہم باتوں پر غور کرتے ہوئے اور مطالعہ میں محو پائینگے۔ اور اگر دوسرے بچے اسکے پاس آکر اسکو کھینچکر لیجائیں کہ اُن کیساتھ کھیل میں حصہ لے۔ تو یہ انکے ساتھ چلا تو جائیگا۔ لیکن جلد ہی انکو ایسے طریق سے کسی کام میں لگا دیگا کہ وہ اسکو بھول جائینگے۔ اور یہ خاموشی سے انسے الگ ہو جائیگا۔ اور اپنے کام پہ واپس آجائیگا"

مختصر یہ کہ اس بچے کے متعلق شیخ عبید کے اس عجیب و غریب بیان نے میرے جذبات محبت و تعارف کو بیحد ترقی دی جو اس بچے کے متعلق پہلے سے میرے دل میں پیدا ہو گئی تھی۔ جب میں (حاجی سید علی۔ "حضرت سید علی محمد باب" کے گھر پہ واپس آیا تو میں نے وہ تمام قصہ جو اس بچے کے متعلق شیخ عبید نے بیان کیا تھا۔ انکو کہہ سنایا۔ اسپر حضرت باب کے ماموں نے کہا کہ میں نے اس بچے اسقدر سنا ہے اور وہ کچھ جانتا ہوں کہ اگر میں سب کچھ بیان کروں تو لوگ گمان کرینگے کہ میں اپنے بھانجے کی تعریف کرنے کا بہت ہی شائق ہوں۔

اگر ہم اسوقت حضرت باب کی ابتدائی زندگی میں پورے طور پر غور و تفحص کریں کہ جس سے آپکے مشن کی صداقت ثابت ہو تو اسمیں شک نہیں ہم اپنے موجودہ مضمون قرۃ العین کے سوانح زندگی سے بہت دور نکل جائینگے۔ اس

اس مقام پہ حضرت باب کی بابت اسقدر کہنا ہی کافی ہے کہ حضرت باب کے ظہور اور دعوے کے اعلان کے بعد آپکے ماموں اور استاد شیخ عبید ایمان لائے اور آپ پر ایمان لانے کے باعث شہید کئے گئے۔ یہ واقعہ حضرت باب کی صداقت کیلئے نہایت کافی ہے۔ ایسے ہی بہت سے واقعات جو حضرت باب کی ابتدائی زندگی کے متعلق شیخ عبید اور حاجی سید جواد کے ذریعہ جمع کئے گئے تھے انسے قرۃ العین کو حضرت باب کے متعلق واقفیت ہوئی۔ ان تمام واقعات اور قدیم کتب کے مطالعہ سے قرۃ العین کو یقین ہو گیا تھا کہ نئی روشنی شیراز ہی سے آئیگی۔ چنانچہ جلد ہی اسنے سنا کہ شیراز میں نوجوان سید علی محمد نے اپنے مشن کا اعلان کیا ہے سنتے ہی وہ آپ پر ایمان لے آئی اور جب اسکو حضرت باب کے چند نوشتہ جات دستیاب ہوئے انکو پڑھکر کلیتاً آپ کی صداقت اسکے دلمیں جاگزیں ہو گئی۔

قرۃ العین حضرت باب پر ایمان لاکر بالکل ایک نئی ہستی ہو گئی وہ اس قوۃ اور فصاحت و بلاغت سے تقریر کرتی تھی کہ وہ لوگ جنھوں نے اس تغیر سے قبل اسکی تقریر سنی تھی متحیر ہو کر کہتے تھے کہ یہ تو وہ عورت نہیں جسکی ہمنے پہلے تقریر سنی تھی"

قرۃ العین کی تقریروں کا اثر اسکی تقریروں میں سامعین کی زیادہ سے زیادہ تعداد جمع ہونے لگی۔ اور انمیں ایک زبردست جذبہ پیدا ہو گیا کہ وہ حضرت باب کے معاملہ سے غور کریں۔ ایک قلیل مدت میں اسکی غیر معمولی فصاحت عمیق علم۔ الزامی دلائل نے ایک بہت بڑی تعداد کو اسکا ہمخیال بنا دیا۔ چونکہ اسکی تعلیمات متعصب علماء کی جڑوں کو کھوکھلی کرتی تھیں اس سے وہ لوگ بھی چیخ اٹھے ہو گئے۔ اور وہ عملاً نہ صرف قرۃ العین کے خلاف بلکہ ان تمام لوگوں کے مٹانے پر تل گئے۔ جو حضرت باب کی صداقت پر ایمان لے آئے تھے۔

معاملہ نے یہانتک طول کھینچا کہ علماء نے جمع ہو کر گورنر کے حضور میں درخواست کی کہ وہ قرۃ العین کو پبلک میں لیکچر دینے سے روک دے اور اسکو تنبیہ کرے کہ یہ ایک عورت کے مناسب حال نہیں ہے کہ پبلک مجامع میں آئے اور تقریر کرے

گورنر کی چٹھی کا جواب: گورنر نے علماء کی درخواست قرۃ العین کے پاس بھیجدی۔ اسنے اس کے متعلق مندرجہ ذیل جواب لکھا:۔

"آپ تمام علماء کو اپنے سامنے بلا لیں۔ میں بھی حاضر ہو جاؤنگی۔ اور میں ان مذہبی مسائل کے متعلق بحث کرونگی جو آج تمام متنورین کے انکار کا مرکز توجہ بنے ہوئے ہیں۔ اگر میں ان پر ثابت کر دوں کہ میں انسے زیادہ مذہبی علوم و اسرار کی واقف ہوں

©Afnan Library Trust, 2026

تب تو تمام جھگڑا ہی طے ہو جائیگا والا بوآپ کے مزاج میں آئے مجھسے وہی سلوک کیجئے۔"

علماء کا لاجواب ہونا گورنر نے قرۃ العین کا یہ جواب علماء کے پاس بھیجکر انکو اپنے سامنے طلب کیا۔ کہ اگر اسکا جواب دیں۔ علماء نے جواب دیا کہ ہمیں اسکے علم و فضل میں شک نہیں۔ ہمیں اسکے خلاف جو شکایت ہے وہ صرف یہ ہے کہ یہ نئے نئے خیالات کا وعظ کرتی ہے۔ ہمارے ہوتے ہوئے اسکو اسباتکی اجازت نہیں دیجا سکتی ہے"

علماء کا یہ پیغام بھی اسکے پاس پہنچا دیا گیا اسنے پھر کہا کہ

"آپ اپنے سامنے علماء کو طلب فرمائیں۔ میں بالکل تیار اور آمادہ ہوں کہ انکے سامنے ثابت کروں کہ یہ مذہب اور یہ اصول جو دنیا میں اب ظاہر ہوئے ہیں قطعاً وہی ہیں جنکے تمام اہل اسلام منتظر چلے آتے تھے اگر میں انکے سامنے اپنے دعوے کو ثابت کرسکوں تب تو کوئی بات کہنے ہی کی نہیں اور اگر نہ کرسکوں تو میں راضی ہوں کہ مجھے اس جرم میں سزائے موت دیجائے۔"

لیکن جب علماء نے قرۃ العین کا یہ جواب سنا تو وہ بالکل گھبرا گئے انکے پاس اسکے اس مطالبہ کا کوئی جواب نہ تھا اسلئے انہوں نے کہا کہ بہت خوب ہم آئینگے اور اس سے بحث کرینگے۔ لیکن اس مباحثہ کو انہوں نے چالیس روز تک محض تعویق میں ڈالدیا۔ جب چالیس دن گذرنے کے بعد بھی علماء بحث کے لئے مجتمع نہ ہوئے تو گورنر نے قرۃ العین کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ

بغداد جانے کا مشورہ اب میں آپکے بیانات کی صحت کو تسلیم کر چکا ہوں یہ علماء تو صرف اپنی ظاہری حیثیت اور دولت ہی کی فکر کرتے ہیں۔ لیکن آپکا یہاں مزید قیام مشکلات کا باعث ہوگا۔ پس یہ آپکے لئے بہتر ہوگا کہ آپ کچھ عرصہ کے لئے بغداد میں چلے جائیں۔"

جب علماء کو یہ معلوم ہوا کہ گورنر نے قرۃ العین کو مشورہ دیا ہے کہ وہ بغداد چلی جائیں تو انکے غیظ و غضب میں اضافہ ہو گیا کیونکہ انکا منشاء یہ تھا کہ وہ بغیر کسی بحث مباحثہ کے اسکو کسی سخت عذاب میں مبتلا کریں۔ درحقیقت اسی غرض سے انہوں نے قرۃ العین سمجھکر ایک اور خاتون کو پکڑ لیا تھا جسکے متعلق بعد میں تحقیقات کرنے پر ثابت ہوا کہ وہ قرۃ العین نہیں ہے اسلئے اسکو آزاد کر دیا گیا۔ یہ واقعہ قرۃ العین کے بتجویز بغداد جانے کا سبب ہوا۔

بغداد کو روانگی جب وہ بغداد کے لئے روانہ ہوئی تو بہت سے لوگ جو اسکی پر اثر تعلیمات سے متاثر ہو چکے تھے اسکے ساتھ سفر پر آمادہ ہو گئے۔ لیکن قرۃ العین نے ان سب کو مجبور کیا کہ وہ یہیں ٹھہریں اور صرف اپنے ابتدائی ۳۲ شاگردوں کو اجازت دی کہ وہ اسکے ساتھ بغداد چلیں۔ (بقیہ آئندہ)

(مہر محمد خاں شہاب از مالیر کوٹلہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۴ء)

میلاد نمبر

کتابی شکل میں کوکب کا خاص پرچہ سوانح مبارک۔ و معیار صداقت۔

آنحضرت کی سچائی کے براہین اپنی اہم مضامین کے لحاظ سے نہایت دلچسپ اور ہمیشہ کارآمد ہے۔

چار آنے کے ٹکٹ ارسال کر کے منگوائیے۔ دفتر

(کوکب ہند آگرہ)

بقیہ مضمون صفحہ اول

ایک صاحب نے کہا کہ آپکو بائیکاٹ اسلئے کیا گیا کہ آپنے قادیان میں رہکر ایسے مضامین لکھے جو احمدیت کے خلاف تھے، میں نے کہا کہ میں چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی مضمون میرے مضامین میں سے احمدیت کے خلاف لکھا یا جائے آپ حضرات خود ہی فرمائیے کہ اگر میرے مضامین احمدیت کے خلاف تھے تو جسوقت وہ مضامین اخبار دنیں نکلے اسوقت کیوں آپ میں سے بلکہ سارے قادیان اور ساری جماعت میں سے کوئی لب کشائی نہ کر سکا کہ یہ مضمون یا کوئی حصہ مضمون احمدیت کے خلاف ہے۔ واقعی اگر کوئی مضمون مقاصد احمدیت کے خلاف ہوتا تو قادیان میں فوراً شور پڑ جاتا مگر اب جبکہ میں بہائی ہو گیا ہوں یہ صرف ایک بیجا الزام ہے تاکہ لوگوں کو ان باتوں میں ڈالکر اصل حقیقت سے اور اسکے دلائل سے انکی توجہ کو ہٹا یا جائے۔

بہرحال میری تقریر سننے کے لئے جماعت تیار نہ ہوئی اور صدر جلسہ نے بالکل اجازت نہ دی۔ کوکب ہند کا تازہ پرچہ جسمیں چیلنج مباحثہ ہے پیش کیا گیا اسپر بھی نہایت غیر معقول اور حقیر الفاظ بولے گئے۔

غرضیکہ اسکے بعد ایک گھنٹہ سے زائد ادھر ادھر کی باتیں اور پریشان خیالات مجلس میں احمدی حضرات ظاہر کرتے رہے اور ہر بات نامکمل ہوتی۔ ہر بات میں استہزار کا رنگ ہوتا تھا۔ میں نے صبر کیا اور تحمل سے وقت کو گذارا۔ بیجا الزامات جو بہائی تاریخ کے سلسلہ میں لگائے گئے انکے جواب میں حضرت میرزا محمود صاحب نے پرزور طریق پر جواب دیا آخر میں میں نے عرض کیا کہ کیا حضرت میاں صاحب نے بائیکاٹ کا حکم دیا ہے تو دلائل سننے کو تو سخت فرمایا مگر گھنٹوں زائد لغو باتیں کرنے اور استہزار اور طعن اور بیجا الزام لگانے کی اجازت دی ہے آپ ایک گھنٹہ سے زائد اور ناروا باتیں کریں تو جائز اور دلائل سننے پر بائیکاٹ کر دیں یہ عجیب انصاف ہے اس سے بائیکاٹ کی حقیقت اور غرض بھی معلوم ہو گئی۔

الغرض کوئی معقول طریق احمدی جماعت نے استعمال نہیں کیا۔ بیشک مجھے اور میرے سوا دہلی میں اور لوگوں کو بھی احمدی دہلی جماعت کے طرز عمل کی شکایت اور بجا شکایت ہے۔ حضرت میرزا صاحب مرحوم کی تعلیم کہ گالیاں سنکر دعا دو پاکے دکھ آرام دو سب فراموش کر دیگئی ہے۔ یہاں تو دعا سنکر آپ آرام پاکر دکھ دینے پر تلے ہوئے ہیں مجھے افسوس یہی ہے کہ احمدی جماعت اپنے پیشوا یا نبی کی تعلیم پر عمل کر کے بہترین نمونہ نہیں دکھاتی

اب اس مضمون کے شائع ہونے پر میں اور بھی چند گالیاں اور الزامات سن لونگا اور صبر کرونگا خدا رب العلمین دیکھ رہا ہے۔ بالفاظ مرزا صاحب مرحوم میں کہتا ہوں گالیاں دو۔ ٹھٹھا کرو۔ افترار باندھو جسقدر چاہو لیکن اس سے تم اپنا ہی نقصان کرو گے۔ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ بات یہ ہے کہ ابھی احمدیوں کیلئے ایک عظیم الشان امر بنا بنایا سامنے آیا ہے۔ انشاء اللہ آہستہ آہستہ سمجھ جائیں گے جسکے آثار بھی بعض پیشانیوں سے نمودار ہیں۔ خدا حافظ و السلام

کچھ دن ہوئے جب کوکب ہند آگرہ نے خطوط و اخبارات سے ایک اندازہ لگا کر اپنے قیاس کا اعلان کیا تھا کہ اب احمدی جماعت کے دعوے کے امتحان کا وقت آپہنچا ہے اور وہ جو اہل اسلام پر

اعتذار

انکی سکوت اور مناظرہ سے پہلو تہی کو ضعف اور کمزوری پر محمول کرتے تھے اور فخریہ اعلان کرتے تھے کہ جماعت قادیان کے خلاف کسیکو مقابلہ میں آنیکی اسلئے جرأت نہیں کہ وہ اپنے دلہی دل میں اپنے پہلو کی کمزوری محسوس کرتے ہیں لیکن آج جماعت بہائی کے مقابلہ میں قادیان کی یہی حالت ہے اور عنقریب اہل اسلام اونسے مطالبہ کرنیوالے ہیں کہ ہم آپکے اور اہل بہاء کے درمیان سپر نہیں ہونگے، بلکہ آپ میدان میں نکلئے اور اہل بہاء سے مناظرہ تحریری کیجئے، چنانچہ ہمارے قیاس کا پیش خیمہ دہلی کے اس خط میں شروع ہو گیا ہے، اور عنقریب علماء اسلام قادیان سے سوال کرینگے کہ اشتہار و اعلان عدم معاشرت۔ و ممانعت و بائیکاٹ کی شکایتیں اور اعتراض یا تو آپ واپس لیجئے اور اپنی غلطی کا اعتراف کیجئے یا اپنی کمزوری کو تسلیم کیجئے اور ہار مانئے اور اپنے دوسروں کو دشمنام دہی کے جرم کا فیصلہ خود اپنے بیانات و شواہد سے تسلیم کیجئے۔

اہل بہاء کا چیلنج بذریعہ رجسٹری شدہ لفافہ ۱۱ اکتوبر مراسلہ کو جناب امیر جماعت قادیان کو وصول ہو گیا اور رسید پر جناب شیر علی صاحب کے دستخط وصول ہوئے ہیں ابھی تک جواب ندارد ہے۔

توحید نمبر کے "البلاغ المبین" میں بعض قابل افسوس فروگذاشتیں عجلت کی وجہ سے رہگئیں اور کاپی کی درستی بھی کچھ ایسی جلدی میں ہوئی کہ وہ خانہ پری نہ ہو سکی اور اصل مضمون میں جگہ خالی رہگئی۔ علاوہ بریں بعض اغلاط کتابت بھی رہگئے ہیں جن ناظرین نے ابھی تصحیح نہ کی ہو وہ براہ کرم تصحیح کر لیں

صفحہ	کالم	سطر	غلط	صحیح
۱	۱	۹	(عب)	(رب)
۱	۱	۱۷	مورخہ	موخرہ ۷ جولائی و ۱۷ ستمبر ۲۴ء
۱	۱	۲۳	تعریف کرسے	تعریف سے
۱	۱	آخر	کے پہ	کے طریقہ پہ
۱	۲	۲۴	کتاب فرائد میں لکھا ہے کہ	حضرت بہاء اللہ نے ایک لوح میں لکھا ہے کہ نازل کردہ
۱	۲	۱۰	تو یہی آیت	تو بھی آیت
۱	۲	۲۵	ثم الصفوا	ثم انصفوا
۱	۲	۲۷	ویسئل عما شاء	ولا یسئل عما شاء
۲	۱۲	۳۳	بذاتیت موصوف	بذاتیت خود موصوف
۲	۱	۳۴	در بیداء ہجر	در بیداء ہجر
۲	۱	۳۶	بربائی	بر جائی
۲	۱	۳۹	اشیار مستشرق	اشیاء مستشرق
۲	۲	۳ ک	جیسا کہ وصف	جیسا کہ لائق وصف
"	"	۷	پیدا ہوا ہے اسکی	پیدا ہوا ہے وہ سب اسکی
"	"	۴۲	تاکہ معنی المولد س الابیہ معلوم	تاکہ معنی المولد س الابیہ معلوم
۴	۱	۴۳	کاشفۃ للاسرار ھا	کاشفۃ لاسرار ھا
۵	۱	۲۲	ظھورات الاسرار	ظھرات الاسرار
۶	۲	۲۰	میرارب	میرارب

©Afnan Library Trust, 2026

مسئلہ سود اور اکثر فاضلان اسلام کے فتوے

(از جناب مولانا سید طفیل احمد صاحب ولایت منزل علیگڈھ)

مسئلہ سود کے متعلق میری جو تحریرات شائع ہو رہی ہیں انکی نسبت بعض اصحاب کو اعتراض ہے کہ میں نے اول علمائے کرام سے اس بارہ میں فتوے کیوں نہیں حاصل کئے۔ اسکی نسبت یہ عرض ہے کہ اول میں نے بعض علمائے کرام کی خدمت میں اس مسئلہ کو پیش کیا مگر انکو متوجہ نہ پاکر خود میں نے اسکے متعلق کتب اور تحریرات فراہم کیں اور تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر اسوقت تک مختلف اوقات میں اس مسئلہ کے متعلق غور ہو چکا ہے اور فتوے ہو چکے۔ چنانچہ سب سے اول شاہ صاحب موصوف نے غیر مسلموں اور گورنمنٹ سے سود لینے کی حلت کا فتوی دیا اسکے بعد مولانا عبدالحی صاحب فرنگی نے سرکاری پرامیسری نوٹوں کا سود لینے کے جواز کا فتوی دیا پھر ۱۸۹۹ء کے قریب مولوی محمد حسن صاحب ساکن ساکن بھیں ضلع جہلم نے "روض الربا فی حقیقت الربوا" میں اس مسئلہ میں مفصل بحث کی۔ اسکے صفحہ ۹۸ پر تحریر ہے کہ

مولنا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری علیہ الرحمہ کی کتاب تفریح الجناح میں ہندوستان میں غیر مسلموں سے سود لینے کے جواز پر لاہور فیروز پور ڈیرہ اسمٰعیل خاں، رامپور، بھاولپور، مکہ مکرمہ وغیرہ کے اکثر فاضلان اسلام کے مواہیر ثبت ہیں"

اس سے ظاہر ہے کہ ایک زمانہ میں یہ بحث اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اس پر اکثر علماء کے فتوے ہو چکے ۱۹۰۹ء میں مولوی الثناء اللہ خانصاحب نے اخبار "وطن" میں اس بحث کو چھیڑ کر جملہ مضامین کو ایک رسالہ کی شکل میں شائع کیا جسکا نام "مسئلہ سود اور تجارت قومی" ہے مولوی محمد بشیر الدین صاحب نے "البشیر" میں ایک سلسلہ مضامین کا نکالا جسمیں ثابت کیا کہ بمبئی، کلکتہ، رنگون کے مسلمان تاجر غیر مسلم ساہوکاروں کا سرمایہ استعمال کرتے ہیں۔ اصلی نفع سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں جاتا ہے اور مسلمان مثل مزدوروں کے کام کرتے ہیں۔ خواجہ غلام الثقلین صاحب مرحوم نے عرصہ تک "عصر جدید" نکالکر مسلمانوں کو سادگی، کفایت شعاری صنعت و تجارت کی تلقین کی بالآخر یہ دیکھ کر کہ سود دینے کی وجہ سے مسلمان کسی شعبہ زندگی میں پنپ نہیں سکتے انہوں نے صوبہ متحدہ کی کونسل میں کوشش کی کہ شرح سود محدود کر دیجائے مگر اسمیں بھی کامیابی نہ ہوئی۔ اُن کے انتقال کے بعد سے بعض بہی خواہان قوم سود کی سختیاں کم کرانے میں ساعی رہے۔ چنانچہ خان بہادر مولوی عبدالقادر صاحب وکیل امراوتی کئی سال سے وائسرائے کی کونسل میں مسلمانوں کے لئے دام دوپٹ کا قانون جاری کرانے کی کوشش کر رہے ہیں جنکی غرض یہ ہے کہ اصل سے زیادہ سود نہ دلایا جائے۔ مگر جبکہ کونسل میں مسلمان ممبروں کی قلت ہے تو ایسا قانون پاس ہونیکی کیا امید ہو سکتی ہے۔ اور اگر ہو بھی گیا تو بھی زیادہ مقدار میں نہیں تو کم مقدار میں مسلمانوں کو سود دینا ہی پڑے گا۔ لینے کا تو کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ ان تمام واقعات سے میں نے نتیجہ نکالا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے وقت سے لیکر اسوقت تک سود کی مضرت سے بچنے کی مسلسل کوششیں ہوتی رہیں۔ مختلف اوقات میں علماء نے فتوے دیے۔ رہبران قوم نے سادگی اور کفایت شعاری کا رواج دینے کی کوشش کر لی اور قانون دان اصحاب نے سود میں ترمیم کرانے کے لئے زور لگائے تاہم کچھ نہ ہو سکا بلکہ حالت بد سے بدتر ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ مسلمان ہر شعبہ زندگی سے خارج ہو رہے ہیں گویا سود سے بچنے کے لئے تین علاج اختیار کئے گئے۔

(۱) خود مسلمانوں میں سود کا لین دین رائج کرنیکی کوشش جسکے لئے علماء نے مختلف اوقات میں فتوے دے۔

(۲) قوم میں سادگی اور کفایت شعاری کا رواج دینے کی کوشش۔

(۳) قانون سود میں ترمیم کرانیکی کوشش۔

میں نے دیکھا کہ ان تدبیروں میں سے دو کا تجربہ کافی طور پر کیا گیا یعنی کفایت شعاری کی ترویج اور قانون کی ترمیم اور دونوں میں ناکامی ہوئی۔ مگر مرض کا جو اصلی علاج تھا اسکے لئے کافی طور پر کوشش نہیں کی گئی۔ اور وہ علاج ترویج سود تھا جسکے لئے جید علماء کے فتوے اور اعلیٰ سے اعلیٰ قابلیت کے مضامین موجود تھے۔ صرف ضرورت اس امر کی تھی کہ ان فتووں اور مضامین کی کافی طور پر اشاعت کی جاتی۔ جس سے دیگر اقوام سے اور سرکاری بنکوں سے سود لینے کا رواج ہو جاتا۔ چنانچہ اس کمی کو دیکھکر میں نے ان فتووں، تصانیف اور مضامین کے خلاصے کو ایک کتاب کی شکل میں جمع کیا اور اسکا نام "مسئلہ سود اور مسلمانوں کا مستقبل" رکھکر ۱۹۲۰ء میں اسے شائع کیا۔ اور اسکے بعد سے مختلف ناموں سے تین اور رسالے شائع کئے۔

بعض اصحاب سمجھتے ہیں کہ میں نے علماء کرام سے رجوع نہیں کیا۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ میں جید علماء کرام کی خدمت میں یہ مسئلہ پیش کرتا رہا اور مجھے اندازہ ہوا کہ ملکانوں میں ارتداد کے واقعات سے بعض علماء بہت متاثر تھے چنانچہ جناب مولنا احمد سعید صاحب اپنے وعظوں اور تقریروں میں متعدد بار غیر مسلموں سے سود لینے کے جواز کے متعلق فرما چکے ہیں۔ اسیطرح جناب مولنا عزیز الرحمٰن صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند نے اسوقت سے ڈیڑھ سال قبل شاہ عبدالعزیز صاحب کے فتوے کی تجدید کی جسکی رو سے مساجد، مدارس، اور انجمنوں کا روپیہ بنکوں میں رکھکر اسکا منافعہ کار خیر میں صرف ہو سکتا ہے۔ مصر اور ٹرکی میں بھی یہ مسئلہ اسیطرح بحث میں آچکا ہے مگر وہاں چونکہ اپنی حکومت ہے اسلئے سخت نقصانات اٹھانے کے بعد وہاں تو سلطنت کی طرف سے عملدرآمد شروع ہو گیا۔ بینک قائم ہو گئے۔ تجارتی سود کی ڈگریاں دی جانے لگیں، مگر اس ملک میں بجز اسکے کیا ہو سکتا ہے کہ زمانہ شناس اور جید علماء کے فتووں سے افراد قوم کو آگاہ کیا جائے۔ غرضکہ فتوے ہوتے رہے ہیں اور جسقدر علماء کرام کو اس زمانہ کی کاروباری نوعیت سے واقفیت ہوتی جائیگی فتوے ہوتے رہینگے۔ زیادہ ضرورت تو ان فتووں کو افراد قوم تک پہنچانیکی ہے نہ کہ ہر بار جب یہ بحث چھڑے جدید فتوے طلب کئے جائیں اگر سود کی مضرت سے بچنے کیلئے یہ کافی ہے کہ ہر دس سال بعد اخبارات میں خوب بحث کر لیجائے اور علماء کے جدید فتوے حاصل کر کے انہیں طاق نسیان میں رکھدیا جایا کرے، اور ان پر بھی عمل نہ کیا جائے تو پھر یہ نا متناہی سلسلہ ابدالاباد تک جاری رہیگا۔ مگر ابدالاباد تو بہت دور ہے خدانخواستہ اس حالت میں کچھ زمانہ اور گذرا تو نہ معلوم مسلمان کس حالت میں پہنچ جائینگے۔ اور انکی کیا نوبت ہوگی۔

میں خود معترف ہوں کہ میں اس کام کی جو میں کر رہا ہوں اہلیت اور قابلیت نہیں رکھتا مگر میں نے اپنا فرض سمجھا کہ جبتک کوئی قابل شخص اس ضروری کام کے لئے کھڑا نہ ہو میں اسے انجام دوں اور علمائے حقانی کے فتوے عامۃ المسلمین تک پہنچا دوں۔ میں صاف طور پر عرض کر چکا ہوں کہ مسلمانوں کی قومی عمارت کی بوسیدہ دیوار دنیکی بنیادیں عرصہ ہوا کہ کھوکھلی ہو چکیں اور زیادہ اندیشہ یہ ہے کہ وہ کہیں دفعتاً گر کر انکی قومی زندگی کا خاتمہ نہ کر دیں۔ مسلمان سمجھتے ہونگے کہ انکی قومی عمارت گر جائیگی تو وہ کھلے میدانوں میں سادہ زندگی بسر کرنے لگیں گے مگر میں انہیں آگاہ کرتا ہوں کہ اب جو سیلاب عظیم آنیوالا ہے اسکے سامنے مسلمانوں کی کوئی سادگی یا جرأت و ہمت نہ ٹھہر سکیگی۔ ان کے کام کسی قوم کی دوستی نہ آئیگی۔ اسلئے کہ کم مائگی کی وجہ سے وہ کسی کی دوستی کے قابل نہ رہینگے۔ مسلمانوں کی اس خطرناک حالت کے آثار شروع ہو گئے۔ اگر اتفاقاً کسی جگہ بلوہ ہو جاتا ہے تو برسوں تک مسلمانوں کی سرزنش کا سلسلہ جاری رہتا ہے اسلئے کہ ملک بھر میں گداگری کر کے انہیں اتنا نہیں ملتا کہ وہ عدالتوں میں اپنے ملزموں کی پیروی کما حقہ کر سکیں۔ انہیں اختیار ہے کہ وہ خلافت یا سوراج، موالات یا ترک موالات، اتفاق یا نفاق جو جی چاہے اختیار کریں مگر میں یقین دلاتا ہوں کہ انمیں ایک چیز بھی ایسی ضروری نہیں جیسا کہ یہ ضروری ہے کہ ان کا ہر ہر فرد ایک پیسہ بچا کر اس سے سوا پیسہ بنانا جانتا ہو۔ جس سے افراد قوم ایک خوددار اور آزاد زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جائیں اور یہ موجودہ زمانہ میں بغیر تجارتی سود کے عام رواج کے نہیں ہو سکتا۔ میں یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اشتراکیت اور سوشلزم کے خیالات مسلمانوں کے لئے سراسر دھوکے کی ٹٹیاں ہیں۔ یورپ میں ان تحریکات سے صرف یہ نفع ہوتا ہے کہ مزدوروں کی شرح اجرت بڑھ جاتی ہے گویا اشتراکیت کا ہر ہر قدم قومی دولت کے اضافہ کی طرف بڑھتا ہے۔ مسلمان ان تحریکات کو غلطی سے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ وہ دنیا سے سرمایہ داری کو مٹا کر سب کو مثل مسلمانوں کے ننگا بھوکا اور حشرات الارض کی مانند کر دیں گے۔ جو محض ایک دھوکا ہے۔ پس مسلمانوں کو ان توہمات سے بچنا چاہئے اور جلد سے جلد اپنی قومی حیات کی بقا کے لئے بھی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔ اس مضمون پر میں نے حال میں ایک رسالہ "جواز سود معہ فتاوی" شائع کیا ہے جو صاحب اسے ملاحظہ فرمانا چاہیں آدہ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر مجھ سے طلب فرمالیں۔

فہم و ذکاوت اور متین ظرافت کی حکومت

آج اخباری دنیا میں صرف ظریف پنچ کو حاصل ہے جو اپنی راجدھانی دہلی سے ہر ہفتہ ملک بلکہ تمام دنیا کی سیر کرتے اور ادبی۔ اخلاقی۔ تمدنی۔ معاشرتی۔ سیاسی اور ملکی معاملات میں نہایت آزادی سے بال کی کھال کھینچکر گمراہوں کو راہ راست پر لاتے ہیں لیکن اپنی ظرافت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ روتوں کو ہنسانا، ہنستوں کو پھڑکانا انکا ادنیٰ کرشمہ ہے، انکی تہ پر ہلکہ اگر آپ تمام عمر کیلئے رونے کو نہ ترس جائیں تو ہمارا ذمہ۔ نمونہ منگا کر دیکھئے اور اگر خریدار بنا ہو تو تین روپیہ تقدار سالانہ آج ہی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما دیجئے ورنہ نمونہ منگانے کیونکہ آپ ایسی آسانی کے خسارہ میں رہینگے۔ پتہ

مینجر ظریف پنچ دہلی

(حسب محفوظ الحق ملکی اوٹر و پبلشر نے اگرہ اخبار پریس میں چھپوا کر دفتر کوکب ہند آگرہ سے شائع کیا)

©Afnan Library Trust, 2026

I No 22

رجسٹرڈ اے نمبر ۱۳۳۱

کوکبۂ آگرہ

مورخہ ۹ نومبر سنہ ۱۹۲۴ء

مدیر مسئول سید محفوظ الحق علمی مولوی فاضل

مدیر معاون مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

تاریخ اشاعت ۹-۱۷-۲۵ یکم ماہ انگریزی ۔ سالانہ للعہ ششماہی عہ سہ ماہی عہ ۔ اجرت اشتہارات بذریعہ خط و کتابت

نمبر ۲۲

مراسلہ

جماعت احمدیہ دہلی

تحریری مباحثہ | تحریری مباحثہ جو جماعت احمدیہ دہلی سے جاری تھا۔ احمدی مناظر جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی تھے، اب قریب ختم ہے، حضرت میرزا محمود زرقانی کے پرچے انشاء اللہ بہت نتائج مہمہ پیدا کرینگے۔ خیال یہ ہے کہ ان رافعین کے پرچوں کو یکجائی طبع کیا جائے۔ جسکے متعلق مشورہ ہو رہا ہے۔

ایک بحث جناب مولوی عمر الدین صاحب نے یہ رکھی تھی کہ (معاذ اللہ) حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ اپنے دعاوی سے دست بردار ہو گئے تھے۔ حضرت میرزا محمود صاحب نے اسکا جواب مفصل دیا ہے جو تحقیقی رنگ میں بھی ہے اور الزامی رنگ بھی رکھتا ہے کہ حضرت بہاء اللہ کا دعوے سے دست بردار ہونا تو درکنار بہائی کتابوں سے کوئی ایسی بات بھی ثابت نہیں ہو سکتی جیسی کہ احمدی لٹریچر سے جناب میرزا صاحب کے متعلق ثابت ہے کہ انہوں نے کچہری میں معاہدہ کیا تھا کہ کسی کی موت کا الہام شائع نہیں کرونگا، اندازی پیشگوئی نہیں کرونگا وغیرہ

کیا حضرت عیسیٰ صاحب شریعت نبی نہ تھے | دوسری بحث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صاحب شریعت نبی ہونے پر ہے۔ مولوی عمر الدین صاحب احمدی نے اپنے خیالات اس امر پر ظاہر فرمائے ہیں کہ حضرت عیسیٰ صاحب شریعت نبی نہ تھے۔ حضرت میرزا محمود زرقانی نے قرآن شریف اور انجیل اور دیگر دلائل بلکہ خود مولوی عمر الدین صاحب کے مسلمات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صاحب شریعت نبی ہونا ثابت کر دیا۔ یہ بحث جمہور اسلام کیلئے بہت مفید ہوگی کیونکہ احمدیوں کے مقابلہ میں انکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صاحب شریعت ہونے پر دلائل ملجائینگے اور انکا جمہوری عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت نبی تھے مدلل طور پر پبلک میں آجائیگا۔

طالبان حق کی آمد | فردوس مسلم ہوٹل میں روزانہ محققین کی آمد کا سلسلہ جاری ہے۔ اکثر دن کو دو دو تین تین بجے کھانے کا وقت ملتا ہے، تعلیمیافتہ حضرات، مدیران جرائد، عربی فضلاء وغیرہم امر اللہ کی نسبت دریافت کرنے تشریف لاتے رہتے ہیں اور دینی روحانی مسائل دریافت کرتے رہتے ہیں،

رسم مباحثہ | یہاں دہلی میں احمدی حضرات اور آریہ سماج کے بعض نمبروں کی وجہ سے مباحثہ کی نامبارک رسم پڑ گئی ہے، ہر ہفتہ آجکل اکھاڑے جمتے ہیں

بعض مباحثوں میں ہم لوگ بھی شریک ہوئے۔ ایکدوسرے پر طعن سخت گوئی، گرفت لفظی، اشتعال جذبات، اپنی ذرا ذرا سی بات پر اڑنا، یہ مباحثوں کی خصوصیات نظر آئیں۔ کوئی شائستہ اور روحانی انسان ایسے مباحثوں کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ کم از کم ہم تو ان مباحثوں کے طرز و قوع سے متفق نہیں ہیں۔

ایک اور مرض | ایک وبا رروحانی ان مباحثوں کیساتھ یہ لگی ہوئی ہے کہ اولاً ہر ایک فریق غوغا کر دوسرے فریق کو جھنجھوڑنا چاہتا ہے اور گفتگو ختم ہونے کے بعد ہر ایک اپنی فتح کا نقارہ مارتا ہے، اور دوسرے کی شکست مشہور کرتا ہے۔

میری تقریر | انجمن اصلاح المسلمین دہلی میں میری جو تقریر ہوئی وہ خدا کے فضل سے ان مباحثوں کی طرح نہ تھی۔ جہانتک میں سمجھتا ہوں ہر شخص سننے والا گواہی دے رہا ہے کہ ایک لفظ بھی متانت سے باہر یا دلائل سے علٰحدہ نہ تھا۔ اور یہ میں اسلئے نہیں کہتا کہ میں بھی ایک مخبر کروں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر ذکر کرتا ہوں کہ یہ امر بہائی کی تاثیر ہے جسنے ہمیں تھاما ہوا ہے۔ میں نے بار بار افسوس سے اس امر کو دیکھا کہ میری تقریر کے بعد جناب مولوی عبد الحق صاحب سے جو گفتگو ہوئی اسکے متعلق قادیانی پارٹی نے لوگوں میں چرچا کیا کہ مولوی عبد الحق صاحب ہار گئے یا جواب ٹھیک نہیں دیسکے۔ یہ انہی رسم و عادت کا اثر ہے، ورنہ ایک شائستہ گفتگو میں نے کی تھی جناب مولوی عبد الحق صاحب جو کچھ خیالات ظاہر فرما سکتے تھے وہ انہوں نے ظاہر فرما دیے۔ اب ادھر اودھر یہ تذکرہ کہ وہ جواب ٹھیک نہیں دیسکے کیا ضروری ہے خدائے علیم بذات الصدور شاہد ہے کہ مجھے تو فتح و شکست کا خیال نہیں، اور ایسے خیالات کو میں ایک بیماری سمجھتا ہوں۔ خدا اس سے سبکو محفوظ رکھے۔ (علمی از دہلی)

یوم عید مولود حضرت غصن ممتاز

البشارت یوم مولود ولی عهد پیمان بهاست
این مبارک روز روز عیش یاران بهاست
شد تولد غصن ممتاز اندرین فرخنده روز
ساغر عشرت بدست مے پرستان بهاست
تا که شد ظاهر بعالم نو گل رخسار او
بلبلان را شوق گفتار از گلستان بهاست
عالم جان جهان زین عید در شور و نشور
کون و امکان وین طرب از لطف و احسان بهاست
چون بعالم جلوه گر شد کوکب غصن بقا
ناقضین را بر دل و جان نار سوزان بهاست
ساغر سرشار غصن کردگار آمد بدور
ساقی گلرخ ببزم باده نوشان بهاست
شاه اقلیم وجود جمله یاران بها
غصن ممتاز آن شه اقلیم و دوران بهاست
آنکه شد مقبول از درگاه آن غصن بقا
ثابت میثاق و اندر حکم و فرمان بهاست
بهجت مسکین چو از جام بها نوشید مے
با مسرت گوید اندر بزم و مستان بهاست

©Afnan Library Trust, 2026

ذکرِ مصائب رحمتِ عالم پر عالم کے بہیّہ

لیکچر حضرت عبد البہاء

ھو اللہ

آج میں چاہتا ہوں کہ حضرت بہاء اللہ کی کچھ تکلیفوں کا ذکر کروں حضرت باب کے ظہور کے تیسرے سال میں ایکدن حضرت بہاء اللہ کو طہران میں قید کر دیا۔ دوسرے دن سلطنت کے بعض امیروں اور وزیروں نے اعتراض کیا اور سفارش پہنچائی جسکی وجہ سے حضرت بہاء اللہ کو آزاد کر دیا گیا۔ اسکے بعد مازندران کے سفر میں جبکہ آپ قلعہ شیخ طبرسی کی طرف جا رہے تھے، رات کیوقت کچھ سوار آئے اور آپکو مع آپکے گیارہ ہمراہیوں کے گرفتار کر کے شہر آمل لیگئے۔ ایکدن شہر کے تمام علماء مسجد میں جمع ہوئے اور حضرت بہاء اللہ کو بلایا۔ اور شہر آمل کے لوگ بھی جمع ہوگئے اور ہر گروہ کے ہاتھ میں اسکے پیشہ کے اوزار تھے۔ بڑھئی بسولہ لئے تھے۔ دھنائی بندھ لئے تھے۔ کسانوں کے ہاتھ میں گندم اور جو تھے، اور انکا مقصد یہ تھا کہ سب ملکر حضرت بہاء اللہ کو شہید کر ڈالیں، علماء نے علمی سوال کرنا شروع کئے جو سوال بھی کرتے تھے جواب شافی اور کافی پاتے تھے، جمال مبارک (حضرت بہاء اللہ) نے حضرت باب کے ظہور کی سچائی دلائل و براہین سے ثابت کر دی۔ اور علماء عاجز ہوگئے۔ تب یہ کوشش کرنے لگے کہ حضرت باب کی کوئی تحریر ہاتھ آجائے، اس کوشش میں جمال مبارک کے ایک خادم ملا باقر کی جیب میں سے حضرت باب کی لوح انکو ملی جسمیں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیانات میں سے یہ فقرہ لکھا ہوا تھا،

(محو الموھوم وصحو المعلوم) ملا علی جان نے جو شہر آمل کے ایک عالم تھے بڑے زور سے قہقہہ مارا کہ حضرت باب کی فضیلت معلوم ہوگئی۔ جو صحو کو ص سے لکھے اسکی علمی قابلیت معلوم ہوگئی۔ صحو کو س سے لکھنا چاہئے۔ حضرت باب نے یہ غلط لکھا ہے۔ جمال مبارک نے فرمایا حضرت مولوی صاحب آپ غلطی کرتے ہیں اور آپ نہیں سمجھے یہ عبارت حضرت امیر المومنین کا کلام ہے جو انہوں نے کمیل ابن زیاد نخعی کے جواب میں کہی تھی۔ جب اُسنے آپ سے حقیقت کے معنی دریافت کئے تھے تو آپنے چند فقرہ بیان کئے ہیں اور ہر فقرہ کے بعد کمیل نے آپسے درخواست کی کہ اور مفصل بیان کریں اور مزید بیان کہا۔ حتی کہ آپنے فرمایا محو الموھوم وصحو المعلوم یعنی جو شخص حقیقت کو معلوم کرنا چاہتا ہے اور خدا تک رسائی کا طالب ہے اسکو چاہئے کہ قلب کو موہومات اور رسمی سنائی باتوں کی تقلید سے پاک کرے اور جو کچھ منظر ظہور کہتا ہے اسکی طرف آنکھ لگائے موہوم سے گذر کر معلوم سے آنکھ لڑائے۔ حضرت رسول مقبول کے ظہور کے وقت اگر یہود و نصاریٰ اپنی موہومات اور رسمی سنائی باتوں کو چھوڑ دیتے، اور خود جو کچھ آنحضرت فرماتے تھے اسکو بغور ملاحظہ کرتے تو ضرور سچائی کو پالیتے، یہ لفظ صحو جو ص سے لکھا ہے اسکے معنی ہوشیاری کے ہیں، اور جو س سے سہو لکھا جاتا ہے اسکے معنی فراموشی اور غفلت کے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان بہت بڑا فرق ہے آپکو سہو ہوا اور آپنے غفلت کی یہ کلمہ ایسے ہی لکھنا چاہئے جیسے لکھا ہے۔

جب خاص و عام سب کے سامنے یہ بیان جمال مبارک کی زبان سے جاری ہوا تو سب مبہوت ہوگئے اور اس مجتہد کی نادانی سب پر ثابت ہوگئی، اور سب کو معلوم ہوگیا کہ وہ مولوی علم سے بالکل بے بہرہ ہے لیکن مولویوں پر یہ واقعہ بہت شاق گذرا اور وہ جان گئے کہ اگر چند مرتبہ اور اسطرح جمال مبارک عام جلسوں میں بیانات کریں تو لوگ انکی طرف ہو جاوینگے اسلئے اُن سب نے اسپر اتفاق کیا کہ آپکے قتل کا فتویٰ دیں۔ مرزا تقی خاں جو آمل کا گورنر تھا اس خبر کو سنکر بہت پریشان ہوا اور سوچنے لگا کہ اگر ایسا ہوا تو دار السلطنت کے دو بڑے قبیلوں نوری اور لاریجانی میں قیامت تک جنگ و جدال کی آگ بھڑکتی رہیگی۔ اسلئے اسنے سوچا کہ مولویوں کی تسکین اور غصہ کو دھیما کرنیکی غرض سے جمال مبارک کو کچھ تکلیف پہنچانی ضروری ہے اسنے حکم دیا کہ آپکو کاٹھ میں دبا جائے، اور اسقدر پائے مبارک پر بید مارے کہ اسنے خون جاری ہوگیا اسکے بعد آپکو مکان کے پاس مسجد کی دیوار سے لگا کر بیٹھا دیا، میرزا تقی خاں نے اپنے بعض محرم راز آدمیوں سے کہہ رکھا تھا کہ پشت کی طرف دیوار گرا دینا اور جب دیوار گر جائے تو جمال مبارک کو ہاتھوں ہاتھ اٹھا کر میرزا تقی خاں کے مکان پر لیجائیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، اور حضرت بہاء اللہ کو جلدی سے لوگوں کے درمیان سے لیکر نکلگئے۔ جب لوگوں نے چاہا کہ پیچھا کریں تو خدام انکو لیکر گھر میں داخل ہوگئے اور دروازہ بند کر لیا، اور مکان کی چھت پر سے گورنر کے فراشوں نے لوگوں کو منع کیا، اور جسنے بھی ہوا بھیڑ کو متفرق کر دیا، حاکم کی اس حکمت عملی سے اس دن بھی مولوی جمال مبارک کو قتل نہ کر سکے۔

اس واقعہ کے کچھ دن بعد جمال مبارک طہران کی طرف لوٹ آئے اور حضرت باب کے ظہور کے چھٹیں سال طہران میں ایک ایسے جیلخانہ میں قید کئے گئے جہاں دن میں بھی روشنی نہ جاتی تھی، اور آپ پر سخت سختیاں کی گئیں۔ یعنی اسقدر تکلیفیں دیجاتی تھیں جو بیان سے باہر ہیں۔ آپکے پاؤں کاٹھ میں تھے اور ایک بھاری زنجیر آپکی گردن میں پڑی تھی، اور وہ زنجیر اسقدر بھاری تھی کہ آپکے سر کو زمین تک جھکا دیتی تھی اور ضرورت اسکی ہوتی تھی کہ دو شاخہ لکڑی اسکے نیچے رکھکر اسپر زنجیر کو سہارا دیا جاتا تھا۔ آپکا لباس تمام آپسے چھین لیا گیا تھا اور پرانے کمبل کی ایک ٹوپی بغیر کلاہ کے آپکو پہنائی گئی تھی۔ حضرت بہاء اللہ چار مہینے تک اس حال میں اس جیلخانہ میں رہے اس مدت کے بعد جیل خانہ سے نکالکر بغداد کیطرف جلاوطن کیا۔

بغداد میں گیارہ سال قیام فرمایا جسمیں دو سال کردستان رہے۔ باقی زمانہ بغداد میں۔ اس گیارہ سال میں تمام دشمن پوری طاقت کیساتھ آپکی مخالفت کرتے رہے لیکن جمال مبارک نے بڑی خوشی اور مسرت کے ساتھ یہ زمانہ گذارا۔ اگرچہ مخالفت اس حد تک تھی کہ ہر روز شام تک کی زندگی کا اطمینان نہ تھا اور ہر شب کو صبح تک کا ٹھیک نہ تھا۔ اس پورے زمانہ میں ہر طرف سے علماء آپکی خدمت میں حاضر ہوتے اور علمی سوالات کرتے اور جواب شافی و کافی سنتے اور یہ ہر طرف آپکی شہرت کا باعث ہوتا۔

ایران کے علماء جو وہاں تھے انہوں نے یہ تمام قصہ ناصر الدین شاہ ایران کو لکھا اور ناصر الدین شاہ نے سلطان روم سے خواہش کی کہ جمال مبارک کو بغداد سے اسلامبول بلا لیا جائے، اسلامبول (قسطنطنیہ) میں چار مہینہ کے قیام کے بعد آپکو ردسیل (ایڈریانوپل) بھیجدیا گیا۔ اور پھر ناصر الدین شاہ کی خواہش پر ردسیل سے عکاء کو جلاوطن کر دیا۔ اور فوج کے بارگو میں آپکو رکھا۔ تمام عمر آپ عکاء میں رہے اور قید میں بسر کی۔ جو جو مصیبتیں آپ پر عکاء کی قید میں آئیں وہ حد سے زیادہ ہیں۔ اور انکا ذکر ممکن نہیں ہے۔ عکاء میں وارد ہونے کے بعد تمام سلاطین کے نام دعوتنامہ نازل ہوئے جو ڈاک کے ذریعہ بھیجے گئے۔ سوائے لوح ناصر الدین شاہ کے جو میرزا ربیع خراسانی کے ہاتھ بھیجی گئی اور اس سے پہلے سے کہدیا تھا کہ اگر تمکو شہادت قبول ہے تو یہ دعوتنامہ لیجاؤ اسنے منظور کیا اور لوح لیکر ایران کی طرف چلدیا حتی کہ طہران پہنچا۔ اور راستہ میں کسی جگہ اہل بہاء سے ملاقات نہ کی، اسوقت ناصر الدین شاہ نیاوران کمشیران میں تھے جو فوجی مقام ہے۔ میرزا ربیع نے بادشاہ کے محل کے سامنے ایک ٹیلہ تجویز کیا اور اسپر بیٹھ رہے۔ ایکدن ناصر الدین شاہ دوربین سے چاروں طرف کا معائنہ کر رہے تھے۔ کہ انکی نظر اس سفید پوش پر پڑی۔ تیسرے دن پھر اس شخص کو اسی طرح بیٹھے دیکھا معلوم ہوا کہ کوئی حاجتمند ہے لوگوں کو بھیجا کہ اُسے بلا لائے۔ اس سے لوگوں نے دریافت کیا کہ تم کون ہو اور یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ کہا کہ میں ایک بزرگ کا خط سلطان کے لئے لایا ہوں۔ لوگوں نے چاہا کہ خط اُن سے لے لیں۔ کہا کہ نہیں میں خود اپنے ہاتھ سے ہی سلطان کی خدمت میں پیش کرونگا۔ لوگ اسکو سلطان کی خدمت میں لیگئے سلطان نے اُسسے دریافت کیا کہ تم کون ہو اور تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ کہا کہ یہ بہاء اللہ کا پیغام ہے جو سلطان کے لئے لایا ہوں۔ سلطان نے دعوتنامہ لے لیا۔ اور حکم دیا کہ اسکو جانے نہ دیں۔ لوگ اسکو لے گئے اور قید کر دیا۔ سلطان نے کہا اس سے دریافت کرو کہ اسکے ساتھ اور کون کون ہے۔ جواب دیا کہ میں کسیکو نہیں جانتا ہوں اور نہ کوئی میرے ہمراہ ہے۔ تین دن تک انکو مختلف طریقوں سے تکلیف اور عذاب دیتے رہے اور داغ دیئے مگر انہوں نے کسیکا نام نہ بتایا۔ جسوقت انکو داغ دیا جا رہا تھا انکی تصویر لیگئی ہے۔ تیسرے دن انکو شہید کر دیا گیا۔

سلطان نے اس دعوتنامہ کو علماء کے پاس بھیجا کہ اسکا جواب لکھیں۔ کچھ دن کے بعد علماء نے جواب دیا کہ یہ شخص آپکا دشمن ہے۔ بادشاہ نے کہا میں جانتا ہوں کہ یہ شخص میرا دشمن ہے لیکن اسنے جو کچھ لکھا ہے تم اسکا جواب لکھدو۔ لیکن علماء نے جواب نہ لکھا اسپر بادشاہ بہت خفا ہوا اور کہا کہ میں علماء کا اسقدر احترام کرتا ہوں انکو انعام دیتا ہوں وہ صرف اس لئے کہ آجکے سے دن اس جیسے پیغاموں کا جواب لکھیں۔ لیکن وہ یہ جواب دیتے ہیں۔ اس لوح میں لکھا ہے کہ یہ امر دو حالتوں سے باہر نہیں۔ یا تو حق ہے۔ یا باطل ہے۔ آپ عالموں اور مولویوں کو بلائیے اور مجھے بھی طلب کیجئے تاکہ میں انسے مناظرہ کروں۔ اگر حق ہے تو مان لیجئے اور اگر باطل ہے تو جو مرضی آئے کیجئے۔ اس لوح میں سلطان ناصر الدین کو نصیحتیں بھی کیں ہیں کہ دوروزہ سلطنت پر غرور مت کرو۔ کتنے سلطان دنیا میں آئے اور سب چلے گئے۔ اور انکا کوئی اثر باقی نہیں ہے، یہ امر امر الٰہی ہے، تم اسکا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

©Afnan Library Trust, 2026

اور نہ اسکو روک سکتے ہو۔ خدا کے حکم کا کوئی شخص مقابلہ نہیں کرسکتا ہے اور تم بھی مقابلہ نہ کرسکوگے اور عنقریب امر الٰہی بلند ہو جائیگا اور تمام مشرق اور مغرب پر چھا جائیگا۔ لیکن ناصر الدین شاہ نے خدائی نصیحت نہ سنی اور اپنے غرور میں ڈوبا رہا یہانتک کہ چل بسا۔

بارے۔ جمال مبارک اس قید میں تھے۔ لیکن بڑی عزت کیساتھ رہتے تھے۔ اور لوگونکی طرح قید نہ تھے۔ کسی کی ذرا پرواہ نہ کرتے تھے مامورین سلطنت اگر ملاقات کی خواہش کیا کرتے تھے لیکن آپ اجازت نہ دیتے تھے۔ شہر عکا کا حاکم متصرف پانچ سال تک آپکے حضور میں حاضری کی تمنا کرتا رہا مگر آپنے اجازت نہ دی۔ بہت تھوڑے عرصہ کے بعد جب آپ چاہتے تھے باہر چلے جاتے تھے اور کوئی روک نہ سکتا تھا حتی کہ جب آپ قصر بہجی میں مقیم تھے اور شادی کا زمانہ تھا تو آغا سید علی حاکم متصرف عکا اور تمام مامورین عکا سے قصر بہجی تک جو شہر سے ڈیڑھ میل پر واقع ہے آئے مگر جمال مبارک نے اتنے احوال پرسی تک نہ کی۔

یہ ہے مختصر ذکر جمال مبارک کی مصیبتوں۔ زحمتوں اور قید کے زمانے کا۔ والسلام ع ع

ایک دوسرے لیکچر میں حسب ذیل عبارت ہے۔

هو الله

آج سے ستر سال قبل حضرت باب شیراز میں ظاہر ہوئے اور ظہور ملکوت کی بشارت دی۔ اپنی جان خدا کی راہ میں فدا کی۔ لوگوں کو خدا سے محبت کرنے کے لئے مستعد کیا۔ انکے ظہور کے نو سال بعد جمال مبارک حضرت بہاء اللہ ظاہر ہوئے۔ اور خدا کی وحدانیت کا علم بلند کیا۔ تمام ملتوں اور امتوں کو دعوت دی کہ خدا کے دین کی بنیاد کو مضبوط تھامیں دین الٰہی کی بنیاد ایک ہی ہے، خدا کی شریعت ایک ہی ہے۔ تمام انبیاء اسی کے پھیلانے کے لئے مبعوث ہوئے اسلئے جو ملت خدا کی نصیحت کے مطابق عمل کریگی۔ وہ حقیقت کو پالیگی۔ خدا کی تعلیم ایک ہے۔ محبت الٰہی کی بنیاد ایک ہے۔ اور یہ دنیا کے میل ملاپ کا باعث ہے۔ جمال مبارک نے اس راہ میں بڑی بڑی مصیبتیں جھیلیں ہیں۔ قید میں زنجیریں پہنیں۔ بید اور درے کھائے، اسکے بعد بغداد کی طرف جلاوطن کئے گئے، باوجود اسکے ناصر الدین شاہ آرام سے نہ بیٹھے۔ اس مستبد بادشاہ نے کوشش کرکے عبد الحمید کو اپنا ہمراز بنایا اور جب تک عکا کے قید خانے میں نہ بھجوا لیا آرام نہ کیا۔ عکا کا قلعہ ایک ایسا قید خانہ ہے جسکا تصور مشکل ہے کوئی قیدی انکیسال سے زیادہ برداشت نہیں کرسکتا۔ جمال مبارک نے اپنی تمام عمر بسر کی تاکہ شاید تمام انسانوں کے دل ملکر ایک ہو جائیں۔ نوع بشر باہم مہربان ہو جائیں۔ نزاع نہ رہے، جدال نہ رہے۔ قتال نہ رہے۔ لڑائیاں بند ہو جائیں۔ تمام دنیا ایک خاندان ہو جائے اور تمام انسان ایک آدمی جیسے ہو جائیں، اب ملاحظہ کیجئے کہ جمال مبارک نے کیسا فیض بخشا ہے کیسا چراغ روشن کیا ہے، شرق و غرب پر کیسی تجلی ڈالی ہے، اور روح القدس کی قوت سے توحید کا علم بلند کیا ہے، اس مقصد کے لئے بہت صدمے برداشت کئے ہیں۔ اور الحمد للہ آج ہم اسکے نتیجے دیکھ رہے ہیں۔

افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون ۝
یحسبون ان لا تکون فتنۃ فعموا وصموا ثم تاب علیھم ثم عموا وصموا کثیر منھم والله بصیر بما یعملون ۝

قرآن شریف کو تحریف سے بچاؤ

لا یمسہ الا المطہرون ۝

ہمارے نامہ نگار نے جس مسئلہ کو بیان کیا ہے اسکیطرف ہم اسلامی اخبارونکو خاص توجہ دلاتے ہیں۔ امید ہے کہ انظر ما قال ولا تنظر من قال کے ماتحت اس مسئلہ کو فرقہ بندی کی نظر سے نہ دیکھینگے بلکہ بنظر اصلاح و سد باب فتنہ اظہار رائے کرینگے۔ (ایڈیٹر)

"یہ ایک دینی فرض ہے جسکو اول زمانہ اسلام سے آجتک ہر قوم اور ہر ملک نے ادا کیا ہے۔ لیکن اسکی طرف سے مسلمانان ہندوستان بیخبر ہیں اور اگر اسیطرح بیخبر رہے تو عنقریب تمام دنیا کے مسلمان ہندوستان والوں سے باز پرس کرینگے کہ تم نے حضرت رسول اللہ کی امانت کی کیوں حفاظت نہیں کی۔ اور کیوں

ہندوستان میں تحریف شدہ قرآن شریف چھپنے دئے۔

کیا آپ نہیں جانتے کہ صرف قرآن شریف ہی اسلام کی برکتونیسے آپکے پاس اب باقی رہگیا ہے۔ (۱) بصورت صحیح صحیفہ ہائے مطبوعہ۔ (۲) صحیح حفظ بہ سینۂ حفاظ قرآن۔

ہندوستانمیں جو قرآن شریف چھپتے ہیں انکی تصحیح کی کافی نگرانی نہیں ہوتی۔ نتیجہ یہ ہے کہ اب جتنے صحیح قرآن شریف دنیا میں موجود ہیں اتنے ہی غلط موجود ہیں۔ اور اگر یہی رفتار جاری رہی تو صحیح مطبوعہ قرآن شریف صرف متعدی ہی رہجائینگے۔ اور غلط کی بہت زیادہ کثرت ہو جائیگی۔ اور سو دو سو برس بعد غیر مسلمانونکو موقع ملیگا کہ دریافت کریں کہ کون قرآن شریف صحیح ہے

مہر تصدیق | رہا ہر تصدیق کا حصہ۔ تو خواہ قرآن شریف صحیح چھپا ہو یا غلط۔ ہر ایک پر کئی قرآن شریف کے حافظوں کی مہریں ہوتی ہیں کہ میں نے اسکی تصحیح کی۔ اور اب یہ قرآن شریف صحیح ہے۔

حفاظ | جب کثرت سے غلط مطبوعہ قرآن شریف رائج ملک ہو جائیگا تو اگرچہ اب بھی بہت کم حافظ صحیح پڑھ سکتے ہیں مگر پھر غلط پڑھنے والے اور زیادہ ہو جاوینگے۔ کیونکہ تصحیح آخر ناظرہ سے ہی ہوگی۔ اور ہر حافظ کو یہ حق دیدیا کہ وہ مطبوعہ پر اپنی یاد کو ترجیح دے اگرچہ وہ اپنی یاد کی تصحیح کے واسطے ہی ناظرہ پڑھ رہا ہو۔ یہ ایک بہت خطرناک دستور العمل ہوگا۔

کیا ہندو ذمہ وار تحریف ہیں

اگر صرف ان قرآن شریفونکی یہ حالت ہوتی جو ہندوؤں کے مطابع میں چھپتے ہیں تو بھی غنیمت تھا۔ مگر اسمیں ہندو مسلمان دونو مطابع یکساں قصوروار ہیں۔ خاصکر جبکہ ان قرآن شریفونکی تصحیح کی نگرانی بھی مسلمان حافظ کرتے ہیں جو ہندو مطابع میں چھپتے ہیں تو ذمہ واری صرف مسلمانوں پر ہی رہتی ہے۔

تحریف معنوی | کے لئے بھی ہندوستان خاص ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس موضوع میں جتنی خدمت قرآن شریف کی ہندوستان نے کی ہے اتنی کسی ملک نے نہیں کی۔ یعنی جتنے مختلف اور ایکدوسرے سے ٹکراتے ہوئے ترجمہ ہندوستان میں شائع ہوئے ہیں کہیں نہیں ہوئے لیکن نہ معلوم کیوں ہم بھول گئے کہ آخر عیسائیونکی

انجیل کے ترجمے پر ہمارا اعتراض | بھی تو یہی ہے کہ جو ترجمے وہ یکے بعد دیگرے شائع کرتے ہیں انکی عبارتیں باہم مطابق نہیں ہوتیں۔ حالانکہ اگر ہم مولانا نذیر احمد۔ شاہ ولی اللہ۔ مولوی محمد علی۔ مولانا فتح محمد۔ میرزا حیرت وغیرہ کے ترجمے دیکھیں تو ہم مواقع پر انکے ترجموں میں بھی ہمیں اور بڑا اختلاف اختلاف نظر آئیگا۔ اور آثار کچھ ایسے ہیں کہ اس رفتار کے مطابق بہت تھوڑے عرصے کے اندر اسلام کے ہر فرقے کے عقائد کے مطابق کم از کم ایک ترجمہ زبان اردو میں شائع اور رائج ہو جائیگا اور ہر فرقہ کہیگا کہ سوائے ہمارے ترجمے کے باقی سب ترجمے تحریف شدہ ہیں۔ خدا نہ کرے کہ یہ منحوس صورت مسلمانوں میں رونما ہو۔ ورنہ پھر ہر غیر مسلم کو حق ہوگا کہ علی الاعلان کہے کہ قرآن شریف کا مطلب دنیا سے اٹھ گیا۔ اور تحریف لفظی و معنوی کامل ہو گئی۔

ان نازک حالات پر غور کرنا مسلمانان ہندوستان کا سب سے بڑا اور سب سے پہلا فرض ہے، اور اپنے نزدیک ترین قومی اجتماع میں اس مسئلہ پر کافی غور کریں۔ اور جابجا مجالس شوریٰ منعقد کرکے نتیجۂ مشورہ سے عموم مسلمانوں کو مطلع کریں تاکہ کوئی نتیجہ خیز فیصلہ ہو سکے جسپر تمام متفق ہو جائے۔

اس مسئلہ میں میری ہمہ نظر بعض تجاویز بھی ہیں۔ اگر یہ تحریک مقبول ہوئی تو وہ بھی آئندہ کسی موقعہ پر پیش کرونگا۔

ایس۔ ایچ۔ قریشی

تکمیل قرآن

آجکل پیغام صلح اور بعض دیگر اسلامی اخباروں میں ایک عجیب سلسلہ مضامین شائع ہو رہا ہے

بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ کچھ حصہ قرآن شریف کا موجودہ قرآن شریف میں مرفوع التلاوت ہونیکی وجہ سے شامل نہیں ہے مگر احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ وہ منسوخ شدہ آیات نہیں ہیں بلکہ واجب العمل ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ نہ صرف مرفوع التلاوت بلکہ معمول بہ آیات کو بھی مناسب موقع اور محل پر درج کیا جائے اور منسوخ شدہ آیات کو نکالدیا جائے تاکہ قرآن شریف کو ایک ایسی حیثیت میں دنیا کے سامنے پیش کیا جاسکے جسمیں منسوخ شدہ آیات سے اسکا دامن صاف ہو۔ اور معمول بہ سب موجود ہوں۔ نیز نگارندہ مضمون سید محمد النور ازکوہ مری نے طباعت کے کام کو ہاتھ میں اٹھانے کے لئے بھی ضمناً تذکرہ کیا ہے (ماخوذ پیغام صلح ۵ نومبر سنہ ۲۳ء)

واقعی دنیائے اسلام کا خواب غفلت بھی عجیب ہے اور اسکے ہوش میں لانیکے انتظامات بھی عجیب۔ وقت امتحان عظیم ہے دیکھئے خدا اسکو پاس کرتا ہے اور کسکو فیل (ایڈیٹر)

حاجی احمد کازرونی

جو بمبئی کے قدیم احباب میں سے تھے حال میں صعود فرما گئے آپنے حضرت بہاء اللہ کے صعود کے قریب تصدیق کی تھی۔ اور اسوقت سے آخری دم تک خدمت حق میں مشغول رہے۔ پہلے آپکی تجارت وسیع پیمانہ پر تھی۔ بعد کو چاء کی تجارت پر حصر کرلیا تھا۔ آپنے ایک فرزند رشید چھوڑا ہے انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں زیادہ تفصیل سے حالات دینگے۔ آپ ماٹونگا کے گلستان میں منزل گزیں ہوئے ہیں۔

©Afnan Library Trust, 2026

جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت

اگر بیس سال کی متواتر دعوت و تبلیغ کے بعد واقعی جماعت احمدیہ قادیان نے اہل بہاء کا چیلنج قبول کرلیا ہے اور وہ وقت درحقیقت نزدیک ہے کہ علماء قادیان اپنے دعوے خصوصی کی سچائی علماء اہل بہاء کے مواجہ میں خواہ بطرز تحریری مباحثہ خواہ بصورت تقریری مناظرہ ثابت کرنیکو تیار ہیں اور ایک نیا طرز گریز و لطائف الحیل نہیں نکالا ہے تو ہم دلی مبارکباد دیتے ہیں۔ مگر ہمیں اپنے ذاتی اور طولانی تجربے کی بنا پر دال میں کچھ کالا نظر آتا ہے۔ خدا کرے کہ ہمارے شبہات بے بنیاد ہوں۔ اور جناب خلیفہ صاحب کی تشریف آوری کے بعد بھی یہ آمادگی اور مستعدی قائم رہے۔ بہر حال ناظرین کوکب ہند آگرہ کے لئے مندرجہ ذیل خط و کتابت باعث دلچسپی ہوگی۔ (ایڈیٹر)

خلیفۂ قادیان کا عام چیلنج

اگر کوئی مدعی ہے تو بالمقابل آئے اور دیکھے کہ خدا ہماری تائید کرتا ہے یا اسکی۔ ہمارے لئے نشان دکھاتا ہے یا اسکے لئے اگر خدا تعالیٰ ہماری مدد نہ کرے اور اسکی کرے تو وہ سچا۔ اور اگر ہماری کرے اور اسکی نہ کرے تو معلوم ہوا کہ ہمارے سلسلہ کا بانی سچا اور خدا کا برگزیدہ ہے باقی سب قصے کہانیاں ہیں۔ (الفضل قادیان مورخہ یکم اپریل ۱۹۲۳ء) یہ چیلنج جناب خلیفہ صاحب نے علمی شہاب و عمر کے بائیکاٹ اور فتنۂ بہائی کے عنوان سے دیا تھا جسکے جواب میں حسب ذیل دو مختصر سی انکو بھیجی گئیں۔ (ایڈیٹر)

مینے نہایت تعجب کیا کہ اخبار الفضل جو شہر قادیان سے شائع ہوتا ہے پرچہ یکم اپریل ۱۹۲۳ء میں جو شائع ہوا اس میں (بہائی فتنہ) کے نام سے ایک مقالہ جو کہ دال تھا صفت متکلم اور معلومات پر اسکی درج پایا۔ اسکو پڑھکر بہت حیرت ہوئی کہ جسنے حقیقت کا نشان پایا ہو اور دکھا سکے ان سے اجکو ابھی تک نہیں معلوم ہوا کہ بہائیوں نے تو ایسا نشان حقکا پایا کہ بیسیت ہزار آدمی سے زیادہ نے اپنا مال اور اپنی جانوں کو راہ حق و حقیقت میں دیدیا۔ اور فی الحقیقۃ یہ ہے اعظم ترین حجت الٰہی عالم البشر پر جو اسنے بواسطہ اولیاء کے اپنے ختم کی اور یہ اعظم برہان ہے کہ ان شہداء نے حق و حقیقت کو پہچانا اور پایا۔ ایسی فداکاری کو حق سبحانہ تعالیٰ نے اعظم ترین امتحان حق و حقیقت کی شناسائی کے لئے قرآن مجید میں قرار دیا ہے۔ قال وقولہ الحق یا ایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صٰدقین ۵ اس سے واضح ہے کہ بہائیوں نے حق و حقیقت کی تحری کرکے حق کے مظہر کلی حضرت بہاء اللہ پر ایمان لائے ہیں وہ جو موعود کل کتب تھے اور اللہ تعالیٰ نے انکو بہت ساری نعمتوں کے ساتھ ارسال کیا۔ جنکا وعدہ کتابہائے قبل میں دیا تھا اور جو اوامر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مظہر کلی حضرت بہاء اللہ کیساتھ اپنے عباد کے واسطے ارسال کئے ہیں وہ آج سارے آفاق میں منتشر اور عالم گیر ہیں۔ اور اپنا پرتو نور عاصی و مطیع پر مار رہے ہیں۔ اب اس صورت میں اگر بہائی حق و حقیقت نہ دکھا سکیں تو دوسرا کون ہے جو دکھا سکے۔ بیشک بہائی ہی ہیں جو دکھا سکتے ہیں مگر طیور لیل شمس کی ضیاء سے محروم اور یوم شوم گلشن ربانی اور نفحات مرغان الٰہی سے دور اور مزکوم رائحۂ طیبۂ مسکیہ سے محروم کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے ؎

موسیٰ منیست کہ آواز انا الحق شنود
ورنہ اینجا رمز مہ اندر شجری نیست کہ نیست

پس لازم ہے کہ اول شخص موسیٰ صفت ہو تاکہ اس ندائے الٰہی کی اصغاء کرسکے۔ فرعون منش اور یہ جو فرمایا کہ بہائی کہاں ہیں بہت تعجب کی بات ہے کہ آپکو اتنی بھی خبر نہیں کہ بہائی کہاں ہیں۔ اے صاحب بہائی تو سارے عالم میں شرق و غرب شمال و جنوب میں موجود ہیں اور مانند ستاروں کے روشن و درخشندہ و تابان ہیں۔ کونسا ملک یا کونسا شہر ایسا ہے کہ جسمیں بہائی نہ ہوں۔ اور انکی محافل و مجالس ہفتہ وار نہ ہوتی ہوں۔ آپکو ہندوستان ہی میں کوئی شہر نہیں ہے جسمیں بہائی محافل و مجالس نہوں۔ بالخصوص مثل شہر رنگون و برمہ و کلکتہ و دہلی و بمبئی و کراچی و پونہ و منڈلی میں تو بڑی بڑی انکی محفلیں ہفتہ وار منعقد ہوا کرتی ہیں اور ماسوا اسکے سالانہ بہت بڑا عمومی کانونشن نشر نفحات اللہ اور تبلیغ امر اللہ کے لئے منعقد ہوا کرتا ہے جسمیں ہزارہا اعیان و فضلاء ہندوستان کا جماؤ ہوتا ہے تعالیم حضرت بہاء اللہ سے آگاہی پانے کے لئے۔ اور راولپنڈی جو آپکے قریب ہی میں ہے اسمیں سے تو البشارہ نامی ایک اخبار بھی بہائیوں کا نکلتا ہے۔ اب نہیں معلوم ہمارے محرر مقالہ صاحب موصوف کونسی ایسی جگہ میں رہتے ہیں کہ انکو دنیا و مافیہا کی کچھ خبر ہی نہیں۔

(اسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون) جناب محرر صاحب کو معلوم ہو کہ ہر فرد بہائی عنایت و تائیدات حق سے موجود و مستعد ہر مناظرہ و مکاشفہ و اظہار حقیقت کے لئے اعظم ترین رجال عالم سے آپتو درکنار جو صاحبان کہ اپنے میں قوت پائیں کہ بہائیوں سے مناظرہ و مکاشفہ کرسکیں۔ بہائی ہر وقت حاضر ہیں تاکہ حق و حقیقت ظاہر ہو اور نور ظلمت سے جدا کیوں کہ یہ انکا فرض ہے ؎

کس نیاید اندریں درگاہ باز گردد ناامید
گر گدا کامل بود تقصیر صاحب خانہ چیست

(الفانی عبدالرحمن)

جناب عالی۔ حضرت عبدالرحمن الہندی حلبی۔ مقیم بمبئی کا ایک خط میرے پاس آیا ہے وہ حاضر خدمت ہے۔ نیز ایک پرچہ معنون "جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت" ملفوف ہے والسلام

(آپکا نیازمند حشمت اللہ آگرہ ۲۱ اپریل ۱۹۲۳ء)

جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت

اکیاہ سے زیادہ عرصہ ہوتا ہے کہ جناب میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت قادیان اہل بہاء کے خلاف تقریریں فرما رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ میں ایک ہیجان ہے مختلف اطراف کے احمدی احباب سلسلہ مراسلت ہم سے جاری کر رہے ہیں۔ اخباری دنیا میں بھی چرچا ہے پبلک بھی تفصیل واقعات کی منتظر ہے۔ اسی لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال ۲۹ و ۳۰ اپریل و یکم مئی ۱۹۲۳ء کو پونا میں چوتھا سالانہ کانونشن بھائیان ہند و برمہ مقرر ہے جسمیں روح ریحان سے امر الٰہی اور تحریک بہائی کے متعلق اردو، فارسی، انگریزی، گجراتی۔ برمی وغیرہ زبانوں میں مفصل و مدلل بیانات ہونگے۔ لیکچرار روحانی علماء اور جدید تعلیمیافتہ فضلاء ہیں۔ اس جلسہ میں ہر شخص اطمینان سے شریک ہوسکتا ہے لیکن احمدی احباب کے ہیجان پر نظر کرکے انکو خاص دعوت و بشارت دیجاتی ہے کہ وہ خواہ مخواہ بغرض تحقیق شریک ہوں خواہ اپنے نمائندے کانونشن میں بھیجدیں۔ جو امر بہائی کے متعلق بہترین معلومات حاصل کرسکیں اور اگر مذاکرہ مذہبی کی خواہش ہوگی تو پوری کیجائیگی۔ مجادلہ و مناظرہ ممنوع ہے لیکن معقولیت و امن کیساتھ دینی مذاکرات کے لئے اہل بہا ہر وقت تیار ہیں۔

کارروائی کی روئداد اگر اخبارات طلب کرینگے تو بھیجی جاسکیگی۔

حشمت اللہ گھٹیا اعظم خاں آگرہ

بذریعہ رجسٹری نمبری ۵۴۵ جو فائل ہذا میں ہے ۲۱ اپریل ۱۹۲۳ء کو ڈاکخانہ چارسو دروازہ سے روانہ کیگئی جسکی دستخطی رسید میاں صاحب کی موصول ہوگئی۔ جو منسلک فائل ہذا ہے۔

قادیان سے حسب ذیل جواب موصول ہوا

جنابمن! آپکی چٹھی پہنچ گئی ہے۔ اسکے جواب میں آپکو معلوم ہونا چاہئے کہ کسی سلسلہ کی بنیاد اسکی کتابیں ہوتی ہیں خصوصاً وہ جنپر اسکی شریعت کی بنیاد ہو۔ زبانی لیکچاروں کے بیان پر عمارت کی بنیاد رکھنا تو قطعاً کوئی تحقیقات ہو ہی نہیں سکتی۔ بہت دفعہ دیکھا گیا ہے کہ اصل تعلیم اور ہوتی ہے اور لیکچرار لوگوں کے مذاق کو دیکھکر کچھ اور ہی بیان کردیتا ہے۔ آپلوگوں کا تو مجھی حق ہے اس قسم کی دعوت دینے کا اور ہم بھی جبھی توجہ کرسکتے ہیں جب آپلوگ اپنی کتابیں مہیا کرنے کیلئے تیار ہوں۔ ہم مفت نہیں مانگتے۔ قیمت دینے کو تیار ہیں۔

ہماری جماعت کا دعویٰ حصول قرب الٰہی کا جو ہے وہ علی الاعلان شائع شدہ ہے۔ اور اسکے لئے بیسیوں دلائل شائع ہوچکے ہیں۔ خدا کی تازہ نصرتوں اور اسکی امداد کا ہمارے اخبارات میں ہمیشہ اعلان ہوتا رہتا ہے۔ ہمارے امام کا خطبہ جو ۲ رنومبر کے الفضل میں شائع ہوچکا ہے۔ ملاحظہ فرمادیں۔ ۲۱ سال سے طاعون وغیرہ چلی آتی تھی اور گورنمنٹ کی طرف سے اعلان ہوتے رہے ہیں کہ طاعون یا تو اب بالکل مٹ جائیگی یا پھیلے گی نہیں۔ مگر اسمیں ہمارے امام نے فرمایا تھا کہ طاعون پھیلنے والی ہے اب دیکھلیں کسقدر زور سے طاعون پھیلا اور لوگوں اور گورنمنٹ کی امیدوں کے خلاف پھیلا۔ آپلوگوں کو یا آپکے کسی امام کو ایسا دعویٰ ہے تو اسکو شائع کرنا چاہئے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ اگر اس قسم کی خبریں آپ شائع کریں اور پھر وہ پوری ہوں تو لوگ خود فیصلہ کرسکتے ہیں۔ علم اللہ کہ خود بخود

آخر توجہ کے کھینچنے کے لئے بھی کوئی حقیقت چاہئے۔ اخبار میں ایسی خبریں شائع کریں اور پھر وہ پوری ہوں اور اسطرح پوری ہوں کہ ظاہر حالات اسکے خلاف ہوں تو لوگوں کی توجہ خود کھنچ جائیگی۔

خاکسار رحیم بخش قادیان

موصولہ ۱۳ مئی ۱۹۲۳ء حشمت اللہ آگرہ

اسکے جواب میں لکھا گیا

مکرمی جناب میاں صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکے خط مطبوعہ الفضل کے جواب میں جناب شیخ عبدالرحمن صاحب ہندی نے ایک خط مجھے بھیجا تھا جسمیں آپکے چیلنج کے جواب میں لبیک کہا تھا حضرت نے بھی ایک دعوتنامہ اسکے ساتھ آپکی خدمت میں بھیجا تھا کہ آخری

(بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ ۷ کالم اول)

©Afnan Library Trust, 2026

حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کا دعوٰی اور قرآن شریف

پیغام صلح و اشاعۃ القرآن

پیغام صلح لاہور میں بڑے زور سے لکھا تھا کہ رسول کی طرف ایک وحی ہو اور اسپر رسول کا لفظ اطلاق نہ پائے یا بالفاظ دیگر باب اور بہاء اللہ پر وحی نازل ہو جو رسول اللہ کیطرف ہوتی رہی ہے اور پھر بھی وہ رسول نہ ہوں یہ ہماری سمجھ سے باہر ہے کیا بہائیت کا کوئی شیدائی اس عقدہ کو حل کریگا۔ اسکے جواب میں لجنۃ التبلیغ ہند و برما نے حسب ذیل مضمون لکھکر جناب اڈیٹر صاحب سے مطالبہ کیا ہے کہ اب وہ اپنے اعتراض کو صحیح ثابت کریں مگر اڈیٹر صاحب نے کمال ناانصافی سے ہمارا جواب نہ چھاپا

اخبار کوکب ہند آگرہ میں اور تعلیمات حضرت بہاء اللہ میں نیز دیگر مواقع پر اسکا تصریح کیساتھ ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ نے جدید اصطلاحات استعمال کئے ہیں اور معترضین چونکہ ان الفاظ کے معنی اپنی کم توجہی کے باعث یا تو غلط کرتے ہیں یا جو کبھی پہلے سے اصطلاحاً چلے آتے ہیں وہی لیتے ہیں اسلئے اکثر آکا اعتراض ہوا میں رہجاتا ہے اور کاغذ اور سیاہی دونو ضائع جاتے ہیں۔ منجملہ یہ اصطلاحات نبوت و رسالت و الوہیت ہیں معترض صاحب نے عبارت پر غور نہیں کیا اسلئے وہ انکی تہہ میں داخل نہ ہو سکی ورنہ اسمیں کوئی بات نہ تھی اور وہ عبارت پر غور کرتے تو انکو اعتراض کرنے کی نوبت ہی نہ آتی۔ صاف لکھا ہے کہ الفاظ نبی و رسول ہمارے علم کلام میں اطلاق نہیں ہوئے مگر ان کا وہی رتبہ مانتے ہیں جو اور رو سے قرآن شریف و احادیث موعود اسلام کا ہونا چاہئے۔

ظاہر ہے کہ موعود اسلام مبعوث من عند اللہ و مامور من جانب اللہ ملہم بوحی ربانی ہوگا ایسے شخص پر نہ تو علم کلام توریت و زبور میں اصطلاح رسالت مخصوص کیگئی ہے نہ انجیل میں اور نہ قرآن شریف میں چنانچہ یہودیوں کے علم کلام میں حضرت موسیٰ کو رسول نہیں کہتے اور عیسائیوں کے علم کلام میں حواریین مسیح کو رسول کہا جاتا ہے نہ کہ عیسیٰ کو حتیٰ کہ خود قرآن شریف میں لفظ امام۔ نبی۔ رسول تقریباً ہم معنی و مرادف ہوگئے استعمال ہوئے ہیں اور بعد کو علماء اسلام نے انکو اصطلاحی استعمال میں فرق کر دیا ہے پھر اگر بہائی علم کلام میں اس مفہوم کے ادا کرنیمیں علماء مسلمین کی تقلید نہیں کیگئی تو تعجب کی کیا بات ہے لکل ان یصطلح

اب ہمنے تو اپنا فرض ادا کر دیا اور ثابت کر دیا کہ یہ اصطلاح علماء مسلمین ہے، اور ان اصطلاحی معنوں میں ہم خدا کو تو کیا کسی عربی داں کو بھی تقلید پر مجبور نہیں کر سکتے کہ اس مرتبہ کا ذکر اسی اصطلاح سے کریں۔ امید ہے کہ پیغام صلح اب اپنے دعوے کو ثابت کریگا کہ قرآن شریف اناجیل، زبور و توریت رسول کو اس مقام کے بیان کے لئے مخصوص کیا ہے اور تمام دوسرے الفاظ کو ناکافی بتایا ہے اور جو اسکے استعمال کرنیسے انکار کرے وہ ان کتب آسمانی کی مسلمہ اصطلاح کو منسوخ کرتا ہے

یاد رہے کہ ہم خود تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اصطلاح مسلمان علماء نے استخراج کی ہیں۔ اسلئے علماء مسلمین کے اقوال و کلام کو سنداً پیش کرنا باعث مغالطہ ہوگا۔ جواب کا بشوق انتظار ہے،

چونکہ جناب اڈیٹر صاحب پیغام صلح نے ہمارا جواب نہیں چھاپا اسلئے آئندہ ہم انکے جوابات بھیجنے سے معذور ہیں بلکہ اگر اشاعت القرآن نے انہی سوالات کو نہ اٹھایا ہوتا تو شاید کوکب ہند آگرہ میں یہ جواب بھی درج ہوتا

(ایڈیٹر)

جناب محترم اڈیٹر صاحب اشاعۃ القرآن لاہور نے جو سوالات کئے ہیں، انمیں کا ایک سوال متعلق اصطلاح نبوت و رسالت تو اوپر درج ہو چکا ہے باقی سوال آپکے حسب ذیل ہیں۔ بخوف طوالت و عدم گنجائش زمانی و مکانی طویل سوالات کے اہم حصے لے لئے گئے ہیں

جب وحی قرآنی حضرت بہاء اللہ کی شریعت کی مصدق ہے حضرت بہاء اللہ کی وحی قرآنجدید کی مصدق تو حضرت بہاء اللہ کی شریعت جدیدہ کے کیا معنی

جواب ہماری تحقیقات سے قرآن شریف و احادیث سے یہ ثابت ہے کہ مسیح موعود صاحب کتاب جدید و شرع جدید ہوگا اور جب خود منصوص قرآنی ہے تو شریعت جدیدہ کا ہونا تکذیب وحی قرآنی نہیں بلکہ تصدیق وحی الٰہی ہے۔ جسطرح کتب سابقہ ہر ایک جدید و مستقل اور باوجود اسکے باہم مصدق تھیں۔

کم از کم ۱/۴ قرآن میں موعود اسلام کا ذکر ہے اسکے متعلق اکثر مضامین نکلتے رہتے ہیں۔ اور آئندہ بھی نکلینگے ایک مضمون میں تمام آیات کو درج کرنا اور انکی تفسیر کرنا محال ہے بہتر ہے کہ آپ کتاب الیقان منگاکر بغور کامل مطالعہ فرمائیں۔

واضح رہے کہ اگر آپنے کتاب الیقان کو بغور نہ پڑھا اور جو جو رازہائے سربستہ کی تو نے اسمیں انکشافات فرمائے ہیں انکو بدقت ملاحظہ نہ کیا تو آپکا وقت بھی خراب جائیگا۔ اور پھر آپ ہمکو الٹا الزام دینگے کہ فلاں مسائل پر وہاں بحث نہیں کی ہے۔

ہم حدیث کے راوی کو بھی اہمیت دیتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک اسکی صحت کی پہچان آیت قرآنی سے مطابق ہونا ہے خواہ اسلامی فرقوں میں سے کسی فرقہ کی مستندات میں درج ہو۔

قرآن کریم کے تمام دنیا کی تعلیم کے لئے کافی ہونیکا جو جواب محض ہاں یا نہیں نہیں دیا گیا اسکی وجہ یہ تھی کہ غلط فہمی کا باعث نہو۔ اسلئے جواب میں کچھ تفصیل اضافہ کر دی۔ ورنہ ممکن ہے کہ آپکے ذہن میں جو مفہوم ہوتا وہ ہمارے مفہوم سے الگ ہوتا جیسا کہ آپکے موجودہ سوالات سے ثابت ہوا۔ اور اگر ہم اب یہ تفاصیل پیش کرتے تو ممکن ہے باعث غلط فہمی ہوتا۔

افسوس ہے کہ باوجود طلب تحقیق کے ایک آدھ مرتبہ جناب کا قلم لغزش کر گیا۔ دوران تحقیقات میں مسیلمہ وغیرہ سے مشابہت دینا خلاف شان علم ہے۔ انشاء اللہ آپکا جو رویہ اسوقت تک رہا ہے اسی پر اختتام تحقیقات قائم رہیگے۔

بسبب حدیم الفرصتی شریعت جدیدہ کے مضمون کو جاری نہ رکھا جا سکا۔ آئندہ اشاعتوں میں آپ ملاحظہ فرمائینگے کہ ہمارا خیال صحیح ہے یا نہیں۔

سوال بنیاد ہی اٹھایئے۔

(۱) مسیح موعود کا مرتبہ از روئے قرآن شریف کیا ثابت ہوتا ہے

(۲) آپکے خیال میں جو بات آیات قرآنی سے ثابت ہے وہ متقدمین ثقات اسلام کے عقائد و روایات سے موید ہے یا نہیں۔

(۳) اس تحقیقات کی روشنی میں حضرت بہاء اللہ مدعی صادق ہیں یا نہیں۔ جبتک یہ مراحل طے نہ ہوں اور کوئی بحث نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی

حضرت مسیح موعود کی نبوت

الفضل مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۳ء نے میاں محمود احمد صاحب کا مکالمہ ہندوستانی طلباء کیساتھ شائع کیا ہے جو ۳۰ ستمبر کو ولایت میں ہوا۔ اس مکالمہ میں دیگر مختلف مباحث کے علاوہ مسئلہ نبوت اور کفر پر بھی گفتگو ہے میاں صاحب نے یہ آیت اتاکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی سے استدلال کرتے ہوئے یہ ثابت کرنا چاہا، کہ آنحضرت صلعم کے بعد بھی نبیوں کا آنا قرآن نے ضروری ٹھہرایا ہے، اس کے جواب میں ایک طالبعلم نے حضرت امیر امیر اللہ کے انگریزی ترجمہ قرآن کو پیش کیا۔ تو میاں صاحب نے فوراً جانچ میں اپنی فضیلت کا اظہار کیا اور کہا کہ "میں ان سے زیادہ عربی جانتا ہوں" طالبعلم بیچارہ ناواقف تھا۔ ورنہ اگر وہ یہ بات دریافت کرتا کہ امام رازی اور دیگر تمام مفسرین نے اس آیت سے یہی استدلال کیا ہے اور آنحضرت صلعم پر دروازہ نبوت کو مسدود نہیں مانتے؟ تو میاں صاحب خاموش ہو جاتے اس سے بھی بڑھ چڑھ کر عربی جاننے کا دعوٰی کر دیتے۔

اسی سلسلہ سوال و جواب میں ایک طالبعلم نے میاں صاحب سے یہ سوال کیا کہ کیا پہلوں میں سے بھی کسی نے یہ معنی کئے ہیں۔ اور کسیکا ایسا عقیدہ ہے؟ اسکا جواب میاں صاحب نے کچھ دیا وہ سننے کے قابل ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"یہ سوال معقول ہے۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم دکھائیں چنانچہ مولانا روم، ابن عربی، ولی اللہ کے مدرسہ کے بانی مولانا محمد قاسم اجرائے نبوت کے قائل ہیں"

غرض پہلے لوگوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں کہ اجرائے نبوت کا قائل ہو۔ میاں صاحب کا طالبعلموں میں باتیں کر لینا اور بات ہے۔ وہ بیچارے ان باتوں سے اسقدر واقف نہیں ہوتے انکی واقفیت کو فائدہ اٹھا کر ایک غلط بات کہدینا میاں صاحب کی شان کے قطعاً منافی نہیں ہے۔

(ملخص از پیغام صلح)

نوٹ:۔ ہم امید کرتے ہیں کہ قادیان اخبار پیغام صلح کے جواب دینے میں غافل نہوگا کیونکہ ہماری مسلم استدلالیات کتاب الیقان و دلائل الحرمان دونوں وہاں موجود ہیں اور اس آیت پر بڑی وضاحت سے بحث ہے بلکہ ایک طولانی فہرست ان ثقات و کبار مسلمین کی درج ہے جنکا یہ عقیدہ تھا۔ نیز احادیث مسلمہ اہل تسنن و تشیع بھی دی ہیں۔ اگر پردہ درمیان حائل نہ ہو کر ثقہ حوالے نہ دیکے تو قادیان کے لاجواب ہونے پر انشاء اللہ ہم اس مسئلہ کو صاف کرینگے۔ وما توفیقی الا باللہ (ایڈیٹر)

©Afnan Library Trust, 2026

ہندو فقرا کی معلومات

ناتھ سادھو

جسطرح مسلمان فقرا میں سدا سہاگ کے نام ایک فرقہ پایا جاتا ہے اسیطرح ہندو فقیروں میں ناتھ بھی ایک گروہ ہے۔ سدا سہاگ فرقہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے خلیفہ حضرت موسیٰ سہاگ رح سے جاری ہوا ہے جنکا مزار احمد آباد میں ہے، اس فرقہ کی ابتدا یوں ہوئی کہ ایکروز موسیٰ سہاگ نے کسی ہندو عورت کو ستی ہوتے دیکھا۔ اسکو دیکھکر ان کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ فوراً زنانہ لباس پہن لیا۔ اور فرمایا کہ ہم ہندو عورت سے بھی گئے گذرے ہیں، جب وہ خاوند کی محبت میں جلکر خاک ہو جاتی ہے تو ہمکو خدا کی محبت میں جلکر خاک ہو جانا چاہیئے، اسلئے آج سے میں خدا کے سہاگ کی چوڑیاں پہنتا ہوں۔ اسوقت سے اور آجتک ہزاروں فقیر سدا سہاگ طریقے کے پیدا ہو چکے ہیں۔

ناتھ فقرا اور سدا سہاگ فقرا میں بہت فرق ہے۔ اعتقاد کے لحاظ سے بھی اور اصولی ابتدا کے لحاظ سے بھی۔ مشابہت صرف کان کی بالی میں ہے۔ ناتھ سادھو کان کا درمیانی حصہ چھید کر اسمیں ایک موٹی بالی پہنتے ہیں۔ کبھی وہ بالی کانچ کی ہوتی ہے کبھی پتھر سونے چاندی، سینگ کی۔ انکا عقیدہ ہے کہ یہ فرقہ شب جی کی بیوی پاربتی جی کے زمانے سے چلا ہے اسواسطے یہ سادھو شب جی اور پاربتی جی کی پوجا کرتے ہیں۔ اس فرقہ کے بانی گورش ناتھ جی مہاراج تھے، اسواسطے انکی پوجا بھی کرتے ہیں۔ روایت ہے کہ شب جی نے اپنا نام آدناتھ رکھا تھا۔ انکے چیلے مچھیندر ناتھ ہوئے اور انکو بھی آدناتھ کا لقب ملا۔ انکے چیلے گورش جی مہاراج ہوئے۔ گورش ناتھ جی نے بارہ مت جاری کئے۔ (۱) آدمت (۲) ست ناتھ۔ (۳) ناتھ سری (۴) پاگ پنتھی (۵) رچ پنتھی (۶) ویراگ ست (۷) دھرم ناتھ (۸) رام کی (۹) راتول ست (۱۰) گنگ ناتھی (۱۱) بالک پنتھی (۱۲) کایا پنتھی۔

جب تک اس فرقہ کے سادھو کا کان نہیں چھیدا جاتا اسوقت تک اوگھڑ کا لقب نہیں ملتا۔ کان چھیدنے کے بعد اوگھڑ لقب ملتا ہے، اور سیلی اور ناتھ سینگ یا سونے یا پیتل کی بنی ہوئی استعمال کیجاتی ہے، اگر سیلی ناتھ اور اوگھڑ دونوں قسم کے سادھوؤں کے پاس سیلی اور ناتھ کا ہونا ضروری ہے مگر اوگھڑ کا فرق و امتیاز کان کے سوراخوں سے ہوتا ہے۔ یہ سادھو گیروا یا سفید کپڑا پہنتے ہیں۔ بال بڑھانا یا منڈوانا فقیر کی مرضی پر منحصر ہے۔ اس فرقہ کے بڑے بڑے مہنتوں کو پیر کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، اس فرقہ کے بارہ متوں کے مکانات کو مٹھ، دلیچہ، درگاہ مڑی دلیچی دوارا اناصول سے یاد کرتے ہیں۔ ان فقرا کا سب سے بڑا مرکز ریاست نیپال کے مقام پرگ متلی میں ہے، کیونکہ گورش ناتھ بھی اسی جگہ کے رہنے والے تھے، نیپال کی ریاست اس مندر کو معقول امداد دیتی ہے اور اسی پر کی ریاست بھی اس پنتھ کے فقرا کو خوراک کی امداد دیا کرتی ہے جونا گڑھ اسلامی ریاست نے بھی گورکھ مڑی استھان کے نام چھ گاؤں ناتھ سادھوؤں کو دے رکھے ہیں، اس پنتھ کے ہر ایک سادھو کو چیلا کرنے کا اختیار ہے۔

اس مت میں گرہستی ناتھ بھی ہوتے ہیں یعنی ایسے فقرا بھی ہوتے ہیں جو بال بچہ دار اور دنیاوی کاموں میں مصروف دیکھے جاتے ہیں۔ جیسا کہ سپیرے لوگ جو سانپ لئے ہوئے بجاتے پھرتے ہیں انکے بھی کان چھیدے ہوئے ہوتے ہیں، ان سبکا تعلق ناتھ فرقہ سے ہے، مگر یہ سب گرہستی سادھو کہلاتے ہیں، اس فرقہ میں آرتی دونوں وقت ہوتی ہے۔ اور اشنان کے بعد شیو گورکھ کی آرتی بھی کرتے ہیں جب یہ لوگ کسی کو چیلا بناتے ہیں تو کان میں سوراخ کرنیسے پہلے چیلے کو نشہ پلا دیتے ہیں تاکہ اسکو تکلیف نہو۔ اور کانوں میں سوراخ کرنے کے بعد زخموں پر پیشاب کر دیتے ہیں تاکہ وہ جلدی اچھے ہو جائیں۔ انکا گرو منتر منوشتوائے ہے۔

بیراگی سادھو

ہندوؤں کا بیان ہے کہ سری کرشن جی اور شری بشنو جی کے زمانہ میں دو مت جاری ہوئے تھے، ایک شیو مت دوسرا بشنو مت۔ شیو مت میں تو جانا اکھاڑا یعنی سنیاسی سادھو ہیں اور شیو مت میں بیراگی سادھو۔

بیراگی سادھوؤں کے چار حصے ہیں، ایک رامانج سمپردا، دوسرا نم بارک سمپردا، جسکو نماوت سمپردا بھی کہتے ہیں۔ تیسرے بشنو نامی سمپردا، چوتھے مادھوا چارج سمپردا۔

رامانج سمپردا والے رامچندر کی اپاسنا کرتے ہیں اور نم بارک سمپردا والے رادھا جی اور کرشن جی کی اپاسنا کرتے ہیں اور بشنو نامی والے صرف کرشن جی کی اپاسنا کرتے ہیں اور مادھوا چارج والے بھی کرشن جی ہی کی اپاسنا کرتے ہیں، فرق ان دونوں میں تلک کا ہوتا ہے جو صندل سے ماتھے پر لگایا جاتا ہے۔ مثلاً رامانج سمپردا کے سادھو بھوؤں کی برابر کھڑا تلک لگاتے ہیں، اور ایسے ہی شیو نامی والے بھی۔ اور نیم بارک سمپردا کے سادھو آدھی ناک سے کھڑا تلک لگاتے ہیں۔ اور مادھوا چارج سمپردا کے سادھو ناک کی نوک سے کھڑا تلک لگاتے ہیں، اس فرقہ کے سادھوؤں کے نام کے آخر میں داس یا نند ہوتا ہے۔

جسوقت بیراگی سادھو کسی کو چیلا بناتے ہیں اسوقت اسکو جنیو اور تلسی کی کنٹھی اور زرد یا سفید کپڑے پہناتے ہیں۔ اور ایک آٹھ دانے کی مالا ہاتھ میں دیتے ہیں جو تلسی کی ہوتی ہے، اس مالا کے بیچ میں ایک بڑا دانا بھی ہوتا ہے جسکو سمیرا کہتے ہیں۔ بیراگی فقرا کو بال بڑھانے یا منڈانے تمباکو وغیرہ کھانے یا چھوڑنے کا اختیار حاصل ہے، دونوں وقت کا نہانا ضروری ہے۔ اس مت کے سات اکھاڑے اور باون دوارے ہیں۔ سات اکھاڑے یہ ہیں۔

(۱) ڈگمبر اکھاڑہ (۲) نرباني اکھاڑہ (۳) نرموہی اکھاڑہ

یہ تین اکھاڑے بڑے ہیں۔

(۴) ہری باشنی نرباني (۵) رامانندی نرموہی (۶) مالادھاری نرموہی (۷) بھاڑیا نرموہی۔

ڈگمبر اکھاڑے میں دو اکھاڑے ہیں (۱) رام جی (۲) شام جی اور نرباني اکھاڑے میں بھی دو اکھاڑے ہیں (۱) رامانندی (۲) ہری باشی۔

اور نرموہی اکھاڑے میں بھی تین اکھاڑے ہیں (۱) رامانندی (۲) مالادھاری (۳) بھاڑیا۔

ان سات اکھاڑوں کے فقرا رجگن ناتھ جی۔ اجودھیا جی۔ بندرابن۔ نیمچ کی چھاؤنی۔ اور چترکوٹ وغیرہ میں پائے جاتے ہیں اور ساتوں اکھاڑے آپسمیں میل جول رکھتے ہیں۔ اور ایکدوسرے کیساتھ کمان بان میں شریک ہوتے ہیں۔ جو اکھاڑے کرشن جی کی اپاسنا کرتے ہیں ان سب کا گرو منتر یہ ہے "اوم ہاریہ نم پرمیشر نرنجن نراکارت سروپ۔ اتنسنت، ان تنتھ ملے"

اور جو اکھاڑے رام چندر جی کی اپاسنا کرتے ہیں ان کے گرو منتر یہ ہیں۔ پہلا منتر یہ ہے اوم رام رام۔ دوسرا منتر یہ ہے اس رام رامان تمہہ۔

حسن نظامی

شجر خنداں

حال میں نباتات کا ایک ماہر سیاحت عربستان سے واپس آیا ہے، اسنے ایک عالمانہ انجمن میں "شجر خنداں" پر تقریر کی۔ اس درخت کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جو شخص اسکے بیج کے چند دانے کھالے وہ چند منٹ کے بعد بے اختیار ہو کر بے انتہا ہنسنے لگتا ہے اس ضلع کے باشندے اس درخت کے بیجوں کو سکھا کر سفوف بنا لیتے ہیں، اور جب کبھی انہیں مذاق کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو اس سفوف کو کسی شخص کے کھانے میں ملا دیتے ہیں۔ اگر اسے زیادہ مقدار میں کھا لیا جائے تو عارضی طور پر عقل سلب ہو جاتی ہے اور کھانے والا خواب خرگوش میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جس سے بیدار ہونے کے بعد اسے اپنی پچھلی عجیب و غریب حرکتیں بالکل یاد نہیں رہتیں۔

دنیا پروں پہ اڑتی پھرے گی

ہنری فورڈ مشہور امریکن موٹر ساز نے جسنے دنیا کو پہیوں پر بری سفر کا عادی بنا دیا ہے ارادہ کیا ہے کہ پہیوں کی جگہ پروں کے ذریعہ سیر و سیاحت کرائی جائے، اسکا ارادہ ہے کہ ہر ایک شخص کے پاس ایک چھوٹا سا ہوائی جہاز ہو۔ اسنے اس مسئلہ پر کافی غور کیا ہے۔ اب ہر انسان آسمان کی سیر کر سکیگا۔ کچھ دن بعد چھوٹے چھوٹے ہوائی جہاز کثرت سے مل سکینگے۔

عجیب و غریب درخت

ایک سیاح نے شمالی ہندوستان کے جنگلوں میں ایک ایسا درخت پایا ہے جو چھونے والے آدمی کو بجلی کی طرح چوٹ پہنچاتا ہے۔ چوٹ کا تناسب دن کے مختلف اوقات میں مختلف ہوتا ہے، دوپہر کو بجلی کی سی رو بڑی تیز ہوتی ہے۔ دنیا میں ایک درخت ہے جو راگ گاتا ہے۔ اس درخت کی چھوٹی چھوٹی شاخوں اور کونپلوں پر بے انتہا چھوٹے چھوٹے کیڑے رہتے ہیں۔ ہوا کے تھپے سوراخوں سے گذر کر سنسنی اور بین کی طرح سریں نکلتی ہیں۔ کینیڈا میں ایک درخت ہے جسکو کپاس کے نام سے پکارا جاتا ہے یہ درخت راہ گزروں کو رہنمائی کا کام دیتا ہے۔ اس درخت کے پتوں کے سرے ہمیشہ شمال اور جنوب کی طرف رہتے ہیں۔

©Afnan Library Trust, 2026

(بقیہ مضمون صفحہ ۴)

ہفتہ اپریل میں پونہ میں سالانہ جلسہ کانونشن بہائیان ہند و برمہ ہوگا۔ بغرض تحقیقات یا مناظرہ اپنے نمائندہ بھیجئے۔ جسکا جواب آپ کے پرائیوٹ سکرٹری کے مطبوعہ فارم پہ آج وصول ہوا ہے۔ مگر اسپر نہ سلسلہ اور نہ تاریخ ندارد ہے۔ شروع عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ خط آپکی طرف ہے، مگر درمیانی اور آخری عبارت سے نہیں معلوم ہوتا کہ کسکی طرف سمجھا جائے۔ اگر یہ خط آپکی طرف سے ہے تو مطلع فرمائیے تاکہ میں اسکا جواب آپکی خدمت میں روانہ کروں۔ (آپکا خادم حشمت اللہ)

بذریعہ سرٹیفکیٹ آف پوسٹنگ منسلکہ فائل ہذا روانہ کیا اور کاپی انگریزی کی بھی منسلک فائل ہذا ہے۔

قادیان کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

جناب من السلام علی من اتبع الھدیٰ

آپ کے ہر دو خطوط (اردو و انگریزی جنکا مضمون واحد ہے) مورخہ ۱۵ ؍ ۱۰ ؍ ۲۴ ممبر نداردہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت عالی میں پہنچے۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ آپکو یہ خیال کیوں اور کس ضرورت کے ماتحت پیدا ہوا کہ میرا پہلا خط حضرت اقدس کی طرف سے سمجھا جاوے یا کسی اور کی طرف سے۔ جب ایک خط پرائیوٹ سکرٹری کے دستخط سے اور اسکی مطبوعہ فارم پر آپکے خط کے حوالہ سے اور اسکے جواب میں بھیجا جاتا ہے تو اس خط کے لکھنے والے کے متعلق کسطرح کوئی شبہ گذر سکتا ہے۔ لیکن چونکہ آپ نے دریافت کیا ہے اسلئے لکھا جاتا ہے کہ یہ خط میرے لیڈر فتحے جو بارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ بھیجا گیا۔ امید ہے اب آپ کسی مزید شک و شبہ میں مبتلا نہیں ہونگے۔ فقط خاکسار رحیم بخش ایم اے

بہت خوب ہم جواب دینے کو تیار ہیں۔ آپ رسمیہ تحریر فرمائیں کن کتابوں کی ضرورت ہے، انہیں سے جو یہاں موجود ہونگی روانہ کردیجائینگی۔ ساتھ ہی اسکے آپ یہ بتائیگا کہ میرزا صاحب متوفی نے جو اپنی بعض کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ کتب بابی میرے پاس موجود ہیں کیا غلط لکھا ہے اور کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو حضرات افاضل حال میں سلسلہ احمدیہ سے سلسلہ بہائیہ میں شامل ہوئے ہیں انہوں نے اولاً کتب بہائیہ کی سیر نہیں کی۔ یقیناً کی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کتب بہائیہ آپکے سلسلہ احمدیہ کے افراد اور آپکے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ ورنہ آپ ہی فرمائیں کہ کسی مذہب و ملت سے واقفیت کئے اور انکی کتب پڑھے بغیر اپنے عمل کرنا جائز ہے۔

حالانکہ آپ مورخہ یکم اپریل کے پرچہ الفضل میں جماعت بہائیہ سے مقابلہ کا چیلنج دیتے ہیں جسکے جواب میں جماعت بہائیہ کی جانب سے لبیک کہا جاتا ہے اور ایک دو نمائندہ بھی بتوسط حضرت فاضل ماجد جناب حشمت اللہ صاحب کے آپکی خدمت میں ارسال کیا گیا تھا۔ آخر ہفتہ ۱۷ اپریل پونہ میں سالانہ جلسہ کانونشن بہائیان ہند و برمہ ہوگا۔ بغرض تحقیقات یا مناظرہ اپنے نمائندہ بھیجئے۔ اب تعجب ہے نہ دعوت کا آپنے جواب دیا نہ کوئی نمائندہ بھیجا۔ یا تو بابی شورہ شوری کہ الفضل میں مناظرہ کا چیلنج دیا جائے یا بابی بے عملی کہ لبیک کہنے پر سکوت محض اختیار کر لیا جائے۔ غرض اب آپکو پھر تحریر کیا جاتا ہے اگر تحقیق حق منظور ہے تو میدان مناظرہ میں آئیں۔ یہاں ہر فرد بہائی حاضر ہے۔ اظہار حق و حقیقت کیلئے

والسلام ۲۵ ؍ مئی ۱۹۲۴ء الفنانی

(مندرجہ کوکب ۹ ؍ جون ۱۹۲۴ء) عبدالرحمن ہندی

اس چیلنج کے جواب میں قادیان بالکل خاموش رہا۔ اور کوئی آواز ہی نہ آئی۔ بلکہ جب اخبارات اور پمفلٹ بازی میں زیادتی ہونے لگی۔ اور کتب اقدس۔ مبین۔ اقتدار۔ فرائد۔ الواح مبارکہ میں سے بکثرت حوالے دیگر مضمون نکلنے لگے تو ہمنے خیال کیا کہ شاید اب قادیان مقابلہ کیلئے تیار ہے، اور اپنے پاس کتب مذہب بہائی کے موجود ہونے اور اپنے حوالجات سے انکار نہ کرینگے۔ تو پھر دوبارہ یہ چیلنج بھیجا گیا۔ جو ۲۸ ؍ اکتوبر کی اشاعت میں ہے کہ آپکا دعویٰ ہے کہ جناب میرزا غلام احمد صاحب مرحوم موعود ادیان تھے اور اہل بہاء کا بھی یہی دعویٰ ہے۔ آپ بالمواجہ احقاق حق سے گریز ہی کرتے رہے اور غیر احمدی مسلمانوں کو جنکو آجتک آپ کافر اور ناقابل معاشرت کہتے رہے سپر بنانیکی کوشش میں ہیں۔ اگر آپکا دعویٰ موعود جمیع ادیان ہونے کا ہے تو میدان میں تشریف لائیے۔ اور جنکا موعود ہونیکا آپ دعویٰ کرتے ہیں ان بزرگوں کے سامنے ہمارے مواجہ میں آپ اپنے اقوال و اخلاق سے اپنا موعود ہونا ثابت کریں اور ہم اپنا اب اسکے سوائے چارہ نہیں ہے کہ آپ اپنا موعود ہونا ثابت کریں اور ہم اپنا استحقاق ثابت کریں۔ لیس لکم الیوم من ھھنا

اسکے جواب میں پھر وہی غیر احمدی مسلمانوں کو سپر بنانیکی کوشش کی گئی۔ اور اپنے ان عقائد کو جنسے غیر احمدی ہر مسلمان کو اختلاف ہے بہت ہی دبی زبان اور لجاجت کے لہجہ میں بیان کیا ہے گویا اہل بہاء کے مقابلہ میں احمدیت کے خصوصی مسائل موضوع بحث بنانیکی جرأت نہیں۔ اور تقریباً اپنے دعوے موعود جمیع ادیان سے دستبرداری دیدی۔ بلکہ عنقریب سوائے اہلسنت والجماعت کے باقی سب کی نیابت سے دستبردار ہونیکو ہیں۔ سوال از آسمان جواب از ریسماں ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:

قادیان کے دعوی خصوصی اہل بہاء کے مواجہ میں اسلئے ثابت نہیں کئے جاسکتے کہ بہائی کتب قادیان میں موجود نہیں اور اگر ہیں تو انپر اہل بہاء کی تصدیق نہیں۔

جواب قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت جناب حشمت اللہ صاحب پریزیڈنٹ شعبہ تبلیغ بہائی ہند و برمہ۔ السلام علی من اتبع الھدیٰ

حضرت امیر جماعت احمدیہ ہند قادیان کی خدمت میں آپکی طرف سے ایک مناظرہ کا چیلنج بذریعہ ایک پرائیوٹ چٹھی نیز بواسطہ بہائی اخبار کوکب ہند کے پہنچا ہے۔ آپکو یقین رکھنا چاہیئے کہ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام اختلافی امور کے متعلق تبادلہ خیالات کرنے کی دلی آرزو مند ہے۔ کیونکہ اس ذریعہ سے انکو یہ موقعہ حاصل ہوجائیگا کہ وہ قرآنی تعلیم کا کمال اور قرآنی شریعت کا آخری شریعت ہونا ثابت کریں۔ نیز انکو یہ بھی موقعہ ملتا ہے کہ وہ لوگوں تک اُس پیغام آسمانی کو پہنچائیں جو اس زمانے کے نبی مرسل مسیح موعود مہدی معہود مصلح آخر الزمان کے ذریعہ سے ملا۔ جو خدمت اسلام کے لئے مبعوث ہوئے تھے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) لیکن قبل اسکے کہ مناظرہ فی مابین کی نوعیت۔ شرائط۔ تاریخ کا فیصلہ کیا جائے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہمیں اپنی اصولی کتب (یعنی بیان مصنفہ جناب علی محمد باب اور کتاب الاقدس واقتدار و مبین مصنفہ جناب میرزا حسین علی صاحب معروف بہ بہاء اللہ کے مصدقہ نسخے دیں۔

اسکی اسلئے ضرورت ہے کہ مناظرہ میں اصولی کتب کا حوالہ ضروری ہوتا ہے، اور سوائے اسکے کہ ایسی کتب کے مصدقہ نسخے موجود ہوں۔ طرفین کو صرف اتنا کہدینے سے فرار کا اچھا موقعہ ملسکتا ہے کہ جو حوالجات پیش کئے گئے ہیں انکی صحت میں ہمیں کلام ہے یہ ایک ایسا طریق ہے جسمیں (مجھے آپ معاف فرمائیں) بہائی لوگ بہت مشاق ہیں۔

آپکو معلوم ہے کہ ہماری کتب کے مستند نسخہ جات عام طور سے دستیاب نہیں۔ لیکن بدقسمتی سے آپ کے معاملہ میں کم از کم جہانتک مذکورہ بالا کتب کا تعلق ہے یہ بات ہمیں نظر نہیں آتی کیونکہ عموماً جناب علی محمد باب اور جناب میرزا حسین علی المعروف بہ بہاء اللہ کی کتب ایسی صورت میں لکھی گئی ہیں کہ انپر کتاب کا نام ہے نہ مصنف کا۔ نہ مطبع کا۔ نہ پبلشر کا پتہ نہ اڈیشن کا اور صرف مضمون یا زبانی رواتیں یا اس قسم کے دوسرے قرائن سے انکی اصلیت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ کہنے سے میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمارے پاس اصولی بہائی مذہب کی کوئی کتاب موجود نہیں ہیں لیکن مناظرہ کو صحیح طور پر مفید بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہمارے ہاتھ میں وہ نسخہ جات ہوں جو آپ کے نزدیک آپ کے مصدقہ ہوں اور جنکی صحت آپکے نزدیک مسلم ہے۔

لہٰذا براہ مہربانی آپ مجھے اطلاع دیں کہ میں جلد تر اپنے کسی معتبر کو وہاں آپکے پاس بھیجکر مذکورہ بالا ہر چار کتب کے نسخہ جات حاصل کرکے آپکی تصدیق ثبت کرالوں یا اگر مطبوعہ نسخہ جات موجود یا دستیاب نہ ہوں تو میں آپکے ذریعے سے انکی مصدقہ بقول

قادیان کا جواب

ہمنے بہائی کتب نہیں دیکھیں

حضرت شیخ عبدالرحمن آجکل وارد ہندوستان ہیں۔ آپ ایک فاضل جلیل اور باخبر سیاح ہیں ممالک اسلامیہ کی سیاحت کرچکے ہیں علاوہ عربی کے آپ فارسی بھی خوب جانتے ہیں۔ بہت شگفتہ اور با اخلاق بزرگ ہیں۔ جناب خلیفۃ المسیح قادیان کے ایک چیلنج پر آپنے لبیک کہکر مذاکرہ اور مکاشفہ کے لئے جناب مرزا محمود "خلیفۃ المسیح" قادیان کو ایک خط لکھا تھا۔ اسی سلسلہ میں ذیل کا مراسلہ برائے اشاعت ہمیں موصول ہوا ہے

ھو اللہ

حمداً لمن خلق الانسان وعلمہ البیان وفرض علیہ عرفان مشرق الاذکار ومطلع وحیہ الذی کان مقاماً نفسہ فی عالم الامر والخلق من فاز بہ فاز بکل الخیر

ایدہ جناب کا خط بغیر تاریخ کا جو بجواب خط مرسلہ ۱۹ ؍ اپریل ۲۴ء موصول ہوا پڑھکر عجیب حیرت ہوئی۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ کتب بہائیہ ہمارے پاس نہیں اور نہ ہمنے دیکھیں لہٰذا کچھ کتابیں قیمتاً ارسال کرو۔

©Afnan Library Trust, 2026

حاصل کرلوں۔ اسبات کے ذکر کی غالباً ضرورت نہیں کہ اس معاملہ میں جو بھی جائز اخراجات ہونگے وہ ہم برداشت کرینگے۔ مہربانی کرکے بہت جلد جواب ارسال کریں۔ تاکہ آپکے ساتھ پبلک مناظرہ کا انتظام کیا جائے۔ اس موقعہ پر مجھے یہ بھی ذکر کر دینا ضروری ہے کہ ہندوستان میں بہائیوں کی ایسی حیثیت نہیں ہے کہ ہم انکے ساتھ باقاعدہ مناظرہ کریں۔ لیکن چونکہ آپلوگوں نے مناظرہ کا چیلنج بھیجا ہے اور بعض صورتوں میں مناظرہ عام پبلک کے لئے مفید نتائج پیدا کرسکتا ہے۔ اسلئے ہمنے آپکے چیلنج کو منظور کرلینے کا فیصلہ کرلیا ہے

محمد ظہور الدین اکمل عفا اللہ عنہ ناظر دعوۃ و تبلیغ
قادیان دارالامان ضلع گورداسپور
29/10/24

مندرجہ ذیل جواب بھیجا گیا۔

بخدمت جناب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جنابعالی! اہل بہار کو آپکے خط مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء سے یہ معلوم کرکے بہت مسرت ہوئی کہ آپنے ہماری جماعت سے بالمواجہ موعود اسلام کے بارہ میں آیات قرآن شریف و احادیث صحیحہ سے مناظرہ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ واقعی یہی ہماری آپکی اصلی بحث ہے اور باقی مسائل اسکے ضمن میں آجائینگے۔

کتاب اقدس میں۔ اقتدار سے اکثر آپکے اختیارات اور مضامین میں حوالے ہوا کرتے ہیں۔ آپ ان کتابوں کو میرے پاس بھیجدیجئے میں بعد ملاحظہ تصدیق کردونگا۔ کتاب بیان طبع بھی نہیں ہوئی ہے اور نہ ہندوستان میں دستیاب ہوسکتی ہے۔ والسلام

جواب کا منتظر آپکا خادم
حشمت اللہ آگرہ ۹ نومبر ۱۹۲۴ء
لجنۃ الاشاعۃ والتبلیغ ہند و برمہ

کتاب	البیان
کتاب	الاقدس
کتاب	المبین
کتاب	الاقتدار

برائے مناظرہ با جماعت قادیان لازم است

ہرکس میتواند عاریتاً یا مجاناً یا بقیمت

این کتب تقدیم نماید مرحمت فرمودہ راساً

بصدر لجنۃ الاشاعۃ والتبلیغ مخابرہ نماید

حشمت اللہ آگرہ

مسلمان کافر ہیں

ایک تصویر کے دو پہلو۔ قادیانی اور لاہوری

ہماری کانفرنس منعقدہ ۲۵۔۲۶۔ اکتوبر میں سب سے پہلے جو مسئلہ زیر بحث آیا، وہ غیر جماعت کے پیچھے نماز کا مسئلہ تھا جسمیں حضرت (میرزا غلام احمد) صاحب کی اس مسئلہ پر تحریریں اور تقریریں اور آپکے اور حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم کے فتوے اور طرز عمل معرض بحث میں آئے اور تمام امور کا فیصلہ سب احباب کے اتفاق رائے سے ہوا۔

مسئلہ نماز کے متعلق حضرت مسیح موعود کی اپنی قلم کی تحریریں صرف دو ہی ہیں۔ گو آپکی تقریروں میں متعدد مرتبہ اسکا ذکر آتا ہے ان تحریروں میں سے پہلی تحریر کتاب اربعین نمبر ۳ کے حاشیہ صفحہ ۲۸ پر ہے

"اس کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنیوالے ہلاک شدہ قوم ہے اسلئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے، پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر یا مکذب اور مترد د کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو"

حضرت مسیح موعود کی یہ تحریر جیسا کہ دوسری جگہ آپنے لکھ کر لکھدیا ہے اس حدیث کی بنا پر ہے۔ جسکے رو سے ایسے شخص پر جو مسلمان کو کافر کہتا ہے، کفر الٹ کر پڑتا ہے

ایک پہلو جماعت قادیان کے پیشوا مرزا محمود احمد صاحب کا عقیدہ یہی ہے کہ وہ سب اہل قبلہ کو جنہوں نے حضرت مسیح موعود سے بیعت نہیں کی کافر کہتے ہیں

دوسرا پہلو حضرت مسیح موعود نے جب دعوی کیا تو علماء نے یہ الزام لگا کر کہ آپ مدعی نبوت ہیں اور معجزات ملائکہ معراج وغیرہ کے انکاری ہیں۔ آپ پر کفر کا فتوی لگایا۔ اسکا جواب آپنے ایکدفعہ نہیں بار بار دیا اور قسمیں کھا کھا کر لکھا کہ نہ آپ مدعی نبوت ہیں نہ ملائکہ وغیرہ سے انکاری مگر علماء نے پرلے درجہ کی ہٹ دھرمی اور ضد کیساتھ اپنے فتوے سے رجوع نہ کیا۔ آپنے یہانتک بھی لکھا کہ جو اقرار ایک کافر کو مسلمان کرنے کے لئے لیا جاتا ہے وہ اقرار کسی مجمع عام میں میں کرنیکو تیار ہوں (کیا اڈیٹر پیغام صلح اس اعلان کا سنہ و نام کتاب و عبارت مع صفحہ کے حوالہ کے بتا سکتے ہیں) مگر ان لوگوں نے ایک بات بھی قبول نہ کی۔ اور ضد سے فتوے کفر پر اصرار کیا۔ اسلئے کئی سال گذر جانے کے بعد اور بار بار کتابوں اشتہاروں میں جھوٹے الزامات کی تردید کے بعد جب معلوم ہوگیا کہ علماء محض ہٹ دھرمی اور ضد سے تکفیر سے باز نہیں آتے تو آپنے اعلان کردیا کہ انکے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو مسلمان کو کافر کہنے والے کے ساتھ کیا جاتا ہے چنانچہ یہی آپکی مذکورہ بالا تحریر کی بنیاد ہے پیغام صلح ۵ نومبر ۲۴ء)

نوٹ کیا آپ ثابت کرسکتے ہیں کہ یہ الزام ہے ورنہ درحقیقت جناب میرزا صاحب نے دعوی نبوت نہیں کیا۔ کیا آپنے کوکب ہند آگرہ مورخہ ۲۵ جولائی ۲۲ء میں جناب میرزا صاحب کے دعاوی کا رجوع و نزول ملاحظہ نہیں کیا۔ احتیاطاً ایک نقل مضمون مذکور ارسال خدمت ہے ملاحظہ ہو دعوی نبوت کے متعلق عبارات ذیل میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اور رسالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کرسکتا ہوں"۔

(خط بنام جناب اڈیٹر صاحب اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء

یعنی دعوی نبوت کرنے کے بعد چند مہینے زندہ رہے۔ اور اگر کہا جائے کہ اس قسم کی عبارتیں حقیقۃ الوحی میں بھی موجود ہیں تو وہ بھی ۱۹۰۷ء میں لکھی گئی ہے اب اس عبارت کے کیا معنی ہیں کہ تردید کے کئی سال بعد فتوی صادر ہوا حالانکہ اربعین جسمیں سے مذکورہ بالا عبارت بنیاد تکفیر نقل کی گئی ہے وہ ۱۹۰۰ء میں شائع ہو چکی تھی۔ اسکو کیا یہ ایک ظاہر امر ہے کہ دعوے کے انکار کی وجہ سے آپنے نماز میں علیحدگی اختیار نہیں کی بلکہ کفر کے فتوے کی وجہ سے کی۔ (پیغام)

نوٹ۔ عبارت اربعین میں صاف لکھا ہے کہ تکذیب کرنیوالے ہلاک شدہ قوم ہے اور قطعی حرام ہے کہ مکذب و مترد د کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ تکذیب کے معنی صاف ہیں کہ جو مرزا صاحب کو مدعی کاذب بتائے۔ مترد د یعنی جو میرزا صاحب کے سچے ہونے میں تردد رکھتا ہو۔ اور یہ دونو کافر کہنے سے بالکل الگ بات ہے۔ تمہارا امام تم میں سے ہو یعنی جو تمہارا عقیدہ میری سچائی کے بارہ میں ہے وہی اسکا ہو۔ اگر جماعت لاہور کو مرزا صاحب کی رائے سے اختلاف ہو تو مردانہ وار تردید کریں۔ جیسے انکے مبلغین نے دہلی میں کردی اور قادیان کی جماعت کہدیا کرتی ہے کہ ہمپر مرزا صاحب کا اجتہاد حجت نہیں" ایسی تاویلوں سے کیا کام چلسکتا ہے خاصکر جب جناب مرزا صاحب خود بھی یہی کہتے ہیں اگر تم میرے اجتہاد کو حجت بناؤ گے تو سوائے دہری ہونے کے اور کوئی چارہ نہ ہوگا) رہا یہ کہ میرزا صاحب کی تحریروں میں جو اختلاف عظیم ہے اسپر پردہ ڈالنا تو اب یہ امر محال ہے۔ (کوکب)

۲۷ شیخ بیخبر نہ رہ راز جستجو میکن کہ ہر کجا دل بسوخت ہمہ خرمن ہمہ سوخت

اظہار امر حق کرنے والا

حامی ملک و ملت ہندو مسلمانوں کا حقیقی دوست

ہمدردی کا آرگن۔ گورنمنٹ اور رعایا کا سچا بہی خواہ

ساتھ ہفتہ وار

ریاست حیدرآباد و فرخندہ بنیاد سے خدام قوم کی سرپرستی میں ۶ جون ۱۹۲۴ء آپکے تاب کیساتھ شائع ہورہا ہے دنیائے صحافت میں اسنے اس قلیل عرصہ میں کافی اشاعت اور خاصی شہرت حاصل کرلی ہے۔ نمونہ کا پرچہ مفت طلب فرمائیے

سالانہ پانچ روپیہ پیشگی محصول ڈاک ۱۰ سے کم نہ ہوگا

پرچہ جاری ہوگا

منیجر اخبار ساتھ

ایڈیٹر و پبلشر سید محفوظ الحق علمی نے آگرہ اخبار پریس آگرہ میں چھپوا کر دفتر کوکب ہند آگرہ سے شائع کیا

©Afnan Library Trust, 2026

I No 23

رجسٹرڈ نمبر اے ۱۳۳۱

مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۲۴ء

کوکب آگرہ

مدیر مسئول سید محفوظ الحق علی (مولوی فاضل)

مدیر معاون مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

تاریخہائے اشاعت یکم - ۹ - ۱۷ - ۲۵ ماہ انگریزی ۔ سالانہ للعہ ششماہی عہ سہ ماہی عہ اجرت اشتہارات بذریعہ خط و کتابت۔ نمبر ۲۳

خواب غفلت سے اٹھو قربانی احمد کرو

بحر عرفاں موجزن ہے باب رحمت ہے کھلا
خواب غفلت سے اٹھو قربانی احمد کرو

دست قدرت کو اگر مغلول ہم کہنے لگیں
آیت میثاق سے وہ راز ہمپر کھل گیا

تھے مبشر حضرت باب اسطرح فرما گئے
شمع وحدت جل اٹھی عالم منور ہو گیا

پردۂ غفلت کو جسنے دور آنکھوں سے کیا
صبح صباح کو دیکھا تو آنسو گر پڑے

وحید تو بھی راہ حق میں جان کو قربان کر
الملک للہ من تمکان اب یہ دیتا ہے ندا

جان و مال اپنا فدا کرنے سے ملتا ہے خدا
قلت ایدیھم سے اپنے ہاتھ میں رہتا ہے کیا

جلوۂ موعود بہ حق کا جو دیتا ہے پتا
ایلیا اک ہستیٔ اعلےٰ کی کرتا ہے صدا

بدر ابھی آج سب آنکھوں میں بھرتا ہے ضیا
نور ابھی سے کہاں پھر اسکو ہوتا ہے ادا

بیگناہوں پہ کوئی یوں ظلم کرتا ہے بھلا
کشتۂ تیغ شہادت ہی تو پاتا ہے بقا

هوالله

صعود جناب حاجی احمد کازرونی

آہ از گردش جہان فنا
کہ نہ بیوده جسد عنقائے زوفا

ہر مہ و روز و ساعت و آنی
دہد او جملہ را شرنگ بلا

نہاده بساط عیش تمام
گستر اندہ ہزار بزم عزا

آوخ از تند و عاشقاں شد دور
حاج احمد حبیب اهل بہا

آہ از ہجر آں ملک سیکر
یاد زان روئے صدق و روح صفا

وہ ازاں خلق و خوی جان پرور
وہ ازاں صبر و حلم و حب و ولا

قلب یاراں ز دوری رنج او
شد غریق بحور ز حسرت و جفا

دوستاں را ز نار ہجر بسوخت
گرچہ او شد سوے جنان لقا

شد ز بحر لقائے احمد سیر
دل محمود زین جہان فنا

وفات نامۂ مرحوم عیال سرخاب در بمبئی

دارم دل پر خون ز بین گنبد لجه فشار
جز ماتم و حزن و غم ایں دہر ندارد کار

ہر لحظہ یک نخوے آتش زند اندر دل
سوزد ہمگی را جاں دارد ہمہ را در تار

در گلشن ایں امکان گلچیں شدہ ایں گردوں
گاہے ز بہین چیند گاہے ز لیسار از خار

افسردہ شد از حیرت از کار فلک انساں
قلب ہمگی محزوں از گردش ایں سیار

اے چرخ ترا شرمی ہم شرمی و آزرمی
خلقی ز جہان یکدم سازی تو ورا سالار

آنگہ کہ ورا کردی سالار و روا فرماں
یکبارہ کنی اورا در چاہ ضلالت خوار

ایں حقد و حسد از چیست دیں خشم و غضب از کیست
ایں لحظہ ز تا از کہ اے چرخ خیانت کار

از فوت قرین خویش سرخاب شدہ دلریش
گردید پریشاں حال وز گیتی بہ آزار

بد نام عیال او گلنار و گل خوشبو
گر سن ورا خواہی دو دہ بد و پنج اے یار

کز دھر شد او نومید آں نو گل با عصمت
جاجی بخشید از عیش جست از قفس تن زار

یارب تو روانش را در جنت اعلےٰ کن
آمرز گناہ او از فضل خود اے غفار

از حضرت گرامی پور سرخاب بدی رنجور
ایں قصہ چو پیش آمد از اشک شد او خونبار

پژمردہ شدند از غم خویشان و کسان او
از جور جہاں غمگیں از کار فلک ناچار

یارب تو صبوری دہ بر بابا پریشانش
از لطف تسلی بخش و آں شوہر نیکو کار

کن فضل و عطائے بر طالفۂ ایماں
زیرا کہ ازیں ماتم روز ہمگی شد تار

تاریخ وفات او گوئند بدا مجروح
خرداد مہ و آباں روزے کہ بشد زیں دار

اندر سنۂ یزدگرد بشمار تو ایں تاریخ
یک الف دو صد باشد در بعد بغدد با چار

بہجت تو برو خاموش با چرخ همی مخروش
زاینده همی میرد فرماں بود از دادار

(مطبوعہ آگرہ اخبار پریس آگرہ)

©Afnan Library Trust, 2026

پوپ اعظم کو دعوت الی الحق

حضرت بہاء اللہ کے دعوتنامے کا ترجمہ

اے پوپ! پردوں کو پھاڑ ڈال کیونکہ تمام مرئیوں کا مرئی بادلوں کے سایہ میں آپہنچا اور مقتدر و مختار خدا کی طرف سے ہونیوالی بات ہو پڑی۔

اپنے خدا کی قدرت سے غلافوں کو کھول ڈال۔ اور پھر ملکوت اسماء وصفات کی طرف پرواز کر۔ یہ حکم تجھکو قلم اعلیٰ تیرے عزیز وجبار خدا کی طرف سے دیتا ہے۔

وہ آسمان سے دوسری مرتبہ آیا جیسے کہ پہلی مرتبہ آسمان سے آیا تھا۔ خبردار جو تو اسپر ایسے اعتراض کرے جیسے فریسیوں نے بغیر کسی دلیل و برہان کے اعتراض کئے تھے۔

اسکے سیدھے ہاتھ پر فضل کا کوثر اور الٹے ہاتھ پر عدل و انصاف کی سلسبیل جاری ہے، اور اسکے آگے آگے ملائکہ فردوس آیات کے علم لئے ہوئے چلے جارہے ہیں۔ خبردار جو تجھکو اسماء (نام) اُس خدا تک پہنچنے میں مانع ہوں جو زمین و آسمان کا پیدا کرنیوالا ہے۔ خدا کے سوا سب کو ایکطرف چھوڑ کر اپنے اوس آقا کی طرف بڑھ جس سے چاروں طرف اجالا ہوگیا۔ ہمنے اپنے نام الابھیٰ سے ملکوت کو زینت بخشی اور تمام چیزوں کے پیدا کرنیوالے خدا کا حکم اسیطرح جاری ہوا خبردار جو ظنون و گمان کو تو اپنے لئے رکاوٹیں بنائے۔ کیونکہ آج یقین کا آفتاب تیرے عزیز و منان خدا کے بیان کے افق سے طلوع ہو رہا ہے۔

کیا تو محلوں میں بیٹھا ہوا ہے جبکہ سلطان ظہور سب کے خراب گھر میں ہے۔ تو انکو ایسے لوگوں کے لئے چھوڑ جو انکے اہل ہیں اور تو بڑی مسرت اور شادمانی کیساتھ ملکوت کی طرف توجہ کر اور کہدے:۔

اے زمین کے باشندو! ڈھا دو غفلت کے مکانوں کو قدرت اور اطمینان کے ہاتھ سے اور تعمیر کرو حجرۂ قلوب کے اندر عرفان الٰہی کے تاکہ خدائے رحمٰن اُنپر تجلی فرما ہو۔ یہ تمھارے لئے ان تمام چیزوں سے زیادہ اچھائی کا باعث ہوگا جنپر سورج کی روشنی پڑتی ہے۔ اور اسکی گواہی وہ دیتا ہے جسکے پاس سے فصل الخطاب آیا ہے۔

خدا کی نسیم سارے جہان پر چل اٹھی کیونکہ المقصود اپنی مجد اعظم کیساتھ وارد ہوگیا۔ اور سنو کہ ہر سنگریزہ اور قصبہ سے صدائیں بلند ہو رہی ہیں کہ موعود ظاہر ہوگیا۔ اور سلطنت و بادشاہت صرف مقتدر و عزیز و غفار خدا ہی کی ہے۔

خبردار جو تیرے لئے علوم سلطان المعلوم کے پہچاننے میں سدراہ ہو جائیں یہ دنیا تجھے اس سے روک لے جسنے اسکو پیدا کر کے ترک کر دیا۔

کھڑا ہو جا اپنے رب الرحمٰن کا نام لیکر تمام دنیا کے درمیان اور اطمینان کے ہاتھوں سے آب حیوان کا پیالہ اٹھالے۔ پہلے اسمیں سے خود پی۔ اسکے بعد انکو پلا جو ادیان مختلف میں اُسکے لئے بڑھیں۔ اسطرح سے بیان کا چاند حکمت اور تبیان کے افق سے طلوع ہوا ہے۔

علوم کے پردوں کو چاک کر ڈال مبادا وہ تجھکو میرے نام قیوم کی درگاہ میں باریاب ہونیسے روک دیں۔ یاد کر وہ وقت جبکہ روح (حضرت عیسیٰؑ) تشریف لائے تو جس شخص نے اپنر فتویٰ دیا وہ اپنے ملک کا سب سے بڑا عالم تھا، اور جو اُنپر ایمان لائے وہ مچھلی پکڑنیوالے تھے۔ پس اے اہل بصیرت اس سے نصیحت حاصل کرو۔

تو القاب و اسماء کے آسمان کا آفتاب ہے، تو اپنے نفس کی حفاظت کر۔ مبادا اسکو ظلمت ڈھانک لے، اور تیرے اور نور کے درمیان حائل ہو جائے۔ دیکھ کتاب (انجیل میں سمعون گرہن کے بارہ میں) تیرے عزیز اور وہاب خدا نے نازل کیا ہے۔

کہدے اے گروہ علماء! تم اپنی قلمونکو روک لو۔ آج قلم اعلیٰ کی آواز بلند ہو رہی ہے آسمان اور زمین کے درمیان، جو کچھ تمھارے پاس ہے اسکو چھوڑ دو۔ اور جو ہمنے تمھاری طرف قدرت اور سلطان کیساتھ بھیجا ہے اسکو پکڑو۔

وہ وقت آگیا جو خدا کے علم میں محفوظ تھا اور تمام ذرات منادی کر رہے ہیں کہ القدیم اپنی مجد عظیم کو لیکر آگیا۔ اے زمین کے باشندو اسکی طرف فروتنی اور انکسار کے ساتھ بڑھو۔ اے بہاء اللہ کہدو میں نے اپنے نفس کو تمھاری زندگی کے واسطے قربان کر دیا۔ اور جب میں دوسری مرتبہ تمھارے پاس آیا ہوں تو میں دیکھتا ہوں کہ تم مجھسے دور بھاگ رہے ہو۔ اسلئے میری شفقت کی آنکھ میری امت پر روئی پس اے آنکھوں والو خدا کا خوف کرو۔ ان لوگونکو دیکھو جنہوں نے بیٹے پر اسوقت اعتراض کئے تھے جبکہ وہ سلطنت اور اقتدار کیساتھ آیا تھا۔ کتنے فریسی ایسے تھے جو اسکی ملاقات کے منتظر تھے اور اسکے فراق میں گریہ وزاری کیا کرتے تھے لیکن جب وصال کی خوشگوار ہوا چلی اور جمال جلوہ افروز ہوا تو یہ لوگ اسکے پاس نہ گئے بلکہ اسپر اعتراض کرنے لگے، یوں ہم ان باتوں کو تیرے لئے بیان کرتے ہیں جو زبر و الواح میں لکھی ہوئی ہیں۔ اس چہرہ کی طرف کوئی نہ بڑھا سوائے ان تھوڑے سے لوگوں کے جنکی کوئی دنیوی عزت و وقعت نہ تھی۔ اگرچہ آج انہی لوگوں کے نام پر ہر عزت اور سلطنت والا فخر کرتا ہے آج کے دن بھی یہی حالت ہے کتنے زاہب اور صومعہ نشین ہیں جو میرے نام پر گرجوں میں معتکف بیٹھے ہیں اور جب مدت مقررہ پوری ہوئی اور ہمنے اپنا جمال اُن کے لئے ظاہر کیا تو وہ ہمکو نہ پہچان سکے حالانکہ راتدن ہمکو ہی بلاتے رہتے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا نام ان کیلئے ہماری ذات کے پہچاننے میں سدراہ ہوگیا۔ کیا ایک بڑی عجیب بات نہیں ہے کہدے خبردار جو ذکر کی وجہ سے مذکور اور عبادت کی وجہ سے معبود کو نہ پہچان سکو۔ اوہام کے پردے پھاڑ ڈالو۔ یہ تمھارا بڑی عزت والا اور بڑے علم والا خدا موجود ہے۔ وہ تمام دنیا کو زندگی بخشنے اور تمام عالم کو ماکر ایک کر دینے کے لئے آیا ہے۔ اے لوگو اسکی طرف بڑھو جو وحی کا مطلع ہے اور ایک سیکنڈ بھی توقف نہ کرو۔

کیا تم انجیل پڑھتے ہو اور رب جلیل پر ایمان نہیں رکھتے اے نیک بختو تمکو یہ شایاں نہیں۔ کہدے اگر تم اس امر کی بجائی کا انکار کرو تو تم خدا پر کس دلیل سے ایمان لائیے ہو لاؤ وہ کیا ہے قلم اعلیٰ نے یہ حکم تیرے الابھیٰ خدا کی طرف سے نازل کیا ہے۔ اس لوح میں جسکے افق کے انوار طلوع ہوئے ہیں ایسے بہت لوگ ہیں جنکے اعمال انکے نفس کے لئے حجاب ہوگئے ہیں، اور ہر قسم کی ہواؤں کے چلانے والے خدا کا تقرب اپنے اعمال کے باعث حاصل نہ کر سکے۔

اے گروہ صومعہ نشین و حقیقت الرحمٰن خدا کی نفحات سارے جہان پر چل رہی ہیں۔ مبارک ہے وہ جو خواہشات نفسانی کو چھوڑ دے اور ہدایت کو اختیار کرے، اس شخص کو خدا کی طاقات نصیب ہوئی۔ آجکے دن جبکہ دنیا کے رہنے والوں پر زلزلے آرہے ہیں اور تمام لوگوں پر سوائے انکے جنکو گردنوں کے مالک نے مستثنیٰ کر دیا خوف طاری ہے۔

کیا تم بدن کی زینت میں لگے ہوئے ہو حالانکہ خدا کا کرتہ دشمنی کے خون سے سرخ ہو رہا ہے ان حوادث کی وجہ سے جو آنکھیں میچنے والوں کی طرف سے اسپر وارد ہوئے ہیں۔

تم لوگ اپنے اپنے مکانوں سے باہر نکلو اور لوگوں کو مالک یوم الدین کے ملکوت الٰہی میں داخل کرو۔ آج وہ کلمہ ظاہر ہوگیا جسکو بیٹے نے چھپایا تھا اور وہ کلمہ انسان کی شکل میں اسدن نازل ہوا ہے۔ بڑا صاحب برکت ہے وہ خدا جو باپ ہے، وہ بڑی شان اور شوکت کیساتھ امتوں کے درمیان آیا ہے۔ اے گروہ نیکوکار تم اسکی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

کہدے اے دیندارو ہم دیکھتے ہیں کہ تم عرفان کے بیابانوں کے شہید ادی ہوگئے ہو حالانکہ تم اس سمندر کی مچھلی تھے آخر تم اپنے مبدء سے کیوں الگ ہوگئے وہ تو اب بھی تمھارے سامنے موجیں مار رہا ہے تم ہر طرف سے اسکی طرف دوڑ آؤ۔

یہ وہ دن ہے کہ صخرہ (بیت المقدس) بڑے زور سے پکار رہا ہے اور اپنے غنی و متعال خدا کی تسبیح کر رہا ہے۔

باپ آگیا اور وہ تمام وعدے پورے ہوگئے جو تجھکو ملکوت کے دیئے گئے تھے، یہ ہے وہ کلمہ جو عظمت کے پردے کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ پس جب موعود وقت آگیا تو مشیت ایزدی کے اُفق سے کھلی نشانیوں کیساتھ چمک اٹھا۔

میرا بدن تمھارے نفس کی آزادی کے لئے قید کیا گیا۔ اور ہمنے ذلت کو قبول کیا تاکہ تمھیں عزت حاصل ہو۔ تم بڑائی اور ملکوت کے مالک خدا کی راہ پر چلو۔ اور ہر مشرک جبار کا کہنا نہ مانو۔ میرا بدن صلیب کی خواہش کرتا ہے اور میرا سر نیزہ کا منتظر ہے خدا کی راہ میں تاکہ دنیا گناہ سے پاک ہو۔ حکمت کا آفتاب مالک اسماء و صفات کے حکم کے افق سے اسطرح سے طالع ہوا ہے۔

ہمارے خلاف اہل فرقان کھڑے ہوئے، اور ہمکو عذابوں میں مبتلا کیا، ایسے عذابوں میں جنکو دیکھکر روح القدس نوحہ خواں ہوا۔ اور بعد صیحہ اٹھا اور آسمان نے آنسو برسائے۔ مشرکوں میں سے بعضے خیال کرتے ہیں کہ شاید مصیبتیں بہاء اللہ کو ان باتوں کے کرنیسے روکدینگی جنکا ارادہ تمام چیزوں کے پیدا کرنیوالے نے کیا ہے

©Afnan Library Trust, 2026

کہدے موسلا دھاروں کے برسانیوالے کی قسم وہ نہیں روکسکتیں
اس (بہاء اللہ) کو کوئی چیز اسکے خدا کے ذکر سے نہیں روک سکتی۔
تاللہ الحق اگر تم اسکو خشکی پر بلاؤ گے تو وہ سمندر کے قطب سے
اپنا سر نکالکر پکاریگا کہ خدا تمام زمین اور آسمان کا مالک ہے۔ اور اگر تم
اسکو تاریک کنوئیں میں پھینک دوگے تو تم سب سے اونچے پہاڑ کی چوٹی
پر اسکو منادی کرتا سنوگے کہ مقصود آگیا عظمت و استقلال کی سلطنت
کیساتھ۔ اور اگر تم اسکو زمین میں گاڑ دوگے تو وہ آسمان کے مطلع پر ظاہر
ہوگا اور سب سے بلند آواز کیساتھ پکاریگا کہ مقدس عزیز اور مختار خدا کی
ملکوت کے ساتھ البھاء آگیا۔ اور اگر تم اسکا خون بہاؤ گے تو
اسکا ہر قطرہ صیحہ زن ہوگا اور خدا کو یہ نام لیکر بلائیگا جس نام سے
اسکی قمیص کی خوشبو چار دانگ عالم میں پھیل گئی۔ ہم تلواروں کے سایہ
میں بندوں کے خدا خالق ارض و سما کیطرف دعوت دیتے ہیں اور اسکی
ایسی قوت کیساتھ تعمیل کرتے ہیں کہ ظالموں کی فوج اور فاجروں کی
شان ہمکو نہیں روک سکتی۔

کہدے اے زمین کے باشندو! اوہام کے بت اپنے عزیزو
منان خدا کے نام سے توڑ ڈالو پھر اسکی طرف متوجہ ہو آجکے دن
جسکو خدا نے سلطان الایام بنایا ہے۔

اے رئیس قوم! کان دے اُسبات پر جو بوسیدہ ہڈیوں کا جوڑنے
والا کہہ رہا ہے اپنے اسم اعظم کے مقام پر سے۔ جو کچھ زینت ہائے
مزخرف تیرے پاس ہیں ان سبکو بیچ ڈال اور خیرات کردے رات
اور دن کے بنانیوالے کی راہ میں۔ ملک کو بادشاہوں کے لئے چھوڑ
دے اور گھر سے خدا کی ملکوت کیطرف نکل کھڑا ہو۔ دنیا سے منقطع
ہوکر زمین اور آسمان میں اپنے خدا کا ذکر کرتا پھر۔ تمام ناموں کا مالک
تجھکو تیرے عزیز و علام خدا کی طرف سے یہ حکم دیتا ہے۔

بادشاہوں کو نصیحت کر اور کہہ کہ لوگوں میں انصاف کرو
اور خبردار کتاب کی حد سے باہر نہ جاؤ۔

یہ بات تیرے لائق ہے۔ خبردار جو تو دنیا یا اسکے خزانوں پر
اپنا تصرف بیٹھائے۔ اسکو اہلوگوں کے لئے چھوڑ دے جو اسے چاہتے
ہیں۔ اور تو اسکو اختیار کر جسکا حکم تجھکو تمام اخترا عات کے مالک
کی طرف سے ملا ہے، اگر کوئی شخص تمام دنیا کے خزانے لیکر بھی تیرے
پاس کے تو تو اسکی طرف نظر اٹھا کر مت دیکھیو۔ اور جو تیرے آقا نے
کیا وہی تو بھی کیجیو۔ وحی کی زبان اسطرح تجھسے ہمکلام ہوتی ہے کیونکہ
خدا نے اسکو کتاب ابداع کا زیور بنایا ہے۔

موقع کو ملاحظہ کر کہ اسکی خوبصورتی اسکے ساتھ ہے اگر اسکو ریشم
میں لپیٹ دیا جائے تو ریشم اسکے حسن کو چھپا لیگا۔ انسان کامل بھی یہی ہے
اسکی شرافت اسکے اخلاق میں ہے۔ بچوں کے کھیلونوں کی اسکو ضرورت
نہیں ہے۔ پس جان لے کہ تیری زینت یہ ہے کہ تو خدا سے عشق رکھے
اور اسکے سوا سب سے الگ رہے، وہ خزانے جو تیرے پاس ہیں وہ تیری
زینت نہیں بن سکتے ان کو بخشدے انلوگوں کو جو اسکے قابل ہیں اور تو
انہار کے جاری کرنیوالے خدا کیطرف چلا آ۔

مثالوں میں جو باتیں نازل ہوئی ہیں وہ بیٹے کی زبان سے نازل
ہوچکیں۔ اب آج جو بول رہا ہے وہ انکو استعمال نہیں کرتا جزواً
جو تو اوہام کی رسیوں کو تھامے اور اپنے نفس کو ان چیزوں سے محروم
کرے جو عزیز و وہاب خدا کی ملکوت میں مقدر ہوئی ہیں۔
جب تجھکو آیات کی شراب کالشہ سرشار کرے اور تو حاضر ہونا
چاہے خالق ارض و سماء کے عرش کے سامنے تو میری محبت کو
اپنا کرتہ بنانا۔ میرے ذکر کا ذرہ بکتر پہننا۔ اور اپنا زاد راہ رزاق حقیقی
کے توکل کو سمجھنا۔

اے بیٹے کی امت! ہمنے یوحنا کو تمھاری طرف دوبارہ بھیجا اور
وہ بیان کے میدان میں پکار کر کہہ رہا ہے کہ اے اہل عالم تم اپنی آنکھوں کو
پاک کرو کہ مشاہدہ اور لقاء اللہ کا وقت نزدیک ہے۔ اے امت انجیل
سڑکیں صاف کردو کہ وہ دن آگیا جب رب جلیل کی سواری وارد ہوگی
مستعد ہو جاؤ ملکوت کے داخلہ کیواسطے۔ کیونکہ دن کے نکالنے والے خدا
کا حکم یوں ہی صادر ہوا ہے۔

سنو! حمامۃ البقائیہ نے سدرۃ المنتہیٰ پر کیا نغمہ سنجی کی ہے

اے زمین کے باشندو! ہمنے تمھاری طرف اسکو بھیجا جسکا نام یوحنا تھا
تاکہ وہ تمکو پانی سے غسل دیکر تمھارے بدن کو ظہور مسیح کے لئے پاک کردے
اور اُسنے تمکو محبت کی آگ اور روح کے پانی سے پاک کیا تاکہ تم آج
کے دن کے لئے مستعد ہو جاؤ۔ جسمیں الرحمٰن نے فضل اور احسان
کے ہاتھوں سے تمکو آبحیات سے غسل دینے کا ارادہ کیا ہے۔ یہی ہے وہ بات
جسکی خبر تمکو اشعیاء نے دی تھی، اور وہ معزّی جسکا عہد تمسے روح
(عیسیٰ) نے لیا تھا۔ اے نیکوکارو آنکھیں کھولو تاکہ تم اپنے مربی کو
عزت اور اجلال کے تخت پر جالس پاؤ۔

کہدو اے دینداروں! تم انکی سی باتیں نہ کرو جنھوں نے فریسیوں
کی پیروی کی اور اسلئے روح (عیسیٰ) کو نہ پہچان سکے۔ کیا یہ لوگ غفلت
اور گمراہی میں نہیں جا پڑے؟

جمال قدم اپنے اسم اعظم کے ساتھ آگیا۔ اور اسکا ارادہ ہے کہ تمام دنیا
کو اپنی ملکوت اقدس میں داخل کرے اور محبوب نے ملکوت الٰہی کو
اسکے روبرو بپایا۔ تم بھی اسکی طرف دوڑ کر پہنچو۔ اور ہر مشرک کافر کی
پیروی نکرو۔ اگر اسمیں کسی شخص کی آنکھ مخالفت کرے تو اسکو چاہیئے
کہ اسے نکال پھینکے۔ قلم قدم نے مالک امکان سے حکم پاکر اسطرح لکھا ہے
اے دنیا والو! وہ دوسری بار تمھاری خلاصی کے لئے آیا ہے کیا تم اسکو
قتل کرنا چاہتے ہو حالانکہ وہ تمھارے لئے حیات باقی چاہتا ہے۔ خدا سے
ڈرو اے صاحبان بصیرت۔

اے قوم سنو! کہ تمھارے خدا (البھاء) کی طرف سے کیا وحی آرہی ہے اور
متوجہ ہو جاؤ آخرت اور اولیٰ کے مربی کی طرف۔ الہام کے سورج
کا مطلع خالق انام خدا کی طرف سے تمکو یہ حکم دیتا ہے۔

ہمنے تمکو نور کے لئے بنایا ہے تمکو یہ پسند نہیں کہ اب تمکو آگ میں
ڈالدیں۔ اے لوگو! تاریکی میں سے نکل آؤ اس سورج کی روشنی میں جو
خدا کی عنایت کے افق سے چمکا ہے، پھر تم اسکی طرف متوجہ ہو پاک دل
نفس مطمئن چشم بینا اور چہرہ منور کیساتھ۔ اسکی مالک قدر اس منظر
اکبر کی طرف سے تمکو نصیحت کرتا ہے۔ تاکہ یہ ندا تمکو ملکوت اسماء کی طرف
جذب کرلے۔ مبارک ہے وہ جسنے میثاق الٰہی پورا کیا۔ اور نا مبارک
ہے وہ جسنے عہد کو توڑا۔ اور اسرار کے عالم خدا کا انکار کیا۔ کہدے یہ فضل
کا دن ہے آؤ میں تمکو اپنے ملکوت کے ملکوں کا بادشاہ بنادوں۔ اگر تم
میری اطاعت کی تو تم ان باتوں کو دیکھوگے جنکا ہمنے وعدہ کیا ہے،
اور ہم تمکو اپنی عظمت کے جبروت میں اپنے نفس کا محو نفس اور اپنے اقتدار
کے آسمانپر اپنے جمال کا مصاحب الی الابد بنا لینگے، اور اگر تمنے میری
نافرمانی کی تو میں اپنے حلم کی رو سے صبر کرونگا شاید تم متنبہ ہو اور فراش غفلت
پر سے اٹھو میری رحمت تمپر اسطرح چھائی ہوئی ہے۔

خدا سے ڈرو۔ اور جن لوگوں نے منہ موڑا انکی پیروی مت کرو۔
اگرچہ صبح شام اسکو ملاتے ہیں۔

وہ یوم الحصاد... آگیا اور چیزوں کو چھانٹ کر الگ الگ کردیا
جو اسکو مقبول ہوئیں وہ دل کے خزانوں میں محفوظ کردیگئیں۔ اور
جو آگ کے قابل تھیں انکو آگ میں پھینکدیا۔ تھائے عزیز وودود خدا نے
آج اس موعود دن میں، اسطرح حکم کیا وہ جس بات کو چاہے اسکا حکم
دیسکتا ہے۔ اسکے سوا کوئی مقتدر اور قہار خدا نہیں۔ صاف کرنیوالیکا ارادہ
اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ وہ ہر چیز کو میرے لئے جمع کرے۔ اور جو کچھ کہتا ہے
اس سے صرف تمکو میرا حکم بتانا چاہتا ہے اور میرا وہ راستہ دکھانا چاہتا ہے
جس سے الواح کو زینت ہے۔

کہدے: اے امت فضا رحی ہمنے تمپر پہلے بھی تجلی ڈالی تھی لیکن
تمنے مجھے نہ پہچانا۔ اب یہ دوسری مرتبہ ہے یہ خدا کا دن ہے تم اسکی طرف
بڑھو۔ وہ آسمان سے آیا ہے جسطرح سے کہ پہلی دفعہ آیا تھا۔ اور اسکا
ارادہ ہے کہ تمکو اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے، وہ بلند اور عزت والا اور
نصرت بخشنے والا ہے۔

محبوب یہ درحقیقت پسند نہیں کرتا ہے کہ تم خواہشات نفسانی سے
محترق ہو جاؤ اور اگر تم مجھے نہ پہچان سکے تو تمھاری غفلت اور تمھارا
عدم عرفان اسکا باعث ہوگا۔ تم میرا ذکر تو کرتے ہو مگر تم مجھکو پہچانتے نہیں
تم مجھے بلاتے ہو مگر میرے ظہور سے غافل ہو حالانکہ میں آسمان قدم کی
اپنی مجد اعظم کیساتھ آیا ہوں۔ تم میرا نام اور میری سلطنت کے ساتھ
پر دونکو پھاڑ ڈالو تاکہ تم اپنے رب کی راہ کو پالو۔

وہ رب جلیل سراوق عظمت و کبریائی کے پیچھے سے بآواز بلند گویا ہے کہ
اے امت انجیل ملکوت میں وہ لوگ داخل ہوچکے جو اسکے باہر رہتے تھے
اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ تم دروازے کے پاس کھڑے ہو۔
اپنے عزیز و وہاب خدا کی قوت سے پردے چاک کرڈالو پھر میرا نام
لیتے ہوئے میری ملکوت میں داخل ہو جاؤ۔ یہ ہے اسکا حکم تمھارے لئے
جو تمکو حیات ابدی بخشنا چاہتا ہے، سچ جانو وہ ہر بات پر قادر ہے۔
مبارک ہیں جنھوں نے نور کو پہچانا۔ اور اسکی طرف تیزی کیساتھ بڑھے
دیکھو یہ لوگ میرے اصفیاء کیساتھ میری ملکوت میں کھا پی رہے ہیں۔
اور اے ملکوت کے فرزندو تم ظلمت ہی میں کھڑے ہو۔ یہ تمھارے شایاں
نہیں ہے۔ کیا تم اپنے اعمال کی وجہ سے روشنی میں آنیسے ڈرتے ہو۔
ہم تمکو بڑھنے کا حکم دیتے ہیں۔

سچ جانو کہ تمھارے رب جلیل کے قدم مبارک سے اسکا وطن مشرف
ہوا۔ اسطرح سے تمکو وہ راستہ بتاتا ہے جسکی خبر روح (عیسیٰ) نے دی تھی
میں بھی اسکی سچائی کی گواہی دیتا ہوں جیسا کہ اپنے میری گواہی دی تھی
اُسنے تو تمسے کہا کہ آؤ میں تمکو انسانوں کا صیاد بنادوں۔ لیکن آج
ہم کہتے ہیں کہ آؤ ہم تمکو سارے جہان کی حیات کا باعث بنادیں۔ اسطرح کی
حکم جاری ہوا ہے اس لوح میں جو قلم امر نے لکھی ہے۔

قادیان نمبر کوکب ہند کا خاص پرچہ

کتابی شکل میں اپنے مضامین، حزب قادیان کو دعوت الی الحق
اور قدرتی فیصلہ، اور موعود حقیقی کا اثبات وغیرہ کے لحاظ سے
قابل دید ہے۔ چار آنے کے ٹکٹ بھیجکر منگوائیں
(دفتر کوکب ہند آگرہ)

©Afnan Library Trust, 2026

جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت

رجل فارسی کون ہے

فارس میں ہونے کی حقیقت چونکہ حضرت میرزا صاحب میں نہیں پائی جاتی اسلئے وہ اس تاویل کی جانب مائل ہوئے کہ مہدی موعود فارسی الاصل ہوگا۔ یعنی اسکے آباؤ اجداد میں سے کوئی فارسی ہوگا۔ چنانچہ اسی امر کو وہ بار بار بیان کرتے ہیں مگر واقعہ یہ ہے کہ اسطرح بھی حضرت باب کا منبر اول ہی رہتا ہے کیونکہ جب آپ عین فارس میں ہیں تو فارسی الاصل ضرور ہی ہیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں تو واقعی طور پر حضرت مرزا صاحب فارسی الاصل بھی نہیں ثابت ہوتے۔ یہاں ہم خود جناب مرزا صاحب ہی کی گواہیاں پیش کرتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ اس خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے اگرچہ تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخیں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان تھا" (حاشیہ اربعین ۲ صـ۱۷) ہاں میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام کے اور کوئی ثبوت نہیں۔ (تحفہ گولڑویہ صـ۲۹)

تریاق القلوب صـ۱۵۸ پر اپنے مغل اور ترک ہونے کا اقرار فرماتے ہیں۔ لجۃ النور صـ۷ پر اپنے اباؤ اجداد کا سمرقند سے آنا بیان کرتے ہیں۔ اور سمرقند فارس میں نہیں بلکہ چین تاتار میں ہے (عسل مصفی جلد دوم صـ۲۵۲) چنانچہ خود حضرت میرزا صاحب فرماتے ہیں کہ "میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب میں پہنچے ہیں" (تحفہ گولڑویہ صـ۱۰۰)

اجتہاد و حجت نہیں | ہاں سچ فرمایا کہ "میرے پاس فارسی ہونیکے لئے بجز الہام کے اور کوئی ثبوت نہیں"

باقی رہا الہام سے فارسی ہونا وہ بھی محض اجتہاد ہے الہام کے الفاظ حضرت میرزا صاحب کا فارسی ہونا نہیں بتاتے اور صرف اجتہاد حجت نہیں ہے۔ چنانچہ خود حضرت میرزا صاحب اس امر کو نہایت کچھ اصول کے طور پر زور دار الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔ "اول باشرم انسان بننا چاہیئے اور بالصاف مرد بننا چاہیئے۔ اور پھر سیدھے دل سے میرے الہام کے الفاظ میں غور کرنا چاہیئے۔ اگر میں نے کسی اشتہار میں کوئی کلمہ اجتہادی طور پر لکھا ہو اور اپنا خیال ظاہر کیا ہو تو وہ حجت نہیں ہو سکتا۔ اگر سیر مند کرو گے تو تمھیں تمام نبیوں سے انکار کرنا پڑیگا۔ اور بجز مرتد اور دہریہ ہو جانے کے کہیں ٹھکانا نہ ہوگا۔"

(تریاق القلوب صـ۲۶۳) "یہ بات خوب توجہ سے ذہن نشین کر لینے کی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے الہامات میں یہ مسلمہ طرز کلام ہے کہ بظاہر وہ خود مخاطب معلوم ہوتے ہیں لیکن دراصل ایسا نہیں مانتے، مثلاً فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلواریں تیرے آگے ہیں پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔ (البشریٰ جلد دوم صـ۱۱۶) اس خطاب سے مراد ڈاکٹر عبدالحکیم ہیں جو قادیان سے ایک فاصلہ بعید میں رہتے تھے۔ یا مثلاً ایک الہام ہوا "شکار مرگ" جو بابو محمد افضل ایڈیٹر بدر پر چسپاں کیا گیا یہ نہ سمجھا گیا کہ یہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق ہے (دیکھو البشریٰ جلد دوم صـ۹۰) یا مثلاً یہ الہام ہوا کہ زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں۔ (البشریٰ جلد دوم صـ۹) یہ بھی اور لوگوں کے متعلق ہے نہ کہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق۔ یا مثلاً یہ الہام ہوا "تم پاس ہو گئے ہو" (البشریٰ جلد دوم صـ۱۰۴)

یہاں بھی تم کے مخاطب حضرت مرزا صاحب نہیں بلکہ جناب میرزا یعقوب بیگ صاحب لاہور ہیں۔

الہامات پر غور | ان چند باتیں زیر نظر رکھکر اب الہامات پر غور کرتے ہیں جنسے حضرت میرزا صاحب اپنا فارسی ہونا خیال فرماتے ہیں۔ ایک الہام ہے خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس "توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔" حسب ارشاد حضرت مرزا صاحب ترجمہ الفاظ کیساتھ غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس الہام میں کوئی ایسا لفظ نہیں جسمیں یہ ہو کہ تو فارسی الاصل ہے زیادہ سے زیادہ اس الہام میں خدا تعالیٰ اہل فارس کو توحید کی طرف متوجہ ہونے کی نصیحت فرماتا ہے کیونکہ اس الہام کے زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کا کوئی دعویٰ نہیں تھا۔ مگر ایران میں توحید کا معلم اعظم ظاہر ہو چکا تھا۔ اسی لئے خدا اہل فارس یا تمام فارسی الاصل لوگوں کو جو ہندوستان میں بھی ہیں توحید کی تاکید فرماتا ہے کیونکہ ان کے اصلی وطن میں توحید کا سرچشمہ موجزن ہوا ہے اور مدت کے بعد ساقی بادہ توحید فارس میں جلوہ گر ہوا ہے۔ غرضکہ اس الہام کے الفاظ سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ تم اے مرزا صاحب فارسی ہو۔ نفس الفاظ پر غور کرنا چاہیئے محض اجتہاد حجت نہیں۔ پھر اس الہام میں لفظ ابناء بصیغہ جمع بھی ہے۔

اسبات کا قرینہ ہے کہ جماعت اہل فارس مخاطب ہے نہ یہ کہ تو فارسی ہو باقی دو الہام بھی اسیطرح ہیں جنمیں یہ کہا گیا ہے کہ جو لوگ خدا کی راہ سے روکتے تھے ایک شخص فارسی اصل نے انکار و لکھا خدا نے انکی کوشش کا شکریہ فرمایا۔ اسمیں بھی کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے ثابت ہو کہ "تو فارسی ہے"۔ غایت کار ایک فارسی شخص کی تعریف ہے جسنے مخالفین حق کا رد لکھا۔ چنانچہ حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کے مصدقین علماء میں سے مشہور علامہ ابوالفضل نے بہت لکھا۔ از انجملہ ایک شیخ الاسلام کے جواب میں کتاب الفرائد بھی ایک عظیم الشان ہیرہ ہے جو حقائق دینیہ میں براہین احمدیہ سے بھی بعض خوبیوں میں بڑھکر ہے۔

پھر ایک الہام ہے "لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس" یہ وہی الفاظ ہیں جنکو حضرت مرزا صاحب حدیث کے الفاظ تسلیم کرتے ہیں۔ ان الفاظ سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ تو فارسی ہے۔ تیرہ سو برس سے یہ حدیث تھی مگر کوئی شخص متعین نہیں تھا اگر یہ لفظ الہاماً کسی پر القا ہو گئے تو کس اصول سے یہ ثابت ہو گیا کہ تو فارسی ہے۔ سیدھے دل سے الہام کے الفاظ پر غور کرنا چاہیئے۔ محض اجتہاد یا خیال کا حجت ہونا خود حضرت مرزا صاحب تسلیم فرماتے ہیں۔ ان تمام الہامات میں حضرت مرزا صاحب کے متعلق نہ ہونے کا ایک کھلا اقرار اور واضح استدلال یہ ہے کہ جہاں مرزا صاحب یہ لکھتے ہیں "ہاں میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام کے اور کچھ ثبوت نہیں وہیں اسکے آگے یہ الفاظ ہیں" لیکن یہ الہام اس زمانے کا ہے جب اس دعویٰ کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔

(تحفہ گولڑویہ صـ۳۰)

حقیقی مصداق | پس ظاہر ہے کہ فارسی ہونے کا الہامی سہارا بھی باقی نہ رہا۔ ایسی صورت میں مہدی موعود کی پیشگوئیاں تاویل در تاویل کے بعد بھی حضرت میرزا صاحب پر چسپاں نہیں ہیں یہ لباس فاخرہ تو قائم آل محمد سید باب پر ہی پوری موزونیت سے سج رہا ہے۔ حضرت علی شیر خدا کا بیٹا (سید علی محمد) شیر خدا تھا، اس رنگ میں آج حضرت مرزا صاحب کا یہ الہام پورا ہو گیا کہ "لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔ شیر خدا نے انکو پکڑا اور شیر خدا نے فتح پائی"۔ اس الہام کے پاس ہی پھر یہ الہام ہے کہ "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید" (چل کہ تیرا وقت آگیا چنانچہ حضرت میرزا صاحب خود اس مقام سے ہٹا کر الگ چلے جاتے ہیں اور بالآخر صاف اعلان کر دیتے ہیں کہ "میرا دعویٰ یہ نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمۃ و من عترتی وغیرہ ہے

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ۱۸۵)

قتل ہونے نبی کی شان میں کچھ فرق نہیں آتا

چونکہ بار بار احمدی حضرات اسبات کو پیش کرتے ہیں کہ حضرت باب قتل کئے گئے اسلئے صادق نہیں ٹھہرتے۔ اسکے جواب میں بالکل مختصر نوٹ یاد دہانی کیلئے یہاں درج کیا جاتا ہے۔

حضرت میرزا صاحب فرماتے ہیں کہ "ظاہر ہے کہ محض قتل ہونے نبی کی شان میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں یہ بات داخل ہے کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ خدا کی راہ میں قتل کیا جاؤں۔ اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں۔

تو پھر یہ بات قبول کے لائق ہے کہ قتل ہونے میں کوئی ہتک عزت نہیں ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے یہ دعا نہ کرتے تو پھر اسقدر حضرت مسیح کی نسبت الزام قتل کا دفع اور ذب اور یہ کہنا کہ وہ قتل نہیں ہوا اور ہرگز صلیب سے قتل نہیں ہوا بلکہ ہنسے اپنی طرف اٹھا لیا۔ اس سے کیا مطلب نکلا اگر مسیح قتل نہیں ہوا تو کیا یحییٰ نبی بھی قتل نہیں ہوا" (تحفہ گولڑویہ صـ۱۱ طبع دوم)

جناب امام قادیان کا فیصلہ | حضرت میرزا صاحب کے علاوہ جناب میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام قادیان بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی قتل ہو سکتا ہے مگر افسوس کہ مرید بھول جاتے ہیں۔ ہم یاد دلانے کے لئے انہیں الفضل ۱۶ فروری ۱۹۲۴ء صـ۵ کالم سوم کی طرف متوجہ کرتے ہیں، جہاں امام قادیان فرماتے ہیں "ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ نبی قتل ہو سکتا ہے اور خود حضرت مسیح موعود نے بھی لکھا ہے کہ حضرت یحییٰ قتل کئے گئے، گو یہ بات کہی جاتی ہے کہ وہ الزامی طور پر لکھا ہے مگر یہاں الزام کی کوئی بات نہیں"

جناب امام قادیان نے حضرت میرزا صاحب کا اصل منشاء اس موقع پر خوب سمجھ لیا ہے اور اسجگہ ہم انکی فہم کی داد دیتے ہیں احمدی احباب کو چاہیئے کہ پورے غور سے حضرت میرزا صاحب کی عبارتوں کو پڑھکر عقائد میں توازن پیدا کریں۔ یا کم از کم اپنے موجودہ امام کے اقوال ہی کو زیر نظر رکھیں تو بہت سی مضحکہ خیز بحثوں میں وقت و محنت ضائع کرنے سے محفوظ رہیں۔

©Afnan Library Trust, 2026

امام قادیان کی چھوٹی باتیں

الفضل یکم نومبر میں امام قادیان کا ایک خط شائع ہوا ہے جسمیں چھوٹی چھوٹی باتوں پر امام قادیان نے بہت کچھ ذکر کیا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ تذکرے امام قادیان کو اپنی شخصیت کے لئے دلچسپ معلوم ہوتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک دین کے مقاصد عالیہ سے انکو کچھ تعلق نہیں ہے اسلئے اسمیں زیادہ وقت صرف کرنا فضول ہے مگر اس خط میں خود جناب امام قادیان نے غلطی کا اعتراف فرمایا ہے کہ "جو خط میرا بھائیوں کے متعلق شائع ہوا ہے اسکا کچھ لا حصہ بھائی جی (شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی) سے لکھوایا تھا ان سے لکھنے میں غلطی ہوگئی ہے"۔ اگر کوکب ہند کا نوٹ جناب مولانا غلام نبی مدیر الفضل سے فیصلہ کرنے کو نہ بھیجتے تو اس غلطی پر پردہ ہی پڑا رہتا اور ایک واقعہ غلط ہی شائع ہوکر مشہور ہو جاتا۔

انگور کا خوشہ

کسی بہائی نے انگور کا ایک خوشہ امام قادیان کے ہمسفروں کو حیفہ میں دیا جسکا ذکر خود الفضل میں چھاپا گیا تھا۔ کسی بہائی کے وہم و گمان میں بھی نہیں کہ اس خوشۂ انگور کو طعنہ کے لئے دیا گیا۔ مگر امام قادیان کی طبیعت کا انداز اہل فراست اس بات سے کر سکتے ہیں جسکا ذکر خود امام قادیان نے اپنے خط میں کیا ہے

"جب ہوٹل میں پہنچے تو ایک خوشہ انگور کا میں نے اپنے کمرہ میں رکھا اور پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ جو لوگ شوقی صاحب کے مکان پر گئے تھے انکو تحفہ کے طور پر انہوں نے دیا تھا۔ میں نے اسی وقت انکو بلا کر کہا کہ آپ نے خواہ مخواہ اعتراض سر پر لیا ہے۔ میں ان لوگوں کو جانتا ہوں یہ خوشہ طعنہ بنکر رہیگا۔ اسکو میرے پاس سے لیجاؤ تکلف نہ لینا چاہئے تھا، ورنہ بدلہ دیدینا چاہئے تھا انہوں نے کہا کہ ہم معذرت کرتے تھے مگر انہوں نے کہا کہ آپ اسکو لیجائیں میں نے کہا کہ یہ لوگ تو مجاوروں کی طرح ہیں آپکو زائر سمجھے ہونگے بطور تبرک کے دیدیا"۔

پس کسی کو کہ بطور تبرک خوشۂ انگور دیدینا کیا اس نسبت پر مبنی ہو سکتا ہے کہ اسکو طعنہ بنایا جائے جسکی بنا پر امام جماعت قادیان مرید با اخلاص پر اسقدر ناراض ہوئے کہ میرے پاس سے لیجاؤ۔ ہم کو نہ لینا چاہئے تھا۔ بالخصوص ایسی صورت میں تو طعنہ بنانے کا کسی کو وہم بھی نہیں گذر سکتا جبکہ خوشہ دینے والا ملازم بقول امام قادیان انلوگوں کو زائر سمجھا ہو۔ اور ان لوگوں نے بالکل ظاہر میں ہو کر ہم اہل قادیان ہیں۔ حتی کہ دریافت کرنے پر بھی صاف نہ بتایا ہو۔ افسوس کہ امام قادیان اپنی شان کے خلاف باتیں کہہ گذرتے ہیں۔ گو انکو ہماری باتوں کی اسوقت قدر نہ ہو لیکن وہ نہیں تو انکی نسل انشاء اللہ ہماری استبازانہ خیر خواہی کا شکریہ ادا کریگی۔

بہائیوں کے متعلق اعلان

اس عنوان سے الفضل مورخہ ۱۱ نومبر میں محفوظ الحق علی اور مہر محمد خاں شہاب اور عبدالصمد عمر کے متعلق پھر بائیکاٹ کی تجدید کی گئی ہے کہ ان ہر سہ اشخاص کے ساتھ کسی قسم کی گفتگو یا مناظرہ وغیرہ نہ کیا جائے"۔

یہ تو خیر پرانی صدا ہے نئی تجویز یہ ہے کہ جب تک مناظرہ کا فیصلہ نہ ہو جائے دوسرے بہائیوں سے بھی اسوقت تک کوئی مخاطبہ گفتگو تحریری یا تقریری نہ کیجائے"

ایسے اعلانات کے ذریعہ قادیان اپنے مریدوں کو فتح بحث سے بچانے کا مقصد پیش نظر رکھتا ہے اگر یاد رہے کہ ایسے اعلانات سے بھی انکا مقصد حاصل نہ ہوگا اور نہ اس سے بہائیوں کو کچھ نقصان ہوا نہ ہو سکتا ہے۔ بالآخر یہ اعلان قادیان کے لئے مضر ثابت ہونگے تحقیقات کرنیوالے رک نہیں سکتے، باوجود بار بار اعلان کے اب تک نہیں رکے اب کیا ہو سکتا ہے۔ آخر وہ غریب بھی اتنا تو سمجھتے ہیں کہ ہم خدا کے بندے ہیں نہ کہ قادیان کے۔

حق ایسی باتوں سے کب مستور ہوا ہے جو آج ہوگا۔ قادیان یاد رکھے کہ اگر وہ حمیت بیجا اور خواہشات کی پیروی سے باز آکر محققانہ و منصفانہ طور پر رجوع نہ کرے تو اسکا وہی انجام ہوگا جو امر ربانی کے مکذبین و معرضین و معاندین کا ہوتا آیا ہے

ناز بر آں کن کہ خریدار تو ست

قادیانی احباب ابتک علمی، شہاب، عمر کے سامنے بائیکاٹ کا حربہ چلا کر ہمارے دلائل کے وار سے بچاؤ کر رہے ہیں، لیکن آخر تا کے۔ ہمارا یہ قول خوب یاد رکھیں کہ یہ بائیکاٹ قائم نہیں رہیگا بلکہ الٹ کر اسکا برا اثر انہیں پہ پڑیگا۔ "بادشاہ وقت پر جو تیر چلاوے اسی تیر سے وہ آپ مارا جائے (الہام)، یہ مختصر سی جماعت جو قادیان سے نکل کر اہل بہاء میں شامل ہوئی ہے قادیان پر غالب ہو کر رہیگی کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ الہام ربانی ہمنا ہے کہ

"یہ جماعت امر اللہ کو بلند کرنا چاہتی ہے"

خدا فرماتا ہے جو میرے امر کو بلند کرنے کے لئے کھڑا ہوگا میں اسکو بلند کرونگا۔ ہاں قادیانی احباب سے ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ لے بھولے بھالے ہوشیار ہو اپنے اس بائیکاٹ کی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ثلثہ مخلفین کے واقعہ سے نسبت جتانا محض غلط ہے

۱۔ اول یہ کہ وہاں جنگ سے پیچھے رہجانے کا قانونی جرم تھا جسکے روبرو وہ خود نادم اور بے دلیل تھے۔ مگر ہمارے واقعہ میں تو تبدیل عقیدہ کا معاملہ ہے جسکے لئے ہم دلیل و برہان رکھتے ہیں تبدیل عقیدہ میں ہر شخص آزاد ہے۔ اگر وہ لوگ بھی تبدیل عقیدہ کرتے تو انکو بائیکاٹ کرنا اور انسے قطع کلام کرنا کیا معنی انکو تو ھاتوا برھانکم کا چیلنج دیکر انسے آزادی کیساتھ مکالمہ جاری کیا جاتا اور سچائی کی یہی شان ہے نہ کہ اسکے برعکس بائیکاٹ۔

اور اگر تبدیل عقیدہ میں بھی بائیکاٹ کی دھمکی جائز ہے تو اسمیں کیا شک ہے کہ یہ ایک قسم کا جبر ہے حالانکہ قرآن شریف فرماتا ہے کہ لا اکراہ فی الدین۔ پس واقعہ مخلفین سے اس واقعہ کو کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ ایک حق کی تحقیق ہو جانے پر قبول کر لینا کسی عقلمند کے نزدیک جرم نہیں ہو سکتا۔

پس اصل حقیقت قادیان کے مقاطعے کی یہی ہے کہ انکی پاس ھاتوا برھانکم کی وہ طاقت نہ تھی جو امر الٰہی میں پہلے تھی اور اب بھی کچھ اسی طاقت کو دیکھکر وہ خائف ہوئے کیا ایسے خوف کی کوئی نظیر رسول کریم کے حالات میں دیسکتے ہیں کہ آنحضرت نے کسی کے دلائل کے مقابل بائیکاٹ اور لب بندی کو جماعت کی حفاظت کا ذریعہ بنایا ہو؟

دوم یہ کہ وہ اصحاب ثلثہ جماعت میں داخل رہے تھے اور ہم تو جماعت قادیان سے نکل چکے ہیں اب ہمارے ساتھ یہ سلوک کسی طرح روا نہیں۔ بائیکاٹ کی دھمکی ہمپر کیا اثر کر سکتی ہے، یا بالفاظ دیگر ہم آپکی طرف نہیں جھکتے اور ہم آپ سے یہ کہنے کے محتاج نہیں کہ ہمیں اپنی جماعت میں داخل کر لیجئے ایسی حالت میں آپکا بائیکاٹ صرف ایک ناز بیجا ہے۔ لہذا ہم صاف الفاظ میں کہدیتے ہیں کہ

ناز بر آں کن کہ خریدار تو ست

اے یاران انصاف۔ فضول باتیں نہ کرو۔ اگر واقعی جناب مرزا صاحب کی شخصیت اور محض اپنے جذبات کی محبت میں دل ڈوب نہیں گیا تو تمام حجابات اوہام کو چاک کر کے آفتاب حقیقت سے نور حاصل کرو اور حقیقی فلاح اور ابدی کامیابی پاؤ۔ یقیناً جو کچھ تم خدا کے لئے چھوڑ دو گے وہ ایک قطرہ ہوگا اور جو کچھ پاؤ گے وہ خدا کے فضل کا دریا ہوگا۔ امروز قوم من نہ پذیرد مقال من

فردا بگریہ یاد کند پند خویشتم

حسن سفر دہلی

جویائے حق | حضرت میرزا محمود صاحب زرقانی علیہ البہاء کے ارشاد پر خادم کو دہلی جانا پڑا خیال تھا کہ ہفتہ کے اندر ہی واپسی ہو جائیگی لیکن حالات اس قسم کے پیش آئے کہ مجبوراً پندرہ دن سے زیادہ دہلی رہنا پڑا۔ اس سفر میں جو چیزیں میرے دل نے محسوس کی ہیں مختصراً عرض کرتا ہوں اس سفر نے بتا دیا کہ ہندوستان میں بہت سی نیک روحیں محبوب حقیقی کیلئے دیوانہ وار سرگرداں ہیں وہ تسلی کی تلاش میں چاروں طرف پھر رہی ہیں۔ رسمی انجمنوں اور ظاہری کاموں سے مطمئن نہیں ہیں، دل میں ایک سچائی کی تڑپ ہے انکے لئے بجز امر بہائی کے اور کوئی چیز باعث طمانیت نہیں ہو سکتی، چنانچہ ایسے افراد مبلغ امر اللہ حضرت میرزا محمود یا اس خادم کی زبانی امر بہائی کی باتیں بڑے ذوق و شوق سے سنتے تھے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ہمہ تن گوش ہیں اور امر الٰہی کی آواز انکے کانوں سے دل تک پہنچکر گھر کرتی جا رہی ہے۔ پس اہل بہاء کا فرض ہے کہ جو روحانی نعمت وہ حاصل کر چکے ہیں۔ طالبان حق تک اُسے پہنچا کر اپنی کامیابی اور دنیا کی بہبودی سے مسرور و سرفراز ہوں۔ اب ہندوستان میں خدمت امر اللہ کا وقت آگیا ہے۔

یاران مخالف شرمسار | اہل قادیان جو اسوقت امر اللہ کی مخالفت پر کھڑے ہیں ہمارے لئے عجیب کام کر رہے ہیں، وہ ہمیں شرمندہ کرنے کی تیاریاں کرتے ہیں کہ فوراً دست قدرت انہیں شرمسار کر دیتا ہے۔ اکثر مجالس میں احمدی حضرات کو معافی مانگنی پڑتی ہے چنانچہ کئی جگہ یہ واقعہ پیش آیا ہم اہل بہاء کو تادیب کی صورت میں بار بار احمدیوں سے کہنا پڑتا ہے کہ بدیہی گفتگو میں مزاح و نزاع نہ ہونا چاہئے خدا ایسا نہ کہے جیسا کہ اکبر مرحوم فرما گئے کہ

ایماں ہمارے طاعت و مذہب ہمارے جنگ

©Afnan Library Trust, 2026

آیئے لوگ حضرت میرزا صاحب کی تعلیمات پر ہی عمل کریں تو بھی اچھا ہو میرزا صاحب فرماتے ہیں کہ "گالیاں سنکر دعا دو پا کے دکھ آرام دو" نہ کہ برعکس سہ پا کے سکھ تکلیف دو سنکر دعا دشنام دو

بہر حال ہماری بہت سی کوششیں احمدی احباب کی اخلاقی اصلاح میں صرف ہوتی ہیں۔ اس سفر میں بعض احمدی احباب نے فرمایا کہ "ہمنے کوکب ہند کے تمام پرچے آجتک پڑھے ہیں ہم بے رورعایت یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ کسی مضمون میں کوئی لفظ بھی دائرہ شائستگی سے باہر نہیں ہے۔ اور ہم کوکب ہند کی متانت و تہذیب کا اعتراف کرتے ہیں"۔ یہ بھی فرمایا کہ ہلوگ جو سخت الفاظ لکھتے یا بولتے ہیں دراصل یہ آریہ سماج کی صحبت کا اثر ہم پر پڑا ہے۔ اور اب چونکہ عادت ہوگئی ہے۔ آہستہ آہستہ ہی چھوٹیگی۔

اخبار فاروق قادیان کے ذکر پر بعض احمدی احباب نے فرمایا کہ اسکا ذکر چھوڑئے وہ تو ہماری جماعت کے بھی سنجیدہ طبقہ میں پسند نہیں کیا جاتا۔ الغرض ہم (اہل بہاء) جہاں تک اور جسطرح ہو سکے احمدیوں کی خدمت و اصلاح میں صدق دل سے ساعی رہینگے۔ ہم محب نوع بشر ہیں۔ خادم عالم انسانی ہیں۔

اور یہ شرمسار ہونے کا ذکر جو کیا گیا ہے مجبوراً ہے تاکہ بیدار لوگوں کے لئے عبرت ہو۔ ہم کسی کو شرمسار بنانے کی کوشش نہیں کرتے ہاں اس شرمساری اور پشیمانی کو بھی سعادت اور رحمت کا نشان سمجھکر نیک نگاہ اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

نیز یہ کہ یہ حالت تمام احمدیوں کی نہیں۔ انہیں احباب میں وہ لوگ بھی ہیں جو مخالفت کو اٹھتے ہیں مگر دلنکا دل اپنی جگہ قائم نہیں شاید یہ مخالفت ہی انکی رہنمائی کا موجب ہو جائے

بعض وہ ہیں جو سنجیدگی سے تمام واقعات کا مطالعہ کر رہے ہیں اپنے وقت پر چل لائینگے۔

اشاعت کی ضرورت اس سفر میں بہت سے قابلترین اور تجربہ کار حضرات نے جو امر اللہ کے متعلق دریافت کرنے آتے تھے بار بار یہ مشورہ دیا کہ اردو میں کثرت سے امر بہائی کی اشاعت کیجائے تاکہ ہندوستان والے اچھی طرح واقف ہو سکیں، ایک محترم بزرگ نے فرمایا کہ آجکل آپ کے حریف جو پروپاگنڈا کر رہے ہیں آپ اسکی پرواہ نہ کیجئے اور بجائے انکے جزئی جوابات کے آپ اپنے کام کو وسعت دیجئے۔

فی الحقیقت امر الٰہی کی اشاعت اور اصول بہائی کی تبلیغ دنیا میں صلح عمومی ترک تعصبات، وحدت بشر پیدا کرکے اہل دنیا کو ہزاروں مصائب سے نجات دیگی۔ پس اے احبائے الٰہی اپنی کوششوں کو وسیع کردو۔ دنیا تمھاری طرف امید کی آنکھ لگائے بیٹھی ہے۔ آج خدا نے تمھیں اس کشتی عالم کا ناخدا بنایا ہے قد کتب اللہ علی کل نفس تبلیغ امرہ مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں آپ میں سے ہر فرد خود عالم اور عامل ہے۔ ہاں اب ہندوستان کی روح پکار پکار کر آپ سے مزید سعی کی درخواست کر رہی ہے۔ خدا آپکے ساتھ ہو۔ (علمی)

اقتباس الاحباب

اہل بہاء اور اہل قادیان

اس عنوان سے پیغام صلح لاہور نے ۹ نومبر کی اشاعت میں اہل بہاء اور اہل قادیان کے آئندہ مباحثہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہوا ہے :-

"اہل قادیان کے مندرجہ بالا جواب میں یہ دیکھکر ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہی کہ وہ اس مناظرہ میں "قرآنی تعلیم کا کمال اور قرآنی شریعت کا آخری شریعت ہونا ثابت کرینگے" کیا اس سے انکا یہ مطلب ہے کہ قرآن کی تعلیم چونکہ کامل ہے اسلئے قرآنی شریعت آخری شریعت ہے؟ اگر یہ صحیح ہے تو محمد رسول اللہ صلعم کو کامل نبی مانتے ہوئے آخری کہنا کیوں جائز نہیں؟ امید ہے کہ اہل قادیان اسپر غور کرینگے ورنہ جن دلائل سے وہ محمد رسول اللہ صلعم جیسے کامل نبی کے بعد اجرائے نبوت کو مانتے ہیں، انہی دلائل سے اہل بہاء قرآن کی کامل تعلیم کے بعد شریعت کا اجراء ثابت کردینگے؛

اتحاد جدید

بمبئی کرانیکل ۲۰ نومبر ۱۹۲۳ء میں اس جلسہ کی کیفیت شائع ہوئی ہے جسمیں مسز جے اسٹنارڈ نے "اتحاد جدید" پر بمقام کاؤس جی جہانگیر ہال لیکچر دیا تھا، ہمارے محترم فاضل دوست محمد حسین صاحب مقری نے بمبئی کرانیکل سے ترجمہ کرکے بھیجا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ صدر جلسہ مسٹر کے نٹراجن نے کہا کہ اس شام کے جلسہ میں جبکہ ہمارے فاضل لیکچرار ایران کے بڑے دینی اور روحانی پیغمبر کی تعلیم و فلسفہ کی معلومات سے ہمیں منور کرنیوالی ہیں۔ صدر جلسہ ہونا بندہ کے لئے بڑی خوشی کی بات ہے۔ مسز سٹینارڈ نے بتایا کہ بہائی دین کی تعلیم محبت اور صداقت کے پایہ محکم پر مبنی ہے، بہائی دین تمام دینوں کی یگانگت کو مانتا ہے بہائی لوگ دنیا کے وطنی ہیں۔ بہائی لوگ ہرگز نہیں لڑتے۔ بہائی لوگ قوم اور رنگ کے تعصب کو نہیں مانتے۔

مسز اسٹنارڈ نے اتحاد کانفرنس دہلی پر خوشی کا اظہار کیا۔ مسز اسٹنارڈ کے لیکچر کے بعد مس شیریں ایرانی نے دین بہائی کی تعلیمات پر مفصل بیان کیا۔ اور آخر میں سامعین کو شوق دلایا کہ بہائی دین کی تعلیم حاصل کریں، اور قوموں کے اتفاق اور لوگوں کے میل ملاپ کے لئے کام کریں۔

نٹراجن نے دنیا کے سب سے بڑے معلم کی تعلیمات سے حاضرین کو آگاہ کرنے کے باعث دونوں مقرروں کا شکریہ ادا کیا؛

رسالت محمدیہ پر اہل بصیرت کا استدلال

اسلامی علم کلام کی مشہور مسلمہ کتب شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۰۰ صفحہ ۱۰۱ و نبراس صفحہ ۴۴۱ صفحہ ۴۴۲ سے ترجمہ

ارباب بصیرت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت پر دو طرح استدلال کرتے ہیں

پہلا استدلال ان حالات سے جو قبل دعوی نبوت اور ایام دعوی میں اور بعد اتمام دعوت ظہور پذیر ہوئے اور آنحضور کے باعظمت اخلاق اور پرحکمت احکام اور ایسے مواقع پر آنحضور کا اقدام جہاں بڑے بڑے پہلوان گرد ہوتے تھے اور تمام احوال میں عصمت الٰہی پر وثوق اور ہولناک مقامات پر ایسا ثبات کہ بڑے بڑے دشمن بھی کوئی طعن کا موقعہ نہ پاسکے پس عقل، غیر انبیاء میں ان امور کا اجتماع محال سمجھتی ہے، اور یہ بھی محال جانتی ہے کہ خدا تعالیٰ یہ کمالات ایسے شخص میں جمع کردے جسے جانتا ہو کہ وہ مفتری ہے، پھر اسے تئیس سال مہلت دے پھر اسکے دین کو باقی ادیان پر غالب کردے۔ اور اسکو اسکے اعداء کے مقابلہ میں اپنی تائید سے کامیاب فرمائے۔ اور اسکے آثار اسکے بعد بھی تا قیامت زندہ رکھے۔

دوسرا استدلال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر عظیم (رسالت) کا ایسی قوم میں دعوی فرمایا جنکے پاس کوئی کتاب و حکمت نہ تھی۔ حضور نے انکو کتاب و حکمت بتائی اور احکام و شرائع سکھلائے۔ مکارم اخلاق کو پیدا کیا۔ بہت سے انسانوں کو علمی و عملی فضائل میں کامل بنادیا۔ اور ایمان و عمل صالح کے نور سے دنیا کو روشن کردیا اور خدا نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تمام دینوں پر غالب کردیا جیسا کہ اسنے وعدہ فرمایا تھا۔ پس یہ دلائل ثابت کرتے ہیں کہ حضور اقدس یقیناً منجانب اللہ صادق رسول تھے،

تنظیم اور نقد آرائی

ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ پر تقریر کے دوران میں فرمایا۔

ہمیں مارشل سپرٹ کے ساتھ قومی اور تعلیمی پروگرام کی ترتیب کے لئے ایک سٹیج پر آنا ہوگا۔ ہمیں کارخانے کھولنے ہیں، صنعتی تعلیم کی ترویج کرنی ہے مساجد و مکاتب کا اہتمام کرنا ہے بینک اور مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں کھولنی ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ جماعت کی شیرازہ بندی کے بغیر نہیں ہو سکتا یہ کام جنگی نہیں بلکہ تعمیری حیثیت رکھتے ہیں، اسکی تکمیل کے لئے ماڈریٹ، لبرل، انتہا پسند، سب کے سب تنظیم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔ کثرت رائے کا فیصلہ ہر ایک کو تسلیم کرنا ہوگا۔ ہم میں فرقہ آرائی کا زور ہو رہا ہے کوئی حنفی ہے کوئی وہابی، کوئی احمدی ہے کوئی غیر مقلد، کوئی شیعہ ہے، کوئی چشتی اپنے تئیں مسلمان کوئی بھی نہیں کہلاتا۔ حالانکہ ہم سبکا نام خدا نے مسلمان رکھا ہے

دہلی کا مباحثہ تحریری

حضرت میرزا محمود صاحب زرقانی اور جناب مولوی عمر الدین صاحب احمدی کے درمیان جو تحریری مباحثہ ہوا ہے اسکے چھپنے کے متعلق مشورہ ہو رہا ہے۔ یہ مباحثہ ان شاء اللہ نتیجہ مہمہ پیدا کریگا۔ پہلی بحث میں احمدی مباحث نے باب الحیات کے اس فقرہ سے کہ "نبیوں کے بزرگوں نے میرزا یحیی کو قبلہ آمال بنایا" بہت سا رفت صرف کرکے بیکار نتائج نکالے ہیں جنکو دیکھکر ہر شخص ثالث احمدی مناظر کی صداقت کمزوری محسوس کریگا۔ دوسری بحث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احیاء شریعت ہونے پر ہے جو کہ بہت دلچسپ ہے۔ حضرت میرزا محمود صاحب زرقانی نے ایک لطیف پیرایہ میں حضرت عیسیٰ کا صاحب شریعت ہونا از روئے قرآن شریف و انجیل بلکہ خود مخالف کے اقراروں سے ثابت کردیا ہے۔ مسودہ کے بعد جلد شائع کرنے کا انتظام ہوگا ؛ حضرت میرزا محمود صاحب دہلی سے مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے ؛

©Aman Library Trust, 2026

مسئلہ سود اور اکاسن بیل

(نوشتہ جناب مولنا سید طفیل احمد صاحب ولایت منزل عیگٹ

سود کی مثال اکاسن بیل کی سی ہے کہ جس درخت پر وہ پھیلتی ہے اُسے سکھا کر چھوڑتی ہے۔ ازل سے اسکی یہی خاصیت رہی ہے مگر کچھ عرصہ سے اسکی ایک یہ خاصیت معلوم ہوئی ہے کہ اگر اسے پکڑ کر اسکا عرق اس درخت کی جڑ میں دیدیا جائے جسپر وہ پھیلی ہوئی ہے تو وہ درخت اس اکاسن بیل کی مضرت سے نہ صرف محفوظ رہتا ہے بلکہ اسکا نشو ونما اور بڑھ جاتا ہے اکاسن بیل کے عرق کی اس خاصیت کو جو لوگ جان گئے وہ خود اُسے اپنے درختوں پر پھیلانے لگے اور اسکا عرق اپنے درختوں کی جڑوں میں ڈالنے لگے جس سے وہ درخت اور ان درختوں کے پھل جسامت اور عمدگی میں پہلے سے کئی گونہ ہوگئے اور اب اس اکاسن بیل کی ہر طرف اسقدر کثرت ہوگئی ہے کہ جو باغبان دن رات اسے اپنے درختوں پر سے نوچ نوچ کر پھینک دینے میں مصروف رہتے ہیں وہ بھی اپنے باغ سے اسے نیست ونابود کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ اور چونکہ وہ لوگ اسکے عرق کو بھی اب تک ایسا ہی مضر سمجھتے ہیں جیسا کہ بیل کو اسلئے اکاسن بیل ان کے درختوں پر دو چند اور سہ چند قوت کیساتھ پھیلی کہ ان کے باغبانوں کو سکھاتی چلی جاتی ہے۔

اکاسن بیل میں اس زمانہ میں سود کا کاروبار ہے جو جملہ شعبہ جات زندگی پر چھاگیا ہے اور جسکے بغیر چارہ نہیں۔ تجارت۔ صنعت و حرفت زراعت و فلاحت سب پر اسی کا قبضہ ہے جو لوگ اسکے عرق یا مناقعہ سے مستفید ہوئے ہیں انکا کاروبار صدہا گونہ بڑھتا چلا جاتا ہے اور جو اس سے بچتے ہیں وہ سود دینے سے تو بچ نہیں سکتے اور دینے کی وجہ سے سود و سرمایہ کی پچاس گونہ اور سوگونہ قوت کی تاب نہ لاکر انجام کار ہلاک ہو جاتے ہیں۔

اسوقت مسلمان اسی تنزل میں ہیں کہ وہ اکاسن بیل اور اس کے عرق کو ویسا ہی مضر سمجھتے ہیں جیسا کہ چند صدی پیشتر تمام دنیا انہیں مضر سمجھتی تھی۔ درانحالیکہ دنیا بھر کے باغبان اس کے عرق سے اپنے درختوں کا نشو ونما کر رہے ہیں جس سے ان کا ایک ایک درخت اسقدر بڑھ گیا اور پھیل گیا کہ اسکے سایہ میں مسلمانوں کے بڑے بڑے پرانے درخت سوکھ کر رہے ہیں۔ اور جو رہے سہے باقی ہیں انہیں اکاسن بیل چوسے چلی جاتی ہے مسلمان باغبانوں سے جب یہ کہا جاتا ہے کہ وہ بھی اکاسن بیل کے عرق کو اپنے درختوں کی جڑوں میں دیا کریں تو وہ کانپ اٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے تو ہم اور ہمارے باغات سب ہلاک ہو جائینگے۔ ہماری کتابوں میں بھی لکھا ہے اُن سے کہا جاتا ہے کہ دنیا کے تمام باغبانوں کی کتابوں میں اکاسن بیل کی بابت بیشک یہی لکھا ہے کہ وہ درختوں کو سکھا دیتی ہے مگر اس کے عرق کی نسبت جو سراسر مفید ثابت ہوا ہے کہیں نہیں لکھا کہ وہ بھی اکاسن بیل کی طرح مضر ہے۔ دوسرے باغبان تو اس نکتہ کو سمجھ کر اسکے عرق سے اپنے باغوں کو سینچ رہے ہیں مگر مسلمانوں نے اپنے اُن باغبانوں کی بھی نہیں سُنی جو اب سے پچاس برس پہلے اپنی قدیم اور مقدس کتابوں کے حوالہ سے بتا چکے ہیں کہ اس ملک میں جہاں اکاسن بیل کی کثرت ہوگئی ہے اسے درختوں کی جڑوں میں نچوڑ کر اپنے باغوں کو بچا لینا جائز ہے۔ یہ باغبان شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی مولنا عبدالحی صاحب فرنگی محلی اور الہنتر ۲۹ اور بڑے بڑے علماء دین ہیں جو وصہ ہوا کہ اس ملک کو دارالحرب قرار دیکر غیر مسلموں کے ساتھ سود کا لین دین اور بنکوں کا سود جائز قرار دیکر مگر دوسرے مسلمان باغبانوں نے ان کا کہنا نہیں مانا۔ اور وہ اسی دھوکے میں رہے کہ انسان کے لئے سود کا کسی صورت میں مفید ہونا ایسا ہی محفوظ محمل ہے جیسا کہ درختوں کے لئے اکاسن بیل کا عرق حالانکہ یہ محض بطور تمثیل کہا گیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان ہر شعبۂ زندگی سے خارج ہونے لگے۔

اس حالت کو دیکھکر مسلمانوں نے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام شروع کیا اور اس سے ایک حد تک فائدہ ہوا مگر تجارتی سود سے محترز رہنے کی وجہ سے جو اس زمانہ میں قوموں کی زندگی کیلئے "روح حیات" ہے نہ صرف یہ کہ ان پر دولت کے دروازے بند ہوگئے بلکہ پچھلی جائدادیں اور اثاثہ بھی نکل گیا۔ جسنے خیرات و مبرات کے سوتوں اور چشموں کو سکھا دیا۔ اور اب جبکہ قوم میں عام افلاس اور گداگری سرعت کیساتھ بڑھ رہی ہے مسلمان قومی زندگی اور خوشحالی کے لئے علوم جدیدہ کی تعلیم کا انتظام کرنا چاہتے ہیں وہ سائنس کا سامان فراہم کرنا چاہتے ہیں مگر انکی یونیورسٹیوں کو اتنا روپیہ بھی نہیں ملتا جتنا کہ دیگر اقوام کے کالجوں اور اسکولوں کو ملجاتا ہے۔ وہ قوم میں صنعت و حرفت کا رواج دینا چاہتے ہیں مگر سرمایہ ندارد ہے۔ انہیں مذہبی تعلیم کی اشاعت کے لئے بھی قوم سے روپیہ نہیں ملتا اسلئے کہ قوم کے پاس ہے نہیں۔ وہ افراد قوم کو دیگر مذاہب کے چنگل سے چھڑا لانے کے لئے تبلیغی جماعتیں قائم کرتے ہیں مگر قوم خود مفلس ہے وہ کہاں سے دے۔ انجام کار سب اصلاحی جماعتیں بیکار ہوئی جاتی ہیں۔ اور قوم ہے کہ فنا ہوئی جاتی ہے اور اسپر اکبر کا یہ شعر صادق آتا ہے ؎

کچھ جز و خاک ہونگے تو کچھ ہونگے جز و غیر
یہ واقعہ صحیح ہے گو دلخراش ہے

اس خطرناک حالت سے نکلنے کے لئے میں نے ایک رسالہ "جواز سود معہ فتاوی" شائع کیا ہے جو اصحاب اُسے ملاحظہ فرمانا چاہیں وہ بند لفافہ میں آدھ آنہ کا ٹکٹ میرے پاس بھیجدیں ؛

میلاد نمبر

کوکب ہند کا خاص پرچہ میلاد نمبر شائع ہو چکا ہے۔ نہایت عجیب چیز ہے جو حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے۔ خطبۂ حضرت بہاء اللہ حمد و نعت میں، توحید و تقریر حضرت خاتم انبیاء بیشل و یکتا، نظم اعلان شان محمدی، تمثیون انبیاء ظہور سیدنا المصطفے، دعوت و وحدت، دور بے حجابی نظم۔ جلوۂ محمدیہ یعنی تاریخ نبوی، پیدائش سے وفات شریف تک، حقیقۂ محمدیہ، جبروت و لاہوت محمدیت، نئی تجلی، ایک بودھسٹ فاضل کا مضمون، عرفان محمدی، اسلام اور زردشتی، پارسی قوم کسطرح ایمان لا رہی ہے، براہین محمدیہ پر عقل و نقل کی کھلی کھلی شہادتیں معجزۂ محمدیہ، مقام محمود۔

کتابی شکل میں ۱۸/۲۲ ۱۰۴ صفحات ۴ر کے ٹکٹ آنے چاہئیں ؛

نرخنامہ طلب کریں اور

جلدی کرو — جلدی کرو

یونانی جنتری سنہ ۱۹۲۵ع

مرتبہ حکیم محمد اجمل خاں صاحب

اپنا شمار وقت بچائے اور فائدہ اٹھائیے

یونانی جنتری زیادہ تعداد میں چھپے گی تو ارزاں ملے گی۔ جلد حاصل کرلیں ورنہ پھر سنہ ۱۹۲۶ کا انتظار کرنا پڑے گا۔ اشتہار دینے والوں کیلئے خصوصیت سے ہے

نوٹ:۔ یونانی جنتری فروخت کرنے کیلئے ہر شہروں میں ایجنسیوں کی ضرورت ہے کمیشن معقول دیا جائے گا (کل خط و کتابت بنام)

نیو یونانی جنتری پریس کریا اسٹریٹ کلکتہ آنا چاہئے

صوبۂ بہار و اڑیسہ کا واحد طبی رسالہ "مسیحا"

مدیر جامع عالیجناب مولانا حکیم محمد عبدالمنان صاحب ناظم طبی کانفرنس بہار و اڑیسہ کی ادارت میں نہایت آب و تاب کیساتھ شایع ہو کر طبی دنیا میں خدمت علمی کا شاندار نمونہ قائم کر رہا ہے۔ "مسیحا" نجبان علم طب کو مذاق کو ابھارنے الابیداری اور یقاظ عظمت کا چوبدار معلومات طبی کا گنجینہ، موجودہ دنیا میں طب یونانی کا لوہا منوانے والا رکن ہے۔ ہر مہینہ شایع ہو کر ملک کے ہاتھوں ہاتھ پہونچ رہا ہے۔ "مسیحا" کا مطالعہ مرضا اور تندرست دونوں کیلئے یکساں مفید ہے۔

اگر آپ "مسیحا" کے بہترین طبی خدمات سے بہرہ اندوز ہونا چاہتے ہیں تو نوزاد روپیہ (عکر) بذریعہ منی آڈر ارسال فرما کر خریدار بن جائیں۔ المشتہر

منیجر "مسیحا" پھلواری شریف ضلع پٹنہ

ترجمان جذبات حریت و تعاون بین الحکومتین ہم ؛ کا حوال دل سوختہ ہم نوشتہ وانیہ

اظہار امر حق کرنے والا

حامی ملک و ملت ہند و مسلمانوں کا حقیقی دوست

ہمدردی کا آرگن۔ گورنمنٹ اور رعایا کا سچا بہی خواہ

ساتھ

ریاست حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے حفاظت قوم کی سرپرستی میں ۶ر جون سنہ ۱۹۲۴ء سے آب و تاب کیساتھ شائع ہو رہا ہے۔ ابتدائے صحافت میں اسنے اس قلیل عرصہ میں کافی اشاعت اور خاصی شہرت حاصل کرلی ہے

نمونہ کا پرچہ مفت طلب فرمائیے

پتہ

ساتھ پریس و دفتر اخبار ساتھ حیدرآباد دکن

چندہ

سالانہ پانچ روپیہ بشرطیکہ بتن روپیہ محصول ڈاک اس سے پرچہ جاری رہیگا

منیجر اخبار ساتھ

©Afnan Library Trust, 2026

ریویوز

رپورٹ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علیگڈھ

اجلاس ۳۶

۲۶ تا ۳۱ دسمبر ۱۹۲۳ء کانفرنس کا چھتیسواں سالانہ اجلاس بمقام علیگڈھ منعقد ہوا۔ وہ اپنی نوعیت میں ہندوستان کے اندر پہلا جلسہ تھا۔ تعلیمی نمائش ایک نہایت شاندار اور عجیب چیز تھی، اگرچہ اس کانفرنس کے کوائف دیکھنے سے ہی تعلق رکھتے تھے۔ لیکن تاہم کارکنان کانفرنس مستحق صد شکر ہیں۔ جنہوں نے ہمارے لئے گھر بیٹھے کانفرنس کی۔ شرکت کا لطف حاصل کرنا آسان کر دیا۔

کانفرنس کی رپورٹ جو نہایت خوبی اور عمدگی سے چھاپی گئی ہے وہ انگریزی اردو میں ایک مستقل علمی تصنیف کی حیثیت رکھتی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسقدر مفید لیکچرز یکجائی طور پر ملنا بھی دشوار ہیں۔ ایک مجرد خاکہ کی نمائندگی چند سطور میں ممکن نہیں ہے اسلئے چند لیکچرز کے عنوانات دکھائے جاتے ہیں۔ جنسے رپورٹ کی علمی کیفیت کا اندازہ ہو سکیگا۔

زبان اردو	تعلیم بالغان	ترتیب کتب خانہ جات
عربی فارسی طریق تعلیم	فن نقشہ کشی	ممالک اسلامیہ کی تعلیمی حالت
طبی معائنہ و حفظان صحت	فن مصوری	تعلیم جغرافیہ
شکسپیر کی تصانیف	مانٹسوری طریق تعلیم	تاریخ
ڈالٹن طریق تعلیم	فن ہنوٹ	بوائے اسکاؤٹ
زبان انگریزی	پرورش اطفال	ارض القرآن
ارزاں تعمیرات اسکول	تعلیم القرآن۔	اندھوں کی تعلیم
فن نصاب تعلیم	طبعیات	زبان کا طریقۂ تعلیم
حساب جبر و مقابلہ کی تعلیم	ابتدائی ریاضیات	بچوں کے کھیل
بچوں کے طبعی رجحانات	علم طبقات الارض	عثمانیہ یونیورسٹی
انجمن ترقی اردو	کیمسٹری	علم کیمیاء
انجمنہائے امداد باہمی	اصلاح تمدن	فن تاریخ نویسی
ویسی کھیل وغیرہ	وغیرہ	

لیکچرار تمام بلند علمی پایہ کے قابل اشخاص تھے۔ اردو جلد اول و دوم مع ضمیمہ جات و نقشہ جات تقریباً دو سو بیس صفحے کی ضخیم اور کارآمد کتاب ہے۔ پہلی جلد میں روئداد اجلاس۔ دوسری میں لیکچرز ہیں قیمت ۱۲ر بہت مناسب ہے۔ جلد دوم علحدہ قیمت عہ جلد سوم انگریزی عہ جلد چہارم ۸ر جو اصحاب سب جلدیں یکجائی خریدنا چاہیں ان کے لئے قیمت ۲۸ر ہے

جناب مولانا طفیل احمد صاحب آنریری جائنٹ سکریٹری آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڈھ سے طلب فرمائیے۔

عشرہ کاملہ

یہ نئی کتاب اپنی حیثیت میں لاجواب ہے۔ احمدیوں سے مباحثہ کرنیوالے کرنیوالے حضرات اسکو ضرور منگائیں، اسکے مصنف مولانا محمد یعقوب صاحب نے نہایت جامعیت اور خوش اسلوبی سے مرتب کیا ہے۔ تمام کتاب میں دس فصول ہیں۔

فصل اول۔ دس کاذب عیان بنوت
دوم۔ مرزا صاحب کی روحانی و جسمانی ترقیوں کے دس منازل
سوم۔ مرزا صاحب کے دس غلط الہام
چہارم دس خلاف شرع کشوف و الہام
پنجم دس اختلاف بیانیاں
ششم دس افتراء
ہفتم دس جھوٹ اور دھوکے
ہشتم دس مردود دعائیں
نہم مرزا صاحب کے معتقدات ایمانیہ اور انکی تعلیم و اخلاق کے دس نمونے
فصل دہم دس اقبالی ڈگریاں

یہ کتاب کثیر التعداد کتابوں کے قائمقام ہے اور اسمیں بعض نئی باتیں بھی ہیں۔ جو کہ دوسری کتابوں میں بالعموم نہیں آئی ہیں۔ عشرہ کاملہ اپنے دائرے میں ایک زبردست کتاب ہے ہم جناب مصنف کی محنت کی داد دیتے ہیں۔ جناب میرزا صاحب مرحوم کا طریق تھا کہ وہ اپنی کتابوں کے جواب پر انعامی رقمیں مقرر فرمایا کرتے تھے عشرہ کاملہ کے مصنف نے اس روش سے بھی تعاقب کیا ہے عشرہ کاملہ کے جواب پر ایکہزار روپیہ نقد انعام رکھا ہے کتاب ۱۹۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ بھی خوب ہے۔ باینہمہ قیمت مع محصول ڈاک ایک روپیہ ہے۔ حسب ذیل مقامات سے منگائی جا سکتی ہے۔ شائقین ضرور طلب کریں۔

(۱) جناب محمد صدیق اسلم و جناب محمد رفیق مسلم دفتر عشرہ کاملہ شیرانوالہ دروازہ پٹیالہ۔
(۲) جناب مہتمم صاحب مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

کتاب الیقان

یہ معرکۃ الآرا کتاب نئی دنیا کی ایک نئی چیز ہے۔ یہ اول کتاب ہے جسے بغور مطالعہ کرنیوالا امر بہائی کو خوب سمجھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ یہ کتاب اپنے پڑھنے والے کو کتب مقدسۂ الہیہ بالخصوص قرآن حمید کے حقائق و معارف کا مفسر اور کلام الٰہی کے سربستہ راز کھولنے والا بنا دیتی ہے۔ اصل متن کے ساتھ اردو ترجمہ بھی ہے قیمت ۱۲ر ہے۔ انگریزی اڈیشن قیمت ۱۲ر ہے۔ ہر ایک روحانی و دلچسپی رکھنے والے کو یہ کتاب ضرور منگانی چاہیے۔ منیجر دارالکتب آگرہ

حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات

اردو میں یہ مختصر اور دلچسپ کتاب ہمارے دوست فاضل جناب شیخ حشمت اللہ صاحب بی اے کی تصنیف ہے اسمیں حضرت باب، حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبدالبہاء کے مختصر حالات زندگی اور بعض سنین تاریخ بہائی پر حضرت بہاء اللہ کی کتابوں میں سے تعلیمات درج ہیں، حضرت عبدالبہاء کا خطبہ بھی شامل کتاب ہے امر بہائی سے واقفیت چاہنے والوں کیلئے عمدہ تحفہ ہے

(منیجر دارالکتب آگرہ)

علمی جواہر ریزے نیر اعظم

روہیلکھنڈ مراد آباد کا ۵۰ سال کا پرانا اور معزز اور زیادہ چھپنے والا خوش بیان اخبار ہے گورنمنٹ کا وفادار اور رعایا کا دلسوز وکیل ہے اسلامی و قومی درد کے ساتھ پبلک کی اغراض بھی ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہے ۲۰×۲۶ کے ۱۲ صفحہ کاغان پر ہفتہ وار شائع ہوتا ہے سالانہ چندہ پیشگی للہ ہے مفت نمونہ طلب کیجئے۔ لیپند خاطر ہونے پر قدردانی فرمائیے۔ تجارتی سوداگروں کے واسطے اشتہارات کا بہترین ذریعہ ہے۔

گنج شائیگاں دنیا بھر کی سلطنتوں کے سونے چاندی تانبے کے سکوں کی تصویر میں ہیئت وغیرہ دو جلد ۲ع

مخزن النوادر دنیا بھر کے ارزاں پیمانے نقصان پیسکہ جات اور مختلف صنعتیں دو جلد ع

تاج و نشان دنیا بھر کی سلطنتوں ریاستوں کے تاج و نشان مارکے وغیرہ کی تصاویر دو جلد عہ

دستار و کلاہ تمام دنیا کی مختلف قسم کی پگڑی۔ ٹوپی کنٹوپ۔ خود شملہ۔ عمامہ وغیرہ کی تصاویر ۸ر

ملہم تاریخ فن تاریخ گوئی کے تمام قواعد۔ محاکمے اس فن کے صنائع بدائع اردو میں ع شخص ملہم۔ ملہم تاریخ اسی فارسی کتاب کا ترجمہ ہے عہ

مخزن ڈائرکٹری ہمارے ایک مکرم نے حروف تہجی کے لحاظ سے یہ ڈائرکٹری لکھنا شروع کی تھی۔ انکا انتقال ہو گیا حرف کاف تک ہی یہ ڈائرکٹری چھپی تھی۔ ہندوستان کے ہر کاروباری اصحاب کے لئے نہایت مفید چیز ہے۔ ۴ر

جنگ یورپ اس جنگ کے مفصل حالات اور تفصیلی واقعات کی پہلی کتاب قیمت ۸ر

آئینہ جنگ جنگ یورپ کی نہایت کارآمد مفصل اور مبسوط ڈائرکٹری ۶ر

تاریخ خیر پور سندھ تین حصہ۔ ریاست کی تاریخ۔ عمائدین کا تذکرہ ایڈیٹر کا سفرنامہ ۸ر

احسان الاسلام تمام ادیان دنیا مناسب مقام تفصیل اور اسلام کے دلائل اور انکی اثرات جدا ملتے پڑتے ہیں ۴ر

تاریخ اودھ برہان الملک کے عہد سے واجد علیشاہ تک کے مفصل حالات چار جلد ۲ع

تذکرۃ السلوک اردو فلسفہ اور حکمت کرتے ہوئے معہ مصطلحات صوفیاء کرام قیمت عہ

احسن الاذکار بڑے پیر صاحب کی مفصل سوانح۔ کرامات۔ حالات حسب نسب وغیرہ اور مناقب صحیحہ ۱۲ر

اصول فقہ اردو فقہ میں نہایت مفصل اور مشرح پہلی کتاب عہ

بحر الغرائب طریقہائے جعفریہ و شرح و خواص اسماء حسنیٰ الٰہی ۸ر

تاریخ بوہرہان بوہرہ قوم کی محققانہ اور مستند تاریخ کلان و خورد ۲ع ۴ر

مرقع کالج علیگڈھ کالج اور بورڈنگ کے دلچسپ روایات و حکایات قابل دید ۱۲ر

سوانح عمری مہاراجہ نرسنہ پرشاد سابق پیشکار دولت آصفیہ عہ

افسوں مہذب پارٹی کا ناول بی بی بچوں کے پڑھنے کے قابل ۱۲ر کا سچا افسانہ عہ

اخبار الصنادید دو جلد ۱۳ سو صفحہ نواب علی محمد خاں وقت سے آجتک کی رامپور کی تاریخ ۲ع

المشتہر منیجر نیر اعظم بک ایجنسی مراد آباد

©Afnan Library Trust, 2026

I No 24

رجسٹرڈ نمبر ۱۳۳۱

مورخہ ۲۵ نومبر سنہ ۱۹۲۴ء

کوہ نور آگرہ

مدیر مسئول سید محفوظ الحق علمی مولوی فاضل

مدیر معاون مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

تاریخ اشاعت یکم ۹-۱۷-۲۵ ماہ انگریزی قیمت سالانہ للہ ششماہی ۱۴ سہ ماہی ۸ اجرت اشتہارات بذریعہ خط و کتابت عہ

کلام حضرت قرۃ العین طاہرہ

(۱)

جذبات شوقِ کعبۂ بسلاسلِ الغم والبلا
اگر آن صنم ز سر ستم پی کشتنم بمگینہ
سحر آن نگار ستمگرم قدمی نہاد ببسترم
نہ چو زلف غالیہ بار او نہ چو چشم فتنہ شعار او
تو کہ غافل از می و شاہدی پی مرد عابد زاہدی
برو از لحد معلقی پی اسپ و زین معلقی
تو و ملک و جاہ سکندری من و رسم و راہ قلندری
بگذر ز منزل ما و من بگزین بملک فنا وطن

(۲)

لمعات وجہک اشرقت وشعاع طلعتک اعتلی
بجواب بلی الست تو زولا چہ کوس بلا زدند
من و عشق آن مہ خوبرو کہ چو زد صلای بلا برو
چو شنید نالۂ مرگ من پی ساز من شد و برگ من
چہ شود کہ آتش حیرتی زنیم بقلۂ طور دل
پی خوان دعوت عشق او ہمہ شب خیل کروبیاں

توچہ فلس ہای حمیدتی کہ زنی ز بحر وجود دم
بنشیں چون طاہرہ دم بدم بشنو خروش نہنگ ہا

(۳)

ہمہ عاشقان شکستہ دل کہ دہند جان برہ بلا
لقد استقام بسیفہ فلقد رضیت بمارضا
فاذا رأیت جمالہ طلع الصباح کانما
شدہ نافۂ ہمہ غنج شدہ کافری ہمہ خطا
چہ کنم کہ کافر جادی ز خلوص نیت اصفیا
ہمہ عمر منکر مطلقی ز فقیر فارغ و بی نوا
اگر آں خوش است تو در خوری وگر ایں بدست مرا سزا
فاذا فعلت مثل ذا فلقد بلغت بغتا

(۴)

زچہ روالست بربکم نزنی بزن کہ بلی بلی
ہمہ خیمہ زد ببر دلم سپہ غم و حشم بلا
بنشاط و قہقہہ شد فرو کہ انا الشہید بگذر بلا
فمشی الی مہر و لا و بکی علی مجلجلا
فسکتہ و دو گلتہ متذکد کا متزلزلا
رسد این صفیر نہمینی کہ گروہ غمزدہ الصلا

اقتباس از مصنون مولنا ثناء اللہ صاحب مندرجہ صدائے جریدۂ اہلحدیث امرتسر ۲۱ نومبر سنہ ۱۹۲۴ء ادھر خلیفہ قادیان نے بھائیوں کے حق میں تیز تیز تقریریں شروع کیں۔ ادھر بھائیوں نے فیصلہ کے لئے مباحثہ کا چیلنج دیدیا قادیان سے اسکے جواب میں کہا گیا کہ ہمارے پاس تمہارے نبی بہاء اللہ وغیرہ کی اصل تصانیف کتاب اقدس وغیرہ نہیں ہیں۔ اسلئے مباحثہ کرنا ہی تو وہ کتابیں ہمکو مہیا کرادو۔ ہماری رائے میں ایک ایسی جماعت کے لئے جو مذہبی میدان کی لڑائی اور تبلیغ کی شائق ہو مخالفکی کتابوں کو مہیا کرنیسے قبل اعلان جنگ کرنا اور وقت پر عذر کرنا کوئی معقول حرکت نہیں۔ ہم سے کوئی پوچھے تو ہم انصاف سے سچ سچ کہینگے کہ قادیانیوں کے عذر سے ہمکو ندامت ہی کیونکہ بہائیوں کے مقابلہ میں ہم بھی قادیانیوں کے ہمنوا ہیں۔ **قادیانی دوستو** کبھی سنا کہ پہلوانوں کا دنگل ہو ایک پہلوان دوسرے کو للکارے اور دوسرا جواب میں کہے کہ "میرے پاس لنگوٹا نہیں" واللہ ایسا کہنے پر للکارنے والا پہلوان بڑی بلند آواز سے یہ شعر پڑھیگا ؎ بیخودی بے سبب نہیں غالب ؛ کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے بھائی اور قادیانی مباحثہ واقعی اس قابل ہے کہ مذہبی مباحثات سے دلچسپی رکھنے والے اسمیں مدد دیں اور شریک ہوں کیونکہ دونوں فریقوں کی طرف سے مسئلہ وصدت ادیان پیش ہی ہے یعنی "بہاء اللہ موعود ادیان ہیں یا مرزا صاحب قادیانی موعود ہیں۔" امید ہے کہ یہ مباحثہ مکمل ہوکر مذہبی دنیا کو بہت مفید ہوگا۔ **امرت سر میں** ہو تو ہم اپنی خدمات بھی پیش کرینگے ؎ بس ہوا ہیگا عشق و ہوس میں بھی امتیاز ؛ آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر

©Afnan Library Trust, 2026

دین بہائی کی اصلی اساس

تحری حقیقت

(نطق مبارک حضرت عبدالبہاء در منزل مبارک "پیرس" ۱۰ نومبر ۱۹۱۱ء)

کل ہم روحانیوں کی مجلس میں گئے تھے، چونکہ وہ لوگ روحانی تھے، اسلئے روح کے متعلق بات چیت ہوئی۔ بقائے روح اور فنائے جسم کے بارے میں گفتگو رہی۔ براہین قاطعہ کے ساتھ ثابت ہوگیا کہ جسم کی بقا روح القدس کے فیض سے وابستہ ہے۔ یہ فیض جدا ہوجائے تو جسم معدوم ہوجاتا ہے۔ لیکن روح کی بقا جسم کے بقا سے وابستہ نہیں ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر انسان کا ہاتھ انسان کے جسم سے کم ہوجائے روح ناقص یا کم نہیں ہوتی۔ اگر پورا انسان کا جسم ہوتا ہے۔ روح بیدار رہتی ہے خواب میں انسان کے تمام اعضاء جسمانی معطل ہوجاتے ہیں آنکھ نہیں دیکھتی۔ کان نہیں سنتے۔ ہاتھ پاؤں بے حرکت ہوتے ہیں لیکن روح سیر کرتی ہے۔ عالم رویا میں دیکھتی ہے سنتی ہے اڑتی ہے۔ اپنی تمام شئون کو جاری رکھتی ہے۔ پس روح جسم کی محتاج نہیں بلکہ جسم روح کا محتاج ہے اسلئے روح پر عوارض نہیں آتے اور خلل اور فتور واقع نہیں ہوتا اور روح باقی رہتی ہے۔

ایک صاحب نے ایک رسالے میں لکھا ہے کہ "ہم اسبات کے منتظر تھے کہ وہ (عبدالبہاء) امر بہاء اللہ کے اصول بیان کریں گے لیکن انہوں نے امر حضرت بہاء اللہ کے اصول بیان نہ فرمائے بلکہ روح کے متعلق بیان فرمایا اسلئے جیسا کہ چاہئے تھا ہم استفادہ نہ کرسکے"۔

میں امر حضرت بہاء اللہ کے اصول بیان کرچکا ہوں۔ ایک دوسری مجلس میں مفصل بیان کردیا تھا پھر تکرار کی ضرورت نہیں تھی۔ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ میں ہر مجلس میں ایک ہی بات بیان کرتا رہوں۔ یہ تو عجز ہے کہ انسان ہر مجلس میں ایک ہی مسئلہ بیان کرتا رہے۔ لہذا میں ہر مجلس میں ایک دوسرا بیان کرتا ہوں۔ تکرار نہیں کرتا ہوں کیونکہ اسی میں فائدہ ہے کہ میں ہر مجلس میں ایک مخصوص موضوع پر گفتگو کروں۔ عقلمند آدمی تمام اوقات میں لوگوں کو ایک ہی کھانا نہیں دیتا۔ لاذا ہر روز تازہ کھانا دیا کرتا ہے۔ اگر ایک ہی کھانا دے تو ملال پیدا ہوتا ہے۔ جی بھر جاتا ہے۔ ہر روز ایک نیا میوہ پیش کرتا ہے۔ طبیب ہر روز نئی دوا دیتا ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک ہی دوا دیتا رہے الغرض مقصد یہ کہ کل اسی حکمت کی بنا پر میں نے اصول بہائی کا مضمون بیان نہیں کیا تھا۔ اب ضروری ہے کہ میں آپ لوگوں کے لئے حضرت بہاء اللہ کے اصول میں سے ایک اساس ہر روز ذکر کروں۔ خوب توجہ سے سنئے۔ جو کوئی سوال کرے تو اسکا ترجمہ کردیجئے تاکہ آپ سب لوگ اساس حضرت بہاء اللہ کو خوب اچھی طرح جان لیں

اول اساس بہاء اللہ تحری حقیقت ہے

یعنی چاہئے کہ لوگ باپ دادا کی موروثی تقلید سے منزہ و مقدس ہوجائیں کیونکہ یہودی کچھ تقلیدیں رکھتے ہیں۔ زردشتی کچھ تقلیدیں رکھتے ہیں، عیسائی کچھ تقلیدیں رکھتے ہیں۔ بودھ حصرات کچھ تقلیدیں رکھتے ہیں ہر جماعت کچھ نہ کچھ تقلیدیں رکھتی ہے اور یہ گمان کرتی ہے کہ اسکی تقلیدیں حق ہیں اور دوسروں کی تقلیدیں باطل ہیں۔ مثلاً یہودی خیال کرتے ہیں کہ ہماری تقلیدیں برحق ہیں اور دوسرے لوگوں کی تقالید بطلان ہیں۔ ہم یہ سمجھنا چاہتے ہیں کہ انمیں صحیح کیا ہے۔ کیونکہ تمام تقالید تو صحیح نہیں ہیں۔ اگر ہم بھی ایک تقلید کو پکڑ بیٹھیں تو یہ امر دوسروں کی تقلید کی حقیقت دریافت کرنیسے مانع ہوگا۔ مثلاً ایک یہودی جبکہ یہودیوں کی تقلید پر اعتقاد رکھکر اُسے پکڑے ہوئے ہے ممکن نہیں کہ دوسروں کو حق پر سمجھ سکے۔ پس چاہئے کہ تقلیدوں کو توڑ پھینکے اور حقیقت کی تلاش کرے شاید کہ حق دوسروں کے پاس ہو۔

جب تک تقلیدیں ترک نہوں حقیقت جلوہ گر نہیں ہوتی

مثلاً ثابت پرست کہتے ہیں کہ بت پرستی ٹھیک ہے اگر وہ ان تقالید کو ترک نہ کریں ممکن نہیں کہ ہدایت پاسکیں اور وحدانیت الٰہی کو سمجھ سکیں پس تلاش حقیقت میں انسان کو تمام تقلیدیں ترک کردینی چاہئیں۔ تمام گروہ تقلیدیں چھوڑ دیں پھر حقیقت کی تلاش کریں، اسوقت لامحالہ حقیقت ظاہر ہوجائیگی۔ مثلاً پانچ آدمی ہیں انمیں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں بڑا عالم ہوں۔ انکو مقام امتحان میں گذارنا چاہئے جبتک ہم تعصب کو نہ چھوڑیں حقیقت کو کیسے سمجھ سکتے ہیں۔ مجوسی کہتا ہے میں سچا ہوں۔ یہودی کہتا ہے میں سچا ہوں۔ عیسائی کہتا ہے میں سچا ہوں بودھسٹ کہتا ہے میں سچا ہوں۔

پھر کیونکر حق ظاہر ہو؟

چاہئے کہ موسوی تعصب کو چھوڑ دے۔ مسیحی تعصب چھوڑ دے بودھسٹ تعصب چھوڑ دے جب تک یہ نہو ممکن نہیں کہ حقیقت ظاہر ہوسکے۔ ایک عاقل کامل جو علم کا طالب ہے علم اسکا مطلوب ہے کوئی بھی بیان کرے نور اسکا محبوب ہے خواہ کسی چمنی میں سے چمکے۔ پھول اسکو پیارا ہے کسی زمین پر اُگے۔ آفتاب خدا کا فیض بخشنے والا ہے خواہ کسی مطلع سے طلوع کرے۔ تعصب نہ رکھنا چاہئے بلکہ آفتاب کا عاشق بننا چاہئے خواہ مطلع موسوی سے طلوع ہو خواہ مطلع عیسوی سے خواہ مطلع محمدی سے۔ آفتاب بہر حال آفتاب ہے۔ پس حقیقت انسان کا مقصود ہے خواہ کسی سے بھی ملے

یہ ہے تحری حقیقت کا مسئلہ

اس بحث کا نتیجہ کیا ہے؟ یہ کہ تمام عالم کے گروہ جو کچھ سن چکے ہیں اسکو بھلا دیں۔ نہ کسی ملت سے تمسک ہوں نہ کسی ملت سے متنفر۔ شاید جس ملت سے وہ متنفر ہیں وہی حق ہو اور وہ ملت جسکو انہوں نے پکڑا ہوا ہے باطل ہو۔ جب انسان انکو چھوڑ دے نہ کسی ملت سے تمسک ہو نہ کسی سے متنفر اسوقت حقیقت کی تلاش کرتا ہے اور آخر کار مشاہدہ کرتا ہے کہ ادیان الٰہی کی حقیقت ایک ہی ہے۔ اختلاف تقلیدوں میں ہے تحری حقیقت کے سبب سے ہی افراد بشر متفق ہوجاتے ہیں۔ حضرت بہاء اللہ

سُنہری مستقبل کی بشارتیں

نطق مبارک حضرت عبدالبہاء در لندن ۱۷ ستمبر ۱۹۱۱ء

اے جمعیت محترم اور طالبان راہ خدا! الحمد للہ کہ در حقیقت چمن اُگا۔ خزاں کی گلشن کی نسیم چلنے لگی۔ تمام ملکوں میں ملکوتی آواز بلند ہوگئی۔ دم روح القدس دلوں کے اندر پھونکا گیا۔ ابدی زندگی بخشی گئی۔ اس نئے قرن میں شرق منور ہے۔ غرب معطر ہے۔ روحانیوں کا مشام جان معنبر ہے۔ وحدت عالم انسانی کا نمدر موجیں مار رہا ہے۔ روح القدس کا جھنڈا بلند ہو رہا ہے۔ ہر انصاف پسند انسان گواہی دے رہا ہے۔ کہ یہ دن عجیب دن ہے۔ یہ عصر خداوند عزیز کا عصر ہے۔ عنقریب عالم بہشت بریں ہو جائیگا۔ عالم بشر کی وحدت اور تمام ملتوں کے اتحاد کا دن ہے۔ تعصبات جاہلیت کے موجب اور انسانوں میں جھگڑے کی بنیاد تھے۔ خدا کی عنایت نے یہ مبارک دن دکھایا۔ عنقریب وحدت عالم انسانی تمام آفاق میں موجزن ہوگی۔ لڑائی جھگڑے نہ رہینگے۔ صلح اکبر کی صبح نمودار ہوگی۔ یہ جہان ایک نیا عالم ہوجائیگا۔ تمام انسان بھائی بھائی ہوجائینگے۔ تمام جماعتیں خدائے بزرگ و برتر کے جھنڈے تلے ہوں گی۔ خوشخواری عالم حیوانی کے خواص میں سے ہے۔ صلح و صلاح عالم انسانی کی بخششوں میں سے ہے۔ حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں۔ عدل و انصاف اس جہان کی زندگی ہے۔ الحمد للہ ان الاف میں انصاف کا جھنڈا بلند ہے۔ انسانی مساوات پھیلی ہوئی ہے۔ آزادی ہے۔ آسائش امن ہے۔ خوش بختی ہے۔ خدا ایک ہے اور نوع انسان ایک ہے۔ ادیان الٰہیہ کی بنیاد ایک ہے۔ ربوبیت کی حقیقت محبت ہے۔

پس اے دوستو! جان و دل سے کوشش کرو تاکہ مشرق و مغرب دو محبت کرنیوالوں کی مانند بغلگیر ہوجائیں۔

اے پروردگار اس محفل کو روشن فرما۔ جانوں کی تائید کر۔ چہروں کو نورانی بنا۔ عاطفتوں کو گلشن رحمانی کردے۔ روحوں کو دم روح القدس سے زندہ کر۔ نفسوں کو ہدایت کبریٰ کے ذریعہ پاک کر۔ آسمانی بخشش عطا فرما۔ عنایت رحمانی سے سرفراز کر۔ اپنی حفاظت و حمایت میں محفوظ رکھ بے انتہا الطاف ہمارے شامل حال کر۔ اور خصوصی عنایت کامل فرما۔ تو ہی داتا بخشنے والا اور جاننے والا ہے ٭ ٭

شکریہ احباب

میں اپنے تمام محبوبوں اور روحانی بھائیوں اور بزرگوں کو خوشی سے اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ اب خداوند رحمٰن و رحیم کے فضل و کرم سے میری اہلیہ بالکل تندرست ہوگئی ہیں اور پانچ ماہ کی علالت سے خدائے فضال نے انکو نجات بخشدی ہے۔ اس لمبے عرصہ میں جن جن احباب نے غائبانہ ہمدردی فرمائی اور دعاؤں اور مناجاتوں سے ہماری مدد کی میرا وظیفہ وزیفہ اُن کے لئے دعا گو ہے خصوصیت سے احباب بمبئی اور احباب رنگون کا شکریہ بھی واجب ہے۔ یہ سب خدائی عنایت ہے کہ احباب کے قلوب میں ایکدوسرے کے لئے اسقدر جذبات محبت ہیں۔ فقط

خاکسار مہر محمد خاں شہاب آگرہ ۲۳ نومبر ۱۹۱۱ء

©Afnan Library Trust, 2026

حضرت حکیم میرزا محمود زرقانی مالیر کوٹلہ میں

حضرت حکیم میرزا محمود زرقانی ۱۴ نومبر ۲۴ء سے ایک ہفتہ کے لئے مالیر کوٹلہ میں وارد ہوئے ہیں۔ بہت سے متنور اور تعلیمیافتہ مسلمانوں اور ہندوؤں نے آپسے ملاقاتیں کیں۔ اور بعض روساء اور معززین ریاست نے حضرت موصوف کے احترام میں دعوتیں دیں۔ جنمیں ہر ایک موقع پر شہر کے تعلیمافتہ اور ذی اثر اصحاب کا ایک طبقہ موجود ہوتا تھا۔ ان تمام مجالس اور محافل مودت میں امر بہائی اور اتحاد و اتفاق اور اصلاح و ترقی عالم بشر کے متعلق نہایت دلچسپ اور پر از معلومات مکالمات اور بیانات ہوئے۔ جن سے عموماً نزدیک اور ذی فہم اصحاب میں ایک محبت اور آگہی کی روپیدا ہو گئی تھی۔

چونکہ الفضل قادیان میں ایک تازہ اعلان ہوا ہے جسکی رو سے ہم خدام قدیم کے علاوہ ایک خاص طریق سے حضرت حکیم میرزا محمود سے بھی ملنے سے روکا گیا تھا۔ اسلئے قادیانی احمدیوں میں سے کسی کو پرائیویٹ ملاقات کے لئے کوئی صاحب تیار نہیں ہوئے۔ اگر کسی دوست نے ان کو مدعو فرمایا تو انہوں نے اس عذر کی بنا پر انکار کر دیا۔ تاہم ۱۷ نومبر ۲۴ء کو جناب نواب احسان علی خانصاحب نے اپنے ملازم جناب منشی احمد الدین صاحب کو یاد فرمایا۔ منشی صاحب نے اول تو شہاب کی وجہ سے گفتگو وغیرہ میں حصہ لینے سے انکار کیا اور پھر کہا کہ چونکہ مباحثہ کے لئے اخبارات میں بحث ہو رہی تھی اسلئے ہمیں حکیم میرزا محمود سے گفتگو کرنے سے روکا گیا ہے۔

علاوہ ازیں میں گجرات میں ایک زمانہ میں ایسے گفتگو کر چکا ہوں۔ اور چونکہ یہ اپنی کتابیں نہیں دیتے اسلئے کیسے گفتگو ہو سکتی تھی۔ اسکے متعلق حضرت حکیم صاحب نے فرمایا کہ اخبارات میں جو گفتگو ہو رہی تھی وہ ملت بہائی کی طرف سے تھی۔ میں تو صرف ایک فرد بہائی ہوں۔ گجرات میں اگر ملاقات ہو چکی تو اسکے یہ معنی نہیں کہ اب ملاقات نہیں ہونی چاہئے۔ اگر بہائی کتابیں کسی کو نہیں دیتے تو حضرت میرزا غلام احمد صاحب مرحوم قادیانی کے پاس "کتب مذہب بابی" کہاں سے آگئی تھیں۔ اور قادیان کے اخبارات و رسائل میں مبین اقتدار وغیرہ کتب حضرت بہاء اللہ کے حوالجات کیسے دیئے جاتے ہیں اور اپنے مضامین میں بارہا کیونکر لکھا گیا کہ ہمارے پاس کتب بہائی موجود ہیں۔ علاوہ ازیں ملنے جلنے اور دوستانہ گفتگو میں کیا حرج تھی۔ اسکے متعلق منشی صاحب نے نہایت پرجوش انداز میں کہا کہ جب تک آپ کی یہ کتب نہوں ہم آپسے گفتگو نہیں کر سکتے حکیم صاحب نے فرمایا کہ حضرت اگر اسوقت یہاں بہائی کتب نہیں ہیں تو ہم حضرت باب و بہاء اللہ کے دعاوی کے متعلق گفتگو نہیں کرتے، چونکہ قرآن و حدیث کو ہم بھی اور آپ بھی مانتے ہیں اسلئے صرف موجودہ اسلام کے بارے میں قرآن مجید اور احادیث متفقہ کی روشنی میں گفتگو کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حاضرین مجلس نے بالاتفاق حکیم صاحب کی اس رائے کی تائید کی لیکن اسکے جواب میں منشی صاحب موصوف نے نہایت غضبناک ہو کر کہا کہ یہ تمہاری "بکواس ہے" "تم جھوٹے ہو" تم قرآن کو نہیں مانتے" وغیرہ وغیرہ اسکے جواب میں حضرت حکیم صاحب نے فرمایا آپ ایسا فرماتے ہیں فرمائیے میں آپ کے متعلق اس قسم کے الفاظ بولنا پسند نہیں کرتا۔

جب منشی صاحب کا جوش و خروش حد سے گذر گیا تو پھر تمام حاضرین نے مداخلت کی اور کہا کہ منشی صاحب یہ کیا طریق کلام ہے۔ حکیم صاحب کو دیکھئے کہ وہ کیسی محبت اور سنجیدگی اور ادب سے گفتگو کر رہے ہیں اور آپ کیا فرماتے ہیں۔ منشی صاحب بولے جناب کلوخ انداز را پاداش سنگ است حاضرین نے فرمایا انہوں نے تو کلوخ انداز ی نہیں کی۔ جب ۴۳

شہدائے ملت

(از ہیرلڈ آف ایسٹ بحوالہ سٹیٹسمین)

دیانت عیسوی کی ابتدائی تکالیف اور اشاعت تعالیم حضرت روح اللہ کے حالات کے علاوہ آج دنیا میں کوئی تاریخ نہیں جس سے ہم عہد حاضر میں تاریخ امر بہاء کے تین بہائی لیڈروں باب، بہاء اللہ، عبد البہاء کے حالات کا مقابلہ کر سکیں۔

۱۸۴۴ء میں ایک ۲۵ سالہ نوجوان نے شیراز میں اپنے پیغام کا اعلان کیا اور پاکیزہ اعمال و اطوار اور اپنے اصول کی دلکشی کے ساتھ لوگوں کو اپنی طرف جذب کرنا شروع کر دیا۔ ایران کے بعض مشاہیر علماء اسلام نے اسکی دعوی کو قبول کر لیا۔ اور آپ کے متبعین کی ہر قصبہ اور شہر میں تعداد اس کثرت سے بڑھنے لگی کہ جس سے تعصبات قدیمہ کو بہت خطرہ محسوس ہوا۔

باب قید کر لئے گئے اور ۱۸۵۰ء میں تبریز میں شہید کر ڈالے گئے انہی سنین میں بابی ہر طرف سے مصائب اور آلام شدائد و محن کے سخت نرغہ میں تھے۔ ہر ایک قسم کی کوششیں عمل میں لائی گئیں کہ حضرت باب کے کلمہ کو پامال کر دیا جائے۔ اور ہزاروں بابی اسی مقصد کے حصول کے لئے جلائے اور قتل کر دیئے گئے۔ ان مقتولین بیگناہ میں حسین و جمیل شاعرہ ایران قرۃ العین بھی تھی۔

۱۸۵۲ء میں ماژندران کے امراء اور صاحب اثر و حکومت خاندان کے ایک ممتاز نوجوان ممبر بہاء اللہ چار اور بابیوں کے ساتھ چار ماہ کے لئے طہران کے نہایت بدترین جیلخانہ میں ڈالدیئے گئے۔ اور آخیکی تمام جائداد بحق سرکار ضبط کر لیگئی۔ اور آپکو بغداد کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔ بہاء اللہ نے عراق میں گیارہ سال قیام کیا جنمیں سے دو سال تک ایسے طور پر پہاڑوں میں علیحدہ طور پر رہے کہ اعزاء اقارب تک آپ کے قیام سکاہ سے ناواقف اور واپسی سے بیخبر تھے۔

غور و فکر عبادت و ریاضت کے زمانہ کو گذار کر واپسی کے بعد آپکے روحانی کمالات کا شہرہ دور و نزدیک پھیل گیا۔ اور تعلیمات باب ایران میں اس سرعت کے پھیلنے لگیں کہ جسنے متاثر ہو کر شاہ ایران نے ترکی سے چاہا کہ بہاء اللہ کو بغداد سے قسطنطنیہ میں منتقل کر دیا جائے یہ بغداد ہی کا واقعہ تھا کہ ۱۸۶۳ء میں قسطنطنیہ کی طرف روانگی کے وقت جبکہ حضرت باب کے ظہور پر انیسواں سال گذر رہا تھا بہاء اللہ نے اعلان کیا کہ آپ وہ شخص ہیں جو باصطلاح حضرت باب من یظہرہ اللہ ہیں۔ اور حضرت باب کا ظہور اس کے لئے بطور مبشر کے تھا۔ حضرت بہاء اللہ کے اس دعوی کو آپ کے سوتیلے بھائی اور بعض دیگر آپ کے جلاوطن ساتھیوں اور ایران کے چند بابیوں نے قبول نہ کیا۔

کچھ عرصہ بعد قسطنطنیہ سے "ادرنہ" کی طرف آپکو جلاوطن کیا گیا۔ ۱۸۶۸ء میں متبعین حضرت بہاء اللہ اور صبح ازل کی آویزش کے باعث اول الذکر کو حکم میں اور آخر الذکر کو قبرس کی طرف منتقل کر دیا تھا۔ بابی تحریک کا وہ حصہ جسکے سربراہ صبح ازل تھے بالکل مٹ گیا مگر بہاء اللہ کی روشنی مدہم نہیں ہوئی۔ بہاء اللہ اور آپکے چچا پسر ایرانی ساتھی جو ہر ایک مجلس میں آپ کے ساتھ رہتے تھے اب تک سرے سے قربانگاہ کی طرف بلائے گئے۔ اور دو سال تک عکہ جو بلحاظ آب و ہوا وغیرہ کے بدترین مقام تھا ترکی جیل کے دو کمروں میں مرد و زن بچے اور جوان قید رکھے گئے اسکے بعد بہاء اللہ اور آپکا خاندان سات برس تک ایک مکان میں قید رکھا گیا۔ اور بالآخر آہستہ آہستہ قید و بند ہی کی پابندیاں کم ہوتی گئیں۔ اور بہاء اللہ کی مقدس اور محبوب زندگی کا یہ اثر ہوا کہ جب ۱۸۹۲ء میں آپکی وفات ہوئی تو تمام عکہ کے باشندوں نے بلا استثناء قوم و مذہب اظہار غم و رنج کیا۔

آپکے فرزند اعظم عبد البہاء عباس جنہوں نے بہاء اللہ کے کمالات روحانی سے بہرہ تام لیا تھا عکہ ہی میں قید رہے۔ یہانتک کہ ۱۹۰۸ء میں انجمن اتحاد و ترقی نے آپ پر سے تمام قیود کو اٹھا دیا۔ جسکے بعد آپ انگلستان۔ فرانس۔ امریکہ۔ اٹلی وغیرہ ممالک میں تشریف لے گئے۔

آپنے انگلستان کے مشہور گرجہ ولسیٹ منسٹر اور متعدد چرچوں میں اپنی تعلیمات پیش کیں، جنسے مغرب میں آپکے متبعین کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا خصوصاً امریکہ میں۔ انگلستان میں جنلوگوں نے آپکی تعلیمات کو اسوقت قبول کیا ان میں پروفیسر جیمنی خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ جو آکسفورد یونیورسٹی میں کتاب مقدس کے معلم تھے اور سنین آخر میں مشہور سائنسداں ڈاکٹر آلیسٹ فورال نے تحریک بہائی کے متعلق اعلان کیا کہ وہ بحیثیت عالمگیر مذہب کے اس سے محبت رکھتا ہے۔ اور ادھر حکومت انگلشیہ نے خدمت صلح فلسطین کے باعث عبد البہاء کو Knight کا خطاب پیش کیا۔ آپکا انتقال ۱۹۲۱ء بمقام حیفہ ہوا۔ اور موجودہ "ولی امر" آپکے نواسہ شوقی آفندی جو آکسفورڈ کے تعلیم یافتہ ہیں مقرر ہوئے۔ قبل اسکے کہ آپ حیفا اور عکہ میں مقدس کوہ کرمل کے دامن میں خدمات امر بجا لائیں سوئیزرلینڈ کے پہاڑوں میں مقیم تھے۔

(از محمد خاں شہاب مالیر کوٹلہ ۱۷ اکتوبر ۲۴ء)

---

۴۳ یہ گفتگو ہو رہی تھی میں دوسرے کمرے میں تھا اس گفتگو کے ضمن میں میرا بھی ذکر آچکا تھا جسپر منشی صاحب نے فرمایا تھا کہ شہاب نے بہت غداری کی ہے۔ ملازم رہکر خلاف کام کیا ہے۔ اسکے جواب میں رحمت علی خانصاحب نے کہا کہ اس انقلاب سے کچھ عرصہ قبل تو وہ ہمیں بڑے زور سے احمدی بنانے کی کوشش کیا کرتے تھے غدار کیسے ہو گئے۔ حکیم صاحب نے فرمایا آپ انکو غدار کہتے ہیں اور وہ اپنے آپکو مظلوم کہتے ہیں جب تک دونوں بالمواجہ نہوں کیسے کسی کو ملزم کہا جا سکتا ہے۔ گفتگو کے اختتام پر میں دوسرے کمرے سے اس مجلس میں آگیا اور میں نے تمام مجلس کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھپر یہ الزام ہے کہ میں نے الفضل کا ایڈیٹر ہو کر میں نے غداری کی۔ اسکے جواب میں آپ صاحبان کے سامنے اہل قادیان کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ الفضل کے کالموں میں سے دکھائیں میں نے کونسی بات ان کے خلاف مسلک کہی ہے۔ اگر نہیں تو یہ انکا الزام افسوسناک ہے۔ جناب منشی صاحب نے فرمایا ہے کہ بنکوں کے کلرک جب پکڑے جاتے ہیں تبھی انکی غداری کا راز کھلتا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ بجا ہے ان کی غداری کا ثبوت ریکارڈ میں موجود ہوتا ہے اسلئے میری غداری کا ثبوت الفضل کے کالموں میں ہونا چاہئے۔ رہا یہ سوال کہ میں نے بہائی کتب کو کیوں دیکھا خیالات میں کیوں تغیر کیا۔ اور اختلاف کیوں ہے اسکے متعلق عرض ہے کہ ملازمت میں یہ عہد نہ تھا کہ ہم بہائی مذہب کی کتب نہ دیکھیں اور کچھ بھی بات ہے متاثر نہ ہوں گے۔ حضرت بہاء اللہ کی کتاب ایقان اخوند احمد ادیب کے پاس

©Afnan Library Trust, 2026

جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت

جناب میرزا صاحب اور انکی جماعت الہامات میں

معزز ناظرین! اگر اخبار الحکم ۱۴ جون ۱۹۰۲ء اور فاروق ۱۷ اگست ۱۹۰۲ء ہر دو جرائد قادیان میں الہامی قلعہ کو نہ کھولا یا جاتا تو غالباً ہمیں الہامات کی طرف زیادہ توجہ کرنیکی ضرورت نہ ہوتی۔ مگر چونکہ جرائد مذکورہ کے نامہ نگاروں نے الہامات کی رو سے ہم پر اتمام حجت کی ہے۔ لہذا ہمیں قادیانی الہامات کی حقیقت کے انکشاف کے لئے قلم اٹھانا پڑا۔ مگر قبل ازیں کہ ہم الہامات کی طرف توجہ کریں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنے ناظرین پر واضح کر دیں کہ جناب میرزا صاحب کے الہام ہمپر حجت نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ احمدیوں کی طرح ہم انکو منجانب اللہ تسلیم نہیں کرتے۔ پس جماعت احمدیہ کے مسلمات کی رو سے ان پر اتمام حجت کیجاتی ہے وبالله التوفیق۔

اگرچہ جناب میرزا صاحب کے الہامات کا اکثر حصہ مجمل۔ غیر منکشف اور مبہم ہے۔ جسکی تفصیل قدرے کوکب ہند جلد اول نمبر ۱۸ میں ہمارے ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ تاہم اگر قادیانی تاویلات کی روشنی کو اختیار کیا جائے تو الہامات کا کثیر حصہ ہماری تائید نکلتا ہے۔ لیکن تاوقتیکہ قادیان اپنی پوری طاقت کے ساتھ الہامات کی طرف رجوع نہ کرے ہم اپنے مضمون کی تفصیل کو التواء میں ڈالتے ہوئے ان بینات اور محکمات کو میدان استدلال میں لاتے ہیں جو ہماری تائید میں ہیں ناظرین کی سہولت کے لئے ہم اسے چار اقسام پر منقسم کرتے ہیں۔

(۱) زلزلہ الساعۃ اور ایک امتحان کا ظہور (۲) نزول خدا (۳) ظہور موسیٰ اور اسکی جماعت (۴) جناب میرزا صاحب کا گرایا جانا اور جماعت احمدیہ کا انتشار

(۱) زلزلہ موعود اور امتحان کا ظہور

ہم نے جب احمدی لٹریچر کی خوب جانچ اور پڑتال کر کے ایک نیا رنگ نکالا جو جماعت احمدیہ کے لئے صاف و سیدھی راہ تھی تو اسنے ورنے بجائے قبولیت کے ناحق مخالفت کی۔ اور اس کا نام فتنہ رکھکر برسرپیکار ہو گئے۔ حالانکہ جماعت احمدیہ کے بزرگ مقتدا نے اسی رنگ کو اپنے کشف میں یوں ملاحظہ فرمایا ہے کہ

(۱) ہمارے باغ میں کئی آدمی ایک بڑھ لگا رہے ہیں۔ پھر غیب سے آواز آئی "مبارک"۔

پھر ایک نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا اور اسکے بعد الہام ہوا ما وقفت موقفا غیظ من هذا ان بطش ربك لشدید۔ (مکاشفات صفحہ ۲۴۸ نمبر ۲۴۹) یعنی "اس سے زیادہ غضبناک کسی موقعہ پر میں کھڑا نہیں ہوا۔ تحقیق پکڑ تیرے رب کی سخت ہے (البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۲)

استدلال موصوف آنجہانی فرماتے ہیں کہ "باغ سے مراد اپنی جماعت ہے" (مکاشفات صفحہ ۴۹ سطر ۶) جڑھ کے متعلق آپکا ایک مکاشفہ پیش کرتا ہوں:۔ "اگر یہ جڑھ ہی سب کچھ رہا ہے"

(البشریٰ جلد دوم صفحہ ۶۸ نمبر ۱۶۸)

تشریح حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ تقوی کے مضمون پر ہم کچھ شعر لکھ رہے تھے، اسمیں ایک یہ مصرعہ الہامی درج ہوا"

تقوی کے متعلق آپ ایک دوسری جگہ یوں فرماتے ہیں۔

"شریعت کو مختصر طور پر بیان کریں تو مغز شریعت تقوی ہی ہو سکتا ہے۔

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء

اب کشف محولہ بالا کا مطلب بالکل صاف ہو گیا۔ کہ ایک وقت ہماری جماعت کے کئی ایک آدمی ہماری جماعت میں تقوی کی جڑ لگائینگے جو شریعت جدیدہ کو اپنے ساتھ لئے ہوئے ہوگی۔ اور وہ جڑ مبارک ہے۔ مگر میری جماعت اسکی مخالفت پر آمادہ ہو جائیگی۔ بالخصوص اہلبیت میں۔ "اسدن میں اہلبیت اور ارکین جماعت احمدیہ کی مخالفت کیوجہ سے ایسا غضبناک ہونگا کہ اس سے پہلے ایسا کبھی غضبناک نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ زمانہ اہلبیت کے زور و شور اور اسکے عروج کا زمانہ ہوگا۔ اور عین عروج میں اسکی تطہیر کے سامان پیدا کرونگا۔ اور یہ ایک بڑا بھاری امتحان ہے، جیسا کہ الہامات ذیل سے اسکی تصدیق ہوتی ہے ۲ انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا (ترجمہ) اے اہلبیت خدا تعالیٰ نے تمسے ناپاکی کو دور کرنیکا ارادہ کیا ہے اور تمکو ایسا پاک کریگا۔ جیسا کہ پاک کرنیکا حق ہے۔ پس اے اہلبیت چونکہ وابستگان جماعت تیرے ساتھ اسوقت نہایت عقیدت رکھتے ہیں پس اگرچہ (یہ) ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر (کیونکہ اس تقوی کی قبولیت ہی میں تیری تطہیر مضمر ہے) (البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۱۲۵ الہام نمبر ۵۴۸/۱۰۱)

پھر انہی الہامات کیساتھ زلزلہ موعود کا ذکر بایں الفاظ موجود ہے۔

"سخت زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی۔ خوش آمدی نیک آمدی"۔

جو کشف مذکور کا موئید ہے کہ سخت زلزلہ کیساتھ ہی انتشار روحانیت کی بارش بھی ہے جو خوشی کا باعث اور مبارک ہے۔

سخت زلزلہ کی تعیین جرائد قادیان میں یوں بیان کی گئی جبکہ قادیان میں ظہور الٰہی کے لئے لکھا کہ "یقیناً یہ فتنہ سب سے بڑا تھا" (الحکم جلد ۲۶ نمبر ۲۰ صفحہ ۴)

پس اے اہلبیت اور ارکین جماعت احمدیہ خدا کے غضب سے ڈرو اور خدائی امتحان کو قبول کرو۔ ایسا نہ ہو کہ فیل ہو جاؤ۔ آمین

آغاز و انجام اس واقعہ کی خبر دوسرے الہام میں یوں دیگئی ہے کہ اے اہلبیت تیرے عروج کے گیارہویں سال کے بعد انشاء اللہ یہ سامان پیدا ہو جائینگے جیسا کہ الہام ہے "بعد گیارہ انشاء اللہ" (البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۶۵ نمبر ۱۵۰)

تشریح میں فرماتے ہیں کہ "اسکی تفہیم نہیں ہوئی ۱۱ سے کیا مراد ہے۔ گیارہ دن یا گیارہ ہفتے یا کیا۔ یہی گیارہ کا ہندسہ دکھلایا گیا ہے"

اس ہندسہ میں ۱۱ سال کی خبر دی گئی ہے جیسا کہ زلزلہ موعود کے وقوع نے شہادت دی۔

دوسری جگہ یوں وارد ہے کہ "ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہیں رہیگا" البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۱۲۴ نمبر ۵۲۱/۲

یہاں ایک ہفتہ یعنی سات دن کی مہلت بتائی گئی ہے کہ سات دن تک ایک ایک کر کے سب کا خاتمہ ہو جائیگا۔ اور الہامات میں اکیدن سے مراد ۲ سال ہیں

جیسا کہ لکھا ہے کہ

"بینی وبینکم میعاد یوم من الحضرۃ" میرے اور تمہارے درمیان ایک یوم کی میعاد ہے"

تشریح میں فرماتے ہیں کہ ایک یوم سے مراد ۲ برس ہیں (ملاحظہ ہو انجام آتھم صفحہ ۱۸۳ و تریاق القلوب صفحہ ۱۰۱ البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۴۵ نمبر ۹۷) اس لحاظ سے ایک ہفتہ ۱۴ سال کا ہوا

پس اے احمدی دوستو! قبل اسکے کہ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو اپنے عذاب کا مورد بنا کر ۱۴ سال میں بالکل خاتمہ کرے بہتر ہے کہ قبولیت حق کے لئے اپنے سینہ کو فراخ کرو اور "المناد من مکان قریب" کی ندا پر لبیک کہتے ہوئے دوڑو تاکہ آپکے پیشوا کی یہ پیشگوئی پوری ہو جیسا کہ "ھم ینادون من مکان بعید" (البشریٰ جلد ۱ صفحہ ۲۸ نمبر ۶۵)

پس اے فرزندان امت احمد قدنی ارشاد ربانی فلما زاغوا ازاغ الله قلوبهم پر غور کرو اور دل کی کدورتیں دور کرتے ہوئے اپنی حالتوں کا چشم انصاف سے مطالعہ کرو تاکہ اپنی اصلاح کر سکو کیونکہ ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم (البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۰۶) اور اس عذاب موعود سے ڈرو جو خاص قادیان کے متعلق ہے جس سے آپکے "نبی" نے خوف کھایا، جیسا کہ الہام ہے الامراض تشاع والنفوس تضاع (ترجمہ) امراض پھیلائی جائینگی اور جانیں ضائع کیجائینگی۔ (نوٹ) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ الہام پہلے بھی ہو چکا ہے اب پھر ہوا ہے اور خوف ہے کہ اس سے کیا مطلب ہے معلوم نہیں کہ قادیان کے متعلق ہے یا پنجاب کے متعلق (البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۱۱۱ نمبر ۵۴۳/۶)

مرادیا لفضیحت بود و گفتیم حوالت باخدا کردیم و رفتیم

(۲) رویا دیکھا کہ ایک بڑا دریا ہے اسمیں سے کوئی چیز نکلی جسمیں سے شعلے نکلتے ہیں۔ اور ہمارے سامنے ہوئی جیسا کہ دریا بطور تحفہ کے کوئی چیز ہمارے آگے پیشکش کرتا ہے وہ چیز ہمنے لے لی تو وہ ایک ٹوپی تھی جسکو ہمنے سر پر رکھ لیا۔ اسکے بعد دریا نے ایک اور چیز پیش کی۔ جو ایک چغہ کی شکل میں تھی وہ بھی ہمنے لے لی"۔ (مکاشفات صفحہ ۱۱۲ نمبر ۱۱۷)

استدلال دریا کی تعبیر آپ حسب ذیل فرماتے ہیں:۔

"خواب میں دریا دیکھنا۔ فرمایا۔ کہ جو معارف اور علم رکھتا ہو اسی دریا سے بھی تعبیر کیا کرتے ہیں۔ (مکاشفات صفحہ ۶۹ نمبر ۱۳)

پس مطلب صاف ہے کہ ایک معارف اور علم رکھنے والے شخص سے محفوظ الحق علمی نے بطور تحفہ دو چیزیں ٹوپی اور چغہ کہ باعث زینت ہیں جماعت احمدیہ کے سامنے پیش کیں۔ جنمیں سے چند آدمیوں نے قبول کیا اور باقی سخت گھبرا گئے۔ جیسا کہ بعد کے ایک قریبی الہام سے اسکی توضیح ہوتی ہے فزع عیسیٰ ومن معه یعنی عیسیٰ (کا قائمقام) اور اسکی ساتھی گھبرا گئے" (البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۹۹ نمبر ۳۶۹)

جسکو ایک دوسرے بعد کے قریبی کشف نے نہایت واضح کر دیا۔ وہ یہ ہے "رویا دیکھا کہ ایک شخص سامنے کھڑا ہے اسنے نہایت زور کیساتھ قلم چلایا جیسا کہ کوئی دیاسلائی رگڑتا ہے (کشف بالا میں شعلہ کا لفظ ہے عمر) اور اسکے قلم کے لکھنے کی آواز بھی آئی اُسنے لکھا:۔ "شاهت الوجوه" (مکاشفات صفحہ ۴۲ نمبر ۱۰۱)

یہ وہی قلم ہے جو "لوح محفوظ" کا قلم ہے اور اسکی قلم کی آواز جناب میاں صاحب اور اہل قادیان کے کان میں جو باعث شامت وجوہ ہوئی۔ اور یہی معنی فزع عیسیٰ ومن معه کے ہیں فتدبروا

©Afnan Library Trust, 2026

عیسیٰ کے ساتھیوں کی گھبراہٹ اور وقوع شاھت الوجوہ زلزلہ موعود کی علامات بینہ ہیں۔ جیساکہ ہردو الہامات کے درمیان یہ الہام درج ہے۔
"پہاڑ گرا اور زلزلہ آیا" (البشریٰ جلد ثانی صـ۹۹ نمبر ۳)

(۲) نزول خدا

اور یہی زلزلہ نزول خدا کی علامت ہے۔ جیساکہ جناب میرزا صاحب اپنے الہامات میں یوں خبر دیتے ہیں کہ

"فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا" (البشریٰ جلد اول صـ۳۷ نمبر ۸۳)
پس جب کہ خدا نے پہاڑ پر تجلی کی تو اسکو پاش پاش کردیا وکان امر اللہ مقضیا۔ قول الحق الذی فیہ تمترون۔ اور یہ امر پہلے ہی سے قرار پایا ہوا تھا۔ یہ وہ سچی بات ہے جسمیں تم شک کرتے ہو۔"

الہام بالا میں پہاڑ گرا اور زلزلہ آیا ہر دو ایک ساتھ بیان کئے گئے ہیں دوسری جگہ پہاڑ گرنا خدا کی تجلی کی وجہ سے ہے جو ایک زلزلہ ہے۔ اسی خدا کی تجلی کو دوسری جگہ الہامات میں یوں بیان فرمایا ہے

۱۔ خدا قادیان میں نازل ہوگا۔ (البشریٰ جلد اول صـ۵۶ نمبر ۱۷۵)
۲۔ خدا قادیان میں اُتریگا اپنے وعدے کے موافق (الہام ۱۰ مارچ ۱۸۹۰ء از بیاض خاص) البشریٰ میر سراج الحق نعمانی صفحات اخیری)

حقیقت الامر قادیانی اصطلاح میں نزول خدا کسی عظیم الشان انسان کا ظہور ہے۔ چنانچہ جناب میرزا صاحب مرحوم خود بھی اپنے تئیں مسیح موعود قرار دیتے ہوئے یوم یاتی ربک فی ظلل من الغمام کو اپنے اوپر چسپاں فرمارہے ہیں (ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی صـ۱۵۴) مگر مصیبت تو یہی ہے کہ آپ اہل اسلام کی مسلمہ پیشگوئیوں کے موجب مسیح موعود ہونیسے انکار کررہے ہیں اور اسکا وجود کسی آئندہ زمانے میں بتاتے ہیں۔ (ازالہ صـ۱۰۲ ج۲)
مگر آئندہ زمانہ میں پیدائش محال بھی قرار دی ہے۔ (تریاق القلوب)

بایں ہمہ طرہ یہ ہے کہ آپ کا ایسا الہام کوئی نہیں جسکی رو سے آیت یوم یأتی ربک فی ظلل من الغمام آپ پر چسپاں کیجا سکے۔ اسلئے بوجوہ ذیل اہل قادیان الہامات مذکورہ (۱) خدا قادیان میں نازل ہوگا۔
(۲) خدا قادیان میں نازل ہوگا اپنے وعدہ کے موافق۔ (۳) نزول در قادیان، کو اپنے مقدس پیشوا پر چسپاں نہیں کرسکتے۔

۱۔ مسیح موعود کا ظہور خود خدا کا ظہور ہے۔ مگر جناب میرزا صاحب حقیقی مسیح موعود ہونیسے منکر ہیں اگر کسی لحاظ سے ہیں بھی تو آپ کی وہ شان نہیں جو آیت "یوم یاتی ربک" میں مضمر ہے اور نہ ہی کوئی الہام اسکا موید ہے۔
۲۔ ظہور خدا کی پیشگوئی کسی آئندہ وقت کے لئے ہے اور اسکا ظہور قادیان میں مقدر ہے۔ اور یہ وعدہ ہے جو اٹل ہے۔ اس وعدہ کا ظہور فرزند ارجمند کے عہد سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اہلبیت کے عروج کے زمانہ میں یہ نزول ہونیوالا ہے۔

پس ٹھیک فرزند ارجمند اور اہلبیت کے زمانہ عروج میں زلزلہ موعود آگیا۔ جیساکہ قبل ازیں بالتفصیل دکھایا جاچکا ہے۔ اور اسی وقت خدا کا ظہور مقدر تھا۔ یعنی پانچ زلزلوں کے بعد جیساکہ مؤلف سیرۃ المہدی اپنی کتاب کے صفحہ ۹۰ پر پانچ زلزلوں کا وقوع تسلیم فرماچکے ہیں۔ اور البشریٰ جلد ثانی صـ۱۰۹ پر پانچ زلزلوں کے وقوع کے بعد اس کی شان یوں بیان کی گئی ہے

مقام او مبیں از راہ تحقیر
بدورانش رسولاں ناز کردند

پھر فرمایا "خدا نکلنے کو ہے"

پس وہ ٹھیک اپنے وقت پر نکلا۔ اور وہی موعود ہے جسنے اپنا دعویٰ یوں پیش کیا ھذا ھو المذکور فی قطب العالم والموعود فی صحائف اللہ العزیز الحکیم قال اللہ قد ظھر الموعود باسمہ الودود
(کتاب مبین صـ۲۴۶)

اور اسی پر یوم یأتی ربک فی ظلل من الغمام کی پیشگوئی صادق آئی۔ جیساکہ ارشاد ہے طوفوا وزوروا رب الانام فی ھذہ الایام التی ما ادرکت مثلھا العیون فی قرون الاولین (کتاب دعیہ صـ۱۶۷/۱۵۹)، یعنی اے ملاء اعلیٰ کی جماعت ان دنوں میں جنکی مثال پہلے زمانوں میں کسی آنکھ نے نہیں دیکھی۔ تم مخلوقات کے رب کی زیارت کرو اور اسکا طواف۔" (الفضل ۱۴ اگست ۱۹۲۴ء صـ۶ کالم ۳)

اسی میں ؎ مقام او مبیں از راہ تحقیر بدورانش رسولاں ناز کردند
والی شان جلوہ کناں ہے فتفکروا

اور یہی موعود مسیح موعود تھا جیساکہ ارشاد ہے انہ اتی من السماء کما اتی اول مرۃ یعنی جسطرح مسیح پہلی بار آسمان سے آیا تھا ویسے ہی اب آیا ہے۔

اسی ظہور کو دوسرے لفظوں میں صاحب شریعت نبی بتایا ہے یعنی موسیٰ کے نام سے پکارا ہے جیساکہ الہام ہے

(۳) ظہور موسیٰ اور اسکی جماعت

"ایک موسیٰ ہے میں اسکو ظاہر کرونگا اور لوگوں کے سامنے اسکو عزت دوں گا۔ گنہگار کو میں گھسیٹوں گا اور اسے دوزخ دکھاؤنگا۔" (البشریٰ جلد ۱۲۰)

جماعۃ ایسے ہی اسکی جماعت کی خبر دی گئی جیساکہ الہام ہے۔

"الحق بشیعۃ موسیٰ ورضی اللہ بہ قولاً"، اس شخص یا ان اشخاص کو موسیٰ کے خاص گروہ میں داخل کیا گیا اور اللہ تعالیٰ اس سے اسکی بات کے باعث راضی ہوا۔" (البشریٰ جلد ثانی صـ۱۳۳ نمبر ۱۷۲)

اس الہام میں پہلے ایک خاص شخص کا ذکر ہے جسکے متعلق رضی اللہ بہ قولاً کہا گیا ہے۔ اور بعد میں اوروں کا ذکر ہے۔ اسی مخصوص شخص کا دوسری جگہ سلطان عبدالقادر کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ (البشریٰ جلد ثانی صـ۱۲۸، جواہر الکرم سید محفوظ الحق صاحب قلمی کا دوسرا نام ہے۔ اور یہ آج نہیں رکھا گیا بلکہ والدین نے بھی یہی نام رکھا اور دنیائے احمدیت اس سے ناآشنا نہیں اگر معلوم نہ ہو تو ملاحظہ ہو فیض حیات جلد ۳ نمبر ۲) یا خود جناب امام قادیان سے دریافت کرلیا جائے۔

اس بات کی تعیین کہ موسیٰ کے گروہ کا معزز ممبر جسکے متعلق رضی اللہ کا لفظ وارد ہوا ہے سلطان عبدالقادر ہی ہے۔ ایک دوسرے الہام سے یوں ہوتی ہے۔

"عبدالقادر رضی اللہ عنہ اری رضوانہ اللہ اکبر" بدر جلد نمبر ۸ صـ۲ البشریٰ صـ۹۷)

اور اسی عبدالقادر کا ظہور موسم بہار میں مقدر تھا۔ اور ایک زلزلہ کے رنگ میں ہے۔ جو میرزا صاحب کی زمین کو جو انھوں نے کشتی رنگ میں دیکھی تو والا کرنیوالا اور ننگ کو اٹھا دینے والا ہے۔ جیساکہ مفصلہ ذیل الہامات متصل الہام بالا سے اسکی تصدیق ہوتی ہے:-

"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ زلزلہ کی نسبت تیرے دیکھے ہوئے کو سچا کرکے دکھلا دیا۔ زمین زیر و بالا کردی۔ ننگ اٹھا دو۔" (البشریٰ جلد ۲ صـ۹۷)

موید تصدیق رویا دیکھا کہ ایک شخص سامنے کھڑا ہے اُسنے نہایت زور کیساتھ قلم چلایا۔ جیساکہ کوئی دیاسلائی رگڑتا ہے۔ اور اسکے قلم کے لکھنے کی آواز بھی آئی۔ اُسنے لکھا شاھت الوجوہ۔ (مکاشفات صـ۴۲ نمبر ۱۷۵)

یہ وہی قلم ہے جو "نور محفوظ" مؤلفہ محفوظ الحق علمی کا قلم تھا۔ اور اسی قلم کی آواز اہل قادیان کے کان میں پڑی۔ جو باعث شاھت الوجوہ ہوئی۔ فتدبر

"ایک سے تین"

"رویا دیکھا کہ مرزا نظام الدین کے مکان پر مرزا سلطان احمد کھڑا ہے اور سب لباس سر تا پا سیاہ ہے۔ ایسی گاڑھی سیاہی ہے کہ دیکھی نہیں جاتی۔ اسوقت میں نے گھر میں مخاطب ہوکر کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے تب دو فرشتے اور ظاہر ہوگئے اور تین کرسیاں معلوم ہوئیں اور تینوں پر وہ تین فرشتے بیٹھ گئے۔ اور بہت تیز قلم سے لکھنا شروع کیا۔ جسکی تیز آواز سنائی دیتی تھی۔ ان کے اس طرز کے لکھنے میں ایک عجب تھا۔ میں پاس کھڑا ہوا کہ بیداری ہوگئی۔" (مکاشفات صـ۳۹ نمبر ۱۵۴)

استدلال کشف بالا میں دو نام ایک بیٹا اور تین فرشتوں کا ذکر ہے ناموں کے متعلق موصوف آنجہانی کا حسب ذیل ارشاد ہے۔

"ناموں کی نسبت حضرت نے فرمایا کہ خوابوں میں ناموں کے الفاظ پر بڑا مدار رہتا ہے۔ تفاؤل کے واسطے ہمیشہ نام کے معانی کی طرف غور کرنی چاہئے۔ لمبا سلسلہ نہ دیکھیے نام کو دیکھ لے۔" (مکاشفات صـ۴۸ نمبر ۱۷۵)

سلطان احمد کے متعلق حسب ذیل رائے ہے۔

"مولوی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ رات میں نے خواب دیکھا کہ سلطان احمد صاحب آئے ہوئے ہیں۔ فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ خدا کی طرف سے کوئی نشان ظاہر ہوگا۔

سلطان سے مراد براہین اور نشان ہوا کرتا ہے۔ (مکاشفات صـ۷)

بیٹے کے متعلق حسب ذیل ارشاد ہے:-

"بیعت کرنیوالا فرزند کے حکم میں ہوتا ہے" (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صـ۱۶۳)

پس کشف بالا کا مطلب صاف ہے کہ نظام الدین کے لئے محض للہ ایک شخص جو جناب میرزا صاحب سے روحانی رشتہ رکھنے والا ہوگا۔ کچھ دلائل لیکر کھڑا ہوگا ان دلائل کو اس نظر سے دیکھنے پر کہ واقعی یہ باتیں جناب میرزا صاحب کا عین مقصد تھیں وہ شخص اسکا ساتھ دینگے اور ایسے قاطع اور روشن دلائل پیش کرینگے کہ جنکی ہیبتناک آواز دور دور تک سنائی دیگی۔ جیساکہ جرائد ہندوستان میں اس آواز کی لہر اب پیدا ہورہی ہے اور دنیائے احمدیت اس صدا سے گونج رہی ہے۔

میرزا صاحب کے کشف میں کھڑا ہونا صاف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہر شہ ظاہر ہونیوالے اشخاص کو اپنا حامی سمجھتے ہیں۔ دوستو! پہلے ایک پھر ایک سے تین ہونیوالی وہی جماعت ہے جسکے متعلق کہا گیا کہ اس شخص یا ان اشخاص کو موسیٰ کے گروہ میں داخل کیا گیا۔ اور وہ ہی تحریر ہے جسے اتر لناہ علی رقیۃ من موسیٰ کہا گیا ہے فتفکروا۔

تین سے چار

اسکے کچھ عرصہ بعد اخی المکرم منشی احمد علیخانصاحب نے اعلان کردیا جسنے الہام "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" کی تشریح کردی جس کے متعلق موصوف آنجہانی فرماتے ہیں کہ اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے (البشریٰ جلد ۲ صـ۵)

چار سے پانچ

اکیسویں شب مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبت جس سے جو خفیف سے نشاء کے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے ایکدفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد کلمے کی آواز آئی جیسی لشکر غنیم

©Afnan Library Trust, 2026

چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے۔ پھر اسیوقت پانچ آدمی نہایت وجیہہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آگئے یعنی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت علی و حسنینؑ و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور ایک نے انمیں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ نے نہایت محبت اور شفقت سے مادرمہربان کیطرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ بعد اسکے ایک کتاب مجھکو دیگئی جسکی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جسکو علیؑ نے تالیف کیا ہے اور اب علیؑ وہ تفسیر تجھکو دیتا ہے (البشریٰ جلد ۱ حصہ دوم صفحہ ۱۲)

۲ استدلال | جب ہم اصحاب ارربعہ کا اعلان شائع ہو چکا تو محترمہ خانون طاہرہ خانم المعروف زینب بیگم نے بھی علمدگی اختیار کر لی۔ جسکو موصوف آنجہانی نے فاطمۃ الزہرا کی شکل میں دیکھا۔ جنہوں نے جماعت احمدیہ کی توجہ حضرت بہاء اللہ عزاسمہ کی وحی کی طرف منتقل کر دی۔ اور بتا دیا کہ اب قرآن کریم کا صحیح حل اور اسکا حقیقی جلوہ علی (یعنی میرزا حسین علی عزاسمہ) کی کلام میں ہی ہے جس سے جناب میرزا صاحب کا الہام "دولت اسلام بذریعہ الہام بہشتی کمرہ میں نزول ہوگا" (البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۱۲۸) پورا ہو گیا اور اسکے ظہور کا ٹھیک یہی وقت تھا۔ اور اتمام حجت الہٰی کے ہاتھوں مقصود تھی۔ جیسا کہ ذیل کے کشوف ہماری مزید تائید کرتے ہیں:۔

(۱) "گذشتہ رات کو دیکھا کہ ایک لڑکی جسکا زینب نام ہے ساتھ ہے۔ ایک کنوئیں پر گئے ہیں جو باغ کے باہر جنوب مغربی کونہ پر واقعہ ہے۔ اور کہا کہ اس سے دور رہنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ زلزلہ کے سبب یہ کواں زمین کے اندر گر پڑے گویا زلزلہ کے سبب کنوئیں کے زیر و زبر ہونے کا اندیشہ ہے۔ (مکاشفات صفحہ ۱۲۵)

زینب مذکور وہی خاتون ہے جسے آپکے پیشوا نے اپنے ساتھ دیکھا اور بتایا کہ زلزلہ موعود کے عذاب یعنی امتحان میں تم چھوڑی جاؤگی۔ بہت سے لوگ جو اپنے تئیں روحانیت کے چشمے بتائینگے ان کے محروم ہو جانے کا سخت اندیشہ ہے فتدبروا

(۲) اسی زینب کا دوسری جگہ یوں ذکر ہے

لا تقتلوا زینب (زینب کو قتل نہ کرو) (البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۱۲۹ نمبر ۶) چنانچہ اسی رہنمائی یعنی حضرت علی کی تفسیر کا پتہ بتانے پر زینب کے قتل کے ارادے کئے گئے۔ جسکا ذکر جناب خلیفۃ المسیح ثانی دبی زبان سے اسطرح کرتے ہیں:۔

"اصل بات یہ ہے کہ مجلس شوریٰ کے وقت مولوی رحیم بخش صاحب نے مجھے ایک رقعہ دیا۔ جو مہر محمد خاں کا تھا۔ اور میر محمد اسحٰق کے نام تھا۔ اسمیں یہ خواہش کیگئی تھی کہ مجھ تک وہ معاملہ پہنچا دیا جائے اس رقعہ کا مضمون یہ تھا۔ کہ محفوظ الحق صاحب کو اپنی بیوی کے رشتہ داروں کی طرف سے خطرہ ہے کہ وہ فساد کریں۔ چونکہ ایسے موقع پر طبائع میں اشتعال کا پیدا ہو جانا طبعی امر ہے مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں ایسا ہی نہ ہو جائے تو یہ لوگ ایک طیر کو قتل کے نام سے منسوب کر دینگے" (الفضل ۱۵ اپریل ۱۹۲۳ء صفحہ ۲ کالم ۲)

قتل کی تجاویز جس صورت میں ہوئیں بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے مگر بہرکیف قادیان دبی زبان سے مقرر ہوا کہ ایسی ایسی تجاویز ضرور پیش آئیں اور زینب ہی کے متعلق تھیں۔ الغرض زینب کے قتل کی تجاویز ہوئیں اور مصلحت الٰہی نے قاتلوں کے ہاتھ باندھ دیئے تاکہ بغرض اتمام حجت الہام "لا تقتلوا زینب" پورا ہو۔ اور وہ زینب جسکا زلزلہ موعود کی بچا یقینی ہے حادثۂ قتل سے جانبر ہو کر جماعت احمدیہ کی رہنمائی کا موجب ہو۔ فتفکروا یا اولی الباب والابصار

ہاں بار بار اشخاص کے متعلق یہ شبہ نہ رہے کہ وہ تو اور تھے اور تم اس سے مراد کیونکر ہو سکتے ہو۔

(۱۱) جناب میرزا صاحب کا گرایا جانا اور جماعۃ احمدیہ کا انتشار

ناظرین کوکب ہند پر یہ امر تو ظاہر ہو چکا ہے کہ جناب میرزا صاحب مرحوم نے جسقدر بھی تعلیم پیش کی ہے وہ تمام کی تمام بہائی تعالیم سے اخذ کیگئی ہیں۔ اور کتب بہائیہ کا مطالعہ خود ان کے مسلمات سے ہے مگر چونکہ اشاعت تعلیم میں خود غرضی کی آلائش اور ملچھٹ باقی تھی لہذا ضروری تھا کہ ایک وقت مقررہ پر اسے بھی صاف کر دیا جاتا۔ ہم اپنی تمہید کو قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں، وہ اسطرح کہ جناب میرزا صاحب نے جب ۱۸۸۲ء اپنے تئیں محدثیت سے باہر نکالا اور دعوئی مسیحیت کے خیال دماغ میں چکر لگانے لگے تو ۲ اپریل ۱۸۸۳ء کو اس خود فراموشانہ خیال کا عدالت الٰہیہ سے یوں مؤاخذہ ہوا کہ

"آج اسی وقت میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی ابتلاء میں پڑا ہوں اور میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور جو شخص سرکاری طور پر مجھسے مواخذہ کرتا ہے میں نے اسکو کہا کیا مجھکو قید کرینگے یا قتل کرینگے اسنے مجھے ایسا کہا کہ انتظام یہ ہوا ہے کہ گرایا جائیگا۔ میں نے کہا کہ میں اپنے خداوند جلشانہ کے تصرف میں ہوں۔ جہاں مجھکو بٹھائیگا بیٹھ جاؤنگا۔ اور جہاں مجھکو کھڑا کریگا کھڑا ہو جاؤنگا۔ اور یہ الہام ہوا

"یدعون لک ابدال الشام ویدعو لک نجباء اللہ من العرب"

(ترجمہ) تیرے لئے ابدال شام کے دعا کرتے ہیں اور میرے خدا کے عرب میں سے دعا کرتے ہیں' خدا جانے یہ کیا معاملہ ہے اور کب اور کیونکر اسکا ظہور ہو" (مکاشفات صفحہ ۲۳ کشف نمبر ۵۲)

کشف بالا سے ظاہر ہوتا ہے کہ جونہی جناب میرزا صاحب مرحوم نے دعوئی مسیحیت کی بنیاد قائم کرنی چاہی فی الفور عدالت الٰہیہ سے بموجب آیہ کریمہ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین سرکاری طور پر مؤاخذہ ہوا جسکو جناب میرزا صاحب نے ان معنوں میں "قید کرینگے یا قتل کرینگے" اون کے ایک مفہوم لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین کا بھی محسوس کیا۔ مگر جواب دیا گیا کہ نہیں تم گرائے جاؤگے۔ یعنی تمہارا ادعائے مسیحیت اگر مستقل طور پر ہوا تو قلعی کھلیگی اور یہ بھی محض اسلئے کہ تمنے موعود شام اور نبی عرب کی تعلیم کی اشاعت کی ٹھانی ہے۔ جو منشاء الٰہی کے خلاف نہیں ورنہ ادعائے مستقل کی صورت میں تمہاری جزا واقعی بربادی اور ہلاکت تھی۔ چنانچہ اس سرزنش کے بعد آپ نے خود دعوئی فرمایا وہ حسب ذیل ہے

(۱) "میں اسی الہام کی بنا پر اپنے تئیں وہ موعود مثیل سمجھتا ہوں جسکو دوسرے لوگ غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہیں ۱۸۹۱ء

(۲) میں اسبات سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا کہ شاید مسیح موعود کوئی اور بھی ہو۔ اور شاید یہ پیشگوئیاں جو میرے لئے روحانی طور پر ہیں ظاہری طور پر اسمیں گھٹتی ہوں" (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۸۱ ۱۸۲ء

(۳) اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعوئی کیا ہے جسکو کم فہم مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں" (ازالہ حصہ اول صفحہ ۷۵ سطر ۸-۹ طبع اول ۱۸۹۱ء)

(۴) مسیح نے اپنے بعض مثیلوں کا ذکر کر کے انکا دنیا میں آنا اور تکلیف اٹھانا گویا اپنا آنا اور تکلیف اٹھانا قرار دیا ہے۔ اور چھوٹے بھائیوں سے مراد بچہ ان کے اور کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ جو کسی قدر مسیح کے منصب اور مسیح کی طبیعت اور مسیح کے درجہ سے حصہ لیں۔ اور اسکے نام پر مامور ہو کر آویں۔

(ازالہ جلد ۲ صفحہ ۱۸۸)

دعاوی بالا سے حقیقت ظاہر ہے کہ آپ کا مستقل طور پر کوئی دعوئی انہیں اور نہ موعود کے وجود کی نفی ہی ظاہر ہوتی ہے۔ بلکہ اپنے تئیں مثیل موعود کہتے ہیں۔ نہ کہ اصلی موعود۔ مگر جب کچھ شیدائی پیدا ہو جاتے ہیں تو خطبہ الہامیہ میں بدیں الفاظ تحدی فرماتے ہیں فبینوا ان قام من دونی یدعی انہ ھو المسیح الموعود (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۲۶)

اگرچہ ازالہ اوہام صفحہ ۲۶۵ پر بھی ایسے ہی الفاظ ہیں مگر حوالجات بالا کی وہ مشتبہ ہو گئے لہذا اسوقت نوٹس لینے کی ضرورت نہ سمجھی گئی مگر ۱۹۰۱ء میں جب بذریعہ الہام مطالبہ کیا تو آپکو پھر عدالت الٰہیہ میں طلب کیا گیا جیسا کہ کشف ذیل سے ظاہر ہے۔

میں خواب کیا دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں ہوں میں منتظر ہوں کہ میرا مقدمہ بھی ہے کہ اتنے میں جواب ملا

اصبہ سنفرغ لک یا مرزا (مکاشفات صفحہ ۲۰)

(ترجمہ) اے مرزا ٹھہر جا ہم عنقریب تیرے لئے فارغ ہوتے ہیں)

اب ۲۶ جنوری ۱۹۰۳ء کو تاریخ دی جاتی ہے اور عدالت الٰہیہ سے حکم ہوتا ہے کہ تا صبح کر کے ہم تیرے لئے فارغ ہوتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ کوئی اور بھی مدعی ہے یا نہیں، تب اگست ۱۹۰۳ء میں سرکاری آدمی وارنٹ لیکر لاہور میں پہنچ جاتا ہے اور باآواز بلند پکارتا ہے ؎

بازار حسن میں آ یوسف کا ساسنا کر
کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائیگا چلن میں

(پیسہ اخبار ۲۷ اگست ۱۹۰۳ء)

جسکو جناب مرزا صاحب مرحوم یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"آج پیسہ اخبار ۲۷ اگست ۱۹۰۳ء کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ حکیم میرزا محمود نام ایرانی لاہور میں خود کشی ہیں وہ بھی ایک مدعی مسیحیت کے حامی ہیں دعوئی کرتے ہیں اور مجھسے مقابلہ کے خواہشمند ہیں۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ مجھے اسقدر شدت کم فرصتی ہے کہ میں انکی درخواست کو قبول نہیں کر سکتا"

(پیغام احمد ٹائیٹل صفحہ ۲)

مگر عدیم الفرصتی کا عذر کرتے ہوئے ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں تاہم یہ ایک لیکچر کی آڑ میں ہمیشہ کے لئے ٹال جاتے ہیں مگر سرکاری قاصد گھر تک پہنچتا ہے اور للکار کر کہتا ہے

"اس بندہ نے باوجود اس بات کے کہ اہل بہار کے نزدیک ان کے خادموں میں سے ایک ادنیٰ سا خادم ہوں ایام اقامت لاہور میں بذریعہ پیسہ اخبار جناب مرزا صاحب قادیان سے درخواست کی تھی کہ ایک مجلس مقرر کیجائے جسمیں کئی بزرگ اہل علم اور صاحبان انصاف ثالث اور شاہد مقرر کئے جائیں جنکے روبرو نہایت ترحا اور ملائمت و روح و ریحان و سلامت کیساتھ ظہور کی حقانیت کے ثبوت میں دلائل پیش ہوویں۔

مرزا صاحب نے قبول نہیں کیا پھر دوبارہ از سر نو لکھ رہا ہوں کہ جبتک ہم اس حدود میں مقیم و ساکن ہیں پھر بھی جب انکی مرضی ہووے ایسی ایک مجلس تاسیس و مقرر کیجائے۔ ہم سب طرح سے (مقابلہ کے لئے) حاضر ہیں"

©Afnan Library Trust, 2026

مگر یاہیں ہمہ موصوف آنجہانی ہمیشہ کے لئے سکوت اختیار کرتے ہیں تاہمکہ یکہ آپکا انتقال ہوجاتا ہی بلکہ ایک کثیر جماعت ایسی تیار کررہے ہیں جو ایک محدود دائرہ میں چکر لگارہی ہو اور حقیقت حال سے بیخبر ہے اسپر پھر سرزنش ہوئی اور عدالت الٰہیہ سے ۱۰ر فروری ۱۹۰۶ء کو غضبناک حکم یوں صادر ہوا۔

رؤیا دیکھا کہ ایک کثیر جماعت میرے پاس کھڑی ہو ایک حاکم آیا اور سے کھڑے ہوکر کہا کہ کیوں اس جماعت کو منتشر نہ کیا جائے۔ میں نے کہا کہ اس جماعت میں کوئی مخالفت نہیں صرف تعلیم پاتے ہیں۔ پھر اس حاکم نے کہ گویا وہ ایک فرشتہ تھا آسمان کی طرف منہ کرکے ایک دو باتیں کیں جو مجھ میں نہیں آئیں۔ پھر اُسنے مجھے مخاطب کرکے کہا کہ سلام۔ پھر چلا گیا۔"

(مکاشفات صفحہ ۶۹ کشتی نمبر ۲۱۷)

یہاں بھی جناب مرزا صاحب وہی عذر بیان فرماتے ہیں کہ میں اپنی جماعت کو مخالفت نہیں سکھاتا مگر قریب لا رہا ہوں۔ دلائل اور براہین کا سبق دے رہا ہوں۔ چونکہ آپنے مجسم قاصد کی نہ خود مخالفت کی اور نہ اگے ہی کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ لہذا کہا گیا کہ اچھا اپنا کام کئے جاؤ۔

مگر ریویو آف ریلیجنز میں قدرے مخالفت کا سلسلہ شروع ہوا اسپر غضب الٰہی نے پھر عود کیا اور فرمایا "زلزلہ آنیکو ہی" یعنی سخت زلزلہ (البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۱۰۵ الہام نمبر ۱۴۷ یکم مارچ ۱۹۰۷ء)

"مگر پھر بصد خشوع وخضوع عرض کرتے ہیں کہ اے میرے رب مجھے قیامت کا زلزلہ دکھلا" (قیامت یعنی تغیر عظیم تختہ گورنمنٹ حاشیہ صفحہ ۱۵۵ طبع ۲) تو جس سے پیار کرتا ہی میں اوس سے بیحد پیار کروں گا اور تو جس سے ناراض ہی میں اوس سے ناراض ہونگا۔ (البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۱۰۵)

مگر ارشاد ہوتا ہی کہ "خدا نے تیری ساری باتیں پوری کردیں" یعنی ہر وقت ترے عذر سنے زلزلہ کی بابت بھی تیرا عذر قبول کیا گیا۔ ایک حصہ زلزلہ کا بایں حق حضرت محمود شیرازی کے ذریعہ دکھایا گیا یقینی تیری وفات کے بعد دکھایا اور کیا چاہتا ہی اب دور خسروی آنے کو ہی تاکہ تیری جماعت از سر نو مسلمان ہو

چو دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند" (ایضاً صفحہ ۱۰۵)

میں تیری جماعت کے پاس اچانک آؤنگا تاکہ پردہ اٹھاکر ہر بات میں تیرے واسطے بہم آسانی کردیں۔ تحقیق تیرا رب کرنیوالا ہی جو کچھ چاہی۔

اب وہ خدا جسکو دانیال نبی نے میکائیل کے نام سے یاد کیا ہے نکلنے کو ہی ؎ مقام او بمیں از زاہ تحقیر
بدورانش رسولاں نازہ کردند

یہ خدا کا وعدہ ہی اور خدا کا وعدہ نہیں ٹلیگا۔ رفیقوں کو کہدیں کہ عجائب در عجائب کام دکھلانے کا وقت آگیا ہی (ایضاً صفحہ ۱۰۹)

"وہ تکلمنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون وعد علینا" (صفحہ ۱۱۳ نوٹ) یہ الہام جماعت احمدیہ کے متعلق ہی۔

پس وہ زلزلہ موعود ظہور میں آچکا جیسا کہ پہلے دکھایا جاچکا ہی

ایک اور بات

جناب مرزا صاحب مرحوم کا ایک اور الہام جماعت کے خاتمہ پہ دلالت کرتا ہی۔ لہذا اُسے خاتمہ مضمون میں لانا زیادہ مناسب ہی وہ یہ ہذا۔

"چمک دکھلاؤنگا تمکو اس نشان کی تیج بار" البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۱۰۱)

جناب میرزا البشیر احمد صاحب ایم اے مولف سیرۃ المہدی اپنی کتاب کے صفحہ پہ فرماتے ہیں کہ "یہ عبارت لکھتے لکھتے خاکسار کو خیال آیا کہ حضرت مسیح موعود کو جو پانچ زلزلوں کی خبر دیگئی تھی اور آخری زلزلہ کو زلزلۂ الساعۃ کہا گیا تھا وہ گو دنیا کے واسطے الگ بھی مقرر ہوں مگر اسمیں شک نہیں کہ ان پانچ زلزلوں پر بھی پیشگوئی کے الفاظ صادق آتے ہیں۔"

تحریر بالا سے ظاہر ہی کہ پانچ زلزلے ہوگئے اسکے بعد جناب میرزا صاحب کا دوسرا الہام ملاحظہ ہو۔ "خدا اسکو پنجبارہ ہلاکت سے بچائیگا۔ (البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۱۱۹) ظاہر ہے کہ زلزلۃ الساعۃ ظاہر ہوگیا جسکے لئے مرزا صاحب نے دعا کی تھی کہ اے میرے خدا مجھے یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہو۔ پس اب یہ جماعت ہلاکت سے بچ نہیں سکتی اور اسکی بربادی اور انتشار کا وقت آپہنچا۔ چنانچہ اڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور فرماتے ہیں

"یہ آثار قادیان کی گودی کے لئے اچھے نہیں معلوم ہوتے۔ ایسا نظر آتا ہی کہ اب میاں صاحب کی پیری کی خیر نہیں۔ غالباً محمود شاہی کا دور دورہ ختم ہونیوالا ہی" (ملاحظہ ہو اخبار پیغام صلح ۳ر اگست ۲۳ء صفحہ ۴ کالم ۴)

اور ایسا ہی ہند بھر کے معزز جرائد بھی جناب مدیر پیغام سے متفق اللسان ہیں۔ کاش! ہمارے دوست اپنے پیشوا کی مقدس وحی پہ غور فرمائیں اور حقیقت کی تلاش کریں

ایک اعتراض اور اسکا جواب

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد — میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

فی الجملہ جناب میرزا صاحب مرحوم تو اپنا زمانہ بخیر وعافیت گذار گئے۔ اور بوجہ اشاعت تعلیم بہائیہ مثیلی وفات مسیح۔ بقاء نبوت۔ تنسیخ جہاد وغیرہا اللہ تعالیٰ نے چشم پوشی فرماتے ہوئے فرمایا "انا عفونا عنک" ہمنے تجھے معاف کیا۔ (حقیقۃ الوحی) مگر وہ کام جو تمنے کیا ہی خدا کی رضی کے موافق نہیں ہوگا۔ (حقیقۃ الوحی) اور وقت قریب آرہا ہی کہ کہا جائیگا کہ

"راز کھل گیا"

اسدن مقابلہ پر آنیوالے "سب مولوی ننگے ہوجائینگے" (البشریٰ جلد ثانی صفحہ ۶۵ الہام نمبر ۱۵) چنانچہ وہ موقعہ آپہنچا۔ اور سب سے پہلے حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح قادیان نے ہمپر بے سروپا الزام لگایا۔ کہ مولوی محفوظ الحق صاحب نے آیت وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم کو جناب میرزا صاحب کی آڑ میں بہاء اللہ کے لئے پیش کیا ہی اور یہ افترا پردازی اور غداری ہے۔ مگر جب کوکب ہند جلد اول نمبر ۳ میں تسلی بخش جواب دیا گیا تو ہمیشہ کے لئے دم بخود ہوگئے۔ پھر ایک فاضل دوست نے بہائی استدلال کی تردید کا بیڑا اٹھایا جو آیت ضرب لھم مثلاً رجلین کے متعلق فرماتے ہیں "کہ وہ شخص جسکو تھوڑی سی بھی عقل اور سمجھ بوجھ ہو یہ خیال بھی نہیں کرسکتا کہ اسمیں کسی شریعت والے موعود کی خبر دیگئی ہی۔ بلکہ فرماتے ہیں کہ یہ دو آدمیوں کا واقعہ ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے ہوچکا ہی" (ملاحظہ ہو اخبار الفضل ۲۹ر جولائی ۲۳ء صفحہ ۴ کالم ۱)

مگر مولنا حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اول اسی آیت کے متعلق یوں فرماتے ہیں کہ "یہ یہودیوں کو فرمایا ہی اور حضرت نبی کریم کی نبوت کا ثبوت دیا ہی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ۴۶۴)

اب آپ ہی انصاف سے بتائیں کہ عقل سے کورا اور بے سمجھ کون ہی۔

پھر مولوی عمرالدین صاحب جالندھری مصنف "ختم نبوت کی حقیقت" نے مسیح علیہ السلام کے غیر تشریعی نبی ہونے پر حضرت مرزا محمود صاحب خلیفہ ثانی سے دہلی میں مناظرہ کیا۔ اور یہ ثابت کرنیکی کوشش کی کہ مسیح ناصری علیہ السلام کا تشریعی نبی ہونا تسلیم فرماچکے ہیں۔

اور موصوف مرحوم بھی اسے تسلیم فرماتے ہیں تبھی لکھتے ہیں کہ

"یہ تینوں (تشریعیہ۔ محمدیہ۔ عیسویہ) موسویہ۔ ہی) کا متفق علیہ مسئلہ ہی کہ موسیٰ مرکر خدا کی طرف جاتا ہی" (ملاحظہ ہو تحفہ گولڑویہ تقطیع کلاں صفحہ ۱۴۱ سطر ۱۰ بجواب پیر مہر علیشاہ صاحب)

(۳) خطبہ الہامیہ آخری صفحات کے صفحہ ۲۷۰ پہ فرماتے ہیں۔

"ان عیسیٰ شارع لامۃ" یعنی تحقیق عیسیٰ نے شریعت قائم کی اپنی اُمت کے واسطے"

ان حوالجات کے ہوتے ہوئے مسیح علیہ السلام کی نبوت تشریعیہ پر بحث کرنا اگر اپنے شیشہ ننگا کرنا اور حق کی مخالفت کے گہرے اثر کا ظہور نہیں تو اور کیا ہے؟ فی الجملہ جو بھی مقابل پہ آیا وہی ننگا ہوا۔

دوسری دلیل جو ہماری غداری پر دیگئی وہ یہ تھی کہ ہمنے خفیہ طور پہ سلسلۂ تبلیغ کو جاری رکھا اور ان لوگوں کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جنکو ہم کسی وجہ سے یہ سمجھتے تھے کہ ان پہ ہمارا اثر ہوجائیگا چنانچہ فرماتے ہیں:۔

انہوں نے اپنی مخفی تبلیغ کے لئے ان لوگوں کو چنا کہ جنکے متعلق کسی وجہ سے یہ سمجھتے تھے کہ ان پہ میں اپنا اثر ڈال سکوں گا"

(الفضل ۲۵/۲۹ اپریل ۲۲ء صفحہ ۵ کالم سوم)

اول تو محل طلب بات یہ ہی کہ کیا جناب میاں صاحب احمدیت کی تبلیغ کے لئے ایسے ہی لوگ چنا کرتے ہیں جنکے متعلق کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان پہ میں اپنا اثر نہیں ڈال سکونگا اگر ایسا نہیں جیسا کہ یقیناً نہیں تو ہمپر اعتراض کی کونسی بات ہی۔ رہی یہ بات کہ ہمیں جلی الاعلان تبلیغ کرنی چاہیئے تھی۔ اور چپکے چپکے اور مخفی طور پہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ اس غیر معقول کا الزام کا پہلا جواب یہ ہی کہ جناب میرزا صاحب آنجہانی کے الہامات کی رو سے ایسا ہی مقدر تھا۔ ملاحظہ ہو الہام۔

"چپکے چپکے رحمت الٰہی کے سامان" (الحکم جلد ۳ نمبر ۳۴ صفحہ ۳ کالم ۳)

یہ وہی رحمت کے مخفی سامان ہیں جو محلہ دارالرحمت میں تیار ہوئے۔

دوسرا جواب یہ ہی کہ اگر ابتداء میں مخفی تبلیغ جرم اور غداری ہی تو اس مقدس اور پاک ہستی یعنی افق احدیت کے مہر درخشندہ سلطان البقا سیدنا خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ الف الف علیہ التحیۃ والثنا کے حق میں آپ کیا کہینگے۔ جو چپکے چپکے ایک مدت تبلیغ فرماتے رہے اور اپنے "ڈھب کے لوگوں کو" یعنی جنکو سمجھتے تھے کہ میں انپر اپنی تاثیر ڈال سکونگا اور یہ متوجہ ہونیوالے اور غور کرنے والے اور نفع اٹھانیوالے ہونگے۔ کیونکہ فذکر ان نفعت الذکری کے ارشاد کے بموجب تبلیغ کا تو مقتضیٰ ہی ہے کہ جو نفع پانے کے اہل ہوں وہ نفع پالیں نہ یہ کہ ایسے عنوان سے تبلیغ ہو جو نااہلوں کے لئے شور و شر کا باعث ہوکر نیکوں کی راہ بھی پہلے ہی گم کردے۔

چنانچہ محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل فرماتے ہیں۔

"کہ چالیسویں سال حجاب اٹھ گیا اور وہ نور قدسی آپ پہ پوری تجلی کیساتھ ظاہر ہوا۔ خدا نے اپنے کلام سے ممتاز فرمایا اور اعلیٰ درجہ کی وحی سے سرفراز۔ جو کچھ ارشاد ربانی ہوتا آپ چپکے چپکے اپنے ڈھب کے لوگوں کو سنا دیتے" (تشحیذ جلد ۸ نمبر ۲ صفحہ ۵۲)

اسی وجہ سے حق پسند مریدوں نے اسے غیر معقول خیال کرتے ہوئے محل اعتراض اور غداری نہیں ٹھہرایا کیونکہ یہ رد در رد جاکر پڑتی ہی۔

چنانچہ ڈاکٹر محمد عمر صاحب پی۔ ایم۔ ایس بریلوی قادیانی احمدی فرماتے ہیں

"ہماری جماعت میں سے چند اشخاص کا اخراج ہوا ہی ان پہ

©Afnan Library Trust, 2026

خاموشی سے تبلیغ کرنے کا اعتراض ہرگز نہیں کرتا کیونکہ بدو اسلام میں تبلیغ چھپکے چھپکے ہوتی تھی (پیغام صلح ۲ر جولائی ۱۹۲۴ء صفحہ ۳ کالم ۳) مگر فلوسپند مریدوں نے اس حقیقت پر پردہ ڈالنے والے بیجا الزام کو الہام سے منطبق کیا۔ چنانچہ فاروق کے فاضل نامہ نگار نے الہامات "عورت کی چال" اور "فرعیں مسلط نہیں کئے جائینگے کہ اسکو ہلاک کریں" ہم پر چسپاں فرمائے ہیں۔ اور ہمارے مخفی تبلیغ کو عورت کی چال بتاتے ہوئے ہمیں فرعی ملعین قرار دیا ہے اور نتیجہ یہ نکالا ہے کہ تم اسے ہلاک نہیں کر سکتے اگرچہ مخفی تبلیغ کا جواب کافی سے زیادہ دیا جا چکا ہے مگر ہم اپنے ناظرین پر الہامات بالا کی حقیقت کو واضح کر دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں

اول تو ہم بتا چکے ہیں کہ قادیانی الہامات بہائیوں پر حجت نہیں ہیں دوم ایسے الہامات جو ہزارات پھیل سکیں اور گول مول ہوں وہ قابل استدلال نہیں ہوتے۔ اگر یہ کہا جائے کہ واقعات نے شہادت دیدی تو ہم کہتے ہیں کہ الہام "استقامت میں فرق آگیا" جناب مولانا نورالدین صاحب پر کیوں چسپاں نہیں کیا جاتا۔ بلکہ واقعات نے اسکی شہادت بھی دیدی چنانچہ مکاشفات صفحہ ۱۰۲ میں لکھا ہے فرمایا رات کو میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اپنی جماعت میں سے گھوڑے پر سے گر پڑا اچانک آنکھ کھل گئی۔ سوچتا رہا کہ کیا تعبیر کریں قیاسی طور پر جو بات اقرب ہو سمجھ لگائی جا سکتی ہے کہ کراسی اثنار میں عنودگی اور الہام ہوا "استقامت میں فرق آگیا" ایک صاحب نے کہا وہ کون شخص ہے حضرت نے فرمایا معلوم تو ہے مگر جبتک خدا کا اذن نہ ہو میں بتلایا نہیں کرتا۔ میرا کام دعا کرنا ہے" کیا موصوف حکیم نورالدین صاحب کا گھوڑے سے گرنا احمدی احباب سے پوشیدہ ہے۔ پس جب یہاں واقعات نے شہادت دیدی تو کیوں اعلان نہیں کیا جاتا کہ مولوی صاحب کی استقامت میں فرق آگیا تھا فتدبروا

تصویر کا دوسرا رخ

الہام "عورت کی چال" جناب میرزا صاحب مرحوم پر چسپاں ہو چکا ہے جبکہ انہوں نے چال کر کے میرزا محمود شیرازی کے مقابلے سے گریز کیا اور ہمیشہ کے لئے بہائیوں کے مقابلہ میں خاموش اور نقاب پوش رہے۔ دوسرا الہام "فرعیں مسلط نہیں جائینگے کہ اسکو ہلاک کریں" اب طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسکو؟ اسکا جواب الہام کی دوسری شق میں یوں دیا گیا ہے "حقیقت میں ہزار سالہ موت کے بعد جواب احیاء ہوا ہے" اسکو ہلاک نہیں کرینگے۔

ہزار سالہ موت کے بعد کون سا احیاء ہوا ہے اسکا جواب میرزا صاحب یوں دیتے ہیں۔

"حدیث الآیات بعد المأتین جسکے یہ معنی ہیں کہ آیات کبریٰ تیرھویں صدی میں ظہور پذیر ہونگی، سپر قطعی اور یقینی دلالت کرتی ہے کہ مسیح موعود کا تیرھویں صدی میں ظہور یا پیدائش واقع ہو" (ازالہ صفحہ ۲۷۸)

(۲) اہلسنت کا بھی مذہب ہے کہ آیات بعد المأتین یعنے بارہ سو برس گذرنے کے بعد یہ علامات شروع ہو جائینگی۔ اور مہدی اور مسیح اور دجال کے نکلنے کا وقت آجائیگا ... مہدی کا ظہور یا ران سو برس گذرنے کے بعد ہوگا اور تیرھویں صدی سے تجاوز نہیں کریگا" (ازالہ صفحہ ۲۲۴)

سو ثابت ہے کہ ہزار سالہ موت کے بعد تیرھویں صدی میں مہدی اور مسیح موعود کے ذریعے احیاء ہوا اور عیسیٰ کی حیات و ممات کا مسئلہ حل ہو گیا۔ اب کوئی شخص بھی خواہ مرزا صاحب ہوں یا انکا کوئی اور ہمنوا مقابلہ سے گریز کرنے کی صورت میں بھی اسبات پر قادر نہیں ہو سکتا کہ اس احیاء کو ہلاک و نابود کرے اب فرمائے ان الہامات کو ہمسے کیا تعلق رہا بلکہ الٹے آپ ہی کی جان کے وبال ہو گئے سچ ہے

"بادشاہ وقت پر جو تیر چلاوے اسی تیر سے وہ آپ مارا جاوے۔"

(الہام الیشری جلد صفحہ ۳۹۶)

ناصح مشفق فانی صمدانی ۲۴-۱۱-۱۰

اقتباس الاخبار

بہائی اور قادیانی

(از جریدہ البلاغ دہلی مجریہ ۱۶ر نومبر ۱۹۲۴ء)

آجکل دہلی میں ایک دلچسپ واقعہ ہو رہا ہے کہ ایک مشہور بہائی مبلغ حکیم میرا محمود زرقانی شیرازی فردوس مسلم ہوٹل میں فروکش ہیں۔ آپکے ساتھ کوکب ہند آگرہ کے ایڈیٹر بھی ہیں۔ بہائی اور قادیانی بات چیت ہو رہی ہے، جو بہت ہی عجیب ہے۔ شب گذشتہ جناب مولانا احمد سعید صاحب کے مکان پر انجمن اصلاح المسلمین کی طرف سے ایک جلسہ تھا جسمیں ڈیڑھ گھنٹہ تک اڈیٹر کوکب ہند نے مرزا صاحب قادیانی کے بعض دلائل پر مرزا صاحب کی ہی تحریروں سے جرح کر کے انہیں ناقابل اعتماد ثابت کیا۔ الہامات مرزا صاحب پر جو روشنی ڈالی گئی وہ بہت عمدہ اور حق و باطل کے پرکھنے کے لئے روشن دلائل پر مبنی تھی۔ لطف یہ کہ سب کچھ مرزا صاحب کی مسلمات اور تحریرات سے بیان کیا گیا تھا مثلاً پہلے وحی الٰہی کی شان مرزا صاحب کے الفاظ میں یہ بیان کیگئی کہ وحی الٰہی آفتاب کی طرح روشن ہوتی ہے اسمیں ظن اور شک نہیں رہتا۔ پھر خود مرزا صاحب کے الہامات بلفظہٖ سنائے جنمیں مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ بباعث سرعت ورود یہ الہامات مشتبہ رہے۔ بعض ایسے الہامات تھے جن کے متعلق مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ الفاظ یاد نہیں ہیں ایک قسم الہامات کی یہ تھی کہ مطلب ہی سمجھ میں نہیں آیا۔ مثلاً غشم غشم غشم یہ بھی مرزا صاحب کا ایک الہام ہے۔ یا بعض ایسے الہامات تھے جو محض فضول تھے جیسے یہ الہام کہ "انگیس روپیہ آنیہ لئے ہیں" "یا پیٹ پھٹ گیا" کس کا۔ کہاں۔ کیوں۔ کب ایک الہام حکیم واصل خاں مرحوم دہلوی کے متعلق تھا۔ کہ دہلی میں واصل جہنم واصل خاں فوت ہو گیا۔ ایک طبی الہام بایں الفاظ ہے کہ "کبھی بدمضمی سے بھی ورم معدہ ہو جاتی ہے"

خود جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ اپنی اہلیہ کے لئے دعا کر رہا تھا خدا نے مجھے الہام کیا۔ "اس عورت کو سزا دونگا" پھر خود مرزا صاحب کی زبانی یہ الہام ہے کہ "کمترین کا بیڑا غرق ہو گیا" بعض الہام ایسے تھے کہ "خاک اڑ پر منٹ" "چودھری رحم علی" ایک الہام ایسا تھا جسے مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ بدروح کی آواز تھی۔ کہ "میں سمہ تے جہنم میں پڑ گیا" پھر ایک الہام یہ بھی تھا کہ خدا نے مرزا صاحب کو الہام کیا کہ "میں آخری وقت میں تجھکو بتاؤنگا کہ تو حق پر نہ تھا۔ وغیرہ وغیرہ

غرضکہ یہ طرز بیان بہت دلکش تھا۔ مزید خوبی یہ تھی کہ بہائی مقرر بار بار سنجیدگی کی نصیحت کرتا تھا۔ اور خود پوری متانت پر اول سے آخر تک قائم رہا۔ اصل تقریر ڈیڑھ گھنٹہ ہوئی اسکے بعد احمدیوں کی دونوں پارٹیوں کو تبادلہ خیالات کی دعوت تھی۔ قادیانی پارٹی نے سکریٹری اصلاح المسلمین کو رقعہ لکھ بھیجا کہ چونکہ علمی صاحب کی تقریر سننے سے ہمیں خلیفۃ المسیح نے منع فرمایا ہے اور ہم ایسا نہیں کیا ہی اسلئے ہم نہیں آسکتے مگر لاہوری پارٹی کے دلہوی مبلغ جناب مولوی عبدالحق صاحب آئے ہوئے تھے۔ تقریر کے بعد دو گھنٹے مباحثہ ہوا۔ جسمیں مولوی عبدالحق صاحب نے فرمایا کہ یہ الہامات مرزا صاحب کے ہمارے لئے کوئی بڑی چیز نہیں ہیں۔ جناب مرزا صاحب نے صاف لکھدیا ہے کہ اگر کوئی میرا الہام قرآن کے خلاف ہو تو اسکو کھلکھلا کی طرح پھینکدو اور دیوار سے دے مارو۔ پھر یہ بھی مولوی عبدالحق صاحب نے کہا کہ ایسے الہامات اولیاء کو بھی ہوئے ہیں جیسے حضرت بایزید بسطامی کو الہام ہوا کہ سبحانی ما اعظم شانی۔ بہائی مقرر نے کہا کہ سبحانی ما اعظم شانی کہاں اور کہاں یہ الہامات کہ غشم غشم غشم وغیرہ اور سبحانی ما اعظم شانی کے سیدھے سادے معنی یہ ہیں کہ خدا فرماتا ہے کہ میں پاک ہوں میری شان بڑی ہے۔

غرضکہ معقول جوابات پاکر مولوی عبدالحق صاحب نے زور سے بولنا اور جذبات سے کام لینا شروع کیا۔ واقعہ مفصل ہے۔ مگر مختصر ذکر میں نے عام مسلمانوں کی اطلاع کے لئے کر دیا ہے۔

والسلام ابو محمد

القمس رفع الخلاف "پیام آفتاب"

یہ فارسی زبان کی بے نظیر نظموں کی کتاب ہے۔ ڈاکٹر اقبال صاحب کے پیام مشرق کا جواب الجواب ہے۔ توحید و رسالت کی تشریح۔ اہل بیت نبوی کے صفات، مناظر قدرت۔ ہندو مسلم اتحاد۔ عورت کی تعلیم۔ تجارت سود۔ دوزخ۔ بہشت قیامت کے حالات سب کچھ ہے۔ ڈھاکہ یونیورسٹی کالج والوں نے اسکی بیحد تعریف کی ہے۔ قیمت عہ۔ تاجروں کو کمیشن، پبلک لائبریریوں کو مفت

میر کریم الدین برق منشی فاضل گوجرہ ضلع لائل پور پنجاب

اخبار "منصور" بجنور ہفتہ وار

عریست کہ آوازۂ منصور کہن شد
من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را

استبداد کی زنجیروں کو ہندوستان کے پاؤں سے کاٹنا، غلامی کی زندگی کے اصولوں سے اہل ہند کو آگاہ کرنا، خلافت اور اماکن مقدسہ کی حفاظت کے راستہ پر مسلمانوں کو چلانا اس اخبار کا خاص مقصد ہے۔ مسلمانوں کے حقوق کی نگرانی اور نمایندگی کے فرائض نہایت بلند آہنگی کے ساتھ ادا کرتا ہے خبروں اور ولایت کے اخبارات کے ترجمے کا خاص انتظام ہے۔ قابل کارکن کام کر رہے ہیں

نوٹ:۔ نمونہ مفت روانہ کیا جاتا ہے۔ ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے کمیشن معقول دیا جاتا ہے۔ منصور مشتہرین کے لئے بہترین اخبار ہے قیمت سالانہ عہ ششماہی عہ عمدہ چھپائی۔ منصور پریس بجنور میں چھپائی کا کام رنگین و سادہ سب قسم کا ہوتا ہے۔ اور اعلیٰ پیمانہ پر ہوتا ہے۔ اجرت بہت کم۔ کام وقت پر دیا جاتا ہے

انقلاب کابل جسمیں افغانستان کے انقلاب کی داستان، امیر صاحب کا قتل۔ ایک وطن پرست لڑکی کا افسانہ محبت نہایت دلچسپ طریقہ پر بیان کیا گیا ہے

©Ainan Library Trust, 2026

I N025

رجسٹرڈ نمبر ۱۳۳۱ ے
مورخہ یکم دسمبر ۱۹۲۴ء

کوکب آگرہ

مدیر مسئول
سید محفوظ الحق علمی مولوی فاضل

مدیر معاون
مہر محمد خاں شہاب الیسر کوٹلوی

جلد ۲ | تاریخ اشاعت یکم-۹-۱۷-۲۵ ماہ انگریزی۔ قیمت سالانہ للہ بشتماہی چار سہ ماہی عہ | اشتہارات بذریعہ خطوط کتابت | نمبر ۲۵

بخدمت جناب حشمت اللہ صاحب پریذیڈنٹ شعبہ تبلیغ بہائیہ آگرہ

میں حیران ہوا کہ آپکو معلوم ہوگا قادیان سے باہر سفر پر تھا۔ میری غیر حاضری میں آپکی جو چٹھی دفتر میں موصول ہوئی وہ میں نے ۱۵ نومبر کو پڑھ لی اور اسی روز کوکب ہند میں وہ چٹھی مطبوعہ بھی پہنچی۔ اسکے جواب میں مفصلہ ذیل تحریر میں نے پرلیس میں دیدی تھی جسکی نقل قلمی آپکو ارسال کرتا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ مباحثہ کے متعلق ضرور قدم آگے بڑھائینگے اور جیسے کہ پرچہ کوکب ہند مورخہ ۹ نومبر موصولہ ۱۵ نومبر کے مضمون سے جو بجوان جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت اسی گفتگو کے مناظرہ کے سلسلہ میں کیئے طبع کرایا تھا ظاہر ہوتا ہے۔ خدانخواستہ اسکو اخبار کا اکھاڑہ بنا کر ٹالنے کی کوشش نہ فرمائینگے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

احباب کرام کو معلوم ہے کہ ہمنے میرزا حسین علی المعروف بہاء اللہ کے پیروؤں کا چیلنج مناظرہ منظور کر لیا تھا اور انکو لکھا تھا کہ اپنی بنیادی و اصولی کتب یا انکی نقول مصدقہ مہیا کردو جسکے لئے ہم تمام مناسب اخراجات برداشت کریں گے اور پھر مبحث و شرائط و تاریخ وغیرہ کا تصفیہ کر لیا جائے۔

بہت سوچ کے بعد ۹ نومبر کے کوکب ہند میں جو ۱۵ نومبر کو ہمیں ملا ہے یہ لکھا ہے کہ آپ کتاب اقدس مبین اقتدار ان کتابوں کو میرے پاس بھیجدیجئے ہیں بعد ملاحظہ تصدیق کر دونگا۔ کتاب بیان طبع بھی نہیں ہوئی تھی اور نہ ہندوستان میں دستیاب ہو سکتی تھی۔

یہ مذہب کے ساتھ عجیب مسخرا پن ہے کہ دعوت و بشارت تو دیجاتی ہے جملہ اہل عالم کو اور انکو بتلایا جاتا ہے کہ قرآن مجید جو آخری کتاب ہے اسکو نسخ کرنے والا البیان ہے اور پھر اسکی نایاب اصل۔ اور جب طالبان احقاق حق کہتے ہیں کہ ہمیں وہ کتاب دکھائو تو کہا جاتا ہے کہ وہ طبع بھی نہیں ہوئی ہے اور ہندوستان میں دستیاب نہیں ہو سکتی ہے۔ کوئی پوچھے کہ پھر لوگوں کو اور خصوصاً اہل اسلام کو کیا کہنے سے ہو سکتی ہے۔ کہ جنکے پاس ایک مکمل ترین کتاب اللہ تقریباً گھر گھر موجود ہے۔

القیہ مضمون ملاحظہ ہو صفحہ ۸ کالم ۳

اہل بہاء اور قادیان کا مناظرہ

بخدمت شریف جناب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

جناب عالی! چونکہ اہل بہاء کو آپسے مناظرہ کرنا منظور ہے اسلئے ۲

۲ ایسی آسانی سے آپکو راہ فرار نہ دینگے۔ اور اسی غرض سے کہ مبادا آپ اصل مطلب کو چھوڑ کر مضمون بحثیں چھیڑ دیں غیر متعلقہ باتوں کے جواب دینے سے بھی پرہیز کرتے ہیں جو آپنے اپنی چٹھی مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۲۴ء میں لکھی ہیں۔

جب آپ اپنے اخبار میں اہل بہا کی اصولی کتابوں سے حوالجات بکثرت شائع کر رہے ہیں بلکہ دعوی کیساتھ ان حوالوں پر زور دیتے ہیں تو پھر آپکو دوبارہ اقدس مبین اقتدار کا مطالبہ کرنا فضول ہے۔ یہی وہ کتابیں ہیں جنسے حوالے دیکر آپ مضامین لکھ رہے ہیں۔ وہ کتابیں آپ میرے پاس بھیجدیجئے۔ مزید اطمینان کے لئے میں تصدیق کر دونگا۔ اور اگر واقعی کتب اقدس اقتدار مبین آپکے پاس نہیں ہیں تو ہماری اصولی کتابیں نہ ہونیکی صورت میں جب آپ مناظرہ میں آنے کی ہمت نہیں کرتے تو اپنے اخبارات میں بکثرت ان کتابوں کے حوالوں سے مضامین لکھنے کی جرأت کیوں کی تھی۔ اور کیوں ان عبارتوں کو آپ میزان قرار دیکر بہائیہ کو ملزم کرنا چاہتے ہیں۔ اور کس اعتماد اور دیانت سے آپ مرہائی کے خلاف کوئی فیصلہ کر رہے ہیں۔ اب آپکو صاف بتانا پڑیگا کہ اگر یہ کتابیں آپکے پاس نہیں ہیں تو پھر کن کتابوں سے آپ یہ عبارت نقل کر رہے ہیں۔ اسی بات کو آپ سب سے پہلے صاف کیجئے ورنہ خلق خدا گواہ ہے کہ مناظرہ سے پہلے ہی آپ دیانتدار دنیا کے سامنے شکست کھا چکے ہیں۔

آپکا الفضل ۲۲ نومبر ۱۹۲۴ء میں یہ لکھنا کہ بہائی اپنے مذہب کی اصولی کتابیں تلاش کر رہے ہیں اسلئے مناظرہ میں توقف چاہتے ہیں نہایت ناروا ہے کیونکہ ہمارے پاس کتب اقدس مبین اقتدار موجود ہیں۔ اور انہی میں سے کوکب ہند آگرہ میں الواح و تراجم شائع کرتے رہتے ہیں۔ اور جسنے اشارۃً یا کنایۃً کسی طرح سے مناظرہ میں توقف نہیں چاہا۔ اب چونکہ کتاب اقدس اقتدار مبین آپکے پاس ہیں اسلئے اب حیص بیص کو ختم کیجئے۔ رہی کتاب البیان صرف اہل بہاء کی بنیادی کتاب ہے اور نہ اسوقت وہ ہمارے لئے میزان ہے کیونکہ وہ صرف ایک ابتدائی کتاب تھی اسلئے اہل بہاء [illegible] اسکی طباعت و اشاعت کے لئے مجبور نہیں ہیں بلکہ اسکا ظاہر اپنی کتاب ایقان دوزخ کر چکے ہیں۔ جیسے کہ حضرت یحیی معمدان کی کتاب انجیل کی موجودگی میں ضروری نہیں کیونکہ حضرت یحیی مبشر اور حضرت عیسی تک پہنچانیوالے تھے۔ حضرت مسیح کے پہنچنے کے بعد پھر کتاب یحیی کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ اسی طرح حضرت باب اور کتاب البیان کا حال ہے۔ البیان بہائیوں کی مستقل کتاب نہیں ہے نہ انکا کسی قسم کا دارومدار ہے۔

حقیقۃً چونکہ مناظرہ اصل موعود قرآن کے بارے میں ہوگا اسلئے میزان کلی قرآنمجید ہی ہے جو ہمارے اور آپکے درمیان مسلم ہے۔ پس اگر آپ بھی قرآنمجید کو موعود اسلام کی شناخت کے ذریعہ اور حجت خیال کرتے ہیں تو صرف قرآن شریف کو لیکر میدان میں تشریف لائیے۔ اسمیں ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ لوگ بچشم انداز کر سکینگے کہ حقیقی معارف قرآن پر اہل بہاء حاوی ہیں یا جماعت احمدیہ۔ پس اب تامل نہ کیجئے۔ اور پنجاب کے شہروں میں سے کسی شہر میں مناظرہ قرار پانا چاہیئے۔ آپ شہر کا تعین کیجئے۔

آپ اپنا جواب بہت طولانی کر دیتے ہیں اصل باتوں کو نظر انداز کر کے جواب تحریر فرمائیے۔ ہم آپکا جواب مکمل اپنے اخبار میں بعینہ شائع کر دیتے ہیں آپ ہمارا پورا جواب اپنے اخبار میں کیوں نہیں نقل کرتے۔ ہمارے جواب کو بھی مکمل نقل کیا کیجئے۔ تاکہ جماعت احمدیہ کو بھی اصلی حالات معلوم ہوتے ہیں۔ اور آپ مغالطہ اندازی نہ کر سکیں۔

(حشمت اللہ) پریذیڈنٹ لجنہ اشاعت و تبلیغ ہند و برما

۳۰ نومبر ۱۹۲۴ء

©Afnan Library Trust, 2026

دین بہائی کی دوسری اساس

وحدت عالم انسانی

نطق مبارک حضرت عبدالبہاء در منزل مبارک پاریس ۱۱ نومبر ۱۹۱۱ء

کل ہمنے ذکر کیا تھا کہ اول چیز جو انسان پر لازم ہے وہ تحری حقیقت ہے۔ تحری حقیقت میں انسانکو چاہئے کہ جو کچھ اُسنے سُنا ہے اور جو کچھ اسنے آباؤ اجداد کی تقلید یا غور و فکر سے خود سمجھ رکھا ہے اسکو فراموش کردے۔ اور تمام روئے زمین کے ادیان کو ایک سا جانے نہ کسی سے خاص تعلق رکھے نہ کسی سے تنفر ظاہر کرے اور جہانتک ہو سکے اس امر پہ غور کرے کہ کونسا دین حقیقت کے زیادہ قریب ہے۔ جب وہ تحری حقیقت کرلے گا لازمی بات ہے کہ اسکو حقیقت کا پتہ چل جائیگا۔

"دوسری اساس الٰہی وحدت انسانی ہے"

یعنی تمام بشر خدائے اکبر کے بندے ہیں۔ خدا سبکا خالق اور سب کا رازق ہے۔ خدا سبکو زندہ کرنیوالا اور سب پر مہربان ہے۔ سب بشر انسان ہیں۔ یعنی انسانیت کا تاج ہر بشر کی زینت اور موہبت الٰہی کی خلعت ہر جسم کی زیبائش ہے۔ سب اسی کے بندے ہیں وہ سب پر مہربان ہے اسکی عنایت سب کے شامل حال ہے۔ وہ اس امر میں فرق نہیں کرتا کہ فلاں مومن ہے اور فلاں مومن نہیں وہ سب پر رحم کرتا اور سب کو رزق پہنچاتا ہے۔ یہی صفت جمیع الٰہیہ ہے لہذا ہمیں نہ چاہئے کہ کسی نفس کو کسی دوسرے نفس پر ترجیح دیں کیونکہ خاتمہ کا پتہ نہیں ہے۔ نہایت یہ ہے کہ بعض نفوس کی مثال ان بچوں کی سی ہے جو ابھی حد بلوغ کو نہیں پہنچے ہیں۔ چاہئے کہ انکی تربیت کریں تاکہ وہ حد بلوغ کو پہنچیں یا انکی مثال مریض کی سی ہے۔ چاہئے کہ ان کا معالجہ کریں تاکہ وہ شفا پائیں۔ یا وہ بیخبر ہیں چاہئے کہ انکو تعلیم دیں تاوہ جان لیں۔ ہمیں یہ نہیں چاہئے کہ انکو بُرا سمجھیں یا اُنسے نفرت کریں۔ بلکہ چاہئے کہ اُنپر زیادہ مہربانی کریں اسلئے کہ وہ بچے ہیں۔ مریض ہیں۔ نادان ہیں۔ ملاحظہ کیجئے کہ عالم وجود میں الفت سبب وجود اور محبت سبب حیات ہے۔ جدائی سبب ممات۔

تمام کائنات پر نظر کیجئے

مثلاً یہ جو لکڑی ہے اور یہ پتھر۔ عناصر نے ترکیب پائی یا اجزائے فردیہ نے الفت پیدا کی اور ملگئے۔ یہانتک کہ لکڑی نے وجود اور اس پتھر نے ہستی پائی۔ اگر ان عناصر اور اجزاء فردیہ میں ترکیب و تالیف نہ ہوتی یہ لکڑی اور پتھر عدم میں ہوتے۔ عناصر اور اجزاء فردیہ میں الفت و ترکیب پیدا ہوئی تو کائنات کا وجود ظاہر ہوگیا۔ اور جب یہ الفت نہیں رہتی ترکیب تحلیل اور لاشئی ہو جاتی ہے۔ اور اسی طرح اجزاء فردیہ نے الفت پائی اور امتزاج حاصل کیا۔ اور یہ عناصر مل جل گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انسان پیدا ہوگیا۔ اور جب یہ عناصر اور اجزاء تحلیل و تفریق پاتے ہیں جسد انسان باقی نہیں رہتا۔

پس معلوم ہوا کہ "الفت و محبت سبب حیات ہے" اور نفرت و اختلاف و جدائی سبب ممات۔ اسی طرح تمام کائنات میں الفت سبب حیات ہے اور کلفت سبب موت۔ پس نوع بشر سب اللہ کے بندے ہیں چاہئے کہ ایکدوسرے سے الفت و محبت کریں۔ اور کلفت و بغض و عداوت سے نفرت کریں۔

ملاحظہ کیجئے حیوانات مبارکہ نہایت محبت و پیار سے رہتے ہیں لیکن ان کے مقابلہ میں حیوانات درند مثلاً بھیڑیا چیتا۔ بجو نہایت وحشت سے اکیلے اکیلے زندگی بسر کرتے ہیں۔ دو بھیڑیے ایک غار میں نہیں رہ سکتے لیکن ہزار کبوتر ایک جگہ اکٹھی رہتی ہیں۔ دو بازو شاہیں ایک آشیانہ میں نہیں ٹھہر سکتے لیکن ہزار کبوتر ایک گھونسلے میں رہتے ہیں۔ یہ ہیں حیوانات مبارکہ۔ پس الفت و محبت مبارک ہونے کی دلیل ہے اور کلفت و زندگی کی۔

غرض مقصود یہ ہے کہ حضرت بہاء اللہ نے وحدت عالم انسانی کا اعلان فرمایا۔ "تاکہ جمیع افراد بشر آپسمیں بھائی۔ بہن۔ بیٹی ماں اور بیٹے اور باپ کی طرح ہو جائیں۔ امید یہ ہے کہ آپ حضرات وحدت عالم انسانی کے بارے میں بہاء اللہ کی تعلیمات کو جاری کریں۔ حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں اگر خدانہ کرے تمھارا کوئی دشمن ہو اسکو دشمن نہ سمجھو۔ بلکہ دوست سمجھو۔ لہذا جسقدر اچھا معاملہ دوست سے کرنا واجب ہے دشمن سے بھی ویسا ہی معاملہ کیجئے۔ یہ تاکید اسلئے فرماتے ہیں تاکہ جمیع نوع بشر میں الفت پیدا ہو جائے۔

خدا آپ سب کی تائید فرمائے۔

دین اور روح

نطق مبارک حضرت عبدالبہاء در پیرس خانہ مس سنڈرسن روحیہ خانم

۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء

عالم وجود ایک ہیکل انسان کی مانند ہے۔ اور قوائے مادیہ اس ہیکل کے اعضاء و اجزاء ہیں۔ اس جسم (عالم) کے لئے ایک روح لازمی ہے جس سے یہ متحرک رہے۔ جس سے یہ زندہ ہو کر حیات پائے۔ جسکے سبب قوۂ باصرہ، قوۂ سامعہ، قوۂ حافظہ، قوۂ مدرکہ پیدا کرے تاکہ اسمیں نور عقل چمک اٹھے اور اس قوت سے حقائق اشیاء کے بھید کھولے اور عالم انسانی کی ترقیات حاصل کرے۔

فقدان روح کی حالت میں جسم خواہ کیسی ہی صباحت و ملاحت رکھتا ہو یہ نتائج حاصل نہیں ہوتے۔ وہ ایک نقش بیجان ہوتا ہے جو ادراک و ہوش نہیں رکھتا۔ کمالات سے بے بہرہ ہوتا ہے۔ اسی بنا پر جہان امکان کا جسم اگرچہ نہایت تازگی و لطافت رکھتا ہے لیکن بے جان ہے ہاں اسکی روح دین الٰہی ہے۔

"دین الٰہی عالم امکان کی روح ہے"

امکان اس سے نورانی ہے۔ کون و امکان اس سے مزین اور اکمل ہے۔

پس آپ حضرات کی توجہ جسطرح کہ ترقیات مادیہ کیطرف منعطف ہے اسی طرح ترقیات روحانیہ میں کوشش کیجئے جیسے آپ جسمانی تن میں کوشاں ہیں اس سے بڑھکر روحانی ترقیوں کے لئے سعی بلیغ کرنی چاہئے۔ جب آپ جسم کو اہمیت دیتے ہیں تو روح کو اہمیت دینا لازمی ہے۔ اگر ہیکل انسانی میں روح نہ ہو تو جسم سے کیا فائدہ جسم ایک مردہ ہے۔ یوں ہی اگر جسم عالم ترقیات معنویہ سے محروم ہو تو ایک مردہ جسم ہے۔ انسان صورت میں حیوان کے مشابہ ہے۔ لیکن فرق یہی ہے کہ انسان روحانی قوی رکھتا ہے اور حیوان اس سے محروم ہے۔ انسان خدا کی خبر دیتا ہے اور حیوان اُس سے بیخبر ہے انسان حقائق اشیاء کا ادراک کرتا ہے اور حیوان غافل و نادان ہے انسان قوت ارادی سے موجودات کے پوشیدہ حقائق ظاہر و آشکار کرتا ہے اور حیوان حقیقت انسانیہ سے بے نصیب ہے۔ کمالات چراغ کے روشن نورانی کی مانند ہیں جیسا کہ اس چراغ کے کمالات مخاطبہ روشنی ہے اسی طرح

"دین کمالات انسانی کے ظہور کا باعث ہے"

یہی فضائل ہیں جو انسانکو حیوان پہ برتری دیتے ہیں۔ روح پاک کے نفحات ہیں جو ابدی زندگی بخشتے ہیں۔

پس اگر عالم انسانی دین الٰہی کی روح سے محروم رہجائے تو ایک جسم بے جان اور روح القدس کی پھونکوں سے محروم ہے الٰہی تعلیمات سے بے نصیب ہے۔ ایسا آدمی مردہ کا حکم رکھتا ہے۔ یہی بات ہے جو حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ "مُردوں کو اپنے مُردے دفن کرنے دے" کیونکہ جو جسم سے پیدا ہوا وہ جسم ہے اور جو روح سے نکلا وہ روح ہے۔ روح سے مراد حقیقت دینیہ ہے۔ پس واضح ہوگیا کہ جو شخص روح القدس کے فیوض سے محروم ہو وہ مردہ ہے اگرچہ ظاہری کمالات رکھتا ہو اور صنائع و علوم کا مالک ہو۔

لہذا میں دعا و تضرع کرتا ہوں کہ اس ملک کے باشندے دم روح القدس سے زندہ ہو جائیں۔ خدا کی طرف توجہ کریں۔ انعامات الٰہی کے مرکز بن جائیں۔ تعلیمات الٰہیہ پر عمل پیرا ہوں۔ تاکہ انمیں سے ہر ایک صاحب چراغ کی مانند روشن ہو کر عالم کو منور کریں۔

پانچواں سالانہ کانونشن بہائیان ہند و برما امسال آخری ہفتۂ دسمبر میں بمقام بمبئی منعقد ہوگا۔

©Afnan Library Trust, 2026

عالم بہائی کی نئی بشارتیں

مذہبی کانفرنس ویمبلی لنڈن میں اہل بہاء کی کامیابی

ارض مقدس | اول واقدم واعلیٰ وابہیٰ بشارت غصن ممتاز ولی امر اللہ حضرت شوقی افندی ربانی ارواحنا الجنۃ الفداء کا ارض مقدس نوراء میں ورود میمنت مسعود ہی۔ حمد وثناء ایزد دانا کے لئے کہ شام فراق انجام کو پہنچی۔ صبح وصال ظاہر ہوئی۔ اشجار وجود نئی طراوت ولطافت سے ہمتزاز ہیں۔ امور جمہ نے مرکز استقرار سے استمرار پایا۔ جود وعنایت والطاف کی بارشیں ہونے لگیں۔ بشارتہ کبریٰ صبح دوبارہ طلوع ہوئی۔ مژدہ بلند روحانی کے انوار نے آفاق وجود کو روشن ومنور کر دیا۔ چنانچہ مجمع عظیم اجتماع مجلل فخیم "کانفرنس ادیان" جسکا آخری ہفتہ ماہ ستمبر سنہ ۱۹۲۴ء میں بمقام لنڈن انعقاد ہوا۔

مذہبی کانفرنس

قدرت خدائے رحمٰن کی آیات عظیمہ میں سے ایک بڑی آیت اور خدائے مہربان کے مواہب میں سے ایک بڑی موہبت تھی۔ کہ بحکمہ خدائی ارادۂ غالبۂ قاہرہ اور اسکی مشیت باہرہ کے عالم وجود کی کوئی قوۃ ایسی بڑی محفل قائم نہیں کر سکتی تھی۔ اور بحکمہ خدائے رحمان کی مضبوط پوشیدہ انگلیوں کے کوئی چیز ایسے پردوں کو چاک نہیں کر سکتی تھی۔ اور بحکمہ تائیدات ملکوتیہ کے ایسی مدد وقوت آشکار نہیں ہو سکتی اور بحکمہ توفیقات حمدانیہ کے کوئی چیز امر اللہ کو ایسی شہرت اور رواج اور انتشار نہیں دے سکتی۔ تعالیٰ قدرۃ ربنا الابہیٰ الابہیٰ۔

مذہبی کانفرنس ویمبلی | ۲۷ ماہ ستمبر سنہ ۲۴ء کو اراکین کانفرنس نے بذریعہ حضرت ولی امر شوقی ربانی کی ان عنایات مبارک کا شکریہ ادا کیا جنکا اظہار کانفرنس ادیان کے بارے میں تار کے ذریعہ حضور کی طرف سے کیا گیا تھا۔ اصل برقی پیغام مبارک کانفرنس کی مجلس ۲۶ ستمبر میں قرأت کیا گیا۔

دو مضمون جو مسٹر مونٹفورڈ سیلنز اور روحی افنان نے کانفرنس میں پڑھے تھے۔ حاضرین نے انکو کمال توجہ اور رغبت سے سنا۔ وقت مقررہ سے آدھ گھنٹہ زیادہ ان دونوں مضمونوں کو سنتے رہے۔ یعنی وقت شام کے پانچ سے چھ تک مقرر تھا مگر ان دونوں مضمونوں کے پڑھنے اور ڈاکٹر والش رئیس کانفرنس کے مذاکرات کا سلسلہ ساڑھے چھ بجے تک جاری رہا۔ قبل اسکے ان دونوں بہائی مضامین کی قرأت شروع ہوئی۔ مسٹر ہیر نے جو کانفرنس کے سکرٹریوں میں سے ہیں حاضرین سے اظہار فرمایا کہ چونکہ دو مضامین امر بہائی کے متعلق پڑھے جائینگے ہم امید کرتے ہیں کہ اگر انکی قرأت کے لئے وقت معین سے زیادہ وقت کی ضرورت ہو تو حضار محترم توجہ مبذول فرمائیں۔ انکی یہ خواہش عملاً قبول کیگئی۔ درحقیقت اوایل امر اور روسائے کانفرنس کو جو ملاحظات اور رعایت بہائیوں سے منظور خاطر تھی وہ ان ملاحظات سے مافوق تھی جو تمام ادیان سے

اہل بہاء کے لئے امتیاز | مرعی رکھی گئی تھی۔ روسائے کانفرنس نے ہمیں اجازت دیدی کہ ہم کانفرنس کی عمارت میں ایک خاص کتب خانہ برائے نشر واشاعت آثار حضرت بہاء اللہ وعبد البہاء اور دیگر مطبوعات امریہ رکھ سکیں جو بجنسہ کانفرنس کے بھی دو مکتبۂ عمومی کتابیں بیچنے کے لئے تھے۔ لیکن ان کے علاوہ صرف بہائیوں کا ایک خاص کتبخانہ تھا جس سے نہایت خوشی اور خیر وخوبی کیساتھ آثار امریہ شائع کئے گئے۔

جمعہ کے دن کے جلسہ میں ڈاکٹر والش نے جو کانفرنس کی اس میٹنگ کے صدر تھے جو بہائیوں کے مضامین کے لئے خاص تھی امر بہائی کی معرفی کے لئے ایک نہایت مؤثر تمہیدی تقریر فرمائی۔ حقیقت کے لحاظ سے ان کی تقریر ایسی تھی جیسی کہ ایک بہائی کی ہوتی ڈاکٹر والش اس انجمن کا صدر ہے جو کہ دین اور اخوت عامہ کے لئے خدمت کرتی ہے۔ اور اس انجمن کی بہت سی شاخیں اکثر ممالک میں موجود ہیں۔ جو سب کی سب اسی امر عظیم کے تحقق کے لئے کوشش کرتے ہیں خود ڈاکٹر والش امر بہائی سے بخوبی مطلع ہیں۔ اور اسوقت جبکہ حضرت عبد البہاء لنڈن میں تشریف رکھتے تھے حضور مبارک میں مشرف ہوئے تھے اور سب سے خوشی کی بات یہ ہے کہ خانم مخدرہ بہائی امۃ اللہ لیڈی بلامفیلڈ نے تمام نمائندگان ادیان کو جو کانفرنس میں مختلف ممالک سے آئے تھے ظہر کے بعد کلرج ہوٹل میں چائے کی دعوت دی۔ لیڈی بلامفیلڈ کا یہ خیال اور یہ کوشش بہت مفید تھی کہ تمام نمائندگان ادیان کو اس مجلس میں جمع کرے۔ اور سب میں روابط ودادو دوستی کو مضبوط کرے فی الواقع ہم لنڈن کے گذشتہ ہفتہ کے واقعات سے بہت مسرور اور پرنشاط ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں کہ تائیدات الٰہیہ سے نتائج عظیمہ پیدا ہونگے۔ اور اس ملک اور دیگر ممالک میں امر الٰہی کی ترقی اور بلندی کا موجب ہونگے۔

لنڈن کا مشہور عالم اخبار "ٹائمز آف لنڈن" بتاریخ ۲۷ ستمبر سنہ ۱۹۲۴ء میں کانفرنس ادیان کے ذکر میں یوں لکھتا ہے کہ

ٹائمز آف لنڈن کا بیان | اسکے بعد ڈاکٹر والش کی صدارت میں ایک مضمون امر بہائی کی تعالیم کے بارے میں پڑھا گیا۔ جو کہ حضرت شوقی افندی (حیفا) نے جو اس تحریک کے ہیڈ ہیں تیار فرمایا تھا مگر روحی افنان نے جو اس امر کے موسس کے اخفاد میں سے ایک اور عبد البہاء کے نواسے ہیں۔ امر بہائی پر پر از معلومات تقریر فرمائی۔ اس سے قبل عبد البہاء نے یورپ وامریکہ میں اس آئین کی اشاعت کے لئے سفر فرمایا تھا۔ اس تحریک کے بانی اپنے وطن ایران میں بہت سے مصائب وصدمات وبلیات میں گرفتار ہوئے یہانتک کہ شہید ہو گئے اور آپکے ہزاروں اتباع شہید ہو گئے

اگرچہ یہ آئین اسلام ہی سے پیدا ہوا ہے لیکن اسکے لائحہ عمل سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام مذہبی خرابیوں میں اسکا انتشار اور نفوذ بشدت ہوا ہے۔ اسکی جملہ تعلیمات میں سے ایک وحدت عالم انسانی۔ دین ودنیا کا توافق نساء ورجال کے حقوق کی مساوات۔ انسان عمومی کی ترقی اور شکلات عظمیٰ کے ازالہ کے لئے محکمہ کبریٰ کی تاسیس اور صلح عمومی کی ترویج ہے۔ اسی طرح بچوں کی تربیت کے متعلق یہانتک تاکید کی گئی ہے کہ ہر ایک شخص کو اپنی اولاد کی تربیت کے وقت لڑکے اور لڑکیوں میں فرق نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ لڑکیوں کی تربیت وتہذیب کو مقدم سمجھے کیونکہ اول بچے کی مربی ماں ہوتی ہے۔ روحی افندی افنان کے بیانات میں سے یہ بھی ہے کہ روحی افنان نے فرمایا کہ تا حال ایران میں رفع حجاب ممکن نہیں ہوا۔ خصوصاً ایسے انقلاب کے زمانہ میں کہ ایران حالت تفہقر میں ہے۔ اگر ایسا کام بہائیوں کی طرف سے ہوتا تو مرد وزن جمیعے بڑے خونخوار ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو جائیں۔ خلاصہ یہ کہ آج عالم اجتماعی وسیاسی میں عورتوں کی ترقی اور تاسیس جمعیت امم اور لسان عمومی میں سعی وغیرہ کے متعلق بظاہر جو کچھ موجود ہے وہ اس امر کی روشن برہان ہے کہ ان کے وجود بزرگوار کی تعالیم نہ فقط ان کے پیروان ہی میں بلکہ خارجی ممالک مغرب ومشرق میں بھی نفوذ وتقویت سریع حاصل کر رہے ہیں اور یہ ارتقاء وتازگی اسباب پر دلیل بین ہے کہ فروع السنا کی رگوں میں انہی آئین وقوانین کی روح دوڑ رہی ہے۔

اسٹر ملیا | دوسری بشارت اسٹر ملیا کے متعلق یہ روح بخش خبر ہے کہ "میلبورن" میں بہائیوں کی ایک جمعیت خدمت امر اللہ پر قائم ہے جو کہ دو بہائی مبلغ مسٹر ومسز ہایدوان کی روحانی اولاد ہے۔ امۃ اللہ مارتا روٹ نے ایک تقریر بین المللی زبان کی ضرورت پر فرمائی جسے تین ہزار میل

تار برقی | کے بڑے بڑے شہروں اور سمندر پر تیرنے والی کشتیوں میں بذریعہ بے تار (ٹیلیفون بے سیم) سنا اور لکھا گیا۔

پھر اسی آلہ سے اس تقریر کے جواب میں مبارکباد اور شکریہ ادا کیا گیا۔ موصوفہ نے ایک بڑے گرجہ میں جمعیت انساد صلح بین الملل اور جماعت اسپرانٹسٹ اور جماعت صلح جو کے سامنے ایک تقریر کی۔ اور جینیوا کی انجمن میں ساڑھے تین سو کے قریب آدمی نفوذ امر بہائی کے مشتاق سننے کو حاضر تھے جنمیں پچاس اشخاص خاص اہالیان جنیوا میں سے تھے اسی طرح مسز موصوفہ نے اشتراکیہ کی جماعت کے سامنے اقتصادیات پر ایک تقریر فرمائی۔ بہت سے مختلف الخیال لوگوں نے سوال کئے جنکے جواب دیئے گئے۔ یہ تقریر اسقدر موثر ثابت ہوئی کہ پھر موصوفہ کو رنجران کی خواتین میں تقریر کے لئے بلایا گیا اسطرح آپنے تمام مجلسوں اور جماعتوں میں مفصل تقریریں کیں۔ میلبورن اسٹر ملیا کے بہائی یہانتک منجذب اور پرجوش ہیں کہ انکا ایک حصہ اس فکر میں ہے کہ تمام دنیا میں نشر تعالیم الٰہیہ کے لئے ایک زبردست مدرسہ کرے۔ اور بعض کو تمام محفلوں میں تقریروں سے ایک منٹ فرصت نہیں۔ بعض ایسے اشخاص قوت کلمۃ اللہ سے تیار ہو رہے ہیں جو کہ ایک بڑی قوم کی ہدایت کا موجب ہونگے۔

وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا

لہ الحمد فی الاولی والاخرۃ

©Afnan Library Trust, 2026

جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت

مغرب سے طلوع آفتاب

ریویو آف ریلیجنز قادیان ماہ ستمبر میں بتایا جا چکا ہے کہ ذوالقرنین کے قصے میں بطور پیشگوئی بتایا گیا ہے کہ مسیح موعود یا انکی جانشین کا سفر مغربی ملک میں ہوگا۔"

"رسول کریم نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے ہمیں یہ بشارت سنائی کہ قیامت کے قریب مغرب سے سورج کا طلوع ہوگا۔"

(جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیان ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۶ پر فرماتے ہیں)

"مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائینگے۔"

(از مضمون "آفتاب صداقت کا طلوع مغرب میں" ریویو قادیان نومبر ۲۴ء)

اب اے احمدی دوستو! جو کچھ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اسکو سمجھنے کے لئے کچھ زیادہ عقل کی ضرورت نہیں بلکہ میں آپکی بات سے آپ کو ملزم کرتا ہوں۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۵۹)

حقیقی آفتاب

حضرت مسیح موعود بہاء اللہ کی دعوت ممالک مغربی میں آج سے تقریباً تیس برس پہلے اس زور و قوت سے پہنچی کہ آج ہزاروں نفوس بہائی ان ممالک مغربی میں موجود ہیں۔ صدہا انجمنیں ہزارہا کتابیں شائع کر چکی ہیں۔ مختلف جرائد شاندار طریق جاری ہیں۔ خدا نے فرمایا

قل انہ اشرق من جھۃ الشرق وظھر فی الغرب اثارہ تفکروا فیہ یا قوم ولا تکونوا کالذین غفلوا اذ جاءھم الذکر من لدن عزیز حمید ۵ (کتاب مبین صفحہ ۱۶۸)

(ترجمہ) (اے بہاء اللہ) کہدو کہ وہ (موعود امم) جانب مشرق فارس میں چمکا اور مغرب میں اسکے نشان ظاہر ہو گئے۔ اے لوگو! اس بارے میں خوب غور کرو اور ان لوگوں کی مانند نہ بنو جو اسوقت غافل ہوئے جبکہ خدائے عزیز و حمید کی طرف سے یاد دہانی پہنچی۔

سفر

اگر اسی پر اصرار ہو کہ مسیح موعود کے جانشین کو ممالک مغربی کا سفر کرنا چاہیئے جیسا کہ جناب خلیفۂ قادیان نے کہا تو عرض ہے کہ اعظم حضرت عبدالبہاء جو حضرت بہاء اللہ کے صاحبزادے اور جانشین اول تھے اس معاملہ سفر میں بھی اول ہیں اور جناب خلیفۂ قادیان کا سفر حضرت عبدالبہاء کے سفر کی نامکمل نقل ہے خلیفۂ قادیان صرف لنڈن سے واپس آگئے حضرت عبدالبہاء کے سفر سے لنڈن اور امریکہ وغیرہ تمام مغربی ممالک میں آفتاب صداقت پہلے ہی سے طلوع ہو چکا ہے مگر جناب خلیفۂ قادیان کو ہنوز امریکہ تشریف لیجانے کی توفیق نہیں ہوئی۔ اب امریکہ سے مسلم سنرائز سہ ماہی رسالہ نکالکر قادیانی احباب طلوع الشمس من المغرب کی پیشگوئی پوری کرنا چاہتے ہیں اگر یہی طلوع شمس از مغرب ہے تو عیاں ہے کہ اہل بہاء اس صورت میں بھی تقدم رکھتے ہیں کیونکہ امریکہ سے اہل بہاء کا مشہور شاندار صحیفہ نجم باختر سٹار آف دی ویسٹ فارسی اور انگریزی میں پندرہ سال سے نکل رہا ہے۔ لندن کی نمائش ویمبلی میں بھی خدا تعالیٰ نے اہل بہاء کو ہی سب سے زیادہ کامیاب رکھا ہے جو اس سے ظاہر ہے کہ نمائش کی اپنی دوکان کتب کے علاوہ کسی کو مستقل دکان کتب رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ صرف اہل بہاء کو اپنے لٹریچر کے لئے مستقل جگہ دیجئی۔ دوم اہل بہاء کے لیکچر کے لئے مقررہ وقت سے زیادہ وقت دیا گیا۔ اب قادیان کے ہاتھ میں اہل نظر کو بھی فخر اور تاویلات کا ذخیرہ ہی نظر آتا ہے بلکہ الہامی "بلائے دمشق" مرتد نازل ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

بلائے دمشق

حدیث دمشق مشہور ہے جسمیں بتایا گیا ہے کہ مسیح موعود دمشق کی شرقی طرف منارہ کے قریب نازل ہوگا۔" (ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ)

لیکن جناب میرزا صاحب مرحوم کی ذات میں یہ بات قطعاً پوری نہ ہوئی اور خود مرحوم کو پوری ہوتی نظر نہ آتی تھی اسلئے رنگ برنگ کی تاویلات فرماتے ہے۔ ازانجملہ شرقی دمشق کا مصداق قادیان کو ٹھہرایا۔ اور دمشق میں کسی منارۂ شرقی کے وجود کا قطعی انکار فرمایا اور چندہ کر کے قادیان میں ایک سفید منارہ بنایا فرماتے ہیں:۔

"اس عبارت سے یہ مطلب نہیں کہ وہ منارۂ دمشق کی ایک جزو ہے اور دمشق میں واقع ہے جیسا کہ بدقسمتی سے سمجھا گیا۔" (ضمیمہ خطبۂ الہامیہ صفحہ) ہمارا یہ گاؤں جسکا نام قادیان ہے اور ہماری یہ مسجد جسکے قریب منارہ طیار ہوگا دمشق سے شرقی طرف ہی واقع ہے۔"

(اشتہار چندہ منارۃ المسیح ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ)

مگر یہ رکیک تاویل جب قابل وثوق نظر نہ آئی تو جناب میرزا صاحب نے تاویل کا دامن خیال یوں وسیع کر دیا۔ کہ

نزول دمشق سے مراد مسیح کی کارروائی کا دمشق میں پہنچنا

تحفہ گولڑویہ طبع دوم حاشیہ صفحہ پر تحریر فرمایا مسلم کی حدیث کا یہ لفظ کہ مسیح دمشق کے شرقی منارہ کی طرف اتریگا۔ اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ مسیح موعود کا سکونت گاہ ہوگا بلکہ غایت درجہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت اسکی کارروائی دمشق تک پہنچیگی۔"

اس تاویل کی موجودگی میں تو جناب میرزا صاحب کی صرف چند کتابیں یا الفضل کے دو ایک پرچے دمشق پہنچانا کافی ہے۔ مگر خود جناب مرحوم میرزا صاحب کو یہ تاویل بھی علیل نظر آتی تھی۔ اسی لئے ایک دوسری امید بخش تاویل پہلے ہی سے یوں فرما گئے:۔

نزول دمشق کی مرید کے ذریعہ

سنت اللہ کے مطابق حدیث دمشقی میں استعارات و مجازات ہیں اور ممکن ہے کہ ہم کبھی دمشق میں پہنچ جائیں یا ہمارا کوئی مخلص پہنچ جائے۔ (انجام آتھم صفحہ ۱۲۹ کے

فارسی الفاظ یہ ہیں "آنچہ در حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذکر دمشق وغیرہ آمدہ است پس اکثر آں از قبیل استعارات و مجازات است و رموزے دارند۔ چنانچہ در صحف سابقین ہمیں سنت گذشتہ است باز از ممکنات کہ ما وقتے بدمشق نزول کنیم یا احدے از اتباع ما داخل شود۔"

چنانچہ جناب میرزا محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان سے پہلے خواجہ کمال الدین صاحب دمشق گئے اور اس پیشگوئی کے پورے ہونے کا اعلان بڑی خوشی سے پیغام صلح لاہور میں کیا گیا کہ نزول دمشق کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ کیونکہ میرزا صاحب کے ایک مخلص مرید خواجہ صاحب موصوف دمشق میں داخل ہو گئے۔ مگر چونکہ خواجہ صاحب قادیان سے الگ ہو چکے تھے اسلئے یہ نزول دمشق کی پیشگوئی کا پورا ہونا قادیان میں تسلیم نہ کیا گیا۔

نزول دمشق کسی خلیفہ کے ذریعہ

چونکہ امکان تھا کہ کوئی مرید دمشق میں وارد ہو یا اس تاویل کو عقلمند ہلکا سمجھیں اسلئے جناب میرزا صاحب مرحوم نے فرمادیا کہ ثم لیاتن المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الی ارض دمشق فھذا معنی قول الذی جاء فی حدیث مسلم ان عیسیٰ ینزل عند منارۃ دمشق (صفحہ ۳ حمامۃ البشریٰ)

مسیح موعود یا اسکے خلفاء میں سے کوئی سرزمین دمشق کی طرف سفر کریگا۔ پس یہی معنی اس حدیث مسلم کے ہیں کہ عیسیٰ منارۂ دمشق کے پاس نازل ہوگا کیونکہ معمولی مرید نکرے پرواہ نہ تو تعجب نہیں۔ مگر کوئی خلیفہ اپنی خلافت ثابت کرنیکیلئے ضرور اس پیشگوئی کو پورا کرنا چاہیگا۔ چنانچہ جناب میرزا صاحب مرحوم کا یہ قیاس صحیح نکلا اور میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۂ قادیان نے بنفس نفیس قادیان سے دمشق تشریف لیجاکر اس پیشگوئی کے پورا کرنے کا ارادہ فرمایا جیسا کہ کوکب ہند کے ناظرین اخبارات قادیان کی عبارتیں پڑھ چکے ہیں۔ پیغام صلح نے اس موقع پر یاد دلایا کہ یہ پیشگوئی جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے سفر دمشق سے پوری ہو چکی ہے۔ اسپر قادیان سے غضبناک آواز آئی کہ "خواجہ کمال جیسے بے کمال!" یہود اسکریوطی "مثیل پال" مسیح قادیانی کو چند درہم کے لئے فروخت کر نیوالے "مرتد" کے وجود سے نزول دمشق کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی وغیرہ (ملاحظہ ہو الحکم قادیان ۱۴ر اگست ۱۹۲۴ء)

چنانچہ جناب خلیفۂ قادیان حدیث دمشق کو پورا کرنے تشریف لیگئے۔ اور بقول قادیان پورا کر آئے۔

غور طلب امور

یہاں یہ امور غور طلب ہیں کہ جناب میرزا غلام احمد صاحب کی کثیر تحریرات سے جب یہ متحقق ہوا کہ منارۂ شرقی دمشق سے مراد قادیان اور اسکا منارہ ہے جو چندہ سے بنایا گیا تو اب پیشگوئی گھر بیٹھے پوری ہو گئی تھی۔ اسقدر تاویلات اور سفر کے صدمات اٹھا کر پھر اسکو پورا کرنے کی کوشش کر کے اپنی پہلی تاویل کو رکیک اور خود کو خفیف کیوں بنایا گیا۔

دوم اگر کسی موعود کے مقامات ظہور کی پیشگوئی اسی طرح پوری ہو سکتی ہے کہ اسکے کسی مرید کا داخلہ دو چار دن کے لئے وہاں ہو جائے

(بقیہ مضمون ملاحظہ ہو صفحہ ۸ کالم اول)

©Afnan Library Trust, 2026

قادیان اور باب لد

چشم بصیرت، قادیان کی تاویلات کو دیکھتی ہے اور تعجب کرتی ہے۔ تاویلات قادیان اس پرند کی مانند ہیں جو اپنے لئے ایک مقررہ آشیانہ نہیں رکھتا یا اس جھاگ سے مشابہ ہیں جو پانی پہ ادھر سے اودھر تیرتا رہتا ہے۔ کوکب ہند کے ناظرین چند مثالیں پہلے بھی ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ آج ایک تازہ مثال قادیان کی تاویلات میں سے عرض کیجاتی ہے۔ جناب میرزا صاحب مرحوم نے ازالہ اوہام صـ۹۱ پر تحریر فرمایا ہے کہ

لد بیت المقدس کے دیہات میں

حضرت ابن مریم دجال کی تلاش میں لگیں گے اور لد کے دروازہ پر جو بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے اسکو جا پکڑینگے اور قتل کر ڈالینگے۔" مگر چونکہ یہ علامت جناب میرزا صاحب کی ذات میں پوری نہیں ہوئی اسلئے قادیان میں ہم سنتے تھے کہ ایک احمدی علامہ نے اسکی یہ تاویل فرمائی کہ

لد۔ لدھیانہ

لد سے مراد لدھیانہ ہے جہاں جناب مرزا صاحب نے پہلے پہل بیعت لی اور یہاں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے بحث ہوئی۔ لیکن عقول سلیمہ نے جب اس تاویل کو بھی قبول نہ کیا تو مختلف تاویلیں ایجاد کی گئیں۔ حالانکہ

لد دمشق کے پاس

لد ایک مقام ملک دمشق کے راستہ میں ابتک موجود ہے۔ جسکا ذکر بار بار آجکل الفضل قادیان میں آیا ہے۔ مگر حقیقتہً اس پیشگوئی کو جسپاں نہ ہوتے ہوئے دیکھکر جہاں اور تاویلات کی گئیں تھیں وہاں جناب صاحبزادہ میرزا البشیر احمد صاحب ایم اے نے اپنی کتاب تبلیغ ہدایت مطبوعہ ۱۹۲۳ء میں یہ ارشاد فرمایا تھا کہ باب لد سے کیا مراد ہے؟ سو جاننا چاہیئے کہ محدثین جو یہ کہتے ہیں کہ لد ایک جگہ کا نام ہے جو دمشق کے پاس ہے۔ یہ محض انکا خیال ہے۔" صـ۸۳

مگر الفضل قادیان نے ستمبر کے پرچوں میں اس لد کا ذکر کیا ہے

لد لڈ گیٹ ہل

پیغام صلح لاہور مورخہ ۲۴ر ستمبر میں الفضل قادیان سے یہ عبارت نقل کی "لد ایک جنکشن ہے یہاں سے قدس کے لئے چھ گاڑی بدلنا جاتی ہے گاڑی تبدیل کر کے ہم قدس پہنچ گئے۔ یہ وہ مقام لد ہے جسکی نسبت ہمارے مخالف الرائے مسلمان کہتے ہیں کہ مسیح دجال کو باب لد پہ قتل کر گیا۔" مگر یہ امر جناب میرزا صاحب مرحوم نے ازالہ اوہام میں بھی تسلیم کیا ہے کہ لد بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔ اور اب احمدیوں نے خود اس مقام لد کو دیکھکر اقرار کر لیا کہ یہ مقام اراضی شام میں ہے نہ کہ بپنجاب میں۔

مگر پیغام صلح لاہور نے اسی ۲۴ر ستمبر کی اشاعت میں کسی اخباری روایت کی بنا پہ یہ بھی مزاحاً لکھدیا تھا کہ اگرچہ باب اللد کی تاویل حضرت مسیح موعود نے کی ہے لیکن ظاہری الفاظ میں بھی یہ پیشگوئی پوری ہو سکتی ہے اور وہ پوری بھی ہو گی میانصاحب کے اس سفر میں مگر اسکا محل مقام لد نہیں بلکہ لنڈن کا لڈ گیٹ ہل ہے۔"

پیغام صلح کا یہ بیان آخر قادیان کی کتاب عقائد میں داخل ہو گیا۔ اور قادیان کے فرشتہ الفضل ۲۵ر نومبر ۱۹۲۴ء صـ۹ میں لکھدیا کہ میانصاحب کے سفر لنڈن سے یہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی کہ "مسیح موعود دجال کو باب لد کے پاس قتل کر گیا۔" اور اسکی تطبیق یوں کی کہ وہ کمپنی جسکے انتظام کے ماتحت حضور نے سفر کیا اسکا دفتر لڈ گیٹ میں جسکا ترجمہ ہے باب لد قائم تھا۔ اور حضور کے نام تمام خط و کتابت اسی لڈ گیٹ کی وساطت سے ہوئی۔"

سبحان اللہ! کسقدر عجیب معارف و عقائد ہیں جنکو عقل سلیم تعجب کی نظر سے دیکھتی ہے مگر کیا کیجئے احمدی لٹریچر کے شجر رزاں پہ تاویل کی ہزار داستان ہمیشہ ایسی ہی متضاد بولیاں بولتی رہی ہے۔ چنانچہ اسی غریب لد کو جہاں طرح طرح تاویل کے چرخ پہ چڑھایا گیا وہاں ایک یہ بھی تھا کہ لد سے

لڈ لداخ

مراد لداخ ہے جو کشمیر میں ایک مقام ہے جناب اکمل ظہور المہدی صـ۲۵۳ پہ فرماتے ہیں لد لداخ کا محفف سمجھئے جو کشمیر سے پرے ہے۔ جہاں حضرت عیسیٰ کی قبر دریافت ہوئی۔

میرے احمدی دوستو! ایسی رکیک تاویلات سے دست بردار ہو جاؤ۔ کیا انہیں باتوں سے اپنے پیشوا کو موعود انبیاء ثابت کر سکتے ہو۔ **حیھات حیھات "انی تؤفکون"**

قادیان اور مناظرہ

آجکل عموماً مناظرات کی جو حالت ہے وہ طبقہ اعلیٰ میں پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھی جاتی۔ خصوصاً ہمارے احمدیوں کے مناظرے تو اپنی حیثیت میں مشہور ہیں۔

ایک تو مناظرہ کرنیوالوں پر فتح و شکست کا وہمی جن سوار رہتا ہے۔ پھر احمدی خواہ لاجواب ہی کیوں نہ ہو جائے اور کچھ جرمانہ بھی دینا پڑے تو بھی خود کو شکست خوردہ تسلیم نہیں کرتا۔ بلکہ زور زور سے اپنی فتح کا نعرہ بلند کرتا ہے اور قادیان کے اخباروں میں احمدیت کی فتح اور محمدیوں کی شکست "گریہ، ذلت، ندامت" کے اعلانات چھپوا دیتا ہے۔ ان لوگوں کو یہی چند الفاظ یاد ہیں جو ایسے مناظرات کے لئے رجسٹرڈ ہیں اب وہی پرانی عادت اہل بہاء کے سامنے بھی استعمال کیجا رہی ہے چنانچہ الفضل ۲۲ر نومبر ۱۹۲۴ء میں اہل بہاء کی چٹھی کے جواب میں جو مضمون شائع ہوا ہے اسکی آخر سطروں میں حضرت اکمل نے کمال دلیری سے ان الفاظ پر قلم توڑا ہے کہ "علمی طور پہ بہائیوں کا مباحثہ سے فرار ہے" مگر ان باتوں سے کما فائدہ سنجیدگی سے معاملہ طے کرنا چاہیئے۔

زبان قادیان

جناب اکمل نے جب یہ دیکھا کہ واقف کار دنیا اہل بہاء کے مقابلے میں قادیان کی تحریرات کو سخت اور شائستگی سے گرا ہوا کہہ رہا ہے تو اپنے اہل بہاء سے اور کچھ نہیں تو یہی فرمادیا کہ "سوائے گالیوں کے آپکے پاس غالباً کچھ نہیں" سب واقفکار حضرات جانتے ہیں کہ جناب اکمل کے اس فقرہ میں کسقدر صداقت ہے۔ کوکب ہند آئندہ بتائے گا کہ قادیان کی زبان مبارک سے اہل بہاء نے کسقدر گالیاں سنیں اور صبر کیا۔ احمدیوں کے کلام میں سختی و درشتی تو ایک مسلمہ چیز ہے بلکہ خود قادیانی جماعت نے جو سخت گوئی کا طریق اختیار کیا اسکی اصلاح گورنمنٹ کو کرنی پڑی چنانچہ حضرت میرزا صاحب کتاب البریہ میں فرماتے ہیں "صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مقدمہ کے فیصلے پر مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ آئندہ استغال کو روکنے کیلئے مباحثات میں نرم اور مناسب الفاظ استعمال کروں (صـ۱۳) "مجھے صاحب ڈپٹی کمشنر کے سامنے یہ عہد کرنا پڑا ہے کہ آئندہ ہم سخت الفاظ سے کام نہ لینگے (صـ۱۴) نہ صرف گورنمنٹ سے موصوف کو یہ تنبیہ ہوئی بلکہ جناب ممدوح کی اطلاع کے موجب عدالت العلیہ سے بھی آپکو تنبیہی الہام ہوا

اقتباس الاخبار

ایک قادیانی دعوی کی تردید

(پیسہ اخبار لاہور ۲۰ر نومبر ۱۹۲۴ء)

"آگرہ کے نئے ہمعصر کوکب ہند کا تیرہواں نمبر ملا ہے یہ اخبار مذہبی آپسی کی اشاعت اور بیردی کی تائید کرتا ہے۔ اور خصوصاً قادیان کے نئے مذہب کی تردید میں جس قابلیت سے مضمون لکھتا ہے وہ قابل داد ہے مثلاً اسی پرچہ میں مہدی معہود اور قادیان کے عنوان سے ایک دو کالم سے لمبا مضمون لکھا ہے۔ جس میں مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کے ایک دعوی کی نہایت تہذیب اور قابلیت سے تردید کی ہے اور ناظرین کی نظر میں قادیانی عقائد کو بہت خفیف کر دیا ہے۔ مرزا صاحب کے اپنے مہدی ہونے کے ثبوت میں کسی گمنام کتاب جواہر الاسرار کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حدیثوں میں کدعہ کے لفظ سے میرے گاؤں کا نام موجود ہے کوکب ہند نے بڑی وضاحت سے احمدی تصانیف اور اخبارات کے متعدد حوالوں سے ہی ثابت کر دیا ہے کہ یہ دعوی کیسا فضول اور کسقدر بے وقعت ہے۔ پہلے تو کتاب جواہر الاسرار ہی ایک مجہول تر کتاب ہے۔ کسی راوی کا ذکر نہیں پھر اس نام کے گاؤں یمن اور فلسطین وغیرہ میں موجود ہیں اور کدعہ قادیان سے بہت مختلف الشکل ہے۔ اور پھر قادیان بھی اور موجود ہیں معلوم نہیں ایسی رکیک دلائل کن خوش اعتقادوں کو اپیل کر سکتی ہیں۔ پچھلے دنوں جب یادری زویمر (مصری) قادیان گئے تو اُن سے قادیانی حضرات نے اس حدیث کا ذکر کیا تھا۔ راقم الحروف اسوقت سے اس حدیث کے مقام اور اعتبار اور حوالہ کا متلاشی تھا۔

بھلا ہو کوکب ہند کا جس نے اس دعوے کو عہن المنقوش سے زیادہ ہو دا ثابت کر دیا۔

کوکب ہند

سید محفوظ الحق صاحب علمی مولوی فاضل، ہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی کی ادارت میں یہ ہفتہ وار اخبار حضرت بہاء اللہ کی تعلیم اور اسکے مذہب کی اشاعت اور قادیانی جماعت کی تکذیب و بطلان کے لئے آگرہ سے جاری ہوا ہے۔ اسکا مقصد وحید زیادہ تر یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ احمدی تحریک یقیناً بابی تحریک سے تاثر کا نتیجہ ہے اخبار نہایت محنت سے ایڈیٹ کیا جاتا ہے۔ کاغذ طباعت و کتابت عمدہ قیمت سالانہ للاہور مشاہی ۳ سہ ماہی ۱ر۔ منیجر صاحب کوکب ہند آگرہ سے منگائیے۔ (القریش امرت سر نومبر ۲۴ء)

(افضل بھی آئندہ)

©Afnan Library Trust, 2026

قرۃ العین اور اسکے اساتذہ

نمبر ۳

بغداد میں مخالفت

قرۃ العین اور اسکی پارٹی بغداد میں پہنچنے کے بعد دو مکانوں میں قیام پذیر ہوئی۔ جلد ہی لوگوں میں اسکے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ عربوں اور ایرانیوں نے پوچھنا شروع کیا کہ یہ عورت کون ہے جو ایک نئے مذہب کی تعلیم دیتی ہے۔ "ماسونیوٹامیا" کے علماء نے تعصب و عناد سے اسی زمانہ میں بہت سے جھوٹے قصے قرۃ العین کے متعلق گھڑ ڈالے جو لوگوں میں گشت کرنے لگے جنسے مقصد یہ تھا کہ بغداد میں اسکے خلاف ایک شور شر با اور نفرت کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ علماء کے اس ہنگامہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ بغداد میں دو جماعتیں بنگئیں۔ ایک اسکی موید اور ایک اسکی مخالف۔ ان دونوں پارٹیوں کے جذبات یہانتک مشتعل ہوئے کہ خون ریزی کا خطرہ پیدا ہو گیا اور بغداد کے گورنر نے سلطان المعظم کو ہدایات حاصل کرنے کے لئے لکھا کہ اسکے متعلق وہ کیا طریق اختیار کرے۔ اس درخواست کے جواب آنے میں دو مہینہ صرف ہو گئے۔ اور اس دوران میں گورنر نے بغداد کے علماء کے سرگروہ لا محمود آفندی الاوسی سے درخواست کی کہ وہ قرۃ العین کو اپنی حفاظت میں لے لے۔ اسلئے انہوں نے قرۃ العین کو اپنے گھر میں مدعو کر لیا۔

قرۃ العین کے علم و تبحر اور زہد کے متعلق ایک بغدادی عالم کی شہادت

اب ہمیں کچھ توقف کرنا چاہئے یہ بات معلوم کرنے کے لئے کہ ملا محمود افندی نے اسکے متعلق کیا لکھا ہے۔ محمود افندی نے عربی زبان میں ایک کتاب لکھی ہے جو مشرق میں بہت پڑھی جاتی ہے۔ اس کتاب کا ایک حصہ قرۃ العین ہی کے حالات سے مملو ہے جس میں اسکے حسن و جمال اور علم و اخلاق کا ذکر ہے۔ ملا موصوف نے اس کتاب میں درج کیا ہے کہ اسنے اس دو ماہ کے عرصہ میں جبکہ وہ انکے مکان پر مقیم تھی اسکو دیکھا وہ لکھتا ہے کہ ہر صبح طلوع آفتاب سے قبل وہ اٹھتی اور نماز و مناجات میں مصروف ہو جاتی تھی، اور وہ عموماً روزہ رکھتی تھی۔ پھر وہ لکھتا ہے کہ اسنے کبھی کوئی عورت اس سے زیادہ پارسا و پاکدامن اور مذہب کی شیدا یا کوئی مرد اس سے زیادہ عالم اور زیادہ باحوصلہ نہیں دیکھا اور خاتمہ میں وہ کہتا ہے کہ افسوس! علماء فرقہ شیعہ اسکے حق میں ناحق بُرے اور نامناسب الفاظ بولتے ہیں۔

حکومت کی مداخلت

مگر دو مہینہ کے بعد مرکزی حکومت قسطنطنیہ سے جواب آیا جسکا مفاد یہ تھا کہ اگر اسکے قیام بغداد کی ملک میں بے چینی پیدا ہوتی ہے تو اسکو بہتر ہے کہ ایران میں بھیج دیا جائے۔

گورنر بغداد نے دو سو سواروں کی جمعیت جو ایک اعلیٰ افسر کے ماتحت تھی اسکی نگرانی کیلئے متعین کی اور اسکے بڑی عزت و احترام کے ساتھ عراق سے سرحد ایران کی طرف بھیجدیا۔ اسکے ۳۲ شاگرد محترم رفقاء و فضلاء جو بغداد میں بھی اسکے ساتھ تھے انہوں نے باصرار درخواست کی کہ انکو بھی اسکے ساتھ جانے کی اجازت دیدی جائے چنانچہ انکی درخواست بھی منظور کر لی گئی پس وہ بھی اسی کے ساتھ ایران کو چل دئے۔ قرۃ العین کے ان شاگردوں میں سے بعض کے نام اور انکی سوانح عمریاں اور بہائی کی ابتدائی تاریخ میں درج ہیں۔

بغداد اور کرمان شاہ کے درمیان

بغداد اور کرمان شاہ کے درمیان ایک چھوٹا سا گاؤں کیرند واقع ہے جہاں بہت سی تعداد سید اور شیخ کے گھرانوں کی حکومت پذیر تھی۔ چونکہ قرۃ العین سید اور شیخ کی تعلیمات کے لیڈروں میں سے ایک تھی۔ اسلئے اس گاؤں کے رہنے والے اسکے استقبال کے لئے باہر نکل آئے اور جب وہ وہاں پہنچی تو انہوں نے بڑے جوش و خروش سے اسکا استقبال کیا اور تین دن تک اسے وہاں ٹھہرایا گیا۔ اس مدت کے اختتام پر انہوں نے اس سے اجازت چاہی کہ وہ بھی اسکے ساتھ چلیں اس غرض سے کہ وہ دوران سفر میں بوقت ضرورت اسکی کوئی خدمت بجا لا سکیں۔ ان بہادر اور جانباز لوگوں نے اعلان کیا کہ وہ خدا کی راہ میں شہادت حاصل کرنے کے لئے تیار ہیں مگر اسنے ان سب کو مجبور کیا کہ وہ اپنے گھروں کو لوٹ جائیں اسنے رخصت ہو کر وہ اور اسکے ۳۲ شاگرد کرمان شاہ کی طرف چل پڑے۔ اسوقت قرۃ العین کی عمر ۳۰ سال کے قریب تھی۔ وہ خود اور مرد و عورتیں جو اسکے ہمراہ تھیں ان سب کی تعداد کرمان شاہ میں پہنچنے کے وقت چالیس تھی۔

کرمان شاہ میں علماء کا شور اور قبولیت

اسکا کرمان شاہ میں پہنچنا عمال و حکام سلطنت اور علماء و عوام میں بڑے جوش و خروش کا موجب ہو گیا۔ مگر اسنے اس شور و غوغا کی کچھ پرواہ نہیں کی۔ اسنے نہایت بہادری سے قصبہ میں داخل ہو کر چند مکانات کرایہ پر لئے جنمیں یہ سب لوگ قیام پذیر ہو گئے۔ ہر روز پردہ میں بیٹھکر وہ اپنے شاگردوں میں سے ایک کو بلاتی اور اس دن کے لئے کلام کرنے کا طریق بتاتی۔ اگر شاگرد اپنے بیان میں کوئی غلطی کرتا یہ پردہ ہی میں بیٹھی بیٹھی اس غلطی کی اصلاح کر دیتی۔

اس قسم کی متعدد مجلسوں کے بعد بہت سے لوگ اس تحریک کی حقیقت معلوم کرنے کے شائق ہو گئے۔ اور بتعداد کثیر اس کے بیانات سننے کے لئے آنے لگے۔ **آغا عبد اللہ** جو کرمانشاہ کے علماء میں بڑا عالم تھا اسنے گورنر کو ایک خط اس مطلب کا لکھا کہ

"یہ عورت یہاں بہت بڑی تکلیف کا موجب ہو رہی ہے جہانتک آپسے ممکن ہو جلد اسکو یہاں سے چلتا کیجئے"

علماء اور حکام

گورنر جسکا نام شہزادہ عماد الدولہ تھا اسنے اپنے گھر کی چند خواتین قرۃ العین کے پاس بھیجدیں۔ اس غرض سے کہ وہ معلوم کریں کہ قرۃ العین کس قسم کی عورت ہے۔ جب وہ عورتیں لوٹکر گورنر کے پاس گئیں تو انہوں نے بیان کیا کہ انہوں نے اسکا عمیق علم اور اعلیٰ قابلیت اور بے نظیر حسن دیکھا ہے کہ تمام ایران میں اسکی نظیر مشکل ہی سے ملکتی ہے۔ اسکے بعد شہزادہ نے اس بڑے عالم کو لکھا کہ

"میں بغیر کسی معقول وجہ کے اسکو یہاں سے باہر نہیں نکال سکتا۔ بسم اللہ آگے آئیے اور اس سے مناظرہ کیجئے اگر یہ مناظرہ میں لاجواب اور ناکام ہوئی تب ایک معقول وجہ اسکے قصبہ سے نکال دینے کی میرے ہاتھ میں آجائیگی"

ملا صاحب نے گورنر کے اس چیلنج کو بخاطر قبول کر لیا لیکن اس مناظرہ کی مجلس کو ہر روز دوسرے دن پر ٹالتا رہا۔ بالآخر اسنے یہ کہا کہ وہ بیمار ہے اور ایک مہینہ تک یہ معاملہ اسی ریسٹ ویسٹ میں رہا یہانتک کہ وہ مقابلہ کے لئے ہرگز نہ آیا۔ مگر ملا مذکور نے اسی عرصہ میں پرائیویٹ طور پر قرۃ العین کے والد اور چچا کو لکھا کہ وہ اسکو واپس بلا لیں۔ اسنے لکھا کہ یہ علماء کے ناموس کی بے ادبی کر رہی ہے۔ اس بنا پر قرۃ العین کے والد نے اپنے بیٹے اور دیگر چند رشتہ داروں کو بھیجا کہ وہ اسے قزوین میں لے آئیں۔ اور قرۃ العین کو بھی انکی آمد کا علم ہو گیا اسلئے اسنے اُن کے کرمان شاہ میں آنیسے قبل اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ جانتی ہے کہ وہ کیوں اسکے پاس آتے ہیں اسنے کہا کہ "چونکہ وہ ہمیں واپس قزوین میں لیجانے کے لئے آرہے ہیں اسلئے ہمیں چاہیئے کہ انکے آنے کے قبل ہی یہاں سے چلدیں"

ادھر قرۃ العین اور اسکی پارٹی آگے بڑھی اُدھر اسکے بھائی وغیرہ اسکی طرف کو آرہے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ راستہ ہی میں ہمدان کے مقام پر وہ اپنے بھائی سے ملی جسے اسکے والد نے اسکو قزوین میں واپس لیجانے کے لئے بھیجا تھا۔

ہمدان میں علماء کی مخالفت کا رنگ

جب وہ ہمدان میں پہنچی تو وہاں بڑی سنسنی پھیلی ہوئی تھی۔ اسکے متبعین پہلے سے دس گنا بڑھ گئے تھے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں پر ملاؤں کی مقاومت کسی دوسری جگہ کی نسبت بہت زیادہ ہو چکی تھی۔

وہاں ایسا اتفاق ہوا کہ شاہی خاندان کی ایک شہزادی جو کہ قرۃ العین کے قریب ہی رہتی تھی اسکے خیالات و تعلیمات سے متاثر ہو گئی چنانچہ اسنے قرۃ العین کے متعلق اپنے خاوند سے جو ہمدان کا گورنر تھا بہت کچھ ہمدردانہ کہا

ہمدان کے سربرآوردہ ملاؤں میں سے ایک قرۃ العین کی مخالفت کے لئے جوش و خروش سے کھڑا ہو گیا اور اسنے لوگوں کو متواتر جوش دلایا۔ کہ وہ اسکی مخالفت کے لئے کھڑے ہو جائیں اسکو اور اسکے ساتھیوں کو قتل کر ڈالیں۔ لیکن لوگ گورنمنٹ کے خوف سے اسکو کوئی نقصان پہنچانے سے ڈرتے تھے۔

قرۃ العین کا ایک خط ایک عالم کے جواب میں

قرۃ العین نے اس ملا کو ایک خط ۲۰ صفحات کا لکھا جو درحقیقت ایک چھوٹا سا رسالہ تھا اسمیں نہایت مسکت دلائل سے باب کے دعویٰ اور اسکے پیغام کی حقیقت کا ثبوت دیا۔ وہ خط اسنے اپنے ایک شاگرد ملا ابراہیم محلاتی نام کو دیا کہ وہ اس مخالف ملا تک پہنچا دے۔ یہ خط ملا مذکور کو ایسے وقت میں ملا جبکہ وہ دیگر علماء کے ساتھ اس امر پر بحث کر رہا تھا کہ قرۃ العین کے مقابلہ کے لئے کیا طریق اختیار کیا جائے اور خود باب سے کیا سلوک کیا جائے۔ جونہی کہ اسنے خط کا پہلا صفحہ پڑھا اسے یقین ہو گیا کہ قرۃ العین اسکے مقابلہ میں کیا بات ثابت کرنا چاہتی ہے۔ اسلئے اسنے بجائے اسے پڑھنا یا اسپر بحث کرنا شروع کر دیں۔

علماء کی مجلس میں ایک فاضد بابی کا ڈٹنا

ملا ابراہیم حامل خط نے جو خود بھی ایک عالم تھا بدلائل جواب میں گفتگو شروع کی اور کہا کہ ایسی ناشائستہ زبان اسکے لئے نہ استعمال کیجئے۔ ملا ابراہیم کی مدلل گفتگو اس مجلس میں اور گرمی کا موجب ہو گئی۔ جس سے سب موجود علماء حیران و پریشان اکٹھے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے غریب ملا ابراہیم کو پیٹنا شروع کر دیا۔ ان سب نے ملکر اسے اتنا مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا۔ جب گورنمنٹ نے یہ ماجرا سنا تو فوراً اسکو ان ملاؤں کے قبضہ سے

©Afnan Library Trust, 2026

چھڑانے کے لئے دوڑ پڑے۔ جب وہ وہاں پہنچے تو ملا ابراہیم موت کے قریب تھا۔ اسکو بیہوشی ہی میں قرۃ العین کے مکان پر لے آئے۔ افسروں میں سے ایک کہتا ہے کہ

قرۃ العین کا ایمان پرور بیان اور ایک افسر کی شہادت

"سب سے زیادہ حیرت مجھے جس بات کی ہے وہ یہ ہے کہ جب ملا ابراہیم کے مضروب ہونے کی خبر پہنچی تو تمام وہ لوگ جو شہزادی کے مکان پر رہتے تھے انہوں نے خطرہ محسوس کیا کہ جب قرۃ العین کو اس واقعہ کا علم ہوگا تو وہ یقیناً غش کھاکر گر جائیگی۔ لیکن جب وہ بیہوش آدمی وہاں لایا گیا تو بجائے غش کھانے کے وہ نہایت اطمینان اور پرجلال چہرے کے ساتھ اسکے پاس آئی اور عربی زبان میں ایک ملکہ کی طرح اس بیہوش سے یوں خطاب کیا۔

"ملا ابراہیم اٹھو اٹھو تم کتنے خوش قسمت ہو۔ تم پر خدا کی رحمت و سلام ہو کہ تم نے یہ تکلیف اپنے مولا کے راستہ میں گوارا کی۔ اٹھو چلو اور خدمت امر میں الحی طرح مصروف ہو جاؤ جیسا کہ مضروب ہونے سے پہلے تھے۔ اور اسکے راستہ میں پھر مشغول خدمت ہو جاؤ۔"

یہ اور اسی قسم کے الفاظ جو اسکی زبان سے نکلے انہوں نے اس بیہوش آدمی پر جادو کا اثر کیا۔ چنانچہ اسنے اپنی آنکھیں کھولدیں۔ اور اٹھ بیٹھا۔ جب وہ اٹھا تو قرۃ العین اسکی طرف مسکراتی ہوئی بڑھی اور بولی "لے ملا ابراہیم کیا ایک ہی دفعہ مار کھانے سے تم بیہوش ہوگئے۔ یہ وہ وقت اور وہ مقام ہے کہ اسوقت ہمیں اپنی جانوں پر کھیل جانا چاہئے۔ تمہیں چاہئے کہ اپنی زندگی اپنے آقا اور مالک کی راہ میں ڈالدو۔ اور یہ خطرہ دل سے نکالدو کہ تمھارا خون جو اسکی راہ میں بہایا جائیگا وہ ضائع ہوگا۔ یہی وقت ہے کہ تمھیں پہلے سے زیادہ جوش و خروش سے خدا کی راہ میں بہادری دکھانی چاہئے۔ ہر ایک ظہور کے وقت یعنی جب کوئی معلم آسمانی دنیا میں ظاہر ہوا تو وہ جنہوں نے ابتداءً اسے قبول کیا اور اسکی تعلیمات کو مانا انہوں نے بشاش اور مسرور چہروں کے ساتھ تمام تکالیف اور اذیتوں کو برداشت کیا۔ یہانتک کہ اسکی راہ میں ان فداکاروں نے اپنی جانیں قربان کردیں۔ کیا تم بھول گئے مسیحؑ کے حواریوں نے کیا کیا؟ کیا تمھیں یاد نہیں اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا؟ سو چوتھائی نے کسطرح اپنی جانیں اور ارواح اپنے مالک اپنے خدا کی راہ میں نثار کیں۔ اب وقت ہے کہ تم اور میں بلکہ ہم سب ملکر انہی کے قدم بقدم راہ صدق و وفا پر چلیں اور نہایت خوشی سے خدا اپنے آقا کے لئے میدان شہادت میں کود پڑیں۔" جیسا کہ ہر مجدد نے خواہ بابی مسیحی میں نئی زندگی اور روح امید اور جرأت پیدا کردی تھی۔

اسی طرح قرۃ العین نے متبعین بابی میں جرأت و روح پیدا کردی کہ وہ اٹھیں اور اپنے محبوب کے پیغام کو دنیا میں پھیلادیں

اس سانحہ کے تھوڑے عرصہ بعد وہ اپنے بھائی اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ قزوین چلی گئی جو ہمدان سے ایک ہفتہ سفر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ (ترجمہ از "ہی ڈان" رنگون)

باقی

صحیفۂ الاشراق رنگون: حضرت علامہ سید مصطفیٰ رومی کی زیر ادارت فارسی، انگریزی، برمی زبان میں ماہوار بڑی خوبی سے جاری ہے۔ پوسٹ بکس نمبر ۲۶۶ رنگون

مسئلہ سود اور مال غنیمت

(نوشتہ جناب مولنا سید طفیل احمد ولایت منزل علیگڈھ)

بعض اصحاب کا یہ خیال ہے کہ مسلمان بجنسہ انہیں طریقوں سے ترقی کرینگے جنسے کہ انہوں نے ابتدائے اسلام میں ترقی کی تھی۔ اسوقت ہمارے سامنے جناب مولنا شبلی صاحب مرحوم کی تصنیف سیرۃ نبوی ہے جسمیں تحریر ہے کہ

"عرب ایک ویران ملک تھا کسی قسم کی پیداوار نہ تھی بکریوں اور اونٹ کے سوا وہاں کچھ نہ ہوتی تھی۔ اسلئے حملہ اور غارتگری شروع ہوئی اور معاش کا سب سے بڑا بلکہ تنہا ذریعہ غارتگری قرار پایا چونکہ لڑائیوں کی اصل بنیاد ضرورت معاش سے شروع ہوئی تھی اسلئے عرب کے نزدیک مال غنیمت سے زیادہ کوئی شئ محبوب نہ تھی۔"

عرب کی یہ حالت تھی جبکہ اسلام کا دنیا میں ظہور ہوا مگر اس بیرحمانہ اور ظالمانہ طریقہ معاش کو بجائے یکقلم موقوف کردینے کے اسلام نے اسے قائم رکھا اور رفتہ رفتہ اسمیں مناسب ترمیمیں اور اصلاحیں کیں اور کچھ عرصہ بعد اس امر کی قطعاً ممانعت کردی کہ عورتیں بوڑھے بچے نوکر اور خادم لڑائیوں میں قتل کئے جائیں پہلے لڑائیوں کی عہد کی پابندی نہ تھی اسکی پابندی شروع کی گئی۔ قاصدوں کا قتل بند کیا گیا۔ اسیران جنگ کے ساتھ عمدہ برتاؤ شروع ہوا اور بقول مولنا شبلی مرحوم کے رفتہ رفتہ اسلام نے جہاد کو جو بظاہر ایک ظالمانہ کام تھا اسقدر پاک اور منزہ کردیا کہ وہ افضل ترین عبادت بنگیا۔ اور جہاد کا مقصد یہ قرار دیا کہ مظلوموں کو ظلم سے بچایا جائے اور ظالم کمزور آدمیوں پر بہت ستم دراز نہ کرنے پائیں اور مال غنیمت کی نسبت یہ قرار پایا کہ اسکا پنجواں حصہ بیت المال میں جمع ہوکر راہ خدا میں صرف کیا جائے اور باقی ماندہ چار حصے مجاہدین میں تقسیم کئے جائیں۔

غرضکہ ابتدائے اسلام میں "ملک گیری" ملک داری اور بیت المال اور افراد قوم کی بسر اوقات کا انحصار جہاد اور مال غنیمت پر تھا۔ مگر سوال یہ ہے کہ آیا مسلمان اس زمانہ میں جبکہ وہ ہر قسم کی مادی طاقت سے محروم ہیں بجنسہ وہی طریقے اختیار کرکے دنیا پر غالب ہوسکتے ہیں۔ بیشک اب بھی دنیا میں ایک قوم دوسری قوم پر غالب ہوکر اسکی جان و مال پر مسلط و قابض ہوتی ہے مگر بغیر ان جدید آلات کے جو علم کے زور سے بنائے جاتے ہیں۔ اور سرمایہ کے ذریعے خریدے اور تیار کئے جاتے ہیں اگر کوئی قوم کشت و خون یا لوٹ مار کا تجربہ کرے تو اسکا وہی انجام ہوگا۔ جو آجکل مذہبی تنازعات میں ہندو مسلمان بلوائیوں کا ہوتا ہے۔ کہ چھینوں کی کشمکش کے بعد پھانسی ملتی ہے۔ یا چند سال کے لئے رہجیلخانہ کی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے اور پیچھے بال بچے بھوک سے ہلاک ہوتے ہیں اور خاندان کے خاندان تباہ اور برباد ہو جاتے ہیں۔

ان حالات میں مسلمانوں کو غور کرنا پڑیگا کہ آیا بجنسہ وہی ذرائع معاش اور وسائل ترقی اختیار کریں جو ابتدائے اسلام میں اختیار کئے گئے تھے یا آنحضرت صلعم کی تعلیم کی روح کو مدنظر رکھکر موجودہ زمانہ کے ذرائع معاش اختیار کریں اور انہیں تمام آلودگیوں اور برائیوں سے اسی طرح پاک کریں جسطرح کہ لوٹ مار کے طریقوں کو شارع علیہ السلام نے ہر طرح کے ظلم و ستم اور جہالت و وحشت سے پاک کرکے اسکو اعلائے کلمۃ اللہ، قیام امن، رفع مفاسد، نصرت مظلوم اور تسبیح و تہلیل کا ذریعہ بنا دیا تھا۔

ناظرین کو اس سے تعجب ہوگا کہ جبکہ اس زمانہ کے کاروبار اور مادی ترقی کا دارومدار سود اور سرمایہ پر ہے تو مسلمان ایسے ناپاک کام میں کیا پاکیزگی پیدا کرسکتے ہیں حالانکہ بغور دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ کاروبار میں اسوقت جو کچھ گندگی ہے وہ صرف مسلمانوں کی علیحدگی اور گوشہ گیری کی وجہ سے ہے مثلاً اس ملک میں سود کی گراں شرح کے ذمہ دار بہت کچھ مسلمان ہیں۔ جو خانگی ضروریات، اسراف اور عیش پرستی کے لئے جس شرح سود پر بھی روپیہ لے قرض لیتے ہیں اور اسے غیر نفع آور کاموں میں لگاتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہی روپیہ ملک کے نفع آور کاموں میں لگے تو اس سے ملک کی صنعت و حرفت اور تجارت کو معتدبہ اور نمایاں شوق ہو۔

اسمیں شبہ نہیں کہ اگر مسلمان اپنا روپیہ معین منافعہ یا تجارتی سود میں لگانے لگیں تو روپیہ کو بڑھتا دیکھکر خود ان میں کفایت شعاری کی عادت پیدا ہوجائیگی۔ بازاروں، اور منڈیوں اور کارخانوں اور صنعتی کاموں میں جسپر مسلمانوں کا کروڑوں روپیہ پہنچیگا تو خود بخود ملک کی شرح سود گر جائیگی۔ اور ہندوستان سے گراں شرح کا سود جو انسانوں کو برباد کرتا ہے اسیطرح مٹ جائیگا جسطرح کہ یورپ سے مٹ گیا۔ ایک ادنیٰ بات یہ ہے کہ پنجاب کی نسبت سنا گیا ہے کہ وہاں کے مسلمان ساڑھے بارہ کروڑ روپیہ سالانہ سود میں دیتے ہیں۔ اگر اسکا کوئی حصہ بھی تجارت یا صنعت میں لگتا تو کیا کچھ نفع نہ ہوتا۔ مسلمان محض اس وہم سے کہ زر کا کاروبار انہیں دین و دنیا دونوں میں برباد کردیگا اس سے قطعاً پرہیز کرتے ہیں حالانکہ اگر ان کے اسلاف ابتدائے اسلام میں مدافعانہ کشت و خون اور حملہ و غارتگری سے ڈر کر اپنے گھروں میں چھپے پڑے رہتے تو نہ آج دنیا میں اسلام کا وجود ہوتا اور نہ عرب کے ظالمانہ اور بیرحمانہ طریقہ معاش کا۔

ہیریلڈ آف دی ایسٹ کان پور: حضرت فاضل پروفیسر پریتم سنگھ صاحب ایم اے کی زیر ادارت انگریزی میں عمدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ پبلشر کالج آف کامرس کان پور

©Afnan Library Trust, 2026

بقیہ مضمون صفحہ

تو ایسے ہر ایک جھوٹا مدعی بھی مقامات ظہور کی تمام پیشگوئیاں اپنے حق میں چسپاں کر سکتا ہے جن جن مقامات کا نام لیجئے وہیں اپنے چند ایجنٹوں کو بھیج دیگا۔ اور کہدیگا کہ میں نہیں جا سکا تو میرے مرید پہنچ گئے انکا پہنچنا میرا پہنچنا ہے ہذا پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور میں سچا ہوں اسطرح حق و باطل کا امتیاز نہ رہے گا اور امان اٹھ جائیگی۔

مگر عجیب تر یہ کہ جب جناب خلیفۂ قادیان دمشق تشریف لے گئے اور ایک جگہ نماز پڑھی وہاں ایک مسجد کا مینارہ نظر پڑ گیا۔ بس پھر کیا تھا۔

"معاً اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈالا کہ یہی وہ منارۃ البیضاء ہے جسکے متعلق وارد ہے کہ مسیح منارۃ البیضاء کے پاس نازل ہوگا۔"

(ریویو قادیان اکتوبر ۱۹۲۴ء)

اسکے بعد فوراً اسی مضمون میں احمدی قلم ناز مسرت سے یوں لکھتا ہے "الغرض خدا کے فضل سے نہ صرف بابیوں اور بہائیوں پر بلکہ غیر احمدیوں پر بھی ہر طرح سے اتمام حجت ہو گئی۔"

لیکن افسوس کیساتھ ہمیں یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمپر اور تمام اہل اسلام پر اتمام حجت تو کیا ہوئی بانی جماعت احمدیہ پر بلا شک اتمام حجت ہو گئی جنہوں نے چندۂ منارہ کے اشتہار میں دمشقی منارہ کی پرزور نفی فرمائی تھی کہ

"یہ مطلب نہیں کہ وہ منارہ دمشق کی ایک جز ہے اور دمشق میں واقع ہے جیسا کہ بدقسمتی سے سمجھا گیا۔" مگر بدقسمت مسلمانوں کی خوش نصیبی کا وقت آگیا اور خود خلیفۃ المسیح اور تمام جماعت قادیان نے اعلان کر دیا کہ منارہ کو دمشق میں سمجھنا بدقسمتی نہیں تھی بلکہ واقعی وہ منارۃ البیضا جسکے پاس مسیح نازل ہوگا دمشق میں موجود ہے اور یہ معلوم بھی الہام سے ہوا جیسا کہ لکھا ہے کہ

"معاً اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈالا" کہ یہی وہ منارۃ البیضاء ہے جسکے متعلق وارد ہے کہ مسیح عند منارۃ البیضاء نازل ہوگا۔"

واقعی آج اہل قادیان نے میرزا صاحب مرحوم پر اتمام حجت کر دی ہے مگر حضرت میرزا صاحب بھی اہل قادیان پر پہلے ہی سے حجت ختم کر گئے ہیں کہ وہ منارہ جسکے پاس مسیح نازل ہوگا دمشق میں نہیں "ایسا سمجھنا بدقسمتی" ہے بلکہ "بڑا دھوکہ ہے" دیانت سے بعید ہے" عقلمندی سے دور ہے"۔ خود جناب ممدوح کے الفاظ یہ ہیں:-

"بڑا دھوکہ ہمارے مخالفوں کو یہ لگا ہے کہ انہوں نے حدیث کے لفظوں پر یہ سمجھکر کہ مسیح موعود اس منارہ کے قریب نازل ہوگا جو دمشق کی شرقی طرف ہے یہ سمجھ لیا کہ وہ منارہ دمشق میں ہی واقع ہے حالانکہ دمشق میں ایسے منارہ کا وجود نہیں۔"

"دیانت سے بعید اور عقلمندی سے دور ہے کہ خدا تعالیٰ کی ان حکمتوں اور بھیدوں کو نظر انداز کر کے جنکو ہمنے اس اشتہار میں بیان کر دیا ہے یہ وجہ اسبات پر زور ڈالا جائے کہ وہ منارہ جسکے قریب مسیح کا نزول ہوگا وہ دمشق میں واقع ہے۔"

(اشتہار چندہ منارۃ المسیح ملحقہ خطبۂ الہامیہ ص ۴)

ان حالات میں ہر شخص یہ کہنے پر مجبور ہے کہ دمشقی حدیث کے معاملہ میں میرزا صاحب کے بیانات صحیح ہیں تو اہل قادیان کے بیانات باطل ہیں۔ اگر اہل قادیان کے بیانات صحیح ہیں تو جناب میرزا صاحب کے بیانات غلط ہیں۔ اب یا مرشد صادق تھے یا مرید۔ پھر مرشد کی صداقت جب مریدوں نے قائم نہ رکھی تو مریدوں کے ہاتھ میں بھی کچھ نہیں رہتا یہ وہ بلا ہے جو اہل قادیان نے دمشق جاکر اپنے سر چڑھائی ہے جسکے پنجہ سے رہائی تا قیامت محال نظر آتی ہے۔

اسی بلا کی خبر جناب میرزا صاحب کے اس الہام میں دیگئی ہے جسکے لفظ ہیں "بلائے دمشق" جناب خلیفۃ المسیح قادیان کو دمشق پہنچنے پر ڈراؤنی خواب میں بھی یہ "بلائے دمشق" نظر آئی۔

اخبار الفضل قادیان ۱۴ اگست ۱۹۲۴ء کے ٹائٹل پیج پہ بعنوان حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے دعاؤں کی درخواست" جناب خلیفۂ قادیان کا خط شائع ہوا ہے جسمیں ہے کہ "اس سفر کے متعلق ایک منذر رویا دیکھی ہے اسکے دوسرے دن شیخ یعقوب علی صاحب نے حضرت مسیح موعود کا الہام نکالا "بلائے دمشق"۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

کوکب ہند کا مسلسل فائل

چند فائل مسلسل کوکب ہند کے مہیا ہیں جن میں نہایت زبردست مضامین کا ذخیرہ ہے قادیان کے لئے تو نہایت ہی لاجواب سلسلہ ہے جسے ملک میں عموماً بے نظیر تسلیم کیا گیا ہے۔ امر بہائی کے متعلق عظیم الشان بیانات۔ تاریخی مضامین مسئلہ سود پر ابحاث وغیرہ وغیرہ قیمت معہ محصول ڈاک ۷ روپے

(مینیجر کوکب ہند آگرہ)

مدینۃ العلم علی گڑھ کا ماہوار باتصویر رسالہ

نوبہار

نگران حامد اللہ افسر میرٹھی اے

ایڈیٹر:- سید احسان علی (کوثر)

نوبہار انشاء لطیف کا ایک مصور مجموعہ ہے جو ہر ماہ کے آخری ہفتہ میں علی گڈھ سے شائع ہوتا ہے۔ اگر آپ اردو شاعروں کے شاہکار دیکھنا چاہتے ہیں، اگر آپ دل لبھا لینے والے مختصر فسانوں سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں، اگر آپ اعلیٰ پایہ کے ڈرامے ملاحظہ فرمانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ مشاہدات انسانی کا مختلف پہلوؤں سے مطالعہ کرنا چاہتے تو نوبہار خریدیئے۔ غرض اگر آپ ہر مہینہ کا بہترین اردو لٹریچر اپنے پاس محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو نوبہار کے خریدار بنجائیے ہر مہینہ علاوہ تصویر اور کارٹونوں کے خلاصۃ الرسائل کے عنوان سے تمام اعلیٰ پایہ کے اردو رسائل کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے قیمت سالانہ للعبر محصول ڈاک نمونہ کا پرچہ ۶ر

مینیجر رسالہ نوبہار علیگڈھ

بقیہ مضمون صفحہ اول کالم ۱

ایک طرف ہمیں کہا جاتا ہے کہ بہائی کتب بنیادی و اصولی لائن میں تصدیق کر دونگا۔ اور دوسری طرف اعلان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلی کتاب جو ناسخ قرآن مجید ہے اور جسپر بہائیوں کے مذہب کی بناء و ابتداء ہے وہ دستیاب ہی نہیں ہو سکتی۔ کیا اسی کو کہتے ہیں نفوذ جو سب سے بڑی دلیل صداقت بیان کیجاتی ہے۔ پھر عجیب بات ہے کہ دعویٰ تو ہے تصدیق کرنے کا اور خبر سے اپنے سرمایہ کا یہ حال ہے کہ اشتہار موٹے موٹے حروف میں یہ دیا گیا ہے کہ "کتاب البیان۔ کتاب الاقدس۔ کتاب المبین کتاب الاقتدار۔ برائے مناظرہ با جماعت قادیان لازم است ہرکس میتواند عاریتاً یا مجاناً یا بقیمت ایں کتب تقدیم نماید مرقوم فرمودہ رسماً بصدر لجنۃ الاشاعت مخابرہ نماید۔ حشمت اللہ آگرہ۔" یعنی جماعت قادیان کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے (نہ انکو دینے کے لئے۔ (اکمل) ان کتابوں کی ضرورت ہے جس صاحب کے پاس ہوں عاریتاً یا مجاناً یا قیمت لیکر لجنۃ الاشاعۃ آگرہ کو بھیجدے۔

خوب! تو پھر ہم انتظار کرتے ہیں۔ آپ پہلے اپنے مذہب کی اصولی و بنیادی کتب تلاش کر لیجئے۔ جب آپکے پاس پہنچ جائیں تو ہم اپنا آدمی بھیجدینگے آپ اسے ان کتب کی مصدقہ نقول یا اصل کتب مہیا فرما دیں تو پھر مناظرہ کر لینا فی الحال تیاری کر لو۔ تصدیق کس طرح کروگے۔ جب البیان دستیاب ہی نہیں ہوتی اور دوسری کتب کے لئے اعلان کر رہے ہو کہ مہیا کر دی جائیں۔

ہمارے خیال میں ایک عالمگیر مذہب کی مدعی قوم کے لئے یہ امر باعث شرم بلکہ ان کے کذب و باطل ہونے کا بین ثبوت ہے کہ انکے پاس اپنی کتب بھی نہیں۔ اور لوگوں کو ان کے ماننے کی دعوت دیجاتی ہے۔ بہائیوں کو ہمارا ممنون ہونا چاہئے کہ ہمنے انہیں انکی کتابوں کا کچھ حصہ دکھایا۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ تمام کتابیں مکمل حالت میں آپکے سامنے مہیا کر دیں یہ کام آپکا ہے جنکا مذہب ہے البتہ ابتک ہمنے کوئی غلط حوالہ دیا ہو تو اسے ظاہر کرو اور اپنی اصل کتابیں ہمارے حوالے کرو۔ آخر میں صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ اب جس زور و شور سے مناظرہ کا چیلنج دیا تھا اسپر قائم رہو اتنی جلد پیٹھ نہ دکھاؤ نہ فرار کی راہ اختیار کرو۔ ہم ہر وقت مناظرہ کے لئے تیار ہیں لیکن مناظرہ کو صحیح طور پر مفید بنانے کے لئے ضروری ہے کہ جناب علی محمد معروف بہ باب و جناب حسین علی معروف بہ بہاء اللہ کی اصل کتابیں ہمارے قبضہ میں ہوں جسکا ابتدا سے ہم مطالبہ کر رہے ہیں اور مناسب خرچ کیلئے آمادہ ہیں۔ مگر اسکے جواب میں سوائے گالیوں کے غالباً آپکے پاس کچھ نہیں کیونکہ پہلے آپنے ایک غیر معروف شخص عبد الرحمن سے گالیاں دلوائیں۔ اور اب پھر اپنی گالیوں کا اعادہ ہمارے جواب میں کوکب ہند میں شروع کرایا ہے۔ خیر بہر حال ان کتابوں کے لئے اشتہار دیکر جگ ہنسائی کی کیا ضرورت تھی۔ عکاء سے منگوا لیتے۔ وہاں تم اپنا مرکز بیان کرتے ہو مگر جھوٹے کے گھر تک پہنچنے والے اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے ہیں کہ وہاں کیا ہے کچھ بھی نہیں۔ بالآخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپلوگ صدق دل سے چاہتے ہیں کہ مناظرہ ہو اور آپکا دلی ارادہ اس مناظرہ سے جسکو ہمنے منظور کر لیا ہے گریز کا نہیں تو آپ کا اولین فرض ہے کہ ہمارے مطالبہ پر اصولی کتب ہم بہم پہنچائیں۔ جبتک آپلوگ اپنی مذہب کی اصولی کتب جو جناب علی محمد اور جناب حسین علی نے خود لکھی ہیں نہ دینگے جنسے ان مردود مدعیوں کے اصل دعاوی پر روشنی پڑ سکتی ہے اسوقت تک آپلوگوں پر ہماری حجت ملزمہ قائم ہے۔ باوجود حق دینے کے اصل مدعیوں کی کتابیں ہمارے حوالے نہ کرنا اور یونہی اکمل بچہ طور پر ان کے دعاوی کے متعلق بحث کرنے کے لئے زبانی کہتے جانا عملی طور پر بہائیوں کا میدان سے فرار ہے۔ (محمد ظہور الدین اکمل ناظر دعوۃ و تبلیغ، قادیان

(مطبوعہ آگرہ اخبار پریس آگرہ) باہتمام سید حفیظ الحق علمی

©Afnan Library Trust, 2026

I No 26

رجسٹرڈ نمبر ۹ ۱۳۳۱
مورخہ ۹ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء

کلید آگرہ

مدیر مسئول
سید محفوظ الحق علمی مولوی فاضل

مدیر معاون
مہر محمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

جلد ۱ تاریخ اشاعت یکم ۹-۱۷-۲۵ ماہ انگریزی۔ سالانہ للعہ ششماہی عہ سہ ماہی عہ اُجرت اشتہارات بذریعہ خط و کتابت عہ نمبر ۲۶

در وصول رقم کلک عطائے حضرت ولی اللہ

ھو اللہ

رقم کلک عطا وہ چہ بیانے دارد
پیک دلدار چہ خوش لعل لبانے دارد
آن چو مشکی است فرح بخش دماغ دلہا
وین چو بوئے کہ بکف کہف املے دارد

آن یکے از فضل عیان مژدہ بجان میگوید
این یکے از یار نہان طرفہ نشانے دارد
آن رصبہائے قدم نشۂ باقی بخشد
وین عجب قوتِ دل و قوت جانے دارد

آن یکے دیدۂ جان روشن و تابان سازد
وآن دگر رشک جنان رشح روانے دارد
آن یکے از عشق بتن شعلۂ نار افروزد
این یکے از شوق بدل سطوت و سانے دارد

چہ بگویم کہ بجان آن چہ شرارے افگند
نتوان گفت کہ زین دل چہ فغانے دارد
باچنین شعلۂ شوق و شرر و شورش عشق
باچنین نار کہ ہر لحظہ زبانے دارد

این دل از آرزوئے وصل چنان آرامد
این تن از ہجر رخت بین چہ توانے دارد
مددے بخش کہ این خستہ ز ہجران بہ رہد
فرصتے دہ کہ روان عزم و عنانے دارد

تن بتازد کہ بدان منزل مقصود رسد
دل بنازد کہ چنان یار عیانے دارد
سودہ محمود ایاز در تو سر بفلک
کہ چنان دلبر باشوکت و شانے دارد

عرض حال

حکیم پارسائے سید محمود زرقانی
بہ معنی ہا ملک سیرت بصورت یوسف ثانی
اگر آن ساقیِ مخمانہ عرفان دہد ساغر
شود مست شرابش کاشفِ اسرار ربانی
بشہر من در آمد چون بہار تازہ در گلشن
ہمی بارید بر کشت منِ ابر نیسانی
بصد حسرت شدم محروم از لطف فیوض او
نخواہد رفت از دل تا قیامت سوز حرمانی
توئی آن باغبان گلشنِ اسرارِ حقانی
شگفتند صد چمن در شور گردامن بیفشانی
ندارم شکوہ از تو گلہ دارم ز بختِ خود
کہ آمد فصل گل، بلبل بشد محبوس زندانی
کریمم خستہ دل مالد کف افسوس در حسرت
بہ دریائے حقیقی معرفت غواص کامل دم
کہ مے آرد بکف ہر دم دُرِ یکتائے عرفانی
سرم قربان بہ پائے او دلم قربان بہ نام او
کہ تابد در جبینِ پاک او انوار یزدانی
دریغا من ازان دورم بمجبوری رنجوری
ندارم تاب ہجوری بدل دارم پریشانی
بضعف ناتوانی پائے لنگان بر درش رفتم
شدم خیرہ ندیدم مہر را در برجِ افغانی
فرودے قدر من ازشان تو گوئی تیز جنبر کم
منور کلبۂ تارم چو میکردی بہ مہمانی
ہمانا زینت گوش خرد گردد گہر بارش
کہ دارد کوکب ہند آگرہ ہر سو درافشانی
کہ کے آید بدستم دامن پاکش بہ آسانی

©Afnan Library Trust, 2026

دین بہائی کی تیسری اساس

(نطق مبارک حضرت عبدالبہاء در منزل مبارک پاریس ۱۲ نومبر ۱۹۱۲ء)

تطبیق علم و دین

کل ہمنے بیان کیا تھا کہ حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات کی دوسری بنیاد وحدت عالم انسانی ہے۔ تیسری بنیاد یہ ہے کہ دین و علم توام ہیں۔ اگر دینی مسائل میں سے کوئی مسئلہ درحقیقت عقل و علم کے مطابق نہ ہو تو وہ وہم ہے کیونکہ علم کی ضد جہل ہے۔ اگر دین علم کے خلاف ہو تو وہ جہل ہے۔ اگر کوئی مسئلہ عقل کلی الٰہی سے خارج ہو اسپر کیسے انسان قناعت کر سکتا ہے۔ ہاں ایسے مسئلہ کو اعتقاد عامیانہ کہنا چاہیئے۔ وہ اساس جو سب انبیاء نے باقی چھوڑی ہے۔ وہ فقط حقیقت ہے اور وہ ایک ہی ہے۔ اور وہ علم کے مطابق ہے۔ مثلاً وحدانیت الٰہی۔ کیا یہ عقل کے مطابق ہے یا نہیں۔ یا روحانیت انسانی ہے کیا یہ عقل کے مطابق ہے یا نہیں۔ یا نیت صادقہ، صدق و امانت اور وفا ہے۔ کیا یہ عقل کے مطابق ہے یا نہیں۔ یا ثابت قدمی اور استقامت اور عالم انسانی کے اخلاق حمیدہ ہیں۔ کیا یہ مطابق عقل ہیں یا نہیں شریعت الٰہی کے تمام احکام بھی عقل کے مطابق ہیں، کیونکہ دین کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم کا تعلق روحانیات سے ہے اور وہی اصل ہے اسمیں تغییر و تبدیل نہیں ہوتی۔ تمام انبیاء نے اسی کے ساتھ مبعوث ہو کر عالم انسانی کے فضائل کی ترویج فرمائی ہے۔ یعنی شمس حقیقت کا پرتو عالم اخلاق پر پڑا اور وہ روشن ہو گیا۔ ابر عنایت کے رشحات کا فیض پہنچا۔ حقیقت کی کشت زار سبز و خرم ہو گئی۔ یہی اساس جمیع انبیاء کی ہے۔ جسکا تعلق عالم اخلاق و عرفان سے ہے۔ وہ ایک ہے اور وہی حقیقت ہے۔ کیونکہ حقیقت تعدد قبول نہیں کرتی۔ لیکن دین الٰہی کی دوسری قسم جسکا تعلق اجسام و احکام سے ہے۔ وہ زمان و مکان کے مقتضیات کے مطابق متغیر و متبدل ہوتی رہتی ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ کے زمانہ میں حسب اقتضائے وقت تورات میں قتل کے دس حکم تھے۔ لیکن حضرت مسیح کے وقت زمانہ کے اقتضاء کے مطابق نہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح نے انکو بدل دیا۔ یا مثلاً تورات میں آنکھ کے بدلے آنکھ کی سزا بطور قصاص مقرر تھی۔ اور یہ کہ اگر کوئی کسی کے دانت توڑ دے تو اسکے بھی دانت توڑ دیں۔ یا اگر کوئی چوری کرے اسکا ہاتھ کاٹ ڈالیں۔ کیا اس زمانہ میں یہ کام ہو سکتا ہے یا یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی سبت کو توڑ دے تو اسکو مار ڈالیں۔ یا اگر کوئی کسی کے باپ کو گالی دے تو اسکو قتل کر دیں۔ اس زمانہ میں یہ باتیں ممکن نہیں ممتنع ہیں کیونکہ زمانہ کا اقتضاء اسکے خلاف ہے پس واضح ہو گیا کہ شریعت اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم روحانی ہے جو عالم اخلاق و عرفان اور فضائل عالم انسانی سے تعلق رکھتی ہے۔ اسمیں کوئی تغییر و تبدیل پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن اصل دین اللہ ہی اخلاق اور اشراق عرفان ہے۔ فضائل انسانی ہے اور ہر ملت کہ جسکے اخلاق اچھے ہوتے ہیں ترقی کرتی ہے۔ تہذیب اخلاق مطابق عقل ہے اور اسمیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ پس اگر دین مخالف عقل ہو تو وہ وہم ہے۔ اور یہ مسئلہ بھی مسائل و تعالیم بہاء اللہ میں سے ایک ہے پس آپلوگ اپنے تمام عقائد کی تطبیق کیجئے تاکہ علم مطابق دین ہو جائے کیونکہ دین انسان کا ایک بازو ہے۔ اور علم دوسرا بازو۔ انسان دو ہی بازوؤں سے پرواز کر سکتا ہے۔ ایک بازو سے پرواز نہیں ہو سکتی۔ تمام تقالید ادیان عقل و علم کے مخالف ہیں نہ کہ ادیان کی حقیقت اور ان تقالید ہی سے یہ مفاسد حاصل ہوئے ہیں جو کہ بنی نوع بشر کی آپسمیں بغض و عداوت کا موجب ہوئے ہیں۔ والا اگر دین کو علم سے تطبیق دیتے حقیقت ظاہر ہو جاتی۔ اور ظہور حقیقت خلاف حقیقت کے ازالہ کا موجب ہوتا۔ اور دینی بغض ابداً نہ رہتا۔ بلکہ لوگ آپس میں محبت و پیار سے ملتے جلتے۔ پس آپ اس امر کی فکر کیجئے کہ علم کو دین سے تطبیق ہو اور دین کو علم سے ۔ ۔ ۔

ھوالله

اے یاران عبدالبہاء۔ خدا کی حمد کہ اُسنے اس زندان کو دوستوں کے لئے ایوان بنا دیا۔ اور اس سجن اعظم کو جمال قدم کے الطاف کا گلشن کر دیا۔ ہر چند مسجون و محصور ہیں لیکن الحمدللہ یاران الٰہی میں سے ہر ایک سید حصور کی طرح جانفشاں اور خوش ہے۔ ہم قربان ہیں اور کامران۔ چاہتے ہیں کہ خدا کی راہ میں ہمارا خون بہہ جائے۔ اور ہمیں رب جلیل کی رضاء حاصل ہو۔ زہر کو شہد سمجھیں۔ اور تلخ کو شیریں شمار کریں۔ مشام نفحات قدس سے معطر ہے۔ اور آنکھ ملکوت ابہیٰ سے منور۔ اور قلوب صبح و شام متمثل میں ہیں۔ اور آستان جلیل اکبر میں تضرع کناں کہ

اے پروردگار تو ہی آمرزگار ہے

اور اے کردگار تو ہی بردگار ہے۔ پس اپنے مشتاق دوستوں کو اپنے پرتو اشراق سے ایک بہرہ دے۔ اور اپنے چہرے کے عاشقوں کو دلبر آفاق کا ایک پرتو بخش۔ آوارگان بادیہ ہجران کو اپنے حریم وصال میں جگہ دے اور گمگشتگان صحرائے فراق کو حرم وصال کا محرم بنا۔ عاشقوں کو حرمان سے نجات دے۔ اور پریشانوں کو بزم قرب میں سروسامان بخش۔ صامتوں کو ناطق کر۔ اور ناامیدوں کو امیدوار بنا۔ بیگانوں کو آشنا۔ اور محرموں کو محرم راز فرما۔ محزونوں کو چمکا اور منجمدوں کو آتش محبت سے مشتعل فرما۔ ہدایت کا راستہ دکھا۔ اور ملکوت ابہیٰ کے ابواب کھول۔ حسد و بغض کی بنیادوں کو اکھیڑ ڈال۔ محبت و وفا کے ایوان کو بلند کر۔ اور بیماروں کی چارہ سازی کر۔ اے دلبر مہربان ہر سینہ کے سر میں تیرے ہی کوچہ کا سودا ہے۔ اور ہر مرغ بے بال و پر تیری زلفوں میں گرفتار ہے۔ اور ہر سرگشتہ و سرگردان تیری ہی طرف دیکھ رہا ہے۔ اور ہر سوختہ دل تیری ہی محبت کا تشنہ ہے ہر چند دنیا والے غافل ہیں۔ لیکن جان و دل سے تیری ہی گفتگو میں مصروف ہیں۔ اگرچہ نہ جانتے ہیں نہ پہچانتے نہ ڈھونڈھتے ہیں نہ چاہتے۔ مگر تیرے الطاف کے مستحق اور تیری عنایت و اعطاف کے سزاوار ہیں۔ اے کریم ہر سقیم کی استعداد پر نظر نہ فرما بلکہ اپنے فضل عمیم کے مطابق معاملہ کر۔ اور نور مبین سے ہدایت فرما یا اپنے دوستوں کی مدد کر۔ اور عاشقان ملکوت جمال کو بشارت وصال دے۔ دردمندان عشق کو دل و جان کا علاج بخش۔ ہر ایک کو اپنے آستانہ کی خدمت کی توفیق دے۔ اور راستبازوں کے گروہ میں داخل کر۔ اور سچے دوستوں میں سے بنا۔ تو ہی مقتدر ہے اور توانا۔ تو ہی بخشنے والا ہے اور درخشندہ و تابان

اے میرے روحانی دوستو

جناب اسحٰق خاں نے چشم گریاں اور دل سوزاں اور کبید خاطر کے ساتھ مجھسے خط لکھنے کی درخواست کی ہے اور اثر خامہ کی آرزو کی ہے۔ فی الحقیقۃ وہ دوستوں کے لئے سر بآستان ہیں اور یاروں کے لئے بندہ اور پاسبان وہ افروختہ چہرے اور سوختہ دل کے ساتھ احبائے الٰہی کا ذکر کرتے ہیں۔ اور ان کے لئے تائید لاتنا ہی طلب کرتے ہیں۔ اور عبدالبہاء کو حضرت احدیت کی درگاہ میں عجز و زاری کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ تاکہ میں ملکوت الٰہی میں گریہ و زاری کروں۔ اور احبائے الٰہی کے لئے خط لکھوں اور آستان اسم اعظم سے محبوں کے لئے عون و عنایت طلب کروں۔

اے دوستو! وہ دلبر مہربان ہزاروں شکر کا سزاوار ہے جسنے مومنوں کو ایسا ایکدوسرے کیلئے مہربان کر دیا اور مشتاقوں کو دل و جان کا تعلق بخشدیا۔ جہانتک ہو سکے ایکدوسرے سے عشق کیجئے۔ اور ایکدوسرے کی پرستاری کیجئے اور بیگانوں سے خوب مل جلکر رہئے۔ ہر ملحد عنود کی پرورش کیجئے۔ اور اسکے لئے فضل و بخشش سے کام کیجئے۔

یہ ہے مسلک اہل بہاء

یہ ہے میثاق الٰہی۔ پر ثابت رہنے والوں کا طور و طریق یہ ہے دلبر آفاق کے عاشقوں کی تعریف۔ یہ ہے منجذبان ملکوت اشراق کا ڈھنگ۔

میں امید کرتا ہوں کہ تم شمع کی طرح روشن ہو۔ خدا کی مشتعل کی ہوئی آگ کی مانند اہل فنون کے مقلدوں کے اوہام و ظنون کے پردوں کو جلا ڈالو۔ کیونکہ ان دنوں میں بعض بیفکروں نے ایسا گمان کیا ہے کہ فنون ان حقائق و معانی کے مخالف ہیں جو خدائے بیچون کی طرف سے نازل ہوئے ہیں۔ حالانکہ جو وحی الٰہی سے نازل ہوا ہے وہ حقیقت واقعہ ہے۔ اور وہ مسائل فنیہ اور افکار فلاسفہ جو کتاب اللہ کی نص صریح کے مخالف ہیں۔ وہ علوم و فنون کا نقص ہے نہ جمال معلوم کے مستنبط حقائق و معانی کا۔ جیسا کہ قرآن میں صاف آیتیں نازل ہوئی تھیں جو اس زمانہ کے اہل فنون کے قواعد ریاضیہ اور مسائل فنیہ اور فلسفیانہ آراء کے مخالف تھیں لہذا اسوقت بھی ایسا ہی گمان کیا گیا کہ یہ نصوص آیہ خلاف واقعہ ہیں کیونکہ دنیا کے مسلمہ قواعد فنیہ ریاضیہ کے خلاف تھیں۔ اس زمانہ میں مسائل ریاضیہ کی تمامتر بنیاد قواعد بطلیموسیہ پر تھی۔ اور "مجسطی" تمام اقالیم میں جمیع اہل فنون کے نزدیک مسلم تھی اور رصد بطلیموس کی بنا زمین کے سکون اور افلاک کی حرکت پر تھی۔ اور اس کے مقابلہ میں نصوص قرآنیہ

©Afnan Library Trust, 2026

یہ فرماتی ہیں (وکل فی فلک یسبحون) اور اسی طرح رصد بطلیموس کا اصول آفتاب کی حرکت فلکی کا قائل ہے۔ اور نص قرآن سے آفتاب کی حرکت محوری ثابت جیسا کہ فرماتا ہے (والشمس تجری لمستقر لھا ذلک تقدیر العزیز العلیم) لیکن نزول قرآن کے ہزار سال بعد تک اصحاب فنون اور ریاضی داں غور و تحقیق کرتے رہے۔ اور رصد کے نئے نئے آلات و ادوات ایجاد کئے۔ اور نجوم کی تحقیقات کی۔ پس اس سے واضح و مشہود اور ثابت و محقق ہو گیا کہ قرآن کریم کی نص صریح مطابق واقعہ ہے اور جمیع قواعد بطلیموسہ باطل ہیں۔ ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الالباب۔

سبحان اللہ۔ یورپ کے بعض اہل معارف نے ایسا خیال کیا ہے کہ دین علم کا مخالف اور اسکا معارض ہے بلکہ یہانتک کہ بعضوں نے دین تمام انسانوں پر جہل کے غلبہ کا سبب کہا ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ علم کے لئے دلیل و برہان ہے اور دین کے لئے نہ اساس ہے نہ بنیاد۔ حالانکہ دین الٰہی علم کا مروج اور فنون کا موسس اور مسائل مبین اور حقائق کا شارع ہے جیسا کہ عرب کے لوگ نہایت جہالت میں تھے بلکہ کور و کر تھے اور بہائم کی مانند جزیرۃ العرب میں سرگرداں میں پھرتے تھے اور قبیح اعمال اور بدترین عادات میں مبتلا تھے۔ جب

جمال محمدی افق یثرب و بطحا سے جلوہ نما ہوا

دین اللہ نے ایسی قوت و قدرت دکھائی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں یہی عرب کی جاہل اقوام تمام علوم و فنون میں سرحلقۂ دانایان ہو گئیں اور انہی نے فلسفیون کے علوم و فنون کے نقصوں کی تکمیل کی۔ اور اسیطرح جمیع مراتب ترقی میں اوج اعلیٰ پر پہنچ گئیں۔ چنانچہ بغداد علوم کا مرکز ہو گیا۔ اور بخارا فنون کا مصدر بن گیا۔ اور علم نے اندلس میں اپنا ایسا جھنڈا بلند کیا کہ جمیع دانایان یورپ مدارس قرطبہ و غرناطہ میں آکر مدارس اسلام سے انوار علم اقتباس کرتے تھے۔ از انجملہ اہل یورپ میں سے ایک جوان کو رودفان میں آیا۔ اور اسنے ائمہ دین اسلام سے علوم و فنون حاصل کئے۔ جب یورپ کو واپس گیا اسکی ایسی شہرت ہو گئی کہ مدت قلیل میں وہ پوپ منتخب کیا گیا۔ اور جمیع اقالیم یورپ کا حکمران ہو گیا۔ یہ تمام تفاصیل "دربیار" فرانسیسی کی تاریخ میں مذکور ہیں۔ اور یہ تاریخ چھپی ہوئی ہے۔ اور یہ قصہ بھی نصوص تاریخیہ سے ثابت ہے۔ اسکا طرح ملاحظہ کیجئے۔ قوم اسرائیل بلاد مصر میں نہایت ذلت و قید میں تھی۔ اور جہل و نادانی کے صحرا میں سرگردان۔ جب حضرت کلیم خدا کی مشتعل کی ہوئی آگ سے مشتعل ہوئے اور آپنے

شعلۂ طور سے نور کی کرن

ملاحظہ کی تو آپ بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اس سرگشتہ و سرگردان قوم اور اسیر ظلم ستمگران اور جمیع علوم سے محروم و محمود کو ارض مقدسہ کی طرف لیگئے۔ اور دین اللہ کی تاسیس کی۔ اور لفاح میں مصروف ہو گئے۔ اور وصایے الٰہی جاری کیں۔ چنانچہ تھوڑے ہی زمانہ میں بنی اسرائیل نے جمیع علوم و فنون میں ترقی کی۔ اور بنی اسرائیل کی شہرت شرق و غرب میں پہنچ گئی۔ اور اسکی دانائی کا شہرہ اقالیم عالم کو حرکت میں لے آیا۔ حتی کہ یونان کے اکثر فلاسفہ مثلاً سقراط و فیثاغورث ارض مقدسہ میں آئے۔ اور بنی اسرائیل سے تحصیل علوم و فنون کی اور پھر ملک یونان کی طرف چلے گئے۔ اور انہی علوم سے یونانیوں کو واقف اور خواب غفلت سے بیدار کیا یہی وجہ تھی کہ فلاسفہ یونان نے علوم و فنون میں شہرت پائی۔

اب باوجود ان دلائل باہرہ اور براہین قاطعہ کے جو تواریخ امم سے ثابت ہیں۔ کیا یہی انصاف ہے کہ کوئی شخص یہ زبان پر لائے کہ دین آئین محادث و علوم کا مخالف ہے۔ استغفر اللہ من ذلک۔

عنقریب دیکھو گے

کہ بہائی جمیع علوم و فنون میں سرحلقۂ دانایان ہوں گے اور علم و دانش کا نقارہ انہی کے دم سے بجیگا۔ یہی جدید انکشافات کا مرکز ہونگے۔ ولیس ذلک علی اللہ بعزیز اور تم پہ خدا کا نور تابان ہو ٭ ٭ ٭

ھوالله

(نطق مبارک حضرت عبدالبہاء در منزل مبارک پاریس ۱۷ نومبر ۱۹۱۱ء)

آج روسائے ادیان خیال کرتے ہیں کہ دین کے معنی ہیں آباو اجداد کی تقلید۔ لہذا ہر ایک قوم جن تقالید سے متشبث ہے انکو حق سمجھ رہی ہے اور چونکہ یہ تقالید حقیقت نہیں ہیں لہذا ایکدوسرے کے مخالف ہیں اور اسی سبب سے نوع بشر میں ان تقالید کے باعث اختلاف و عداوت پیدا ہو گئی ہے۔ وہ گمان کرتے ہیں کہ دین مخالف علم ہے۔ اور عقائد دینیہ کے لئے تفکر و تعمق لازم نہیں۔ اور علم و عقل کے ساتھ تطبیق جائز نہیں کیونکہ عقل و علم دین کے مخالف ہیں۔ لہذا عقائد دینیہ کا مطلب انکے نزدیک یہ ہے کہ جو کچھ انکی روسائے روحانی وعظ فرمائیں اور جو کچھ کہیں چاہیے کہ لوگ اسکو مان لیں خواہ وہ علم و عقل کے مخالف ہی کیوں نہ ہو۔ حالانکہ علم و عقل نور ہی اسلئے چاہیے کہ دین علم و عقل کے مطابق ہو۔ دین جو عقل کلی کے مطابق نہ ہو جہل ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ علم و جہل کی مثال نور و ظلمت کی سی ہے اگر دین ضد علم ہو تو وہ جہل ہے۔ پس چاہیئے کہ دین عقل و علم کے مطابق ہو۔ اور یہ اختلافات جو لوگوں میں پائے جاتے ہیں سب کے سب جہل سے پیدا ہوئے ہیں اگر وہ لوگ دین کو عقل الٰہی اور علم سے تطبیق دیں تو وہ سب حقیقت کو پالیں پھر کوئی اختلاف نہ رہے سب کے سب متحد و متفق ہو جائیں۔ انسان کے لئے اعظم موہبت الٰہی علم ہے۔ اور انسان کا حیوان سے امتیاز عقل و علم ہی سے ہے۔ پس اگر عقائد دینیہ علم و عقل کے منافی ہوں تو وہ جہل ہیں۔ انسان جو کچھ سننے چاہیئے کہ اسکو عقل الٰہی اور علم سے تطبیق دے اگر اسے علم و عقل قبول کرلیں تو وہ حق ہے اور کسی طرح بھی علم حقیقی اور عقل کلی اسکی تصدیق نہ کریں تو وہ جہل ہے۔ ملل عالم کے حالات پر غور کیجئے کہ وہ کسقدر تقالید و اوہام میں غرق ہیں۔ ایک وہم کی عبادت کرتے ہیں۔ ایک ایسے خدا کی عبادت کرتے ہیں جو انکی عقل جزئی کے تصور میں آگیا ہے اور حالانکہ جسکا عقل نے احاطہ کرلیا وہ تو تصور اور خیال ہے۔ ایک آفتاب کی عبادت کرتے ہیں ایک پتھر و مجر کی ازمنۂ قدیمہ میں بہت سے ہوا ہی کی عبادت کرتے تھے دریا کی عبادت کرتے تھے، گھاس کی عبادت کرتے تھے۔ یہ سب کی سب تقالید ہیں۔ اور سب کی سب مخالف علم و عقل۔ اور انہی اختلافات کو نزاع و جدال اور قتال کا سبب بنا لیا گیا ہے۔ پس انسان کو چاہیئے کہ وہ جمیع تصورات و تقالید آبا و اجداد سے عاری اور بری ہو جائے ہر چیز کو عقل و علم کی میزان میں موازنہ کرنا چاہیئے کیونکہ دین و عقل ایک ہی ہیں۔ ابداً ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں۔

لیکن ہو سکتا ہے کہ عقل ضعیف ادراک نہ کر سکے اسوقت دین کا متصور نہ ہوگا بلکہ یہ بفقدان عقل ہے۔ مثلاً ممکن نہیں بچہ امور کلیہ کا ادراک کرلے یہ اسلئے ہے کہ بچہ کی عقل ضعیف ہے۔ اور جب اسکی عقل درجہ کمال تک پہنچ جاتی ہے تو وہ اسکا ادراک کرلیتی ہے۔ بچہ آفتاب کی عظمت و مرکزیت اور زمین کی حرکت کا تصور نہیں کر سکتا۔ اور نہ اسکو سمجھ سکتا ہے لیکن جب اسکی عقل کامل ہو جاتی ہے تو ان امور کو خوب سمجھتا ہے۔ پس یہ بات مخالف عقل نہیں۔ اگرچہ بچہ کی عقل ضعیف اسکا ادراک نہیں کر سکتی۔

مقصد یہ ہے کہ آپ اس بات کو جان لیں کہ خدا ہی نے علم و عقل کو پیدا کیا ہے تاکہ وہ فہم کی میزان ہو اسلئے ہمیں نہ چاہیئے کہ ایسی قوت کو جو خدا کی ایک موہبت ہے معطل و معوق کریں بلکہ چاہیئے کہ اسکے ساتھ جمیع امور کا موازنہ کریں۔ کیونکہ دین کو عقل سمجھ سکتی ہے۔ اگر انسان میں عقل نہ ہو تو وہ دین کو کیسے سمجھ سکتا ہے۔ پس یہ امر مشہود اور واضح ہے کہ عقل و علم لازم و ملزوم ہیں ٭ ٭ ٭

نار حرب اور نور صلح

دنیا نے عالمگیر جنگ کے بعد تعلیمات الٰہیہ کی روشنی لینے کی غیر معمولی قابلیت پیدا کر لی ہے کیونکہ اس جنگ عظیم سے یہ عبرت حاصل ہوئی اور یہ حقیقت سب پر مبرہن ہو گئی کہ آتش حرب دنیا کی خرابی و بربادی ہے۔ اور مشعاع صلح جہان کی تنزیہ و آبادی۔ ایک موت ہے دوسری حیات، ایک فنا ہے دوسری بقا۔ ایک کا نتیجہ خطرناک افسردگی ہے اور دوسری کا نشرہ تازگی و رستگاری۔ ایک ظلمت و تاریکی ہے دوسری نور اور روشنی۔ ایک بحید تنزل اور پستی ہے دوسری ابدی جلال و اقبال۔ ایک بنا آدمیت کی بیخ کن ہے دوسری بنیاد نوع بشر کی ترقی و فلاح۔ ٭ ٭

(رنجم باختر جلد ۱۵ نمبر ۴ چکاگو امریکہ)

پانچواں سالانہ کانونشن بہائیان ہند و برما

جیسا کہ ہر سال اہل بہاء کا سالانہ کانونشن شان و شوکت سے ہوتا ہے۔ امسال بمقام بمبئی بڑے دنوں کی تعطیلوں میں (آخری ہفتہ دسمبر) منعقد ہوگا

٭ ٭ ٭

©Afnan Library Trust, 2026

جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت

حضرت بہاء اللہ کی صداقت اور جناب میرزا صاحب کی شہادت

ہمارے احمدی دوست ہمارے مسکت اور لاجواب دلائل کی تاب نہ لاکر انواع واقسام کے حیلے بہانے تراشتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ حق مستور رہے۔

مثلاً کبھی حضرت بہاء اللہ پر دعوی الوہیت کا اتہام ہے تو کبھی خارج از دائرہ اسلام ہونے کا فتوی۔ حالانکہ یہ اعتراضات ایسے ہیں جنسے خود جناب میرزا صاحب کی ذات بھی محفوظ نہیں۔

پس ان توہمات سے درگذر کرتے ہوئے معیار صداقت کی جانب آیئے اور حقیقت کی تلاش کیجئے۔ مگر افسوس تو اسبات کا ہے کہ جب ہم معیار صداقت پیش کرتے ہیں تو آپ کچھ نہ کچھ بہانہ بناکر سے ہمیشہ ٹالنے کی کوشش فرماتے ہیں اور اپنے پیشواؤں کے مسلمات کی بھی ذرا پروا نہیں کرتے۔ مگر آج پھر

"ہم آپکے پیشوا کی بات سے ہی آپکو ملزم کرتے ہیں"۔ (چشمہ معرفت ص۵۹ س۸)

چنانچہ ایسے ہی واہی اعتراضات کو آپکے پیشوا غیر ضروری اور بے اصل ٹھہراتے ہوئے شاہراہ حقیقت کا یوں پتہ بتلاتے ہیں کہ :-

"اصل حقیقت یہ ہو کہ کسی شخص کے دعوے پر سب سے پہلے زمانہ کی ضرورت دیکھی جاتی ہے (۲) پھر یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ وہ نبیوں کے مقدر کردہ وقت پر آیا ہے یا نہیں (۳) پھر یہ بھی سوچا جاتا ہے کہ خدا نے اسکی تائید کی ہے یا نہیں (۴) پھر یہ بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ دشمنوں نے جو اعتراض اٹھائے ہیں ان اعتراضات کا پورا پورا جواب دیا گیا ہے یا نہیں۔ جب یہ تمام باتیں پوری ہو جائیں تو مان لیا جائیگا کہ وہ انسان سچا ہے ورنہ نہیں"۔ (پیغام احمد ص۱۴ سطر ۷ تا ۱۱)

ہر چہار امور کی تحقیق جناب میرزا صاحب کے الفاظ میں

اب ہم ہر چہار امور پر جناب میرزا صاحب ہی کے نقطۂ نگاہ سے غور کرتے ہیں۔

(۱) ضرورت زمانہ جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں کہ :-

"ہجرت مقدسہ کی تیرھویں صدی سے پہلے ان تمام فتنوں کا نام و نشان نہ تھا۔ جب تیرھویں صدی کچھ مدت سے زیادہ گذر گئی تو ایکدفعہ اس (عیسائی) دجالی گروہ کا خروج ہوا اور پھر ترقی ہوتی گئی"۔ (ازالہ اوہام ص۴۶۲)

(۲) تیرھویں صدی ہجری میں بڑے زور سے اس (یعنی عیسائی مشنری) نے خروج کیا۔ اسی بھوت کا نام دجال ہے"۔

(حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۲۲)

(۳) تیرھویں صدی نے اسلام میں وہ بدعات اور نئے فرقے پیدا کئے جو بارہ سو برس میں نہیں ہوئے تھے"۔ (تحفہ گولڑویہ ص۱۹۶)

(۴) حدیثوں میں یہ بات بوضاحت لکھی ہے کہ مسیح موعود اسوقت دنیا میں آئیگا کہ جب علم قرآن دنیا پر سے اٹھ جائیگا۔ اور جہل شیوع پاجائیگا۔ یہ وہی زمانہ ہے کہ جسمیں ایک حدیث کی طرف اشارہ ہے لوکان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس یہ وہ زمانہ ہے جو کشفی طور پر اس عاجز پر ظاہر ہوا جو کمال طغیان اسکا اس سن ہجری میں شروع ہوگا جو آیت وانا علی ذھاب بہ لقادرون میں بحساب جمل مخفی ہے یعنی ۱۲۷۱ھ

(ازالہ اوہام ص۲۶۵)

اسجناب موصوف کی ہر چہار تحریروں کا مطلب صاف یہی کہ تیرھویں صدی میں فتن اپنے کمال کو پہنچ گئے۔ اسی وقت مسیح کا ظہور ضروری ہے اور ٹھیک یہی زمانہ صادق مسیح موعود حضرت بہاء اللہ نے پایا۔ جو رجل من فارس کے حقیقی مصداق تھے۔ بایں ہمہ کہ ٹھیک ضرورت زمانہ کے مطابق بیماروں میں طبیب آموجود ہوا۔ اور جناب میرزا صاحب نے بعد از وقت دعوی کیا

انبیاء علیہم السلام کے مقرر کردہ وقت میں ظہور

نبیوں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ جب چھٹا ہزار ختم ہونے کو ہوگا تب وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا"۔ (پیغام احمد ص۱۴)

چھٹے ہزار کے متعلق فرماتے ہیں کہ :-

(۱) قمری حساب کی رو سے چھٹا ہزار جو حضرت آدم کے ظہور کے وقت سے لیا جاتا ہے مدت ہوئی کہ ختم ہو چکا ہے"۔ (پیغام احمد ص۱۴)

(۲) مدت ہوئی کہ ہزار ششم گذر گیا۔ اور اب قریباً پچاسواں سال اسپر جارہا ہے"۔ (تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص۹۵ تقطیع کلاں)

نوٹ :- تحفہ گولڑویہ اوائل ۱۹۰۲ء میں لکھی گئی۔ ملاحظہ ہو ٹائیٹل پیج رسالہ کشتی نوح (مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

اس حساب سے ۱۸۵۲ء یا ۱۸۵۳ء کے قریب قریب چھٹا ہزار ختم ہوا جب کہ ایک دوسری تحریر میں آپ بالتصریح فرماتے ہیں۔

(۳) الف ششم یعنی چھٹا ہزار ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۳ء میں ختم ہوا تھا"۔

(ملاحظہ ہو اخبار الحکم مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۲ء ص۶ کالم سوم)

پس بقول موصوف آسمانی مسیح موعود کا ظہور ۱۸۵۳ء کے گرد و پیش ہونا ہی تھا۔ اور جملہ انبیاء علیہم السلام نے اسی طرح پیشگوئی فرمائی تھی۔ پس ٹھیک اسی وقت میں جمال مبارک حضرت بہاء اللہ عز اسمہ نے ظہور فرمایا جس سے جناب میرزا صاحب کی ذات بے بہرہ ہے۔ کیونکہ یہ زمانہ موصوف کے تکمیل کو دکا زمانہ ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ میری پیدائش اسوقت ہوئی جب چھ ہزار برس میں سے گیارہ برس رہتے تھے"۔ (تحفہ گولڑویہ ص۱۶۵ حاشیہ)

پس جب موعود ٹھیک وقت پر آموجود ہوا۔ اب کسی کو دعوی کرنیکا حق حاصل نہیں۔ یا بالفاظ جناب میرزا صاحب "اسکے بعد کسی دوسرے مسیح کو قدم رکھنے کی گنجائش نہیں"۔ کیونکہ اب مسیح موعود کی پیدائش یعنی ظہور کا وقت گذر گیا۔ اس وقت مقررہ کے بعد دعوی کرنیوالے مدعیوں کے دعاوی زائد المیعاد ہونیکی وجہ سے داخل دفتر کر دیئے جائینگے۔ چنانچہ موصوف آسمانی ہمارے بیان کی یوں تصدیق فرماتے ہیں کہ "مدت ہوئی کہ ہزار ششم گذر گیا۔ اور اب قریباً پچاسواں سال اسپر جارہا ہے ** پس اب قیامت تک کوئی دعوی نہیں کر سکتا۔ کہ میں مسیح موعود ہوں کیونکہ اب مسیح موعود کی پیدائش اور اسکے ظہور کا وقت گذر گیا"۔ (تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص۹۵)

(۴) سالواں ہزار خدا اور اسکے مسیح کا اور ہر ایک خیر و برکت اور ایمان اور اصلاح و تقوی اور توحید و خدا پرستی اور ہر ایک قسم کی نیکی اور ہدایت کا زمانہ ہے۔ اب ہم ساتویں ہزار کے سر پر ہیں۔ اسکے بعد کسی دوسرے مسیح کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں"۔

(پیغام احمد ص۱۴ سطر ۱ تا ۳ ایڈیشن سوم)

ہم موصوف آسمانی کے مسلمات سے دکھا چکے ہیں کہ ٹھیک ساتویں ہزار کے سر پر موعود آچکا ہے۔ لہذا اب آپکا دعوی زائد المیعاد ہے اور بقول انکے کسی کو حق نہیں کہ دعوی کرے کہ میں مسیح موعود ہوں۔

ظہور موعود اور تائید الٰہی

اسکے متعلق اتنا کہدینا غالباً ناکافی نہ ہوگا کہ عیاں راچہ بیاں۔ یعنی باوجود آٹھوں پہر قتل و غارت اور ناگفتنی سزاؤں کے بھی لاکھوں اہل صفا نے امر الٰہی کی تصدیق کی اور ہر مذہب و ملت کے ارباب دانش اور اصحاب بینش نور ایمان سے منور ہوئے مگر تاہم مزید تسلی کے لئے حوالجات پیش ہیں۔

۱۔ سلطنت نے خچروں کی دم سے (قرۃ العین) کے بال بندھوا کر ہلاک کر دیا۔ اور حکم ہوا کہ بابی مذہب کے پیرو واجب القتل ہیں۔ پھر انکے پیرو مرشد کو صلیب دیا گیا۔ مگر اس مذہب کی اشاعت دن بدن بڑھتی گئی۔ اور بیرونی ممالک خصوصاً یورپ کے بعض حصص میں اسکے ماننے والے لاکھ تک پہنچ گئے"۔ (رسالہ الفیض امرتسر جلد اول ص۳۳)

۲۔ ایران نے" جہاں یہ صدا بلند ہوئی اس غریب دعوے کو اپنے عقائد اور روایات کے خلاف تصور کر کے اس فتنہ کو دبانا اور مٹانا چاہا مگر وہ اس کوشش میں کامیاب نہ ہوئے۔ اور بابی فرقہ شعلہ جوالہ کی طرح ایران سے بھڑک کر یورپ، امریکہ، ہندوستان تک لپٹیں مارنے لگا۔ گو اس فرقہ کے دعی اور کام کرنیوالوں کو صدہا مصائب اور جانی اور مالی قربانیوں کا سامنا کرنا پڑا مگر وہ اپنے ارادے میں ثابت قدم رہے اور بڑے بڑے انقلابات کا باعث ہوئے"۔

(رسالہ اسرار ص۲ سطر ۱۰ تا ۱۴ ایڈیشن چہارم)

تائید مزید

جناب میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب فرماتے ہیں کہ :-

"جب کوئی نیا نبی آیا ہے لوگوں نے اسکی مخالفت کی ہے مگر اس مخالفت میں اسکا کامیاب ہو جانا اسکے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ہوتا ہے"۔ (الفضل ۱۸ نومبر ۱۹۲۴ء ص۶ کالم ۲)

نیز الفضل ص۱ ۱۵ اپریل ۱۹۲۳ء میں اعلان فرماتے ہیں کہ "ہمارے عقیدے کی اشاعت سے پیشتر بابی اور بہائی مذہب تھا اور ہزاروں لوگ بابیت اور بہائیت میں داخل ہو چکے ہیں"۔

احمدی دوستو! خدا لگتی کہیئے گا کہ کیا بقول جناب میرزا صاحب ظہور اعظم کا باوجود سخت مخالفت کے ترقی کر جانا اسکے خدا کی طرف سے ہونیکا ثبوت نہیں؟ مگر افسوس ہمارے مقابلہ میں "آپ اپنے اس اصول کی پروا نہ کر کے بقول شخصے ..... حافظ نباشد"۔ (چشمہ معرفت ص۵۹ سطر ۱۱ تا ۱۳) اس سنہری اصول کو بھول جاتے ہیں۔

مخالفین کے اعتراضات اور انکا جواب لاجواب

ظہور موعود پر معاندین نے قدیم سنت آباء کے ماتحت

(البقیہ ملاحظہ ہو ص۴ کالم ۳)

©Afnan Library Trust, 2026

قادیان میں بہائی کتابیں

جن ایام میں مولنا محمد احسن امروہوی صاحب آخری بار قادیان تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپکے ہمراہ جناب مولنا سید محمد لعیقوب صاحب بھی ساتھ تھے۔ سید محمد لعیقوب صاحب نے کئی بہائی کتابیں لاکر جناب خلیفۂ قادیان کی خدمت میں پہنچائی تھیں۔ جسکی شہادت سید موصوف کو دینی چاہیئے۔

جناب ماسٹر نواب دین صاحب بی اے بی ٹی نے یہ کتابیں جناب خلیفۂ قادیان کے سامنے "مسجد مبارک" میں پیش کیں۔ اسوقت علمی بھی وہیں موجود تھا۔

بارہا ماسٹر نواب دین صاحب نے علمی کو ان کتابوں کی طرف توجہ دلائی لیکن علمی اہمیت نہ سمجھنے کے باعث متوجہ نہوا۔ اکیدار ماسٹر صاحب موصوف نے باصرار علمی کو اسبات پر تیار کیا کہ وہ "کتاب مبین" پڑھکر اور ترجمہ کرکے ماسٹر صاحب کو سُنائے مگر یہ بھی نہ ہوسکا۔ آخر جب علمی بک ڈپو تالیف واشاعت قادیان میں ماسٹر صاحب موصوف کا رفیق کار ہوا تو موصوف سے کچھ بہائی کتابیں علمی کو ملیں۔

کتاب مبین اور ادعیہ حضرت محبوب قادیان میں

ازانجملہ "ادعیہ حضرت محبوب" جو حضرت بہاء اللہ کی دعاؤں کا مجموعہ ہے اور "کتاب مبین" جو حضرت بہاء اللہ کی وحی الٰہی ہے یہ دونوں کتابیں علمی نے خوب پڑھیں۔ اور عموماً لوگوں کے سامنے پڑھیں۔ "ادعیہ حضرت محبوب" ایک مرتبہ علمی کے ہاتھ میں تھی۔ جناب مولنا غلام رسول صاحب راجیکی سے محلہ دارالرحمت میں ملاقات ہوگئی۔ امر بہائی کے متعلق مولنا کی علمی نے دریافت کیں تو مولنا نے فرمایا کہ "کچھ نہیں اصل میں یہ مذہب دہریت ہے۔" اسکے دوسرے دن دفتر الشراد ارتداد میں مولنا راجیکی تشریف رکھتے تھے۔ علمی دفتر الفضل میں تھا۔ مولنا راجیکی نے فرمایا کہ کل جو بہاء اللہ کی کتاب آپکے پاس تھی وہ کہاں ہے۔ میں نے "ادعیہ حضرت محبوب" مولنا کو دیدی۔ مولنا نے چند عبارات دیکھکر یہ الفاظ فرمائے کہ "اسکا تو لفظ لفظ دہریت کی تردید کرتا ہے۔ اور یہ شخص تو عشق الٰہی میں ڈوبا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اور اسکے متعلق دعوی خدائی کا خیال بھی غلط معلوم ہوتا ہے۔"

کتاب مبین نے وہ کامل انقلاب پیدا کیا جسکا نتیجہ علمی شہاب عمر وغیرہ کا قیام ہوا۔ کتاب مبین میں حضرت بہاء اللہ کا دعوی خدائی اور مسیح موعود بلکہ موعود کل ادیان ہونے کا دعوی کھلے کھلے طور پر صفحہ صفحہ الفاظ میں موجود ہے۔ دلائل وبینات بھری ہوئی ہیں۔ جنکو پڑھکر ایک شخص قطعی فیصلہ کرسکتا ہے۔ جیسا کہ ہم لوگوں نے کیا۔

بہائی کتابیں مولنا نورالدین کے پاس قادیان میں

حکیم شیخ عبدالرحیم صاحب نے فرمایا کہ مولنا نورالدین صاحب کے پاس بہائی مذہب کی کتابیں آئی تھیں۔ انہوں نے مجھے پڑھنے کے لئے دیں مگر میں نے پڑھی نہیں۔"

بیان بالایقان اور میرزا صاحب کی تصدیق

جناب پیر سراج الحق صاحب نعمانی جنکو قادیان میں کبھی کبھی "ابوہریرہ" کہا جاتا ہے علمی سے کئی بار بیان کرچکے ہیں کہ ایمان سے کتاب بیان بالایقان آئی تھی۔ اور مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے جناب میرزا صاحب مرحوم کو پڑھکر سنائی تھی۔ پیر صاحب فرماتے ہیں۔ "میں بھی کبھی کبھی اس مجلس میں شامل ہوتا تھا۔" علمی نے پوچھا کہ اس کتاب کو سنکر آخر جناب میرزا صاحب نے کیا فرمایا۔ پیر صاحب نے جواب دیا "یوں فرمایا کہ یہ تو اچھی باتیں ہیں جو اس کتاب میں لکھی ہیں۔ ہم تو انکو مانتے ہیں۔" (دکھنی بالمد شہید ۴)

کتاب اقدس قادیان میں

ریویو آف ریلیجنز قادیان میں جو مضامین بہائی ازم پر جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے لکھے تھے انمیں وہ بتاتے ہیں کہ کتاب اقدس حضرت بہاء اللہ کی مشہور کتاب وحی الٰہی آنکے پاس موجود ہے جسکے حوالے اپنے مضمون میں دیتے ہیں۔ اسی سلسلہ مضامین کا ذکر کرتے ہوئے پیغام صلح لاہور ۹ جولائی ۱۹۲۴ء لکھتا ہے:-

"سنئے جناب اکمل صاحب! ہمیں بہائیوں سے کوئی جواب کی توقع کبھی بھی آپ لوگوں سے نہیں ... آپ لوگوں نے کیا جواب نکالنا ہے۔ شیخی بازی امر دیگر ہے جو آپلوگوں کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہے۔ مولنا محمد علی صاحب ریویو آف ریلیجنز بہائیت اور بابیت کی مفصل تردید کرچکے ہیں وہی آج آپلوگوں کے کام آرہا ہے۔ ذرا جماعت کو ٹٹولکر بہائیت کے اثر سے ماتم کس قوم میں پڑ رہا ہے۔"

قادیان والے اہل بہا کے لئے اب جو کچھ لکھ رہے ہیں واقعی وہ مضامین ریویو کے قدم پر ہے۔ مگر جسطرح ریویو کے مضامین کا جواب "اعتقاد الحق" نکلنے پر جواب میں مولوی محمد علیصاحب خاموش اور لاجواب ہونا پڑا۔ یوں ہی اہل قادیان بھی آخر نادم ہونگے خصوصاً فاضل اکمل کو کمال انفعال پیش آئیگا۔ چنانچہ قدرت نے ایسی سامان فراہم کردیے۔ جناب اکمل اکیطرف تو فرماتے ہیں کہ بہائی اپنی کتابیں ہمیں دیں جبتک ہمارے پاس بہائی کتابیں نہ ہوں تب تک مناظرہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کتابیں مہیا کرو۔ کتابیں لاؤ۔ کتابیں دو۔ کتابیں بھیجو" مگر خود ہی جناب کے ہاتھوں دست قدرت نے پہلے سے رسالہ التشحیذ الاذہان قادیان بابت ماہ جنوری ۱۹۱۷ء میں یوں لکھوا کر راز فاش کرادیا کہ:-

بہائی کتابوں کا بہت سا ذخیرہ جناب اکمل کے پاس قادیان میں ہے

جناب اکمل مضمون تحریر فرماتے ہیں جسکا عنوان ہے "بہائیوں کے عقائد" اسکے شروع میں اپنے پاس بہائی کتابوں کا ایک ذخیرہ بتاتے ہیں۔ لکھا ہے:-

"تشحیذ میں ایک سلسلہ مضامین شروع کیا گیا تھا جسکا مقصد یہ تھا کہ ہمارے دوستوں کو دوسرے مذاہب کے عقائد سے پوری واقفیت ہوجائے" "طریق انصاف یہ ہے کہ جو سچی اور صحیح باتیں ہیں انکی تصدیق کیجائے اور جو غلط باتیں ہیں انکی تردید اسی سلسلہ میں بہائی مذہب کے عقائد لکھے جاتے ہیں جنکے متعلق واقفیت بہم پہنچانا ہر ایک کا کام نہیں اور خدا کے فضل سے ذاتی طور پر موقع ملا ہے میں انکے عقائد معلوم کروں۔ میرے پاس بہت سا ذخیرہ ہے اور میں وہ دلائل بھی بالتفصیل لکھ سکتا ہوں جو یہ لوگ اپنے بانی مذہب کی صداقت کے دیتے ہیں۔" (صدا)

اسی مضمون میں صفحہ ۵ پر "کتب بہائیہ" کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ "طائفہ بہائیہ کے لئے اوامر واصول میں جامع کتب چار ہیں۔ کتاب ایقان کتاب اشراقات، کتاب اقدس، کتاب مبین، (جو سب قادیان پہنچ چکی ہیں)

اب ہر ایک صاحب انصاف سمجھ سکتا ہے کہ ان حالات میں جناب اکمل کا اہل بہاء سے کتابوں کا مطالبہ کرکے مناظرہ کو ٹالنا کہانتک مناسب ہے بالخصوص جبکہ آجکل بھی اخبارات قادیان میں "مبین" "اقدس" وغیرہ کتب کے حوالے شائع کئے جارہے ہیں۔

بابی کتابیں جناب میرزا صاحب کے ہاتھ میں

اور نہ صرف مربیان قادیان کے پاس بہائی لٹریچر ہے بلکہ مرشد قادیان کے ہاتھ میں بھی ان کتابوں کا ذخیرہ تھا لیکن چونکہ جرائد ہند یہ رائے ظاہر کررہے ہیں کہ جناب میرزا صاحب احمدی صاحبان کا سرمایہ بہائی لٹریچر سے ماخوذ ہے اسلئے اہل قادیان نے بھولے بنکر اپنی مخلصی کے لئے یہ راہ نکالی ہے کہ ہمیں بہائی اصول کتب دیدو۔ گویا ان بیچاروں کو اصول بہائی کی خبر بھی نہیں ہے۔ مگر مصداق تشابهت القلوب وقد يعلم خود انکی اپنی دستی تحریرات ان پردوں کو چاک کررہی ہیں۔

اب ناظرین یہ دیکھیں کہ بانی جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں بابی کتب کسطرح تھیں۔ جناب میرزا صاحب اپنی کتاب البلاغ صفحہ ۲ پر فرماتے ہیں:- "آٹھویں شرط تحریری یا تقریری مباحثات کے لئے جب حق یا مولف کے پاس ان کثیر التعداد کتابوں کا جمع ہونا ہے جو نہایت معتبر اور مسلم الصحت ہیں۔ جنسے چالاک اور مفتری انسان کا منہ بند کیا جاتا ہے۔ اور اسکے افتراء کی قلعی کھولی جاتی ہے۔ یہ امر بھی ایک خداداد امر ہے۔ کیونکہ یہ منقولات صحیحہ کی فوج جو جھوٹے کا منہ توڑنے کے لئے تیز حربوں کا کام دیتی ہے ہر ایک کو میسر نہیں آسکتی۔ اس کام کے لئے ہمارے معزز دوست مولوی حکیم نورالدین صاحب کے تمام کتب خانہ ہمارے ہاتھ میں ہے اور اسکے علاوہ اور بھی جسکی کسیقدر فہرست حاشیہ میں دیگئی ہے۔ دیکھو حاشیہ متعلق شرط ہشتم۔ ہم جب اس ارشاد کی تعمیل کرتے ہیں تو صدہا پر کتب مذاہب میں ہیں مرزا صاحب بتاتے ہیں کہ میرے ہاتھ میں "کتب مذہب بابی" بھی ہیں۔

اب راز کھل گیا اور کھوج لگ گیا۔ قادیان کے سارے عذر باطل ہوگئے۔ فالیوم لا ینفع الذین ظلموا معذرتهم ولا هم يستعتبون ۝

کوکب ہند کے فائل چاہنے والے

جو احباب بمبئی میں کالونشن کے موقعہ پر کوکب ہند کے مکمل فائل لینا چاہیں وہ پہلے سے دفتر میں اطلاع کردیں تاکہ انکے لئے فائل وقت پر حاضر کئے جاسکیں۔

قیمت صرف دو روپے (منیجر)

©Afnan Library Trust, 2026.

انوار الاسلام

مکرم من جناب میرزا حسام الدین احمد اڈیٹر انوار الاسلام لکھنؤ
آپکا اخبار وصول ہوا۔ شکریہ عرض ہے۔
بجائے اسکے کہ کوکب کے مضامین کا جواب انوار الاسلام میں جیسے اور انوار الاسلام کا کوکب میں، زیادہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۶۶ سطر ہم آپکے جواب کے لئے کوکب میں وقف کردیں اور ۶۶ سطریں آپ ہمارے جواب کے لئے انوار الاسلام میں وقف کردیں اسطرح سے ناظرین کرام کو دونوں طرف کی پوری بات نظر آجائیگی اور یہی قرین انصاف بھی ہے۔ تنہا پیش قاضی رفتن والا معاملہ نہیں رہیگا۔ اور جب ہم آپ ایک بات کو حق سمجھکر اسکی تبلیغ کے لئے کھڑے ہوئے ہیں تو ہمکو فریق مخالف کی بات نہ صرف خود ٹھنڈے دل سے سنکر غور کرنا چاہئے بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی دونو پہلو دیکھکر فیصلہ کرنے کا موقع دینا چاہئے۔

لیحق الحق بکلماتہ ویحیی من حیّ عن بیّنۃ

اگر آپ نے ہماری درخواست قبول کی تو انشاء اللہ آپکے مضمون کا جواب انوار الاسلام میں شائع کرنے کے لئے بھیجدیا جائیگا۔

قادیان نمبر اور ہمارے دوسرے اشتہارات کا جواب اگر آپنے چھاپا ہو تو ارسال فرمائیگا

ابتک جو جواب نظر سے گذرے انمیں بعد کو جواب دینے کا وعدہ ہی دیکھا گیا۔ ان وعدوں کے ایفاء کا انتظار ہے ؛ آپکا دعاگو حشمت اللہ

یہ گستاخی کس کی؟

"ایسا خیال کرنا گناہ اور گستاخی ہے کہ خدا کی صفات میں سے کوئی صفت کسی زمانہ میں معطل بھی ہوجاتی ہے"۔ یہ وہ فقرہ ہے جو امام جماعت قادیان نے مذہبی کانفرنس و میلی لندن کے مضمون میں لکھا ہے جسکو جناب اکمل ریویو آف ریلیجنز اردو صفحہ ۲۴ بابت دسمبر ۱۹۲۴ء میں شائع فرما چکے ہیں۔ اب آزادی نظر کیساتھ جناب میرزا غلام احمد صاحب مرحوم کے الفاظ سنئے۔ چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۲۶۳ پر فرماتے ہیں "بجز خدا کے کسی چیز کے لئے قدامت شخصی تو نہیں مگر قدامت نوعی ضرور ہی ہے اور خدا کی کسی صفت کے لئے تعطل دائمی تو نہیں مگر تعطل میعادی کا ہونا ضروری ہے"۔ والد اور نبی نے جس تعطل کو ضروری فرمایا۔

(باقی جلد شمیر ۱۵ اسکے گستاخی اور گستاخی کا ہمیشہ کے لئے قلع قمع کرکے دل کی اطمینان حاصل کرنے کا ہمیں موقع ملیگا)

اخبار شوکت بمبئی

حضرت مولانا نذیر احمد خجندی ایک مشہور فاضل ہیں بمبئی سے ہفتہ وار اخبار شوکت بڑی شان سے نکال رہے ہیں۔ شوکت اسلامی حلقوں میں بہت دلچسپی سے پڑھا جارہا ہے۔ قیمت سالانہ للعہ، شوکت کو بڑھتی ہوئی مقبولیت مبارک۔

رسالہ الفیض امرتسر

ماہوار زیر ادارت جناب محترم محمد سلیمان بی اے جاری ہے تاریخی، علمی، مذہبی مضامین پر مشتمل ہوتا ہے جو کہ قابلیت سے لکھے جاتے ہیں۔ مدیر محترم نے اس بات کا وعدہ بھی کیا اشاعت میں کیا ہے کہ وہ احمدی تحریک کو امر بہائی کی نقل ثابت کرینگے۔ مفصل مضمون جب "الفیض" میں آئیگا تو ہم ناظرین کوکب ہند کے سامنے پیش کرسکینگے۔
قیمت سالانہ تین روپے ہے

اخبار دلچسپ فتحپور ہسوہ

جناب حسن الدین صاحب خاموش ایک مشہور صاحب قلم ہیں دلچسپ ہفتہ وار آپ ہی کی ادارت میں خوبی سے شائع ہورہا ہے۔ قیمت سالانہ تین روپے ؛

ہمسے پوچھا جاتا ہے

کہ حضرت خلیفہ جماعت احمدیہ قادیان کی تشریف آوری آگرہ کے موقعہ پر ہم کیوں ملاقات کرنے نہیں گئے اور اسکو ہماری کمزوری پر محمول کیا جارہا ہے۔ اسلئے محض اطلاع عام کی غرض سے ذیل کی خط و کتابت کوکب ہند آگرہ میں شائع کرائی جاتی ہے تاکہ لوگ معلوم کرلیں کہ اسمیں ہمارا طرف سے کوئی پہلو تہی عمل میں نہیں آئی۔ حشمت اللہ آگرہ ۷ دسمبر ۱۹۲۴ء،

بخدمت شریف حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے ابھی یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ آپ آگرہ تشریف لارہے ہیں۔ آپکی ملاقات سے فیض حاصل کرنیکا پہلے سے شوق تھا۔ اب حسن اتفاق سے چونکہ آپ آگرہ تشریف فرما ہوئے ہیں اسلئے بڑی مسرت کیساتھ جناب کو اپنے وطن میں خوش آمدید کہتے ہوئے مستدعی ہوں کہ کل صبح گیارہ بجے مع اپنے رفقائے سفر و امیر جماعت مجاہدین آگرہ غریب خانہ پر ماحضر تناول فرمائیں اور احقر کو زیر بار احسان کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ دعوت قبول فرماکر بندہ کو متشکر و ممنون فرمائینگے۔ والسلام آپکا نیازمند حشمت اللہ بقلم خود

مہر نجمۃ اشاعت تبلیغ ہند و بیرما

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی

بخدمت شریف جناب شیخ حشمت اللہ صاحب السلام علیکم

آپکے دعوتی رقعہ کے جواب میں عرض ہے کہ ساندھن میں کل ہمارا جلسہ ہے اسلئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بمع رفقاء صبح ۷ بجے آگرہ سے ساندھن روانہ ہوجائینگے۔ اسوقت پروگرام کو بدلنا ناممکن ہے لہٰذا جناب کی دعوت قبول کرنیسے معذور ہیں۔ آپسے ملاقات نہ ہونے کا افسوس ہے والسلام

(الراقم خاکسار فتح محمد سیال ۲۱/۱۱ ۲۴ بوقت ۱۰½ بجے شب

اخبار حفاظت بریلی

یہ جدید ہمعصر انجمن تبلیغ الاسلام بریلی کا آرگن ہے جناب جوہر برملوی اپنے قلم کے جوہر دکھائینگے ابھی پہلا نمبر پہنچا ہے جو ترتیب اور مضامین کے لحاظ سے اچھا خاصا ہے۔ امید کرنی چاہئے کہ جدید معاصر کامیاب ہوگا ؛ قیمت سالانہ سے/

رسالہ بلاغ امرتسر

جناب محترم حکیم شہاب الدین صاحب کی ادارت میں ماہوار شائع ہورہا ہے عصر حاضر میں جن روشن خیالات کی ضرورت ہے انکے قریب لانے کے لئے یہ رسالہ ایک اچھا کارکن ہے۔ اوہام و تقالید سے دماغوں کو پاک کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ قرآن پاک پر اچھے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اس رسالہ کی اشاعت بکثرت ہونی چاہئے۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت سالانہ عہ فی پرچہ ۴ہ

اخبار نظام عالم کانپور

جناب سید حاضر علی صاحب نے دوبارہ نظام عالم اخبار کو ہم روزہ پرچہ کی صورت میں عمدگی سے جاری کیا ہے سید صاحب موصوف ایک باہمت انسان ہیں۔ ؛

کوکب ہند پر مجلہ نگار بھوپال کا ریویو

کوکب ہند ایک ہفتہ وار رسالہ ہے جسے اخبار کی صورت میں بہائیوں کی انجمن آگرہ سے شائع کررہی ہے۔ اس اخبار میں اکثر تبلیغی مضامین ہوتے ہیں اور کوشش کیجاتی ہے کہ بہائی مذہب کے اصول اور اس مذہب کے موسس اولین کی تعلیمات کو صحیح روشنی میں پیش کرکے انکی اس پسندانہ خصوصیات کو ملک میں مقبول بنایا جائے۔ اسکے مضامین نہایت سنجیدہ اور صاف اور دلنشین انداز میں لکھے جاتے ہیں، اور مناظرہ کا وہ ناخوشگوار پہلو جو دلشکنی کی حد تک مؤثر ہوجاتا ہے اسمیں بالکل نہیں پایا جاتا۔

اسکے حلقۂ ادارت میں ہمارے کرم فرما مولوی مہر محمد خاں شہاب بھی ہیں جنکو اس سے پہلے احمدی ہونے کا فخر حاصل تھا۔ اور اب انہوں نے بہائی مسلک اختیار کرلیا ہے۔ اگر ان کے اس تبدیل مسلک سے بہائی جماعت کو کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچا تو اسمیں شک کرنے کی مطلق گنجائش نہیں کہ احمدی جماعت کو اسکے ایک بہترین رازدار کے علیحدہ ہوجانے سے ضرور نقصان پہنچا۔ کہا جاتا ہے کہ میرزا غلام احمد مرحوم نے اپنی تعلیمات کی بنیاد بالکل بہائی اصول پر قائم کی تھی اور آثار جدیدیت بہ نسبت مرزا غلام احمد کے بہائی مذہب کے مخترع میں زیادہ پائے جاتے تھے۔ اول الذکر دعوی کی تصدیق تو کوکب ہند کے مضامین سے ہوتی ہے لیکن دوسرے دعوے سے اس شخص کو جو شروع سے ظہور جدیدی کا قائل نہ ہو کوئی دلچسپی نہیں ہوسکتی اور نہ اسکے ثابت کرنیکی اسوقت کوئی کامیاب کوشش کیگئی۔ اگر اس خاص مسئلہ سے قطع نظر کرلیا جائے تو اسمیں شک نہیں کہ بہائی اصول جو دنیا میں حقیقی امن و سکون پھیلانا چاہتے ہیں ہر ذی فہم انسان کے لئے قابل قبول ہیں۔ اور یہی اسکی وہ خصوصیت ہے جسنے اہل مغرب کے بعض ذی ہوش دماغوں کو اپنی طرف جذب کرلینے میں کامیابی حاصل کرلی ہے۔ قیمت سالانہ للعہ

©Afnan Library Trust, 2026

مسئلہ سود کے متعلق رفع شکوک

(نوشتہ جناب مولانا سید طفیل احمد۔ علیگڑھ ولایت منزل)

مسئلہ سود کی بحث میں بعض اخبارات و رسائل میں کچھ شکوک ظاہر کئے گئے ہیں انمیں سے زیادہ تر تو وہ ہیں جو کتابوں میں لکھے چلے آتے ہیں۔ حالانکہ اب سود کی نوعیت بدل جانے سے جدید دنیا میں انکا وجود بھی باقی نہیں رہا۔ اور بعض ایسے ہیں جو ناواقفیت اور مسلمانوں کے کاروبار و تجارت سے علیحدہ رہنے کی وجہ سے ہیں اسلئے میں ذیل میں ہر امر کی نسبت اختصار کیساتھ عرض کرتا ہوں

محض سود ذریعہ ترقی نہیں میں چونکہ مسلسل سود کی تائید میں مضامین لکھ رہا ہوں اسلئے بعض اصحاب کو خیال ہوا کہ میں صرف سود کو ذریعۂ ترقی سمجھتا ہوں حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ میں بھی مثل ان اصحاب کے تعلیم، زراعت، صنعت و حرفت اور تجارت کو ذریعہ ترقی سمجھتا ہوں۔ مگر چونکہ جدید دنیا میں سود اور سرمایہ نے ایسی قوت حاصل کر لی ہے کہ بغیر اسکے صنعت و تجارت وغیرہ میں سے کوئی چیز بھی نہیں چل سکتی اور تجارتی سود نہ صرف شرط ترقی بلکہ شرط زندگی ہو گیا ہے اسلئے بجز اسے اختیار کئے چارہ کار نہیں۔

پہلے زمانہ میں بغیر سود کے تجارت ہو سکتی تھی بعض اصحاب کا خیال ہے کہ جبکہ پہلے زمانہ میں بغیر سود کے تجارت ہو سکتی تھی تو اب کیوں نہیں ہو سکتی مگر واقعہ یہ ہے کہ پہلے زمانہ میں تجارت زیادہ تر مقامی ہوتی تھی۔ مثلاً ایک شخص مقامی پیداوار یا مصنوعات کو دوکان میں رکھکر کسیقدر اضافہ کیساتھ اسکو فروخت کر دیتا تھا۔ کبھی کبھی لوگ اپنا مال تجارت لیکر باہر بھی جاتے لیکن وہ صورتیں موجودہ صورت سے بالکل مختلف تھیں۔ مگر اب ریل، تار، ٹیلیفون نے تمام دنیا کے بازاروں کو مثل ایک شہر کے ایک بازار کے کر دیا ہے۔ برقی خبر رسانی کے ذریعہ سے ادنیٰ ادنیٰ چیزوں کے نرخ کا اعلان دنیا بھر میں ہو جاتا ہے۔ اور نرخوں کا گھٹانا بڑھانا اُن سرمایہ داروں کے اختیار میں ہے جو زر کا کاروبار کرتے ہیں۔ اور غریب دوکاندار بعض وقت مجبور ہوتے ہیں کہ ایک روپیہ کی خریدی ہوئی چیز بارہ آنے میں فروخت کریں۔ یہی وجہ ہے کہ گذشتہ چند سال میں صدہا مسلمان تاجر دیوالیہ ہو کر ختم ہو گئے۔ بڑے بڑے دوکانداروں کی جانیں دیگر اقوام کے سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں ہیں۔

مسلمان قرض نہ لیں بعض اصحاب تجویز کرتے ہیں کہ مسلمان بغیر قرض لئے تجارت و کاروبار کریں مثلاً کسی مسلمان کے پاس ایکسو روپیہ ہو تو وہ تاجی سے جاکر ایکسو کا مال لے آئے اور اسکو فروخت کر کے پھر اور مال لے آئے۔ یا دس ہزار روپیہ یورپ بھیجکر صرف دس ہزار کا مال وہاں سے منگالے اور بس مگر اول تو اس طریقہ میں خرچہ زیادہ پڑتا ہے اسکے علاوہ اسکا مقابلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو بغیر ایک پیسہ بھیجے ہوئے لاکھوں روپیہ کا مال بنک کی معرفت منگا لیتے ہیں اور جسقدر روپیہ فراہم ہوتا جاتا ہے بقدر اسی کے معہ خفیف سود کے تجارتی بنک کی تحویل سے دیگر مال چھڑا لیتے ہیں۔ اسیطرح جب دوسروں کو مال دیتے ہیں تو اسکا سود لگا لیتے ہیں۔ ایسے لوگ لاکھوں کروڑوں کا بیوپار کرتے ہیں۔ انکے مقابلہ میں غریب مسلمان جو تجارتی سود لینے اور دینے سے احتراز کریں کسطرح ٹھہر سکتے ہیں۔ یہی وجہ تجارت میں مسلمانوں کے انحطاط کی ہے۔

سود مخرب اخلاق ہے مسلمانوں کو یہ بھی خیال ہے کہ سود، عمدردی، مواسات، تفضل احسان کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ اور انسانوں میں سنگدلی، قساوت قلبی اور خود غرضی پیدا کرتا ہے۔ بے شبہ یہ باتیں اس زمانہ میں تھیں جب چند روپیہ والے غرباء کو سودی قرضہ دیکر انکی جان و مال سے مالک بنجاتے تھے۔ مگر اب جبسے روپیہ ملکی ترقی اور حقیقی نفع کے کاموں میں لگتا ہے اور اُن کاموں میں غیر معین یا معین منافعہ "تجارتی سود" کی شکل میں تقسیم ہوتا ہے تب سے سود کی وہ خاصیت بدل گئی ہے اور اب اسکا لین دین کرنیوالے لوگ بھی وسیع پیمانہ پر انسانی بھلائی کے کام کرتے ہیں۔ البتہ اس ملک میں جو لوگ روپیہ کی داد و ستد کر کے مسلمانوں کے مال و جائداد کا شکار کرتے ہیں اسکی ذمہ داری خود مسلمانوں پر ہے۔ کیونکہ جب تک ان لوگوں کو مسلمانوں سے نہایت گراں شرح کا سود وصول ہوتا ہے تب تک انہیں کیا ضرورت ہے کہ وہ کم نفع کے کاموں میں اپنا روپیہ لگائیں مسلمان بھی اگر زر کا کاروبار شروع کر دیں تو فوراً تمام ملک کی شرح سود گھٹ جائے اور ملک کا تمام روپیہ کاروباروں اور نفع آور کاموں میں بکثرت لگنے لگے۔ اور وہ بھی خوش حال ہو کر قومی اور انسانی بہبودی کے کاموں میں شریک ہو سکیں۔

اسوقت تو مسلمانوں میں ہزاروں عیبوں کا ایک عیب یہ ہے کہ انمیں گداگروں کی تعداد جملہ اقوام سے زیادہ ہے اور ظاہر ہے کہ گداگری تمام عیوب اور بداخلاقیوں کی جڑ ہے (باقی آئندہ)

اس مسئلہ کے متعلق اگر مفصل کیفیت معلوم کرنا ہو تو آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر "رسالہ جواز سود مع فتاوی" مجھسے طلب فرمائیں۔

بقیہ مضمون صفحہ ۴

یصدون عن سبیل اللہ کی ڈیلیوٹی کر پورا کیا۔ جن کے جواب میں بہت سی کتب تالیف ہو کر شائع ہوئیں۔ اور طالبان حق نے حق کو پایا۔ امت احمد قدنی سے بھی نہ رہا گیا۔ انہوں نے وجود مہدی موعود کو بالکل ملیامیٹ کرنا چاہا جسکا ایسا دندان شکن جواب دیا گیا کہ قریباً آٹھ نو سال سے احمدی دنیا پریشان ہے۔ چنانچہ جناب مدیر رسالہ الفیض لکھتے ہیں کہ :-

"قادیانی مسیحیوں نے بھی بہائی مذہب کے سلسلوں سے "مہدی و مسیح ایک ہیں یا دو خوب جھڑپ کھائی اور انکو سوائے بدزبانی کے بابی مذہب کی تردید میں قلم اٹھانے کی تاب بھی نہیں رہی ××× اسمیں (یعنی رسالہ برہان الصریح میں) انہوں نے اصول حدیث کے مطابق انکا ایسا ناطقہ بند کیا تھا کہ پھر انکو چیلنج نہیں دے سکے گو یہ بہائی مذہب ایک آزاد مذہب ہے۔ مگر اسکے پیرو بڑے بڑے لائق اور برسر آوردہ لوگ ہیں جنکے مقابلہ میں قادیانی مسیحی طفل مکتب کی حیثیت میں بھی رہ سکیں تو سوائے ادبی میں داخل ہے۔"

(رسالہ الفیض جلد اول نمبر ۲ صفحہ ۲۵)

(۲) اعتراضات مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز و تشحیذ الاذہان کا جواب رسالجات "احقاق الحق" اور امر بہائی اور قرآن حکیم" میں ایسا دیا گیا ہے کہ بجز افترا کے تا حال خبرش باز نیامد۔

بہتان دعوے الوہیت وغیرہ کے جواب میں مفصل مضامین کوکب ہند خصوصاً توحید نمبر، قادیان نمبر وغیرہ شائع ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔

پس اے احمدی دوستو!! اپنے بزرگ پیشوا کے فرمودہ پر غور کرو جیسا کہ وہ فرماتے ہیں کہ :-

"جب یہ تمام باتیں پوری ہو جائیں تو مان لیا جائیگا کہ وہ انسان سچا ہے"

اب جبکہ بمنے تمام باتیں حضرت بہاء اللہ کی ذات میں دکھا دیں بلکہ یہ بھی ثابت کر دیا کہ جناب مرزا صاحب ان علامات سے بے بہرہ ہیں اور انکا کوئی حق نہیں کہ دعوی مسیحیت کریں تو فرمائیے اب اس انسان کو جسمیں ایک صادق کی تمام علامتیں موجود ہیں سچا ماننے میں کونسی بات سدراہ ہو رہی ہے بجز اسکے کہ ع

ڈرتے ہو قوم سے کہ نہ پکڑے عتاب میں

(ڈاکٹیل پیج سناتن دھرم)

خیر اندیش فانی صمدانی

میلاد نمبر

کوکب ہند کا میلاد نمبر جسکا اعلان پہلے بھی شائع ہو چکا ہے نہایت عجیب چیز ہے جو حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے۔

خطبۂ حضرت بہاء اللہ حمد و نعت میں، توحید و تفرید حضرت خاتم النبیین بمثیل و نظیر، نظم اعلان شان محمدی۔ شئون انبیاء ظہور سیدنا المصطفیٰ دعوت و وحدت، دور بے حجابی نظم ڈاکٹر اقبال۔ جلوۂ محمدیہ یعنی تاریخ نبوی، پیدائش سے وفات شریف تک، حقیقت محمدیہ جبروت و لاہوت محمدیت، نئی بجلی، (ایک بیوہ سٹ فاضل کا مضمون) عرفان محمدی اسلام اور زردشتی، پارسی قوم کسطرح ایمان لائی ہے، براہین محمدیہ پر عقل و نقل کی کھلی کھلی شہادتیں، معجزۂ محمدیہ، مقام محمود،

کتابی شکل میں ۱۸۴ بہم صفحات۔ چار آنے کے ٹکٹ بھیجکر منگوائیے

قادیان نمبر

انقلاب انگیز رسالہ۔ حزب قادیان کو دعوت الی الحق۔ اعلان ظہور موعود حقیقی قدرتی فیصلہ لاجواب × ۴ کے ٹکٹ بھیجکر منگوائیے۔ یہ طریقہ طرفین کیلئے آسان و مفید ہے۔ (منیجر کوکب ہند)

کوکب ہند کا مسلسل فائل

کوکب ہند کے چند مسلسل فائل فراہم ہیں پہلے ہی اعلان پر طلبی شروع ہو گئی ہے۔ جلد آرڈر بھیجئے ورنہ پھر شاہد محروم رہجانا پڑے۔ کوکب ہند کے زیبدست اور لاجواب مضامین سے ہندوستان واقف ہو چکا ہے۔

قیمت معہ محصول ڈاک دو روپے ہے جلدی کیجئے۔

اس فائل میں میلاد نمبر اور قادیان نمبر بھی شامل ہیں جو کہ مستقل کتابی شکل میں دو بہترین رسالے ہیں۔

(منیجر کوکب ہند آگرہ)

©Afnan Library Trust, 2026

حضرت میرزا محمود زرقانی امرت سر میں

حضرت محترم جناب میرزا محمود زرقانی مورخہ ۲۰/۱۱/۲۴ کی شام کو رونق افروز امرت سر ہوئے۔ قریباً ۳ یوم آپکی طبیعت بوجہ تکان سفر و تغیر آب و ہوا بعارضۂ بخار و نزلہ علیل رہی۔ شروع میں جناب ممدوح نے واحد اسلامیہ ہوٹل واقعہ ہال بازار امرت سر میں قیام فرمایا لیکن آپکے ورود کے چوتھے روز حکیم ظہیر الدین صاحب نبیرہ حکیم عزیز الدین صاحب مرحوم نے اپنے مطب واقع کٹڑہ جیملی سنگھہ میں آپکے قیام کا انتظام فرمادیا۔ چنانچہ حضرت میرزا صاحب محترم مورخہ ۲۵/۱۱/۲۴ کو نئی قیام گاہ میں تشریف لے آئے اور تا حال وہیں مقیم ہیں۔ ہر وقت آپکے گرد طالبان حقیقت کا جمگھٹا لگا رہتا ہے مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی ہے۔ لوگ آپکے تبحر علمی، بحر بیانی، اخلاق حمیدہ اور متانت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ علاوہ علوم دینیہ کے آپکو فن شاعری میں بھی دسترس حاصل ہے۔ شہر کے اہل سخن بھی آپکی ملاقات سے مستفیض ہونے آتے ہیں۔

جن امور پر آجتک آپنے تحری حقیقت فرمائی انمیں سے وفات مسیح مسئلہ ختمیت اور دلائل صداقت خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

(۱) **قتل نبی** ایک صاحب نے آیۂ کریمہ وما قتلوہ وما صلبوہ بل رفعہ اللہ الیہ پیش کی آپنے فرمایا کہ اس سے یہودیوں کے اس دعوی کا بطلان مراد ہے جو توراۃ کی اس آیت پر مبنی تھا کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاوے گا۔ نبی کے قتل سے مراد اسکے پیش کردہ عقیدہ کی بربادی اور تباہی ہے۔ ورنہ بعض انبیاء قتل ہوئے ہیں۔ مثلاً حضرت یحییٰ و زکریا علیہما السلام۔ علاوہ ازیں آیۂ کریمہ افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون سے ظاہر ہے کہ نبیوں کا قتل ہو جانا انکے لئے بطلان کی دلیل نہیں بن سکتا۔ اگر یہ تقدیر نہ نازل اس آیہ کے یہی معنی لئے جائیں کہ یہودیوں نے انکو قتل نہیں کیا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت مسیح کو اور کسی نے قتل نہیں کیا۔ یہ تقدیر ایسی برجستہ تھی کہ حاضرین کو جنمیں مخالفین کی کثیر تعداد بھی موجود تھی سوائے سکوت کے چارہ نہ رہا۔

(۲) **ختم نبوت** مسئلہ ختم نبوت کے متعلق کہنے آیۂ کریمہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے سیاق و سباق سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچادی کہ حضور عتی آپ کے لئے ظہور کے لئے نبوت کا دروازہ بند ہو نہ کہ سرچشمۂ فیض آپکی عیاذاً باللہ رک جائیگی۔ حدیث یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی اور اسی موضوع کی دوسری احادیث کی آیۂ کریمہ ما کان محمد ... الخ سے تطبیق فرمائی۔ اس تقریر پر اکثر اعتراضات پیش ہوئے لیکن وہ سب کے سب حضرت ممدوح نے اپنی تائید ثابت فرمائے۔ تمام حاضرین پر ایک سکتہ طاری ہو گیا۔ سینکڑوں براہین قاطعہ کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔ اور کسی کو مزید اعتراض کی گنجائش نہ رہی۔

(۳) **نبوت پر عقلی دلیل** کسی صاحب نے نبوت کے لئے عقلی دلیل طلب کی آپنے فرمایا ظاہر ہے کہ انسان کا کام میل جول کے بغیر نہیں چل سکتا۔ اسکے لئے ہمیں نہایت ضروری ہے کہ ہم کسی انتظام کے ماتحت ہو کر چلیں۔ یہ انتظام سلطنتوں اور حکومتوں کی صورت میں عیاں ہیں۔ قانون ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم ایک مقررکردہ راستہ پر چلیں۔ لیکن بعض افعال ہمارے ایسے ہیں کہ وہ باوجود خلاف قانون سیاسی ہونے کے بھی قانون کی زد میں نہیں آسکتے۔ مثلاً کسی ایسی چوری کا ارتکاب جسکا ثبوت نہ بہم پہنچ سکے اس قسم کے افعال سے بچانے کے لئے ہمیں ایک اور قانون کی ضرورت پڑتی ہے کہ جو بغیر کسی بیرونی دباؤ کے ہمیں برے کاموں سے روکے۔ مثلاً یہ (قلمدان کی طرف اشارہ کرکے) میری چیز ہے اگر کوئی اسے اٹھا کر لیجائے تو مجھے رنج ہوگا پس مجھے کسی شخص کی چیز اٹھاتے وقت یہ محسوس کرنا چاہیئے کہ اسکے مالک کو بھی ایسا ہی رنج ہوگا۔ اس قسم کا احساس روحانی ہے اور اسی کا نام مذہب ہے

اسپر ایک صاحب نے اعتراض پیش کیا کہ اس سے پیغمبر کی تخصیص کیا ہوئی۔ اس قسم کی ہدایت جہاں سے ملے لے سکتے ہیں میرزا صاحب نے فرمایا یہ دوسری بات ہے میری تقریر آپکے سوال پر تھی۔ آپنے نبوت کے متعلق ثبوت طلب کیا تھا۔ پھر آپنے فرمایا کہ دنیا میں بہت لوگ خوبصورت ہوتے ہیں لیکن اگر کسی کو لاثانی حسن عطا ہوا ہو تو کیا آپ اسکی تخصیص کرینگے یا نہیں۔ معترض صاحب نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت میرزا صاحب نے ارشاد فرمایا کہ یہی آپکے اعتراض کا جواب ہے۔

مورخہ ۲۹/۱۱/۲۴ کی شب کو خواجہ غلام غوث صاحب متجمی نے میرزا صاحب کے اعزاز میں ایک دعوت دی۔ خود و دیگر اشخاص سے مذاکرہ کے بعد مسئلہ ارتقاء روح پر حضرت محترم نے عقیدہ تعلیم کردہ انبیاء علیہم السلام پر روشنی ڈالی۔ میرزا صاحب کے قیام سے ایک چشمۂ فیض جاری ہوا ہے

(شیخ عبد العزیز)

بادۂ عرفان کے چند قطرے

یک زمانہ صحبتے با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

امرت سر ۲۶ نومبر۔ حضرت میرزا صاحب کے پاس مختلف اوقات میں احباب آتے رہے اور مختلف مسائل دینیہ پر گفتگو ہوتی رہی۔

ایک صاحب نے دریافت فرمایا کہ آپکی کتاب کونسی ہے۔ جناب میرزا صاحب نے جواب دیا "کتاب الاقانیم" انہوں نے کہا اسکے شروع سے کچھ بیان فرمائیے۔ چنانچہ آپنے کچھ آیات تلاوت فرمائیں اور بیان کیا کہ اسکا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے ہر ایک انسان کو چاہیئے کہ معیار صداقت پر غور کرے جس سے حق کو تلاش کر لینا کوئی مشکل امر نہیں۔ لہذا آپ معیار صداقت بیان فرمائیے صداقت موعود کھلجائیگی انہوں نے فرمایا کہ معیار معجزات ہیں۔ آپنے فرمایا کہ اگر میں آپکے سامنے سینکڑوں معجزات موعود بیان کر دوں تو غالباً آپ یہی کہینگے کہ ہم نے نہیں دیکھے اور جو دیکھتے ہیں وہ فائدہ نہیں اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزاروں معجزے دکھائے لگاتار ۲۳ برس تک دکھاتے رہے یہاں تک کہ یہ جادو ہے۔ اور جیسا موجودہ نسلوں کے سامنے بیان کریں تو وہ کہتے ہیں ہنسے دیکھے ہی نہیں اور نہ ایسا واقع ہوا۔ یہ صرف تمہاری اختراع ہے۔

اسمیں کلام نہیں کہ معجزہ معیار تو ہے مگر ایسا جو مخالف کے نزدیک حجت نہیں۔ لہذا معیار ایسا ہونا چاہیئے جس سے جملہ مذاہب کے اصحاب روگردانی نہ کر سکیں۔ اسپر وہ صاحب فرمانے لگے کہ اچھا آپ ہی بیان فرمائیں۔ آپنے یوں بیان فرمایا کہ:-

معیار صداقت جملہ حامیان دیانت ایک مصلح کو بایں حیثیت پیش کرتے ہیں کہ اسنے

۱- مامور من اللہ ہونیکا دعوی کیا (۲) ایک مستقل دعوی دنیا کے سامنے پیش کیا (۳) باوجود ممکن مصائب کے اس دعوی پر استقامت دکھائی (۴) اگرچہ گذشتہ انبیاء علیہم السلام کا نام عزت سے لیا اور اپنے تئیں انکی کتب کا مصدق بتایا لیکن انکا سہارا نہیں لیا یعنی اپنے تئیں امتی نہیں بتایا۔ (۵) ضروریات زمانہ کے ماتحت ایک مستقل کتاب کی تعلیم کو پیش کیا اور اس تعلیم کو دنیا میں رواج دیا۔ یہ وہ علامات ہیں جسے آپ بمقابلہ دیگر مذاہب کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ یہی علامات حضرت بہاء اللہ میں پائی جاتی ہیں۔

(باقی آئندہ)

مفت! مفت!! مفت

عجائبات قدرت

کی سیر کا اگر شوق ہو تو آج ہی پوسٹ کارڈ لکھکر

"رسالہ تحائف سنیاسی" معہ جنتری سنہ ۱۹۲۵ء مفت

طلب فرمائیں

لے۔ کے بھمرائے منیجر سنیاسی آشرم بٹالہ پنجاب

الشمس ربیع الاطراف "پیام آفتاب"

یہ فارسی زبان کی بیظیر نظموں کی کتاب ہے۔ ڈاکٹر اقبال صاحب کے پیام مشرق کا جواب الجواب ہے، توحید و رسالت کی تشریح، اہلبیت نبوی کے صفات، مناظر قدرت، ہندو مسلم اتحاد، عورات کی تعلیم، تجارت، سعود، دوزخ، بہشت، قیامت کے حالات سب کچھ ہے۔ ڈھاکہ یونیورسٹی کالج والوں نے اسکی بعید توصیف کی ہے۔ قیمت عہ تاجر ڈکر کمیشن پبلک لائبریرین کو مفت

پتہ

میر کریم الدین برق منشی فاضل گوجرہ ضلع لائلپور پنجاب

اخبار آفتاب

ضلع لائلپور پنجاب

ہفتہ وار

ہندو مسلمانوں کا حقیقی دوست

گورنمنٹ و ملک اور قوم کا سچا ہی خواہ

جملہ مسائل پر آزادی سے بحث کرنے والا

عرصہ سات سال سے استقلال کیساتھ اپنا کام چلا رہا ہے۔ باوجود ان خوبیوں کے نہایت ہی سستا یعنی صرف ۲ روپے، سالانہ ہے

ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے۔ آفتاب مشتہرین کے لئے بہترین اخبار ہے

مطبوعہ اگرہ اخبار پریس آگرہ۔ پبلشر علمی۔

©Afnan Library Trust, 2026

I No 27-28

جلد ۸ نمبر ۱ ۱۳۳۱ھ
مورخہ ۱۷/۲۵ دسمبر ۱۹۲۴ء

گلبن آگرہ

مدیر مسئول
سید محفوظ الحق علمی مولوی فاضل

مدیر معاون
ہرمحمد خاں شہاب مالیر کوٹلوی

تاریخ اشاعت یکم - ۹ - ۱۷ ۲۵ ماہ انگریزی قیمت سالانہ للعہ ششماہی عہ سہ ماہی عہ اجرت اشتہارات بندیعہ خط و کتابت عہ

مخمس حاجی سلیمان شہید

شہید عشق حاجی سلیمان خاں ابتدائی تاریخ بہائی کے زندہ جاوید شہداء میں سے ایک ہیں۔ جب آپکے جسم میں چھریوں سے زخم کرکے اٹھارہ بتیاں لگائیں گئیں۔ تو آپنے ہنس کر کہا تھا کہ ایک اور لگاؤ کہ انیس ۱۹ ہو جائیں۔ جب ان بتیوں سے جسم چھ اطراف بنگیا۔ تو آپ سے گنگنا کرایا گیا۔ اسوقت آپکی زبان پہ یہ شعر تھا ؎

باز آمدم باز آمدم از راہ شیراز آمدم ❁ با عشوہ و ناز آمدم بہذا جنون العاشق

اے بسر زلف تو سودائے من | لعل لبت شہد مصفائے من
عشق تو بگرفتہ سراپائے من | از خود و اغیار تبرائے من
من شدہ تو آمدہ برجائے من

گرچہ بسی رنج غمت بردہ ام | جام پیاپے ز بلا خوردہ ام
سوختہ جانم اگر افسردہ ام | زندہ دلم گرچہ ز غم مردہ ام
چون لب تو ہست مسیحائے من

گنج منم باذ مخزن توئی | دانہ منم صاحب خرمن توئی
سیم منم مالک معدن توئی | ہیکل من جیست اگر من توئی
گر تو منی جیست ہیولائے من

من شدہ از بہر تو چون ذرہ پست | وز قدح بادۂ عشق تو مست
چون بسر زلف تو دادیم دست | تا تو منی من شدہ ام خود پرست
سجدہ گہ من ہمہ اعضائے من

آتش عشقت چہ برافروخت دود | سوخت مرا مایۂ ہر ہست و بود

کفر و مسلمانیم از دل زدود | چون خم ابروئیت آرم سجود
فرق نہ از کعبہ کلیسائے من

تا ز خم ابروئے خود چینی کشود | تا تبسم لب شیرین کشود
صد گرہ از روئے دل و دین کشود | عقدۂ دل ہمچو نخستین کشود
منطقہ بلبل گویائے من

کلام خازن

بشاہ فخر نمائم چہ از سپاہ توام | بماہ طعنہ زنم چون غبار راہ توام
مرا چہ غم کہ شدند دوستان دشمن | مرا چہ باک زدشمن کہ در پناہ توام
بپادشاہی دنیا چہ احتیاج مرا | ہمین بس است کہ ہندوئے بارگاہ توام
میان کوچہ و بازار میکشندم زار | بجرم اینکہ گرفتار روئے ماہ توام
زنوک مژہ مزن تیرم اے کمان ابرو | کہ من ز روز ازل خستۂ نگاہ توام
برائے دادۂ خود اے صنم مکن تہدید | کہ جان و سر ہمہ از تست و من گواہ توام
اگرچہ خدمت من در خور بساط تو نیست | بصد ہزار زبان لیک عذر خواہ توام
بعزّ و جاہ بمانی ہمیشہ اے محبوب | از آنکہ طالب و راغب بعزّ و جاہ توام

بشکوہ لب نکشاید بدہر گہست خازن
اگر اجازہ دہی عہد داد خواہ توام

©Afnan Library Trust, 2026

دین بہائی کی چوتھی اساس

ترک تعصبات

نطق مبارک حضرت عبد البہاء در منزل مبارک پیرس ۱۳ نومبر ۱۹۱۱ء

ھُوَ اللہ

اساسی تعلیمات بہاء اللہ میں سے ایک تعلیم تعصب وطنی۔ و تعصب مذہبی و تعصب جنسی و تعصب سیاسی کا چھوڑ دینا ہے۔ کیونکہ عالم بشر مرض تعصب میں مبتلا ہے۔ اور یہ وہ پرانا مرض ہے جو ہلاکت کا سبب ہی۔ تمام اختلافات اور جنگوں اور نزاعوں اور خونریزیوں کا سبب یہی تعصب ہے۔ ہر ایک جنگ جو تم دیکھتے ہو یا تو وہ تعصب دینی ہے یا تعصب جنسی ہے یا تعصب وطنی ہے یا تعصب سیاسی سے پیدا ہوئی ہوگی۔ اور صدیوں سے یہ تعصبات موجود ہیں۔ عالم انسانی آسائش نہیں پا سکتا۔ لہذا حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں کہ یہ تعصبات ہادم بنیان عالم انسانی ہیں۔

۱- اول اہل ادیان پر نظر کیجئے۔ اگر اہل ادیان خدا کے اور الٰہی تعلیمات کے مطیع ہیں۔ تو الٰہی تعلیمات حکم دیتی ہیں کہ ابداً تعصب نہیں رکھنا چاہئے کیونکہ اس بارے میں تعالیم الٰہی صاف اور صریح ہیں کہ نوع بشر کو ایک دوسرے کے ساتھ محبت سے معاملہ کرنا چاہئے۔ اور ہر قصور انسان کو اپنے اندر دیکھنا چاہئے نہ کہ دوسرے کے اندر۔ اور ہر فرد اپنے آپکو دوسرے پر ترجیح نہ دے کیونکہ حسن عاقبت مجہول ہے۔ اور کسے کوئی نہیں جانتا کہ کسمقدر انسان میں جو ابتدا میں پاک نفس تھے مگر بعد میں اس سے پھر گئے مثلاً یہودا اسخریوطی ابتدا میں بہت اچھا اور انتہا میں بہت خراب ہو گیا تھا۔ اور کسمقدر ہیں جو ابتدا میں خراب تھے اور انجام میں بہت اچھے ہو گئے۔ مثلاً پولس حواری جو ابتدا میں مسیح کا دشمن تھا اور انجام میں مسیح کا بڑا فرمانبردار بندہ ہو گیا۔ پس انسان کے حال کا آخر نا معلوم ہے۔ اس صورت میں کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی خود کو دوسرے پر ترجیح دے۔ لہذا چاہئے کہ

بنی نوع بشر میں مطلق تعصب نہ ہو

یہ نہ کہے کہ میں مومن ہوں اور فلاں کافر۔ یہ نہ کہے کہ میں درگاہ کبریا میں مقرب ہوں اور فلاں مردود درگاہ۔ کیونکہ حسن خاتمہ مجہول ہے۔

۲- دوم چاہئے کہ انسان اس امر کی کوشش کرے کہ نادان کو دانا بنا دے اطفال نادان کو بفیوض عقل تک پہنچائے۔ بوجہ نفوس کو خوش خو بنائے نہ یہ کہ انسے دشمنی رکھے۔ بلکہ چاہئے کہ کمال محبت سے انکو سمجھائے۔

۳- سوم تعصب جنسی ہے یہ تو توہم ہے۔ کیونکہ خدا نے ہم سب کو بشر پیدا کیا ہے۔ کل ایک ہی جنس ہیں کوئی اختلاف ہماری خلقت میں نہیں ہے۔ کوئی کسی امتیاز نہیں رکھتا۔ سب بشر ہیں اور سب آدم کی نسل سے ہیں۔ باوجود اس وحدت بشری کے کیسے ایکدوسرے سے اختلاف کریں۔ کہ یہ المانی (جرمن) ہے یہ انگریز۔ یہ فرانسیسی ہے یہ ہندی ہے اور یہ ایرانی یہ مطلق وہم ہے۔

کیا ایک وہم کے لئے جائز ہو سکتا ہے کہ نزاع و جدال کریں

وہ فرق جو خدا نے نہیں پیدا کیا۔ کیا ہو سکتا ہے اسکو اغتنا دینا۔ اور اسکو بنیاد قرار دیں۔ جمیع جنسیں خواہ وہ سفید ہوں یا سیاہ زرد ہوں یا قرمزی اور ملل و طوائف و قبائل خدا کے نزدیک ایک ہی ہیں۔ کوئی ایک چھوٹا سا امتیاز نہیں رکھتا۔

مگر ہاں وہ نفوس جو تعالیم الٰہی کے مطابق عمل کرتے ہیں وہ بندۂ صادق و مہربان ہوتے ہیں۔ محب عالم ہوتے ہیں۔ رحمت پروردگار ہوتے ہیں۔ البتہ یہ ممتاز ہوتے ہیں۔ خواہ وہ کالے ہوں یا زرد و سفید۔ خواہ کچے پکے ہوں۔ خدا کے نزدیک یہ نفوس مقرب ہیں۔

یہ نفوس عالم بشر میں چراغہائے روشن ہیں

یہ نفوس جنت الٰہی کے باروَر درخت ہیں۔ لہذا انسانوں میں جو امتیاز ہے وہ اخلاق و فضائل اور محبت و عرفان کی جہت سے ہے نہ اس جہت سے کہ وہ شرقی یا غربی ہیں۔

۴- چہارم تعصب سیاسی ہے۔ کچھ لوگ دنیا میں ایسے پیدا ہوتے ہیں جو از زور رکھتے ہیں کہ وہ فرد ہوں۔ انلوگوں کا خیال یہ ہوتا ہے کہ صرف اپنی ہی مملکت کو ترقی دیں خواہ اس تمنا کے برلانے کے لئے تمام ممالک خراب و برباد ہو جائیں۔ لہذا وہ سب وسائل کو اختیار کرتے اور آخر لشکر کشی کرتے ہیں۔ اور ایک ملک کو ویران کرتے ہیں اور ہزاروں جانوں کو قتل کرتے ہیں۔ صرف اسلئے کہ ایک نام پیدا کریں۔ اور انکے متعلق کہا جائے کہ یہ مدبر اور فلاں ملک کا فاتح ہے۔ حالانکہ ایسے اشخاص ہزاروں بیچاروں کی ہلاکت کا سبب ہوتے ہیں اور انکے ذریعہ ہزاروں گھر اجڑ گئے۔ ہزاروں بچے بے باپ رہ گئے۔ لیکن انکی یہ فتوحات بھی باقی نہیں رہتیں۔ بلکہ ایکدن ایسا آتا ہے کہ غالب مغلوب ہو جاتا ہے اور ایکدن آتا ہے کہ مغلوب غالب ہو جاتا ہے۔

تاریخ کی طرف توجہ کیجئے

کتنی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ فرانس نے جرمنی پر غلبہ پایا اور بعد میں مغلوب ہو گیا۔ اور کتنی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ انگریزوں نے فرانسیسیوں پر غلبہ پایا لیکن ایک مدت کے بعد فرانس نے غلبہ پایا۔ پس یہ غالبیت نہیں رہتی بلکہ بدل جاتی ہے۔ جو چیز کہ ہمیشہ باقی رہنے والی نہیں کیوں اس سے تعلق رکھیں جو خونریزی کا سبب ہو۔ انسانی فرزندوں کو جو بنیان الٰہی ہیں منہدم کرے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اس عصر نورانی میں یہ تعصبات نہیں رہینگے

محبت کی نورانیت عالم کو روشن کریگی۔ ملکوت اللہ کا فیض احاطہ کریگا پروردگار کی رحمت سب کے شامل حال ہوگی۔ عالم انسان ان قیود سے آزادی پائیگا۔ اور سیاست الٰہی کی پیروی کریگا کیونکہ سیاست بشر ناقص ہے مگر سیاست الٰہی کامل ہے۔

ملاحظہ کیجئے خدا نے سب کو پیدا کیا اور سب پر مہربان ہے اور سب کو اپنے فیض عنایت سے بہرہ دیتا ہے۔ ہم تو خدا کے بندے ہیں چاہئے کہ اپنے مولا کی جان و دل سے متابعت کریں۔

پس ملکوت الٰہی میں تضرع و زاری اور دعا کیجئے کہ یہ تاریکیاں زائل ہوں اور حقیقی نورانیت جلوہ دکھائے۔

وقت جدید

تمہید حضرت عبد البہاء کے ورود انگلستان پر پہلا اتوار ۱۰ ستمبر ۱۹۱۱ء کا دن تھا۔ اسدن آپ نے گرجہ سٹی ٹمپل کے ممبر سے اس گرجہ کے پادری ریورنڈ ارچ۔ کیمپل کی خاص درخواست پر حاضرین گرجہ کے سامنے نطق فرمایا۔

اگرچہ دستور مغرب کے مطابق حضرت عبد البہاء کی آمد کا اشتہار نہ دیا گیا تھا تاہم گرجہ لوگوں سے پر تھا۔ شاید ہی کوئی اس نظارہ کو بھولا ہو۔ جو اسدن ساکنان لندن نے دیکھا۔ آپکا عجیب سکون و شان کے ساتھ ممبر کی سیڑھیوں پر ایرانی قبا پہنے ہوئے تشریف لیجانا اور اپنی خوبصورت آنکھوں سے حاضرین جلسہ پر ایک نظر فرمانا ہر دلیں کھب گیا۔

تعارف ریورنڈ کیمپل نے مختصر مگر مؤثر طریق سے آپکا تعارف کراتے ہوئے کہا "ہم حضرت یسوع مسیح کے پیرو جنھیں ہم دنیا کا نور سمجھتے ہیں، تجربۂ انسانی میں خدائی روح کی ہر تحریک کو عزت و ہمدردی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بنا بریں ہم حضرت عبد البہاء کو اُن تمام لوگوں کی طرف سے جو ہمارے مولیٰ حضرت مسیح کی روحانی زندگی کے قدم بقدم چلتے ہیں مبارکباد دیتے ہیں۔ دین بہائی کا مقصد دین عیسوی کے روحانی مقصد کے بہت شابہ بلکہ میرے خیال میں بالکل ایک سا ہے۔

خطابۂ مبارک حضرت عبد البہاء اے عزیز دوستو! اے خدا کے متلاشیو! خدا کی تعریف ہو کہ آج نور حق کمال جلال کے ساتھ دنیا میں پرتو فگن ہے ریاض آسمانی کی سہانی آب و ہوا میں تمام ممالک میں چل رہی ہیں۔ ملکوت الٰہی کی ندا ہر جگہ بلند ہے۔ خدائی روح کا دم ہر دلفریب دلکو محسوس ہو رہا ہے۔ روح خدا ہمیشہ کی زندگی بخش رہی ہے۔ اس عجیب و غریب زمانہ میں شرق منور اور غرب معطر ہو رہا ہے پاک نفوس ہر جگہ مقدس خوشبو کی مہک پا رہے ہیں۔ وحدت انسانی کا نمونہ مسرت سے موجیں مار رہا ہے کیونکہ اسوقت انسانی روح و نفس میں حقیقی رابطہ قائم ہو رہا ہے۔ روح الٰہی کا جھنڈا بلند ہے۔ لوگ اسے دیکھتے ہیں اور اس یقین سے مطمئن ہیں کہ یہ زمانہ اکینے دور کا آغاز ہے

قوائے انسانی کا یہ ایک نیا دور ہے

آفاق عالم منور ہو رہے ہیں۔ اور دنیا بلاشک و شبہ بہشت بریں

©Afnan Library Trust, 2026

بننے والی ہے۔ یہ دور بنی نوع انسان کی وحدت کا دور ہے۔ قومیں، اور گروہوں کے اتحاد کا وقت ہے۔ انسان اُن دقیانوسی توہمات سے آزاد ہو گیا ہے جو حقیقی انسانیت کے ہادم تھے اور انسانوں کو جہالت کے چکر سے نکلنے نہ دیتے تھے۔

اس دور نورانی میں نوع انسان کے لئے سب سے بڑا عطیہ وحدت انسان اور وحدت ادیان کا علم ہے۔ قوموں سے جنگ اُٹھ جائیگی اور

خدا کی مشیت سے صلح اکبر جلوہ نما ہوگی

دنیا ایک نئی دنیا بن جائیگی۔ اور تمام انسان آپس میں بھائیوں کی طرح مل جلکر زندگی بسر کرینگے۔

ایام قدیم میں چونکہ وحشی حیوانات سے جنگ کرنی پڑتی تھی اسلئے انسانوں میں جنگ و جدل کی عادت پڑ گئی تھی۔ اب یہ بات نہیں رہی۔ اب تو باہمی میل ملاپ اور مدد و امداد انسانوں کی بہبودی کا بہترین وسیلہ ہے۔ نفاق و دشمنی جو اسوقت دکھائی دیتی ہیں، وہ صرف تعصب کی وجہ سے ہیں۔ کلمات مکنونہ میں حضرت بہاء اللہ جل اسمہ الاعلیٰ، کی زبانی خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ "انصاف مجھے سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہے" خدا کا شکر ہے کہ اس ملک میں انصاف کے جھنڈے بلند ہیں جہاں الامکان کوشش کیجا رہی ہے کہ سبکو مناسب حق دیا جائے۔ یہی شریعت طبائع کی آرزو ہونی چاہیئے۔ یہ ہی اس دور میں مشرق و مغرب کے لئے ہدایت و تعلیم ہے۔ پھر مشرق و مغرب میں اب نہ میل گی جلوہ نما ہوگی۔ اور یہ دونوں ایکدوسرے کی تعظیم کرینگے۔ اور دیوانے مجنوں کی طرح

دونوں ایکدوسرے سے ہم بغل ہو جائینگے

خدا واحد ہے۔ نوع انسان بھی واحد ہے۔ اصول ادیان بھی واحد ہیں۔ ہمیں خدا کی پرستش کرنی چاہیئے۔ اور اسکے ان تمام رسولوں اور نبیوں کے لئے، جنہوں نے ہمپر اسکے جلال و جمال کو ظاہر فرمایا، شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ اس خدائے قدیم کی تمپر کمال افزونی کے ساتھ رحمت ہو تاکہ تم میں سے ہر ایک اپنی قابلیت کے مطابق اقتباس نور کرے۔ آمین ! ! !

تقدیس الٰہی

گرجہ سینٹ جان ویسٹ منسٹر

تمہید حضرت عبد البہاء نے بتاریخ ۱۷ ستمبر ۱۹۱۱ء سینٹ جان ویسٹ منسٹر کے معزز آرچ ڈیکن کی خواہش پر ممبران سینٹ جان کے لئے تقاریر کے بعد نطق فرمایا۔ چند جوشیلے الفاظ میں جسمیں آرچ ڈیکن کی اندرونی کیفیت کا پتہ دے رہے تھے آرچ ڈیکن ولبرفورس نے اپنے مشرقی مہمان کا تعارف کرایا۔ جو سفر بحر و بر کاٹ کر امن و اتحاد کا پیغام لیکر آیا تھا۔ آرچ ڈیکن نے اپنے مہمان کے لئے گرجہ کے چبوترہ پر مسند نشیں کھڑی کی اور آپکے نزدیک ادب سے کھڑے ہو کر آپکے خطابات مبارک کا ترجمہ پڑھا۔ وہاں مجلس بہت متاثر ہوئے اور آرچ ڈیکن کی طرح سب اس عہد خدائی برکت لینے کے لئے گھٹنوں پر گر گئے۔ حضرت عبد البہاء دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی آپکی آواز کبھی اُتار چڑھاؤ آپکے دل جذبات کے مطابق تھا۔ بعد میں آرچ ڈیکن نے فرمایا

اور واقعی سچ فرمایا کہ مشرق و مغرب حقیقتاً اسوقت اس متبرک مقام پر باہم بغلگیر و ہمدم تھے جب حضرت عبد البہاء اور آرچ ڈیکن ہاتھ میں ہاتھ دے چبوترہ سے اُتر کر حجرۂ پادری میں جا رہے تھے۔ تو تمام اہل گرجہ نے کھڑے ہو کر یہ نغمہ گایا "اے ایام قدیم سے ہمارے معاون خدا"

گرجہ کے باہر مکتی فوج کے لوگ مصروف عبادت تھے۔ حضرت عبد البہاء آدمیوں، عورتوں اور بچوں کے اس اجتماع کو دیکھکر بہت خوش ہوئے

خطبۂ مبارک

اے عزیز دوستو! اے خدا کی بادشاہت کے متلاشیو!

تمام دنیا میں انسان خدا کی تلاش میں سرگرداں ہیں اگرچہ تمام کائنات فیوضات غیبی کا پتہ دیتے ہیں اور آفتاب حقیقت کا انعکاس حاصل کرتے ہیں۔ تو بھی حقیقت الٰہی انسانی ادراک اور سمجھ سے بالا ہے۔ جو کچھ انسان خدا کے بارہ میں تصور کرتا ہے وہ صرف خیالی تصاویر ہیں۔ وہ محاط ہیں اور انکا کوئی اصل وجود نہیں۔ وہ صرف انسان کی بنائی ہوئی خیالی تصویریں ہیں۔ انسان خود وجود حقیقی کا مالک ہے اور دوسری کل چیزوں پر محیط ہے۔ پس وہ خدا جو انسانی سمجھ اور ادراک کا نتیجہ ہے وہ محض خیالی تصور ہے۔ اصلی خدا نہیں۔ کیونکہ حقیقت خدا محیط ہے محاط نہیں۔ وجود حقیقی ہے وجود خیالی نہیں۔ باوجودیکہ جمادات نباتات۔ حیوانات اور انسان سب وجود حقیقی کے مالک ہیں تو بھی جمادات عالم نباتات سے بیخبر ہیں۔ نہ تو جمادات عالم نباتات کا تصور ہی کر سکتے ہیں اور نہ ہی اُسے سمجھ سکتے ہیں۔ اسیطرح نباتات کتنی بھی ترقی کریں کیسا ہی کمال حاصل کریں عالم حیوانات کا تصور نہیں کر سکتے وہ اسکے سمجھنے سے عاجز ہیں۔ نہ تو انکے کان ہیں اور نہ ہی وہ آنکھ رکھتے ہیں۔ یہی حالت حیوان کی ہے۔ وہ اپنے درجہ حیوانیت میں کتنی بھی ترقی کرے کیسی ہی حواس و احساسات کی قوت پیدا کرے پھر بھی انسان کی قوت عاقلہ سے محروم ہے وہ اسکا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ مثلاً حیوان زمین کی حرکت اور آفتاب کے سکون کا ادراک نہیں کر سکتا۔ زمین کی گولائی کا تصور نہیں کر سکتا۔ بجلی کی قوت کو سمجھ نہیں سکتا۔ مادہ اثیر کا خیال نہیں کر سکتا۔ حالانکہ جماد و نبات، انسان و حیوان سب اپنی جگہ میں وجود حقیقی کے مالک ہیں مگر انکی درجات کا فرق نچلے درجہ والے کو اوپر کے درجہ والے کی حقیقت کے سمجھنے میں حائل ہے۔ پھر بھلا حقیقت حادثہ کیسے حقیقت قدیمہ کا ادراک کر سکتی ہے؟ تراب کسطرح رب الارباب کا پتہ لگا سکتی ہے؟ یعنی انسان کسطرح خدا کو جان سکتا ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ انسان کے لئے حقیقت خدا کا ادراک مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ لیکن حقیقت خدا یعنی آفتاب حقیقت سب آفاق پر تجلی نما اور کل اشیاء پر پرتو فگن ہے۔ یوں تو کل مخلوق اسکے فیض سے بہرہ مند ہیں لیکن انسانی حقیقت جو کل جمادی نباتی اور حیوانی موجودات کی مالک اور نسبۃ انسانی چیزوں پر بھی حاوی ہے سب کائنات سے اشرف ہے اسلئے دنیا کی سب چیزوں پر محیط ہے دنیا کی چیزوں کی خاصیتیں، حقیقتیں، اور اسرار کو جو بالکل پوشیدہ راز اور چھپے ہوئے بھید تھے انہیں انسان پر وہ غیب سے نکالکر عالم شہود میں لایا۔ مثلاً وہ سب ایجادات اور اکتشافات جو ایک وقت مجہول تھیں اور پردۂ غیب میں مخفی تھیں۔ انسان ہی انہیں ہمارے سامنے لایا۔ یہ سب حقیقت انسانیہ کی طاقت کی گواہ ہیں کہ وہ الکپوشیدہ اور نہانی رازوں کو عالم ظہور میں لائی۔ پس معلوم ہوا کہ حقیقت انسانیہ سب کائنات پر محیط ہے اور اشرف موجودات ہے۔ علی الخصوص انسان کامل یعنی مظہر جو آئینہ کی طرح نہایت پاکیزہ لطیف و باصفا ہوتا ہے۔ اس انسان کامل کے باصفا قلب میں شمس حقیقت چمکتا ہے۔ نور خدا خدائی کمالات کے ساتھ ان صاف آئینوں میں نہایت تیزی کے ساتھ ظاہر و آشکار ہوتا ہے اب اگر ہم کہیں کہ آفتاب اس آئینہ میں ہے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ آفتاب اپنی مقدس ہستی سے اُتر کر آئینہ میں آگیا ہے کیونکہ یہ محال ہے قلب ماہیت کا ہونا ناممکن ہے۔ قدیم حادث نہیں ہو سکتا نہ ہی حادث قدیم ہو سکتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ وہ حی قدیم اپنے ظہورات کے ذریعہ تجلی فرماتا ہے اور اسکی حرارت و روشنی بڑے قہر اور زور کے ساتھ انبیاء کے وسیلہ ظہور پذیر ہوتی ہے۔ لہذا

هو الحق وما بعد الحق الا الضلال المبين لہذا انسان ابدالآباد سے انبیاء الٰہی سے ہدایت پاتے رہے ہیں۔ انبیاء الٰہی خدا اور بندے کے درمیان واسطہ ہیں۔ انبیاء ایک ہی روح پاک سے خدا کا پیغام لیکر آتے ہیں جو اُس زمانہ کی مقتضیات کے مطابق ہوتا ہے جسمیں وہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اُنمیں ایک ہی نور ہوتا ہے اور وہ ایکدوسرے کی نہایت تعریف کرتے ہیں کیونکہ جوہراً وہ ایک ہی ہوتے ہیں۔

مناجات اے پروردگار۔ اے بخشنے والے۔ یہ محفل تیری یاد سے آراستہ ہے اور یہ مجمع تیری بادشاہت کی طرف آنکھیں لگائے ہوئے ہے۔ دل مسرت سے لبریز اور روحیں خوشی سے بھرپور ہیں خدایا مہربانا۔ ان لوگوں کو شاد و مالا مال کر اور اپنی بادشاہت میں کامران بنا۔ گناہ بخش، پناہ میں رکھ۔ آگاہی دے اور اپنی بارگاہ ملکوت میں جگہ عنایت کر۔ تو ہی دینے والا۔ بخشنے والا اور مہربان ہے۔ آمین

ہم کیا کرینگے

(حضرت عبد البہاء)

بلاشک ہم اپنا کام لفظوں سے شروع کر کے لفظوں پر ہی ختم کرنا نہیں چاہتے۔ یقیناً ہم عمل کرینگے۔ نوع انسان کو ناقابل مقابلہ قوۃ سے تعلیم دینگے۔ ہم اپنی خواہش اور رائے کو نہایت خوشی سے چھوڑ دینگے۔ جبکہ لوگوں کی منفعت خطرے میں ہوگی۔ ہم عالم انسان کی خدمت خوش اخلاقی کیساتھ کرینگے۔ اور ہم ہر موقع پر ایثار سے کام لینگے۔ ہم خوشی اور مسرت کے لباس سے ملبوس ہو کر شاد رہینگے

یاد رکھو ایک قطرہ بھر کام الفاظ کے سمندر سے بہتر ہے اور ایک اونس عمل ایک ٹن خوبصورت اور شاندار تقریروں سے کہیں زیادہ قیمتی ہے۔ (شارٹ وے ویسٹ اکتوبر ۱۹۱۲ء)

۱۹۲۵ء کے نئے دور میں

کوکب ہند اپنے آسمان طلوع کے نئے برج سے بیش از بیش انوار بکھیر چمکیگا۔ بحول اللہ و بقوتہ

جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت

دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری

(از ایم مبین صاحب)

ایاز قدر خود بشناس

قادیان میں بہائی کتابوں کا ہونا ایک حقیقت ثابتہ اور اظہر من الشمس ہو چکا ہے۔ خود جناب میرزا غلام احمد صاحب مرحوم "کتب مذہب بابی" کا ہونا اپنے ہاتھ میں ظاہر فرماتے ہیں جسکی تحریری شہادت کتاب البلاغ موجود ہے

جناب میرزا صاحب کے حقائق و معارف لدنیہ انہیں "کتب مذہب بابی" میں پہلے سے موجود ہیں۔ جنکا اپنے ہاتھ میں ہونا، خدا کی قدرت، جناب میرزا صاحب خود بیان فرماتے ہیں۔ باستثناء ان تائیدات کے جو خود جناب میرزا صاحب نے پیدا کیں مثلاً یہ کہ سورۂ فاتحہ میں سات آیات ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمر دنیا سات ہزار سال ہے ایسی باتوں کے علاوہ وہ آیات و احادیث جو احمدی لٹریچر میں بطور معیار صداقت اور موعودہ نشانوں کے رنگ میں بیان ہوئیں وہ "کتب مذہب بابی" اور بہائی لٹریچر میں پہلے سے موجود ہیں۔ جبکہ ابھی جناب میرزا صاحب کا ظہور بھی نہیں ہوا تھا یہ کتابیں دنیا میں ظاہر ہو کر اپنا کام کر چکی تھیں اسی سلسلہ میں قادیان بھی پہنچیں۔ اور جناب میرزا صاحب کو دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اور قدرت نے آپ ہی کے ہاتھ سے یہ اعلان کرا دیا "کتب مذہب بابی" میرے ہاتھ میں ہیں۔ ان کتابوں میں یہ بیان بکثرت ہے کہ آنیوالے مسیح موعود یا موعود کل ادیان حضرت بہاء اللہ پر اگر ظاہراً تم ایمان نہ لاسکو تو مقابلہ بھی ہرگز ہرگز نہ کرنا۔ اس امر کو بار بار اور طرح طرح سے "کتب مذہب بابی" میں بیان کیا گیا ہے

مقام ادب ہیں از راہ تحقیر — بدور انش رسولاں ناز کردند

اسی بات کو خدا تعالیٰ کتاب اقدس (صفحہ ۳۱) میں بھی یوں فرمایا قل یا قوم ان لم تؤمنوا لا تعترضوا علیہ اے بہاء اللہ کہدو۔ لوگو! اگر ایمان نہ لاؤ تو کم از کم اعتراض نہ کرو (یہی تمہارے لئے بہتر ہے)

جناب میرزا صاحب کی عملی تصویر

اب ہم اور تمام احمدی بلکہ ساری دنیا برای العین مشاہدہ کر رہی ہے کہ اس حکم پر جناب میرزا صاحب نے پورا پورا عمل کیا۔ ایک لفظ بھی حضرت بہاء اللہ کے خلاف نہ الہامی نہ غیر الہامی لکھنے کی جرأت نہ فرمائی۔ اس نظارہ سے احمدی دنیا بھی ششدر اور حیران ہے۔ اور جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ جناب میرزا صاحب بار بار آدالہ اوہام، نشان آسمانی، شہادۃ القرآن وغیرہ وغیرہ کتابوں میں زور و شور سے فرماتے رہے کہ اس زمانہ میں مجھ سے پہلے کسی نے موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ انتہا یہ کہ خطبۂ الہامیہ وغیرہ میں الہامی مطالبہ تمام مسلمانوں سے فرماتے ہیں کہ اگر مجھے نہیں مانتے تو بتاؤ کہ میرے سوا کون مدعی مسیحیت کھڑا ہوا ہے۔ لاؤ بتاؤ ہم سننے کو تیار ہیں۔

مگر جب مبلغ امر اللہ مبشر لفحات اللہ میرزا محمود صاحب زرقانی لاہور میں نازل ہو کر جناب میرزا صاحب کے سامنے حقیقی مسیح موعود کو پیش فرماتے ہیں اور علی الاعلان جناب میرزا غلام احمد صاحب سے کہا جاتا ہے ؎

"بازار حسن میں چل یوسف کا سا منا کر
کھوٹے کھرے کا پردہ کھلجائیگا چلن میں"

تو جناب میرزا صاحب اپنی اس بات پر کہ مجھے پہلے کسی نے موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اسطرح قلم نسخ پھیر دیتے ہیں کہ "آج پیسہ اخبار ۲۷ اگست ۱۹۰۴ء کے پڑھنے سے مجھے معلوم ہوا کہ حکیم میرزا محمود نام ایرانی لاہور میں فروکش ہیں وہ ایک مسیحیت کے مدعی کے حامی ہیں۔ اور مجھ سے مقابلہ کے خواہشمند ہیں، میں انکی اس درخواست کو قبول نہیں کر سکتا"۔ "میں جانتا ہوں اور ایک منٹ بھی مجھے کسی اور کام کے لئے فرصت نہیں (الحکم لاہور ۳۰ ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۳)

پھر لطیفہ کی آسان رہ یہ بتاتے ہیں کہ "میرے لیکچر کا جواب میرزا محمود صاحب شائع کر دیں کیونکہ یہ طریق فیصلہ ان بدنتائج سے بہت محفوظ ہوگا جو آجکل زیادہ مباحثات سے متوقع ہے"۔

جناب میرزا غلام احمد صاحب جو علمائے اسلام کو "او بدذات فرقہ مولویاں" کہہ کے پکارتے تھے کہ میرے مقابلہ پر نکلو اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر ایک ہزار مولوی بھی میرے مقابلے پر نکلیں تو وہ ناکام رہیں۔ میرے سامنے کسی کے قدم کو قرار نہیں"

اب حضرت بہاء اللہ کے ایک سپاہی کے سامنے مقابلہ سے صاف گریز فرماتے ہیں اور جو کام سب سے اول تھا اسکے لئے ایک منٹ کی بھی فرصت نہ ہونے کا عذر فرماتے ہیں اور نہ صرف عذر بلکہ مبلغ امر اللہ سے کسی قسم کی رنجش بھی گوارا نہیں کرتے۔ کہ چونکہ اس طور میں روئے کلام حکیم صاحب (میرزا محمود) کی طرف نہیں اور نہ انکی نسبت کوئی تذکرہ ہے اسلئے ایسا مضمون ان رنجشوں سے برتر ہوگا۔ جو ہم مباحثات سے کبھی کبھی پیش آجایا کرتے ہیں والسلام الراقم

میرزا غلام احمد قادیانی

اسطرح میرزا محمود صاحب زرقانی کو سلام کر کے جناب میرزا صاحب حضرت بہاء اللہ کی دعوت کے مقابلہ میں آنیسے ہٹ جاتے ہیں۔ اور لاہور سے چلے جاتے ہیں اور ہمیشہ کیلئے خاموش ہو جاتے ہیں۔ اور عجیب تر یہ کہ میرزا محمود صاحب زرقانی حسب درخواست جناب میرزا صاحب مرحوم لیکچر لاہور کے مقابلہ میں "جواب لیکچر جناب قادیانی" عام طور پر شائع فرماتے ہیں۔ مگر میرزا صاحب تا حیات ایک لفظ بھی انکے خلاف یا حضرت بہاء اللہ کا نام لیکر تکذیب یا اعتراض میں نہیں لکھتے۔ لطف پر لطف یہ کہ "جواب لیکچر جناب قادیانی" میں پہلی دعوت کا ذکر کر کے پھر دوبارہ جناب میرزا محمود صاحب جناب میرزا غلام احمد صاحب کو مقابلہ کے لئے پکارتے ہیں مگر اب کے تو میرزا صاحب مرحوم نے بالکل ہی لب کشائی نہ فرمائی اور ابدی خاموشی میں چلے گئے اور اس حکم پر پورا عمل کر دکھایا کہ اگر ایمان نہ لاؤ تو کم از کم اعتراض نہ کرو حالانکہ پچھلے الہام کے مسیار والہام میں یہ بات بھی قرار دے چکے تھے کہ سچے الہام کا انسان کبھی بزدل نہیں ہوتا۔ اور کسی مدعی الہام کے مقابلہ سے اگرچہ وہ کیسا ہی مخالف ہو نہیں ڈرتا۔ (ضرورۃ الامام صفحہ ۱۹)

مقابلہ کرنے والا ہلاک

مگر جناب میرزا صاحب اپنے کو خوب جانتے تھے کہ وہ کتنے پانی میں ہیں۔ اور اسی کتاب ضرورۃ الامام میں قانون الٰہی کی یہ دفعہ بھی جانتے تھے کہ "گو خدا تعالیٰ کسی سے مکالمہ کرے اور اسکو اپنا پیارا اور برگزیدہ ٹھہرائے مگر وہ جو فضل کے پانی میں اس سے بڑھکر ہے جب اس سے اسکا مقابلہ ہوگا تو بیشک یہ ہلاک ہو جائیگا اور اسوقت کوئی الہام کام نہیں دے گا۔ اور نہ مستجاب الدعوات ہونا کچھ مدد دیگا۔ (ضرورۃ الامام صفحہ ۱۲)

حضرت بہاء اللہ اس پیشگوئی کا ذکر فرماتے ہوئے جو عاموس نبی کی کتاب میں آنیوالے مسیح موعود یا موعود امم کے بارے میں ہے کہ الذی یعجل الفجر ظلاما کتاب الشیخ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "میفرماید فجر را تاریک میکند۔ مقصود آنکہ اگر در حین ظہور مکالم طور بنفسے خود را صبح صادق داند بقوت و قدرت الٰہی تاریک می شود صبح کاذب است و خود را صادق می داند ویل لہ و ویل لمتبعہ من دون بینۃ من اللہ رب العالمین (صفحہ ۱۰۵)

چنانچہ اس امر کو جناب میرزا صاحب بھی خوب جانتے تھے اپنے ایام آخری کی کتاب چشمۂ معرفت میں فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فضلنا بعضھم علی بعض بعض پر فضیلت رکھتے ہیں بلکہ بعض اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں کہ ادنیٰ درجہ کے صلحاء انکو شناخت نہیں کر سکتے اور انکو مقام عالی سے منکر رہتے ہیں"۔ "اصل بات یہ ہے کہ ربوبیت کی تجلیات الگ الگ ہوتی ہیں جو خاص العباد ہوتے ہیں وہ اعلیٰ درجہ کی تجلی سے مخصوص کئے جاتے ہیں دوسرا فکر اس تجلی سے کوئی حصہ نہیں ملتا"۔ (صفحہ ۳۳)

پھر الجگہ ایک اور نکتہ ہے کہ چونکہ مدارج قرب اور تعلق حضرت احدیت کے مختلف ہیں اسلئے ایک شخص باوجود خدا کا مقرب ہونے کے جب ایسے شخص سے مقابلہ کرتا ہے جو قرب اور محبت کے مقام میں اُس سے بہت بڑھکر ہو تو آخر نتیجہ اسکا یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص جو ادنیٰ درجہ کا قرب رکھتا ہے نہ صرف ہلاک ہوتا ہے بلکہ بے ایمان ہو کر مرتا ہے جیسا کہ موسیٰ کے مقابل پر بلعم باعور کا حال ہوا پہلے تو وہ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف تھا اور اسکی دعائیں قبول ہوتی تھیں، اور تمام ملک میں ولی کہلاتا تھا اور صاحب کرامات تھا لیکن جب خواہ مخواہ موسیٰ کے ساتھ مقابلہ کر بیٹھا اور اپنی قدر کو شناخت نہ کیا تب ولایت اور قرب کے مقام سے گرایا گیا"۔ (صفحہ ۳۳۴)

میرزا صاحب کی تقریر کی تکذیب

اے احمدی بھائیو! تم دیکھتے ہو کہ تمہارے آقا نے کسطرح امر الٰہی کے مقابلہ سے خود کو بچا لیا۔ انکی عملی تصویر تمہارے سامنے ہے جو زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ حضرت بہاء اللہ کے مقابلہ میں ہرگز ہرگز نہ کھڑے ہونا۔ اہل بہاء سے جنگ کرنا خود کو آگ میں ڈالنا یا تیز تلوار کی دھار پر ہاتھ مارنا ہے۔ الحذر الحذر جیسے میں نے مقابلہ نہ کیا تم بھی نہ کرو۔ جیسے میں تکذیب کے خطرناک مقام سے بچ گیا تم بھی ہٹ جاؤ جیسے میں خاموش رہا تم بھی خاموش رہو جیسے میں نے امر اللہ کا ادب ملحوظ رکھا تم بھی حد ادب سے باہر نہ جاؤ۔ جیسے میں نے امر اللہ پر اعتراض نہیں کیا تم بھی اعتراض نہ کرو۔ جیسے میں نے امر بہائی کے خلاف قلم نہیں چلایا

بقیہ مضمون صفحہ ۶ کالم ۳ سے

©Afnan Library Trust, 2026

عالم مکاشفات

کوکب ہند جلد اول نمبر ۱۷ بابت یکم اکتوبر ۱۹۰۷ء میں ایک مضمون "کائنات الہامات" شائع ہو چکا ہے۔ جسطرح کائنات الہامات پر ہمنے اپنی طرف سے کوئی تنقیدی نظر ڈالنے کی بجائے ہر چیز کو اصلی حالت میں دکھا کر فیصلہ دیکھنے والوں پر چھوڑ دیا تھا۔ اسی طرح "عالم مکاشفات" کے حسن و قبح کو بھی مبصر نظر اور محقق دل و دماغ پر چھوڑتے ہیں۔ آئیے اب عالم مکاشفات میں چلیں۔ کتاب مکاشفات، جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی ماہ جون ۱۹۱۳ء مطابق ۱۳۳۱ھ احمدی میں بعہد مولنا نورالدین صاحب خلیفۂ اول احمدیوں نے شائع کی۔

کرشن جی اور میرزا صاحب ایکبار ہمنے کرشن جی کو دیکھا کہ وہ کالے رنگ کے تھے۔ اور پتلی ناک اور کشادہ پیشانی والے تھے۔ کرشن جی نے اٹھکر اپنی ناک ہماری ناک سے اور اپنی پیشانی ہماری پیشانی سے ملا کر چسپاں کر دی (الحکم جلد ۲ نمبر ۱۷ صفحہ ۷ ۱۹۰۸ء (مکاشفات صفحہ)

والد کی شکل میں خدا حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کا قول ہے کہ رأیت ربی علی صورۃ ابی یعنی میں نے اپنے رب کو اپنے باپ کی شکل پر دیکھا میں نے بھی اپنے والد صاحب کی شکل پر اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ انکی شکل بڑی بارعب تھی۔ انہوں نے ریاست کا زمانہ دیکھا ہوا تھا۔ اسلئے بڑے بلند ہمت اور عالی حوصلہ تھے۔ غرض میں نے دیکھا کہ وہ ایک عظیم الشان تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور میرے دلمیں ڈالا گیا کہ خدا تعالیٰ ہے۔ (الحکم جلد ۶ نمبر ۱۷ صفحہ ۷ مطبوعہ ۱۰ مئی ۱۹۰۲ء (مکاشفات صفحہ)

کشفی روپے ایکدفعہ کشفی طور پر للہ للہ یا للہ روپیہ مجھے دکھلائے گئے پھر الہام ہوا کہ ماجھے خاں کا بیٹا اور شمس الدین پٹواری ضلع لاہور بھیجنے والے ہیں۔ (ترياق القلوب صفحہ ۷۳) (مکاشفات صفحہ)

اپنے خدا ہونے کا کشف ۱۸۹۲ء میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا۔ اور میں ایک سیراب دار یہ تن کی طرح ہو گیا ہوں، یا اس شے کی طرح جسے کسی دوسری شئے نے دبا لیا ہو۔ اور اسے اپنے اندر بالکل مخفی کر لیا ہو یہانتک کہ اسکا کوئی نام و نشان باقی نہ رہگیا ہو اس اثناء میں میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھپر محیط ہو گئی اور میرے جسم پر مستولی ہو کر اپنے وجود میں مجھے پنہاں کر لیا یہانتک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا۔ اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضاء اسکے اعضاء اور میری آنکھ اسکی آنکھ اور میرے کان اسکے کان اور میری زبان اسکی زبان بنگئی تھی۔ میرے رب نے مجھے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل اسمیں محو ہو گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ اسکی قدرت اور قوت مجھ میں جوش مارتی اور اسکی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ حزب عوت کے خیمے میرے دلکے چاروں طرف لگائے گئے اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو بیس ڈالا۔ سو نہ تو میں ہی رہا اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی۔ میری اپنی عمارت گر گئی اور رب العلمین کی عمارت نظر آنے لگی۔ اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھپر غالب ہوئی۔ اور میں سر کے بالوں سے ناخن پا تک اسکی طرف کھینچا گیا۔ پھر میں ہمہ مغز ہو گیا۔ جسمیں کوئی پوست نہ تھا اور ایسا تیل بنگیا کہ جسمیں کوئی میل نہیں تھی۔ اور مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈالدیگئی۔ پس میں اس مٹی کی طرح ہو گیا جو نظر نہیں آتی یا اس قطرہ کی طرح جو دریا میں جاملے اور دریا اسکو اپنی چادر کے نیچے چھپا لے۔ اسحالت میں میں نہیں جانتا تھا کہ اس سے پہلے میں کیا تھا اور میرا وجود کیا تھا۔ الوہیت میری رگوں اور ہڈیوں میں سرایت کر گئی۔ اور میں بالکل اپنے آپ سے کھویا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے سب اعضاء اپنے کام میں لگالے اور اس زور سے اپنے قبضہ میں کر لیا کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ چنانچہ اسکی گرفت سے میں بالکل معدوم ہو گیا۔ اور میں اسوقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضاء میرے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اعضا ہیں۔ اور میں خیال کرتا تھا کہ میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہویت سے قطعاً نکل چکا ہوں اب کوئی شریک اور مانع روکنے والا نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا۔ اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شیرینی اور حرکت و سکون سب اسکی کا ہو گیا اور اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جسمیں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاء حق کے موافق اسکی ترتیب و تفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اسکے خلق پر قادر ہوں پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کرینگے پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا اردت ان استخلف فخلقت آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴-۵۶۵ (مکاشفات صفحہ)

خیبر دل خراب میں نے عالم کشف میں اسکے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر (اس محل سے میرا دل مراد ہے) صفحہ ۱۲ سطر ۱۲ غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا۔ اور اس ہاتھ کے چھونے سے اس محل میں سے ایک نور ساطعہ نکلا جو ارد گرد پھیلگیا اور میرے ہاتھوں پر بھی اسکی روشنی پڑی تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا بلند آواز سے بولا کہ اللہ اکبر خربت خیبر۔ (مکاشفات صفحہ)

بہشت و دوزخ ۲۰ جولائی ۱۸۹۹ء کو خدا تعالیٰ نے بہشت و دوزخ کا نظارہ مجھے دکھایا۔ اول بہشت دکھائی گئی اور اسکے ہر قسم کے ثمرات و نعماء دکھائی گئیں اتنے میں الہام ہوا یاتیک من کل فج عمیق پھر دوزخ دکھایا گیا۔ وہ سخت مکروہ اور پاخانہ کی شکل تھا اتنے میں الہاماً زبان پر جاری ہوا لولا فضل اللہ ورحمتہ علی لافتی رأسی فی ھذہ الکنیف (الحکم جلد ۳ نمبر ۲۴ سنہ ۱۸۹۹ء)

رودر گوپال ۱۹۰۲ء سے قبل کشفی طور پر ایکرتبہ مجھے ایک شخص دکھایا گیا گویا وہ سنسکرت کا ایک عالم آدمی ہے جو کرشن کا نہایت درجہ معتقد ہے۔ وہ میرے سامنے اور مجھے مخاطب کر کے بولا کہ "ہے رودر گوپال تیری استت گیتا میں لکھی ہے" (مکاشفات صفحہ)

آتش فشاں ایک کاغذ دکھائی دیا اسپر لکھا ہوا تھا آتش فشاں (مکاشفات صفحہ)

الف لام ایک کتاب دکھائی گئی جسپر لکھا تھا۔ الف۔ (صفحہ)

پیشانی پر ۵ جنوری ۱۹۰۸ء مرحوم امیر خاں کی بیوہ جسدن اسکا خاوند فوت ہوا میں نے دیکھا کہ اس بیوہ کی پیشانی پر ۵ یا ۶ یا ۷ کا عدد لکھا ہوا ہے۔ میں نے وہ مٹا دیا اور اسکی جگہ اسکی پیشانی پر ۶ کا عدد لکھدیا ہے۔ (بدر جلد ۷ نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۸ء) (مکاشفات صفحہ)

تین روپے ۲۰ جولائی ۱۹۰۸ء خواب میں دیکھا کہ میں نے ایک عورت کو تین روپے دئے ہیں اور اسے کہتا ہوں کہ کفن کے لئے میں آپکو دونگا۔ گویا کوئی مر گیا ہے اور اسکی تجہیز و تکفین کے لئے طیاری کی ہے۔ (بدر جلد ۶ نمبر ۳۱ سنہ ۱۹۰۷ء)

مغز بادام ۲۰ جولائی ۱۹۰۸ء کشفی رنگ میں مغز بادام دکھائے گئے۔ اور کشف کا اسقدر غلبہ تھا کہ میں اٹھا کہ بادام لوں۔ (بدر جلد ۶ نمبر ۳۰ سنہ ۱۹۰۷ء) (مکاشفات صفحہ)

متوحش نظارہ فرمایا بعض متوحش خوابیں بھی ہیں جیسا کہ بعض کو قبرستان میں دفن کیا۔ ایک گوسپند مسلوخ دیکھا۔ (بدر جلد ۶ نمبر ۴۴ سنہ ۱۹۰۷ء) مکاشفات صفحہ

پتنگ ۱۲ جولائی ۱۹۰۷ء دیکھا کہ میرے مقابل پر کسی آدمی نے یا چند آدمیوں نے پتنگ چڑھائی ہے اور وہ پتنگ لوٹ گئی اور میں نے اسکو زمین کیطرف گرتے دیکھا پھر کسی نے کہا۔ غلام احمد کی جے یعنی فتح۔ (بدر جلد ۶ نمبر ۲۹ سنہ ۱۹۰۷ء) مکاشفات صفحہ

جناب خلیفۂ قادیان سے مطالبہ

جناب خلیفۂ قادیان اپنے سفر شام کے ذکر کے دوران میں، حالات حیفہ بیان فرماتے ہوئے کہا کہ

"بہائیوں نے کہا ہے کہ ہم کسی میرزا بدیع سے مدد مانگنے گئے تھے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔" (الفضل ۱۴ دسمبر صفحہ ۶ کالم ۲)

ہم جناب خلیفہ صاحب سے بہت ادب سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ بہائیوں کا وہ بیان دکھائیے جسمیں انہوں نے شائع کیا ہو کہ آپ میرزا بدیع سے مدد مانگنے گئے تھے۔"

امید ہے کہ جناب، بہائیوں کا وہ اعلان ضرور شائع کرینگے ہمارا خیال ہے کہ جسطرح حالات سفر کے بیان کرنے میں آپکے ساتھیوں نے "افسوسناک غلطیاں کی ہیں"۔ (بقول جناب) (الفضل ۱۴ دسمبر) اسی طرح کی یہ بھی ایک افسوسناک غلطی ہے۔ جو بہائیوں کے متعلق جناب کی زبان مبارک سے اخبار الفضل میں ارتکاب کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ جناب اسکی اصلاح فرمانے کی تکلیف گوارا فرمائینگے۔

آپ کے حیفہ میں تشریف لیجانے پر سرکاری آفس میں جانیکا حال کوکب ہند میں بایں الفاظ شائع ہوا ہے کہ

"جناب میرزا بدیع نے جو سرکاری دفتر میں ایک معزز عہدے پر ممتاز ہیں) کہا کہ ایک گاڑی آج صبح سرکاری دفتر میں آئی اور رئیس قادیان کے سکرٹری نے مجھسے پوچھا کہ قدس سے حیفہ کے حاکم کو اطلاع نہیں دی گئی کہ رئیس قادیان سے ملاقات اور انکا احترام کریں تو میں نے بتحقیق کر کے جواب دیا کہ ایسی کوئی اطلاع نہیں آئی۔ پھر وہ واپس چلی گئی۔"

(کوکب ہند ۹ ستمبر)

©Afnan Library Trust, 2026

اہل قادیان اور اہل فارس نمبر ۳

(منقول از اہلحدیث امرتسر ۱۴ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ)

آسان تر طریق مقابلہ

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

اس شعر میں جناب میرزا صاحب آنجہانی نے بتایا ہے کہ میں مدعی مسیحیت اسلئے ہوں کہ مسیح کے آنیکا وقت ہو چکا تھا۔ کوئی اور تو آیا نہیں۔ اگر آنا ہوتا تو آجاتا۔ اب جو نہیں آیا تو میرا آنا ٹھیک ہے۔ مطلب یہ کہ اگر میرزا صاحب کو دعوے سے پہلے معلوم ہو جاتا کہ کوئی مدعی مسیحیت ایران میں بھی ہو چکے ہیں تو وہ شاید دعویٰ کرنیمیں کچھ تامل کرجاتے۔

کہتے ہیں کہ ۱۹۰۰ء میں بہائی مبلغ مرزا محمود ایرانی نے لاہور میں پہنچکر اپنے مسیح کی دعوت میرزا صاحب کو دی تھی۔ مگر وہ دعوت انصاف سے کہنا پڑتا ہے کہ بعد از وقت تھی۔ کیونکہ میرزا صاحب دعویٰ کر چکے کل دنیا کو سنا چکے۔ کئی لاکھ انکے مرید ہو گئے۔ اب کیا ہو سکتا تھا تاہم انہوں نے بہائیوں کے خلاف ایک آدھ تقریر کرکے باقی عمر خاموشی رکھکر بسر کردی۔ اور یہی بہتر بھی ہوا۔ اب خلافت ثانیہ میں مرزائی صاحبان گھبراہٹ کی حالتمیں انہیں بہائیوں اور بابیوں کو دجال کے ساتھی بتاتے ہیں اسمیں اہل قادیان پہ ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اس دجال کی خبر جناب میرزا صاحب کے الہام کنندہ نے کیوں نہیں دی۔ ؟ وہ ہمیشہ کیوں یاد یوں کو دجال کہتے رہے؟ تعجب ہے کہ میرزا صاحب کی وحی یہ تو خبر دے کہ بست و یک روپیہ آنے والے ہیں ۔ زار بھی ہوگا تو ہوگا اسگھڑی باحال زار۔ وغیرہ مگر یہ نہ بتاوے کہ قادیان پہ ایک قہر عظیم (بہائی تبلیغ) بھی نازل ہوگا۔ جسکو تمام لوگ دجال سمجھنا۔

میرزا صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن شریف تو عیسائیوں کے فتنہ کو سب سے بڑا پہاڑ لکھے۔ اور ہمارے مخالف (یعنی موجودہ مرزائی) کسی اور دجال کے لئے شور مچائیں۔ (حقیقۃ الوحی ص۳۹ طبع دوم)

اسلئے میں کہتا ہوں کہ مرزائیوں کو چاہئے کہ میدان میں آئیں تو ذرہ درست ہو کر آئیں۔ وہ بات نہ کہیں جو خود اُن ہی پہ لوٹ پڑے

اب بہائیوں کی طرف سے قادیان پہ بابا اتمام حجت کے مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ بہتر تو یہی تھا کہ قادیانی خلیفہ صاحب یہ ضروری کام پہلے کرتے یعنی بہائیوں کے سامنے میدان مباحثہ میں آتے۔ مگر میں اُس بصیرت کی بنا پر جو قادیانی تحریرات پر مجھکو حاصل ہے یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ اہل قادیان ہرگز ہرگز اہل بہاء کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ بہائیوں میں نرم کلامی ہے۔ مرزائیوں میں سخت کلامی۔ نرم سخت کا مقابلہ کیسے ہو؟

میں نے اپنے مضمون نمبر ۱ میں لکھا تھا کہ اہل قادیان کو چاہئے کہ کچھ عرصہ کیلئے جناب میرزا صاحب کی مسیحیت اور نبوت وغیرہ کو چھوڑ کر اہل بہاء کا مقابلہ کرلیں۔ کیونکہ یہ ایرانی لوگ کب تک ہندوستان میں رہینگے آخر اکیلے میدان خالی مرغا بچہ الطمینان کے ساتھ جو کچھ چاہیں مرزا صاحب بناویں۔ مگر افسوس کہ قادیان میں کچھ وقعت نہیں دیگئی۔ جسکا مجھکو بہت افسوس ہے۔ ناچار ہو کر ایک اور آسان نسخہ اہل قادیان کے لئے تجویز کرنا پڑا جسمیں ہینگ لگے نہ پھٹکری کام بنجاوے۔ مرزا صاحب بھی ہاتھ میں رہیں اور بہائیوں سے کامیاب مقابلہ بھی ہو جاوے۔ وہ نسخہ کوئی میں نے دل سے نہیں بنایا بلکہ مرزا صاحب کے اصول ہی سے تیار کیا ہے

جناب میرزا صاحب نے اپنے مریدوں کے ہاتھ میں مقناطیسی تحریروں کا ایک بڑا دفتر دے دیا ہے کہ اسکے ہوتے ہوئے کبھی نہیں ہو سکتا کہ مرزائی صاحبان کسی میدان میں بھی شکست کھائیں۔ پس مندرجہ ذیل مضمون کا اعلان قادیانی خلافت کی جانب سے ہو جانا چاہئے جو مرزائی تحریروں کے مطابق ہے۔

"ہم اہل قادیان، جناب میرزا صاحب کو مثیل مسیح مانتے ہیں اور مثیل مسیح تو ہزاروں ہو سکتے ہیں۔ دمشق میں بھی ہونا ممکن ہے۔ اصلی مسیح تو وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو سیاست ملکی کے ساتھ دنیا میں دوبارہ تشریف لائینگے تو انکے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اطراف میں پھیل جائیگا۔ ہماری تحریروں میں جہاں جہاں وفات مسیح کا ذکر آیا ہے اسکا صرف اتنا مطلب لے لینا چاہئے کہ عیسائیوں کا خدا جو یسوع تھا وہ مرگیا کیونکہ ہمارے مثیل مسیح نے اسے دلائل کی تلوار کے ساتھ مردہ ثابت کر دیا۔ بلکہ اسکی قبر بھی سرینگر کشمیر محلہ خانیار میں یوز آسف (یسوع آسف) کی قبر کے نام سے متحقق ہو چکی ہے۔ جو چاہے وہاں جاکر دیکھ لے۔ اور یسوع کی قرآنجید میں کچھ خبر بھی نہیں ہے کہ وہ کون تھا۔ پس اب جو فرقہ ہمارے مقابلہ پر آئے وہ اس اعلان کو مدنظر رکھکر آئے۔"

اس اعلان کے ہو جانے کے بعد اہل بہا یقیناً مقابلہ پر نہیں آئینگے لیکن اگر آئیں تو سب سے پہلے اُن سے یہ پوچھنا چاہئے کہ آپکے مسیح کا دعویٰ مثیل مسیح ہونے کا ہے یا اصلی مسیح کا۔ ؟

(شق اول) بہائی :- مثیل مسیح ہونیکا۔

(شق اول کا جواب) مرزائی :- بہت اچھا مثیل مسیح تو ہزاروں ہو سکے ہیں بلکہ آپکے اوہر دمشق میں ہونا تو ممکن ہے۔ ہمارا مسیح پنجاب کا اور آپ کا دمشق کا رہا۔ قصہ ختم۔

(شق دوم) بہائی :- ہمارا مسیح تو اصلی مسیح ہے جسکی خبر احادیث کے اندر آئی ہے

(شق دوم کا جواب) مرزائی :- وہ تو ابھی مسیح ابن مریم علیہ السلام ہی زندہ ہیں جو دوبارہ تشریف لائینگے۔ لہٰذا آپکے مسیح کا دعویٰ غلط

یہ ترکیب کیسی آسان ہے کہ اسکے بعد پھر کسی بحث و مباحثہ کی ضرورت ہی باقی نہ رہیگی۔ لیکن اگر اہل قادیان نے اسپر بھی عمل نہ کیا تو پھر وہ یقیناً بہائیوں کے مقابلہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ علاوہ اسکے مرزا صاحب کے دعوے کو نرم کر دینے سے عام اہل اسلام بھی مرزائیوں کے ساتھ ہونگے۔ اور نہ کرنیسے اُن کو یہ کہنے کا حق نہیں ہوگا کہ ہندوستانی مسلمانوں نے ایرانیوں کے مقابلہ میں کیوں مدد نہ دی۔

نوٹ مرزا صاحب مسلمانوں کو فرمایا کرتے تھے کہ ایک نسخہ ہم بتاتے ہیں۔ وہ استعمال کرکے دیکھو اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو فوت شدہ مان لو پھر عیسائیت کو شکست ہو جائیگی۔ مسلمانوں نے تو اسے مضر سمجھکر ہاتھ بھی نہ لگایا مگر مرزائی اس کثرت کیساتھ چپٹ گئے کہ بہائیوں نے ہندوستان میں ہینگ پھٹکری انہیں کو اپنی شراب کا مستوالا پایا آج اگر کوئی نرم شکار بہائیوں کے ہاتھ میں ہے تو یہی احمدی ہیں اسلئے مصلحتاً کچھ عرصہ کیلئے اپنا پرانا نسخہ ترک کرکے میرا تجویز کردہ نسخہ استعمال کرکے دیکھیں تو انشاء اللہ بہت مفید پائینگے۔

کمترین محمد حسین صابری عفب کوتوالی بریلی

اہلحدیث

سچ تو یہ ہے کہ قادیانیوں کا مناظرہ بہائیہ سے اعراض کرنا ایک عجیب امر ہے۔ آپنے میدان جنگ قائم کرنے کی ترکیب تو اچھی نکالی۔ اسلئے ہم بھی اپنے حق کا اعلان کئے دیتے ہیں کہ چونکہ ہمارے نزدیک دونوں (قادیانی اور بہائی) یکساں ہیں اسلئے ہمارا بھی حق ہے کہ دونوں فریق ہمسے بھی فیصلہ کریں جسکی صورت یہ ہو کہ جو فریق غالب ہے یا اپنے کو غالب سمجھے وہی ہمارے سامنے آئے۔ یہ منظور نہیں تو دونوں میں سے جو چاہے دوسرے کے مقابلہ میں ہمیں مختار نامہ دے پھر دیکھے تائید الٰہی کس کے ساتھ ہے۔

بقیہ مضمون صفحہ چار

تم بھی اپنی قلموں کو روک لو۔ جیسے میں نے زبان نہیں کھولی تم بھی زبانوں کو بند کر لو یہی تمہارے لئے بہتر ہے اور اسی میں تمہاری خیر ہے ورنہ "اسی وقت میں نے خواب دیکھا ہے کہ کسی ابتلا میں پڑا ہوں۔ اور میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور جو شخص مجھے سرکاری طور پر مؤاخذہ کرتا ہے میں نے اسکو کہا کیا مجھکو قید کرینگے یا قتل کرینگے۔ اُسنے کچھ ایسا کہا کہ انتظام یہ ہوا ہے کہ گرایا جائیگا میں نے کہا کہ میں اپنے خدا وند جلشانہ کے تصرف میں ہوں۔ جہاں مجھکو بٹھائیگا بیٹھ جاؤنگا اور جہاں مجھکو کھڑا کریگا کھڑا ہو جاؤنگا۔" اور اسی عاجزی اور تذلل پہ ابدال شام سلام کہتے ہیں۔" دیکھو خدا جانے یہ کیا معاملہ ہے اور کب اور کیونکر اسکا ظہور ہو۔ (البشریٰ جلد ۱ حصہ دوم صفحہ ۲۳)

اب اسکے ظہور کا وقت آگیا ہے اب انکار پہ اصرار کرنیوالے احمدیوں کے متعلق حاکم کی شکل میں خدا کا فرشتہ کہہ رہا ہے ورنہ کیوں نہ اس جماعت کو منتشر کر دیا جائے۔ (مکاشفات صفحہ ۹)

پس اے احمدی بھائیو! اپنے مرشد کے عملی نقش قدم پہ نگاہ رکھو۔ انکا بیان حال نہ بھولو۔ تحقیق حق کرو۔ اہل بہاء سے مخالفانہ مقابلہ نہ کرو کہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے

لعلکم تفلحون

موعود اسلام

محترمی جناب ایڈیٹر صاحب رسالہ اشاعۃ القرآن

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آجکے اخبار مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۴ء میں یہ پڑھکر خوشی ہوئی کہ آپ مسئلہ مسیح موعود پر تبادلہ خیالات و تحقیقات کیلئے آمادہ ہیں۔ اس مسئلہ پر جن بزرگوں نے مستدلات اسلام کو بغور مطالعہ فرما کر تطبیق دینے کی تکلیف گوارا کی ہے انکا خیال ہے کہ (۱) موعود اسلام کا ظہور یقینی ہے (۲) مگر اسکا ذکر قرآن شریف و احادیث اسلام میں ایک ہی نام سے نہیں کیا گیا ہے بلکہ (۳) احادیث اہل السنن اس موعود اسلام کو مسیح موعود اور (۴) احادیث اہل التشیع میں رجعت حسینی کے نام سے ذکر کیا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ ہر شخص کیساتھ تبادلہ خیالات میں اسی کے مستدلات مسلمات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے ورنہ گفتگو نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی پس براہ کرم مطلع فرمائیے کہ آپکے مسلمات کی رو سے کیا اسلام کا کوئی موعود ہے۔ جسکے ظہور کا انتظار مسلمانوں پر فرض ہے اور اسکے متعلق اخبار اور پیشگوئیاں کونسی کتابیں آپ مستند تسلیم کرتے ہیں۔ کیا آپ حدیث کو بطور تفسیر تسلیم کرتے ہیں یا اس مسئلہ

©Afnan Library Trust, 2026

بادۂ عرفان کے چند قطرے

(گذشتہ سے پیوستہ)

فاضل معترض نے فرمایا کہ ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ احکام اسلام غیر متبدل اور قیامت تک کے لئے ہیں۔ پس ایسا قیامت تک جسقدر احکام کی ضرورت ہے قرآن کریم ان کا متکفل ہے

حضرت میرزا صاحب نے فرمایا آپ یہ ہی منحصر نہیں جملہ ادیان کے حامی آجتک یہی کہتے چلے آئے ہیں کہ ہماری کتاب قیامت تک کے لئے متکفل ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اسلام از آدم تا ایندم ایک ہی رہا ہے۔ اسمیں کوئی معنوی تغیر نہیں ہوا۔ چنانچہ آیات وما امرنا الا واحدۃ کلمح بالبصر) لا نفرق بین احد من رسلہ اسی طرف رہنمائی کرتی ہیں اور حدیث الانبیاء اخوۃ لعلات امھاتھم شتی ودینھم واحد اسکی موید اور مصدق ہے۔ پس اسلام میں کسی زمانہ میں تغیر نہیں ہوا۔ ہاں فروعات میں تغیر ہوتا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف زمانوں میں مختلف انبیاء تعلیم لائے اور کتب کا نزول ہوا جنمیں اسلام تو وہی تھا بلحاظ حقیقت معنوی۔ مگر فروعات کی اصلاح اسمیں موجود تھی جو کتب کی شرائع انسانکی اندرونی فطرت کو ہمیشہ یاد دلاتی رہی ہیں اور یہی اسلام تھا۔

حقیقت اسلام مثلاً کوئی نبی بنی نوع انسان کو چوری ڈاکہ زنا فریب جھوٹ۔ دغا یا دہی۔ قتل و غارت کی تعلیم دینے کیلئے نہیں آیا۔ بت پرستی کی تعلیم کو کسی نے رواج نہیں دیا بلکہ بر عکس اسکے ہر ایک نبی نے توحید کو قائم کیا۔ اور فطرتی قوا کو جگایا۔ اور حالات زمانہ کے مطابق فروعی مسائل میں تغیر و تبدل کر دیا۔ چونکہ فروع تبدیلی ہونیوالے ہیں لہذا یہ داخل اسلام نہیں

ایک اعتراض اور اسکا جواب ایک صاحب نے فرمایا کہ جس صورت میں آپکا قبلہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ کتاب وغیرہا بالکل جداگانہ ہیں اور اسلام میں نماز، روزہ وغیرہ داخل فروع نہیں بلکہ اصل اسلام ہیں تو آپ اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتے۔ حضرت میرزا صاحب نے فرمایا کہ قبلہ!! ابھی عرض کیا جا چکا ہے کہ اسلام وہ چیز ہے جسپر جملہ انبیاء علیہم السلام متفق تھے۔ اور یہ کہ اسکے دوسرے احکام فروع میں داخل ہیں چنانچہ میں نے عرض کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جملہ انبیاء علیہم السلام آپسمیں بھائی ہیں۔ اگرچہ انکی مائیں جدا ہیں۔ مگر انکا دین ایک ہی ہے۔ پس اگر آپ کے مسلمات کا رو سے آپ کی نماز۔ روزہ اور دیگر احکام کو ہی اسلام کہا جائے تو باقی انبیاء علیہم السلام کا تو یہ دین نہیں تھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جملہ انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی ہے اور میں نے یہ وضاحت عرض کیا تھا کہ یہی اسلام ہے

دور موسوی، عیسوی، محمدی، میں یکے بعد دیگرے طریق عبادت اور کتب تبدیل ہوتی رہیں۔ مگر حقیقت اسلام میں کوئی تغیر معنوی واقع نہیں ہوا۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے ھو سمکم المسلمین من قبل وفی ھذا (پ ۱۷ ع ۱) پس تغیر فروع سے نفس اسلام پر کوئی دھبہ نہیں آسکتا۔

ایک دوسرا اعتراض اور اسکا جواب اسپر فاضل معترض نے فرمایا کہ دراصل بات یہ ہے کہ الی یوم القیام جسقدر احکام کی ضرورت تھی وہ قرآن کریم میں نازل ہو چکے ہیں۔ اب ان میں لفظی تغیر بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی اسپر شاہد ناطق ہے۔

اسپر حضرت میرزا صاحب نے فرمایا کہ مختصر طور پر اسکا جواب میں نے پہلے بھی عرض کر دیا تھا کہ ہر ایک امت یہی کہتی چلی آئی ہے یہ کوئی نیا سوال نہیں۔ توریت شریف کے مکمل ہونے کا خود قرآن کریم شاہد ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے ثم اٰتینا موسی الکتاب تماما علی الذی احسن وتفصیلا لکل شئ وھدی ورحمۃ لعلھم الخ مگر باوجود تورات کے مکمل مفصل ہدایت اور رحمت ہونیکے پھر بھی قرآن کریم کا نزول ہوا۔ اور باوجود تغیر لفظی ہونے کے اسلام پھر بھی اسلام ہی رہا۔

الغرض جناب میرزا صاحب نے فرمایا کہ نزول شریعت دو وجہ سے ہوتا ہے۔ ایک تو فطرتی قوا کو جگانے کے لئے دوم حالات زمانہ کے تغیر کی وجہ سے جو مسائل کہ چل نہیں سکتے اور از قسم فروعات ہیں انکو رواج دینے کے لئے۔ چونکہ فروعی مسائل کو لوگ حالات زمانہ سے مطابق کرنے کے لئے بعید از قیاس تاویلات سے کام لیکر عوام کو اوہام کے جال میں پھنسا دیتے ہیں اور انواع واقسام کے توہمات انسانکو مذبذب کر دیتے ہیں بدیں جہت کھلے کھلے احکام نازل ہوتے ہیں جو جویان حق کو اوہام باطلہ اور تاویلات رکیکہ سے نجات دیتے ہیں

شریعت جدیدہ کی حقیقت اسپر فاضل معترض نے فرمایا کہ ہم مختصر طور پر آپ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ آپ قرآن کریم کو منسوخ سمجھتے ہیں یا نہیں۔

آپنے فرمایا کہ قبلہ!! پہلے عرض کر چکا ہوں کہ جملہ انبیاء علیہم السلام ایک ہی دین لیکر آئے ہیں۔ کوئی نبی دوسرے نبی کے دین کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ ہر بعد میں آنیوالے نے اپنے پہلے کی تصدیق کی ہے پس ہماری کتاب قرآن کریم کی ناسخ نہیں بلکہ مصدق ہے۔ رہی یہ بات کہ ہماری کتاب میں نماز۔ روزہ وغیرہ کی ہیئت اور بعض احکام کو بدلدیا سو اسکے جواب میں عرض ہے کہ اول تو میں پہلے ہی گذارش کر چکا ہوں کہ یہ فروعات ہیں۔ تغیر فروع سے دین میں نقص واقع نہیں ہوا کرتا۔ دوم اگر آپ انکا نام منسوخ کرنا رکھتے ہیں تو اہل قرآن اہل تشیع اور دیگر مسلمانوں میں جو حلت و حرمت، نماز و روزہ وغیرہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے اسے قرآن کا منسوخ کرنا کیوں نہیں سمجھا جاتا۔ زانی کو سنگسار کرنا۔ چور کے ہاتھوں کو کاٹنا۔ سود نہ لینا جہاد بالسیف وغیرہ مسائل کو اہل اسلام نے عملاً منسوخ کر دیا۔ اگر اسی کا نام منسوخ کرنا ہے تو میں کہونگا کہ ان فروعات کو خدا نے منسوخ کر دیا۔

شہادت حضرت باب

(خلاصہ از رسالہ نقطۃ الکاف)

حضرت باب ابھی تین ماہ سے قلعہ چہریق میں بطور قیدی رہ رہے تھے کہ ملک میں مخالفت کا جوش و خروش پھیلگیا۔ وزیر اعظم حاجی میرزا آقاسی نے جب فضلاء اور فقہائے اسلام کے جوش و خروش کو مشاہدہ کیا تو انکی تائید میں کھڑا ہو گیا۔ اسنے حکم دیا کہ حضرت باب کو چہریق سے تبریز میں علماء کی انجمن میں حاضر کریں۔ اور انکی دعاوی و مقاصد معلوم کریں چنانچہ محمد شاہ بادشاہ کی حیات ایام جولائی ۱۸۴۸ء میں حضرت باب کو تبریز میں لایا گیا۔

اہل ارومیہ پر اثر ارومیہ کے لوگوں میں یہ شہرت ہوئی کہ سید جلیل القدر کو تبریز لیجا رہے ہیں۔ لہذا باشندگان شہر حضرت باب کی زیارت کے لئے گھروں سے نکل پڑے جسوقت آپ ارومیہ میں تشریف رکھتے تھے اور حمام میں تشریف لیجاتے تھے تو لوگ اخلاص سے حوض کے پانی کو بھی تیمن و تبرک کے طور پر لیجاتے تھے۔ تبریز میں پہنچنے کے چند دن بعد آپکو حکومت کی مرتبہ مجلس میں طلب کیا گیا۔ چونکہ مدعوئین میں سے کوئی اس مجلس میں حاضر نہ تھا کہ اسوقت کی حقیقت صحیح طور پر لکھے۔ اور خود غرض مسلمان مورخوں کے ہاتھ میں چونکہ قلم تھا جو انہوں نے چاہا لکھا۔

مجلس علماء میں سوال و جواب لیکن ان سوالات ہی سے جو علماء نے کئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ علماء کا مقصد تحری حقیقت نہ تھا۔ اور بہت سے سوالات بے سروپا اور بے معنی کرتے تھے۔ جنمیں سے بعض کے جواب میں حضرت باب نے نہایت وقار کیساتھ سکوت فرمایا۔ حتی کہ ایرانی مصنفوں نے بھی علماء کی اس مجلس کے سوالات سے واقف ہو کر گواہی دی ہے کہ علماء کا مقصد حقیقت کی تلاش نہ تھا۔ بلکہ محض غرض یہ تھی کہ آپکی تعلیمات پر تمسخر و استہزار کریں اور آپکے قتل کا فتویٰ دیں۔

کیونکہ قبل اسکے کہ اس مجلس میں داخل ہوں انکے دلوں میں یہی خیال جما ہوا تھا کہ آپکے امر کو قلع قمع کریں اور آپکے خون مبارک کو جائز ٹھہرائیں۔ ایسے حالات میں وہ کیسے امر اللہ کے اصول و فروع اور دین اللہ کے دلائل و براہین سے واقف ہو سکتے تھے۔ جو لوگ اس مجلس میں موجود تھے ان کے نام یہ ہیں۔ ناصر الدین میرزا ولیعہد عمر سولہ سال۔ تھوڑا عرصہ قبل انکو آذربائیجان کی حکومت دی گئی تھی۔ حاجی ملا محمد نظام العلماء اتابیک ولیعہد۔ ملا محمد ماماقانی حجۃ الاسلام۔ حاجی مرتضیٰ قولی مرندی علم الہدیٰ۔ حاجی میرزا علی اصغر شیخ الاسلام۔ و میرزا احمد امام جمعہ اور بھی بعض مجتہد جمع تھے۔

حضرت باب کا اظہار دعوے پہلا سوال آپکے دعوے کے متعلق تھا۔ حضرت باب نے جہدیت کا دعویٰ پیش کیا اور فرمایا کہ میں وہ ہوں کہ جسکے ظہور کے تمام گروہ ہزار سال سے منتظر ہو۔ اس دعویٰ سے علماء میں ہیجان عظیم برپا ہو گیا۔ اور وہ روایات متشابہات جو قائم آل محمد مہدی موعود کے ظہور کے متعلق ہیں پیش کرنے لگے اور اسقدر جوش و خروش دکھانا لگے کہ گویا ابھی انکو مقابلہ میں ہوتا تو اسکو پرے ہٹا دیتے۔ علماء نے اس دعویٰ کی دلیل طلب کی۔ باب نے بے تامل آیات کی تلاوت شروع کی کہ یہ بڑی دلیل صداقت ہیں۔ علماء نے ایک بخوی نکتہ پکڑا۔ آپنے قرآن کو سند میں پیش کیا۔

سید باب پر مظالم بالآخر مجلس متفرق ہو گئی۔ حضرت باب کو محمد کاظم خان فراش باشی کے گھر پہنچا گئے۔ دو سے مردون پھر آپکو ولیعہد و علماء

©Afnan Library Trust, 2026

کی مجلس میں حاضر کیا گیا۔ تجویز کیگئی کہ آپکو سزا دیجائے۔ اور بدی کی سزا مقرر ہوئی لیکن ذاشوں کی جماعت نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کر دیا۔ لہذا میرزا علی اصغر جو سید تھے حضرت باب کو اپنے گھر لے گئے اور اپنے ہاتھ سے آپکے اٹھارہ بید مارے۔ جس سے شہر میں تہلکہ پڑ گیا

اس واقعہ کے تین سال بعد تک حضرت باب کو قید میں رکھا گیا۔ مگر آپ شب و روز اپنے کام میں مصروف رہے۔ الواح شائع فرماتے رہے۔ محمد شاہ کی وفات ۴ ستمبر ۱۸۴۸ء کو ہوئی۔ حضرت باب کی قید و حبس کی خبریں ایران میں پھیلیں۔ تو علماء و حکام اپنے نفوذ و اقتدار سے جو انہیں حاصل تھا۔ اس جماعت (مصدقین باب) کی اذیت کیلئے کمر بستہ ہو گئے۔

اور جہانتک ممکن تھا حضرت باب اور آپکے متبعین کے درمیان خبر رسانی بھی بند کر دی۔ علماء نے کوچہ و بازار میں مسجدوں، ممبروں پر چڑھکر واشر لعیتا۔ وادینا و وا رسولاہ کی فریاد و فغاں شروع کر دی تھا۔ اور عوام کو یہ کہکر بھڑکانا شروع کیا۔ کہ یہ بابی شریعت اسلام کے مخرب اور ملت بیضا کی بنیادوں کو ڈھانے والے ہیں۔ اسلئے انکا مال مسلمانوں کے لئے حلال اور انکا خون بہانا مسلمانوں کے لئے مباح ہے۔

انکے دماغوں میں بجز فساد کے کوئی خیال نہیں۔ بجز سلطنت باطلہ کی بنیادوں تباہ و برباد کرنے کے انکے دلوں میں کوئی آرزو نہیں۔ انکا خیال بغاوت کا ہے۔ اور ان کا مقصد جہنم پر حکمرانی۔ ان کا مسلک ضلالت و گمراہی ہے۔ اور ان کا مذہب لوگوں کی مضرت و اذیت۔ اخباروں اور اشتہاروں میں بابیوں کو سلطنت کا دشمن بتایا جانے لگا۔ اور کہا گیا۔ کہ آسائش و راحت میں مخل فسق و فحشا کے مصدر ہیں۔

عوام نے استبدادی اور خود سر حکام اور علماء کی پیروی کی۔ اور بابیوں کی جان و مال عزت و ناموس کے درپے ہو گئے۔ تمام ایران میں وہ غلغلہ اور شور پڑا کہ چشم عالم نے نہ دیکھا تھا۔ اور جہان کے کان نے نہ سنا تھا۔ ہزاروں خدا کے بندے گولیوں کا نشانہ بنے۔ قیدوں میں ڈالے گئے اور قتل کئے گئے۔ عورتیں بیوہ ہو گئیں۔ بچے یتیم۔ گاؤں جلائے اور لوٹے گئے۔ اور انھیں رہنے والے کوہ و بیابان میں بے سر و سامان پھرنے لگے۔ ان کے مال و اسباب تاراج کئے گئے اور اُن کے پاک جسم گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچلے گئے۔

بابی خواتین کی شجاعت

مومن عورتوں نے وہ شجاعت و اقتدار اور علم و فضل ظاہر کیا کہ علمائے مذہب بھی مرحبا پکار اُٹھے۔ اور عورتوں نے سختی و مصیبت میں وہ سکون و شہامت دکھائی کہ کسی زمانہ کی عورتوں میں اسکی مثال نہیں پائی جاتی۔

غرض علماء کا تعرض اور حکام کا ظلم انتہا کو پہنچ گیا۔ بندگان خدا کی آہ و پکار آسمان تک پہنچی۔ بالآخر وہ لوگ بھی اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے لئے مضبوط جگہوں پر جمع ہو گئے تو امن پایا۔ مگر بادشاہی لشکر کے افسروں نے ائمہ اطہار کی قسمیں کھائیں اور قرآن

سپاہی فوج کی فریب کاری

کی قسم کے ساتھ اور اپنی قسموں کو مضبوط کیا جب وہ لوگ اپنی جگہوں سے باہر آئے تو قاتل اپنی کمینگاہوں سے نکلکر اُن پر جھپٹ پڑے اور ہر طرف سے انہیں بندوق کی گولیوں سے مارڈالا۔

بابیوں کی ثابت استقامت

مقصود یہ کہ اس مدت میں احباب نے ہر جگہ اور ہر موقع پر وہ ثابت قدمی اور استقامت دکھائی۔ اور ایسی ذکا اور معاملہ فہمی کا ثبوت دیا کہ سب دنیا کی حیرت کا موجب ہے۔

جب ان حالات کو دیکھتے ہیں تو

دوستوں کی طرف سے تسلیم و رضا کا عالم نظر آتا ہے۔ اور اغیار کی طرف جہالت ظلم و اعتساف۔ احباب الٰہی نے اپنے کو حضرت سید الشہداء اور سید سجاد کے صفات سے مزین کیا۔ اور اعدا نے اپنے وجود کو شمر و یزید کے اخلاق سے زینت دی۔

منجذب بخلوص نکبیوں کی مانند تھے۔ اور ستمگر خونخوار بھیڑیوں کی طرح خدا کے ان بندوں کی مظلومیت نے آفاق کو پُر کر دیا۔ خدائے ذوالجلال کے عاشقوں کا پاک خون ہی تھا کہ جسنے ایران کی زمین کو گلگوں کر دیا۔ اور دین اللہ کی بنیاد کو قلوب کے ممالک میں محکم و متین بنا دیا۔ خدا کے عاشقوں کا نالۂ و شیون ہی تھا۔ جسنے استبداد کی بنیادوں کو اکھیڑ ڈالا۔ یہ مردان خدا کی شجاعت ہی تھی کہ جس سے ارکان عالم پر زلزلہ آگیا۔ یہ میدان یقین کے شہسواروں کی جانبازی ہی تھی جس سے سوئے ہوئے موت کی نیند سے بیدار ہو گئے۔ یہ جرأت ایمان کے نہنگوں کا جوش و خروش تھا کہ جس سے جمے ہوئے دریا حرکت میں آگئے۔ یہ خدا کے پیاروں کے انفاس طیبہ ہی تھے کہ انکار اور شرک کی آگ گلستان محبت و مودت میں تبدیل ہو گئی۔

ان دونوں کے شہید ستاروں کی طرح آسمان ادیان پر چمک رہے ہیں۔ اور کواکب منیرہ کی طرح تاریکیٔ دلوں کو نور روشن بنا رہے ہیں اگر کوئی ان حقائق کا انکار کرے تو ہم کہینگے ؎

عاقلان خورشید چین از سہ لیلی غافلند این کرامت نیست جز مجنون خرمن سوز را

حضرت باب کے قتل کی تجاویز

ایران میں بحران عظیم تھا۔ اور بندگان خدا ظالموں کے پنجوں میں اسیر تھے۔ انکا راحت و اطمینان مفقود تھا۔ اور جور و جفا کی نہریں ہر طرف جاری تھیں کہ میرزا تقی خاں امیر نظام نے ناصر الدین شاہ کو مشورہ دیا کہ اگر شور و غوغا کو فرو کرنا چاہتے ہو تو حضرت باب کو قتل کرا دیجئے۔ تاکہ وہ آگ جو بھڑک رہی ہے بجھ جائے۔ چنانچہ حضرت باب زندہ ہیں انکے پیرو سرگرمی کیساتھ لوگوں کی تبلیغ میں کوشش کرتے رہینگے۔ اور ان تعلیمات و خیالات کے پھیلانے سے باز نہیں آئینگے۔ جبتک کہ ان کا سردار مارا نہ جائے اسکے قتل کے بعد انکی امید ناامیدی سے اور شجاعت خوف سے اور ہمت بے ہمتی سے بدل جائیگی۔ لہذا امیر نظام نے حضرت باب کے قتل کا فتویٰ دیدیا اور اسکے وجوہ اور کیفیت لکھکر سلیمان خاں افشار کو تبریز میں بھیجا کہ حمزہ میرزا خان حاکم آذربائیجان کو دیدے۔ حمزہ خان نے اس کام کرنے میں عذر کیا۔ تو امیر نظام نے اپنے بھائی کے نام یہی حکم بھیجدیا کہ وہ تعمیل کرے لہذا حضرت باب اور آقا سید حسین کاتب

دوبارہ مجلس

کو پھر تبریز میں لائے۔ حمزہ میرزا نے چاہا کہ سرکردہ علماء اور حضرت باب کو ایک مجلس میں جمع کرے مگر علماء نے انکار کر دیا۔ لیکن انہی امراء نے اپنی مجلس میں حضرت باب کو طلب کر کے سوالات کئے جنکے آپنے جواب دئے۔ ان لوگوں نے مشورہ کر کے فیصلہ کیا کہ آپکو مجمع عام میں شہید کریں دوسرے دن حضرت باب کو علماء کے پاس بھیجا گیا۔ ان سب نے قتل کا فتوے دیا۔

حضرت باب نے اپنے فوشتہ جات اور الواح وغیرہ تمام حضرت بہاء اللہ کے پاس پہنچا دئے تھے علماء تبریز کے فتوی قتل کے بعد تین دن تک آقا سید حسین کاتب اور آقا سید حسن کے ساتھ آپ قید میں رہے۔ یہ دونوں بھائی ان قیمتی ساعتوں میں دعا و مناجات میں مصروف رہتے تھے۔ اس حالت میں بھی اتمام حجت کیلئے حضرت باب نے آقا سید احمد اور میرزا احمد علی تبریزی اور دو اور آدمیوں کو چند خاص الواح لکھکر دیں کہ جسطرح بھی ہو علماء تک انہیں پہنچا دیں جب ان چاروں نے یہ الواح فضا کو دیں اور انہیں معلوم ہوا کہ یہ بھی حضرت باب کے پیرو ہیں۔ انکو طوق و سلاسل پہنا کر صیلخانہ میں لے گئے۔ اسی جیل میں حضرت باب کو بھی پہنچا دیا گیا۔ انلوگوں نے سوال کیا کہ ہمارے لئے کیا حکم ہے فرمایا اپنی جان کی حفاظت کرو۔ اسپر میرزا محمد علی حضرت باب کے قدموں پر گر پڑے اور رونے لگے کہ مجھے موقع دیجئے کہ میں بھی آپ پر جان قربان کروں اور آپ کے ساتھ رہوں آپنے اسے منظور فرمایا جب انہوں نے سر اٹھایا تو حضرت باب نے کہا "ان محمد علی مضانی الجنۃ" ؎

گر خیز بکمندم بقیامت کہ چہ خواہی دوست مارا و ہمہ نعمت فردوس شمارا

۲۸ شعبان ۱۲۶۶ھ مطابق ۹ جولائی ۱۸۵۰ء بعد از طلوع آفتاب حضرت باب کو اور آپکے رفقاء آقا سید حسین اور اسکے بھائی آقا سید حسن یزدی اور آقا محمد علی تبریزی اور آقا سید احمد تبریزی کو قید خانہ سے نکالکر کوہ عدالت میں لائے

حضرت باب مع اصحاب عدالت کے کوہ میں

اور محض آپکی اہانت اور اپنے غضب اور عناد کو ظاہر کرنے کے لئے بغیر عبا و قبا کے محض شب کے پہننے کی ٹوپی کیساتھ عدالت کے سامنے کھڑا کر دیا۔ آقا سید حسین اور سید حسن نے بمطابق حکم مخلصی پائی اور لوگوں کو تسلیم دی۔ اور پھر آقا سید حسین نے طہران میں دو سال کے بعد شہادت کا درجہ پایا۔ مگر آقا عبد اللہ میرزا محمد علی کے بھائی نے اور منتیں کیں کہ بھائی کی طرح انکا کر دے مگر بے اثر۔ بلکہ میرزا محمد علی نے ایک موثر خط لکھا کہ میں اس رسالہ میں شہادت کو ہر چیز پر ترجیح دیتا ہوں۔ اب میں امید کرتا ہوں کہ مجھے معاف فرمائیے اور میرے متعلقین کو تسلی دیجئے۔ امیر کبیر نے اپنے خط کے جواب کو لکھا کہ ہمنے باب کے بارے میں علمائے اثنا عشریہ علماء اعلام سے فتوے لیلیا ہے لہذا اسے مجمع عام میں لٹکا کر گولی مار دیجائے۔

چنانچہ حضرت باب کا عمامہ اور شال جو علامت سیادت ہے، اتار لیا گیا اور پھر قید کر دیا گیا۔ دوسرے دن ارمنی سپاہیوں کا ایک دستہ طلب کر کے علماء کے

میدان شہادت

فتوے کے مطابق اسی حجرہ کے ایک ستون میں جسمیں حضرت باب قید تھے ایک میخ گاڑ دی اور ایک رسی سے حضرت باب اور میرزا محمد علی کو باندھ دیا اسطرح کہ میرزا محمد علی کا سر حضرت باب کے سینہ پر تھا۔ اس نظارہ کو دیکھنے کیلئے ایک ازدحام عظیم موجود تھا۔ اور کوٹھوں پر تل دھرنے کی جگہ نہ تھی اس حال میں ارمنی مسیحی فوج نے فائر کیا۔ دھواں دور ہونے کے بعد کیا دیکھا کہ وہ جوان کھڑا ہے اور حضرت باب اپنے کاتب آقا سید حسین کے پاس بیٹھے کچھ لکھوا رہے ہیں اور دونوں کو کوئی ضرر نہیں پہنچا۔ دوبارہ پھر اسیطرح باندھا گیا۔ سام خاں مسیحی افسر فوج نے انکار کر دیا۔ اسلئے ایک مسلمان آقا جان بیگ نے فوج ترتیب دی۔ اسوقت حضرت باب کچھ بول رہے تھے جسے بعض نے سمجھا اور سب نے یونہی آواز سی سنی۔ بہرحال فائر کیا گیا۔ حضرت باب کا سینہ مجروح ہو گیا اور اعضاء بکھر گئے مگر چہرے پر یونہی ذرا سی خراش آئی تھی۔ (ارواحنا لشہادتہ الفداء)

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربھم یرزقون ○ فرحین بما اتاھم اللہ من فضلہ۔

○

ان الاحیاء احیاء وان ماتوا ○ وانما النقل من دار الی دار

فما کیسی بقا کیسی جب اسکی انتہا ٹھہرے کبھی اس گھر میں آنکلے کبھی اس گھر میں جا ٹھہرے

©Afnan Library Trust, 2026

دین بہائی کی پانچویں اساس

مساوات بین الرجال والنساء

نطق حضرت عبدالبہاء در منزل مبارک پیرس ۱۴ نومبر ۱۹۱۱ء

تمام موجودہ کائنات میں مذکر و مؤنث ہیں۔ اور ان ذکور و اناث میں کوئی فرق نہیں۔ جب ہم عالم نبات پر نظر کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ انمیں ذکور و اناث ہیں۔ اور پھر انمیں مساوات بھی ہے۔ کوئی امتیاز نہیں۔ اور تمام کمالات نباتیہ میں مساوی ہیں۔ اسیطرح ہم عالم حیوانات میں نظر کرتے ہیں۔ انمیں بھی ذکور و اناث ہیں انمیں بھی کوئی امتیاز نہیں بلکہ جمیع مراتب میں برابر ہیں اور تمام حیوانی کاموں میں شریک ہیں۔ مگر جب عالم انسان میں نظر کرتے ہیں تو ہم ان میں تفاوت دیکھتے ہیں یہ عجیب بات ہے کہ تفاوت پیدا کشی ہے یا بوجہ تربیت کے ہے۔

کیا جنس ذکور خلقت الٰہی میں جنس اناث سے ممتاز ہیں۔ باوجودیکہ خلقت الٰہی میں تفاوت نہیں ہے۔ پھر کیوں یہ فرق کیا جاتا ہے۔ کوئی شک نہیں کہ یہ تربیت کی وجہ سے ہے۔ اگر عورتوں کی مردوں کی طرح تربیت کیجائے۔ اور وہ بھی مردوں کی طرح ہو جائیں بلکہ عورتوں کے احساسات مردوں سے زیادہ ہیں۔ عورتوں میں مردوں سے زیادہ رقت قلب ہے لیکن ابتک چونکہ عورتوں کی تربیت نہیں ہوئی۔ اسلئے وہ مردوں سے پیچھے رہ گئیں۔ چاہئے کہ عورتوں کی بھی مردوں کی طرح تربیت کیجائے تاکہ وہ مردوں کے درجہ کو پہنچ جائیں۔

عورتیں ہیئت اجتماعیہ میں خصوصیت سے کام کرنیوالا عضو ہیں۔ لہذا خدا کی رضا یہ نہیں ہے کہ یہ عضو مہم کامل درجہ نہ حاصل کرے اور عدل کا بھی یہی اقتضا ہے کہ عورتیں اور مرد برابر ہوں۔ اور انکی ایک جیسی تربیت کیجائے۔ تاکہ اپنے متعلقہ کاموں کو پورے طور پر ادا کر سکیں۔ خدا کے نزدیک مرد و عورت میں فرق نہیں ہر ایک شخص جسکا قلب زیادہ روشن ہے وہ خدا کے نزدیک مقرب ہے اور ہر ایک جسکا ایمان زیادہ ہے وہ خدا کے حضور میں زیادہ مقبول ہوتا ہے۔ پس (اے خواتین) تمھیں چاہئے کہ شب و روز کسب کمال کے لئے کوشش کرو۔ تاکہ فضائل عالم انسانی میں مردوں کے مساوی ہو جاؤ۔ عالم انسانی کے جمیع شئون میں ایسی ترقی کرو کہ مرد بھی گواہی دیں کہ تم انکے مساوی ہو۔ عورتوں نے یورپ میں بہت ترقی کی ہے مگر ہنوز مردوں کے درجہ تک نہیں پہنچیں مجھے امید ہے کہ ضرور مردوں کے درجہ تک پہنچ جائینگی۔ اسوقت عالم انسانی کامل ہوگا۔ چاہئے کہ تم بہت محنت کرو۔ اور تحصیل علوم میں کوشش کرو۔ حقائق اشیاء کے معلوم کرنے میں جد کرو۔ اور فضائل عالم انسانی کے حاصل کرنیکی طرف بہت زیادہ توجہ کرو۔ اور جان لو کہ خدا کا فضل تمھارے شامل حال ہے جسوقت عورتیں ترقی کرینگی مرد گواہی دینگے کہ عورتیں ہمارے برابر ہیں۔ پس جدال و نزاع کی حاجت نہیں جیسا کہ لڑکے اور رسول میں کوشش کرتے ہیں بلکہ علوم کو کمال کے درجہ انتہائی تک پہنچ جاتے ہیں۔ اصولت

رُوح اللہ کی تجلی اور پیام بہائی

نطق مبارک حضرت عبدالبہاء در منزل مبارک در پیرس ۲۴ نومبر ۱۹۱۱ء

ھُوَ اللہ

جسوقت حضرت مسیح اورشلیم میں ظاہر ہوئے تو آپنے لوگوں کو خدا کی طرف بلایا۔ مخلوق کو ملکوت اللہ کی طرف رہبری کی۔ حیات ابدیہ کی دعوت دی۔ عالم انسانی کے کمالات کی تشویق و تحریص دلائی۔ اسی کوکب لامع (مسیح) سے ہدایت کا نور چمکا۔ آپنے لوگوں کی بھلائی کے لئے نہایت مظلومیت سے اپنی جان قربان کی۔ باوجود اسکے جمیع بشر آپکے دشمن ہو گئے۔ آپکا انکار کرتے اور تکلیفیں دیتے تھے گالیاں دیتے۔ ذلیل کرتے تھے اور آپکو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے خبروں کے ساتھ آپکو دار پر کھینچا۔ باوجودیکہ آپ رحمت محض تھے رافت تام تھے۔ نور حقیقت تھے۔ صبح ہدایت تھے۔ دل و جان سے انسانوں پر مہربان تھے لیکن لوگوں نے آپسے دشمنی برتی۔ آپکی قدر نہ کی۔ آپکی تعلیم کی اہمیت نہ سمجھی۔ آپکی نصائح کو نہ سنا۔ آپکے انوار سے روشن نہ ہوئے۔ آخر کیا ہوا کچھ کیا۔ لیکن ایک مدت کے بعد معلوم اور ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح کی ذات محترم عالم کا نور تھی۔ آپکا بیان بنی آدم کی حیات ابدیہ کا سبب تھا۔ آپکا قلب جمیع خلق کے لئے رؤف تھا۔ آپکے الطاف سب کے شامل حال تھے۔ لیکن کام چارہ کی حد سے گذر چکا تھا۔ اور حضرت مسیح صلیب کی زینت اور آپکے حواری شہید ہو چکے تھے۔ تین صدیوں کے بعد دنیا نے مسیح کی قدر کو جانا۔ کیونکہ جسوقت حضرت مسیح نے صعود فرمایا آپکے جمیع چند نفوس تھے۔ چند لوگوں نے آپکے بیانات اور نصائح کو قبول کیا تھا ناواقف لوگ کہتے تھے کہ یہ بے حقیقت شخص کون ہے۔ لیکن دانا اسیوقت جانتے تھے کہ یہ فرید و وحید مغلوب شخص کہ جسکے متبع پانچ یا چھ ہیں بعد میں کیا ثابت ہوگا۔ وہ سمجھتے تھے کہ نور ضرور چمکیگا۔ یہ آفتاب شرق و غرب تک پرتو ڈالیگا۔ دانا جو بات حضرت مسیح کے وقت میں دیکھ رہے تھے وہی بات دوسروں نے تین سو سال بعد دیکھی۔

لہذا اب تم یہ مت خیال کرو کہ جید آدمی ہو۔ اور دوسرے بیشمار اس خیال سے مکدر ہو کہ ناواقف لوگ اقبال نہیں کرتے۔ اس سے متاثر ہو کہ وہ اعتراض و انکار و استکبار کرتے ہیں۔ تم سے بھی وہی کچھ ہوگا جو حضرت مسیح کے حواریوں کے ساتھ ہوا۔ ابتداءً انکو دکھ دیا گیا۔ انہیں ملامت کیگئی۔ طعن و تشنیع اور برا بھلا کہا گیا۔ انہیں قتل و غارت کیا گیا۔ لیکن آخر ظاہر ہو گیا کہ دکھ دینے والے خسران مبین میں پڑ گئے۔ اور حضرت مسیح کے حواری نور مبین کی درگاہ کے مقرب ہو گئے۔ لہذا اگر ایسے واقعات ہوں پس تم مکدر خاطر نہ ہو۔ بلکہ خوشی مناؤ۔ اور مسرور ہو کہ الحمد للہ نفوس مقدسہ نے جو پہلے سے دیکھا تھا وہ تم اب دیکھ رہے ہو۔ لہذا اگر تمھیں ملامت کریں تو اظہار مسرت کرو۔ اگر وہ اہانت کریں تو تم انکے اچھے کاموں میں اعانت کرو۔ اگر وہ اذیت دیں تو تم ان پر عنایت و مہربانی کرو۔ اور خدا سے انکے لئے عفو و مغفرت طلب کرو اور یقین رکھو کہ تمھارا نور چمکیگا۔ اور تمھاری آواز غالب ہوگی اور تمھاری خوشبوئیں پھیلینگی۔ ہدایت کا چراغ تمھارے قلب کے زجاج میں روشن ہو کر تمام آفاق کو منور کریگا۔ ہرچند ابھی تمھیں اہمیت نہ دی جائے لیکن عنقریب دینگے۔ وہ لوگ جو خدا کی ملکوت میں داخل ہوتے ہیں ستاروں کی مانند روشن ہونگے۔ اور پھل دار درختوں کی مانند میووں سے لد جائینگے۔ اور دریا کی طرح اسرار حقیقت کے موتی بکھیرینگے۔ خدا کے فضل کے ساتھ مطمئن ہو جاؤ۔ اور خدا کی عنایت سے خوشی مناؤ۔

کوکب ہند کی ضروری اطلاع

چونکہ تمام کارکنان کوکب ہند سالانہ کانونشن بہائیان ہند و برما میں شمولیت کے لئے بمبئی جا رہے ہیں اسلئے یہ پرچہ ۲۷ و ۲۸ یکجائی طور پر شائع ہو رہا ہے۔ اور آئندہ یکم اور ۹ جنوری ۱۹۲۵ء کے پرچے بھی مرکب شائع ہوں گے۔

(منیجر کوکب ہند)

©Afnan Library Trust, 2026

جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت۔ انذار و وعید

(الہامی مضمون)

کتب مقدسہ الہامیہ صحائف بہائیہ اور پھر تصانیف احمدیہ متفقاً مکمل و مفصل بیان دیتی ہیں کہ عالم ظاہری مانند عالم دیانت میں بھی موسم خزاں کے بعد بہار آتی ہے۔ ماموراہی کا ظہور ایک روحانی بارش ہے۔ جس سے انسانی خشک پودے سرسبز ہوتے ہیں۔ خواہ کوئی اسکی پیروی کرے یا نہ کرے پھر بھی اسکا فیض سبکو علی حسب مراتب پہنچتا ہے۔ ایسا ظہور وہ دن یا وہ فجر یا وہ آفتاب ہے جس سے عالم کے گوشہ گوشہ میں انوار پھیلتے ہیں خواہ کوئی اس سے دور اور بعلی بیگانہ نام تک سے بیخبر ہو۔ تب بھی جیسے آفتاب سے ساری کائنات فیض پاتی ہے یوں ہی مظہر الٰہی کے ظہور سے ایک عام انتشار نور ہوتا ہے

جناب میرزا صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ سچے نبی کے ظہور کے وقت بارش کی طرح آسمان پر انتشار روحانیت ہوتا ہے اور اکثر لوگوں کو سچی خوابیں شروع ہو جاتی ہیں۔ اور الہام بھی ہونے لگتے ہیں۔ اسی دھوکہ سے بعض جھوٹے نبی اپنی حد سے بڑھ کر نبوت کا دعوے کرتے ہیں (چشمہ معرفت حاشیہ صفحہ ۳۰)

ظہور حضرت بہاء اللہ سے ایام رحمانی، ربیع روحانی، بہار الٰہی کا موسم آیا۔ شمس حقیقت طلوع ہوا اور آفاق عالم کو منور و روشن فرمایا۔ کتاب مبین اور اقتدار نیز دیگر الواح حضرت بہاء اللہ وعہد البہاء میں یہ باتیں بار بار بیان ہوئی ہیں۔ مفصل حوالجات وقت ضرورت پیش کئے جائینگے۔

جناب میرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں کہ قبل از جون ۱۹۰۰ء مجھے کہا گیا کہ انت قابل یا قیلک وابل تو قابلیت رکھتا ہے اسلئے ایک بزرگ بارش کو پائیگا۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۶۱)

آخر ایک دفعہ خود بھی اقرار فرمالیا کہ مجھے انتشار روحانیت محسوس ہوا کرتا ہے۔ ایکبار کا ذکر فرمایا "۲۱ رمضان المبارک ۱۳۱۶ھ جمعہ کی رات مطابق ۳ فروری ۱۸۹۹ء میں جسمیں انتشار روحانیت مجھے محسوس ہوتا تھا۔ اور میرے خیال میں تھا کہ یہ لیلۃ القدر ہے (مکاشفات صفحہ ۲)

اب ہم جناب میرزا صاحب کے سلسلۂ الہامات پر نظر ڈالتے ہیں۔ البشریٰ اور مکاشفات، جو الہامات و کشوف و رویا کا مجموعہ ہے سامنے رکھتے ہیں۔ الہامات کی صداقت کے ہم ذمہ دار نہیں لیکن جو لوگ ان الہامات کو کلام الٰہی مانتے ہیں انکو ہم انہیں کے مسلمہ کلام الٰہی سے راہ ہدایت اور راز ہائے حقیقت کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

بالکل ابتدائی الہامات میں البشریٰ صفحہ ۴ پر اہل فارس کو کہا گیا ہے کہ توحید کو پکڑو۔ صفحہ ۱۷ پر بتایا گیا ہے کہ "وہ بمنزلہ توحید و تفرید ہے"۔ کون؟ صفحہ ۲ پر بتادیا گیا ہے کہ وہ جو جدید خلیفۃ البدیع اور دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی کا مصداق ہے۔ صفحہ ۲۳ پر کہا گیا ہے کہ وہ ایک شریعت قائم کرنیوالا ہے۔ صفحہ ۲۳ پر واضح کر دیا کہ وہ رجل من فارس (یعنی فارسی یا ایرانی) عظیم الشان وجود ہے جو ایمان کو ثریا پر سے لے آیا ہے۔ اور بلا تاویل یہ ظہور حضرت بہاء اللہ ہی۔ اس تمام کیفیت کا مصداق جناب میرزا صاحب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اسمیں اول تو بہت سی تاویلات کرنی پڑتی ہیں۔ دوسرے اسکے مصداق ہونے پر کوئی الہام نہیں۔ اور بقول خود جناب میرزا صاحب کا صرف اجتہاد حجت نہیں۔ پھر یہ کہ اسمیں دنی فتدلی کا مقام بیان ہوا ہے جسکی تشریح جناب میرزا صاحب نے سر رشتہ آریہ صفحہ ۱۶۱ پر کی ہے اور توضیح مرام میں اس عالی مقام پر اپنا پہنچنا ناممکن ٹھہرایا ہے۔ اور حزب قادیان کو بھی یہ بات تسلیم ہے۔ چنانچہ ایک احمدی فاضل کتاب لحم الکبیل میں حضرت میرزا صاحب کا قول نقل فرماتے ہیں کہ "میں اور مسیح دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے"۔

پس الہام دنی فتدلی میں جس خلیفۃ اللہ کی خبر ہے وہ میرزا صاحب نہیں کیونکہ وہ دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی کا مظہر ہے اور میرزا صاحب کا یہ درجہ بالکل نہیں ہے۔ لیکن اگر میرزا صاحب اسباتکو نہیں سمجھے تو کچھ تعجب نہیں وہ تو خود اپنے آپکو بھی ٹھیک طور پر سمجھنے میں بہت قاصر و متحیر رہے ہیں۔ جسکو تمام اہل قادیان بھی تسلیم کرتے ہیں۔

جنوری ۱۸۸۴ء میں الہام ہوا کہ "اے یحییٰ کتاب کو قوت سے پکڑ اسے پکڑ اور مت خوف کر۔ ہم اسکو پہلی سیرت میں لوٹا دینگے"۔ یعنی احمدی لٹریچر جیسا کہ پہلے جناب میرزا صاحب کے ذاتی دعاوی محض معمولی رنگ میں رکھتا تھا۔ نبوت، موعودیت، افضلیت وغیرہ کے دعاوی اسمیں نہ تھے۔ پھر اب یہ کتابیں میرزا صاحب کے ہوتے ہوئے بھی ویسی ہی غالی ہو جائینگی جیسی پہلے تھیں۔ ان کتابوں کے دلائل سے کوئی اور حقیقی موعود ثابت ہوگا۔ میرزا صاحب کی حیثیت یحییٰ یعنے صرف پکارنیوالے کی رہجائیگی۔ جو آسمانی بادشاہت کے لئے راہیں تیار کرتا تھا۔ اور بصورت اعتراض و انکار اس یحییٰ کی سی حیثیت رہجائیگی جو حضرت بہاء اللہ کے مقابلہ میں منکر رہا۔

یعنی اگر ظہور اعظم کے مقابلہ میں جو دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی کا مظہر ہے۔ جناب میرزا صاحب کھڑے نہ ہوں بلکہ عاجزی کیساتھ کہدیں کہ "مجھے جہاں بٹھا دیا جائیگا بیٹھ جاؤنگا اور جہاں کھڑا کر دیا جائیگا کھڑا ہو جاؤنگا"۔ تو پھر ابدال شام یعنی پاک تبدیلی پیدا کرنیوالے سبیل الٰہی میں دکھ اٹھانیوالے اور خدا ہونیوالے (ضمیمہ براہین حصہ پنجم صفحہ ۱۸۶) اور ملک شام سے وابستہ ہونیوالے ظہور اعظم کے خدام کی طرف سے دعاء خیر کیجائیگی۔ اور مقابلہ کرنے کی صورت میں خدائی مواخذہ ہوگا اور گرایا جائیگا۔

اسی امر کو ظاہر کرنیکیلئے ۱۸۸۵ء میں یہ نظارہ جناب میرزا صاحب کو پیش آیا۔ کہ "آج اسیوقت میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی انبلار میں پڑا ہوں اور میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اور جو شخص سرکاری طور پر مجھسے مواخذہ کرتا ہے میں نے اسکو کہا کیا مجھکو قید کرینگے یا قتل کرینگے۔ اسنے کہا کہ انتظام یہ ہوا ہے کہ گرایا جائیگا۔ میں نے کہا کہ میں اپنے خداوند جلشانہ کے تصرف میں ہوں جہاں مجھکو بٹھائیگا بیٹھ جاؤنگا اور جہاں مجھکو کھڑا کریگا کھڑا ہو جاؤنگا۔ اور یہ الہام ہوا کہ یدعون لابدال الشام ویحاد اللہ من العرب (ترجمہ) تیرے لئے ابدال شام کے دعا کرتے ہیں اور بندے خدا کے عرب میں سے دعا کرتے ہیں؛ خدا جانے یہ کیا معاملہ ہے۔ اور کب اور کیونکر اسکا ظہور ہو۔ (البشریٰ جلد اول حصہ دوم صفحہ ۲۳)

یہ دعا جو ابدال شام و عباد عرب کرتے ہیں یوں ہے کہ خدا آپکو بمقابلہ ظہور اعظم کے خط مقام سے بچائے۔ جناب حضرت بہاء اللہ بحکم خدا کتاب اقتدار میں اپنے بعد غیر صادق مدعیوں کے اٹھنے کی خبر دیکر ابدال شام سے دعا کرتے ہیں۔ "فاسئل اللہ ان یعرفھم انفسھم ویویدھم علی ما اراد انت ربک لھو الغفور الرحیم" (اقتدار صفحہ ۱۴۲) خدا سے دعا کرو کہ وہ ایسے مدعیوں کو اپنے نفسوں کی پہچان کرائے اور جو کچھ خدا کا ارادہ ہے اس کے لئے انہیں توفیق دے۔ بیشک تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

چونکہ ابدال شام میں سے ایک سرکاری آدمی حضرت محمود زرقانی جناب میرزا صاحب اور جماعت احمدیہ کے سامنے ظاہر ہونے والے تھے۔ اسلئے تصویری زبان میں پیشگوئی کیگئی۔ اور ۱۸۸۸ء میں جناب میرزا صاحب کو دیوار مسجد پر لفظ "محمود" لکھا ہوا دکھایا گیا۔

۱۹۰۲ء میں الہام ہوا یاتی علیک زمن کمن موسیٰ تیرے پر ایسا زمانہ آئیگا جیسا موسیٰ پر آیا تھا۔ چنانچہ موسیٰ پر ایسا زمانہ آیا تھا کہ ان سے بڑھکر ایک مرد خدا ان کے لئے ظاہر کیا گیا۔ جیسا کہ دافع البلاء میں جناب میرزا صاحب تسلیم فرماتے ہیں۔ ایسا ہی زمانہ جناب میرزا صاحب پر بھی آنیوالا ہے بلکہ انہیں اور انکی جماعت کو حضرت محمود ظہور اعظم کی خبر دینے جناب پہنچے۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۹۰۱ء کو پہلی خبر جو مرزا غلام احمد صاحب کو دی گئی وہ یہ تھی۔ یبدی لک الرحمٰن شیئاً الحق اللہ فلا تستعجلوہ بشارۃ تلقونھا البیقون۔ خدا ایک کرشمۂ قدرت تیرے لئے ظاہر کریگا۔ اللہ تعالیٰ کا امر آگیا پس جلدی نکرو۔ یہ وہ بشارت ہے جو

©Afnan Library Trust, 2026

نبیوں کو ملی تھی۔ "اب اگر اس سے یہ مراد ہو کہ تو نبیوں کی بشارت کے موافق آیا ہے تو اول الفاظ اس معنی سے انکاری ہیں۔ دوم یہ کوئی نئی بات نہیں جسے الہامی طور پر ظاہر کیا جائے کیونکہ ۱۹۰۲ء سے پہلے جناب میرزا صاحب اپنے سب دعاوی ظاہر کر چکے ہیں۔ پس یقیناً یہ کوئی اور خبر ہے۔ پھر ظاہر ہے کہ نبیوں کی بشارت بجز بشارت ظہور موعود کے اور کچھ نہیں تھی۔ یعنی جناب میرزا صاحب کیلئے کہا جاتا ہے کہ حقیقی موعود انبیاء کی بشارت ظہور اب عنقریب ظاہر کیجاویگی۔ امر اللہ کا ظہور ہونیوالا ہے جلدی نہ کرو۔

لیکن چونکہ ۱۹۰۳ء سے پہلے جناب میرزا صاحب غلطی سے دعاوی کر بیٹھے اسلئے خدا کی عدالت میں انپر مقدمہ قائم ہوگیا۔ چنانچہ اس امر کی خبر مرزا صاحب کے ذریعہ یوں ملتی ہے "۲۶ جنوری ۱۹۰۳ء دوشنبہ میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں حاضر ہوں۔ میں منتظر ہوں کہ میرا مقدمہ بھی ہے اتنے میں جواب ملا کہ اصبر سنفرغ یا مرزا اے مرزا صبر کر ٹھہر جا ہم عنقریب فارغ ہوتے ہیں۔" اسکے ساتھ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ایک حاکم کی صورت کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور ایک طرف ایک سررشتہ دار ایک مسل پیش کر رہا ہے۔ حاکم نے مسل اٹھا کر کہا کہ میرزا حاضر ہو۔ مگر اتنے میں بیدار ہوگیا۔" اور ابھی کوئی حکم نہیں سنایا گیا۔ لیکن اسی ۱۹۰۳ء کے ۱۸ اپریل کو ایک اور خبر دیگئی۔

حقانہ ۴۸ ناموں کی نسبت جناب میرزا صاحب فرماتے ہیں "ان ناموں پر بڑا مدار ہوتا ہے۔ تفاول کے واسطے ہمیشہ نام کے معانی کی طرف غور کرنی چاہئے لمبا سلسلہ نہ دیکھے نام کو دیکھ لے۔" چنانچہ اس ارشاد کی روشنی میں ہمیں جناب میرزا صاحب کے ایک کشف و الہام سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ محمدؐ اور حسینؓ یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حسین علی (بہاء اللہ) یعنی محمدی اور بہائی ظہور متفق ہیں کہ آخر وقت میں یہ فیصلہ ظاہر کرینگے کہ جناب میرزا صاحب حق پر نہ تھے جیسا کہ ۱۸ اپریل ۱۹۰۳ء کو جناب میرزا صاحب کے کشف میں دیکھا کہ "میں لیٹا ہوا تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب نظر کے آگے سے پھر گئے۔ پھر یہ لفظ الہام ہوئے (ترجمہ) "تجھے آخری وقت میں خبر دیجائیگی کہ تو حق پر نہیں تھا۔" چنانچہ اب محمدی اور بہائی دونوں کے ذریعہ یہ خبر دیجا رہی ہے اور اب کامل طور پر ظاہر ہو جائیگا اور ہو رہا ہے کہ جناب میرزا صاحب حق پر نہ تھے۔ موعودیت وغیرہ کا عظیم الشان دعوے انکا حق نہ تھا۔ اور اب یہ حقیقت ایسی کھلیگی جیسی پہلے کبھی نہ کھلی تھی۔

۱۹۰۳ء گذر گیا۔ اور وہ وقت قریب آلگا جبکہ حضرت محمود زرقانی حقیقی موعود انبیاء کی بشارت ظہور جناب میرزا صاحب کو سنانے آئے ہیں جس سے قطعاً ظاہر ہو جائیگا کہ جناب میرزا صاحب حق پر نہ تھے چنانچہ ۱۹۰۴ء آپہنچا۔ اور حضرت محمود زرقانی پنجاب جا پہنچے۔ جولائی ۱۹۰۴ء جبکہ حضرت محمود پنجاب میں نازل ہو چکے ہیں۔ اور جناب میرزا صاحب گورداسپور میں ہیں۔ جناب میرزا صاحب کو الہام کہتا ہے "میں تمہیں بھی ایک معجزہ دکھاؤنگا۔" اگست ۱۹۰۴ء میں حضرت محمود زرقانی جناب میرزا صاحب کو دعوت دینے والے ہیں اور جناب میرزا صاحب کو ۲۷ جولائی ۱۹۰۴ء بمقام گورداسپور ایک نظارہ دکھائی دیا کہ کوئی امر پیش کیا گیا ہے۔ پھر الہام ہوا

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ۲ انا انزلناہ للمسیح الموعود

ہمنے اسکو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔ ہمنے اسکو مسیح موعود کے لئے نازل کیا۔ یعنی حقیقی موعود کی بشارت ظہور دینے کیلئے حضرت محمود زرقانی کو خدا نے بھیجا ہے۔ گورداسپور کے بعد جناب میرزا صاحب لاہور تشریف لیجاتے ہیں اور حضرت محمود زرقانی موعود انبیاء و محبوب امم حضرت بہاء اللہ کے ظہور کی بشارت اور دعوت مقابلہ جناب میرزا صاحب کے سامنے یہ کہتے ہوئے رکھدیتے ہیں ؎

بازار حسن میں چل یوسف کا سا سودا کر ۔ کھوٹے کھرے کا پردہ کھلجائیگا چلن میں

جناب میرزا صاحب یوسف آہی کا سا سامنا تو کیا اسکے خادم کا مقابلہ بھی نہیں کرتے اور جیسا کہ دنیا کو معلوم ہے ایک منٹ بھی فرصت نہ ہنکا عذر کر کے لاہور سے واپس چلے آتے ہیں اور اپنی ساری عمر میں کبھی ایک لفظ بھی حضرت بہاء اللہ کا نام لیکر خلاف نہیں لکھتے۔ یہ واقعہ پہلے بھی مفصل کوکب ہند میں ذکر ہو چکا ہے۔ اور نہ صرف جناب میرزا صاحب خاموش ہو جاتے ہیں بلکہ جناب میرزا صاحب کا الہام بھی ساکت ہی اور حضرت بہاء اللہ کے خلاف اب کسی قسم کی نہیں کرتا۔ عجیب لطف یہ ہے کہ اگست ۱۹۰۴ء کے تمام ماہ میں ہر قسم کا الہام بند ہوگیا۔ اس ماہ کا کوئی الہام سلسلۂ الہامات میں نہیں ہے بجز ایک الہام کے جسمیں بڑے بڑے لوگوں کو گردنیں جھکا لینے کا حکم ہے کہ "یجبالک اسجدی معک والطیر اسے بہاء اللہ اسکے ساتھ سجدہ کرو اور اے پرندو تم بھی۔ یعنی جسطرح جناب میرزا صاحب نے ظہور اعظم کے سامنے خموشی اور عاجزی سے سر جھکا دیا اور مقابلہ نہ کیا اے بڑے بڑے بہادرو تم بھی جھکو اے احمدیو! اور اے ہوائے ارادت احمدیہ کے پرندو تم بھی جھک جاؤ۔ اپنے مرشد کو دیکھو اور عبرت حاصل کرو

ستمبر ۱۹۰۴ء میں الہام ہوا "ہماری قسمت آیت وار" یعنی الہامات احمدیہ کو آیت وار چھانٹ کر احمدی قسمت کا فیصلہ ہو جائیگا۔ اسی کو ۲۴ نومبر ۱۹۰۴ء میں یوں بتایا۔ "الفارق وما ادراک ما الفارق فرق (جدا جدا) کرنیوالا۔ اور تو کیا جانتا ہے کیا ہوتا ہے فرق کرنیوالا" اور وہ ایک عبدالقادر ہے یعنی غلام قادر جسکے آنیسے احمدیت کا گھر نور اور برکت سے یعنی برکات بہاء اللہ سے بھر جائیگا جیسا کہ الفارق کیساتھ ہی الہام ہوا "غلام قادر آئے گھر نور و برکت سے بھر گیا" یہ غلام قادر یہی عبدالقادر راقم مضمون ہے اسکی تفصیل دوسری جگہ کیجائیگی)

دسمبر ۱۹۰۴ء میں ایک شگفتہ رمز کے طور پر بہار بہائی کے ظہور کی یوں خبر دی کہ "رسید مژدہ کہ ایام نوبہار آمد" خوشخبری ملی کہ نئی بہار کے ایام نزدیک آگئے۔

چنانچہ اس موسم بہار کیلئے جو تخم ریزی کیگئی تھی اور جو درخت لگایا گیا تھا وہ حضرت اسمٰعیل کی شاخ حضرت محمد زرقانی کے ذریعہ لگایا گیا تھا۔ (حضرت میرزا محمود زرقانی کے والد کا نام اسمٰعیل ہے جو ایک مخلص بہائی تھے) ۱۰ فروری ۱۹۰۶ء کو اسی کے متعلق الہام میں جناب میرزا صاحب سے کہا گیا کہ یخرج ھذہ وغمہ ودحۃ اسمٰعیل فاحفظھا حتی یخرج اسکا ثمر ابھی نکالدیگا۔ اسمٰعیل کے درخت کو پوشیدہ رکھو یہانتک کہ ثمر ظاہر ہو جائے۔ چنانچہ وہ اسمٰعیل کا درخت جو اسمٰعیل کی شاخ حضرت محمود زرقانی کے ہاتھوں لگا تھا مارچ ۱۹۲۴ء میں بار ور ہو کر جماعت احمدیہ میں ظاہر ہوگیا۔ اور اسمیں شاخیں اور پھل پھول نمودار ہو رہے ہیں۔ چنانچہ اسی ۸ فروری ۱۹۰۶ء کو جناب میرزا صاحب خواب دیکھتے ہیں کہ ہمارے باغ کے قریب ایک نہر رواں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اب باغ چند روز میں پرورش پا جائیگا۔ "باغ سے مراد اپنی جماعت ہے" چنانچہ ظہور اعظم کے لئے یہ جماعت پرورش یعنی تعلیم پاتی رہی۔ اور اب مخالفت نہ کرنے پر روحانی سلامتی و بستی کا پیام ہے۔ اور مخالفت کرنیوالی جماعت کے منتشر اور تتر بتر کرنے کا اعلان خدائی فرشتہ کر رہا ہے۔

درخت اسمٰعیل کا الہام اور باغ جماعت کا خواب ۱۸ فروری ۱۹۰۶ء کو ہوا۔ اسی کے متصل ۱۰ فروری ۱۹۰۶ء کو جناب میرزا صاحب نے یہ رویا دیکھا کہ ایک کثیر جماعت میرے پاس کھڑی ہے ایک حاکم آیا اور اسنے کھڑے ہو کر کہا کہ کیوں نہ اس جماعت کو منتشر کر دیا جائے۔ میں نے کہا کہ اس جماعت میں کوئی مخالفت نہیں صرف تعلیم پاتے ہیں۔ پھر اس حاکم نے کہ گویا وہ ایک فرشتہ تھا آسمان کی طرف منہ کر کے ایک دو باتیں کہیں جو سمجھ میں نہیں آئیں۔ پھر اسنے مجھے مخاطب کر کے کہا السلام اور چلا گیا۔"

اب احمدی جو تمام محمدیوں کو کافر اور صرف اپنے کو مسلمان کہتے ہیں ظہور اعظم کے شرف قبول سے مشرف ہو کر نئے سرے سے حقیقی مسلمان ہونگے۔ چنانچہ اسی ۱۰ فروری کے بعد دوسرے دن ۱۱ فروری ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا چہ دور خسروی آغاز کردند

مسلماں را مسلماں باز کردند

۲۲ فروری کو وہ الہام ہوا جو بار بار پہلے بھی ہوتا رہا ہے کہ انی مع الافواج اتیک بغتۃ "میں اپنی فوجوں کیساتھ اچانک تیرے پاس آؤنگا۔ ۱۴ مارچ ۱۹۰۶ء کو ظہور اعظم کے مقام عالی کی بابت جناب مرزا صاحب کو اور آپکی جماعت کو الہام میں کہا گیا ؎

مقام او میبن از راہ تخمیں ۔ بدور العرش رسولاں نا کردند

۱۵ مارچ ۱۹۰۶ء کو کہا گیا کہ وہ مظہر آہی اور وہ خلیفۃ اللہ جو دنی فتدلی کا مصداق ہے جسکے مقام عالی پر مرزا صاحب اپنا پہنچنا ناممکن اقرار کرتے ہیں جماعت احمدیہ کے سامنے قوت و شوکت کیساتھ اسکا ظہور ہوگا۔ چنانچہ الہام ہوا "خدا نکلنے کو ہے"۔ "یہ خدا کا وعدہ ہے اور خدا کا وعدہ نہیں ٹلیگا اور ضرور ہو کر رہیگا۔"

انی مع الافواج اتیک بغتۃ یعنی میں فوجیں لیکر تجھپر اچانک آپڑونگا۔ (اس فقرہ کے صحیح معنی از روئے قواعد یہی ہیں) ایکطرف تو یہ الہام بار بار ہوا۔ دوسری طرف یہ الہام ہوا کہ میں تمہیں بھی ایک معجزہ دکھاؤنگا۔ ادھر فرشتہ کا یہ کہنا کہ "انتظام یہ ہو رہا ہے کہ گرایا جائیگا" وغیرہ وغیرہ

ان باتوں کے ہوتے ہوئے جناب میرزا صاحب کے ساتھ اتنے لوگ کیسے ہو گئے یہ تو فتنہ برپا ہوگیا آخر اسکا راز کیا ہے؟

الحمد للہ کہ راز کھولنے والے اور مہر توڑنیوالے نے انکشاف حقیقت کر دیا۔ سبحان اللہ تعالیٰ نے ۱۹۰۷ء میں مرزا صاحب سے کہلا دیا "یہ حیرت میں ڈالنے والا مسئلہ ہے کہ جب تک انجام اچھا نہ ہو ابتدا کی بھلائی کچھ لطف نہیں دیتی۔ ایک غور کرنیوالا جب مسلمانوں کی موجودہ حالت کو دیکھتا ہے تو حیران رہجاتا ہے کہ ابتدا میں کیا تھی

©Afnan Library Trust. 2026

اور اب یہ حالت کیسی ہے۔ بہت بڑا فتنہ سب سے خطرناک علیہ باطل کا ہے۔ اور دوسرا آریہ مذہب والوں کا۔ یہ دونوں بہت بڑھ ہیں اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجسٹ اور شرک کی ترقی اور بلندی ظاہر کرکے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھانا چاہتا ہے کہ کیونکر وہ اسقدر بڑھی ہوئی بات کو اکیدم میں گرا سکتا ہے۔ جیسے اذا اھلک فلانا کی بعدہ کا نظارہ دکھایا۔ اسوقت کسی کے وہم و خیال میں بھی نہیں آسکتا کہ اس شرک کو کیونکر گرایا جائیگا مگر آخر اللہ تعالیٰ اسکو گرا دیگا۔ اس شرک کو اسی لئے اسقدر اونچا کیا گیا ہے تاکہ اسکے گرنے کا نظارہ ایک معجزہ ہو۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت اور عادت میں داخل ہے کہ وہ لوگوں کو تھکاتا اور حیرت میں ڈالنا چاہتا ہے اسپر حضرت مولوی نورالدین صاحب نے عرض کی کہ حضور لیضل کے معنی حیرت میں ڈالنے کے بھی ہیں۔ (ملفوظات احمدیہ صفحہ ۱۸۷)

خدا نکلنے کو ہے۔ خدا اپنی فوجوں کیساتھ اچانک آئیگا۔ انتظام یہ ہوا ہے کہ گرایا جائیگا وغیرہ وغیرہ امور کے ظہور کا وقت اب آپہنچا۔ چنانچہ انہیں الہامات کے سلسلہ میں ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء کو یہ الہام ہوا کہ رفیقوں کو کہدے کہ عجائب و عجائب کام دکھانے کا وقت آگیا۔"

۲۰ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء اے میرے خدا یہ زلزلہ جو نظر کے سامنے ہے اسکا وقت پیچھے ڈالی۔ "اصل عرض تو عذاب ہے ورنہ زلزلے تو پہلے بھی آچکے ہیں۔" (۲۸ مارچ) اسکے وقت میں تاخیر ڈالی گئی۔ مگر نہیں کہہ سکتے کہ کتنی تاخیر ہے۔

۱۴ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء "زلزلہ آیا زلزلہ آیا۔" پھر ایک مثیل موسیٰ کے متعلق الہام ہے جسکے ظہور کی دوسری جگہ خدا یوں خبر دیتا ہے کہ ایک موسیٰ ہے میں اسکو ظاہر کرونگا۔ اور لوگوں کے سامنے اسکو عزت دونگا۔ یہ جسنے میرا گناہ کیا اسکو گھسیٹونگا اور اسکا دودھ دکھلاؤنگا۔ میرے نشان روشن ہونگے۔ میرا دشمن ہلاک ہوگیا۔ بعینہٖ ہلاس ہو جائیگا۔ ہمن امدا لیکھا خذ انال جا پیاہے (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۲)

چنانچہ اپریل کے بعد ۶ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کو الہام ہوا جسمیں اس ظہور اعظم کے لشکروں کی بابت کہا گیا ہے کہ ان لوگوں کے بارے میں مجھسے بات نکر جو ظالم ہیں۔ میں انکو ضرور غرق کرونگا۔"

خود جناب میرزا صاحب کا بیان ہے کہ یہ الہام خاص احمدی دوستوں کے لئے ہے اور ایک بڑے عذاب سے انکو ڈرایا گیا ہے۔"

۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کو اسی زلزلہ کی بابت پھر الہام ہوا جو کہ جماعت احمدیہ پر آنیوالا ہے۔ ھل اتاک حدیث الزلزلہ بل یاتیھم بغتۃ "اگر چاہوں تو اسدن خاتمہ۔"

---

۳۰ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کو ظہور اعظم کی عظمت و اقتدار پر جماعت احمدیہ کو مقابلہ سے روکنے اور وقت کو بچاتے کیلئے۔ پھر اسی روز الہامی تنبیہ کیجاتی ہے کہ "خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے پر تو بے وقت کو دیکھا نہ دیکھا نہ جانا۔ یہ ہمن اوتار کا مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔ دب فرق بین صادق و کاذب۔ اے میرے رب تو سچے اور جھوٹے میں فرق دکھلا دے انت تری کل مصلح و صادق

تو ہر ایک اصلاح کرنیوالے اور سچے کو دیکھتا ہے۔" ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۶ء کو ایک الزام یا نظارہ دکھائی دیا۔ (وہی زلزلہ جماعت احمدیہ) اور الہام ہوا لمن الملک الیوم للہ الواحد القھار۔ آج ملک کسکا ہے اللہ واحد قہار کا۔ مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور انکی تعظیم ملوک اور ذوی الجبروت کرتے ہیں۔ اور ان پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا۔ اور سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ فرشتوں کی کھچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ فلا تاخذنا لعذاب الیم پر تو نے وقت کو پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔"

اسیکے ساتھ ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء میں ان احمدیوں کی یہ حالت بیان کیگئی ہے کہ "اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ زمین پر فساد مت کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرتے ہیں۔

۱۶ جون کو پھر کہا "زلزلہ آنیکو ہے۔" ۴ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو جناب میرزا صاحب نے دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے۔ پھر یہ الہام ہوا اردت ان استخلف فخلقت آدم میں نے چاہا کہ خلیفہ بناؤں پس میں نے آدم کو خلیفہ بنایا۔ یہ وہی الہام ہے جو بالکل ابتداء میں جناب میرزا صاحب کو ہوا تھا اور آپنے اس خلیفہ اللہ کو دفع فتنہ دجالی کا مصداق ٹھہرا کر اپنے اس درجہ پر پہنچانا ممکن ٹھہرایا تھا اب اس زلزلہ کیساتھ اسی خلیفہ اللہ کا ذکر صریح اس امر کی شہادت ہے کہ جماعت احمدیہ پر آنیوالا زلزلہ اسی خلیفہ اللہ کے اعلان ظہور سے وابستہ ہے۔ اس ظہور اعظم کے مقابلہ میں سب آوازیں پست اور سب دعوے ہیچ ہو جائینگے۔ سب مدعی پکڑے جائینگے۔ اور شکست کھائینگے۔ اسد اللہ غالب رہیگا۔ ۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء خدا تعالیٰ میرزا صاحب کو خبر دیتا ہے۔ "لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے شیر خدا نے انکو پکڑا اور شیر خدا نے فتح پائی۔"

---

۲ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء احمدیوں کو کہا جاتا ہے "لنبلونکم البتہ ہم تمکو آزمائینگے۔" اس امتحان میں جو نہیں ہونگے وہ شکست کھائینگے اور توڑ دیئے جائینگے۔ ۱۵ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء کو ایسی ہی پیشگوئیوں پر مشتمل الہام ہوئے۔ پہلا الہام "قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹے کام بنا دے۔ بنا بنایا توڑ دے کوئی اسکا بھید نہ پاوے۔"

دوسرا الہام جو الہام مذکورہ بالا "اگر چاہوں تو اسدن خاتمہ" کی تائید اور الہام اعظم مغرقون متعلقہ جماعت کی تصدیق ہے جسمیں احمدی بیڑے کے متعلق خبر دیگئی ہے جو یہ ہے کہ

"مکرین کا بیڑا غرق ہوگیا۔"

احمدی دوستو! خدائے برتر بے نیاز اور غنی عن العلمین ہے۔ وہ تمکو اونچا کرکے پھر گرا کر قدرت کا نظارہ اور ظہور اعظم کا معجزہ دکھانا چاہتا ہے۔ کیونکہ ظہور الٰہی کا مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔ اور ہمیشہ سے یہی مکذبین کا انجام ہوا ہے ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء کو جناب میرزا صاحب جماعت احمدیہ کی موت روحانی کی الہامی خبر دیتے ہیں کہ "عجیبتہ ان تموتوا کریم اپنے مرنے سے تعجب کرتے ہو۔ یہ خدا کا کام ہے اللہ اکبر یہ قدرت کا کرشمہ ہے اور تمھاری نظر میں عجیب۔

اسیکے قریب ۶ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء کو جناب میرزا صاحب کے اہل خاندان کی طرف اشارہ کرکے کہا گیا۔ "ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر۔" ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء "ایک امتحان ہے بعض آدمی بچ جائینگے اور بعض چھوڑے جائینگے۔"

نیکی کا باب حقیقی یوں دکھایا گیا ہے۔ (۱۸ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء) "قدرت کے دروازے کھلے ہیں نیکی یہی ہے کہ خدا کے احکام کو پورا کرنا۔"

اب اے احمدی دوستو! ظہور حق کے مقابلے میں انکبار نکرو جیسے تمھارے آقا نے عاجزانہ طور پر جھکا دیا تم بھی اگر قبول نہ کرسکو تو سر جھکا کر خاموش ہو جاؤ۔ اور مشیت الٰہی پر نوز کرتے رہو تاکہ کہا جائے کہ "تیری عاجزانہ راہیں اسکو پسند آئیں۔" اب حقیقت کا آفتاب نکل آیا ہے۔ اصل عہید کا کھوج لگ گیا ہے

۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء حم والکتاب المبین یہ کتاب مبین کی نشانیاں ہیں۔" راز کھل گیا۔" اب خدا کے احکام کو پورا کرنا ہی نیکی ہے۔ یہی وہ حلقۂ اطاعت ہے جسمیں داخل ہونیکا تمنے عہد کیا تھا کہ ہم مسیح موعود کے تمام دعاوی پر ایمان رکھینگے اب صادق مسیح موعود حضرت بہاء اللہ تمھارے لئے ظاہر ہو گئے پس ایمان لاؤ اور حلقۂ اطاعت سے باہر نہ جاؤ۔ دیکھو دیکھو الٰہی فرمان آیا ہے کہ "کوئی درباری حلقۂ اطاعت سے باہر جانے نہ پائے۔ کوئی درباری اس جرم پر سزا سے محفوظ نہ رہیگا۔" "سلطان عبد القادر"

(البشریٰ جلد دوم صفحہ ۲۴۳)

ہمارے جوابات الفضل میں شائع کیجئے

بخدمت جناب مکرم قاضی محمد ظہور الدین اکمل ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ہمارا اور آپکا مناظرہ شخصی نہیں ہے۔ آپ بھی جماعت احمدیہ کی طرف سے خط و کتابت فرما رہے ہیں اور جماعت احمدیہ کو ہمایوں سے انفرادی گفتگو اور مباحثہ کرنے کا اعلان الفضل میں کیا گیا ہے۔ پس معاملہ جماعت کا ہے اسلئے جماعت احمدیہ کو بھی مکمل گفت و شنید اور مراسلات سے اطلاع دینا آپکا فرض ہے۔ ہم اپنی جماعت کو مفصل اطلاع کے لئے طرفین کی پوری خط و کتابت کو کوکب ہند میں شائع کر رہے ہیں۔ آپکے جوابات پورے پورے ہمنے کوکب ہند میں نقل کئے آپنے ہمارا ایک جواب بھی الفضل میں پورا نقل نہیں کیا۔ حالانکہ ہمنے گذشتہ چٹھی میں یاد دہانی بھی کی تھی۔

اب آپ ہمارے جوابات پورے نقل کرائیے جیسا ہم آپکے جوابات نقل کر چکے ہیں۔ ورنہ جماعت احمدیہ "تنہا پیش قاضی فرقتی" کی مصداق ہوگی۔ اور یہ عالم دیانت و انصاف میں جائز نہیں

آپکی چٹھی جو الفضل ۱۳ دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء میں شائع ہو چکی ہے اسکا جواب عنقریب دیا جائیگا۔ آپ سب سے پہلے ہمارے جوابات الفضل میں نقل کرائیے۔ اور اپنی وسعت حوصلہ کا ثبوت دیجئے۔ (حشمت اللہ آگرہ)

حضرت میرزا محمود زرقانی امرتسر سے بخیر التشریف لیگئے تھے۔ وہاں سے پندرہ دسمبر کو امرتسر ہوتے ہوئے لاہور روانہ ہو گئے شرکت کانونشن کے لئے بعد حضرت صوفی بھی یہیں پہنچینگے۔ کارکنان کوکب ہند بھی ۲۲ یا ۲۳ کو بمبئی کے لئے روانہ ہو جائینگے۔

(مطبوعہ آگرہ اخبار پریس آگرہ)

©Afnan Library Trust, 2026